٧٨٦

بست سالہ عہد حکومت

اعلیٰحضرت امیر المومنین خلیفۃ المسلمین حافظ الحرمین الشریفین سلطان المعظم
والمکرم مولانا السلطان عبد الحمید خان ثانی الغازی ایداللہ بہ آمین

شہنشاہ ٹرکی

مصنفہ شہزادی۔ این۔ ڈی۔ لوسگنان خاتون انگلستان

جسکو

مولوی محمد انشاء اللہ صاحب زمیندار انعام آباد ضلع گوجرانوالہ واڈیٹر وکیل امرتسر

نے

ترجمہ کرکے باضافجات کثیر تالیف کیا
سنہ ۱۹۰۰ء مین

حمیدیہ ایجنسی امرتسر کیلئے مطبع روز بازار امرتسر مین چھپی

بار چہارم — قیمت فی جلد عہ

فہرست تصویرات بست سالہ عہد حکومت امیر المومنین

۱۔ اعلیٰحضرت امیر المومنین سلطان عبد الحمید خان ثانی ۲۔ سلطان عبد العزیز مرحوم ۳ سر ہنری ایلیٹ سابق سفیر انگلستان ۴۔ حسن بے ۵ سلطان مراد ۶ عبد الکریم پاشا ۷ گرینڈ ڈیوک نکولس ۸ غازی عثمان پاشا مرحوم ۹ جنرل ٹوڈلبین ۱۰ سلیمان پاشا ۱۱ احمد علی پاشا ۱۲ جنرل سکوبیلاف ۱۳ غازی مختار پاشا ۱۴ عمر پاشا ۱۵ پرنس بسمارک ۱۶ پرنس گارچکوف ۱۷۔ لارڈ بیکنسفیلڈ ۱۸ ہوبرٹ پاشا ۱۹ مسٹر گلیڈسٹون ۲۰ قلعہ چناق قلعسی ۲۱ قلعہ کلید بحر ۲۲ سلطان مراد کا استقبال ۲۳ جنگ پلیونا۔ ۲۴ ممبران قسطنطنیہ کانفرنس ۲۵ قسطنطنیہ۔ قصر چراغان +

بست سالہ عہد حکومت خلیفۃ المسلمین اعلیٰحضرت سلطان عبد الحمید خان ثانی الغازی خلد اللہ ملکہ

(باتصویر): - اس نادر کتاب میں شہنشاہ روم کے عہد حکومت کے بست سالہ حالات بڑی وضاحت اور عمدگی سے درج کیے گئے ہیں۔ یہ کتاب بوجہ عام پسند اور دلچسپ ہونیکے کئی دفعہ چھپکر ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو چکی ہے بارہ برسوں کے حالات انگلستان کی ایک شہزادی کی کتاب سے لئے گئے ہیں۔ اردو زبان کی کتابوں میں اس بات کا فخر صرف یہی کتاب کر سکتی ہے کہ اسے خلیفۃ المسلمین کے ملاحظہ ہمایوں سے گذرنے کی سعادت اور نیز یہ شرف حاصل ہوا کہ ذات قدسی صفات حضرت شہنشاہی نے اسکا ترکی میں ترجمہ کیے جانیکا ایماء فرمایا۔ حجم چھ سو صفحہ۔ اس کتاب کو ۱۸۷۶ء سے لیکر ۱۸۹۶ء تک بیس برس کے زمانہ کے لئے تمام اسلامی ممالک اور نیز اسلامی دنیا اور دیگر دول (امریکن۔ یورپین۔ افریقن و ایشیا) کی باہمی تعلقات کی مفصل و کمال دلچسپ تاریخ سمجھنا چاہیئے۔ تنازعہ ٹرانسوال کے ابتدائی حالات بھی اس میں موجود ہیں۔ **قیمت فی جلد** ڈھائی روپے عہ/۸

تاریخ خاندان عثمانیہ: - اس کتاب میں صرف خاندان عثمانیہ کے حالات پر ہی کفایت نہیں کی گئی بلکہ ضمناً کئی دیگر اسلامی سلطنتوں کے تنزل و بربادی کے حالات و واقعات اور اسباب اور یورپین پالیسی اور مشرقی مسئلہ پر بھی مفصل بحث کرنے کے ساتھ ہی ان ضروری اوصاف اور خوبیوں کی توضیح کیگئی ہے جنکے بغیر کوئی قوم متقدر اور زندہ قوم نہیں رہ سکتی۔ یقین ہے کہ تاریخ بالخصوص اسلامی تاریخ سے واقفیت پیدا کرنے اور دول یورپ اور اسلامی طاقتوں کی موجودہ و سابقہ تعلقات کے اسرار کو معلوم کرنیکے شائقین اس بسیط کتاب کا مطالعہ فائدہ سے خالی نہیں پائینگے۔ آجتک اردو میں کوئی ایسی کتاب شائع نہیں ہوئی جسمیں مسلمانوں کی اس واحد مقتدر سلطنت کے حالات جو کئی صدیوں سے اسلام کی پولیٹیکل طاقت کو قایم رکھنے کا کام دے رہی ہے ایسی شرح و بسط سے جدید تاریخی اصول لکھے گئے ہوں +

اس کتاب کی دو جلدیں ہیں جلد اول میں ابتدائے خاندان سے سلطان محمد چہارم کی عہد تک حالات ہیں **قیمت** (عہ) اور دوسری جلد میں سلطان سلیمان ثانی ۱۶۶۷ء سے لیکر جلالتماب سلطان عبد الحمید خان ثانی شہنشاہ حال کی تخت نشینی تک کے مفصل حالات قلمبند کیے گئے ہیں جسکی قیمت (عہ) **قیمت** ہر دو حصہ چار روپے چار آنہ للعہ

مفروضہ مظالم آرمینیا (ہ) ۔ واقعات روم (۱۲/) ۔ ٹرکی کی موجودہ حالت (۳/) ۔ حالات استنبول (۳/) ۔ ترجمہ فیوچر آف اسلام (ہ)

مظالم آرمینیا انگریزی (۶) ترکی کی موجودہ ترقیات اور اسلامی دنیا کا فوٹو عہ

فہرست مضامین اصل کتاب

فہرست مضامین حواشی یا فٹ نوٹس منجانب مترجم

۵؎ چونکہ یہ فہرست حال تک درست کرکے کتاب ترکی کی موجودہ حالت میں دیدی گئی ہے اسلئے یہاں سے کاٹ دیگئی۔

عرضِ حال

جو تیسرے اڈیشن کے ساتھ شائع کیگئی تہی

یہ کتاب انگلستان کی ایک منصف مزاج بیگم شہزادی این ڈی لونگمان نے سلطنت عثمانیہ مین کئی برس تک رہکر سنہ ۱۸۹۶ء مین تصنیف کی تہی جس مین اعلیحضرت امیر المومنین کے عہد حکومت کے پہلے بارہ برسون کے حالات درج کر کے والا قدر مصنفہ نے یوروپ اور ٹرکی کے پیچیدہ پالیٹکس کو عملی طور پر سمجھا کر عام فہم بنانے اور جو مشکلات عدیدہ یوروپین طاقتون کی مہربانی سے ہمارے مولانا سلطان **عبدالحمید خان** کو ہر وقت حائل رہتی ہین۔ اونکے واضح کرنے مین کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہین کیا۔ اس خاتون والا منزلت کی عالی دماغی اور وسعت نظر کا اس سے بڑھ کر کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ یوروپ کی دول عظام اور ٹرکی کے تعلقات اور انگلستان کے چند ناعاقبت اندیش مدبرین کی غلط حکمت عملیون سے جو خطرات پیدا ہونے کی نسبت شہزادی صاحبہ نے جو حکم لگائے تہے۔ اونمین سے اکثر پورے ہوگئے ہین یا ہوتے نظر آرہے ہین۔

اپنے ملکی بہائیون کو اس عظیم غلطی سے متنبہ اور اپنے **خلیفۃ المسلمین** کی اسلامی جمیلہ سے جو سلطنت عثمانیہ کی اصلاح کے لیئے کیگئی۔ اور کیجارہی ہین واقف کرنے کے لیئے مین نے اس کتاب کا ترجمہ اردو مین کر کے مختلف مقامات پر اپنی طرف سے جا بجا مختصر حواشی بڑہا دیئے ہین۔ یہ ترجمہ پہلی دفعہ سنہ ۱۸۹۷ء مین مطبع خادم التعلیم پیسہ اخبار لاہور مین شائع ہوا تہا جسے سر سید و اکثر دیگر اہل الرائے نے اسے بنظر استحسان دیکہ کر خاکسار کی حوصلہ افزائی کی۔ اہل ملک نے اوس کو ایسی اشتیاق سے خریدا کہ بہت جلد کتاب مذکور کو ضروری ترمیمات و اضافون کے بغیر ہی پہر دوبارہ چہاپ دینا پڑا۔ اگرچہ تیسرے اڈیشن مین مولف نے اس

اس کمی کی بابت تلافی کر دی ہے۔

پہلے دونوں ایڈیشنوں میں بعض مقامات پر انگریزی کا تحت لفظی ترجمہ ہونے کی وجہ سے مطلب ادا ہونا قاصر رہا جس کی سہولت کیلئے ہی یہ کتاب چھاپی گئی تھی اسلئے سمجھنے میں بہت دقت درپیش آتی تھی۔ اس دفعہ ان کو جہاں تک ممکن ہو سکتا تھا۔ واضح اور صاف کر دیا گیا ہے ۱۸۵۵ء سے لیکر ۱۹۰۰ء تک کے واقعات کی ایزادی سے یہ کتاب اعلیحضرت امیر المومنین کے عہد حکومت (جسے خداوند کریم بہت دراز کرے) کے بیس برسوں کی مکمل تاریخ ہو گئی ہے۔ اس مبارک عہد کا اگرچہ کوئی دن اور یہ زحمات عظیمہ اور حادثات عجیبہ کے وقوع سے خالی نہیں رہتا۔ لیکن ۱۸۹۵ء ۱۸۹۶ء مفروضہ مظالم آرمینیا۔ بغاوت کریٹ۔ رہم سوڈان وغیرہ کی وجہ سے خاص طور پر عجیب معرکے کے دو برس گذرے ہیں۔ اس لیئے ان کے حالات کو نہایت پوری شرح و بسط کے ساتھ درج کرنا مناسب معلوم ہوئے۔ مگر ان سے کتاب کا حجم اس قدر بڑھ گیا ہے کہ دیگر ضمیمہ جات جن کا حواشی میں حوالہ ہی دیا جا چکا ہے مجبوراً جیساکہ معذرت میں عرض کیا گیا ہے علیحدہ رسالوں کی شکل میں شائع کرنے پڑے۔ ناظرین پہلے کی مجلدی کو اسی سے قیاس کر سکتے ہیں۔ کہ اس ایڈیشن کا حجم پہلے دونوں ایڈیشنوں سے دگنے سے زیادہ ہے۔ پہلے اور دوسرے ایڈیشن کا مضمون اسکے ایک سو ساٹھ صفحوں پر ختم ہو کر باقی چار سو صفحے نئے مضمون کے ہیں۔

علاوہ بریں اس مرتبہ کاغذ بھی نہایت نفیس لگایا گیا ہے۔ مگر باوجود ان سب باتوں کے موجودہ ایڈیشن کے پبلشر شیخ غلام محمد صاحب مالک مطبع روزبازار و اخبار وکیل امرتسر نے کمال عالی حوصلگی سے ابنائے ملک کی فائدہ کو اپنی عادت مستمرہ کے مطابق ذاتی فائدہ پر مقدم رکھکر کتاب کی قیمت بطور سابق وہی ایکروپیہ رکھی ہے۔

ٹرکی کے متعلق ان کتابوں کا سلسلہ شائع کرنے سے جو میرا مدعا ہے اوسے میں رسالجات وقعات روم اور مروضہ مظالم آرمینیا کے عرض حال میں گذارش کر چکا ہوں۔

اگر ناظرین میری اور شیخ صاحب کی ان خدمات کو ملک اور قوم کے لیئے مفید خیال فرماوین تو مجھکو امید ہے کہ وہ دعا خیر سے دریغ نہ فرماوینگے + ان ہماری کوششوں کو پبلشر موجود تیاری سے بھی انعام کی نظر سے دیکھا جائیگا تو مشکور ہونگے

خاکسار بندہ محمد انشاء اللہ عفی عنہ۔ زمیندار انعام آباد وجہاڑ ضلع گوجرانوالہ۔ حال ایڈیٹر وکیل امرتسر +

معذرت

کتاب کا حجم بہت بڑھ جانیکی وجہ سے ضمیمہ جو ٹرکی کی موجودہ حالت اور جنکا حواشی میں جابجا حوالہ دیا گیا ہے اس کے ساتھ شامل نہیں کیے گئے۔ اور ہمکو ایک علیحدہ رسالہ کی شکل میں شائع کرنا زیادہ مناسب سمجھا گیا ہے۔ رسالہ مذکور میں فقط ٹرکی ہی پر اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ اوسکے باجگذار صوبجات مصر بلگیریا رومیلیا اور صوبجات مقبوضہ غیر جیسے قبرص ٹیونس اور بوسنیا و ہرزگوینا کی موجودہ حالت بھی واضح کر دیگئی ہے۔ اور اس سلسلہ کتب کی تکمیل کیلئے نہایت تنعازان ہی اعلیحضرت امیر المومنین عبد الحمید کے تخت نشین ہونے تک کے زمانہ کی مبسوط و مشرح تاریخ جداگانہ تیار کر دیگئی ہے۔ یہ دونوں انشاء اللہ العزیز عنقریب شائع ہو جائینگی۔ گو ان دونوں مجلدوں کا کاغذ نصف سے زیادہ چھپ چکے ہیں۔ پہلے رسالہ کی قیمت (۴ر) اور تاریخ خاندان عثمانیہ کی بھی رکھی گئی ہے + جو خواستگار ہوں بنام محمد انشاء اللہ منیجر رسالہ جات اسلامی امرتسر طلب کر سکتے ہیں + (خاکسار مؤلف)

لہ یہ کتابیں شائع ہو چکی ہیں

ضروری گذارش - جس کتاب پر مولف کے قلمی انگریزی دستخط اور ضمیمہ کمپنی کی مہر نہ ہو وہ مال مسروقہ ہوگی ایسی کسی کتاب کی اطلاع دینے والے کا بشکریہ تمام شکریہ ادا کیا جائیگا - بندہ محمد انشاء اللہ ایڈیٹر وکیل امرتسر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مصنف شہزادی صاحبہ کا دیباچہ۔

انگریزی طرز زندگی کے موجودہ تغیرات و تبدل مین پارٹی طرفداریون اور فریقانہ تنازعات کے دائرہ کا رفتہ رفتہ بہت وسیع ہو جانا نہایت ہی قابل افسوس امر ہے۔ یہ سیلان ۱۸۶۵ء سے پولٹیکس (علم تدبیر امور سلطنت) مین خالص جمہوریہ خیالات کی پارٹی کی شمولیت سے ظاہر ہو رہا ہے۔ مگر یہ امر مختلف پارٹیون کے سرغنہ زمانہ حال ہی کے سرغناؤں پر موقوف تہا۔ کہ وہ ان پارٹی تنازعات کو فارین پالیسی (تعلقات بیرونی کی حکمت عملی) تک بڑہا کر سب سے بڑے قومی تعلقات اور اغراض کو معرض خطر مین ڈالین۔ زمانہ حال کے پارٹی پولیٹیشن (ایک فریق کے مدبر) کے نزدیک ایک پرانے فرایسی گیت کے کان کن کیطرح کوئی چیز مقدس نہین۔ اور جب کہ فریق مخالف کی کسی ممبر کو کسی محکمہ سے نکالنے اور اپنے ہمدردون مین سے کسی ایک کے لیئے اس عہدے کو حاصل کرنے کا مسئلہ پیش ہو تو نہایت ہی قدیم اور باوقعت پالیسی ایسی سرعت سے توڑ دیجاتی ہے جسطرح امریکن سیاح نے اوس مقدس لیمپ[1] کو جو ہزار سال سے برابر جلا رہا تہا گل کر دیا تہا۔

سلطنت عظمیٰ روم سے انگریزی حکومت کی راہ و رسم کے تغیر کا باعث یہی سیلان ہے۔ نہ کہ وہ دلائل اور اسباب جن کو لارڈ بیکنسفیلڈ ہائی پالیسی یعنی تدبیر اعلیٰ کے نام سے موسوم کرتے تہے۔ اتفاق سے جب کہ سلطنت روم مین ایکنازک موقعہ درپیش آیا۔ تو اوس وقت کنسرویٹو فرماں انگلستان مین حکمران تہا۔ اور اس گورنمنٹ نے

[1] کہا جاتا ہے کہ قدیم رومہ والون نے بعض قبرون مین اس صنعت سے چراغ رکہے تہے۔ کہ وہ صدیون تک برابر خود بخود جلتے رہے۔ چنانچہ پوپ پال سوم کے عہد مین ایک اسی قسم کا چراغ طلیہ دختر سسرو کی قبر مین پایا گیا تہا۔ جو اس مین پندرہ سو پچاس برس تک بند ہوا ہوا برابر جلتا رہا۔ رومار کی خانقاہون اور مزارون کے منہدم ہونے پر ایک چراغ ملا جو لگاتار بارہ سو برس سے جل رہا تہا۔ اس قسم کے دو چراغ لیڈن اایبڈمکے ایک مشہور شہر کے عجائب خانہ مین موجود ہین۔ کشمیر مین بہی حکیم بو علی سینا کا اسی صنعت کا ایک چراغ تیار کیا ہوا ملتا تہا مگر اس مین یہ اور طرہ تہا کہ اسکی حرارت سے ایک حمام بہی ہر وقت گرم رہتا تہا دو صدی کے بعد حمام ایک ایسے شخص کے تصرف مین آ گیا جس نے اوس طلسم کے معلوم کرنیکے لیئے حمام کو کہودنے کا حکم دیا۔ لیکن چراغ کو جس وقت خارجی ہوا پہونچی معاً گل ہو گیا۔ اور پہر روشن نہ ہو سکا حساب لگایا گیا تہا کہ اگر حمام کہودا نہ جاتا تو یہہ چراغ کئی صدیان اور بہی جلتا رہتا۔

قدیم الایام کی روایتون کے مطابق انگریزی خارجیہ پالیسی کو قایم رکھنے کی نیت سے ایسا رویہ اختیار کیا جو کم و بیش باب عالی کی رعایت مین تہا۔ لبرل فریق کے سرگروہ یہ خیال مدنظر رکھ کر کہ "مخالفت کرنا فریق مخالف کا ایک لازمی فرض ہے" اپنے ہی فورٹری کے سخت جانی دشمنون کے پلڑے مین جا چڑہے۔ یعنی اونکے طرفدار ہوگئے۔ اور عام لوگون مین حالت اضطراری پیدا کرکے کنسرویٹو گورنمنٹ کو جو ایسی بڑی مستقل مزاج نہ تہی اونکی تاریخی مضبوط بندشون سے ہٹا دینے مین کامیاب ہوئے۔ اور اوس کو مجبور کیا کہ وہ اپنے آپ کو بجائے دولت عثمانی کے مضبوط مددگار ہونے کے صرف اوس کے ایک سچے دوست ہونے کی وضع مین رکہے۔ جیسا کہ ان حالتون مین اکثر واقع ہوتا ہے پلیٹ فارم کے نوزاد مینڈک اور موی بتیان (جن سے طنزاً مقرر اور سپیکرون کی مراد ہے۔ مترجم) اور ملک کے اخبارات بقول ؎

اگر شاہ روز را گوید شب است این ۰ بباید گفت اینک ماہ و پرین

اپنے اپنے پولیٹکل آقاؤن کے حقوق خدمت بجالانے مین از سرتا پا غرق ہوگئے۔ یہان تک کہ ہر ایک ترکی چیز پر طرفداراز حقارت اور خلاف بیانی کی دہوکہ دینے والی روشنی ڈالی گئی اور اس شعلہ دار چمکارے مین ترکی مدبرون کا ہر ایک قول و فعل بدنما اور بیجا ظاہر کیا گیا۔ جس سے یہ نتیجہ پیدا ہوا کہ آج اس زمانہ مین بہی ایک ایسی سلطنت کی حالات واقعی معلوم کرنا جو وسعت مین بہت بڑی اور رعب وداب مین عظیم الشان ہے۔ اور جس کی قسمت کے ساتھ خود ہماری اپنی قوم کے نہایت ہی عزیز اور قیمتی تعلقات وابستہ ہین۔ قریب ناممکن کے ہے۔ ایک خاص نامہ نگار جس نے واقعی امور لکہے ہون اگر کسی خاص وقت زانکا بیان کرنا اوس پارٹی کے اون فوری فوائد کے نامناسب ہو کہ جن پر اوس کا آتا ہونت گرویدہ ہو رہا ہے۔ تو وہ اپنے مضمون کے مسودہ کو بالکل مسخ یا تراشا ہوا بلکہ کبہی تو بالکل ہی نظر انداز کیا ہوا پائے گا اور اپنے آپ کو ملازمت سے برطرف دیکہ لیگا۔

ان حالات کے ایسا ہونے اور اپنے ملک کو بہت ہی بڑے تجارتی اور مالی تعلقات کو جو اس وقت سلطنت عثمانیہ مین نازک حالت مین ہین مدنظر رکھکر یہ خیال میرے دلمین پیدا ہوا ہے کہ صداقت کی ایک تہوڑی سی خشک روشنی ان آنکھون کو جو ابہی فریقانہ آلکہ عرب کی چکاچوند سے ماند ہین پڑگئیں بری نہ معلوم ہوگی۔ اس لیئے مین نے یہ اپنا فرض جانا ہے کہ نوجوان نسل کو وہ حالات اور سچے واقعات بتاؤن جو مینے ٹرکی مین بہت سال رہکر حاصل کیئے ہین۔ اور ساتھ ہی اون الطاف کریمانہ اور عنایت خسروانہ اور اوس عزت و امتیاز کے شکر و امتنان کے خیالات ظاہر کردون جو مجہے اوس ملک مین نصیب ہوئے ہین۔ خاصکر اوس نامور شہنشاہ کے ہاتہون جو اس وقت اسلامبول کے تخت تبہری پر جلوہ افروز ہے ٭ پرنسس این ڈی لوسگنان۔

فصل اول

تخت نشینی - جنگ

ترکی تواریخ مین ایسے تھوڑے ہی صفحے ہونگے جو حیرت انگیز واقعون سے معمور اور تعجب خیز کیفیتون سے مزین نہ ہون - خواہ وہ میدان جنگ یا ایوان شوریٰ مین - خواہ وہ (۱) وائنا کی دیوارون کے نیچے یورپ کی افواج کے ساتھ نبرد آزمائی کر رہے ہون - یا باسفورس کے کنارے پر مغربی سفراء سے حکمت عملی مین مباحثات کر رہے ہون - اون آدمیون نے جن کے ہاتھون مین اسلام کی قسمت کی باگ رہی ہے - اون تمام دلوان کی توجہ کو جنہین بہادرانہ اور حیرت افزا چیزون سے ذرا بھی مس ہے اپنی طرف مصروف رکھا ہے - صرف اسی قسم کے ہی دل نہین ہین جنہون نے ہلال و صلیب کے مقابلہ مین اپنے آپ کو اول الذکر کیطرف کہنچتے ہوئے پایا ہے - بلکہ ڈریپر (۲) صاحب - جیسے

---

(۱) وائنا دار الخلافہ آسٹریا پر ترکون نے دو دفعہ حملہ کیا - پہلی دفعہ سلطان سلیمان اعظم صاحبقران نے ۱۵۲۹ء مین ہنگری اور اوسکے ملحقہ ممالک کو فتح کرکے وائنا کا محاصرہ کیا - اس وقت اسلامی طاقت یورپ مین درجہ کمال تک پہونچی ہوئی تہی - عیسائی بادشاہ اور فرمانروا سلطان معظم کے مقابلہ کی جرات نہین کر سکتے تہے - بلکہ سلطان معظم کے صدر اعظم ابراہیم پاشا کے ہاتھ چومنا اپنے لیے باعث سعادت اور موجب فخر سمجھتے تہے - یہ محاصرہ چالیس دن تک رہا - لیکن بارشون کی کثرت و دریائے ڈینوب کی بیحد طغیانی اور افواج قاہرہ مین وبا پھیل جانے کے باعث سے خاندان عثمان اعلیحضرت سلطان سلیمان اعظم قانونی کو واپس آنا پڑا - بار دوم سلطان محمد چہارم کے عہد مین اوس کے وزیر اعظم قرہ مصطفےٰ نے ۱۶۸۳ء مین ممالک جرمن کا بہت سا حصہ فتح کرکے وائنا پر حملہ کیا - مگر افسوس ہے کہ افسران فوج کے مشورے اور صلاح پر عمل نہ کیا - اور آخر کار آسٹریا والون سے شکست اوٹھا کر واپس لوٹ آیا - جن کی امداد کیلئے پولینڈ کا مشہور بادشاہ جان سوبیسکی جو اپنے زمانہ کا اول درجہ کا بہادر بادشاہ اور سپاہی مانا گیا ہے اپنی کل چیدہ فوج سے وائنا کی امداد کیلیے آیا تہا اور اوسی کی اعانت و امداد کا ... مفصل حال تاریخ خاندان عثمانیہ مین دیکھو -

(۲) جان ولیم ڈریپر عالم علم کیمیا بمقام سینٹ ہلنز انگلستان ۱۸۱۱ء مین پیدا ہوا - اوسنے علم کیمیا - فزیالوجی - فلاسفی اور تواریخ وغیرہ مین کئی کتابین لکہی ہین - اوسکی کتاب تاریخ مجادلہ فی مابین المذہب والعلم "History of Conflict between Religion & Science." ۱۸۷۴ء مین شایع ہوئی - اسی کتاب کا اردو ترجمہ جس کے انگریزی مین ۱۶ ایڈیشن ... ہو چکے اور دیگر زبانون مین ترجمے ہو چکے ہین - دفتر حمیدیہ ایجنسی امرتسر سے عنقریب شایع ہونیوالا ہے

مورخانہ طبیعتون اور کنگڈم کلفرڈ[۵۴] Kingdom. Clifford جیسے علمی دماغون نے ہی تابعین اسلام کی حمایت کرنے کے سوا کوئی چارہ نہ پایا۔ کتاب "مذہب و علم کے مقابلہ" مین ہم بار بار یہی پڑھتے مین کہ ترقی و تنزل کے باہمی جنگ وجدل مین سلطانون کی تلوارین ہمیشہ[۵۵] سابق الذکر کی تائید مین میان سے نکالی گئی ہین۔ اور وہی مشہور عالم حکیم اپنے عمدہ مضامین مین سے ایک نہایت ہی بڑھے چڑھے ہوئے مضمون مین تصدیق کرتا ہے کہ زمانہ وسطی کی شدت کی ۔۔ تاریکی مین صداقت اور نورانیت بہر مسلمانون ہی کی تلوارون کی دھار سے یورپ مین چمکی

مگر آجکل کے لوگ کہتے ہین کہ یہ سب کچھ تو بہت ہی قدیم زمانے مین واقع ہوا تھا۔ بہرحال فی زمانتا "مرد بیمار"[۵۶] مررہا ہے۔ وہ حیرت زا۔ نورانی ہالہ جو کبھی خلیفہ کی مرصع دستار کے گرد بڑی آب و تاب سے چمکتا تھا۔ اب صرف ایک پھیکی سی بے نور روشنی دیتا ہے۔ "وہ ہاتھ جو اسلام کا جھنڈا اٹھائے ہوئے ہے۔ اب بمقتضائے عمر کمزور ہوگیا ہے۔ اب مغرب کی وضع اس کبھی زمانے مین عظیم الشان رہ چکی ہوئی سلطنت کے ساتھ جس کے نام کے تذکرے پر مدبران مغرب کے رنگ فق ہو جاتے تھے۔ اور اوس کے سپاہی اپنے اسلحہ کو دیکھکر کانپ جاتے تھے

---

[۵۴] آرتھر کلفرڈ ۱۸۴۵ء مین پیدا ہوا۔ اور ۱۸۷۹ء مین مرا۔

[۵۵] جب یوروپ جہالت کے تعر عمیق ذلت مین ڈوبا ہوا تھا۔ تو ترک اوس زمانے مین ترقی و تہذیب و تمدن کے مدارج اعلے کو حاصل کر چکے ہوئے تھے انسائیکلوپیڈیا یعنے قاموس العلم سب سے اول ترکی زبان مین ہی سولھوین صدی مین تحریر ہوا۔ اوس وقت ترکی علم ادب کل یوروپ مین نہایت ہی بڑھا ہوا تھا۔ اور علی آفندی ہی کی تصنیفات سے ڈالامبرٹ Dalembert کو انسائیکلوپیڈیا کا خیال پیدا ہوا۔ کسرٹ پیمد رسانی اور فوجی شفاخانون کا انتظام پہلے پہل ترکون نے ہی کیا۔ فوجی باجا کل یوروپ نے ترکون ہی سے سیکھا۔ توپخانہ کو بدرجہ کمال اونہون نے ہی پہونچایا۔ فوج پیدل صرف اونہون نے ہی کل دنیا مین سب سے پہلے قائم کی انجینیرنگ مین کل ماتحتی مین فوقیت رکھتے تھے۔ کہ اوس وقت کی عمارات اور قلعہ بندیون کو دیکھکر آج کل کے انجینیر نگ دنگ رہ جاتے ہین۔ اشاعت تعلیم و ترقی صنعت و حرفت اور آزادی تجارت مین تو جو کچھ اونہون نے کر دکھایا تھا۔ ابتک ہی دوسرے ملکون کو نصیب نہین ہوا۔
مفصل کیفیت کیلئے دیکھو تاریخ روم مصنفہ ایڈورڈ گریسی صاحب صفحہ ۹۹۔ و ذکر سلطان محمد ثانی الفاتح (اس کے بعد دیکھو ضمیمہ اول آخر کتاب مین) و تاریخ خاندان عثمانیہ۔

[۵۶] ۱۸۵۳ء مین جنگ کریمیا سے کچھ عرصہ پہلے زار نکلس (زار حال کے پردادا) نے سر ہیملٹن سیمور (سفیر انگلستان متعینہ دربار سینٹ پیٹرزبرگ) کو اثنائے گفتگو مین کہا تھا کہ ٹرکی اب ایک مرد بیمار ہے۔ اور لازمی ہے کہ ہم اوس کے مرنے سے پہلے ہی اوسکی جائیداد کے حصے بخرے کر لین۔ کیونکہ اوس کے یکلخت اور اچانک مرجانے سے کل دنیا مین ایک ابتری واقع (بقیہ اگلے صفحہ پر)

ایسی ہے کہ پاؤن اوٹہاتے ہوئے آخری لات مارنیکو تیار ہے جس سے وہ مثل اپنی گٹھری بقچہ اُٹھاکے آبنائے باسفورس سے پار جا پڑے گی۔

کیا ایک مرتے ہوئے شیر کو لات مارنا بے خطر امر ہے؟ مین اس بات کو اونہین کی رائے پر چھوڑتی ہون جن کی انگلیان اس شیر ببر کی وراثت لینے کو کھلبلا رہی ہین۔ اگرچہ مین خیال کرتی ہون کہ وہ آخری سلطنت (یعنے روس) جس نے اس تجربے کو آزمایا تہا تسلیم کرے گی۔ کہ یہ اوسکے حق مین بہت گران اور تباہی بخش تجربہ تہا۔ مگر مین امید کرتی ہون کہ میرے وہ ہموطن جو ان مضمون کے پڑھنے سے مجھے عزت بخشین گے۔ جان جائین گے کہ نہ تو زار نکلس کا مرد بیمار۔ اور نہ میرا مندرجہ بالا استعارہ ٹرکی کی حکومت واقع یوروپ کی حالت موجودہ کا درست خاکہ ہے۔

اعلیحضرت سلطان **عبد الحمید خان** ثانی کے ظل عاطفت مین ٹرکی کی حالت بجائے بیماری یا نزاع کے ہونیکے ایک بہت ہی مضبوط تندرستی اور قیام کی بیان کیجا سکتی ہے۔ یہ بیان کرنا امر واقعی سے ذرا بھی زیادہ نہین کہ کل دنیا مین کسی اور طاقت نے گزشتہ دس سال مین بہبودی اور درستی کے رستہ مین اسقدر ترقی نہین کی۔ اور جب کہ ہم ان مہیب اور سخت رکاوٹون اور تکالیف کا خیال کرتے ہین جن کا منتظمانِ سلطنت کو مقابلہ کرنا پڑا۔ تو یہ امر اور بھی حیرت افزا اور قابل تعریف ثابت ہوتا ہے۔

اس مرد بیمار کے استعارے کو تہوڑی دیر کے لیے اور رہنے دیجئے۔ جس کو انگریزی سپیکر اور مضمون نگار ٹرکی

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ۔ ہو جائے گی۔ اور ایک عظیم تہلکہ برپا ہو جانیکا نہایت ہی قوی اندیشہ ہے۔ اوس وقت سے روم کے معاندین و مخالفین نے یہ کاری نام طنزاً رکھ دیا ہوا تہا۔ مگر بفضل ایزد متعال و بکرم عنایت ذو الجلال مرد بیمار نہ مرا ہی ہے اور نہ اوسکی حالت کچھ زیادہ ردی ہوئی ہے۔ بلکہ آج صحیح و سالم تندرست اور چاق چوبند ہو کر اپنے دشمنون کا قافیہ بند کرنے کو بالکل تیار ہے۔

سنہ ۱۸۷۶ء مین جنگ روم و روس سے پہلے مسٹر گلیڈسٹون نے مذہبی تعصب یا کسی اور خیال سے بہت کچھ زہر اگلا تہا۔ ہر چند کہ مسٹر گلیڈسٹون پالٹیکس کے لحاظ سے برل یعنے آزاد خیال آدمی ہین۔ مگر ٹرکی کے پالٹیکس مین اونہون نے عجیب تنگ خیالی دکہلائی ہے۔ اوس سے ظاہر ہے کہ حضرت ترکون کیطرف سے بہت برانگیختہ ہین۔ اسی سال ۱۸۷۶ء کو ماہ ستمبر مین اونہون نے ایک رسالہ شایع کیا جس مین تحریر فرماتے ہین کہ بس اب ترکون کو درست کرنے کیلیے صرف ایک ہی علاج باقی رہ گیا ہے کہ وہ سب یوروپ سے چلے جائین یعنے وہ اپنے ضابطیون (پولیس) مدیرون (حکام ضلع یا کمشنر) بن باشیون (صد باشی) یوزباشیون (یکصد ہزاری) قائمقامون اور پاشاؤن سب کو فرداً فرداً اور بالاجماع مع اپنی گٹھری تھیلے کے آبنائے باسفورس سے پرے (یعنے ایشیا مین) جا بسیرا کرین۔ اور اسی طرح کا بہت سا ہذیان لکھا تہا۔

معاملات کو بیان کرتے وقت سخت نفرت انگیز تکرار سے استعمال کرتے ہین۔ ایک بیمار کی خطرناک حالت مین گو وقت طلبی حکماء کی رائے تشخیص مرض مین خواہ کبھی ہی غلطی کیون نہ ہو۔ عموماً بہرحال نیک نیتی سے یہی کوشش ہوتی ہے۔ کہ مریض کی قوت بڑہائی جائے اور راوسے صحت کی دوائی پلائی جاوے۔ اور اگر قطع عضو جیسے زبردست معالجہ کی بہی ضرورت آپڑے تو وہ کم از کم کسی خطرناک سوزش اور مہلک ورم کے دور کرنے کے لیئے یا باقیماندہ اعضاء کو قوت اور صحت بخشنے کی غرض سے استعمال مین لایا جاتا ہے۔ مگر ٹرکی کے بارے مین ہر ایک منصف مزاج کو اس بات کی معلوم کر لینے مین کوئی دقت نہین کہ سفارتی طبیبون نے ہر حال مین جب کبھی اون سے استمداد کی گئی۔ بیمار کو پہلے سے بہی بدتر اور قریب مرگ حالت مین چہوڑنے پر اپنی تدبیر اور کوشش کو مبذول رکہا ہے۔ ہر ایک نسخہ جو عہدنامے یا پروٹوکول کی شکل مین تحریر ہوا۔ ہوش وحواس کو سلب کرنے اور مرگ سے پیشتر حالت سکتہ پیدا کرنے کے لیئے تجویز ہوتا رہا۔ وہی استعارہ جاری رکھ کر یہہ کہنا بیجا نہ ہوگا۔ کہ مختلف کانفرنسین جو باب عالی کے معاملات کی درستی کے لیئے منعقد ہوتی رہی ہین۔ اوس مجمع متعدد اطبا سے بالکل مشابہ ہین۔ جو ایک کروڑپتی کے معالجے کے لیئے طلب ہون مگر بجائے بیچارے بیمار کے معالجہ کرنے کے اوسکے لالچی وارثون اور حقدارون کے لیئے حصے بخرے کے انتظام مین مشغول ہوگئے ہون۔ ان نامور تمغے پوش اطباء اور سرجنون (یعنے سفرائے ممالک غیر) کی جماعت جو قسطنطنیہ مین مرد بیمار کے بستر کے گرد اکہٹے ہوئے ہین۔ بجائے اوسکو روبہ اصلاح لانے کے اوس کے خاتمہ بالخیر کرنے پر مبذول رہی ہے۔

یہہ سلطان **عبدالحمید** ہی کا کام تہا کہ اوسنے ان مسیحیت پناہ بزرگون کی چالبازیون کے ایماء اور مکاریون کی اداؤ کو اچہی طرح سے پالیا۔ اور اون کو اپنی حضوری سے نکالکر علاج ومعالجے کو اپنے لائق ہاتہون مین لے لیا۔ جس سے مدبران یوروپ کو فوراً رنجش اور بدگمانی پیدا ہوگئی۔ مگر اوسنے اپنی عیسائی اور مسلمان کل رعایا کو سچا وفادار بنالیا اور اونکا پورا اعتماد حاصل کر لیا۔

ان علاج معالجون کو جو آج تک کامیابی کے ساتہہ استعمال مین لائے جارہے ہین مفصل بیان کرنیسے پہلے اُس شخص کے کیرکٹر اور اخلاق پر کہ جس کے دماغ مین وہ پیدا ہوئے ہین۔ اور نیز اون وجہات پر کہ جو اوسکے اس عظیم الشان اور بڑی ذمہ داری کے رتبے اور درجے کو حاصل کرنیکے باعث ہوئے ہین۔ اور اون مصیبتون اور مشکلون کی کنہہ پر کہ جن کے مقابلہ اور بیخکنی کرنیکو وہ کمر ہمت باندہے ہوئے ہے غور کرنا ضروری ہے۔

۱۸۷۶ء ہی جس کے ماہ اگست مین سلطان **عبدالحمید** اپنے آباؤ اجداد کے تخت پر جلوہ افروز ہوئے ان تعجب جیسے روز افزون نعمت تعالیٰ نہ رہا۔ جن کے ہلال کی تواریخ جیسا کہ مین اوپر بیان کر آئی ہون۔ ہمیشہ سے معمور رہی ہے

۴ رجون سنہ مذکورہ کی صبح کو باسفرس کے کنارے پر جب کہ اوس کے جہاز عیسائی تیوہار وٹہسن ٹائیڈ [illegible] کی خوشی مین پھریرون اور جھنڈیون سے خوب آراستہ تھے ایک محل مین ایک ایسا دردانگیز اور رقت خیز سانحہ واقع ہوا۔ کہ اوسکی نظیر شاہان معزول کی تواریخ مین بہت کم ملیگی۔

آئینے کے سامنے بظاہر اپنی حجامت مین مشغول ایک آدمی کہڑا ہے۔ جس کا غمگین اور اداس چہرہ زندگی سے بیزاری ظاہر کر رہا ہے۔ گاہ بگاہ اوسکی نظر آئینے سے ہٹ کر اوس دریچے پر جا پڑتی ہے۔ جس مین سے وہ ممالک غیر کے جہازون کی دلفریب آراستگی اور چہوٹی چہوٹی کشتیون کا بڑے بڑے لنگر انداز جہازون کے بیچ مین ادہر اُدہر لہراتے پہرنا۔ اور دوسری طرف کے ساحل کی رونق و بہیڑ و بنگاہ کو دیکھ سکتا ہے۔ دفعتاً ایک دروازے سے جو اوس کے دائین ہاتھ پر ہے۔ ایک ذراسی آواز اوسکی توجہ کو اُدہر سے ہٹا دیتی ہے۔ وہ اپنے سر کو پہیرتا ہے اور حرم کی ایک عورت کو دیکھتا ہے جو سہمی ہوئی آنکھون سے آمد و رفت والے دروازے کے شیشے مین اوسکی طرف جہانک رہی ہے۔ ایک مضطربانہ انداز اور وضع سے وہ پہرتی جاتا ہے۔ اور دروازے کا قفل بند کر دیتا ہے۔ اور محافظہ غائب ہو جاتی ہے۔ وہ پہر آئینے کے پاس آکر قینچی سے اپنی چہوٹی سی گہنی داڑہی درست کرنی شروع کرتا ہے۔ مگر بار بار اپنے شانے پر سے دروازے کیطرف دیکھتا جاتا ہے۔ کہ اب تو کوئی اوسکی نگرانی نہین کر رہا۔ ایک گہنٹے کے بعد پہری آنکھین دروازے پر نمودار ہوتی ہین مگر وہ آئینے کے سامنے کوئی صورت نہین پاتین۔ اور اوس حجرے کے منتظر کان اندر سے کوئی آواز ہی نہین سنتے۔ وہ کمرے کو اچہی طرح دیکہنے کیلئے گردن اونچی کرتی ہے۔ اور ایک سوفا (پلنگ) پر جو دیوار کے ساتھ لگا ہوا ہے۔ ایک ایسا نظارہ دیکہتی ہے کہ مارے خوف کے چیختی ہوئی ساتھ کے کمرے مین اپنی ہمجولیون کے پاس دوڑ جاتی ہے۔

دوسرے لمحہ مین حرم روتا اور چلاتا ہوا بہ آہ و زاری تمام در وار و گذرتا ہے۔ اور کمرے کے دروازے کو توڑتا ہے دروازہ کہلجاتا ہے۔ اور خوف زدہ مستورات اوس کے پاس پہونچ جاتی ہین۔ جو چند منٹ پہلے انکا مالک تہا۔ باین ہیئت کذائی کہ ایک کوچ پر لیٹا ہوا۔ چہرے پر مردنی چہائی ہوئی۔ آنکہین بند جیسے کہ خواب ناز مین ہے۔ ایک بازو ننگا اوسکی ایک طرف لٹکتا ہوا۔ وہ شخص ہے جو چند لمحے پیشتر اونکی جانون اور قسمتون پر قادر تہا۔ اوسکے ایک ہاتھ کی اونگلی ابہی وہ قینچی پکڑے ہوئے ہے کہ جس سے وہ اپنی داڑہی تراش رہا تہا۔ چند [illegible] پر گر پڑتی ہین مگر فوراً خوف و ہراس سے پیچہے ہٹ جاتی ہین۔ اونکے ہاتھ سرخ ہوگئے ہین۔ کیونکہ کوچ خون [illegible] رہا ہے۔ تاہم جسم پر کوئی نشان جبر و تعدی کا نہین پایا جاتا۔ ان روتی پیٹتی پریشان حال عورتون مین ایک [illegible] لیٹے ہوئے خاموش ہی ہے۔ جو سب پر غیمض ہے۔ اور جو قانون قدرت کے مطابق آجتک اس صدمے سے جل رہی ہے۔ یہ سلطان متوفی کی بڑہیا مان ہے۔ وہ ایک حاکمانہ وضع سے (جس کے سامنے اس جگہ کوئی شخص چون و چرا نہین کر سکتا) سب کو کمرے

سے نکالدیتی ہے تب وہ اپنے فرزند کی موت کا باعث معلوم کرتی ہے ۔ دوسرے بازو پر جو جھکے ہوئے جسم سے چھپا ہوا تہا ۔ ایک چھوٹا سا سوراخ قینچی سے بنا ہوا ہے ۔ اور کہنی کے اندر کیطرف مین اسجگہ ہے ۔ جہان بڑی رگ سطح پر ابہری ہوتی ہے اس ذراسے سوراخ کے رستہ سے اوسکی بیزار روح پرواز کرگئی ہے ۔

تب محل کے خواجہ سرائے طلب کیئے جاتے ہین ۔ اور تہوڑی دیر کے بعد معزول سلطان عبد العزیز کا جسم فانی ایک دوآلود غیر مستعمل پست کمرے مین ایک موٹے کمبل پر ایک ہی سپاہی کے پہرے مین پڑا ہے ۔ آہ ! جو شخص ایک ہفتہ پہلے دنیا کی ایک عظیم الشان اور اول درجے کی سلطنت کا خود مختار حاکم اور مذہب اسلام کا سرتاج اور صدر اعلے تہا جس کے جیب مین مشرق کی کنجیان تہین اور جس کے اشارے پر دس لاکھ دلیران جنگ آنا مغربی دنیا کی حدود پر خوفناک اور مہیب تباہی ڈال سکتے تہے آج وہ ایسی کس مپرسی حالت مین پڑا ہے ۔

اس روز کل دنیا مین ۔ ہر ایک تار ی اور بحری تار برقی اس خوفناک حادثے کی کہانی سے تہرا رہی تہی ۔ کوچہ و بازار مین ہر کہ و مہ کے لب پر (لفظ مقتول) تہا ۔ بلکہ اخبار ٹائیمز Times نے ہی کہ جس نے چند مدت پہلے اپنے ناظرین کو مژدہ سنایا تہا کہ اب روم کا سلطان بغیر کسی فساد ہونے یا کوئی ناجائز طریقہ عمل مین لائیکے معزول کیا جاسکتا ہے کسی قسم کی تصدیق کرنیکے بغیر ہی عام رائے سے تطابق و توافق کیا تہا ۔

بعض اوقات سرسری رائے بہ نسبت ادن فیصلون کے جو نامکمل اور فریب دہ شہادتون پر قایم کیئے جاوین زیادہ تر درست ہوتی ہے ۔ چنانچہ ہر ذی بشر جو اوس ذقت کے معاملات باسفرس سے پوری آگاہی رکہتا ہے یا جو اوس وقت قسطنطنیہ مین موجود تہا جب کہ آخر کار باغیون کا مقدمہ ہوا فوراً مان جاوے گا ۔ کہ ہرحال اس معاملے مین پرنٹنگ ہوس سکویر Printing House Square یعنے کارخانہ ٹایمز کی فوری رائے بیشک درست تہی ۔ اور عام مشتہر کردہ افسانہ نما کہانی قابل اصلاح ہے ۔

اس مسئلہ خودکشی یا قتل کو مین یہان کبہی آئنی جگہہ دیتی ۔ اگر سر ہنری ایلیٹ ادوم کے فرمانروائے حال پر اعتراض کرنے اور الزام لگانے کی تانہ کوشش سے ملک کی توجہ کو اس بحث کیطرف مبذول نہ کرتا ۔

اپنے دوست مدحت پاشا کے کیرکٹر کو اُجاگر بحث کرنے کے تردد نے سفیر سابق کو اس بات پر مجبور کر دیا کہ وہ انگریزی قوم کو واقعات الٹ پلٹ کر بتاوے ۔ ذاتی مشاہدے کو وہ اپنی داستان مین اتنے تکرار سے بیان کرتا ہے ۔ کہ گو میرے ناظرین اس بحث سے اکتا جاوین ۔ تاہم مین اس واردات کو بے کم و کاست جسطرح مجھے معلوم ہے بیان کرونگی ۔ اور اس شہادت کا لب لباب بیان کرکے جس پر ایک باقاعدہ عدالت کے روبرو باغی مجرم گردانے گئے تہے ۔ یہ بات ناظرین پر چہوڑونگی کہ وہ فریقین کے بیانات کو جانچ کر اپنی رائے خود قایم کرلین ۔ اگرچہ

مین اچھی طرح سے جانتی ہون کہ میرا بیان اون اشخاص کی رائے پر کچھ اثر نہ رکھے گا جو پالٹیکس (علم نظام سلطنت) کے ان نئے خیالات سے روشنی لیتے ہین کہ "وہ لوگ جو بہرحال بحیثیت عہدہ یا مواقع اطلاعیابی کے کل واقعات کی کیفیت سے باخبر ہون - اکثر اون لوگون کی نسبت جو موقع واردات پر موجود ہون - زیادہ درست نتیجہ نکال لیتے ہین جیسا کہ نظیر اً بر منگہم کا ایک شہری کونسلر انتظام ہند کے کسی مسئلہ کے حل کرنے مین بہ نسبت اوس عہدہ دار کے جس نے اپنی عمر کا بہت بڑا حصہ ہندوستانی ملازمت مین خرچ کیا ہو - زیادہ قابلیت رکھتا ہے"

مگر مین اس بارے مین شک کرنے کی جرأت کرتی ہون (اگر مسٹر گلیڈسٹون اجازت دین) کہ کیا میرے ہموطنون کا بہت سا حصہ اس فیشن ایبل مغالطے کی تقلید کرنے کے لائق ہو گیا ہے ؟ (یقینے ہرگز نہین) اور اسی لیئے مین یہ بیان کرنا مناسب خیال کرتی ہون - کہ باوجودیکہ مینے اپنی زندگی کے گزشتہ دس سالون کا بہت بڑا حصہ مشرق مین صرف کیا ہے - اور بہت اکثر اشخاص سے رشتہ اتحاد اور مودت رکھتی ہون جن کے ہاتھون مین سلطنت عظمیٰ عثمانیہ کا انتظام ہے تاہم مین آج تک کسی ایک ترک سے بھی نہین ملی جسے سلطان عبد العزیز کے قتل ہونے مین ذرا سا بھی شبہ ہو تھوڑا ہی عرصہ گزرا ہے کہ اوسکی ایک بیوہ نے جو اب ایڈریانوپل کے ایک بڑے عہدہ دار سے بیاہی ہوئی ہے اثنائے گفتگو مین جب اس حادثے پر بحث چھڑ گئی - بیان کیا کہ اس تمام جھگڑے اور مغززنی سے کیا فایدہ - ہم سب اچھی طرح سے جانتی ہین کہ وہ (عبد العزیز) قتل کیا گیا تھا -

سلطان عبد العزیز کی زندگی کے آخری گھنٹون مین جو کچھ اس کمرے مین درحقیقت واقع ہوا - ہمیشہ کے لیئے ایک بحث طلب امر رہے گا - اس قدر متضاد شہادتون کے وقوع کے باعث امر واقعی معلوم کرنے کے لیئے نتایج پر نظر کرنے کی بجائے اسباب و اغراض پر غور کرنا چاہیئے - اور اسی طریقے کو سر ہنری ایلیٹ نے باوجود ان اطباء کے سارٹیفکٹ کے ذکر کرنے کے جنہون نے سلطان کے مردہ جسم کا معائنہ کیا تھا پسند کیا ہے - کیونکہ اونہون نے مقتول کے پاگل ہونے اور اوسکے قتل کیئے جانے کی کسی طرح کی غرض نہ موجود ہونے کو ثابت کرنے مین بڑی بیقراری اور ضبط اظہار کیا ہے -

اوّل سلطان کی دلی (دماغی) کیفیت اور خودکشی کی بنفسہ اور (بادی النظری) ممکنات کو لیجیئے - ہنری نہایت ہی سرسری اور بیہودہ امور کیطرف جھک کر اون سے بہت ہی بے اندازہ اور عموماً غلط نتایج نکالنے سے نہین جھجکا - مثلاً وہ لکھتا ہے - "وہ بعض اوقات وہ (سلطان) کسی چیز پر جو سیاہ روشنائی سے تحریر کیگئی ہو نظر تک نہ ڈالتا تھا - اور اس لیئے ہر ایک کاغذ اوس کے سامنے پیش کیئے جانے سے پہلے سرخ سیاہی سے نقل کیا جاتا تھا سفیر متعینہ ممالک غیر اپنے اپنے مقام پر نہ جا سکتے تھے - اور اون کو بہت عرصہ تک انتظار کرنا پڑتا تھا کیونکہ سندات درباسلون کو بجانب شاہان ممالک غیر سرخ سیاہی سے تحریر کرنا بے قاعدہ تھا"

اور وہ کسی چیز پر دستخط کرتا تہا جو سرخ روشنائی سے تحریر نہ کیگئی ہو؟ اب کیا یہ بات قابل تسلیم ہے کہ سر ہنری ایلیٹ جو قسطنطنیہ مین عرصہ دراز تک اپنے ملک کا معتبر ایلچی رہا - اِس امر سے ناواقف ہو کہ ترکی سفراء اور ایلچیون کی سندات تقرری پر سلطان کبہی دستخط نہین کرتا - بلکہ باب عالی کیطرف سے دی جاتی ہین اور سرخ سیاہی ہی سرکاری نوشتون مین برتی جاتی ہے - (کیونکہ سرخی ہی شاہی خاندان یائی زینٹائین کا رنگ ہے) اور ہمیشہ سے شاہانِ مشرق اور بطران اعظم اسی کا استعمال کرتے آئے ہین - اگر بادشاہون کی ایک ذرا سی نامناسب بہت تفصیلی بحثین اونکو پاگل ہونے کے ثبوت مین لیجا سکتی ہے تو بتاؤ تو سہی اس وقت یورپ کے تاجدارون مین سے کتنے ایک پاگلخانون کی دیوارون سے باہر رہ گئے ہین؟

سلطان کی مفروضہ مایوسی کے بارے مین جو لکہا گیا ہے - اِس وہم کے ہونے کی ذرا سی بہی نہین پائی جاتی - تقدیر کے مسئلہ کو جو ہر ایک ترک کے کیرکٹر مین کوٹ کوٹ کر بہرا ہوا ہے - اور جس کے باعث وہ تکالیف اور مصائب کے پیش آنے پر پکارتا ہے "قسمت" اور فلسفیانہ سنجیدگی کے ساتھ آنے والے امور کا منتظر رہتا ہے - الگ رہنے دو - سلطان اپنے سے پہلے بادشاہون کی تواریخ اور قسطنطنیہ مین معاملات کی اصلی کیفیت سے بے علم نہ تہا - وہ بخوبی جانتا تہا کہ عثمانی سلطنت کی تواریخ مین یہ امر نادر نہین کہ اگر کوئی بادشاہ آج امور سلطنت کے کسی تغیر سے معزول کیا گیا ہے - بعد ازان یا تو دوبارہ تخت پر بٹہلایا گیا یا اوسے اپنی بقیہ زندگی با شان و شوکت تنہائی مین گذر انے کی اجازت ملگئی - مصطفےٰ اول - ابراہیم اول - محمد چہارم مصطفےٰ ثانی اور سلیم ثانی کی تواریخ کو جانتے ہوئے تاریخانہ گزشتہ واقعات مایوسی کی سر گوشیون کے اوس پر غالب آجانے کے برخلاف تہے - نہ ہی پولیٹیکل حالت اوس وقت کوئی ایسی بڑی مایوسی دہ تہی - اگرچہ جوان ترکی[1] ایک اچانک حکمت عملی (چالبازی) سے غالب ہوگئی تہی - تاہم عبد العزیز خوب جانتا تہا کہ قدیم ترکی[2] کسی طرح ابہی بالکل ہی مر نہین گئی - اور نیز یہہ کہ باین ہمہ اوسکی اغراض و مقاصد کی روسی سفارت بڑے زور سے معاون ہے اور یہہ باور کرنے کی بہی اوسکے پاس کافی وجہ تہی - کہ سپاہ کا بہت بڑا حصہ اوس کا دلی خیرخواہ ہے جن کی بہتری اور اصلاح کا وہ ہر وقت نگران و خواہان رہتا تہا - اِن دلایل پر یہ اور زیادہ کرو کہ اوسے مراد کی صحت کا حال پورا معلوم تہا - اور باین وجوہ وہ جانتا تہا کہ اوسکی معزولی کوئی ہفتون کی ہی بات ہے - اور یہہ امر مجہے اور ایک شخص کو جو اس وقت اسلام بول مین تہا - بخوبی واضح ہے کہ خودکشی کے اسباب و اغراض بالکل مفقود تہے مین یہ بہی بتا دینا چاہتی ہون کہ اسلام مین مذہب عیسوی کیطرح خودکشی ممنوع ہے - اور سلطان اپنے احکام شرعی کا سخت پابند تہا -

ہان البتہ وہ سب امور عبد العزیز کو اپنا وقت نگاہ رکہنے اور خاموش رہنے پر آمادہ کرنے - اوس کے

[1]، [2] نئے خیالات کے شیدا

مخالفین کے لیئے بہی کافی وجہ تہی۔ کہ اونکے لیئے آسے پولٹیکل دورہ گردی کے دایرہ سے دور کر دیا جاوے۔ وہ روسی سفارت دیباری [illegible] کے انتہاے استقلال اور اس امر کو کہ جب تک مادہ سازش موجود ہے۔ سازش سنج نہوگی۔ بخوبی جانتے تہے۔ اونہین معلوم تہا کہ نئے سلطان کی صحت کا راز مدت تک مخفی نہین رہ سکتا۔ وہ سپاہ کے بغاوت کر دینے سے ڈرتے تہے جس کا بہت سا حصہ (جیسا کہ بیان ہوا) اپنے قدیم آقا سے دلی الفت رکہتا تھا اونکو معلوم تھا کہ دورہ گردی کی پالیسی کا اودہر جانا کا سیلاب سازشیون کیلیئے صرف پولٹیکل تباہی کا باعث ہی نہین ہوتا بلکہ جلا وطنی اور سولی کا بہی۔ اور تاریخ ہمین سکہلاتی ہے کہ وہ اشخاص جو انقلاب سلطنت کی تفصیل کے صفحے دیکہ ایکو قبول کر لیتے ہین اسکے نتیجہ پر کاربند ہونیسے کم جہجکتے ہین۔

نفس الامری یعنے مادی النظر شہادتون کے لیئے اسی قدر کافی ہے۔ اب اس انقلاب کے کرنے والون کے مقدمہ کیطرف رجوع کرنے سے پیشتر مین ایک دو لفظ مسٹر نہر ی ایلیئٹ کے مضمون پر کہتی ہون جس کی ہی وجہ سے صرف مین اس واقعہ کو بطور کہانی کے لکہنے کی بجائے دلیل کی طرز مین تحریر کرنے پر مجبور ہوئی۔

جب کوئی مصنف پبلک کو سامنے گزشتہ دس سال کے واقعات کی داستان لیکر آوے جس مین اوسنے ایسے زندہ اشخاص پر جو بہ حیثیت اپنے منصب کے اوس کے ساتھ بحث کرنے یا اوسکی تردید مین شہادت پیش کرنیسے معذور ہون۔ سخت ناقابل برداشت حملے کیئے ہون۔ اور تہمتین باندہی ہون۔ تو ناظرین کو جن کو اوسنے مخاطب کیا ہو۔ اوسکی ذاتی سچائی اور معتبری کا امتحان کرنا پڑتا ہے۔ اور اسکا دریافت حال کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ اور اگر یہہ ثابت ہو جاوے کہ اوس نے وہ واقعات چہوڑ دیئے ہین۔ جو اوس کے پیش نہاد منصوبے کے برخلاف تہے۔ تو اس سے واضح ہو جاوے گا۔ کہ اوس نے اس کتاب کو کم از کم (اگر بڑی رعایت ہی کہا جاوے) ایک طرفداری کی پر جوش حالت مین لکہا ہے۔ اور اگر یہہ بہی ثابت ہو جاوے کہ اوسنے واقعات کی تفصیل بیان مین عمداً غلطی کی ہے۔ تو ہر ایک منصف مزاج جج کو اس کے اصلی اور بڑے منقولون اور مسائل سے اگر کمال بے اعتباری نہ سہی۔ تو پوری بدگمانی تو ضرور ہو جاوے گی۔ خلاصتاً اور رعایتاً یہ کہا جائے گا۔ کہ وہ ناقابل اعتبار غیر معتبر یا بے وزن شہادت ہے۔ اور یہ دونون باتین مسٹر نہری ایلیئٹ کے بارے مین ثابت کیجا سکتی ہین جس کا مضمون مورخانہ طور پر واقعات بتانے کو نہین۔ بلکہ بظاہر کسی مقدمے کو اوبہارنے اور تقویت دینے کیلیئے ایک وکیل کی سی تقریر معلوم ہوتا ہے۔

مسٹر سپاہی کے بڑے مسئلے مین ابہی مین بیان کر چکی ہون کہ مسٹر نہری اپنے مقدمہ کو تقویت دینے کے لیئے ایسے امور کو بہی جن کی اصلی کیفیت بالکل دوسری طرز پر ہے کیا جلد شہادت مین شامل کر لیتا ہے۔

لیکن اس قسم کی ایک اور بھی بہت بڑی غلطی اس مضمون کے اوس حصّہ مین موجود ہے جس مین نوجوان سرکیشین افسر چرکس پاشا کا حسین عونی پاشا کو مجلس شوریٰ مین قتل کرنے کا ذکر ہے حسین عونی اوس فوج کا جو متوفی سلطان کے مرنے کے وقت اوسکے محل کی محافظ تھی۔ افسر تھا۔ اس رات کو محل کا پرانا گارڈ ہٹایا جاکر نئی رجمنٹ مقرر کی گئی تھی جس سے عبد العزیز کا کوئی ذاتی تعلق نہ تھا۔ اور جیساکہ آخر کا تفتیش مقدمہ مین ظاہر ہوا سلطان عبد العزیز کی جان لینے کی تجویز دن کو پورا کرنے مین باغیون کا بڑا بھاری آلہ وہی تھا۔ سلطان کے مرنے کے دس دن بعد جب کہ حسین مجلس وزراء مین موجود تھا۔ چرکس نے ایوان شوریٰ مین داخل ہوکر اوس کو جس طرح بیٹھا ہوا تھا۔ ویسے ہی گولی سے مار دیا۔ پھر اوس کے ساتھی سازشی رشید پاشا کو قتل کیا۔ اور وزیر صیغہ بحریہ کو علاوہ اون بہتون کے قتل مجروح کرنے کے جنہون نے اسے پکڑنا چاہا۔ زخمی کیا۔ اب سر ہنری ایلیٹ نے اس کہانی کو بڑی تشریح سے ۔ اور مین مانتی ہون بڑی ہنرمندی لیاقت اور چالبازی سے لکھا ہے اوسے افسانہ نویسی مین مشق کرنی چاہیئے۔ مشہور ناول نویس ہو جائیگا۔ وہ یہ صریحًا ظاہر کرتا ہے۔ کہ وہ مین اوس وقت کے تمام واقعات سے بخوبی واقف ہون۔ اور میرے قوی حافظہ کی یادداشت مین وہ اب تک برابر تازہ رہے ہین۔" وہ اس ماجرائے قتل کے افسانہ نمایان کے اخیر پر لکھتا ہے کہ "سوائے اوس ذاتی کاوش کے جو چرکس کو وزیر جنگ سے تھی کسی اور پولیٹیکل خیال نے اوسے برانگیختہ نہ کیا تھا" اب غور کرو کہ سر ہنری یہ بتلانے سے معذور ہے۔ کہ اگر چرکس کی ذاتی کاوش صرف حسین عونی کے ساتھ تھی۔ تو اوس نے بڑی ثابت قدمی اور استقلال سے عمدًا وزیر صیغۂ خارجیہ کو کیون قتل کیا۔ اور وزیر صیغہ بحریہ کی جان لینے کے درپے کس لیئے ہوا۔ مگر مین اپنے ناظرین کو خاصکر اس امر کیطرف متوجہ کرتی ہون کہ وہ یہ بیان کرجاتا بالکل چھوڑ جاتا ہے کہ عبد العزیز چرکس کا بہنوئی تھا۔ اب یہ خیال کرنا سر ہنری کی صریح ہتک ہوگی۔ کہ وہ اس منہ بخشی حسرت آزاد موقعہ کے دیگر سب جزو کل حال سے تو آگاہ ہو۔ لیکن نوجوان سرکیشین اور سلطان کے اس رشتہ قرابت کے علم سے نابلد ہو۔ اس لیئے باوجود جاننے کے (جیساکہ وہ اس سے بہرحال واقف تھا۔ اور اب بھی ہے) اوس کا اوسکو چھپانے مین کیا مدعا تھا۔ کیا وجہ یہ تھا کہ اوس سے چرکس کے وزیر پر حملہ کرنیکی اصلی غرض جو یون پوشیدہ تھی۔ ظاہر ہوتی ہے یعنی اپنے مقتول رشتہ دار کا عوض لینا۔

سر ہنری الیٹ نے شہادت کی قدر و منزلت کا اندازہ ایسا لگایا ہے جس سے ایک مقنن کے بھی رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہین۔ اس بات کی تائید مین کہ حسین عونی کو قتل کرنے مین چرکس حسن کی کوئی خاص غرض نہین تھی۔ بلکہ وہ ایک "ہندوستانی خونی کی مانند" اپنے آپ کو بنگ[۵۵] سے بالکل مدہوش کیئے ہوئے تھا۔

۵۵ جزائر ملایا وغیرہ و اقلیم الجزائر ہند مین یہ عام واقع ہوتا ہے کہ کوئی شخص اپنی جان سے بیزار ہو جانے پر دیوانگی

وہ ہمین بتلاتا ہے کہ چرکس حسن نے پہلے وزیر کو اوسکے مکان پر تلاش کیا - اور اوس کو وہان نہ پاکر مجلس شوریٰ مین اوس کے پیچھے آیا - بالتحقیق شہادت کے اس حصے کا کل وزن پاگل خونی کی کیفیت ثابت کرنے کے بالکل متضاد ہے - مسٹر ہنری اپنی طرفداری کے جوش مین بالکل کہلم کہلا ہے - یعنے وہ اوسے چھپاتا تک نہین چاہتا) -

اسکے حافظے کی کوتاہی کا ایک اور بڑا ظاہر و باہر ثبوت تاریخون کے اندراج کے بارے مین ہے وہ کہتا ہے کہ کانسٹیٹیوشن کا اشتہار ۲۵ جون کو ہوا گر اسکی وجہ معلوم کرنا احاطہ عقل سے خارج ہے کیونکہ وہ خود اوس کانفرنس کا جو بماہ دسمبر ۱۸۷۶ء قسطنطنیہ مین منعقد ہوئی ممبر تہا - اور جس کی پہلی نشست مین اوس ایک سو ایک توپ کی سلامی سے ہلچل پڑ گئی تہی - جو نئی کانسٹی ٹیوشن کی یادگار مین سر کیگئی تہی - اگر اوس کو توپون کی تسلک ہو گئی ہے - تو کیا اوسے مدحت پاشا کے معاونین کی وہ چیخ زار اور خوشامدی ستائشین بہو لگئی ہین - جو کانفرنس کو نا کامیاب کر نیمین اوسکی مفروضہ کوششون کو صلہ مین اوسے دیگئی تہین -

اب کچھ تھوڑا سا بیان اوس تحقیقات کا (جس کو سر ہنری ایلیٹ نقلی تحقیقات کے نام سے پکارتا ہے) جس مین قاتلان عبد العزیز اپنے کیفر کردار کو پہونچے تہے - ہان البتہ یہہ خیال کرتا شاید حب الوطنی ہو کہ وہ کل تحقیقاتین جو اولڈ بیلی[1] Old Bailey کی حدود سے باہر کیجاتی ہین - انصاف کی صرف جہوٹی نقلین ہین - اور وہ کل جج - جن کو انگلستان کے وزیر اعظم نے مقرر نہ کیا ہو - صرف ظلم پرست اور ستم کے غلام ہین لیکن ماسوائے اس کے کہ یہہ انگریزی وہم ہمیشہ کیلئے درست مانا جاوے - نقلی ہونے کی صفت اوس عدالت پر جس نے ۲۷ جون ۱۸۸۱ء کو قسطنطنیہ مین نشست کی تہی - عاید نہین ہو سکتی - ملزم معمولی عدالت مین ان الزامات کی تحقیقات کی جواب دہی کیلئے جو اون پر لگائے گئے تہے پیش کیئے گئے - اس تحقیقات مین ہر فرد بشر کو بار عام تہا - اور عدالت کا پریسیڈنٹ ایک عیسائی تہا - اور کارروائی عدالت کیوقت کل سفرائے دول خارجیہ کے وکیل (نائب) موجود ہوتے تہے - سب کچھ معمولی قانون کے مطابق کیا گیا - اور کوئی قانون جبریہ قید کرنے مین سہولت پیدا کرنے کے واسطے پہلے ہی سے نہ پاس کیا گیا تہا - جیسا کہ مہذب ممالک اور حکومتوں میں عموماً ہوتا ہے -

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۲ -) تلوار یا کوئی اور ہتھیار لیکے تماشا شارع عام مین دوڑتا پہرتا ہے اور جو سامنے نظر پڑے اوسی کا کام تمام کر دیتا ہے - حتٰے کہ وہ خود مقتول یا سخت مجروح نہ ہو جاوے - کہ طاقت حرکت بہی سلب ہو جاوے +

[1] ہنری صاحب کو علم طب سے ذرا واقفیت حاصل کرنا چاہیئے - عام مسئلہ ہے کہ بنگ کرنیکے سے متہور سے منہ ہی پہلے سر کا ڈرپوک ہو جاتا ہے - اور دوسرون کو قتل کرنا تو بجائے خود رہا اپنے سایہ سے پڑا کانپتا ہے +

[1] لندن کا ایک محلہ جہاں عدالتین ہیں -

فرد جرم بہت لمبی تہی جس کے پڑہنے مین ڈہائی گہنٹے صرف ہوئے۔ اس مین سب سے بڑہ کر مطلب خیز فقرہ وہ تہا جس مین یہہ بیان کیا گیا کہ سلطان مراد کی معزولی کے بعد سلطان عبد الحمید کی تخت نشینی پر محل سلطانی کے اخراجات کو کم کر دیئے جانے کا فیصلہ ہوا۔ اور اسغرض سے کل عہدہ داران ملازمتونکی پڑتال کیگئی۔ اسکے دوران مین معلوم ہوا۔ کہ تین شخص جو نہایت ہی ادنےٰ کامون پر مامور ہین۔ ایک ایک سو پونڈ (پندرہ سو روپے) ماہوار تنخواہ پاتے ہین بعد تحقیقات ظاہر ہوا۔ کہ یہ تنخواہین اونکو بمعاوضہ اون خدمات کی جو اونہون نے سلطان عبد العزیز کے قتل کرنے مین کین ملتی ہین۔ قصہ کوتاہ اونہون نے اقبال کیا کہ ہم تینون سے نوری پاشا نے حلف رازداری لیا تہا۔ جو کونسل وزراء کا (جو ارادۂ سلطانی کے روسے مقرر کیگئی تہی۔ اور جس کے حکم اور اجازت بغیر کچہ نہ ہو سکتا تہا) بمنزلہ ایک کارکن وزارت کے تہا۔ عبد العزیز کو قتل کر دینے کے علاوہ کونسل وزراء نے باقی کل شہزادگان کو مار ڈالنے کی ٹہان لی تہی۔ ان کو اسغرض کیلئے ناپیانی کو تناک مین مدعو کیا گیا تہا۔ مگر اس سازش کے قدرے فاش ہو جانے پر شہزادگان نے دعوت قبول نہ کی تہی۔

پہلی شہادت مصطفےٰ پہلوان کی تہی جس نے بیان کیا کہ مجہے محمد جلال نے بلا کر اقرار کیا کہ وہ مجہ کو اور اور دو شخصون کو ایک ایک سو پونڈ ماہوار دیگا۔ اگر ہم عبد العزیز کو اوس چاقو سے جو محمد جلال ہمین دیگا رگ کہولکر ہلاک کر دین۔ پہر نوری پاشا نے اس وعدے اور ان ہدایات کی تصدیق کی۔ اور ہمسے حلف رازداری لیا۔ اور ہم مین سے ہر ایک کو علاوہ سو سو پونڈ ماہوار کے تیس تیس پونڈ یکمشت بطور انعام کے ملے۔ گارڈ روم مین ایک رات بسر کرنے کے بعد ہم کو افسران نجیب بے و علی بے نے متوفی سلطان کے محل سکونت مین داخل کیا۔ جرم کا ارتکاب فہری بے کے عین زیر نظر مطابق اوسکی ہدایات کے ہوا جس نے سلطان کو شانون سے پکڑے رکہا اور جلال و آغا لاتون کو قابو کیئے رہے۔ مینے خود دونون بازوٗون کی رگون کو کاٹا۔ اور نجیب و علی کمرے کے دروازے پر نگران رہے۔ تب لاش کو کمبل مین لپیٹ کر گارڈ روم مین لے گئے۔ جہان وہ ایک ٹوٹی بورئیے پر رکہ دیا گیا۔

سوال از جانب عدالت۔ کیا یہہ سچ ہے کہ گارڈ روم مین لیجاتے وقت سلطان مین ابہی تک علامات زندگی پائی جاتی تہین؟ جواب۔ مجہے نہین معلوم مگر میرے خیال مین وہ بالکل مر چکا تہا۔ (محض مردہ)۔ دوسرے گواہ حاجی محمد آغا نے مسبوق الذکر کے بیانات کی جزو کل مین تصدیق کی۔

حگنتی مصطفےٰ نے جو سلطان کے قتل کرنے مین معاون ہونیکا پہلے اقبال کر چکا تہا۔ اب اپنا اقبال واپس لیا۔ اوس نے یہ تسلیم کیا کہ مینے یہہ بیان کیا تہا کہ نوری پاشا نے مجہسے اور میرے ساتہیون سے حلف لیکر ہمین سلطان کو قتل کرنے کا حکم دیا تہا۔ مگر یہہ بیان درست نہین۔ مجہ سے غلطی ہو گئی تہی۔ بلکہ برخلاف

اس کے نوری پاشا نے ہمکو سلطان کی بغایت درجہ خبرداری کرنیکا حکم دیا تہا۔ اور ہمنے ویسا ہی کیا۔ لیکن قینچی سے سلطان عبدالعزیز نے دوسرے ہی دن خودکشی کر لی"

سوال:- کیا تم سلطان کے قتل مین شامل تہے"؟ جواب:- نہین۔ مین نیچے تہا۔ مگر شور سنتے ہی اوپر دوڑا گیا۔ اور اوس وقت اس حادثہ جانکاہ کو معلوم کیا" سوال:- مگر تم اسکے برعکس اقبال کر چکے ہو" جواب:- مجھ سے غلطی ہوئی"

مدحت پاشا کے عدالت مین داخل ہوتے ہی حاضرین پر ایک حالت سی طاری ہو گئی۔ اسنے بڑی متانت سے گفتگو کی۔ اور بار بار یادداشتون سے حوالہ لیتا جاتا تہا۔ اوسنے ہجو کہا۔ کہ مجھے پیش از تحقیقات مجرم گردانا گیا ہے۔ مگر ساتھ ہی اوس نے سلطان کی اوس نصفت پسندی پر داد دی۔ کہ جلالتمآب نے میری تحقیقات عام پبلک مین کئے جانے کا حکم دیا ہے۔ اوس نے کسی ایسی کونسل وزراء کے موجود ہونیسے جس کا ذکر اوپر آچکا ہے۔ اور بغیر جس کے حکم کچھ نہین ہو سکتا تہا۔ بالکل لاعلمی بیان کی۔ اوسنے انکار کیا کہ سلطان کے قتل کیلئے کوئی حکم دیا گیا تہا۔ ہان یہ مان لیا کہ اوس سے ہر قسم کے اسلحہ لے لیئے جانے کا حکم دیا گیا تہا۔ اوسنے یہ بہی بیان کیا کہ:- جونہی سلطان کی خودکشی کی خبر مین نے سنی مجھے ڈر تھا۔ کہ مجھ پر شک کیا جاوے گا" سوال:- تم نے باضابطہ تحقیقات لاش اور دریافت وجہ مرگ کا کیون نہ حکم دیا" جواب:- اور وزیرون سے بڑہ کر یہہ صرف میرا ہی کام نہ تھا۔ اگر مجھ پر الزام عاید ہو سکتا ہے۔ تو ویسا ہی دوسرے وزراء پر ہے:-

مارتیل آفندی نسبجو ان اطباء مین سے تہا جنہون نے عبدالعزیز کے جسم کا معاینہ کیا۔ حلفاً بیان کیا کہ میں نے اور میرے ساتھیون نے متوفی سلطان کے صرف بازو پاؤن اور چہرے کا ملاحظہ کیا۔ کوئی تحقیقات سرکاری نہ کیگئی اور نہ ہی پوسٹ مارٹم (مردے کے عضاء کا امتحان) ہوا

ابراہیم آفندی محل سلطانی کے ایک افسر نے جو مراد کیطرف سے عبدالعزیز کے پاس پیغام لیکر گیا تہا۔ اوس ظلم اور بدسلوکیون کی شہادت دی جو علی بے کے ہاتھون سے عبدالعزیز پر دہشت کر رہا تھا۔ اوس نے بیان کیا کہ طعام چاشت تک بہی کونسل وزراء کی اجازت کے بغیر معزول سلطان کو نہ ملتا تھا۔ اور حلفاً کہا کہ قتل عمد کے تینون مرتکب کونسل وزراء سے خفیہ طور پر ملے تہے۔

میجر احمد آفندی اور جرنیل عثمان پاشا نے قسم اوٹہائی کہ صبح قتل کی ماقبل رات کو علی بے سلطان کے محل کے کونے مین تہا۔

اس مقدمے مین نہایت ہی نمایان امور شاید ملزمان کے وکلاء کی تقریرین تہین۔ رفیع آفندی مصطفےٰ پہلوان کے وکیل نے تو آخر مین خودکشی کی بحث ہی کو الگ رکھ دیا۔ اور گو اوس نے قتل کا صاف صاف

سلہ مدحت انگریزوں اور انکے طریقوں کا بڑا مداح تہا

اقبال تو نہ کیا۔ مگر اس بات پر زور دیا کہ اگرچہ میرے موکل عملاً مجرم ہیں لیکن قانوناً نہیں کیونکہ اونہوں نے صرف احکام مصدرہ کی پابندی کی ہے وہ بمنزلہ ایک شخص کے تھے جو کسی ظالمانہ حکم کی تعمیل کرتا ہو۔

اقبالی ملزم کے وکیل نے بیان کیا کہ اس کا موکل اقبال کر دینے کی وجہ سے گو مجرم قتل ہی ہو لیکن بریت کا مستحق ہے۔ مگر وہ ساتھ ہی اسپر بھی زور دیتا تھا کہ قتل وقوع میں نہیں آیا۔ اور اوس نے اپنے بچاؤ کا زیادہ انحصار اقبالی ملزمون کی شہادت کے اس امر مین خلاف ہونے پر رکھا۔ کہ در آن حالیکہ وہ سب بیان کرتے ہین کہ قتل بذریعہ ایک چاقو کے واقع ہوا لیکن ڈاکٹروں نے کہا ہے کہ زخم قینچی کی نوک سے کیئے گئے تھے۔

کوئی شخص جو بچاؤ کی ان تقریرون کو پڑہے۔ یہ جانے بغیر نہیں رہ سکتا کہ یہ تقریرین بڑے لائق اور چالاک آدمیونکی ہین جو ایک بڑی زبردست شہادت کے مقابلہ مین ہاتھ پاؤن مار رہے ہین شہادت کا خاصکر بڑا زبردست حصہ اطبا کا حلفاً اظہار ہے۔ جنہون نے قسم اوٹہا کر کہا کہ جس آدمی نے اپنے ایک ہاتھ کی رگ کو کاٹ دیا ہو ہرگز دوسرے ہاتھ کی رگ نہیں کاٹ سکتا کیونکہ زخمی بازو بالکل ناکارہ ہو جاتا ہے

تحقیقات کا سب سے دلچسپ ماجرا عدالت اور مدحت پاشا کا مباحثہ تہا جس نے اپنے بچاؤ کیلئے بڑی متانت اور سلیقے سے کوشش کی۔ مگر اوسکا مفصل بیان بالضرور بہت سی جگہ لے گا۔ اس لیئے مین مجبوراً اوسے چھوڑ دیتی ہون۔ اختتام تحقیقات پر کل ملزم مجرم ثابت ہوئے۔ تا جرم کے مختلف درجون کے جب عدالت نے اپنا فیصلہ صادر کیا۔ تو محمود کے وکیل نے پہر زور دیا کہ میرا موکل قانوناً مجرم نہین کیونکہ یہ صاف ظاہر ہے کہ وہ اپنے سے بالا دست حکام کے احکام کی تعمیل کر رہا تھا۔

مین یہ اوپر کہہ آئی ہون کہ تحقیقات ایک معمولی عدالت کے روبرو ہوئی تھی مگر یہ امر ایک انگریز کو ابسا قابل غور نہ معلوم ہو۔ لیکن یہ جتا دینے سے اوسکی وہی قدر و منزلت بڑہ جاوے گی کہ روم کی تواریخ مین یہ پہلا ہی مرتبہ ہے کہ سنگین پولیٹکل جرائم کے ملزمون کی طرح عام قانون مروجہ کی پابندی سے خاص وعام کی حاضری اور وکلاء و نامہ نگاران ممالک غیر کی موجودگی مین تحقیقات کیگئی ہو۔

اب صرف یہی بیان کرنا باقی ہے کہ یہ تحقیقات متوفی عبد العزیز کے بیٹے یوسف عزالدین کے دل سوز الحاح و منت پرستی سے کی گئی تھی جس نے اپنے آپ کو سلطان عبد الحمید کے قدمون پر گرا کر اپنے باپ کے قاتلون سے قصاص چاہا تہا۔

کچھ عرصہ پیشتر ترکی وزرا نے ٹہان لی تھی کہ سلطنت کی بڑی بڑی اغراض موجودہ پولیٹکس مین ایک جانکاہ [illegible] کی مقتضی ہین۔ یہ ایک عجیب وطن ترک پر عقیدہ تھا کہ ایک خاص [illegible]

[illegible]

بڑی تیزی اور سرعت سے سلطنت کے شیرازے مین بے اندازہ اور خطرناک حد تک بڑہ رہا ہے۔خلاصہ مطلب روس کا
دخل روم مین بہت بڑہ گیا تہا۔اور بڑہ رہا تھا جسے روکنا ضروری تھا۔ایک عرصہ دراز سے روم کا حکمران دراصل
محمود پاشا تھا۔لیکن اوس کو بھی ہم مشکل سے (دراصل حکمران ہونے کا) خطاب دے سکتے ہین کیونکہ اگرچہ اس
مدبر نے اپنے آقا عبد العزیز پر پورا قابو پایا ہوا تھا۔مگر وہ بھی اپنی جگہہ مین فی الحقیقت روسی شیعہ کے ہاتھ مین
صرف ایک کھلونا تہا۔پس جو تار ین باسفرس کے کنارے کی کٹ پتلیون کو ہلاتی تہین وہ اصل مین سینٹ پیٹرز برگ
مین کھینچی جاتی تہین۔

لہٰذا محب وطن پارٹی کے متفقہ حملے کا پہلا مدعا وزیر اعظم محمود تھا۔جس حملے مین ظاہرا اون کو کامیابی حاصل
ہو گئی۔محمود اپنے عہدے سے برطرف کیا گیا۔اور روسی سازشون کے معاندین اب اپنے روبرو کچھہ روشنی دیکھنے لگ
پڑے۔لیکن وہی رعب و رسوخ کے غلیظ انجرات جو عرصہ مدید سے جمع ہوتے تہے۔ایک وزیر کی موقوفی ایسے سیدہے
سادے ذریعہ سے کب ہٹ سکتے تہے۔روسی ڈپلومیسی (سفارتی چالبازی) صرف اتنی ہی مکار اور دلیر نہین کہ
وہ ایک مزاحمت کے یکلخت آ پڑنے کو شکست یا ناکامیابی سمجھ بیٹھے۔وہ جہان دلیری ممکن اور مناسب ہو وہان تو
بیدھڑک ہے۔لیکن جس جگہہ سرنگ لگانے اور خفیہ کارروائی کرنے سے زیادہ امید ہو تو وہان تہ زمین اپنی خفیہ سازشون
کو چلانا خوب جانتی ہے۔

پس نیشنل پارٹی کو اپنے ملک کو نئی امیدین دلانے کی عین خوشی ہی مین یہ معلوم ہو گیا کہ اگرچہ محمود اپنے
عہدے سے گرا دیا گیا ہے۔تاہم اوسکے رسوخ و اقتدار مین کوئی کمی واقع نہین ہوئی۔اب تک اوسکی آہستہ
اور کم آواز سرگوشیان سلطان کے کان تک برابر پہونچتی ہین۔اور اون کو تلخ تجربہ سے یہ معلوم ہو چکا ہوا
تہا۔کہ جو کچھہ وہ آج سلطان کو صلاح دیتا ہے۔کل یہی پٹی روس نے اوسے پڑہائی تہی۔پس اونہون نے

سلطان عبد العزیز خان مرحوم پر جنرل اغناتیف سفیر روس متعینہ دربار قسطنطنیہ نے بڑا قابو پا لیا ہوا تھا
کل امور سلطنت اوسی کی صلاح و مشورے پر طے ہوتے تہے۔اور یہ بد باطن شریر شخص ادہر تو سلطان مرحوم اور
محمود پاشا کو فضول خرچیون اور بے جا ظلمون کی پٹی پڑہاتا تہا۔اور سلطان مغفور کو عیش و آرام مین بسر کرنے کی
ترغیب دیتا تہا۔اور ادہر دوسری طرف عیسائی رعایا کو برانگیختہ کرتا۔جس کے ہی باعث ابتدا مین بلگیریا اور ہرزیگو ینا
مین فساد برپا ہوئے۔اور حقیقت تو یہ ہے کہ روس کا ایک وصہ سے معاملات ٹرکی مین اسطرح بے ایمانی سے دخل دیتے آنا
تاریخ سے ثابت ہے۔اگر سوائے میدان جنگ کی لڑائی کے روس بہ لطائف الحیل اور انواع و اقسام کی مکاریون سے
ٹرکی کے پولیٹکس کو زیادہ پیچیدہ بنانے مین اپنی بہت سی عقل اور محنت صرف نہ کرتا تو ٹرکی کو موجودہ صورت سے
آدہا نقصان بھی نہ پہونچا سکتا ہوتا۔عبد العزیز کی مفصل سرگذشت کیلیئے تاریخ خاندان عثمانیہ مرتبہ مترجم کی جلد دوم مطالعہ کریں۔

یہہ رائے قایم کی۔ اور وقائع مابعد نے ثابت کر دیا کہ اونکا فیصلہ درست اور مناسب حال تہا۔ کہ اون کے ملک کے وسطی امور سلطنت داری کی اخیر دلیل یا چارہ جوئی ربیعنے بادشاہ گردی اہی مین کچہ امید باقی ہے۔

مگر یہہ دکہا دینا مسلمان مدبران ملک ہی کا کام تہا کہ وہ ایک ایسی بڑی زبردست سلطان گردی بغیر اون کشت خون کے ہنگامون اور ارتکاب جرائم کے کر سکتے ہین جو اون اقوام کے درمیان جنہون اپنے پولیٹیکل انسٹی ٹیوشنون (ذو اہین ملکداری) کی بیحد خوبیون اور فضیلتون پر اس قدر نازہے۔ اُن کی پولیسی (درجہ اعلےٰ کی چالبازی) کے ایسے ہی کارنامون مین ہمیشہ واقع ہوتے ہین۔

آخر کار وزراء کو لاچار ہوکر مجبوراً یہ آخری رائے قایم کرنی پڑی کہ اون کا شہنشاہ ضعیف الصحت دماغی و جسمانی قواے مین بالکل کمزور۔ اب اس عصر دیا کو جو مدت سے اوسپر فخ کرنے کے ہرگز قابل نہین رہا۔ اور بجاے ان جزئی جزئیون کے کچہ ذرا بڑہ کر کاروائی کرنی ضروری ہے کہ اونکا ملک ایک وسی صوبے کی حیثیت مین جا پڑنے سے بچایا جاوے تو چوٹ لگانی ضروری تہی۔ اور اونہون نے مستقل مزاجی سے بغیر جہجک کے وہ چوٹ لگا دی۔

۳۰ مئی ۱۸۷۶ء کو مرنے سے پانچ دن پہلے[1] عبد العزیز نے وہ محل چہوڑ کر جس مین اسنے فرمانروائی کی تہی۔ اوس محل مین سکونت اختیار کی جس مین وہ مر گیا۔ اور سلطان مراد پنجم روم کا فرمانروا ہوا۔

یہ تبدیلی اوس کشت و خون کی نسبت جو دو سال گذرے۔ لنڈن مین بازار ٹرفالگر سکوئیر کی شورشون کو دور کرنے پر ہوا۔ بہت ہی کم ہنگامے ہونے پر واقع ہو گئی۔ اور مابعد کی سرگذشت نے بایضاح تمام ثابت کر دیا کہ ٹرکی اور انگلستان کی پولیٹیکل طرز حکومت کے برخلاف یا مؤید کتنی ہی دلایل اور براہین کیون نہ ہون تاہم اول الذکر کے وزراء ایک زبردست بادشاہ کو بہت ہی آسانی سے معزول کر سکتے ہین۔ بہ نسبت اس کے کہ آخر الذکر اپنے وزیر صرف ایک پولیٹیکل مجمع کو ہٹا سکین۔

وزراء کی اس امید مین سلطنت کے کل ہمدرد شامل تہے۔ کہ سلطان مراد کی تخت نشینی سے مملکت اور قومی حکمت عملی مین ایک نئی جان پڑ جاویگی۔ مشرق مغرب شمال جنوب جہان کہین ہر کارے نئے سلطان کی تخت نشینی کی خبر لے کر گئے۔ قوم نے بڑی خوشی اور خرمی سے اونکی آؤ بہگت کی۔ تمام اشخاص جو ۳۰ مئی ۱۸۷۶ء کو قسطنطنیہ مین موجود تہے میرے ساتھ شہادت دینگے کہ شہر پر سے حزن و ملال کا ایک بڑا بہاری بادل رفع ہو گیا ہوا معلوم ہوتا تہا

[1] وزراء نے سلطان عبد العزیز خان مرحوم کو معزول کرنے سے پہلے شیخ الاسلام سے یہ استفسار کیا تہا۔ اول اگر امیر المومنین مین خبط جنون اور امور ملکداری سے ناواقفیت ہونیکی علامات پائی جاوین۔ اور اپنے ذاتی مصارف کو وہ اتنا بڑہا وے جس کو قوم متحمل نہ ہو سکے تو کیا وہ سلطنت کو تکالیف اور مصائب مین ڈالنے کا باعث نہ ہوگا۔؟ دوم کیا اوسے معزول کیا جاوے؟ دونون امور مین شیخ الاسلام نے اونکی رائے سے اتفاق کیا۔

مبارکبادیوں اور اظہار وفاداری کا ایک مسلسل دریا شاہی محل کے دروازے سے بہتا رہا۔ اور منجملہ ازین سب سے زیادہ خوش آیند مگر نہایت ہی رقت آمیز سلطان عبد العزیز کا خاص دستخطی خط تھا جس مین اوسنے اپنے بھتیجے کو اپنی وفاداری اور اوسکی نئی بادشاہت کی قبولیت کا یقین دلایا۔

مگر قوم اور وزراء کی نئی امیدون کی قسمت مین ناکامیابی لکھی ہوئی تھی۔ مراد کو تخت پر بیٹھے چند ہی ہفتے گذرے تھے جو ظاہر ہوگیا کہ اوسکی صحت اس قابل نہین کہ وہ اس نازک و پرفتن زمانے مین کاروبار سلطنت کی اس قدر بھاری بوجھ کو برداشت کرسکے جس کا متحمل ہونا سلطنت کی صدر کیلئے لازمی ہے۔ دماغی اور جسمانی امراض کی علامات جو حرم کی تنہائی اور بادشاہی مین پوشیدہ رہی تھین کونسل چیمبر (ایوان شوریٰ) مین شدت سے نمایان ہوگئین۔ وزراء پر یہ رنجیدہ امر واضح ہوگیا کہ اونہون نے ابھی روس کو صرف اسی لیئے شکست دی تھی کہ ایک اور مصیبت کا سامنا ہو لیکن جس مصیبت کا مقابلہ کرنا اور اوسے زیر کرنا نہایت ضروری ہے۔ انہون نے اس مشکل کا مقابلہ کیا۔ اور اوسے زیر بھی کیا۔ یعنے جس متانت اور مستقل مزاجی سے وہ ایک معزولی کرچکے تھے۔ ویسے ہی اب دوسری معزولی کی تیاریون مین مصروف ہوگئے۔[۱]

حکمران سلطان کے سقم صحت اور ناقابلیت کا کل حال جتلا کر مذہب کے پیشوا شیخ الاسلام سے استصواب کیا گیا اور اوس سے ایک اور بادشاہ گردی کی اجازت حاصل کیگئی۔

تب ایک ڈیپوٹیشن مراد کے چھوٹے بھائی عبد الحمید کی خدمت مین یہ درخواست لیکر حاضر ہوا۔ کہ وہ سلطنت کی اغراض و مقاصد کی بہتری کیلئے تاج و تخت روم کو قبول فرماکر سبعت عثمانی کو زیب کر کرین جس سے تھوڑے ہی عرصے مین قومی زندگی کے بچاؤ کے جنگ وجدل مین کشیدہ ہونا تھا۔ لیکن یہان ذرراد کو ایک اور مشکل درپیش آئی۔ عبد الحمید نے اوس کسر نفسی و رحیا کے ساتھ جو مضبوط۔ صادق اور مستقل مزاجون مین عموماً پائے جاتے ہین (اور یہ کل صفات اوسکی تمام پبلک لائف کی کاروبار مین پائی جاتی ہین) بادشاہی کی ان وزنی ذمہ داریون اور دقتون کے بوجھ تو قبول کرنیسے انکار کیا۔ تاوقتیکہ حکومت کو یقین اوسکے بھائی کی بالکل عدم لیاقت کا قاطع ثبوت نہ پیش کیا جاوے۔ ۳۳ سال تک وہ تنہائی مین رہا تھا۔ اور اسکو وہ تخت قیصری کے جاہ و جلال اور شور و شغب کی ساتھ مبدل کرنا پسند نہین کرتا تھا۔ اون اشخاص کو جنہون نے پیش کیئے ہوئے تاج و تخت سے انکار کیا ہے نسل مابعد نے ہمیشہ عزت و قدر کی نظر سے دیکھا ہے۔ ہم امید کرتے ہین کہ جب کبھی عبد الحمید کی مدت العمر کے کارنامون کا اندازہ لگانیکا وقت آویگا۔ تو اوسکی پبلک لائف کا یہ پہلا سانحہ فراموش نہ کیا جاوے گا مگر وہ آدمی جو ایک طاقتور دشمن کی سازشون پر غالب آچکے تھے ایک باحیا شرمیلے شہزادے کے عذرات سے کب رک جانیوالے تھے۔ اوسے مذہب اور ملک کے نام پر واسطہ ڈالا گیا۔ جو آخرکار کامیاب ہوا۔ اور ماہ اگست ۱۸۷۶ء کے آخری دن کو عبد الحمید ثانی اپنے بزرگون کے تخت پر

[۱] اس عزل کے اصل راز و اسرار تاریخ خاندان عثمانیہ حصہ دوم مین بتلائے گئے ہیں۔

متمکن ہوا۔ اور اوس فلاح اور اصلاح کا دور شروع کیا جس کا مختصر خاکہ کہینچ کر ناظرین کے روبرو پیش کرنا
اِن مضمون کا مدعا ہے۔

کسی یوروپین مدبر کو آجتک ایسی تاریک منظر اور دُھندلے مطلع کا سامنا نہین کرنا پڑا جیسا کہ اِس نے سلطان
کے پیش نظر ہوا۔ اور نہ ہی کبھی ایسا دُھندلایا ہوا آسمان ویسی ہی تندی اور ثبات قدم نظر سے دیکھا گیا۔ شہزادہ جو اب
سلطنت کی پشت پناہ ہے۔ ایسی حالت مین تہا کہ یہی ایک نقطہ اوس کے ٹہیک مناسب حال ہے = برباد۔ حال ہی
کے دیوالون نے روم کے ساتھ ممالک یوروپ کی ہمدردی کو بالکل زائل کر دیا تہا۔ اور ضمناً ہم سرسری طور پر
یہ ذکر کر دیتے ہین کہ **مغرب کی ہمدردی اور دوستی کا بہت بڑا حصّہ اِسی بات پر
منحصر ہے۔ کہ قرضے کے منافعے اور سود وقت پر ادا کیئے جاوین۔** اکثر صوبے
ناراضگی اور دبی ہوئی بغاوت سے بہرے ہوئے تہے۔ سلطنت کے ہر ایک گانون اور قصبے مین روس کے برانگیختہ
کرنے والے گماشتے اپنے کام مین مصروف تہے۔ اور ہر جگہ روسی سونا (یعنے رشوتین) تہوڑی تہوڑی مقدار مین مدسی
سنگین و توپ اور سپاہ کیلیئے رستہ صاف کر رہا تہا۔ اوّل ماہ جولائی کو زار نے اپنا ایک پیادہ چلا دیا ہوا تہا یعنی
سرویا نے روم کو اعلان جنگ دیا۔ اور اعلان جنگ کے ساتھ ہی ممالک عثمانی پر حملہ کر دیا۔ مگر سرویا کی سابقہ جنگی
خرمستیون کیطرح اوسکی یہ غیر معقول حرکت بہی ناکامیاب رہی۔ باغی افواج بہت جلد پوری شکست کہا کر سرحد کے
پار تتر بتر کر کے بہگا دیگئین۔ مگر دول عظام کے بیچ بچاؤ سے (ایسا بیچ بچاؤ ملکی حکمت عملی اور ڈپلومیسی
کی ضروریات کے موافق ہو تو ہو۔ مگر انصاف تو اوسے ہرگز قبول نہین کرتا) ایک سرسری صلح جس کی میعاد
۲۵ ستمبر تک تہی قایم کیگئی۔

پس عبد الحمید نے ایک وقتی جنگ وجدل کے زمانہ مین عنان سلطنت اپنے ہاتہ مین لی۔ یہ پولیٹیکل اصلاحون
کا وقت نہ تہا۔ بلکہ سب سے مقدم فرض سلطنت کی جنگی طاقتون کو مضبوط اور درست کرنا تہا۔ کیونکہ کل عملی مدبر جہان
کے نزدیک یہ مثل مسلم ہے کہ ؎

جنگ کیوقت جب کہ آتے ہین — سارے قانون بہول جاتے ہین

اور جب بحالتِ جنگ قانون تک معطل اور معرض التواء مین ہو جاتے ہین۔ تو ملکی اور تمدنی اصلاحون کا رک جانا
تو بدرجہ اولٰے لازمی ہوگا۔ مگر واقعات مابعد نے ثابت کر دیا ہے کہ باوجودیکہ سلطان کو ضروریات جنگ سے ایک لمحہ
کی فرصت نہ تہی۔ تاہم بہی وہ انتظام حکومت کی درستیون اور اصلاحون کو سوچنے اور تجویز کرنے مین دلفگار رہا اور انکو
وہ بڑی ثابت قدمی سے اپنی دوازدہ سالہ حکومت مین برابر زیرِ عمل لا رہا ہے۔ سرویا کے ساتہ پیمان التوائے جنگ بہی
اونہین معاہدون اور نامہ پیام ہی کے مانند تہا جیسے ترکی اور اوسکے دشمنون مین ہوا کرتے ہین۔ یوروپ نے صلح کیغرض

کے لیئے نہین۔ بلکہ محض سرویا کی بہلائی کے لیئے دخل دیا تہا۔ اور سرویا نے اس غیر مترقبہ موقعے سے پورا فایدہ اوٹہایا۔ اس تمام عرصہ مین روسی سامان حرب اور اسباب ضرب۔ روسی افسر اور سپاہی۔ روسی موٗ رار اور روسی توپین باغیون کو بمقام الیکزینیاز تقویت دینے کے لیئے سرحد سے برابر عبور کرتی رہین جس سے تمام دنیا خیال کرتی تہی کہ مہلت کے ختم ہونے پر لڑائی کا پانسہ پلٹ جاوے گا۔ اور سرویا کا شیر[۱] ببر اب کی دفعہ بجائے صرف زور سے غرا کر بہاگ نکلنے کے اپنے آپ کو اور طرح نمایان کرے گا۔ مگر واقعات نے جتلا دیا کہ سرویا کا شیر گوجہنڈون اور سرکاری سٹامپون پر بہت ہی خوشنما معلوم ہوتا ہے۔ لیکن اصل مین ایک ٹبری ہی بزدل بلی ہے اور پہر بلی بہی ایسی گئی گذری جس کے پنجے آگ مین سے وہ شاہ بلوط کے پہل بہی نہ نکال سکے جن پر شمال کی مقدس مہاتما صورت یعنی شہنشاہ روس للچا رہے تہے۔

لڑائی کے دوبارہ شروع ہونے کے ایک ہی ماہ کے اندر بہادر نہی سرویا کی سپاہ جو روسی مددانتیر[۲] کی بیشمار کمک سے بہت ہی مضبوط ہوگئی تہی۔ بالکل پسپا ہو رہی تہی۔ یا اگر امر واقعی کہین تو یہ کہ نہایت ہی بے سروسامانی سے تتر بتر ہوگئی تہی۔ اور فاتح ترکی جرنیل [عثمان] کی فتحمند فوج کے لیئے بلگریڈ تک رستہ کہلا پڑا تہا۔ مگر وہ وہان تک کبہی نہ پہونچا۔ روس اور سرویا کی متحدہ سپاہ کی ہزیمت اور بے سروسامانی سے وہ پرزہ پرزہ ٹکڑہ ٹکڑہ ہوگیا جس کی اوٹ مین مالک کی اصلی صورت نہان تہی۔ جونہی ترکی افواج کی فتح وظفر کی خبرین سینٹ پیٹرز برگ مین پہونچین۔ روسی سفیر متعینہ قسطنطنیہ کو بدین مضمون ہدایات بہیجی گئین۔ کہ فوراً سلطان کی خدمت مین حاضر ہو کر التوائے جنگ کو معاہدے کو از سر نو شروع کیئے جانے کی پرزور درخواست کرے۔ اور بصورت انکار سفارتی تعلقات منقطع کر دیئے جائین۔

اس مسئلہ کو بلاتردد فوراً قبول کرنا ایک نہایت ہی لائق مدبر کی صفات عظمیٰ مین داخل ہے۔ وہ پرجوش جو اپنی محبوبہ (دلی) مدعا کی حمایت مین پختہ دیوار سے اپنے سر کو ٹکرا دے۔ گو ہماری تحسین و آفرین کا مستحق ہو۔ لیکن ہمارے اعتبار یا بہروسے کے لائق کسی طرح نہ ہوگا۔ انسانون کے رہبر اس قسم کے نہین ہوتے۔

سب سے بڑا اہم مسئلہ جو عبد الحمید کو پیش آیا یہ تہا کہ وہ اپنے زبردست جانی دشمن کی اس عدیم المثال ناجائز درخواست کا کیا جواب دے۔ مگر اس مین بہی اس نے اپنے دلی میلان اور ذاتی عزت وتمکنت کے جہوٹے اور رواجی خیالات کا کچہ پاس نہ کر کے (جیساکہ اوس نے اپنی زندگی کے ہر ایک فعل کی ثابت کیا ہے) بلکہ صرف اپنے

[۱] سرویا کے نشان علم پر شیر ببر کی تصویر ہوتی ہے۔ جیسے کہ مختلف قومین مختلف نشان ا... امتیاز اپنے قومی علمون پر نصب کرتی ہین۔

ملک کی بہبودی اور یوروپ کی رضامندی کو ملحوظ رکھ کر اور پانچ ماہ تک التوائے جنگ کا ہونا منظور فرمالیا۔ زار روس نے اپنی جنگی تیاریوں کو مکمل اور پورا کرنے کے لیئے اس طرح سے میعاد حاصل کر کے اب اپنا دوسرا پیادہ آگے بڑہایا۔ اوس کیطرف سے ایک ڈپلومیٹک مراسلہ سینٹ جیمز کے دربار یعنے گورنمنٹ برطانیہ کو بدین مضمون روانہ کیا گیا۔ کہ زار روس کو یوروپ کے حفظ امن کی اغراض سے لیئے ضروری معلوم ہوتا ہے (امن و امان کے قایم رکہنے کے لیئے روس کا ایسا خواہشمند ہونا سیاست مدن کے طالب علم کے لیئے سخت حیرت انگیز امر ہے) کہ عثمانی سلطنت کی عیسائی رعایا کے حفظ و امان کے لیئے اصلاحات کے سوچنے اور سلطان سے اون اصلاحون کے جاری کرنے کے لیئے جن کو کانفرنس تجویز کرے ضمانت لینے کے لیئے ایک یوروپین کانفرنس منعقد کیجا دے۔

اگر روس کی بے ایمانی کو کافی طور پر تجسس کرنے کے لیئے کوئی کسر باقی رہ گئی ہو تو روس کی کو مراسلہ پیش کرنے کے متعلقہ واقعات پورا کیئے دیتے ہین۔ اس درخواست کو پیش کرنے وقت جو چھ ماہ قبل ازین پیش آئی تہی ناسناسب ہوتی زار نے پاسفرس کی بادشاہ گردی اور ایک نئی حکومت کے قائم ہونے کے امر کو بالکل بہلا دیا قومی اوضاع و اطوار کے جانی دشمن روس نے یہ جتلانے کی کبھی جرأت نہین کی۔ کہ اوسکی قوم (یعنے رعایائے روس) اپنے سرکاری محکمۂ خبر رسانی کے ذریعون سے کبھی ہی متمتع نہین ہوئی[1] یہ گمان کرنا بالکل ناممکن ہے کہ زار کو اوس بادشاہ کے کیریکٹر اور ارادون سے جسے حوادث زمانہ نے تخت روم پر بٹہلایا ناواقفی محض ہو یعنے وہ یہ امر اچھی طرح سے جانتا تہا کہ مین سلطان سے دہمکیون اور دباؤ کے ذریعہ سے وہ بات کرانی چاہتا ہون جسپر ابتدا ہی سے سلطان نے برضا و رغبت خود عملدرآمد کرنے کی ٹہان رکہی تہی۔ اور روس کی یہ حکمت عملی کہ فریق مخالف کو بڑے متحملانہ طور سے تنگ اور برافروختہ کرے اس بات سے بخوبی واضح ہو جاویگی کہ زار نے حوادث غیر مترقبہ کی پیشبندی کیلیئے انتظام کرلیا۔ وہ کیا؟ یعنے ڈیڑہ لاکہ فوج اور چہ سو توپین زیر کمان گرینڈ ڈیوک نکلس سرحد پر جمع کیگئین۔

سلطان اپنی قوم اور مذہب کے دشمن ہونے سے کچہ ہی کم ہوتا۔ اگر وہ ان کارروائیون کی اصلی مراد سے اعماض کر جاتا مگر اپنی آنکہین بند کرلینا سلطان عبد الحمید کی عادت ہی نہین۔ اوسنے عثمانی جنگی طاقت کو اور زیادہ مضبوط کرنے اور ایسی تقویت دینے کا جو سر دیا جیسی طاقت کے مقابلہ کی ضرورت سے بہت ہی بڑہ کر ہو حکم دیا۔ اور جب آخر کار ۱۸۷۶ء مین کانفرنس منعقد ہوئی تو یوروپ مین کوئی ایک مدبر بھی اس سے ذرہ بہر مفید نتیجہ مترتب ہونے کو ممکن یقین نہ کرتا تہا کانفرنس وہ سب کچہ کر کے برخاست ہوئی جو دراصل اوس کے بانی کا منشا تہا۔ یعنے مطلق ہیچ

[1] یعنی روسی رعایا کو حقیقی حالات معلوم کرنے کا ہرگز موقعہ نہیں دیا جاتا

اپنے سچے دوستون یعنے انگریزون (انگلستان) کی نصیحت کو رد کرکے اور اپنے علانیہ دشمنون یعنے روسیون کے دباؤ مین نہ آکر اطاعت کو نہ قبول کرکے عبد الحمید نے بغیر کسی دوسری طاقت کی مدد کے سرویا کے ساتھ شرایط صلح مقرر کرنے کیطرف توجہ کی۔ یہان اوسنے بہ حیثیت ڈپلومیٹسٹ کے اپنی پہلی کامیابی حاصل کی۔ یہ جو شرایط اوسنے پیش کین۔ فوراً قبول کر لیگئین۔ اور اسطرح امن کا وقفہ حاصل کرکے وہ اندرونی درستیون مین مصروف ہوگیا۔

مگر ایک مصلح سلطان کو ایک مصلح نوارکب گوارا کر سکتا ہے۔ ممالک عثمانیہ مین امن وحفاظت قایم ہوجانیسے روسیون کے لیئے کوئی حیلہ باقی نہین رہ جاتا تھا۔ اور خاصکر بیرونی حملے کا ہر ایک موقع چھین جاتا تہا اور گو روس روم مین نئی تہذیب کی ابتداء کو روک نہ سکتا تہا تاہم اوس سے لاعلمی تو ظاہر کر سکتا تہا۔ کانفرنس کے برخاست ہوتے ہی پرنس گارچکاف نے کل دول عظام کیطرف ایک سرکلر کانفرنس کی ناکامیابی کا حوالہ دے کر روانہ کیا۔ بدین مضمون:-

"پس ایک سال سے زیادہ کی سفارتی کوششون کے بعد بھی جن سے دول عظام نے مشرق مین قیام امن کی سخت ضرورت اور اس استحقاق کا اظہار کیا تہا جو اونہین بنظر قایم رکھنے امن عامہ کے حاصل ہے اور جس کے عمل مین لانے کا بغرض قیام امن پختہ ارادہ ظاہر کیا تھا کل دربارہائے یورپ اپنے آپ کو اوسی کیفیت مین پاتے ہین جیسے ابتدائے منازعہ مین تہے۔ بلکہ اوسکی نوبت کشت وخون پرجوش تعصبون۔ بیحد وحساب ویرانیون اور سب چیزون کی ہیبت ناک حالت کے ایک غیر محدود وقت تک بڑھ جانے کے منظر تک جو اس وقت تک تمام یورپ پر چھایا ہوا ہے بڑھ گئی ہے۔ اور اوسنے تمام قومون اور گورنمنٹون کی توجہ کو ہمہ تن اپنی طرف مصروف کر لیا ہے۔ باین ہمہ بابعالی نے اپنے کل قدیم معاہدون کو اور بہ حیثیت یوروپین رکن نظام سیاسیہ یورپ (یعنے دول متمدنہ کے ایک ممبر ہونے کے اپنے فرائض کے ادا کرنے اور دول عظام کی متفقہ خواہشون سب کو بالائے طاق رکہا ہے۔ مشرقی مسئلہ بجائے اس کے کہ باطمینان حل ہوجانے کیطرف ایک قدم بھی بڑہے۔ اور زیادہ پیچیدہ ہوگیا ہے۔ اور اس وقت تمام یورپ کے حفظ امن منافی کے ہمدردانہ خیالات اور کل عیسائی اقوام کے ضمایر کیلیئے تازہ بہیانک خطرہ موجود ہے"

اس کاغذ کی مکار چالبازی کو معلوم کرنے کے لیئے یہ یاد رکہنا ضروری ہے کہ کانفرنس کے انعقاد سے پیشتر ہی سلطان نے اندرونی انتظام کے مسئلے کو بڑی تندہی سے اپنے ہاتھ مین لے لیا ہوا تہا۔ اور بمشورہ وزراء اصلاح حکومت کے لیئے ایک سکیم (تجویز) تیار کی تہی۔ جو کمشنر دول کی سفراء کو پہلی ہی نشست مین بتائی گئی تہی تو یورپ کی سلامی اُتارنے کی گرج کے ساتھ ہی صفوت پاشا نے بیان کیا تھا کہ "اوس بڑے ایکٹ نے جو اس وقت

مکمل ہو رہا ہے۔ آج ہماری شش صد سالہ طرز حکومت کو بدل دیا ہے۔ وہ کانسٹیٹوشن (آئین ملک داری کا بنیادی قانون یا ضابطہ) جسے سلطان نے اپنے ملک کو عنایت فرمایا ہے۔ اس وقت مشتہر ہو رہی ہے یہ اوسکی رعایا کیلئے خوش وقتی اور فارغ البالی کا نیا زمانہ شروع کرتی ہے۔

اس کانسٹی ٹیوشن کی سکیم کتاب کے کسی دوسرے حصہ میں دیگئی ہے۔ کیا یہ سکیم نہایت ہی مناسب حالات مین بھی چل سکتی ہے کہ نہین۔ اس پر اس جگہ بحث کرنے کا میرا ارادہ نہین۔ ممکن ہے کہ ترکی مدبرون نے معلوم کر لیا ہو۔ کہ کانسٹی ٹیوشنل آئین۔ ایسے طریقے ہین۔ جو امتداد زمانہ اور پولیٹکل اور انتظامی قوتون کے فعل ہی سے سلجھ سکتے ہین۔ وہ کسی کل کے پرزے نہین کہ کوئی شخص اون کو ٹھیک ٹھاک کرکے کام پر لگا دے۔

اور نیز یہہ بھی مسلمہ امر ہے (اگرچہ نئے جمہوریہ خیالات کی موجودگی مین ہمین یہ بڑی آہستہ آواز مین بتانا مناسب ہے) کہ مختلف اقوام و ملل کیلئے مختلف اوضاع ہی کی حکومت درکار ہے۔ مگر خواہ کچھہ ہی ہو اس مین کسی قسم کا شبہ نہین کہ مدحت پاشا کی کانسٹی ٹیوشن کو کام کرنے اور کامیابی حاصل کرنے کا ذرہ بھی موقعہ نہ ملا۔ اور اوسکے رستہ مین اوسی ہی سلطنت نے سب سے بڑی رکاوٹین ڈالین جسکی کل تواریخ اون طاقتون کے ساتھ جانکش لڑائیون کے لئے ہے جنہون نے آزادی کیطرف قدم بڑھایا۔ بلکہ یہ ہے ہر ایک ایسی چیز سے جو کانسٹی ٹیوشن کی صورت مین ہو۔ زار کی دلی نفرت معلوم کر لینا کچھہ مشکل امر نہین جب یہہ یاد رکھا جاوے کہ کیسی سنگدلی اور بے پروائی کے ساتھہ بادشاہان روس نے اون تمام زن و مرد کو جنہون نے اپنے ملک مین اس قسم کی طرز حکومت ہونے کی کوشش کی پہانسی دے دیا۔ یا مدت العمر کے لیئے اون کو حالت غلامی مین ڈالدیا۔

سلطان نے اون مشکلات کو جن سے وہ گھرا ہوا تھا۔ دور کرنے کی خالص کوشش کی اسکو فراموش کرکے روس نے دوسری طاقتون کو اس بات پر آمادہ کیا۔ کہ وہ روم سے ان اصلاحون پر ایک معین عرصے مین کاربند ہونیکا جبراً اقرار قبول کرا دین۔ اور ساتھہ ہی اوس کو یہہ بھی سمجھا دین کہ عیسائی رعایا کی فلاح کا یورپ ہر وقت نگران رہے گا۔ اور اوس کو اختیار ہوگا کہ امن عامہ اور رعایا کی بہتری کےلیئے جب کبھی مناسب خیال کرے ایک متفقہ عمل سے اس امر کی تائید کرے۔

اس نوٹ کے جواب مین انگلستان کے وزیر صیغہ خارجیہ نے روس سے درخواست کی کہ وہ پہلے اس امر کا اطمینان ہی کر دے کہ یورپ کی اس قسم کی مداخلت کرنے پر وہ تمام روسی فوجین جو ترکی سرحد پر جمع ہوئی ہین فوراً واپس ہٹا لیجاوین گی۔ روس نے کسی معینہ درخواست کے صاف صاف جواب دینے

سلطان عبدالعزیز مرحوم
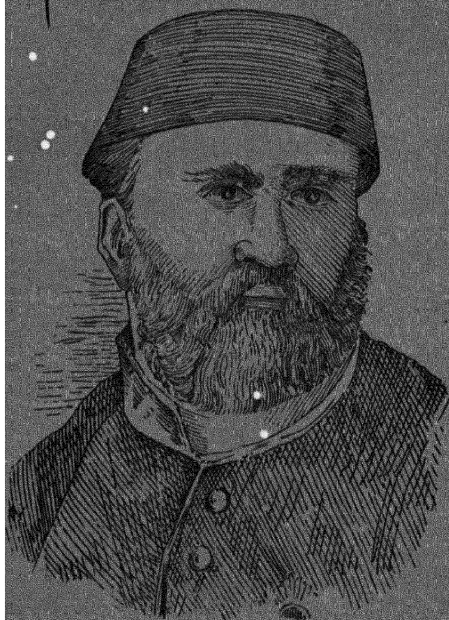
کی اپنی مدامی پولیسی پر چلکر اس تجویز کا یہ جواب دیا۔ کہ باب عالی کو متفقہ نوٹ بھیجنے کے بعد افواج ہٹا لینے کا مسئلہ صرف سلطان اور زار کے باہمی فیصلہ پر بغیر کسی دوسری سلطنت کی دخل اندازی کے چھوڑا جا دے۔ کا امر منظور کیا گیا۔ اور ۳۱ر مارچ ۱۸۷۷ء کو مندرجہ ذیل مراسلہ جسے ڈپلومیسی (آئین تکات یا تعلقات باہمی کی تدابیر سیاسیہ سفارت ایلچی گری) کی زبان مین پروٹوکول (مراسلہ۔ معاہدہ) اصل نوشتہ منقول منہ کہتے ہین۔ دول عظام کے سفرائے سلطان کے روبرو پیش کیا۔

"دول عظام جن سب نے بالاتفاق مشرق کے امن کی ذمہ داری اوٹہائی ہے۔ اور اسی غرض کے لیئے جنہون نے کانفرنس منعقدہ قسطنطینیہ مین دخل دیا تہا تسلیم کرتی ہین۔ کہ اس مدعا کے حصول کے لیئے سب سے بڑا ضروری مراد اولاً اوس اتفاق اور اتحاد کو قایم رکہنا ہے جو خوش قسمتی سے اون سب مین موجود ہے۔ اور نیز اوس متحدہ تردد اور خیال کو از سرنو مضبوط کرنا ہے جو وہ ترکی کی عیسائی رعایا کی بہتری۔ اور بوسینیا۔ ہرزیگوینا و بلگیریا مین اون اصلاحات کے شروع کیئے جانے کے لیئے جنہین باب عالی نے اس شرط پر منظور کیا ہوا ہے۔ کہ وہ بطور خود اون کو رایج کرے گا رکہتی ہین۔ وہ سرویا کے ساتھ تکمیل صلح کے معاملہ سے خوش ہین۔ مگر ساتھ ہی مانٹی نیگرو کے بارے مین خیال کرتی ہین۔ کہ پایدار اور مدامی صلح و صفائی کی اغراض کے لیئے سرحدون کی درستی اور دریائے بوآنا کی بے روک جہاز رانی ضروری ہے۔ یہ طاقتین باب عالی کے ان دونون ریاستون کے ساتھ عہد و پیمان کے مکمل یا قریب التکمیل ہوجانے کو حفظ امن و امان عامہ کیطرف جو ہم سب کی خواہشون کا متحدہ مدعا ہے۔ ایک نمایان پیشقدمی خیال کرتی ہین وہ باب عالی سے درخواست کرتی ہین کہ وہ طاقت جنگی کو حیثیت صلح مین کرکے اوس تعداد تک جو امن و امان کے قایم رکہنے کے بیئے ضروری ہو گہٹا دے۔ اون اصلاحات کو جو صوبجات کے امن اور فلاح و بہبود کے لیئے لابد ہین اور جن کے مفصل کو ایف کانفرنس مین زیر بحث رہ چکے ہین۔ فوراً شروع کر دے۔ اور اپنی خوشنودی ظاہر کرتی ہین۔ کہ باب عالی نے اونمین سے اکثر کو فوراً شروع کر دینے کے لیئے اپنے آپ کو بالکل تیار اور آمادہ بتلایا ہے وہ باب عالی کے سرکلر مورخہ ۱۳ر فروری ۱۸۷۷ء اور عثمانی گورنمنٹ کے اون اقرارون کو جو کانفرنس مین کیئے گئے تہے۔ اور جن کی تائید بعد ازان بذریعہ اوس کے سفراء کے ہوتی رہی ہے رخاعکر پسند کرتی ہین باب عالی کے ان نیک ارادون اور اون کو فوراً عمل مین لانے کے ظاہر اشوق کو مدنظر رکہکر دول عظام یقین کرتی ہین کہ انکے پاس یہ امید کرنے کی کافی وجہ ہے۔ کہ باب عالی اس موجودہ امن سے پورا فائدہ اوٹھا کر اپنی عیسائی رعایاء کی حالت کی درستی مین جو یورپ کے حفظ امن کے لیئے سخت ضروری بتلائی جاتی ہے۔ بدل و جان مصروف ہو جائے گا۔ اور جب ایک دفعہ اوس کو شروع کر دے گا۔ تو اپنی عزت کا لحاظ اور مقاصد ملکی کا پاس

کرکے نیک نیتی اور مستقل مزاجی سے اوسمین لگا ہے گا۔ یہ دول تجویز کرتی ہین کہ وہ بذریعہ اپنے اپنے سفراء متعینہ قسطنطنیہ اور دیگر مقامی لوکل قونصلوں اور ایجنٹون کے ہر وقت نگران رہین گی کہ عثمانی گورنمنٹ اپنے وعدون کو کیسے طور پر پورا کرتی ہے۔ اور اگر انکی امیدون کی قسمت مین ایک دفعہ پھر بہی ناکامیابی لکہی ہوئی ہے اور سلطان کی عیسائی رعایا کی حالت ایسی عمدہ نہ ہوگئی جس سے کہ وہ مشکلات اور پیچیدگیان جو وقتاً فوقتاً مشرق کے امن وامان کو ابتر کرتی ہین رک سکین۔ تو وہ یہ جتلا دینا اپنا فرض سمجھتی ہین کہ معاملات کی ایسی حالت ان سب کے مقاصد کے خصوصاً اور کل یوروپ کے عموماً نہایت ہی برخلاف ہوگی۔ اس صورت مین وہ اپنا استحقاق سمجھین گی۔ کہ امن وامان عامہ کے قیام اور عیسائی رعایا کی بہتری کے لیئے جو چارہ جوئی وہ سب بالاتفاق مناسب خیال کرین عمل مین لاوین ۔

مینے اس قیمتی اور نادر الوجود کاغذ کو جو کل یوروپ کی متفقہ ڈپلومیٹک دسفارتی دعا بازی دراَہیانت اور طمع آزمائی کا لب لباب ہے۔ پورا پورا درج کرنا ضروری خیال کیا ہے۔ کیونکہ مین جانتی ہون کہ اوس وقت اس کے پڑہنے کی بہت ہی تہوڑے لوگون نے تکلیف گوارا کی تہی۔ اور اکثر لوگ یہ خیال رکہتے تہے۔ اور ابہی رکہتے ہین۔ کہ روس نے صرف بامر مجبوری اوس وقت جب کہ تمام ڈپلومیٹک وسائل صلح کو قائم رکہنے مین ناکامیاب رہے اعلان جنگ۔ دیا تھا۔ یوروپ کے امن وامان قائم رکہنے کا ذریعہ ہونے کے لیئے مین خیال کرتی ہون۔ یہ پروٹوکل اکثر اشخاص کو صرف اس قابل معلوم ہوگا۔ کہ تعلقات باہمی کے علم ادب (طرز انشائے نامہ وپیام مابین شاہان) کے عجائب نمونون کے عجائب گہر مین کسی بجن ہول (لفظی معنی کبوترون کا ڈربہ یعنی خانہ دار المباری) مین رکھ دیا جاوے۔ جنوبی امریکہ کی اگر کسی چہوٹی سے چہوٹی جمہوری ریاست کو بہی یہ لکہا جاتا۔ تو اوس کی یہ ایک سخت ہتک ہوتی۔ مگر جب کہ ایک ایسی شخص کو جو لاکہون سپاہ کا مالک۔ ایک عظیم الشان قدیمی سلطنت کا شہنشاہ ہو۔ اور جسے مینون بر اعظمون کے کروڑون مسلمان اپنے مذہب کا صدر اعلے (خلیفہ) جانتے ہون۔ مخاطب کیا جاوے۔ تو یہ ایک ایسا پر حماقت نامعقول فعل ہے جسکی نظیر اور مثل تعلقات باہمی کے نامہ وپیام کی تاریخ مین ہرگز نہ ملیگی۔

اگر اس پروٹوکل کے حوالے اور اشارے ٹہیک مطابق حال بہی ہوتے۔ تو بہی اوسکی دستخط کنندہ سلطنتون نے اوسے ایسے برافروختہ کرنے اور بہڑکانے والی عبارت مین تحریر کیا جس قدر کہ اون سے ہو سکا۔ لیکن جب ہم دیکہتے ہین کہ یہ سب نہ بایان بغیر کسی شہادت موئیدہ کے حوالہ دینے کے لکہے گئے تہے اور جس کے ساتھ ظاہر طور پر کہلم کہلا دہمکی شامل تہی۔ تو ہم یہ نتیجہ نکالنے سے مشکل سے بچ سکتے ہین۔ کہ دول عظام اس الٹی میٹم آخری نوٹس یا اطلاع آخری رائے) کے پیش کرنے مین کسی نہ کسی بے ایمان کے فریب مین

اگنیٹن جس کا اصلی مدعا ظاہر مطلب کے عین متضاد تہا پرنس گارچکوف کا جس نے اس پروٹوکل کو لکہا۔ اصلی مطلب یہ نہ تہا کہ امن و امان قایم رکہا جاوے جیسا کہ ظاہری طور پر جتایا گیا تہا۔ بلکہ اوسکی عین مراد وہ پرکلفت دخونی انجام تہا جس کا یہ مراسلہ صرف ایک مقدمہ اور دیباچہ بنے پیش خیمہ تہا۔

اوس شخص کی حالت پر ذرا غور کرو جس پر یہہ ہتاک آمیز حملہ کیا گیا۔ اور اوسکی آنکہون سے اس معاملے کو دیکہنے کی کوشش کرو تخت روم پر بیٹہتے وقت وہ اوس قوم کی جو کل جہان مین سب سے زیادہ وفادار اور جان نثار رعایا ہے۔ کل بے اندازہ ذمہ داریون اور فرائض کو بخوبی جانتا تہا۔ اور ان فرائض کو کما حقہ بجالانے کے لیئے وہ جانتا تہا کہ سب سے اول مطلق العنانی اور امن وامان کا ایک زمانہ درازبہت ضروری ہے۔ اوسکے مدبرانہ فہم و فراست نے معلوم کرلیا تہا۔ کہ ان مشکلات کے اسباب جو اوسکی سلطنت کو گہیرے ہوئے ہین۔ عرصہ بعید سے قایم ہین۔ اور خوب جگہ پکڑ گئے ہین اور سوائے آزمائشی اور آہستگی سے قایم شدہ علاجون کے کسی طرح دفع نہین ہوسکتے۔ وہ خوب جانتا تہا۔ کہ جو علاج باہر (غیر ملک والے) سے تجویز کیئے جاتے ہین۔ وہ مرض کے اصلی مزاج کی غلط تشخیص اور واقعی اصل علاجون کی غلط فہمی پر مبنی ہوتے ہین۔ اور یہہ بہی اوسے معلوم تہا کہ خاصکر ایک سلطنت جو ان تجاوز کو جسے کبر و نخوت سر پیش کرتی ہے۔ صرف خود غرضی پر اڑی ہوئی ہے۔ اگر اوس کو خود اپنے گہر کے انتظام کی نسبتاً بہت زیادہ ضرورت ہے۔ سلطان روس کے اندرونی انتظام کی ابتری سے ناواقف نہ تہا۔ وہ بخوبی جانتا تہا کہ روسی دہقان کی حالت بہ نسبت اوسکی عیسائی رعایا کے بدرجہا بدتر ہے۔ اور وہ عمداً اور مسلسل مظالم و شدائد جو خاص زار کے حکم سے روسی دہقانون پر کیئے جاتے ہین اگرچہ کم حیرت افزا رہون۔ مگر باشی بزوک نو جلکے کبہی کبہار کے مظالم سے کئی درجہ بڑہکر ہین۔

اوسنے معلوم کیا کہ باوجود میری نیک نیتی اور صفات باطنی کے دول یورپ مجہسے بدگمان اور بدیقین ہین ورنہ وہ ملکین ان کے اجنبیت میری اصلاح کرنے کی کوششون کے نگران رہین گے وہ اپنی عمر پر اپنی ملت و مذہب کے قدیمی دشمن کی نوجون کا اجتماع دیکہتا تہا۔ اور بہر اوسے کہا جاتا تہا۔ کہ وہ اپنی اس چہوٹی سی نوجکو جو حال ہی مین ایک ناجائز اور بے سبب حملے کو ابہی رد کرچکی تہی۔ توڑ دے اور منتشر کردے۔ اپنے اور اپنے ملک پر اس بڑے نازک وقت کے وارد ہونے کی حالت مین وہ بطرح مخاطب کیا جاتا ہے جیسے ایک شریر لڑکے کا کوئی شیخی خور معلم کرتا ہے۔ بالتحقیق بموجودگی ان حالات کے اگر وہ اوس وقت سے جو خواہ کل یورپ ہی تیسہ کیون نہ دی نہی دب جاتا۔ تو ہم سب تسلیم کرتے ہین کہ وہ انسان سے بہت کم بلکہ ایک غلام سے ہی بدتر ہوتا۔

مین خیال کرتی ہون۔ کہ دنیا کا کوئی بھی بادشاہ اس سے نصف تہائی پر بھی اپنے مزاج پر قابو اور دنیا
نہ رہتا۔ اگر وہ کل سفرائے دول کو قسطنطنیہ سے فوراً نکلجانے کا حکم دے دیتا اور یوروپ کو کہہ دیتا۔ کہ
جو کچھ کرنا ہے کر لو۔ تو تہوڑے ہی آدمی اس امر سے متعجب ہونگے۔ اور نہایت ہی تہوڑے سو الزام دینگے سلطان
کے ہاتھ مین چند ایسے تیتے ہین کہ جب اور جس وقت وہ اون سے کھیلنا (یا اون کو بانٹنا) چاہے تو دنیا کے تینون
براعظمون مین تباہی اور آتش حرب بہڑکا سکتا ہے۔

المختصر وہ صرف دنیاوی بادشاہ ہی نہین۔ بلکہ اپنے مذہب کا دینی پیشواء (خلیفۂ اسلام) بھی ہے
اور یہ اوسکے اختیار مین ہے کہ جہان کہین مسلمان اور عیسائی دوش بدوش رہتے ہین۔ اون کو آپس مین
ایک جانگداز جنگ و جدل مین ڈالدے (ص ترجمہ۔ از مراسلہ مسٹر لرڈ و سفیر انگلستان بنام وزیر صیغۂ خارجیہ)
اگر سلطان روم (ایشیا) کے پانچوین درجہ کا بادشاہ ہی کیون نہ رہ جاوے۔ پہر بھی وہ کل دنیائے
اسلام کا خلیفۃ المؤمنین ہی رہے گا۔ اور اسکی اس طاقت سے بچتے رہنا چاہیئے وغیرہ وغیرہ) اگر کسی سلطان
کو اس عظیم الشان طاقت کا استعمال مین لانا کبہی جائز ہو سکتا تہا۔ تو وہ اوس پروٹوکل کے پیش ہونے کے
وقت سلطان عبد الحمید ہو سکتا تہا۔ مگر یوروپ۔ ایشیا اور افریقہ اور خاصکر انگلستان کی خوش قسمتی
سے عیسائی طاقتون کو ایک ایسے شخص سے سابقہ پڑا۔ جس کو نسبت اپنے ازالۂ عزت کا بدلہ لینے کے لئے
بھی بہت کچھ مد نظر تہا۔ اس نے اوس وقت اوس شخص کیطرح عمل کیا۔ (جیسا کہ وہ اوس وقت سے
برابر کر رہا ہے) جس کی اصلی غرض صرف اپنی رعایا کے ہر فرد بشر کی بہلائی اور بہتری ہو۔ اوس نے
غصہ کہا کر بہڑک اوٹہنے سے اپنے آپ کو روکا۔ اور اون (دول یوروپ) کی صفت انصاف کے پاس جو
صفت افسوس یوروپین دربارون مین مسلمان بادشاہون سے تعلق رکہنے اور نامہ و پیام کے وقت بالکل
ناپید ہو جاتی ہے۔ ایک اور اپیل کی۔

پروٹوکول کے پیش ہوے کہ ایک ہی ہفتہ کے اندر دول یوروپ کو اس کا جواب دیا گیا۔ اوس مین باب عالی
نے پُر داب مگر سنجیدہ و متین الفاظ مین غیر سلطنتون کی کسی طرح کی مداخلت کرنے کے مزاحم ہونے
کے متعلق اپنا حق اور وہبی مطلق العنانی جتلا دی۔ اور اپنا مستقل ارادہ اوس چیز کے کرنے کا جس کو
کوئی اور طاقت نہین کر سکتی ہے۔ یعنے اون اصلاحون کا بغیر کسی دوسری طاقت کی مدد کے رائج کرنا جن کا ضروری
ہونا باب عالی خود تسلیم کرتا ہے۔ اس جواب کے آخری الفاظ قابل اندراج ہین۔ جسکی طرز عبارت کا مراسلۂ دول کے
پیرایۂ تحریر سے مقابلہ دیکہنے کے لایق ہے۔

"اپنے دعوے کی صداقت کی قوت اور خداوند کریم کی مدد کے بہروسے پر ٹرکی عیان طور پر علانیہ کہہ دیتی ہے

کہ وہ اون تمام امور کو جو بغیر اوسکی اجازت کے یا اوسکے برخلاف قرار دیئے گئے ہون۔ نظر انداز کرتی ہے۔ اوس مقام و منزلت کو جو قدرت نے اوسکو بخشی ہوئی ہے۔ قایم رکھنے کا مستقل ارادہ ظاہر کر (ترکی) اون تمام حملون کو روکنے سے جو اوسکے حقوق۔ تعلقات باہمی کے اصول اور اون یوروپین معاہدون کے برخلاف کیئے جاتے ہین۔ جو اوس پر و پروٹوکل پر جسکی ترکی گورنمنٹ کے نزدیک کچھ بھی وقعت نہین۔ دستخط کرنے والی دولتون پر برابر حاوی ہین۔ ہرگز کوتاہی نکرے گی۔ آخر مین وہ یوروپین دربارون کے کانشنس (ضمیر) کے پاس جنکی نسبت اوسے یقین ہے کہ وہ سب اوسی اتحاد۔ خلوص اور مساوات کے انداز سے اوس کے ساتھ برتاؤ کرینگے۔ جیسا کہ قدیم مین کرتے تہے۔ اپیل کرتی ہے۔"

اتحاد اور مساوات کے خیالات جو الگزینڈر دوم (زار روس) کے سینہ مین نہان تہے۔ ۲۴۔ اپریل ۱۸۷۷ء کی اعلان مین اسطرح ظاہر ہوئے جسمین وہ بیان کرتا ہے کہ "کل روسی قوم مشرق کے عیسائیون کی حالت درست کرنیکے لیئے بیقرار ہو رہی ہے" دریافت کرنا ذرا مشکل ہے کہ زار نے اپنی رعایا کے اس جوش کو کیسے معلوم کر لیا جبکہ نہ ہی (مطابع و اخبارات کو آزادی حاصل ہے۔ اور نہ ہی پلیٹ فارم یعنی خطبوں و لکچرون کے ذریعہ سے (یعنی بذریعہ سپیچات تقاریر) اونکے خیالات ظاہر ہو سکتے ہین۔ غیر قومی خیالات خواہ کچھ ہی ہون وہ (زار) اور آگے چلکر کہتا ہے کہ "ترکی کی متکبرانہ ضد نے اوسے تلوار کہینچنے پر مجبور کر دیا ہے" اور اوس نے اپنی ہی طرز مین اس اعلان کو اس فقرے پر ختم کیا "ہم اپنی بہادر فوجون کو خدا سے برکت مانگ کر ترکی کی سرحد سے گذرنے کا حکم دیتے ہین"

اس زمانہ کی یورپین تاریخ پڑہ کر کوئی بہی انگریز حجابت اور غصے کے آثار ظاہر کیئے بغیر نہین رہ سکتا۔ اب دس سال گذر جانے کے بعد بہی ایک شخص انگریزون کی اس بزدلی۔ بے استقلالی۔ خود غرضی۔ دغا بازی۔ اور اپنے ملک کی نہایت ہی قدیم اور باوقعت ذمہ واریون کو بڑی بیشرمی سے ترک کر دینے پر مضمون لکہتے وقت (جو سب امور ان نازک معاملات مین اوس وقت کی انگریزی گورنمنٹ مین پائے جاتے تہی) بڑی مشکل سے اپنے قلم کو جایز حد اور جایز احاطے سے نکلجانیسے روک سکتا ہے۔ اس مضمون کے اتنے برسونکے مطالعے اور اوس وقت کے تمام حالات کے پورے علم سے لکہتے ہوئے اس ماجرے کو ۱۸۷۷ء کی حالت لکہی دیکھ کر مین یہ کہنے سے ذرا نہین جھجکتی کہ لارڈ بکنسفیلڈ کا دربار اگر ذرا سا استقلال اور جرأت بہی ظاہر کرتا تو یہ تمام تباہی۔ کشت و خون۔ ویرانی اور وہ کل تکلیفات غم جنہون نے اس بدبخت سالکی تاریخ پر ایسا سیاہ دہبہ چہوڑا ہے۔ ہرگز واقع نہ ہوتے۔ لارڈ بکنسفیلڈ سلطان کی طرح بخوبی جانتا تہا کہ روم کے اندرونی معاملات کی درستی کیلیئے ایک طویل زمانہ درکار ہے۔ وہ جانتا تہا کہ انگلستان کا بڑے زبردست معاہدون کے رو سے فرض تہا کہ وہ اپنے معاون (روم) کو کامیابی اور

سنبھلنے کا موقع دلاتا۔ پارلیمنٹ کا بہت بڑا حصہ اور بیرونی قوم انگریزی (یعنے جو پارلیمنٹ مین شامل نہ ہو) کا
ہر ایک دیانتدار اور محب وطن شخص لارڈ بیکنسفیلڈ کی اعانت پر تہا۔ جس سے وہ اپنے پولیٹیکل حریفون اور
مخالفون کی زبردست سے زبردست کوششون کو بڑی آسانی سے رد کر سکتا تہا۔ مگر باین ہمہ وہ اس نقطے کے پہونچنے
کی جرأت نکر سکا۔ جس کے برسے جانیسے کل یوروپ مین امن وامان اور سلطان کی رعایا مین فلاح اور فارغ
البالی قایم رہتی۔ مگر بیٹھے ہوئے دودہ پر چلانا بیہودہ امر ہے۔ اور ایک ایسے بڑے وزیر کے (جو اکثر حالتون مین
بیشک بڑا تہا۔) افعال پر نکتہ چینی کرنا جبپر عرصے سے قبر بند ہو چکی ہے۔ اگر شیطانی کام نہین تو کفران نعمت
یا امر ناشکر گذاری تو ضرور ہے۔ تاہم زندون کے ساتھ انصاف کرنا ہمین مجبور کرتا ہے۔ کہ امر واقعی بیان کرنے
وقت مُردون کا بھی لحاظ نکرین "دیانتداری سب سے عمدہ حکمت عملی ہے" ایک ایسی ضرب المثل ہے۔ جو ڈپلومیٹک
کاپی بک (سفارتی مشقیہ کاپی) مین بہت کم پائی جاتی ہے۔ اور اگر پائی بہی جاوے تو بہت ہی کم اوسپر عمل
ہوتا ہے۔ لیکن افراد کیطرح اقوام کے معاملات مین بہی یہہ امر درست ہے کہ گناہ اپنا بدلہ لینے کے لیے کوئی نہ کوئی
راستہ ضرور نکال لیتا ہے۔ اور فی الحال یہ بتانے کیلیے کسی الہام کی ضرورت نہین۔ کہ انگلستان ابہی تک اپریل
۱۸۷۸ء کی مجرمانہ غلطی کے دست کرنمین اپنا آخری پونڈ یا آخری جان صرف نہین کر چکا۔ بلکہ ابھی بہت کچھ زر و
مال اور جان و جوان خرچ کرنا پڑے گا۔

اعلان جنگ کے بعد کچھ دنون تک تو رومینیا نے بالکل الگ رہنے کا منشا رکھا۔ مگر یہہ دہوکہ
کی ٹٹی چند گہنٹون سے زیادہ نباہنی ناممکن ہی۔ اوسنے فوراً ہی گورنمنٹ روس کے ساتھ معاہدہ کر
لیا۔ جس کے روسے ریاست کے کل وسایل زار کے زیر حکم کر دیئے گئے۔ رومینیا کی سپاہ جو شمار مین
پچاس ہزار تھی۔ مغربی حد پر قایم کی گئی۔ اور روسیون نے دریاے ڈینوب عبور کر لیا۔ رومینیا کے وزرا
کو روس کے ساتھ شامل ہوجانیکا الزام دینا نامناسب ہی۔ اونہون نے معلوم کر لیا۔ کہ ہمارا ملک دو آہنی
دیگون مین ایک مٹی کی ہنڈیا ہے۔ پس ٹکر کے صدمے سے محفوظ رہنے کے لیئے وہ زبردست کی حمایت
مین آگئے۔

اس وقت ترکی افواج کا کمانڈر جس کا فرض یہ تہا۔ کہ روسی فوج کی اس غاصبانہ پیشقدمی کو روکتا
عبد الکریم پاشا تہا۔ اور خدا معلوم طبعی نالیاقتی یا کسی اور زیادہ مشتبہ امر کے سبب سے اوس نے اپنے آقا اور
ملک کی فرض ادا کرنے مین قابل افسوس کوتاہی کی۔ اوسنے نہ تو کسی پل کو توڑا۔ نہ کسی ریل کو اکھاڑا اور نہ ہی
کسی ایسے مقام پر قبضہ کیا جہان سے وہ دشمن کو تکلیف دے سکتا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ ۲۲ جون ۱۸۷۷ء کو
جنرل زمرمن معقول فوج لیکر ڈینوب سے پار اتر آیا۔ اور ایک ماہ کے اندر ہی

صوبہ ڈبروڈشا حملہ آورون کے پورے قبضہ مین ہوگیا۔ عثمان پاشا جسے روسی پیشقدمی کے اصلی مقام کی خبر
اپنے جاسوسون سے درست نہ ملی تھی پلیونا پر ہٹ آیا۔ اور وہ کل ملک جو کوہ بلقان کے شمال مین تھا۔ روسیون
کے قبضہ مین آگیا۔ جنرل گورکو ہمراہی دو بریگیڈ فوج سواران و چند آتوا پ کے روسی فوج زیر کمان گرینڈ نکلس
کے ہراول مین تھا۔ وہ تھوڑی سی لڑائی کے بعد ٹرنووین داخل ہوا۔ پھر درہ ہنکوئی کیطرف بڑھا۔ جہان اوس
نے ترکی محکمۂ خبر رسانی کی سستی سے (زیادہ سخت لفظ نہیں) ولمنکے محافظین کی چھوٹی سی جمعیت کو اون پر
اچانک آپڑنے سے بھگا دیا۔ اور پھر کذ انلاک کیطرف جو دریائے تپکا سے چھ میل ہے بڑھا۔ اس جگہ روسیون
کا کسیقدر اصلی مقابلہ ہوا۔ ترک نہایت دلاوری سے لڑے۔ اور ایک دفعہ تو وہ جنرل پرنس امرسکی (روسی نائب
سپہ سالار) کے حملے کو بالکل پسپا کرنے مین کامیاب بھی ہوگئے۔ مگر آخر کار دغا
شجاعت پر غالب آگیا۔ اور اوسی ماہ کی ۱۸ کو دونون جرنیلون کی فوجین بلقان کی جنوبی جانب آپس مین
اکٹھی ہوگئین۔

جو فتح روسیون نے اس دغا سے حاصل کی تھی۔ اوسی نے عبد الحمید کو یہ موقع دیا کہ اپنے آپ کو
مرد واقف امور جنگ ثابت کرے۔ چنانچہ روسیون کے بڑی جلد آگے بڑھے چلے آنے کی خبرین قسطنطنیہ
مین پہونچتے ہی اس شہر مین ایک قسم کا تہلکہ برپا ہوگیا ترکی وزراء نے جب دیکھا کہ اون کے اور حملہ آور
فوج کے بیچ اب کوئی قدرتی رکاوٹ نہین رہ گئی۔ تو اونکی ایسی حالت ہوگئی جیسے (سنہ ۱۸۷۰ء مین) صرف
ایک جرمن سپاہی کے دیکھنے پر فرانسیسی گاؤن پر وارد ہو جاتی تھی۔ وہ سیدھے اس بارگاہ سلطانی
مین حاضر ہوئے۔ اور اپنے بادشاہ سے التجا کی کہ وہ دار الخلافہ چھوڑ کر باسفرس کے ایشیائی ساحل پر اپنی
جان سلامت لیجائے۔ مگر اونہون نے بھی یوروپ کیطرح اپنے آدمی کو اچھی طرح نہ جانا تھا جس حقارت کی
نظر سے اوسنے پروٹوکول کی تجاویز کو مسترد کیا تھا۔ اوسیطرح اوسنے ان مایوسی بخش مشورون کو رد کر دیا۔ یہ
دیکھ کر کہ اس نازک وقت مین اوسکو اپنے پرانے معاونون (انگریزون) سے کوئی مدد نہین ملسکتی۔ اور خاصکر
اوس کے وزیرون کی دانائی اور عقل بھی اب گم ہونے لگ پڑی ہے۔ اوسنے اپنے بہادر دل اور اپنی سپاہ
کے قدیمی طبعی جوش پر بھروسہ کیا۔ اوسنے ایسے خطرے کے وقت مین اپنی جگہ سے چھوڑنے سے انکار کیا۔ اور کل
امور کا انتظام خود اپنے ہاتھون مین لیلیا۔ اس صورت انتظام کے تغیر کا اثر بہت جلد اکثر ویران شدہ روسی
گھرون مین پایا گیا۔ حملہ آور جرنیلون کو جلدی ہی معلوم ہوگیا۔ کہ ایک بہادر مستقل مزاج شخص (عبد الحمید) کے دل کے
مقابلہ مین اونکو اس قدر مصائب اور مزاحمتون کو برداشت کرنا پڑا جن کے مقابلہ مین ایک بڑے چوڑے
دریا (ڈینیوب) اور کوہستانی سلسلہ (بلقان) کی قدرتی رکاوٹین ایک پل کے روبرو ایک پرکاہ کی روک کے

برابر نہ تہین۔ رشید پاشا وزیر جنگ اپنے عہدے سے الگ کیا گیا۔ اور عبدالکریم جسنے اپنے فرائض کے ادا کرنے مین
اپنے ملک کو دغا دی۔ واپس بلایا گیا۔

(جن افسرون نے روس سے رشوت لیکر اپنے شہنشاہ کو دہوکہ دیا تہا۔ تو ہمسنا گیا ہے کہ سلطان نے حکم دیا[۱]
کہ ان کو سونے کی بہوک تہی پس سونا پگہلا کر انکے مونہہ مین ڈالدو۔ جس سے وہ واصل جہنم کو راہی ہوئے مترجم)
مصطفیٰ پاشا وزیر جنگ مقرر ہوا۔ اور محمد علی فوج کی کمان پر روانہ کیا گیا۔ عبدالحمید کا جوش ہمت اوسکی
سپاہ کے دلون مین بڑی سرعت سے اثر کر گیا۔ اور اس اثر کے کارنامون کو حملہ آورون کی ایک غیر متوقع
سہو سے اور بہی زیادہ مدد ملگئی۔ گرینڈ ڈیوک نکلس جو بجائے لیاقت کے صرف رتبہ کے باعث (یعنی زار کا چہوٹا
بہائی تہا۔ مترجم) اس عہدے پر تہا۔ کسی نامعلوم غلطی سے پلیونا جیسے مضبوط مقام پر قبضہ کرنا بہول گیا۔ اور
اس غلطی سے فایدہ اوٹہانے مین عثمان پاشا نے (جس کا اس واقع سے بہت ہی جلد ہمیشہ کیلئے بہادرون کے
ہر ایک مجمع مین جام صحت نوش کیئے جانے کو تہا) کوتاہی نہ کی۔ اپنے شاہی آقا کی غلطی کو درست کرنے کے لئے
جرنیل کرودنر (جسکے حالات محاربات مین [illegible] درج ہیں) نے تین رجمنٹین بدین حکم روانہ کین کہ اس مقام
کو بہر ہیچ فتح کرین۔ اور سپاہیون نے اوسکے حکم کی تعمیل کی۔ مگر فتح صرف عارضی تہی۔ رجمنٹین بے مدد تہین
اور وہ مورچون کے اندر داخل ہی ہوئی تہین۔ کہ عثمان نے اون کو بڑے نقصان کے ساتھ باہر نکالدیا۔ لو
اوسنے فوراً وہ مورچہ در مورچہ بندی ڈالنی شروع کر دی۔ جس کی عالیشان حفاظت ہمیشہ کے لیئے اوس کے
نام پر وہ شفاف روشنی ڈالتی رہے گی۔ جلیسی کہ سباسٹوپول کی لڑائی ٹوڈلبین روسی سپاہ سالار
کے نام پر۔ عثمان نے اپنے آپ کو ایک لائق جنگی انجنیئر اور متحمل و مستعد کارکن سے بہی زیادہ دکہلا دیا۔ کیونکہ
اوسنے درہ ارکانیہ کے ذریعہ سے صوفیہ تک آمد و رفت کے راستے کو قابو کر لیا۔ اور ساتھ ہی لوفچہ کے مضبوط
مقام کو [illegible] زیادہ محفوظ کر دیا۔ پس اپنے خداوند عزیز کی دلداری سے زار روس سے تین نہایت ہی کارآمد مقام
کروڑون روپیے جو فاقہ کش دہقانون کی مفلسی سے جبراً چہینے ہوئے تہے۔ اور اوسکی سپاہ کی لاکہون جانین
ضایع کرادین۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مسلسل فتحیابی مین اس ناگہانی مزاحمت نے روسی جرنیلون کے سر چکرا
دیئے۔ اور اون کو بجائے ماہران فن جنگ کیطرح کارروائی کرنے کے ایک بہڑکے ہوئے پاگل سانڈ کی ٹکرین
کرنے پر مجبور کر دیا۔ وہ تیس ہزار فوج اور بہاری توپخانہ سے پلیونا پر بڑہے اور ۲۰ جولائی کو حملہ کیا۔ مگر انکی
قسمت مین یہ سبق سیکہنا لکہا تہا کہ غلطی تو بڑی آسانی سے سرزد ہو جاتی ہے۔ لیکن سدہارنا ذرا مشکل ہے۔ اپنے
مالک کی غلطی کو ایک دوسرے سے پہلے درست کرنیکی بیقراری اور [illegible] نے اس سہو کے نتایج کو بالمجموع اور بہی
زیادہ خطرناک کر دیا۔ حملہ کرنے والے ڈویژن ([illegible] دس ہزار کی فوج تہی حصہ [illegible]) بجائے ایکدم کے زیر کمان

[۱] [illegible] خواہ در حقیقت ملخص ہے۔

ہونے کے ایک دوسرے سے بالکل بے تعلق آگے بڑہے۔ اون کو ایسی گہاٹیون مین سے ہو کر گذرنا تہا جن کی دو طرف بلندیون پر ترکی توپ خانے تہے اسطرح تعلق باہمی کے ضروری رشتے کے بغیر ہی آگے بڑہنے سے ایک ڈویژن دوسرے سے آگے بڑہ گیا جس نے کسی کمک یا مدد کا انتظار کیئے بغیر اکیلے ہی نے حملہ کر دیا شاکافسکوئی (ایک روسی ڈویژن کی کمانڈ) کو شومئی قسمت اور بدبختی سے کامیابی اپنی لیاقت سے بڑہ کر ہوئی۔ وہ ایک یکلخت حملے سے حفاظت کی ایک مورچے کو (گو بڑا سخت نقصان اوٹہا کر) فتح کرنے مین کامیاب ہو گیا مین بدبختی سے اس لیئے کہتی ہون کہ اس کامیابی نے اوس کا اور اوس کے مالک کا بڑا نقصان کیا۔ فتحیابی سے مست ہو کر اوسنے دوسرے دراسے سست کمانڈر کی کمک یکر آ پہونچنے تک (مورچے کی آڑ مین رہ کر انتظار کرنا پسند نہ کیا۔ اور اپنے آدمیون کو ذرا سا دم لینے کا وقفہ ہی نہ دیا تہا کہ اوس نے دوسرے مورچے پر حملہ کر دیا۔ روسی بڑے زور سے لڑے۔ مگر اون کے مقابل بہی اونہین کے ہم پلہ اور نسبتاً تازہ دم تہے تین گہنٹے کی مہیب لڑائی کے بعد روسی بالکل پسپا کیئے گئے۔ اور آخرکار بہاگ نکلے پسپا ہوتے ہی روسیون کو اون گہاٹیون مین سے نکلنے کے لیئے جن مین سے وہ آئے تہے پہر دوبارہ ترکی توپ خانون کی پوری زد مین آنا پڑا۔ جو فراریون پر برابر گولہ باری کرتے رہے۔ حتّٰی کہ رات نے اونپر (روسیون پر) رحم کہایا۔ اور تعاقب کنندگان اور بہگوڑون کے درمیان حایل ہو کر کشت و خون کو بند کر دیا۔ جب صبح ہوئی تو اوس جرار فوج مین سے جو اس بے پروائی سے پلیونا پر حملہ کرنے کو بڑہی تہی صرف ایک بے سر و سامان تہوڑا سا حصّہ رہ گیا۔ جو چہوٹی چہوٹی جماعتون مین متفرق ہو کر لڑکہڑاتا ہوا ڈنیوب کی لائین کیطرف ہٹ رہا تہا۔

روسی سپاہ کی اس پہلی اور جان شکن شکست سے روم کے دشمنون کے دلون مین سراسیمگی پیدا ہو گئی اور تمام روئے زمین پر اوس کے محبون کے سینون مین امید کی شعاعین چمک اوٹہین۔ یورپ کی کاروباری لوگون پر اس شکست سے جو اثر پڑا۔ اس امر سے معلوم ہو جاوے گا۔ کہ اس خبر کے مشتہر ہوتے ہی روسی دستاویزون کی قیمت بہت ہی گر گئی۔ جو اس مثل (جس کی لاٹہی اوسی کی بہینس) کے اصول کو نہ مانتے تہے۔ مارے خوشی کے جامون مین پہولے نہ سماتے تہے۔ اور روسی افواج کے دریائے ڈنیوب سے عبور کر کے فوراً پسپا ہو جانیکے منتظر ہو بیٹہے۔ مگر افسوس جو نقصان عبد الکریم پہلے کمانڈر کی بے ایمانی سے روم کو پہونچا۔ اوسکی بر خاستگی سے دفع نہ ہو سکا۔ اس کی اپنے بڑے مضبوط مقامات کو بغیر کسی لڑائی کے چہوڑ دینے سے عثمان پاشا کیلئے ناممکن ہو گیا تہا۔ کہ وہ اوس فتح کے بعد جو اوسنے دشمنون کی غلطی ذاتی لیاقت اور اپنی فوج کی کمال بہادری سے حاصل کی تہی۔ دشمنون کا پیچہا کرے وہ اپنے مقام کو قابو رکہنے کے لیئے کافی مضبوط تہا۔ مگر نہ اس قدر کہ تعاقب کو جاری رکہکر دشمن کے ہیڈکوارٹر پر حملہ کرے۔ پس روسی جرنیلون کو اپنی تتر بتر شدہ فوجون کو اکٹہا کر کے امداد اور مدد حاصل کر کے عثمان کی قلعہ بندی

پھر پیر حملہ کرنے کا موقع ملگیا۔

پلیونا کی لڑائی نے کل نظرون کو اپنی طرف مصروف کر لیا ہے جنرل گورکو سے وہ جرات کا کام سے جو وہ جنوب مین کر رہا تھا۔ تمام شائقین نے دل سے کچھ عرصہ کے لیئے بھلا دیئے۔ یہ افسر اوس تباہی سے بے خبر جو اوس کے ساتھیون پر پڑی تہی۔ اون دررون کیطرف جو اس چھوٹے سے سلسلہ کوہ سے گذر کر جسے قرا داغ کہتے ہین رومیلیا کے میدانون کیطرف جاتے ہین۔ برابر بڑھ رہا تھا۔ مگر اوسے ان رہنی ہائی مین ایک سخت مزاحمت کا مقابلہ پڑا تہا۔ یہ مزاحمت درحقیقت اوسی طاقت کی باعث سے تہی جس کا اظہار عبد الحمید سے لائق آدمیون کو مناسب مقامون پر مقرر کرنے سے معلوم کرنے کا پڑا تہا۔ جونہی سلطان نے کاروبار کا اہتمام اپنے ہاتھون مین لیا۔ اوس نے سلیمان پاشا کو مانٹی نیگرو سے واپس بلا کر جس جگہہ اوسکی قابلیت چند وحشی پہاڑیون کے ساتھ چھوٹی چھوٹی لڑائیون مین ضایع ہو رہی تہی۔ ترکی افواج متعینہ اڈریانوپل کا افسر مقرر کیا۔ گورکی پیشقدمی کے انتظار مین سلیمان نے اسی مقام پر ڈیرہ ڈالا۔ جہان سے اسکو خواہ مشرقی یا مغربی دررون سے ہوکر خواہ سامنے سے خواہ اطرافی دررون سے ہوکر آوے روک سکے حملے کے نقشے کی گورکو نے یون تجویز کی کہ بلگیریا کی نوجون کو داہنے اور بائین طرف ترکون کے مینہ و میسرہ پر روانہ کر کے خود قلب لشکر کو قرا داغ کے دررون مین سے لیکر چلا۔ مگر سلیمان پاشا جس نے اپنی ساری فوج کو مجتمع کیا ہوا تہا اسکی صفرا مین گورکو پر تیس ہزار فوج سے جا پڑا۔ اور اوس کو آٹھ ہزار جانون کے نقصان کے ساتھ درہ شپکا اور منہکوی سے بالکل پسپا کر دیا۔

یہ جتلا دینا مناسب ہے کہ یہ دوسری شکست بھی پلیونا کی شکست کی طرح ماہران فن جنگ کی نزدیک روسیون کی شجاعت و لیاقت اور تیز حملہ آورون کی لاپروائی سے واقع ہوئی۔ روسی جرنیل حملے کے ابتدائی دنون مین بالکل کمزور مزاحمت ہونیکے باعث اپنے دشمنون کو حقیر سمجھنے لگ پڑے تھے۔ اور اسی لیئے اونہون نے اوس تغیر کا جو اوس ایک ہوشیار اور ذہین آدمی (عبد الحمید) کی مسند نشینی سے واقع ہوا تہا کچھ بھی خیال نہ کیا مگر ان دو لڑائیون نے روسی کارپردازان جنگ پر ثابت کر دیا کہ رومی سپاہی کی قدیمی شجاعت ذرا بھی کم نہین ہوئی۔ اور ابتدائے جنگ مین اونکو پہلی کامیابیان صرف ترکی کمانڈر (عبد الکریم) کی غفلت یا بے ایمانی سے حاصل ہوئین نہ اپنی (روسی افسران جنگ کی) یا اپنے ماتحتون کی کسی عجیب جنگی لیاقت سے۔ ۰ ہزار ترکون کے مقابلہ مین جو لوفچہ اور پلیونا مین جمع تھے۔ گرینڈ ڈیوک نکلس سے سوائے اس کے اور کچھ نہ بن پڑا۔ کہ (باوجودیکہ اوس کے پاس اوسوقت بھی ڈیڑھ لاکھ سے زیادہ روسی اور ۵۰ ہزار رومینیا کی فوج موجود تہی۔ اور یہ تعداد جرنیل گورکو کی فوج سے علاوہ ہے۔ مترجم) اوس ایک لاکھ کی امداد کا جو روس سے طلب کیگئی تہی۔ انتظار

اس وقت رومینیا سے گذر رہی تہی۔ انتظار کرے۔

نقشہ موقع کو غور سے دیکہنے پر ایک فن جنگ سے واقف دریافت کنندہ کو ہی یقین ہوجائے گا کہ یہان اور ایسا ہی کسی کے لیئے میدان جنگ کی قسمت کو اپنی طرف کرنے اور فوج مخالف کے ہر ایک فرد بشر کو دریا ڈنیوب سے پار دہکیل دینے کا ایک بہت بڑا موقع تہا۔ اب بجائے بچاؤ کرنے کے ایک متفقہ حملہ کرنیکا وقت آگیا تہا مگر بوجہ دو وجہ سے ناممکن تہا۔ ایک تو محکمہ خبر رسانی کی حالت بہت خراب تہی جس کے باعث میدان جنگ سے سلطان کو بہت دیر مین خبر ملتی تہی۔ اور دوسری وجہ کسی ایک بڑے جنرل کا نہ ہونا تہا جس پر سلطان المعظم اعتماد کرکے لڑائی کا کل انتظام اوسکے سپرد کرسکتے پس روسی درہ شپکا مین اپنے مقام کو مورچہ بند کرنے مین بغیر کسی مزاحمت کے چہوڑ دیئے گئے جہان وہ اون کمیون کو پورا کرنے کے لیئے جو پلیونا کی جانگداز شکست سے واقع ہوئی تہین۔ کمک کے منتظر رہے۔

۱۶ اگست تک دونون فوجین بیکار پڑی رہین سوائے اس کے کہ گاہ بگاہ کوئی گولہ دشمن کی جمعیت معلوم کرنے کو چلا یا گیا۔ یا بیرونی پہرے کی چوکیون مین کوئی لڑائی ہوگئی۔ مگر اوس دن سلیمان پاشا نے اس درے کو حملہ کرکے پہر سے لینے کا ارادہ کیا۔ لیکن اوس وقت تک پہلے حملے کی کیفیت بالکل منعکس ہوگئی تہی۔ روسی مورچون کی اوٹ مین تہے۔ اور ترک کہلے میدان مین۔ پانچ دن رات لڑائی ہوتی رہی۔ درہ گولہ باری سے دوزخ کا نمونہ بنا ہوا تہا تاہم روسی مورچون پر قابض رہے۔ اور سلیمان ہزار جانون کا نقصان اوٹہا کر پیچہے ہٹ گیا اس پسپا ہونے سے اوس کے ساتھی افسرون عثمان اور محمد علی پر کوئی مضر اثر نہ پڑا اور اونہون نے بہی اپنی باری مین گرینڈ ڈیوک کی افواج پر حملہ کیا۔ اور باوجودیکہ اونکی افواج اوسی متہورانہ جرأت سے لڑین جیسے کہ سلیمان کی سپاہ۔ مگر ان کو آخرکار واپس ہٹنا پڑا۔ اس وقت روسیون کو بہت بڑی کمک پہونچ گئی تہی۔ اور پہر وہ حملہ کرنے کے قابل ہوگئے تہے۔ جنرل سکوبیلاف روسیون کا جنگی پیشوا جو ایک بڑا بہادر سپاہی اور ہماری اس دنیا مین ایک بڑا خوبصورت شخص ہے ترکون کی فوج سے تگنی سپاہ لیکر لوفچہ پر حملہ آور ہوا۔ بڑے سخت مقابلے کے بعد لوفچہ فتح ہوگیا۔ اور پلیونا کا راستہ کہل گیا۔

اس وقت جنگ کا ایک قابل یادگار سانحہ واقع ہوا جس نے غالب و مغلوب دونون کو کمال عزت سے ڈہانپ دیا اور اون دونون شخصون کو جو افواج مخالف کے افسر تہے شہرت دوام بخش دی۔ ۷ ستمبر کو سکوبیلاف نے ایک لاکہ فوج ۱۵۰ توپون سے پلیونا کے بیرونی مورچے پر گولہ باری شروع کی۔ دو دن تک روسی پہاڑی توپخانون اور ترکی قلعون سے گولے چلتے رہے۔ اول الذکر سے ایک گولہ آنے پر مابعد الذکر سے ایک شمل رچ بیٹری [illegible] آہنی گولہ پہینکا جاتا تہا۔ ۸ ستمبر کی شام کو سکوبیلاف نے محصورین کے پہلے مورچے پر حملہ کیا۔ مگر خطرناک مقابلے سے دو خون سے ہٹا

دبا گیا۔ اور اوس نے گولہ باری مکرر شروع کر دی۔ اور اور دو دن تک پلیونا کے اوپر بہاری توپون کی گرج سے آسمان پہٹتے رہے۔ اور اڑتے ہوئے گولون اور غبارون سے ہوا تاریک رہی۔ ۱۱ ستمبر کو سخت کہر پڑ جانی سے گولہ باری ٹہنڈی ہو گئی۔ اور انکرمان[1] کیطرح روسیون نے ایک دفعہ اور اس قدرتی معاون کی مدد سے کام بذریعہ سنگین حاصل کرنا چاہا جسے توپ نہ پا سکی تہی۔ اونہون نے تین مختلف مقامون پر حملہ کیا۔ روسی فوج پیدل بار بار مورچون پر جہپٹتی رہی۔ جہان اون کو فولاد اور شعلے کی جلتی ہوئی دیوار سامنے ملتی۔ وہ کم اور متفرق کیئے جا کر کہر کی تاریکی مین پیچہے ہٹا دیئے جاتے۔ جہان سے پہر سنبہلکر وہ بار بار پاگلون کیطرح حملے کرتے ہی اوس دن۔ اوس رات اور پہر دوسرے دن یہ خوفناک ہنگامہ برابر جاری رہا۔ حملہ آورون کی صفون پر صفین اسطرح کاٹی جاتی تہین جسطرح کاٹنے والے کی درانتی کے آگے اناج کے خوشے۔ اون کے مردون کے پشتون سے مورچون کی خندقین بہر گئی تہین اور روسیون نے اپنی تاریخ مین پہلی ہی دفعہ اُنکو اپنے مردہ ساتہیون کے جسمون کو دشمنون تک پہونچنے کیلیئے بطور پلون کے استعمال کیا۔

اس تمام معرکہ کشت و خون اور آتشباری پر سکوبیلاف جنگ کی مجسم دیوتا کیطرح حکم کرتا پہرتا تہا۔ سکوبیلاف دایان ہاتہ کٹا ہوا ننگے سر ٹوٹی تلوار ہاتہ مین۔ کوٹ شانون پر سے بالکل پہٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہوا ہوا۔ اوس کا خوب صورت چہرہ دہوئین سے سیاہ۔ اوسکی نازک لمبی موچہین آگ سے جہلسی ہوئین۔ اوسکی آنکہین انگارون کی طرح چمکتی ہوئین اور اوسکی آواز جرأت دلاتی ہوئی اپنے سپاہیون کو ایک ہی وقت ہر جگہ معلوم ہوتا تہا جب کوئی رجمنٹ ترکون کے کسی تاحال نا فتح شدہ مورچہ سے اندہی کمزور اور بیدل ہو کر لڑکہڑاتی تہی۔ تو سکوبیلاف اپنی تحکمانہ آواز سے فوراً سنبہلنے کو پکارتا ہوا اسمین فی الفور موجود ہو جاتا۔ اور اوسکی موجودگی سے روسیناک کے نو گرفتار خام رنگروٹ مین بہی ایک بڑے جنگ آزمودہ سپاہی کا تحمل اور لاپروائی پیدا ہو جاتی تہی۔ اور جب کہ سہ بارہ ہزیمت خوردہ پلٹن مکرر تازہ دم اور صف بند ہو کر پہر موت کے آتشبار طوفان کے گہمسان مین کود پڑنے کے حکم کی منتظر ہوتی تہی۔ تو ہمیشہ جرنیل ہی کی آواز تہی جو وہ حکم دیتی۔ اوسکے (اسکوبیلاف کے) فراخ کندہے اگلی صف کی سنگینون سے بہی چہ نیٹ آگے ہوتے تہے۔ مگر نہ کسی سکوبیلاف کی بے اندازہ کوششین اور نہ ہی اوسکی سپاہ کی ٹڈر بہادری (جو اوسنے اونمین پہونک دی تہی) آجکل کے اسلحہ حرب۔ پہر جن کو ترکون جیسی شجاع اور ثابت قدم سپاہی مورچون کی اوٹ سے چلاوین عہدہ برآ ہو سکتی تہین۔ پس تیسرے دن کے غروب ہونے پر جب کہ گولہ باری بند کرنیکے حکم کے بگل چلا رہے تہے۔ تاریخ جنگ کے اس مرے بہادرانہ اور بے مثل حملے کا نتیجہ کیا ہوا۔ صرف ایک مورچے کا فتح ہونا۔

یہ جیساکہ نہایت جرأتمندانہ کام تہا ویسا ہی غالباً آخری ہو گا۔ آیندہ پہر کبہی سنگین بر تیغ لوڈر (کارتوس بند وق)

[1] جنگ کریمیا مین اس مقام پر روسیون نے کوہر کی تاریکی مین انگریزی اور فرانسیسی افواج پر حملہ کیا تہا مگر پسپا کر دیئے گئے۔

کا مقابلہ نکرے گا۔ روسی جرنیلون نے یہ سبق سیکھ لیا۔ اور اس سے اونہون نے فایدہ اوٹہانے کی کوشش کی۔ اونہوں نے اب وہی ممکن الوقوع ذریعہ اختیار کیا جس سے ہی صرف فی زمانہ ایک درحقیقت قلعبند مقام فتح کیا جاسکتا ہے۔ یعنی محاصرہ اور فاقہ دہی۔ مگر اس ترکیب سے اتنی دیر اور تعویق ہوئی جس کی یوروپ مین کسی کو امید نہ تہی۔ کیونکہ یہ۔ اردسمبر تک بالکل بے اثر رہی جس تاریخ کو عثمان پاشا[۱] نے یہ دیکھ کر کہ رسد وغیرہ کے بڑی تیزی سے کم ہوتے جانیسے اب زیادہ عرصہ تک اس مقام پر قابو رکہنا ناممکن ہے۔ ایک بیباکانہ حلے پر لڑائی کے پانسے کو منحصر کر دینے کا فیصلہ کر دیا۔ اور اوسنے کل فوج کو لیکر حملہ کر دیا۔ اور محاصرین کی خندقون کی پہلی لین کو فتح کر کے کل سپاہ کو جو اوسپر متعین تہی۔ نہ تیغ بیدریغ کیا۔ مگر اوسکے سپاہی فاقون اور اتنے بڑے محاصرے کی زبرات کی نگہبانی سے تھک کر بالکل کمزور ہو گئے تہے۔ اور وہ محاصرین کی بیشمار فوج کو جو گنتی مین اونسے بدرجہا بڑہ کر تہی۔ کاٹ کر باہر نہ نکل سکتے تہے۔ اس لیئے اوس نے اپنے مورچون پر واپس ہٹ کر سفید جھنڈا کہڑا کر دیا۔ جب فاتح پلیونا مین داخل ہوئے تو بجائے ایک شہر کے اونہون نے اوسے ایک مردہ خانہ پایا۔

اب ہم تہوڑی دیر کے لیئے اون واقعات کیطرف مصروف ہوتے ہین جو ایشیا مین ہو رہے تہے۔ کیونکہ یہ امر فراموش نکرنا چاہیئے کہ ترکی اپنی جان بچانے کیلیئے دونون براعظمون مین لڑ رہی تہی۔ روسی فوج نے ۲۵ اپریل کو زیر کمان گرینڈ ڈیوک میکائیل ایشیائی سرحد سے عبور کیا۔ اور قارص۔ بایزید۔ اردہان اور بڑے مشہور تجارتی شہرون باطوم اور ارض روم پر ایک ہی وقت حملہ کر دیا۔ انمین سے اردہان ۱۷ مئی کو ایک سخت مقابلہ کے بعد مفتوح ہوا۔ اور بایزید کو ترکون نے بغیر کسی مقابلہ کرنیکے چھوڑ دیا۔ مگر جیسا کہ یوروپ مین ہوا۔ ابتدائی فتحیابیون کا ایک مسلسل سلسلے مین برابر چلا جانا حملہ آورون کی قسمت مین نہ بدا تہا۔ حملہ ملک کے ایک بڑے وسیع حصہ مین کیا گیا تہا۔ اور زمین کی قدرتی بناوٹ ایسی تہی کہ محافظین حملہ آورون پر چھوٹے چھوٹے مگر نقصان دہ حملے کر سکتے تہے۔ ۲۰ جون کو مختار پاشا نے جو ترکی افواج کے سپہ سالار تہے۔ روسی افواج کے بائین حصہ پر بڑی جماعت سے حملہ کرنا شروع کر دیا۔ لڑائی پندرہ دن تک جاری رہی۔ اور ۵ جولائی کو روسی بڑے نقصان کے ساتھ سرحد سے پار نکال دیئے گئے۔ ترکون نے بایزید پر پہر قبضہ کر لیا۔ اور ۹ جولائی کو کل ضلع سے روسی بالکل غایب ہو گئے۔ تب مختار قارص کی مدد کو روانہ ہوئے جس کے نزدیک فوج محاصرہ کنندہ نے ایک پہاڑی پر اپنے مقام کو خوب قلعبند کر لیا تہا۔ اس جگہ سے روسیون کو دست بدست لڑائی مین نکال دینے مین وہ کامیاب ہوئے۔ اور گاون کا عام حملہ ناکامیاب ہی رہا۔ تاہم روسی اس قدر کمزور اور بیدست وپا کر دیئے گئے۔ کہ اون کو پہر حملہ کرنے کے لیئے پہلی اکتوبر تک امدادی فوج کا انتظار کرنا پڑا۔ تب قارص کے گرد ۱۴ دن تک بہاری لڑائی کا سلسلہ جاری رہا۔ اور ۱۵ کو مختار ارض روم کو واپس ہٹ آئے اور قارص پورے محاصرے مین ہو گیا۔ جو پہلی نومبر کو بڑے سخت دلیرانہ مقابلے کے بعد فتح ہو گیا۔

[۱] افسوس یہ نامدار غازی ۵ اپریل سنہ ۱۹۰۰ء کو بقول بعض ۶۸ و بروایت دیگر ۶۳ برس کی عمر میں بعارضہ ذیابیطس ودمہ قسطنطنیہ [illegible]

أثناء مین روسیون نے جو ایشیا مین یورپ کی طرح بے اندازہ طاقت مین تہے۔ مختار کی فوج کا ارض روم کی دیوارون تک تعاقب کیا۔ اور ۴ نومبر کو ارض روم کی شمال اور مغربی بلندیون پر قبضہ کرلیا۔ جنوب مشرق کی طرف سات آٹھ میل تک دلدلی ہموار زمین تہین جن کی وجہ سے ارض روم کا پورا محاصرہ ناممکن تہا۔ اور صرف چھوٹے چھوٹے حملے کیئے جاسکتے تہے۔ جن کا ترکی بہ ترکی جواب رومی جرنیل ۲۰ دسمبر تک کامیابی سے دیتا رہا۔ جب کہ وہ قسطنطنیہ طلب کیا گیا تہا۔ تب تک درحقیقت باطوم اور ارض روم روسیون سے ہرگز فتح نہ ہوسکے تہے۔ اور اگر تنازعہ فیما بین روم و روس ایشیا کے کو جنگ مین لڑائی کے فیصلے پر چھوڑا جاتا۔ تو وہ مسئلے جو برلن کانگرس مین صلح کے لیئے پیش ہوئے مختلف ہی صورتون مین حل ہوتے۔ (یعنے روس کو باطوم وغیرہ نہ ملتے)۔

اب بلقان کیطرف توجہ مبذول کرکے جنگ کے اس مختصر بیان کو ختم کرتی ہون۔ ۷ ستمبر کو سلیمان نے دوبارہ شبکا سے روسیون کو نکالدینے کی کوشش کی۔ مگر روسی بڑی مضبوط قلعبندی مین تہے۔ پس اوس نے اس خیال کو بالکل چھوڑ دیا۔

پلیونا کے مفتوح ہو جانے پر روئے زمین کے کل حامیان امن نے خیال کیا۔ کہ یورپین مداخلت کا وقت اب آگیا ہے۔ کل آنکھین لنڈن گورنمنٹ کی طرف مداخلت کے کسی ارادے کو معلوم کرنے کیلیئے جھکی ہوئی تہین۔ مگر لارڈ بیکنسفیلڈ ابہی تک خاموش تہا۔ اور انگریزی بیڑہ جہازات ویسے ہی لنگر انداز تہا۔ اس مین کچھ شک نہین ہوسکتا۔ کہ زار بھی اس وقت ایسی مداخلت کو جو اوس سے معزز شرائط پر صلح کرادیتی دل سے پسند کرتا۔ اوسکی سپاہ نے سخت نقصان اوٹہائے تہے۔ اوسکی مالی حالت بالکل تباہ ہوگئی تہی اور سب سے بڑھ کر موسم سرما جس کے ہمرکاب لڑائی کی مصائب اور تباہیون کو اور زیادہ کرنے کے سامان بھی آنے مین۔ سر پر آپہونچا تہا۔ قسطنطنیہ سے نامہ و پیام کی کوئی سلسلہ جنبانی نہ ہوئی۔ اور یہ ظاہر تہا کہ کسی بیرونی دوستانہ مداخلت نہ ہونے پر سلطان نے آخری دم تک لڑے جانے کی ٹہان رکہی تہی۔ جاڑے کے لمبے مہینون مین اپنی فوجکو بحالت موجودہ قایم رکہنا ناممکن تہا۔ اور ویسا ہی بلقان سے واپس ہونا ناممکن تہا۔ پس زار کو سوائے اس کے کوئی چارہ نظر نہ آیا۔ کہ فوجون کو باسفورس کے ساحل تک بڑہنے کا حکم دے جس حکم کی تعمیل کرنے کو جرنیل گورکو آگے بڑہا۔

ایک اور ہفتہ بہر کی سخت لڑائی کے بعد کوہ بلقان سے عبور کیا گیا ۴ جنوری کو صوفیا فتح ہوا۔ ۹ کو شبکا کی لڑائی کا ۳۰ ہزار ترکون کے ہتہیار رکہدینے سے خاتمہ ہوا۔ ۱۵ کو روسی فلپ پولی مین داخل ہوئے اور حملہ آورون کی پیشقدمی کو روکنے کے لیئے ترکون کیطرف سے ایک اور سخت بیباکانہ حملے کے بعد ۳۱ جنوری ۱۸۷۸ء کو

صلحنامہ تحریر کیا گیا۔ عہد و پیمان مابعد پر ایک ماہ صرف ہوا۔ اور ۳ مارچ کو مشہور عہدنامہ سین سٹی فانو پر دستخط کیے
گئے۔ جسپر سرسری نظر کرنے کے بعد مین اس فصل کو ختم کرونگی۔

اس کی پہلی شرط یہ تہی کہ سرویا۔ مانٹی نیگرو اور رومینیا مطلقاً آزاد کر دیے جائین۔ اسکی بڑی بہاری
شرط بلگیریا کے متعلق تہی جس مین اوسے خود مختار باجگذار صوبہ بنانے کی تجویز کیگئی جس کا سلطان صرف
باج خواہ شہنشاہ ہو نہ کہ براہ راست حکمران۔ اسکی حدود دریائے ڈنیوب سے لیکر بحر الجزائر تک بلقان
کے دونون جانب مقرر کیگئی۔ اور معاہدہ ہوا کہ اسکا ابتدائی انتظام عرصہ دو سال تک کمشنر متعینہ زار کریگا
اور اس مدت تک روسی فوج اوسپر قابض رہیگی۔ بوسینیا و ہرزیگوینا کے متعلق جو اصلاحین کانفرنس منعقدہ
قسطنطنیہ نے تجویز کی تہین۔ اور جن کو بابعالی نے مسترد کر دیا تہا۔ انکی نسبت یہ شرط ہوئی کہ روس و آسٹریا
کی نگرانی مین جاری کیجاوین۔ صوبجات ایپائرس تہسلی اور یوروپین ٹرکی کے دوسرے صوبون کی حکومت
جنکی نسبت بیشتر خاص طور پر فیصلہ نہین ہوا تہا۔ یہ فیصلہ ہوا کہ آیندہ کے لیئے ایک خاص کمیشن کے سپرد کیجاوے
وہ بابعالی کو ہر امر کی رپورٹ دیا کرے۔ اور بابعالی اونکی تجاویز کو عمل مین لانے سے پہلے زار روس سے
رضامندی حاصل کر لیا کرے۔ باقی شرائط یہ تہین کہ۔ روم روس کو ایک سو اکتالیس ملین پونڈ (ملین =
دس لاکھ کے ۔ پونڈ = سولہ[1] روپیہ کے) تاوان جنگ دے جس مین ۱۰ ملین نقد ہو۔ اور باقی کے عوض ایشیائے
کوچک کا وہ ٹکڑا ہو جس مین باطوم۔ اردہان۔ بایزید اور وہ زمین جو ساغان لو تک چلی گئی ہے شامل ہے
بصربیا کا وہ حصہ جو جنگ کریمیا کے بعد روس سے لیا گیا تہا۔ واپس دیا جاوے باسفرس و ر آبنائے
ڈارڈنیلز بحیرہ اسود کے روسی بندرگاہون کے ساتھ تجارتی جہاز رانی کیلئے کہلے رہین۔ عہدنامہ روسی فوج
بتدریج ہٹائے جانے کی شرائط پر ختم ہوا۔

مشتہر ہونے پر یہہ عہدنامہ جس نظر سے یوروپ مین دیکہا گیا۔ اوس سے اوسکی شرائط کے پورا ہونیکی ذرا
بہی امید نہ رہی۔ انگلستان مین خاصکر اس نے ایسا جوش پیدا کر دیا جس سے امن و امان زیادہ دیر تک قایم
رہنا معلوم نہ پڑتا تہا۔ انگلش پبلک کے بڑے حصے نے اسے حقارت آمیز اور غضبناک نفرت سے دیکہا۔ انگریزی گورنمنٹ
کے عملی فوجی مداخلت کرنے کے ذرا سے کنایے نے عام جوش کو اُبلنے کے درجہ تک پہونچا دیا۔ فریق مخالف کا
سرگروہ (یعنے مسٹر گلیڈسٹون) اور اوسکے پیرو بہی یہ شمال کی مقدس مورت کی درخواست کی تائید مین
کچھہ نکر سکتے تہے۔ انگلستان جیسا جوش یوروپ کے ہر دار الخلافہ مین کم و بیش پیدا ہو گیا۔ اور روس کو اسکے جہالی ذہن
لگ پڑا کہ گو وہ مغلوب دشمن کے ساتھ سلوک کرنے مین انصاف کو بالائے طاق رکھدے مگر ایسے عہدنامے پر جو
یوروپ کے اہم مقاصد و اغراض کے عین برعکس ہو عملدرآمد کرنا ناممکن ہے۔ اوسکو فوراً مطلع کیا گیا کہ ۱۸۵۶ء و ۱۸۷۱ء

[1] اب پونڈ ۱۵ روپیہ کا ہے۔

کے عہدنامے بغیر ادن طاقتون کے مشورے اور اجازت کے منسوخ نہین ہوسکتے جن کے اوپر دستخط ہین اور اس
امر کی پیشبندی کیلئے کہ شاید روس فتح سے مخمور یوروپ کی بھی کچھ پروا نکرے۔ انگلستان نے خاص اپنے
ذاتی نوائد و اغراض کی مضبوطی کے لیئے تیاری شروع کر دی۔ اور لارڈ بیکنسفیلڈ نے اپنی زندگی بھر کا بہت
ہی بڑا اہم و لغزیدہ کام کیا۔ کہ اوسنے انگریزی جنگی بیڑہ جہازات کو قسطنطنیہ کے مینارون کے عین سامنے
لنگرانداز ہونے کا حکم دیا۔

سفارتی نامہ و پیام مین بہت وقت خرچ کرکے زار کو آخر کار معلوم ہوگیا۔ کہ عہدنامہ سین سٹی فانو صرف
ایک ابتدائی عہدنامہ ہے۔ اور مئی ۱۸۷۸ء مین دول عظام کے وکلاء کے بمقام برلن کانگرس مین جمع ہونے
کے لیئے جو ماہ جون مین نشست کرنے کو تھی تیاریان ہونے لگین۔

اس کانگرس کی کارروائی دوسری فصل مین بیان کیجاویگی

(۲) فصل دوم

برلن کانگرس[۱۵]

برلن کانگرس مین روس کی حالت بعینہ اوس درندہ جانور کے مشابہ تھی جس سے اوس کا شکار عین
اوس وقت چھینا جائے جب کہ وہ لذیذ لقمے کو نگلنے پر تیار ہو۔ پس یہ تعجب کی بات نہین۔ کہ روسی فوج شرائط

[۱۵] عہدنامہ برلن کے مطابق مندرجہ ذیل رقبہ سلطان المعظم کی حکومت سے نکل گیا۔ ترکی ان یوروپ ہند سے بجز علاوہ رومینیا سرویا
اور مانٹی نگرو کے (رقبہ ۸۲۲۳۴ میل مربع آبادی ۸۳۱۵۰۰) عہدنامہ کے مطابق نکل گیا۔ یہ تفصیل ذیل ہے (رقبہ ۲۳۶۹۲، آبادی ۴۴۰۰۰۰)
بلگیریا (رقبہ ۲۴۳۴۰ آبادی ۱۸۵۹۰۰۰) مشرقی رومیلیا (رقبہ ۱۳۵۰۰۔ آبادی ۷۵۱۰۰۰) بوسینیا اور ہرزیگوینا (رقبہ ۲۸۱۲۵
آبادی ۱۰۶۱۰۰۰) رومینیا۔ سرویا اور مانٹی نیگرو کو جو زائد رقبہ ملا (رقبہ ۱۰۲۵۱، آبادی ۴۶۹۰۰۰) موجودہ خاص ترکی ان یوروپ
(رقبہ ۶۲۰۲۸ آبادی ۴۲۷۵۰۰۰) علاوہ ازین روس کو ایشیائی ترکی کے صوبہ آرمینیا مین سے ۱۱ ہزار میل مربع زمین ملی۔ عہدنامہ برلن سے
پہلے رومینیا ۴ ہزار پونڈ سالانہ سرویا ۱ ہزار پونڈ سالانہ اور مانٹی نیگرو پندرہ سو پونڈ سالانہ خراج سلطان کو ادا کرتے تھے علاوہ اسکے خرچ
ادا کرنے کی اور طرح سے آزادی عہدنامہ برلن کی رو سے ملی تو ، مانٹی نگرو آزاد کئے گئے اور علاوہ رقبہ سابقہ کے انکو ۱۰۲۵۱ میل مربع زمین دی گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

۱۵؎ مکمل عہدنامہ مع دیگر عہدنامجات رسالہ معرکۂ عظام اصبا میں درج ہے

صلحنامہ عارضی سے اکثر بدعہدی کرتی ہی۔ جسپر عارضی امن کے قایم رکھنے کے لیئے دول عظام کو عملی دباؤ ڈالنے کی ضرورت پڑی۔

ہم نے لارڈ بیکنسفیلڈ کے شان مین پہلے بھی ہو ہو سخت سست کہا ہے۔ اور اب بھی کہنے کی ضرورت پڑے گی۔ کیونکہ مین یقیناً کہتی ہون۔ کہ کسی شخص کو جو واقعات کو بغور دیکھے۔ اس امر مین ذرا بھی شک نرہے گا۔ کہ سلطان عبد الحمید کی تخت نشینی پر اگر ذرا بھی لارڈ پالمرسٹن (جیسے امیر جنگ کریمیا کے وقت وزیر اعظم انگلستان تہا) جیسا استقلال اور یکرائی استعمال مین لائی جاتی تو جنگ روم و روس کی ساری تباہیان اور خونریزیان ہرگز وقوع مین نہ آتین۔ روم کے عیسائی صوبون کو پریکٹیکل سلف گورنمنٹ (عملی حکومت خود اختیاری) ہی ملجاتی۔ اور وہ تمام مصائب اور خطرات جو تا ایندم مشرقی یورپ مین نمودار ہو رہے ہین۔ بالکل دفع ہو جاتے۔ لیکن ایک متوفی وزیر کی یادگار کو بنظر انصاف دیکھنے پر مین یہ ساتھ ہی کہہ دیتی ہون۔ کہ اگرچہ مجھے یقین ہے۔ کہ لارڈ بیکنسفیلڈ کے نیر مستقل ارادہ ہی سے یہ سب امور عمدہ حالت مین ترقی نہ کرسکے۔ لیکن تاہم یہ اوسی کی پالیسی کی طفیل ہے۔ کہ وہ بہت بڑے بہی نہ ہونے پائے۔ اور سب سے قوی وجہ جسنے زار کو مجبور کیا۔ کہ اپنی فوجون کو قسطنطنیہ پر بڑہنے سے روکے اور اپنی سالہا سال کی متحلانہ اور مجوزہ پالیسی کے بالکل کامیاب ہونے سے محروم رہے یہی تہی۔ کہ ترکی دار الخلافہ لارڈ بیکنسفیلڈ کی عنایت سے انگریزی بیڑہ جہازات کی توپون کی بڑی ہی نزدیک زد مین تہا۔ انگریزی وزیر مناسب موقعے پر کارروائی کرنیسے جہجکا۔ مگر آخرکار اوس نے دست اندازی کی اور یہ سب اوسکی اس دست اندازی کا نتیجہ تہا۔ کہ عہدنامہ سین سٹی فانو صلحنامہ برلن سے متبدل ہوگیا۔ سفراء جون کو بمقام برلن اکہٹے ہوئے اور اونہون نے بغور اون صوبون کی حالت پر جو روسی حملہ کے نامنہاد اور ظاہری باعث تہے غور کرنا شروع کیا۔

جیسے کہ ہندوستان پر انگریزی قبضہ صرف وہان کے باشندگان کے تمدنی اور مذہبی اختلاف ہی کے باعث ممکن اور پسندیدہ ہو رہا ہے۔ ویسے ہی سلطان کی حکومت ان صوبون پر عیسائی مسلمان بلیو یونانی اور ترک رعایا کے آپس مین متفق ہونے کے راستے مین سخت اور مختلف مشکلات وارد ہونے کی وجہ سے قایم ہے۔ یہ امر سینٹ پیٹرز برگ مین ویسا ہی مسلم ہے جیسا کہ قسطنطنیہ مین۔ روس کی قدیم سے یہی پالیسی چلی آئی ہے۔ کہ ان اختلافات اور باہمی رشک وحسد سے لاعلمی ظاہر کرکے دول عظام کے سامنے ان صوبون کی باہمی اخوت اور اتحاد کا نقشہ پیش کرتا ہے۔ لارڈ ڈیلین مبرون نے صرف اسی وجہ سے آج تک سلطان کی حکومت کو گوارا کیا ہے۔ جیسے کہ انگریزی لبرل فریق انگریزی قبضہ ہندوستان کے محض

باین وجہ روادار ہین۔ کہ وہان سے قبضہ اوٹھا کر واپس آجانے پر بہ نسبت قبضہ کیئے رکھنے کے زیادہ قومی
اور بربھیان پیدا ہو جاوین گی۔ اگر مغربی سلطنتون کا اِس امر پر کلی اطمینان کر دیا جاوے۔ کہ سلطان کی
عیسائی رعایا آپس مین متفق اور یک دل ہین۔ اور کسی اعلیٰ حاکم کے زیر دست ہاتھ (حکومت) ہونے
کے بغیر آپس مین صلح و امن کے ساتھ گذارہ کر سکتے ہین۔ تو ہلال کی حکومت یوروپ سے بالکل مفقود ہو
جاوے گی۔ مگر آغاز جنگ سے کچھ عرصہ پہلے ہی۔ باوجود روس کی سخت کوششون اور سازشون کے ایک خطرناک
تفرقہ (عیسائی اور ترکون کے درمیان نہین) بلکہ قوم سلیو یعنے صرب اور یونانیون کے درمیان واقع ہوا تھا
مین لارڈ سالسبری (اوس وقت وزیر صیغہ خارجیہ تھا۔ اب وزیر خارجیہ اور وزیر اعظم انگلستان ہے مترجم)
کے وہ الفاظ جو اوس نے کانگرس مین ارشاد ہے۔ ہین کہے تھے نقل کر دیتی ہون۔

"سلیو جو پہلے کلیسیائے یونانی کے ماتحت تھے۔ اب ایک نئی مذہبی حکومت کے جس نے اون کے
مذہبی متعدد ہونے کا دعوےٰ کیا ہے۔ تابع ہو گئے ہین۔ اِس تفرقہ سے دونون قومون (سلیو یونانی)
مین اکثر تنازعات برپا ہو چکے ہین۔ بلکہ نوبت بہ کشت و خون پہونچ چکی ہے۔ اور ہر ایک فرقہ
کے مذہب کی اغراض و رسوم اور اوس کا کیریکٹر بلکہ اوس کا وجود تک دوسرے فرقہ کے ہاتھون
معرض خطر مین ہین"

برلن کانگرس کے انعقاد کے وقت جنوب مشرقی یورپ کے معاملات پر پوری پوری روشنی پڑ جانے
کی وجہ سے روس کے لیئے اب ناممکن ہو گیا تھا۔ کہ وہ اِس امر سے بالکل لاعلمی ظاہر کرے۔ کہ بالکل
جدید طرز حکومت کے قایم کرنے مین سخت ابتدائی مشکلات حادث ہون گی۔ اوس کے وکلا نے لارڈ
سالسبری کے بیان کا بالمقابل جواب دینے کی بجائے یہ ٹیڑھا سا جواب دیا۔ کہ زار کا مدعا یہ ہے۔ کہ جناب
عالی کی عیسائی رعایا کو خود مختار ہستی عنایت کی جاوے۔ اوس کی حفاظت بڑی مضبوط ضمانتون سے
کی جاوے۔ اور بہ حیثیت ارضی و جغرافیہ ملکی تغیرات کو حتے الامکان کم کر دیا جا کر ساتھ ہی اون صوبون کی
حالت کو درست کیا جاوے۔ اور یوروپین ٹرکی کے صوبجات کی بہتری کیلئے جو حال ہی مین اِس قدر افسوسناک
تباہی کا مرکز بن رہے ہین۔ پورا اطمینان کیا جاوے"

ہم زار کی اِس خواہش کی صداقت اور نیک نیتی کو جو کہ ملکی تغیرات کم کر دیئے جایئن" بیشک مان لیتے
اگر پرنس گارچکوف کے پاکٹ مین عہدنامہ سین سٹی فانو کی نقل نہ موجود ہوتی۔ یہ ہی ایمانداری اور
بہت گفتاری۔"

لارڈ سالسبری نے بیان کیا۔ کہ جو کچھ انگلستان کانگرس کے فرایض خیال کرتا ہے۔ وہ یہ ہین

"ہمارا کام یہ ہے کہ ہم ٹرکی کو اس طرح قایم کرین۔ (اوسکی سابقہ آزادی سے مقامون پر نہین۔
کیونکہ اس لڑائی کے اثر کو بالکل زایل کر دینا ناممکن ہے) کہ اوس کو نسبتاً آزادی حاصل رہے تاکہ
وہ اون تمام جنگی۔ پولیٹکل سیاسی اور تجارتی اغراض و مقاصد کو جن کی وہ نگہبان رہے گی محفوظ رکھنے
کے قابل ہو" اس اظہار سے مین بیان کیئے دیتی ہون۔ کہ عہد نامہ سین سٹی فانو کے پرخچے اڑ گئے۔

ان نیک ارادون کے آخری اظہار و بیان کے بعد کانگرس کے پریسیڈنٹ پرنس بسمارک[۱] نے
جو ایسا استاد ہے۔ کہ داؤ گھاتین دکھا کر اپنے اصلی مطلب پر آپہونچتا ہے۔ بیان کیا کہ سب سے بڑا اصل
طلب مسلہ یہ ہے۔ کہ بلگیریا کا قانونی انتظام اور اوسکی حدود بندی کا تعین کیا جاوے۔ اور تحریک کی۔
کہ اول عہد نامہ سین سٹی فانو کی اون شرایط پر غور کرنیسے جن مین بلگیریا کے لیئے آیندہ کے واسطے
نئے طرز انتظام کے قیام کا ذکر ہے۔ مباحثہ شروع کیا جاوے۔ یہ تحریک منظور ہوگئی جیسی کہ اور بہت سی
تحریکین جو ذات اقدس نے کین منظور ہوگیئن۔ چند دنون تک کانگرس کی کارروائی کا مباحثہ ایکطرح سے
انگریزی اور روسی وکلا میں ڈپلومیٹک (سفارتی) لڑائی تھا جس مین اول الذکر زور دیتے تھے۔ کہ
اس قدر زیادہ۔ اور موخر الذکر کہتے تھے۔ کہ اس قدر اور کم حصہ بلگیریا کا سلطان کی براہ راست حکومت مین
رہے جس کا آخری فیصلہ یہ ہوا۔ کہ کوہ بلقان خود مختار صوبہ کی جنوبی حد مقرر ہوا۔

واقعات مابعد سے ثابت ہوگیا ہے کہ روس کا یوروپ اور انگلستان کے اس دباؤ سے دب جانا
اصلی ہونے کی بجائے صرف بناوٹی تھا۔ اوس وقت سے لے کر آج تک اوس نے اس امر کے جتانے
کی کبھی کوشش نہین کی۔ کہ عہد نامہ برلن کو بجائے قطعی فیصلہ سمجھنے کے وہ اوسے کیسی بے وقری اور
حقارت سے دیکھتا ہے۔ اس مضمون کے دوران تحریر مین بھی ہر ایک تار برقی جو مشرقی یوروپ سے آتی
ہے۔ اس نئی ریاست بلگیریا مین روس کے ایجنٹون کی ان تھک پھرتی اور چالاکی کی شہادت دیتی ہے
مگر اوس نے یوروپ کی خواہش کو قبول کرتے وقت اپنی ناراضگی اور آیندہ کے ارادون کا کافی اشارہ
جتا دینے سے اپنا فرض ادا کر دیا۔ ۲۹ جون کو پرنس گارچکوف نے جو بباعث بیماری چند دن غیر حاضر
رہا تھا چند الفاظ بیان کرنے کی خواہش ظاہر کی جن کے کہنے پر امن خواہی اور صلح جوئی کے جوش نے
اوس کو آمادہ کیا تھا۔ وہ صلح جوئی اور امن طلبی کے الفاظ یہ ہین: "کانگرس کی ابتدائی نشست مین
لارڈ بیکنسفیلڈ نے یہ خواہش ظاہر کی تھی۔ کہ سلطان اپنی مملکت مین مطلق العنان مالک رہنا چاہیئے۔ مگر

[۱] یہ حضرت شاہ ولیم اول کے وقت جرمنی کے وزیر اعظم تھے۔ اس کی ناک کے بال سپنے ہوئے تھے اور روئے
کل روئے زمین پر اول درجہ کے مدبر تھے۔ اور صاحب دماغ مشہور تھے۔ شاہ حال ولیم ثانی (باقی اگلے صفحہ پر)

میرے خیال مین اس اختیار کا وجود چند شرائط پر منحصر ہے۔ جن کے بغیر کوئی تدبیر کارگر نہ ہوگی۔ وہ شرائط انتظامی اور پولیٹیکل ہین۔ انتظامی حیثیت سے یہ ضروری ہے۔ کہ ان صوبون کے باشندون کو جن کو کانگرس آزاد کرے گی۔ یہ اطمینان دلایا جاوے کہ اونکی جان و مال اور جائداد وغیرہ سب محفوظ رہینگی۔ نہ صرف کاغذی اقرارون سے جو شاید سابقہ اقرارون کیطرح سے پورے نہ کیئے جائین۔ اور بدنظمی اور ناجائز مطالبات کو نہ روک سکین۔ بلکہ ایک یورپین معاہدے سے ان اقرارون کے ایفا کی تسلی کر دی جاوے۔ اور باشندون مین اعتماد پیدا کر دیا جاوے۔ پولیٹکل حیثیت سے پرنس گارچاکوف نے یہ فرمایا کہ بجائے انگریزی۔ فرانسیسی یا روسی غلبہ و رسوخ کے جو مختلف اوقات مین فرداً فرداً حاوی رہا ہے۔ مین چاہتا ہون کہ آئندہ کے لیئے مشرق مین روس کا یہ غلبہ و رسوخ بہ نسبت اور ریاستون کے کسیطرح زیادہ نہ رہے۔ اور یہ ضروری ہے کہ قسطنطنیہ پر سے ان فرداً فرداً ادنے اور سفرت دہ کوششون کو ہٹایا جا کر کل دول عظام کا متفقہ عمل جاری کیا جاوے۔ جس کے باعث باب عالی کئی مغالطون اور غلطیون سے بچ جاویگا۔"

پھر وہ یہ فقرہ استعمال کرتا ہے جو ماہران فن جنگ کو روسی افواج کی بہادرانہ کوششون کیوجہ سے شاید جائز اور مناسب معلوم ہو۔ اور وہ یہ ہے "روس اس جگہ نشان فتحمندی لیکر آیا ہے۔ اور وہ امید کرتا ہے کہ کانگرس اوس کو امن و صلح کی علامت سے تبدیل کریگی۔" اسنے یہ بہی بیان کیا کہ "پچھلی دو شتون مین میرے دونون ساتھیون نے قیام صلح کے لیئے جو یوروپ کیطرح روس کو بہی دل سے منظور ہے۔ بہت رعائتین دی ہین۔ اونہون نے اجتماع علیا (کانگرس) کے آگے صرف زبانی ہی فقرے پیش نہین کیئے۔ بلکہ عملی واقعات سے بہی ثبوت دیئے۔ اور مین امید کرتا ہون۔ کہ کانفرنس اس بارے مین ہمارے ملک کی امن خواہی کی پوری داد دیگی۔ مین یہ اچھی طرح سے سب کو جتا دیتا ہون۔ کہ اگر کوئی سلطنت خواہ وہ کوئی ہی کیون نہ ہو۔ اپنی خواہشون کو ایسی حدود تک بڑہا لیجائے گی۔ جن کو قبول کرنا اوس بڑے بادشاہ اور اوسکی زبردست قوم کے لیئے جن کا وہ مالک ہے۔ ناممکن ہو۔ تو وہ امن و صلح کے بڑے اہم نتیجے کو جو کل یورپ کی اغراض کے لیئے یکسان ضروری ہے۔ روکنے والی ہوگی۔ مین دہرائے دیتا ہون

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۳)۔ کی تخت نشینی پر بہی اونہون نے وہی اپنا رعب داب قایم رکہنا چاہا۔ جو اوس کے دادا کے وقت مین اوسے حاصل تہا۔ مگر یہ نوجوان والی سلطنت اس بوڑہے مدبر کے داؤ پیچ مین نہ آیا اور اُسے فوراً وزارت سے منعفی کر دیا۔ چنانچہ اب یہ اپنے ہی بادشاہ سے برخلاف بہت سے زہر اگل رہے ہین اور ملک کو اس جوانمرد کے برخلاف اکسا رہے ہین (مترجم)۔ وہ ۱۸۹۸ء مین فوت ہوگیا۔ اسکی مختصر تاریخ خاندان عثمانیہ مین لکہی ہوئی ہے +

کہ ایسا امر جس کو کل مصلحان و مورخ بنظر حقارت دیکھیں۔ ہرگز وقوع مین نہین آسکے گا۔"

دو دن بعد ۶ ؍ جون کو کانگرس کے سامنے مشرقی مسائل کا وہ مسئلہ پیش ہوا۔ جو آسٹریا ہنگری سلطنت
کے مفاد اور اغراض سے متعلق تہا۔ اس سلطنت کے سفیر نے اس کو بڑی خوبی سے ایسے پیرایہ مین بوضاحت
بیان کیا کہ بعینہ اوس کو اوسی کی عبارت مین لکہتی ہون۔ اوس نے اس کو یہ مسئلہ بوسنیا وہرزیگوینا
کے نام سے موسوم کیا، اور کہا یہ ان ممالک کی آبادی مسلمان۔ عیسائی۔ یونانی اور رومن کیتھولک
عیسائیون سے مرکب ہے۔ جو اس مذہبی تفریق و اختلاف کی وجہ سے سخت متعصب ہوگئے ہین۔
اور مختلف ضلعون مین الگ الگ نہین رہتے۔ بلکہ ایک ہی مقامون ایک ہی قصبون ایک ہی دیہات
مین ملے جلے رہتے ہین۔ باب عالی کو ان متضاد اجزاء کو خود مختار طریق حکومت کے سانچے مین جمع کرنا
ہوگا۔ بشرطیکہ عہدنامہ سین سٹی فانو کی شرائط کو کانگرس تسلیم کرے اسے اون تمام فراریون کو جو آسٹریا
اور مانٹی نیگرو مین بکہرے ہوئے ہین پہر آباد کرنا پڑے گا۔ اور اون کے گذارہ کے لیے سامان مہیا
کرنا ہوگا۔ اون کو معمولی کاروبار از سر نو شروع کرنے کے لیئے کاشت کاری کے واسطے تخم اور مکانات
کی دوبارہ تعمیر کے لیئے اسباب دینا ہوگا۔ اور اسے مسئلہ اراضی کی درستی اور اوس کا سلجہاؤ کرنا ضروری
ہوگا۔ جو ان ممالک کے تباہ کرنے والی بار بار کی بغاوتون کا اصلی باعث ہے۔ یہ مسئلہ ایسی آبادی مین جو
مذہبی عناد اور رقابتون سے بر نہو بڑا تکلیف دہ اور پر از مشکلات ہے۔ اس مسئلے کو ایسے ملک مین جہان
اصلی ملکیت اراضی مسلمانون کے ہاتھ مین ہو اور آبادی کا بڑا حصہ عیسائی کاشت کار اور دہقانی مزدور
ہون۔ صرف ایک مضبوط اور بے تعصب سلطنت ہی درست کرسکتی ہے۔

"علاوہ ازین باب عالی کو بیرون از استطاعت مصارف برداشت کرنے پڑین گے۔ اور بے اندازہ
رعایتین دینی پڑین گی۔ عہدنامہ سین سٹی فانو کی چودہوین شرط یہ ہے۔ کہ ٹکسون کے بقائے وصول نہ کیے
جائین۔ اور یہ دفعہ باب عالی کو مجبور کرتی ہے کہ آئندہ دس سال تک ان صوبون کے موجودہ متفرق خراج
کو بھی نہ وصول کرے۔ یہ بیان کرنا کہ روم اس کام کو پورا کرنے کا متحمل نہین ہوسکتا۔ اس کی اغراض
یا اوس کی نیک نیتی پر کوئی شبہ کرنا نہین ہے یہ کام اس لڑائی کے خاتمہ پر جس کا ختم ہونا ابھی تک
مشکل ہے۔ اور بھی زیادہ ناممکن ہو جاوے گا۔ خاصکر سب سے بڑھ کر اوس مخالفت اور عناد کی ترقی کی
موجودگی مین جو اون ضلعون کے جن مین مسلمان آباد ہین سرویا اور مانٹی نیگرو کے قبضے مین چلے جانے
سے اور بھی زیادہ بڑھ جاوینگے یہ تشویش بڑی مضبوط بنیاد پر قائم ہے۔ کہ موجودگی ان حالات کے
خود مختارانہ حکومت قائم کرنے سے ان صوبون مین بجائے امن وامان ہو جانے کے وہ تکالیف اور فساد

دار الفرار بن جاوین گے۔"

روسی تجاویز کے ناقابل اثر و نتیجہ ہونے کو اس خوبی اور خوش اسلوبی سے جتلانا یا اون بے ایمانیوں کو جو ان تجاویز بنانے کی اصلی باعث تہین ایسی اچھی طرح سے فاش کرنا سفیران روم کے لیئے ہی ناممکن تہا۔ روسی سفراء اس امر کو پا گیئے۔ اور اون کیطرف سے کسی عذر یا اعتراض کے پیش کیئے جانے کے بغیر بوسینیا و ہرزی گوینا کے خود مختارانہ انتظام کی تجویز ردی کاغذات کی ٹوکری مین ڈالدیگئی۔ اگرچہ کونٹ اینڈرسی (آسٹریا کا وزیر اعظم اور برلن کانگرس مین اپنے ملک کیطرف سے نایب تہا) نے روسی تجاویز کو اس عمدگی سے رد کیا۔ مگر یہ معلوم ہوتا تہا۔ کہ اوس کا اوس مین کوئی اپنا مطلب یا غرض پنہان نہ تہی۔ اوس نے اپنے بیان کو اون صوبجات مین مطلوبہ امن و امان قایم ہو جانے کی خواہش پر ختم کیا۔ ہر ایک شخص جو ڈپلومیسی (ایلچی گری یعنے سفارتانہ بے ایمانی) کے ٹیڑہے رستون سے ناواقف ہو۔ اس صورت مین یہی خیال کرتا۔ کہ اب پریسیڈنٹ کو نہایت ہی قریبی تعلق رکہنے والے فریق یعنے سفرائے روم سے دریافت کرنا چاہیئے تہا۔ کہ باب عالی کے اس عقدہ کو سلجہا سکنے کی لیاقت و ستعد۔ اوکی بابت اونکی کیا رائے ہے۔ مگر آسٹریا کا وزیر مشکل سے ابہی اپنی جگہہ پر بیٹہا ہی ہوگا۔ کہ ظاہر ہوگیا کہ کانگرس کے کاروبار کا بہت سا حصہ اور کہین علاوہ اس کمرے کے جہان یہ نشست کرتی ہے طے ہو جاتا ہے۔ گو کونٹ اینڈرسی شرم کے مارے خود اپنی زبان سے اپنے ملک کی اغراض کی تائید نہ کرسکا تاہم اوس نے اپنا اطمینان کرلیا تہا کہ ایک اور شخص یہ کام اوسکی جگہہ کریگا۔ پس لارڈ سالسبری اوٹہا۔ اور خود مختارانہ حکومت کی متعلق روسی تجاویز کو کانگرس سے مسترد شدہ مانکر اور یہ فرض کرکے کہ باب عالی اب صوبجات زیر بحث پر قابض ہونے اور اونکے انتظام کرنے کے قابل نہین رہا۔ اور یہ بہی فرماکر کہ اگر وہ ہو بہی تو اوسے اون سے کچہہ فایدہ نہین اپنی دلایل بیان کرنی شروع کین:۔ جو حسب ذیل ہین۔

"بوسینیا و ہرزیگوینا باب عالی کی دولت یا قوت کو کچہہ فایدہ نہین پہونچاتے۔ کانفرنس متعینہ قسطنطنیہ مین یہ امر فیصل ہوگیا تہا۔ کہ ان صوبجات کو اخراجات اونکی آمدنی سے بڑہ گئے ہین۔ انکو محفوظ رکہنے کے لیئے بیشک بہت خرچ برداشت کرنا پڑیگا۔ اور وہ روم کو بوقت جنگ بہ حیثیت موقع کوئی ایسے کار آمد نہین۔ باب عالی اپنی عقلمندی کا بہت بڑا ثبوت دیگا۔ اگر وہ اس بیرون از استطاعت بوجہ کے اوٹہانے سے انکار کرے۔ باب عالی اس بوجہ کو کسی ایسی سلطنت کی سپرد کرنے سے جو اوس کو برداشت کرسکتی ہو سلطنت روم سے بہت سی خوفناک خطرے ہٹادیگا۔"

یہ دیکہہ کر کہ چرخ زمانہ کس طرح اپنا بدلہ لیتا ہے۔ ایک شخص خواہ مخواہ مسکرا پڑتا ہے۔ اب اکثر لارڈ

سالسبری کو آئرش ہوم رولز (آیرلینڈ مین حکومت خود مختاری) قایم کرنے کے حامی کی ایسی ہی دلایل کا قایل ہوکر جواب دینا پڑتا ہے۔ خیر اسکی ساری تقریر تو سن لیجیے۔ اور آگے چلکر وہ آخر کار یون ختم کرتا ہے۔

"ان وجوہات سے باعث ملکہ معظمہ کی گورنمنٹ کانگرس مین تجویز پیش کرتی ہے۔ کہ یہ وہ فیصلہ کرے کہ بوسینیا و ہرزیگوینا پر آسٹریا قابض ہو۔ اور اوسکا انتظام کرے"

ڈپلومیٹک رسفارتی چالبازون) کی تماشا نما قابلیت و قایم الزاجی اسقدر تھی کہ کونٹ اینڈریسی اس تقریر کے اثنا مین مسکرایا تک نہ تھا۔

لارڈ بیکنسفیلڈ جو ضرورت کیوقت اپنے چہرے کو قایم رکھنے مین کسی آسٹروی تزادسے کم نہ تھا اور جو کئی دفعہ ناٹکون کی نقلون مین خوشی سے شامل ہو چکا تھا۔ اپنے وزیر صیغہ خارجیہ کے بعد فی الفور اوٹھا۔ اوس نے ان دونون صوبون مین امن و امان قایم کرنے مین ٹرکی کی بے استطاعتی اور اور اون کے ایک زیان بخش سودا ہونے کو بیان کرکے اپنے ساتھی کی تائید کی۔ اور ایسے انداز سے کہ عمر بھر کبھی ایسا نازک اور منصرانہ کلام اوس نے ایسے متین اور سنجیدہ چہرے سے نہ بیان کیا تھا کہا کہ "آج سیئے کوئی اور قوم سوائے آسٹریا ہنگری کے اس وقت ان صوبون پر قبضہ کرلینے سے غرض امن قیام فلاح و خوشحالی اور باب عالی کو یورپین معاملات مین اوسکی وقعت کو زیادہ تقویت دینے سے اچھی طرح محفوظ کر دینے کے فرض عظیم کو پورا نہین کر سکتی"

پرنس گارچکوف نے قیام صلح کے بارے مین کچھ واہیات گفتگو کرنے کے بعد سلطان سے سفراو نے انگلستان کی تجویز کے برخلاف اپنے عذر پیش کرکے کہا کہ "باب عالی ان صوبون مین امن و امان قایم کرنے کے لیئے کافی مضبوط ہے۔ اور اقرار کرتا ہے کہ وہ وہان ایک ہائی کمشنر کو پولیس کے قایم کرنے اور فراریون کو تا وقتیکہ کاشت کاری کا کام شروع نہ ہو جاوے مکان اور گذارہ دیکے لیئے روانہ کرکے کام کو فی الفور شروع کر دیگا"

انگریزی سفرا کے اس اعتراض کے جواب مین کہ پہلا گزشتہ تین سالون مین ٹرکی ان صوبون مین کیون نہ امن قایم رکھ سکی۔ اونہون نے یہ کہا کہ "باب عالی اس سارے عرصے مین دو ملحقہ صوبون (سرویا و مانٹی نگرو) کے ساتھ لڑائی کرتا رہا۔ اور پچھلے بارہ ماہ ایک بڑے بھاری جنگ مین مشغول رہا۔ اور باین ہمہ عثمانی حکومت بوسنیا و ہرزیگوینا مین بغیر کسی تنزلزل کے برابر قایم رہی ہے۔ اب ایسے وقت مین جبکہ صلح کی تکمیل ہونے پر ہے۔ اور باب عالی کو کافی فراغت ملجانے والی ہے کہ وہ اپنی کل قوت اندرونی اصلاحون پر خرچ کرے۔ کیا یہ صریح زیادتی اور ظلم نہین کہ وہ ان صوبون کو کسی دوسری طاقت کے سپرد کر دینے پر مجبور کیا جاوے؟

یہ سچ ہی سہی۔ کہ بوسنیا عثمانی سلطنت کے نزدیک مالی حیثیت کی وجہ سے قابل وقعت نہیں۔ مگر اس سے یہ نہیں پایا جاتا کہ اسپر غیر طاقت کا قابض ہو جانا بڑی تکالیف کا باعث نہ ہوگا۔ مسئلہ اراضی کی مشکلات کے بارے مین جو کچھ کہا سنا گیا ہے۔ اوسکی بابت ہم (سفرائے روم) کانگرس کو یاد دلانے کی جراءت کرتے ہین۔ کہ بوسنیا ہی صرف یورپ کا ایسا حصہ نہیں۔ جہان اس قسم کی مشکلات پیش آئی ہون مگر اور کسی ایسی جگہ کے بارے مین اس قسم کی چارہ جوئی کوکسی نے پیش نہیں کیا۔ جواب بوسنیا کے متعلق پیش کی جاتی ہے۔ "یہان ایک چھوٹا سا جانور ہمین بتلاتا ہے کہ لارڈ سالسبری کے مونھ سے یہ فقرہ سنکر بلا اختیار نکل گیا تھا ایرلنڈ" تو ہم (ترکی سفراء) امید کرتے ہین کہ کانگرس ان اقرارون کو مدنظر رکھ کر جو ہم اپنے شاہی آقا کے نام پر پیش کرتے ہین کسی غیر سلطنت کو قبضہ دینے کی تجاویز مسترد کر دے گی۔ جن سے بجائے موجودہ تکالیف رفع ہونے کے اور زیادہ دقتین واقع ہو جاوین گی۔" جب کاراتھیوڈوری پاشا بیٹھ گیا۔ تو پرنس بسمارک نے سفرائے روم کو یاد دلایا کہ کانگرس نقشہ یا جغرافیہ کے بعض خاص مقامات کے قایم رکھنے کے لیئے کے قیام کا با معانی حوا اشمند ہی کیون نہ ہو۔ نہین منعقد ہوئی۔ بلکہ یورپ کے امن کو حالاً اور استقبالاً قایم رکھنے کے لیئے۔ شہزادہ بہادر نے اون کو یہ بھی جتلا دیا۔ کہ کانگرس کی مداخلت کے بغیر انہین عہد نامہ سین سٹی فانو سے کلیتہً سابقہ پڑے گا۔ اس مداخلت سے اون کو بجائے بوسنیا کے ایک زیادہ زرخیز اور وسیع صوبہ ملتا ہے۔ یعنی وہ زمین جو بحر الجزائر سے بلقان تک پہیلی ہوئی ہے۔ پس مین امید کرتا ہون کہ عثمانی گورنمنٹ بہت جلد اپنے سفراو کو نئی ہدایات روانہ کرے گی جن کا کانگرس انتظار کرے گی۔"

۴ جولائی کو یہ ہدایات پہونچ گئین۔ اور سلطان کا آخری جواب کانگرس کے سامنے رکھا گیا۔ وہ یہ تھا۔ "ایمپرئل عثمانی گورنمنٹ نے بوسنیا و ہرزیگوینا مین امن قایم کرنے کے مناسب طریق اور ذریعون کے بارے مین کانگرس کی تجاویز کو بنظر غور ملاحظہ فرمایا ہے۔ اور وہ اون پر پورا بہروسہ کرتی ہے۔ لیکن یہ حق محفوظ رکھتی ہے کہ اس بارے مین دربار وائینا کے ساتھ براہ راست خود سمجھوتہ کر لے۔"

عہد نامہ سین سٹی فانو کی باقیماندہ شرائط نسبت شرائط متعلقہ بوسنیا و ہرزیگوینا کے بہت جلد فیصل ہوگئین۔ سرویا کی آزادی بغیر کسی مزاحمت کے قبول کر لیگئی۔ مگر اس پر کاراتھیوڈوری پاشا نے جو تقریر کی وہ قابل اندراج ہے۔ "کانگرس مین عہد نامہ سین سٹی فانو کی شرائط متعلقہ آزادی صوبجات کے بیان ہونے کے اس پہلے موقعہ پر (کاراتھیوڈوری پاشا) اپنی رائے کے ساتھ چند الفاظ کہنے کی اجازت چاہتا ہے یہ امر مطلب بہت بڑے یورپین مقصد بلکہ خود سرویا کے رفاہ کے لیئے تھا۔ کہ یورپ نے اس رشتہ تعلق کو جس سے آج تک سرویا اپنے آقا سے وابستہ تھی منظور کیا ہوا تھا۔ ترکی نے اون حقوق کو جو اوسے بذریعہ

سلطان مراد

عہدنامجات حاصل تہے۔ بڑی نرمی سے برتا ہے۔ جو نرمی ہر حال مین بلکہ سخت سے سخت آزمایشون کے وقت بہی یکسان رہی تہی۔ اس حق سے وہ تکالیف جن سے وقتاً فوقتاً یوروپ کو سخت حیرانی پیدا ہوتی رہتی ہے۔ بڑی آسانی سے دور ہو جاتی رہین۔ مگر باوجود اس شاہی حق کے جو اسی رمی مین نہان تہا۔ سرویا کو دراصل ایک آزادی سی حاصل تہی۔ اوس کے فوائد عظیمہ کا سرویا نے کئی دفعہ اقبال کیا ہے۔ یہ سب مسلمہ امور ہین۔ عہدنامہ سین سٹی فانو نے اس صوبہ کو اور کئی دوسرے اسیطرح کے صوبون کو اپنے مرکز قدیم سے ہٹا کر ایک نئی طرز پر قایم کیا ہے۔ اگر آزادی کا ہی خیال آجکل یوروپ کی کونسلون مین اوج پر ہے تو ٹرکی اسکی مزاحمت نہین کرتی۔ کیونکہ اوسے اطمینان ہے کہ یہ آزادی جو اب کانگرس بخش رہی ہے۔ سچی اور خالص ہوگی۔ اور یہ ریاستین اس آزادی کو اپنے اپنے فرائض اور حقوق کو اچھی طرح سمجھ بوجھ کر اختیار کرین گی۔ (کیونکہ اس وقت سے برابر اوس آزادی کی قدر کی جاوے گی) اور یوروپین حفظ امن کی وہ ضمانتین کم نہ ہونے پاوین گی۔ جو اب تک رشتہ آقائی کے باعث موجود و قایم تہین"

اس وقت روس کو بھی اپنے دعوائے آزادی کی صداقت کو ظاہر کرنے کا موقع ملا۔ اور اوسنے اپنی ہی طرز مین اوس کو بیان کیا -

انگریزی اور فرانسیسی وکلاء اس بات پر زور دیتے تہے۔ کہ مذہبی آزادی کا اصول ان صوبون مین ایک خاص ایکٹ کے ذریعہ سے بہ پختگی قایم کیا جاوے۔ گر پرنس گارچکوف نے ہر ایک قسم کی آزادی سے خواہ ملکی ہو یا مذہبی۔ طبعی قدیم روسی نفرت کے منشاء کے مطابق یہودیون کو اسمین شامل کرنیسے عذر کیا۔ جو اوسکی رائے مین دیسی آبادی کیلئے فی الحقیقت ایک ہیبتناک در لعنت ہین۔ مگر اس امر پر باقی سب سفرائے معہ سفرائے روم متفق تہے۔ اور اس بحث کا نتیجہ عہدنامہ برلن کی پینتیسوین دفعہ مین درج ہے اجس نے اس معاملہ کو بغیر کسی شک و شبہ کے باقی کبہی کے طے کر دیا۔

بعد ازان کانگرس یونانی سرحد کی درستی کے مسئلے کیطرف متوجہ ہوئی۔ اور اس موقعے پر سفرائے یونان جو برلن مین پہلے ہی سے موجود تہے کانگرس مین شامل کیئے گئے۔ اور اونکی رائے دریافت کیگئی۔ انگلستان کا منشاء تہا کہ یونان کے سفیر باقاعدہ طور پر کانگرس مین شامل ہون۔ مگر یہ تجویز حسب خواہش روس روم اور فرانس کے ترک کیگئی۔ ۲۹ جون کو ایم رینزریب سفیر اور ایم ڈیلی انیس وزیر صیغہ خارجیہ حاضر ہوئے۔ ایم ڈیلی انیس نے بیان کیا۔ کہ اوسکی قوم اس غرض کیلئے کہ امن و امان اور قومی آزادی کا وجود قایم رہے کریٹ اور اون صوبون کا جو یونان کی حد پر ہیں۔ الحاق چاہتی ہے اس دعوائے کی تائید مین اوسنے بیان کیا

کہ "یہ صوبے مدت سے ایک مسلسل بغاوت کی حالت میں ہین - ان ملکون کی قومی امنگون اور خواہشون کو پورا کرنا جو ہر وقت ظاہر کیجاتی ہین - انصاف اور ہمدردی کا کام ہوگا - اور آئیندہ کے لیئے اون کو اس تباہی اور مصیبت سے بچانا ہوگا - جو اون پر قومی وجود کے حاصل کرنے کی کوششون مین عاید ہوتی رہتی ہے" اوس نے بڑے زور سے کل یونانیون کے (جو مملکت یونان کے اندر آباد ہین - یا باہر) موجودہ خیالات کو ٹری لمبی چوڑی تقریر مین بیان کیا - میرے خیال مین اوسکی عبارت نقل کرنی بہت مناسب ہوگی

"عثمانی سلطنت کے یونانی صوبون مین یونانیون کی گنتی ہزارون مین ہے بہت سے گورنمنٹ کے ہر ایک محکمہ مین خواہ سول ہو یا بحری یا جنگی بڑے بڑے اعلےٰ عہدون پر مامور ہین - باقی تجارتی دنیا مین اعلےٰ حیثیت رکھتے ہین - روم مین یونانی قوم کی بغاوتون کی خبرون کا اثر ایسا نہین کہ اون کے لون مین جنبش پیدا کرے - بہتون کو اپنی جانون سے ہاتھ دہونا پڑتا ہے - اور اکثر اپنی جائیدادون سے محروم ہو جاتے ہین - (بعضے بجرم بغاوت یا تو سرکار ٹرکی اونکو پہانسی دیدیتی ہے - یا اونکی جائیدادین ضبط کرلیتی ہے - مترجم) معاملات کی ایسی حالت سے ریاست یونان کے اندر برابر خطرناک نتیجے پیدا ہوتے رہتے ہین اور گورنمنٹ یونان کو ایک بڑے مخمصہ مین پہنسنا پڑتا ہے - وہ زیر بحث صوبون کے یونانیون کے ساتھ جو اوسکے تاریخ - قومیت اور عام قریبی رشتون سے وابستہ ہین ہمدردی کرنیسے نہین رک سکتی - اور ساتھ ہی گورنمنٹ یونان چونکہ سلطنت روم کے یونانیون کی اون جائیز امیدون کو جو وہ اپنے آزاد بہائیون پر قائم کرتے ہین - زور سے دبا نہین سکتی - اس لیئے اس سیل کے روکنے سے معذور ہے - اگر وہ ایسا کرنے کی جرأت بہی کرے - تو یہ سیلاب اوسے تہ و بالا کر دے گا - اور تمام ملک کو باغی صوبون کے ہنگامون مین لیجا کر شامل کر دے گا - نیز اگر ہماری گورنمنٹ قومی جوش کو روکنے کی کوشش بہی کرے تو وہ اتنی استطاعت نہین رکہتی کیونکہ ملک کی حدود اسطرح واقع ہین - کہ ایک لاکھ آدمی کی فوج بہی کافی طور پر محافظت نہین کرسکتی - اور نہ ہی مجلس ہرین (دالفیشروالس) کی خفیہ ... وانگی کو روک سکتی ہے"

یہ بیان کرکے یونانی سفراء اوٹھ گئے - اور وہ جولائی کو اس یونانی مسئلہ کے پہر پیش ہوتے پرائم وید نگٹن فرانسیسی سفیر نے بحث شروع کی اور مندرجہ ذیل ریزولیوشن پیش کیا - تاکہ روم کو یوروپ کا عندیہ معلوم ہو جاوے اور یونان کو واضح ہو جائے - کہ وہان حدود سے آگے بڑہنے کا مجاز نہ ہوگا۔

"یہ کانگرس باب عالی سے درخواست کرتی ہے کہ وہ تھیسلی اور اپائرس کی سرحدون کی درستی کرکے یونان کے ساتھ فیصلہ کرے - اور اپنی رائے ظاہر کرتی ہے - کہ یہ فیصلہ ہر ایک ساحل کے کنارے پر اس خاص لین کے مطابق ہو (یہہ لائین اچھی طرح سے بیان کیگئی) کانگرس یقین کرتی ہے - کہ دونون فریق آپس مین مصالحت

کر لینے میں کامیاب ہونگے۔ نامہ و پیام کے کامیاب ہونے میں سہولیت پیدا کرنے کیلئے دونون فریقون میں برابر راست بیچ بچاؤ کرنیکے لیئے دول عظام تیار ہین"۔ اس تجویز پر عمل کیا گیا۔ اور یہ مسئلہ دونون سلطنتون کے آپس کے تصفیہ پر چھوڑا گیا ہے۔ اس بحث کے اثنا میں لارڈ بیکنسفیلڈ نے اپنے اکثر تجیہ کلام تاریخی جملون مین سے ایک کا پہلی دفعہ اظہار کرکے یونان کے متعلق کہا کہ"اس ملک کی حالت آیندہ کے بارے مین کسی کو شک نہین ہو سکتا۔ مگر ریاستین بھی اون افراد کیطرح (جنہین حالت منقلبہ سے سابقہ پڑتا ہو) انتظار کر سکتی ہین"۔

اوس نے اپنی رائے بیان کی کہ سرحدون کی درستی کے لیئے دباؤ ڈالنے کو وہ ہرگز پسند نکرے گا اور کہا کہ میری نظرون مین "سلطان ان بڑی بڑی مصیبتون کی آزمایشون کے بعد بڑی عزت اور ہمدردی کا مستحق ہے۔ اور مجھے امید ہی نہین۔ بلکہ یقین ہے۔ کہ سلطان، سرحدی مسئلہ کے منصفانہ سلجھاؤ کو منظور فرمائینگے"۔

عہد نامہ سین سٹی فانو کے اون فقرون کے پیش ہونے پر جو رومینیا کی آزادی اور روس کے بیسرابیا کے لے لینے کے متعلق تھے، روس اور انگلستان کے سفراء مین بڑی طول طویل اور سخت بحث ہوئی۔ انگلستان دریائے ڈینیوب کی آزادی جہازرانی پر زور دیتا تہا۔ یہ امر ابتدائی عہد نامہ بنانے والون کی نظر سے کسی طرح رہ گیا تہا۔ اس بحث مین کونٹ شوالاف روس کے دوسرے سفیر نے رومینیا والون کو ملک کے اس نئی انتظامی رد و بدل کی مخالفت کرنے پر سخت ناشکرگزاری کا متہم کیا۔ آخر کار فیصلہ ہوا کہ اس پر خود رومینیا والون کی رائے سنی جاوے۔ تب ایم کلنیسی آنو رومینیا کے سفیر کو دخل دیا گیا۔ اور اوس نے نہایت اچھی طرح سے واضح کر دیا کہ"اسکی گورنمنٹ اپنے موجودہ مقبوضات کے کسی حصہ کو دینے ہی کی سخت مخالف نہین۔ بلکہ مزید برآن وہ اون جزیرون کو بھی جو دریائے ڈینیوب کے دہانے پر واقع ہین لینا چاہتی ہے"۔ اس کے چلے جانے پر پھر بحث شروع ہوئی۔ مگر پرنس گارچکوف اور کونٹ شوالاف نے بسرابیا کی ایک انچ زمین بھی چھوڑنے سے انکار کیا۔ اور چونکہ ان کا مالک (جیتنے ذار) قابض مین تہا۔ آخر کار وہ کامیاب ہوئے اور رومینیا کو اوس کے عوض مین مطلوبہ جزائر مین سے ایک اور دوسری زمین کا ایک نیا چھوٹا سا ٹکڑا دیا گیا۔

مانٹی نیگرو (جبل اسود) کی آزادی بغیر کسی بحث مباحثہ کے منظور ہو گئی۔ اور من بعد کانگرس ڈینیوب کی جہازرانی کے مسئلہ کیطرف متوجہ ہوئی۔ جو بسرابیا کے پھر روس کے قبضہ مین آجانے سے دوسری دریائی ریاستون کے لیئے ایک بڑا تکلیفدہ اور پیچیدہ مسئلہ ہو گیا تہا۔ کونٹ اینڈرسی نے مندرجہ ذیل چار شرطین پیش کین جو آخر کار فیصلہ کی بنیاد قرار دیجاکر منظور ہوئین۔

(۱) دریائے ڈنیوب آہنی دروازون تک کہلا رہے۔

(۲) یورپین کمیشن برابر قایم رہے۔

(۳) کمیشن کے کاروبار مین رومینیا بہی شامل کیجاوے۔

(۴) باب ہائے آہنی پر ہر ایک قسم کی تعمیر کا حق صرف آسٹریا ہنگری کیلیے مخصوص ہے۔

اب کانگرس عہدنامہ سین سٹی فانو کی اون شرایط کیطرف متوجہ ہوئی۔ جو تاوان جنگ کی قدر ہو نقدی مین ادا کیجانے اور باقیماندہ کے عوض مین ملک دینے کے متعلق تہین جب تاوان جنگ کے آخری حصہ یعنی بعوض بعض حصہ تاوان جنگ ملک دینے کا فیصلہ ہوچکا تو کاراتھیوڈوری پاشا نے کانگرس کو اوس کے پہلے حصہ نقد تاوان جنگ کیطرف متوجہ کرکے یون بیان کیا "روس کو لڑائی سے اس قدر بیشمار فایدے حاصل ہوچکے ہین کہ وہ اوسکے مالی اخراجات کا کافی معاوضہ ہوسکتے ہین۔ روم اتنے بہاری نقصان اوٹہانے کے بعد اس رقم مطلوبہ کے ادا کرنے کے شاید ہی قابل ہو۔ اور اگر ہو بہی تو اوس کے ادا کرنیسے وہ اون انتظامی اصلاحون کے کرنیسے بالکل لاچار ہو جاوے گا۔ جن کو وہ خود اور کل یوروپ نہایت ہی ضروری مانتا ہے۔ پس اگر یوروپ نے علاوہ اس قدر ملک دیدینے کے روس کو اس قدر بہاری رقم وصول کرنیمین ہی مدد دی۔ تو اس سے نہ صرف رعایا کی حالت جس کی بہتری کے لیے یوروپ اپنے آپ کو ایسا متردد بتاتا ہے۔ بالکل نازک ہوجاوے گی بلکہ خود گورنمنٹ عثمانیہ بہی تباہ ہوجاویگی جس کے قیام کو یوروپ نے اپنے اغراض اعظم مین سے بتلا چکا ہے"

ترکی سفیر کی اس تقریر نے جس مین رعایا کی آیندہ حالت کا نقشہ جس ہی کے باعث مال ہی مین ظاہر ہو کشت و خون اور روپے کی بربادی ہوئی تہی جتایا گیا۔ پرنس گارچکوف اور کونٹ شووالاف پر تو کچھ اثر نہ کیا۔ تاہم دوسرے سفرا پر پورا اثر کردیا۔ اور یہ فیصلہ ہوا۔ کہ عہدنامہ[۵] کے متن مین نقد تاوان جنگ کا کوئی ذکر نہ کیا جاوے۔

---

[۵] مندرجہ ذیل فقرہ لارڈ سالسبری کے اس مراسلہ سے انتخاب کیا گیا ہے۔ جو اوسنے تاوان جنگ کی ادائگی کے بارے مین کانگرس کے ارادہ پر لکہا تہا۔ وھو ھذا "تاوان جنگ کا مسئلہ جسپر روم کی گورنمنٹ نے بہت اعتراض کیے تہے عہدنامہ کے متن سے خارج کیا گیا ہے کانگرس نے ایسے معاہدے کو برقرار رکھنے سے انکار کیا۔ جو عہدنامہ برلن کے صریح منافی ہو۔ اور جیسا ان دستاویزات دونون فریق باہمی آپس مین کرسکتے ہین۔ لیکن تاہم کانگرس مین اس معاملہ پر تقریرین ہوئی تہین جو پروٹوکل مین لکہی گئی ہین ان سے اس کا عملی اثر بہت کم ہوجاوے گا۔ روسی سفارت نے بیان کیا وہ نقد تاوان جنگ کی عوض اور ملک لینا نہین چاہتے۔ اور نہ ہی اس بات پر جہگڑا کرتے ہین کہ اس کو

(باقی اگلے صفحہ پر)

تمام سلطنت روم مین مذہبی آزادی کے قیام پر جو پریڈیڈنٹ کے دسترخوان پر دوسری رکابی تہی - کارا تھیوڈوری پاشا نے سلطان المعظم کا یہہ پیغام پڑہا جسکو مین یہان پورا درج کرتی ہون

"مذہبی آزادی کی تائید مین جب کبہی کوئی بیانات مختلف اوقات مین کانگرس کے سامنے پیش ہون - تو ہمارے سفراء کو یہہ بیان کرنیکا اختیار دیا جاتا ہے کہ باب عالی کا منشاء اسبارے مین یوروپ کے مطلوبہ مدعا کے عین مطابق ہے - اوسکی نہایت ہی مضبوط اور قدیمی مصلحتین - اوسکی دنیاوی پالیسی اور خود اوسکی رعایا کے خیالات اور خواہشین سب اسی انجام کیطرف مائل رہے ہین - کل سلطنت مین سلطان المعظم کی رعایا کے کروڑون آدمی مختلف متضاد مذاہب کے پیرو ہین - لیکن آجتک کسی شخصکو اپنے مذہبی احکام کی پابندی کرنیکے باعث ذرا بھی تکلیف نہین دیگئی "

کانگرس مین اس سلطانی مراسلہ کو پیش کرتے وقت کارا تھیوڈوری پاشا نے یہ توقع ظاہر کی کہ نئے عہدنامے کے اوس آرٹیکل مین جو مذہبی آزادی کے مسئلہ کے متعلق تحریر ہو اس امر کا ضرور اشارہ کر دیا جاویگا - کہ یہ اصول پہلے ہی سے میرے شہنشاہ کے تمام ممالک محروسہ مین رائج اور جاری ہے - اسکی یہہ خواہش پوری کیگئی - چنانچہ عہدنامہ کا باسٹھوان آرٹیکل (دفعہ) یون شروع ہوتا ہے "باب عالی نے مذہبی آزادی کے اصول کو برابر قایم رکہنے بلکہ حتی الامکان اوس کو اور زیادہ وسعت دینے کا منشا ظاہر کیا ہے - کانگرس بطیب خاطر اس امر کو ظاہر کرنے کی کل دردل عظام دل سے قدر کرتی ہین "

ایشیائی ممالک کے قبضہ کی بابت جن کا مسئلہ اب کانگرس مین پیش ہوا - روسی اور انگریزی سفیرون مین پہلے ہی سے خفیہ طور پر فیصلہ ہو چکا تہا - روسیون نے ارض روم - بایزید - اور وادی الوشرد کا دعوے تو چہوڑ دیا مگر قارص باطوم اور اردہان کے لینے پر مصر رہے - پرنس گارچکوف نے باطوم کے متعلق مندرجہ ذیل منشا ظاہر کیا - اس

بقیہ حاشیہ صفحہ (۵۲) - اون قرضون پر جن کی دوسری گورنمنٹون نے ضمانت دی ہو - یا جن کی ضمانت مین عثمانیہ گورنمنٹ کے محاصل مکفول ہو چکے ہون فوقیت دیجاوے - انگریزی سفراء نے بیان کیا کہ وہ اس تاوان جنگ مین کوئی ایسا امر نہین پاتے کہ اوس کو اون قرضون پر جو اس سے پہلے کے ہین کسیطرح فوقیت دیجاوے - ان بیانات سے واضح ہوتا ہے کہ ترکی قانوناً یا مذہباً قواعد کے اصول کے مطابق اوس کو ادا کرنے کی ذمہ وار نہین - اور نہ ہی وہ اوسکے ادا کرنے پر مجبور کی جاسکتی ہے - جبتک کہ وہ تمام قرضے جو تاریخ جنگ سے پہلے کے ہین - پورے ادا ہو جاوین - اگر روم کبہی کسی زمانہ مین ایسا خوشحال ہو جائے - کہ دیگر تمام قرضون سے سبکدوش ہو جاوے - تو اوس وقت نقد تاوان جنگ کا مطالبہ کرنا ناجایز نہ ہوگا - کیونکہ اسوقت مین یہ مطالبہ روم سے نہ بیجا جایز ہوگا - اور نہ ہی کوئی تکلیف دہ - یہ معاہدہ اصولاً توڑنا جایز نہین - مگر اسکی تعمیل حالات موجودہ پر عمد کرکے بہت دور دراز عرصہ تک ملتوی کردیگئی ہے "

کیطرف مین ناظرین کو خاصکر متوجہ کرتی ہون - کیونکہ اس سے اون کو روسی پالیسی کی کل نشیب و فراز اور اسکے وعدون کی ماہیت اچھی طرح سے معلوم ہو جاویگی - اوسنے کہا کہ مجھے بیان کرنیکی اجازت دیجئی ہے کہ ہیز امپیریل مجسٹی زار باطوم کو اپنے زیر حکومت لیکر اوسے ایک آزاد بندرگاہ قرار دیگا جس سے تمام تجارتی قومون کو عموماً اور برطانیہ اعظم کو خصوصاً جس کی تجارت مین نسبتاً بہت ہی زیادہ جہاز مصروف رہتے ہین - فوائد عظیمہ حاصل ہونگے ؛

لارڈ بیکنسفیلڈ نے اس اظہار کی نسبت یہ رائے دی کہ "یہ حیثیت امن خواہی یہ امر بڑا قابل وقعت ہے" اور لارڈ سالسبری نے تو یہ بھی کہدیا کہ "اگر باطوم کا قبضہ ایسی حالتون مین رکھا جاتا جس سے بحیرہ اسود کی آزادی مین خلل واقع ہو سکتا تو انگلستان یوروپین طاقتون کے ساتھ یہ معاہدہ ہرگز نہ کرتا - کہ وہ اپنے آپ کو (یعنے اپنے جنگی بیڑہ جہازات کو) اس بحیرے مین داخل ہونیسے باز رکھیگا - لیکن چونکہ باطوم ایک آزاد اور تجارتی بندرگاہ قرار دیا گیا ہے - اس لیئے انگریزی گورنمنٹ اپنے سابقہ معاہدون کو جنسے کہ وہ اب کانگرس کے فیصلون سے ترمیم ہو گئے ہین - از سر نو قایم و تجدید کرنیسے انکار نکریگی" ؛

اب اس وقت باطوم ایک نہایت ہی مضبوطی سے قلعبند جنگی مقام ہے (دیکھا یہ روس کے وعدے - مترجم) -

کانگرس کی اخیری نشستون مین پرنس گارچکوف اور کونٹ شووالاف کی اون تجاویز پر بحث ہوتی رہی (جن کا مطلب یہ تھا) کہ عہدنامہ مین ایک خاص آرٹیکل درج کیا جاوے - جس سے کل دول عظام ان کل شرائط کی تکمیل کی نگرانی پر مجبور کیجاوین - اور اون کو اختیار دیا جاوے کہ عند الضرورت ان شرائط کی کماحقہ تعمیل کرائی جانے کیلیئے مناسب وسایل سوچین - مگر کوئی طاقت بھی اس مداومی مداخلت کی پالیسی کو قبول کرنے کیطرف مایل نہ تھی - کارا تھیوڈوری پاشا نے یہ بیان کرکے کہ بابعالی ان تمام شرائط کو پورا کرنے کا اپنے آپ کو ویسا ہی ذمہ دار سمجھتا ہے - جیسا کہ عہدنامہ پر دستخط کرنے والی باقی سلطنتین ہین - اس تجویز کی سخت مخالفت کی - ایم ویڈنگٹن نے قابل یادداشت الفاظ مین جن سے حالات کی حالت بڑی خوبی اور اختصار سے واضح ہوتی ہے - اوسکی تائید کی اور کہا "اس تجویز سے جواب کانگرس مین پیش ہے - عثمانی گورنمنٹ پر ایک دائمی دباو رکھتا پایا جاتا ہے جس کے ذریعہ سے بابعالی کے کل فعلون مین متواتر جایز مداخلتون کے لیئے کافی بہانون کا موقع مسلیگا - ترکی گورنمنٹ کا خود اپنا فایدہ ہے - کہ وہ کانگرس کے تمام فیصلون کی پوری طرح سے تعمیل کرے - اس لیئے ترکی کے صاف بیان کردہ ارادون پر شبہ کرنیسے پہلے دول عظام کو اوس وقت تک انتظار کرنا چاہیئے جب تک کہ وہ اسکو انکی تعمیل کرنیسے پہلوتہی نہ کرتے دیکھین - کیونکہ یہ گمان کرنیکا اون کو کوئی حق نہین

کہ عثمانی گورنمنٹ اون شرائط پر جنہیں وہ منظور کر چکی ہے۔ عمل کرنا نہیں چاہتی۔ یا اون کے پورا کرانے کی استعداد نہیں رکھتی،،۔

یہ معلوم کرنا ناممکن ہے کہ آیا سفرا نے روس کی تجاویز کو نامناسب سمجھا۔ یا اونہوں نے اپنی اپنی گورنمنٹوں کو ایسے امر کا ذمہ دار گردانا پسند نہ کیا۔ جس میں تکلیفیں بہت اور فایدہ کچھہ نہ ہو۔ تاہم یہہ تجاویز باتفاق رائے رد کیگئیں۔ اور ۱۳ جولائی کو سفرا نے ایک دوسرے سے آخری ملاقات کر کے اپنی اپنی راہ لی۔ پرنس گورچاکوف اپنے ساتہی کو سلطان کی لینے اور زیادہ مشکلات پیدا کرنے کی تجاویز سوچنے کیلیے سینٹ پیٹرزبرگ کو سدہارا۔ ترکی سفرا قسطنطنیہ کو واپس گئے۔ کہ وہان صلاح اور انتظام کی کونسلون میں مدد دین۔ اور لارڈ بیکنسفیلڈ اور لارڈ سالسبری لنڈن کو چلتے بنے۔ جہان صلح اور باعزت صلح قایم کرنے کے باعث اونکی بہت بڑی آؤبہگت اور خوش آمدید ہونے کو تہی۔ سلطان عبد العزیز و مراد کی عزل کے اسباب و واقعات متعلقہ جنگ سرویا جنگ روم و روس و برلن کانگرس کے مفصل حالات کیلیے دیکہو تاریخ خاندان عثمانیہ مفوضہ مظالم آرمینیا۔ محاربات پلیونا۔ محاربات تہسلی۔

فصل (۳) سوم

اصلاح۔

جونہی ملک کے سر سے یہ جان فرسا مخمصہ دور ہوا سلطان عبد الحمید اون صوبون مین جو اوس کے پاس باقی رہ گئے تہے۔ امن و امان قایم کرنے اور اون سلسلۂ صلاحات کو جنہیں عمل مین لانیکا اوس نے تخت نشین ہوتے ہی ارادہ کر لیا تہا شروع کرنے مین مشغول ہو گئے۔

روپیہ ملک کا بحالت صلح پشت و پناہ اور بوقت جنگ اوس کا دست و بازو ہے اس لیے سب سے پہلے سلطان سلطنت کی مالی حالت کیطرف متوجہ ہوئے۔ اوس وقت سے لیکر جب کہ نیکر[1] نے انقلاب یافتہ فرانس (جبکہ فرانس نے

[1] جیکوبس نیکر۔ فرانس کا وزیر ایک آرتھن خاندان کی نسل سے تہا۔ وہ اوایل عمر مین روزگار کی تلاش مین پیرس گیا اور ایک بینک مین نوکر ہو گیا جس کا وہ رفتہ رفتہ حصہ دار بن گیا اوس نے تیرہ سال مین ٹہیکون اور اجارون سے بے انتہا دولت جمع کی۔ اور مالی معاملات مین مشہور آفاق ہو گیا ... اثنا مین وہ کاروبار سے (باقی اگلے صفحہ پر)

بغاوت کرکے بادشاہ کو قتل کر دیا۔ اور سلطنت جمہوری قایم کرلی تہی۔ جسنے ۱۷۸۹ء مین مترجم) کے خزانہ کو اپنے
ہاتھ مین لیا تہا۔ آجتک کسی انسانی فنانشیر (محاسب دیوان مال) کو ایسی بے انتہا دریا یوس مالی حالت سے
سابقہ نہین پڑا تہا۔ برسون سے روم مالی دیوالیہ پن کی اس سطح مائل سے برابر پھسل رہا تہا جسپر اوس نے
اپنا پہلا منحوس قدم جنگ کریمیا[۱] کے وقت رکہا تہا۔ ۱۸۵۴ء سے لیکر سلطان عبد العزیز کی معزولی سے چند برس
پیشتر ٹرکی نے وقتاً فوقتاً اس قدر بہاری رقمین ممالک غیر کی تبادلہ گاہون اور کوٹہیون سے قرض لین
کہ سلطان عبد الحمید کی تخت نشینی کے وقت اس کی نامنہاد تعداد بیس کروڑ پونڈ (فی پونڈ = ۱۶ روپیہ) سے
بہت بڑہ چکی تہی۔ مینے نامنہاد تعداد اس لیئے کہا ہے کہ کل رقم کے نصف سے زیادہ خزانہ عامرہ مین ہرگز داخل
نہین ہوا تہا۔ اور باقی پچاس فیصدی اون لائق۔ نامور دیانتدار فنانشیرون کے ہاتھون مین رہا جنہون
نے ان مختلف قرضون کو مہیا کیا تہا۔ مگر علاوہ ان بیرونی قرضون کے ایک بہت بڑی رقم غلطہ کے سوداگرون
اور ساہوکارون کی اوس جماعت سے قرض لیگئی تہی جس کا عثمانیہ بنک کے سرغنہ ہونے کی وجہ سے سلطنت
کے صیغہ مال مین بہت کچھ دخل رہا ہے۔ سلاطین سابقہ کا یہہ عام دستور ہو گیا تہا۔ کہ جب کبہی سود کی ایک
بہت بڑی رقم واجب الاداء ہو جاتی۔ تو اوس کو اور نیا قرضہ لیکر ادا کر دیتے۔ مگر یہہ طریق جو ہر زد و زیان

[۱] جنگ کریمیا سے پہلے روم مین قومی قرضہ کا نام تک بہی نہ تہا۔ یہ بلا صرف سلطان عبد المجید کے مہربان مددگارون انگلستان
اور فرانس کی مہربانی سے روم پر نازل ہوئی۔ ۱۸۵۴ء مین ان دونون ملکون نے اول ہی اول سلطان عبد المجید کو فوجی
تیاریون کیلیئے قرضہ دیکر اس زہر کی چاٹ ڈالی۔ یہ رقم اس قلیل عرصہ مینے سلطان عبد الحمید کی تخت نشینی کے وقت تک
بڑہتی بڑہتی دو ارب تک پہونچ گئی۔

(بقیہ صفحہ ۵۵) الگ ہو کر جنیوا (واقع سوئیزرلینڈ) مین رہائش پذیر ہوا۔ جہان کی کونسل کا وہ ممبر ہوگیا۔ اور کونسل کیطرف
سے پیرس مین سفیر مقرر رہا۔ جہان اوس نے بڑے بڑے عہدے حاصل کیئے ۱۷۶۵ء مین وہ فرنچ ایسٹ انڈیا کمپنی کا مہتمم
مقرر ہوا ۱۷۷۵ء مین شاہی خزانہ کا ڈایرکٹر بنا اور ۱۷۷۶ء مین فرانس کے کل صیغہ ہائے مال کا ڈایرکٹر جنرل
مقرر ہوا۔ فرانس اوس وقت سخت مالی مشکلات مین گرفتار تہا۔ لیکن اوسنے روپیہ پیسے کے معاملات مین اتنی
ناموری حاصل کی ہوئی تہی۔ کہ تہوڑی سی مدت مین بے تعداد قرضون کا انتظام کر لیا۔ اور سلطنت کو سنبہال لیا۔
آخرکار پروٹسٹنٹ مذہب رکہنے کے باعث اوسے عہدہ سے الگ ہونا پڑا۔ بادشاہ فرانس لوئس شانزدہم نے
اوسے دوبارہ بلاکر وزیر صیغہ مال مقرر کیا۔ لیکن وہ چند ماہ رہ کر پہر اپنی مسکن کاپیٹا واقع جنیوا مین چلا گیا۔
اوسنے مختلف مضامین پر بہت سی کتابین اور فرانس کی مالگذاری اور مداخل پر تین جلدین تحریر کین۔ بمقام جنیوا
۱۷۳۲ء مین پیدا ہوا۔ اور سوئیزرلینڈ مین ۱۸۰۴ء مین مر گیا۔

اور ہر قوم کے معاملات مین بڑا آسان اور خوش آیند معلوم ہوتا ہے۔ بہت مدت تک نہین چل سکتا اگر سلطان عبد الحمید اپنے متقدمین کے اس آسانی بخش دستور پر چلنا بھی چاہتا (جو امر وہ ہرگز نہ کرتا) تو اوس کو معلوم ہو جاتا۔ کہ یہ امر اب ناممکن ہو گیا ہے۔ کیونکہ سودی اقرار ناموں کے نہ ادا ہونے کی باعث ٹرکی کا کریڈٹ (مالی اعتبار) ممالک غیر اور خود اپنے ملک دونون جگہون مین بالکل زائل ہو گیا تہا۔ اس لیئے سرمایہ دارون سے کسی مدد کی توقع نہو سکتی تہی۔ اوسکی اپنی ملکی آمدنی کا بہت بڑا منبع ہی (یعنے خراج دہ ممالک) ایک بڑی حد تک خشک ہو گیا تہا کیونکہ اس لڑائی سے بدنظمی اور بدنسقی ایسی خطرناک حالت پر پہونچگئی تہی۔ کہ محاصل کا وصول کرنا بڑا مشکل ہو گیا تہا۔ اور اگر وصول ہو گئے ہون تو مقامی تحصیلدارون سے اوسے وصول کرنا اور بھی زیادہ مشکل تہا۔ پس جب کہ بیرونی قرضخواہ بجاری شرح سود اور کمیشن کے بہانون سے خزانہ ٹرکی کو لوٹ رہے تہے۔ اور منتظمان صوبجات میں علانیہ تغلبات اور خیانت ہی۔ تو اس صورت مین یہہ کوئی تعجب کی بات نہین کہ کیون روم روز بروز قرضہ کی گہری دلدل مین دہنستا گیا۔

غالباً سب سے پہلا کام جو سلطان نے خاتمۂ صلح پر کیا تہا۔ کہ اوس نے سلطنت کی مالی صیغون مین پوری پوری باضابطہ تحقیقات کیئے جانیکا حکم دیا۔ ان تحقیقات کا ایک نتیجہ یہ ہوا۔ کہ کل بیرونی قرضخواہون کے وکلاء کی ایک کونسل قسطنطنیہ مین ترکی گورنمنٹ کے ساتھ اس بیرونی قرضہ پر بحث مباحثہ کرنے کو طلب ہوئی۔ اس کونسل کے تمام ممبر تجارتی اور مالی دنیا کے مردان آزمودہ کار تہے۔ انگریز اور ڈچ قرضخواہون کا وکیل آنریبل بورک ایک لایق کنسرویٹو مدبر تہا۔ (اب انکا نام لارڈ کونیمارا ہے۔ وہ گورنر مدراس رہ چکے ہین)۔ ایم والفری فرانسیسی صیغہ خارجیہ کا ایک افسر فرانس کیطرف سے وکیل تہا۔ آسٹریا۔ جرمنی واٹلی نے بہی بڑے بڑے لایق اور نامور وکلاء روانہ کیئے۔ ان صاحبون نے معیت سلطانی وزراء کے جونہ مال کانفرنس قایم کی۔ اور طول طویل مباحثون کے بعد چند خاص تجاویز پر متفق ہوئے۔ کہ یہ اعلیحضرت سلطان المعظم کی خدمت مین پیش کیجاوین۔ جب یہ تجویزین عام معلوم ہو گیئن۔ تو (بقول اخبارات) یہ ظاہر ہو گیا۔ کہ مختلف قرضون کے اجراء کے وقتون کے متعلقہ حالات پر کہنے پر کمشنرون کی دیانتداری اور نصفت پسندی نے گوارا نہ کیا۔ کہ وہ کل نام نہاد قرضے کی وصولی کا مطالبہ کرین۔ اور اونہون نے بالاتفاق اس رقم کو گہٹا کر ۲۰۵ ۱/۲ کرو

ﻋﮧ شہزادی صاحبہ نے یا پرنٹر نے اعداد غلط لکہی ہین۔ دراصل ۷، ۵۸۲، ۲۲، ۹۲ پونڈ ہین۔ کمی ۴ ۱/۲ کروڑ کی نہیں۔ تعریباً ۱ کروڑ پونڈ کی یعنے اصل مین ۱۰۱ ۴۴ فیصدی کی تخفیف کیگئی تہی۔ اس کے متعلق اس کتاب کی ضمیمہ ٹرکی کی موجودہ حالت اور کتاب واقعات روم مین مفصل تذکرہ کیا گیا ہے +

پونڈ مقرر کیا۔ مگر اس قدر رقم (۱۴ کروڑ پونڈ) کے کلفت دور کر دینے پر اونہون نے اس بات پر زور دیا کہ اقتصام قرضہ کا بواسطہ محاصل یعنے محاصل نمک تنباکو۔ اسٹامپ۔ شراب۔ ماہی گیری وریشم کی مدات آمدنی جو سب سے زیادہ فایدہ مند اور سب ہی سے زیادہ خرچ والی ہین۔ بالکل انکے لیے مخصوص کر دیجائین ساتھہی اونہون نے خراج بلگیریا اور سائپرس و مشرقی رومیلیا کی آمدنیون۔ ایرانی تنباکو کے محصول کا حصہ اور مداخل کی اوس زیادتی کا جو چنگی کے نئے محصولون اور نئے لائسینسون کے عطا کرنے سے یا پرانی پیشہ کی فیسون سے حاصل ہو۔ دعوے کیا۔ وزیر اونہون نے اون رقوم کے لینے کی جو سرویا جبل اسود بلغاریا و یونان سے قرضہ انکی کے متعلق وصول ہون اثر چاہی۔ اونہون نے قسطنطنیہ مین قرضخواہون کے ڈیلیگیٹون کی ایک کونسل منتظمہ کے مقرر ہونے کی درخواست کی جسکو وصولی کا پورا اختیار ہو اور جسکو

سلطنت عثمانیہ کے بیرونی قرضون کی تعداد و شرح سود اور اصل رقم وصول شدہ معہ سنہ اجراء کا نقشہ ذیل ہے۔

سنہ اجراء	نام نہاد تعداد قرضہ	شرح فیصدی	وصول فیصدی	سنہ اجراء	نام نہاد تعداد قرضہ	شرح فیصدی	وصول فیصدی
۱۸۵۴ء	۳۰۰۰۰۰۰ پونڈ	۶	۸۰	۱۸۵۵ء	۵۰۰۰۰۰۰ پونڈ	۴	۱۰۲ ½
۱۸۵۸ء	۵۰۰۰۰۰۰ پونڈ	۶	۸۵	۱۸۶۰ء	۲۰۷۰۰۰۰ پونڈ	۶	۶۲ ½
۱۸۶۲ء	۸۰۰۰۰۰۰ پونڈ	۶	۶۸	۱۸۶۳ء	۸۰۰۰۰۰۰ پونڈ	۶	۷۱
۱۸۶۵ء	۳۶۳۶۳۶۳۶	۵	۳۰ ½	۱۸۶۵ء	۶۰۰۰۰۰۰ پونڈ	۶	۶۵ ½
۱۸۶۵ء	۶۰۰۰۰۰۰ پونڈ	۶	۶۳	۱۸۶۹ء	۲۲۲۲۲۲۲۰ پونڈ	۶	۶۰ ½
۱۸۷۱ء	۵۷۰۰۰۰۰ پونڈ	۶	۷۳	۱۸۷۲ء	۱۱۱۲۶۲۰۰ پونڈ	۹	۹۲ ½
۱۸۷۳ء	۲۸۰۰۰۰۰۰ پونڈ	۶	۵۰ ½	۱۸۷۴ء	۴۰۰۰۰۰۰۰ پونڈ	۵	۴۳ ½

میزان کل ۱۸۲۹۸۱۷۸۳ پونڈ۔

یعنے ۱۸۷۴ء تک نام نہاد تعداد قرضہ بیرونی ۱۸ کروڑ ۲۹ لاکھ ۸۱ ہزار ۷ سو ۸۳ پونڈ تھی۔ جو ۱۸۷۴ء تک بیس کروڑ پونڈ تک پہونچ گئی

ناظرین کو جدول مندرجہ بالا سے تعداد وصول شدہ بھی معلوم ہو گئی ہوگی۔ اسکے علاوہ دس کروڑ پونڈ سے زیادہ اندرونی قرضہ تھا سلطان عبد الحمید کے تخت نشین ہوتے ہی روس سے جنگ چھڑ گئی جس مین ۱۲ کروڑ پونڈ سے زیادہ خرچ ہوا اور اعتبار کا یہ حال تھا کہ اب ایک کوڑی تک قرضہ ملنا محال تھا یہین سے خیال کر لیجئے کہ ۱۸۷۷ء مین ترکی دستاویزات کی قیمت ۲ فی سدی بھی نہ رہی مگر آفرین ہے شہنشاہ بیدار مغز پر جس نے صرف اور زیادہ قرض لینا ہی ترک نہین کر دیا بلکہ۔ بالقسط پہلا بھی ادا کر رہا ہے۔ بہت اون جنگ اونچ بنگ کے شامل ہو رہا ہے ایک ہیبت ناک حد تک پہونچ گیا ہوا تھا۔ (باقی اگلے دوسرے صفحہ پر)

تمام پراونشل (مفصلاتی) اور سنٹرل (صدر محکمے) عہدون پر جو عثمانیہ قرضہ قومی کیخدمات کی بجاآوری کے لیئے وضع ہون پوری دسترس ہو۔ انکی یہ کل درخواستین سلطان المعظم نے قبول فرمالین۔ اور بروئے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۸)۔ اور باوجودیکہ ملک کے کئی زرخیز صوبے اوسکی حکومت سے نکل گئے۔ آمدنی کم ہوگئی خرچ ویسا ہی رہا۔ بلکہ اور زیادہ بڑھ گیا۔ اب اس وقت روم کا اعتبار بہت عمدہ حالت مین ہے۔ اور ترکی وثیقہ جات کی قیمت ۸۰ فیصدی تک پہونچ گئی ہے۔ اعلیحضرت سلطان المعظم نے اس حسن وخوبی سے اپنے ملک کی مالی حالت کو سنوارا ہے کہ مداخل اور مخارج مساوی کر دیئے ہین۔ فوج اور ملازمین کے مشاہرے باقاعدہ ماہوار تقسیم ہوتے ہین۔ بیرونی اور اندرونی قرضے کا صرف سود ہی نہین بلکہ اصل بھی ادا کیا جاتا ہے۔ فوجی اور بحری طاقتون مین وزراعت ترقی ہورہی ہے۔ اور دم مالی حیثیت سے اگرچہ ایسا بہت دولتمند تو ابھی نہین ہوا۔ مگر دیوالیہ پن کے حضیض ادبار سے نکلکر ایک خاصی فارغ البال حالت مین ہوگیا ہے۔ چنانچہ تہذیب مطبوعہ یکم اگست ۱۹۰۱ء مین دولت عثمانیہ کی مالی حالت پر جو مضمون شائع ہوا مین اوسکو یہان بجنسہ نقل کرتا ہون :۔

"جس چیز نے دول یورپ کی نظر مین ترکون کو ضعیف اور مریض ثابت کیا۔ دراصل وہ انکی مالی حالت ہی تھی۔ گو تھوڑے زمانہ سے اب ترقی کا مدار صرف ریاست کی خزانہ کی مضبوطی پر ہے لیکن اب تسلیم کر لیا گیا ہے کہ ترکون نے اپنی مالی حالت کو نہایت عمدگی اور شائستگی سے سنبھال لیا ہے۔ پریذیڈنٹ ہرلٹ نے عثمانیہ سلطانی بینک کے اٹھائیسوین سالانہ جلسہ کی رپورٹ شایع کی ہے۔ اس رپورٹ کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ دولت عثمانیہ کا مالی اعتبار بہت بڑھ گیا ہے اور ترقی کر گیا ہے اس قدر اس سے پہلے کبھی نہ تھا۔ یہ خبر مشہور ہوئی ہے کہ دولت عثمانیہ اپنے مالی اصول مین کسی قسم کا تغیر و تبدل کرنیوالی ہے۔ جسپر پریذیڈنٹ ہرلٹ تعجب کے ساتھ رائے دیتا ہے کہ پبلک قرض کیحالت یہی ہے کہ سلطنت اور نیز رعایا کو اوسپر کامل اعتبار ہے۔ دنیا بھر مین اب ترکی قومی قرض یعنے پرامیسری نوٹون کا بھاؤ فیصدی پانچ روپیہ ہے جو قریب قریب دیگر سلطنتون کا حال ہے۔ انگریزی پرامیسری نوٹون کا بھاؤ بھی اسی کے قریب آکر ملتا ہے۔ ہز امپیریل مجسٹی سلطان عبد الحمید خان جب تخت پر بیٹھے تھے اور سلطنت کی باگ اپنے ہاتھ مین لی تھی اوس وقت بڑی دقتون سے دس روپے سینکڑہ پر ترکی پرامیسری نوٹ روشناس ہوسکتے تھے اور اب اتنی ترقی ہوئی کہ پورے اعتماد اور اعتبار کے ساتھ زیادہ سے زیادہ پانچ روپیہ سینکڑہ کی کمی پر گورنمنٹ عثمانیہ کے نوٹ لیئے جاتے ہین۔ بمقابلہ اس کے جب کہ محتشم الیہ کی سلطنت شروع ہوئی تھی تب دس روپے سیکڑہ کی کمی بھی کافی نہین خیال کیجاتی تھی اسپر بھی بے اعتباری رہتی تھی سلطان نے گذشتہ چودہ برس کی حکومت مین اپنا اعتبار اور اپنی مالی ساکھ دونے سے بھی زیادہ بڑھالی ہے۔ اس کے برابر ترقی دنیا کی کوئی سلطنت اور قوم نہین دکھا سکتی۔ اسی بنا پر پریذیڈنٹ ہرلٹ لکھتا ہے۔ کہ جب ایسی عقل ترقی نمودار ہوئی تو پھر کسی جدید تغیر و تبدل کی کیا ضرورت ہے۔

مجھے رپورٹ مین پریذیڈنٹ نے اپنی اسپیچ مین صاف اقرار کر لیا ہے کہ دبینک کا اتنا کم قرض گورنمنٹ پر کبھی کسی سال مین نہ

ـــــ
[۱] اس وقت ۸۴ فیصدی ہے۔

فرمان سلطانی مورخہ ۲ دسمبر ۱۸۹۵ء و قوانین سلطنت مین شامل کیگئین۔ چنانچہ کمیشن نے اپنی رپورٹ مین جو سال اول کی کارگذاری کے اختتام پر لکھی اسمین اس فرمان کے کل جزو کل پر برابر عمل کیئے جانے کو تصدیق کیا۔

یہ کل بڑے تغیرات ۱۸۹۶ء مین عمل مین لائے گئے۔ اور کمیشن کے ممبرون کو ان تکالیف کی حقیقت کا ایک ذرا سا شمہ معلوم ہونا شروع ہوا۔ جو ایک اصلاح کنندہ اور نیک نیت دیانتدار فرمانروائے روم کو پیش آتی ہین۔

ان تکالیف کی چھوٹی سی مثال کیلیئے مین محاصل تمباکو کی کیفیت بیان کرتی ہون۔ یہ سلطنت کے اٹھارہ صوبون سے جو یورپ و ایشیا مین واقع ہین جمع کیا جاتا ہے۔ ہر ایک ضلع پر ایک اعلی ایجنٹ ہوتا تھا

بقیہ صفحہ ۵۹) تھا جتنا اس سال ہے۔ یون تعرض ہونیکو دنیا کی کوئی سلطنت نہین۔ جو اپنے بینک کی مقروض نہ ہو۔ اور قومی قرض کا قایم رہنا اصولا ترقی و بقائے سلطنت کا ایک جزو لازمی تسلیم کر لیا گیا ہے۔ دولت عثمانیہ کی حالت زیادہ نازک اس لیئے ہوگئی تھی۔ کہ اوس پر قرض اعتدال سے زیادہ بڑھ گیا تھا جس کی وجہ سے سلطنت کی حالت دیکھتے غیر ممکن خیال کیجاتی تھی سلطنت کے وعدون کا رعایا کو اعتبار نہین رہا تھا۔ اور بینک کا قرضہ روز بروز گورنمنٹ پر بڑھتا جاتا تھا لیکن سلطان عبدالحمید خان نے نہایت بیدار مغزی اور سرگرمی کے ساتھ اس جانب توجہ کی۔ اور اسی توجہ کا آج ہم یہ نتیجہ دیکھ رہے ہین کہ چودہ برس کے اندر سلطنت کی مالی حالت اس قدر سنبھل گئی۔ کہ اب اوس کے نوٹون کا بھاؤ دیگر دول یورپ کے برابر ہے۔ اور اوس کا اعتبار اس قدر ہو گیا کہ بلا عذر اور بے کھٹکے ہر شخص اپنا روپیہ گورنمنٹ عثمانیہ کو دے سکتا ہے"

مگر یہ کبھی خیال نکرنا کہ سلطنت روم بالکل نادار ہوگئی تھی اسمین کوئی شک نہین کہ نقد روپیہ اوس کے پاس کوئی نہین رہ گیا تھا۔ مگر جو جواہرات طلائی و نقرئی ظروف بیشمار اور بیبہا بے قیمت کے امیر المومنین کے خزانہ عامرہ مین موجود ہین کسی سلطنت کو اونکا عشر عشیر بھی نصیب نہین ہوا۔ چنانچہ تھوڑا ہی عرصہ ہوا ہے کہ جب شہنشاہ جرمن سلاسول مین اعلیحضرت امیر المومنین کی ملاقات کو گئے تو خلیفۃ المسلمین نے امپراطور اور شہنشاہ بیگم کو ۷ کروڑ روپے کے قیمتی تحایف عنایت فرمائے۔ جائے غور ہے کہ کتنا بڑا اندازہ خزانہ ہوگا۔ کہ اوس کا مالک بڑی فراخ حوصلگی سے صرف ایک ملاقاتی کو سات کروڑ کے تحائف عطا فرما سکتا ہے۔ ناظرین یہی دیا دلی اور تمول کی نظیر آپ کو ابتدائے آفرینش سے لیکر آجتک کوئی ملی ہے۔ ہرگز نہین۔ جواہر خانہ سلطانی مین اس آب و تاب و قیمت کے جواہرات اور مرصع اشیا موجود ہین کہ کوئی اور سلطنت دنیا مین اونکی نظیر بھی نہین رکھتی۔ خزانہ عامرہ سلطانی کا اونکے الماس دیکھے تو کوہ نور کا نام تک نہ لو۔ مسٹر لین پول اپنی تواریخ روم مین صفحہ ۲۰۵ لکھتا ہے کہ "سلطان کے خزانہ عامرہ کی سونے چاندی کی اشیا اور جواہرات کی چمک دمک دیکھ کر اور اون کی خالص قیمت اور وزن کا اندازہ کر کے ہر ایک شخص بالکل سکتہ کے عالم مین ہو جاتا ہے"۔

جس کے ماتحت دوسے بیکر تین سو تک افسران زیر دست ہوتے ہے۔ جو قسطنطنیہ سے بغیر کسی کافی تعلق یا لگاؤ رکہنے کے بطور خود اپنے منصبی فرائض ادا کرتے تہے۔ اور اکثر اوقات اون کو خاصکر ایشیاء کے کوچک مین ناجایز طریقہ سے مال کو اخفاء محصول کرکے لانے والے کاروانون کے ساتھ جو مقابلے کی نیت سے مسلح اور صف بند ہوکر آتے تہے۔ جنگ کرنی پڑتی تہی۔ یہ خیال باطل ہے کہ اجنبیون کی ایک کمیشن معاملات کی ایسی حالت سے رو براہ ہو سکتی۔ اگر اونکو سرکاری (مقامی) حکام سے علی مددنہ ملتی۔ یہ صرف سلطان اعظم کے براہ راست رعب اور ذاتی منشا ہی کیوجہ سے تہا کہ اونکو ایسی مدد ملے۔

آج تک اس کمیشن کو ۱۰ ½ لاکھ پونڈ وصول ہوچکے ہین۔ اور جب کہ کل سلطنت کی آمدنی اب صرف ۱ ۳/۴ کروڑ پونڈ رہ گئی ہے (علاوہ اون آمدنیون کے جو قومی قرضے کے ادا کرنے مین وقف ہین) تو روم کا نہایت متعصب مخالف بہی یہ تسلیم کریگا۔ کہ روم نے ان قرضون کے ادا کرنے مین جن کے ایک نصف سے اوس نے کوڑی بہر فایدہ نہین اوٹہایا۔ بہرحال خالص اور سچی کوششین کی ہین۔ چنانچہ اس رقم مین سے ۵۲۶۳۶۳ پونڈ غلطہ کے سنڈیکیٹ کے (جس کا اوپر ذکر آچکا ہے) قرضہ سود اور قدرے اصل رقم کی بیباقی مین ادا کیئے گئے ہین جس قرضہ کی کفالت مین یہی بلا واسطہ محاصل مستغرق ہین یہ قرضہ ۴۲ سال مین ادا ہو جاوے گا۔

یہ تو معلوم ہوگیا کہ سلطان نے اپنے قرضخواہون سے کیا سلوک کیا۔ اب ایک لمحہ کے لیئے یہ بہی دیکہیے کہ اوس کے مقروضون نے اپنی جگہ اوس کے ساتہ کیا برتاؤ کیا۔ اور دول عظام نے مالی معاملات مین اپنے پختہ وعدون اور اقرارون کو کیسا پورا کیا۔

عہدنامہ برلن کی نوین دفعہ کے مطابق بلگیریا کے سالانہ خراج کی رقم کا تعین کل دول شمولہ کانگریس نے کرنا تہا۔ اس آرٹیکل کا مضمون یہ ہے کہ نئے انتظام کے شروع ہوجانے سے ایکسال بعد ریاست کی اصلی آمدنی کا تخمینہ کرکے یہ رقم معین کیجاوے گی۔ اور چونکہ بلگیریا نے سلطنت کے قومی قرضے کی ایک جزادا کرنی ہے پس جس وقت سلطنتین خراج کی رقم معین کرینگی۔ اوس وقت وہ حالات پر غور کرکے یہ بہی فیصلہ کردینگی۔ کہ بلگیریا قومی قرضے کا اس قدر حصہ ادا کرے۔

اب تک باوجودیکہ اس دفعہ پر سفراے دول کو دستخط کیئے نو سال گذر گئے ہین۔ اوسکی تعمیل کرائی جانے کیلیے ایک ذراسی کوشش بہی نہین کیگئی۔ مگر ٹرکی گورنمنٹ ان سالون مین برابر بلگیریا کے خراج کے علاوہ اپنی چند باقیماندہ مدات آمدنی مین سے ہی ایک مد کی آمدنی (یعنے پیداوار تمباکو کا عشر) اپنے قرضخواہون کو دیتی رہی ہے۔ اس سے زیادہ اور کونسا ثبوت ہوسکتا ہے۔ کہ عہدنامہ برلن کی شرایط کیسی بدنیتی سے دستخط کنندگان

عہدنامہ نے لکہین۔ اور تمام کا ان سب کو پورا کرنے کا کیسا سچا منشا رہا۔ (یعنے بالکل نہ تہا)

ہر ایک مالی مطالبہ جو بالجبر پر تہا بڑے زور سے پورا کرایا گیا۔ اور مین کہتی ہون کہ ٹرکی خوشی سے ادا کیا گیا۔ مگر ٹرکی کے مطالبے بڑی سنجیدگی کے ساتہہ نظرانداز کیئے گئے۔ بلگیریا نے قومی قرضہ کے حصے کا ادا کرنیکی استطاعت کبہی انکار نہین کیا۔ کیونکہ اوس کو ایسا کرنیکے لیئے کبہی کہا ہی نہین گیا۔ دول عظام نے کسیوقت اتنی تکلیف بہی توگوارا نہین کی کہ اس رقم (حصۂ قومی قرضہ) کو معین کردینے سے اس مسئلے کو جہیڑ ہی دین حالانکہ سلطان کے وزرا کی ہر ایک تاکید اس بارے مین پس انداز کیگئی ہے (یہہ ہے یوروپ کی ایمانداری) مگر صرف یہی نہین تینتیسوین دفعہ مین درج ہے کہ "کیونکہ مانٹی نیگرو کو بروئے عہدنامہ زائد قطعات اراضی ملے ہین اوس کو عثمانی قومی قرضے کا بلحاظ حصّہ ادا کرنا ہوگا۔ سفرائے دول متمدنہ متعینہ قسطنطنیہ بمشورہ بابعالی اس رقم کو معین کرینگے"۔ اسیطرح چالیسوین دفعہ مین سرویا کو قومی قرضہ کے ایک حصے کے ادا کرنیکا ذمہ دار گردانا گیا۔ اور اگرچہ آخرالذکر ریاست کو حال ہی مین ایک غاصبانہ جنگ بلگیریا[1] کے ساتہہ کرنے کے لیئے سامان ملگیا۔ لیکن دونون ریاستون سے ایک حبہ بہی وصول ہوکر سلطانی خزانہ مین داخل نہین ہوا۔ میرے ناظرین جب کبہی انگریزی روزانہ اخبارون کو شرائط متعلقہ آرمینیا وغیرہ کے حرف بحرف نہایت سختی سے پورا کرائے جانیکے بارے مین غل غپاڑا کرتے دیکہین۔ تو مین درخواست کرتی ہون کہ وہ مندرجہ بالا امور پر بہی ایک نظر باطنی کرلیا کرین۔

ان تکالیف اور دقتون کے سادے اور سچے بیان سے جو سلطان کو صرف بالواسطہ خراج کے تصفیئے کو درست کرنے مین پیش آئین۔ ناظرین کو اس مشکل کی حقیقت ہی معلوم ہوجائے گی۔ جو سلطان کو شاہی حسابات مین آمدنی کے اکثر زرخیز وسائل کے معدوم ہوجانیکے باعث مداخل ومخارج کو برابر کرنے مین پیش آئی۔ یہ ایک ایسا کام تہا جس سے لائق سے لائق چانسلر آف اکسچیکر (سرکاری خزانہ کا صدرالصدور) بہی جو آج تک سینٹ سٹیفنس (انگریزی وزیر صیغہ مالی کی مدگاہ) کی چوکی پر بیٹہا ہو۔ چکرا جاتا۔ مگر اس کام سے عبد الحمید بالکل نہ جہجکا۔ ظاہراً سب سے پہلا کام خرچ کو ممکن الوقوع درجہ کمی تک اسطرح سے گہٹانا تہا۔ کہ اس کمی سے قومی محافظت اور انتظامی قوت مین خلل نہ پڑے۔ پہر اوس کے بعد دوسرا کام بدنظمی خیانت اور غبن کی اوس قدیمی باقاعدہ طرز کو جو برسون مین رفتہ رفتہ سخت خطرناک حد تک بڑہ گیا تہا بہت جلد روکدینا تہا۔ ان دونون امورون کو سرانجام دینے کیلیئے ایک تو لائق اور دیانتدار آدمیون کی ضرورت تہی۔ کیونکہ مسئلہ ایسا تہا

[1] سرویا نے ۱۸۸۵ء مین خواہ مخواہ بلگیریا پر چڑہائی کردی تہی۔ مگر پرنس الکزنڈر بیٹن برگ والی بلغاریہ نے شاہ میلان والی سرویا کی افواج کو بےدرپے ہزیمتین دیکر اپنے ملک سے نکالدیا تہا۔

کہ صرف فرمان جاری کر دینے سے رو باصلاح ہو سکتا۔ اور دوسرے امن و صلح کے ایک دراز زمانہ کی احتیاج تھی جس مین وہ باطمینان کام کر سکین۔ کیونکہ صوبون کی ابتریان اور بدنظمیان مہینون مین دور نہین ہو سکتین مگر سفر ایسے کے برلن کانگرس کو ختم کر کے چلے جانے سے لیکر تا ایندم شکل سے کوئی ہفتہ ایسا گزرتا ہے جس مین گورنمنٹ کی توجہ اصلاحون کے کام سے ہٹائی نہ جاتی ہو اس کا باعث وہ بنا وٹین ہین جو نخواہ دار ایجنٹ بہکانے والے گماشتون اور جاسوسون کی کارستانیون سے فی الحقیقت واقع ہوتی ہین یا فرضی اور بے بنیاد بناوٹون کی جھوٹی افواہین ہین جن کو ممالک غیر کے مفتن اور بیخبر قونسل مشتہر کرتے ہین تاہم باوجود ان سب مصائب و سخت مزاحمتون کے ... ایک قدم ... کے اصلاح کا کام بڑی مستعدی اور تیزی سے چلتا رہتا ہے۔ اور مین اس جگہ یہ بیان کرنے کو تیار ہون جسے مین آگے چلکر ثابت بھی کر دون کی کہ یورپ کے کسی دوسرے ملک نے اس ہر ایک بیس برس مین جو شائستگی اور تہذیب کی رکن سمجھی جاتی ہے۔ ایسی جلد اور اتنی ترقی نہین کی جتنی کہ سلطنت عظمیٰ عثمانیہ نے اعلیٰحضرت سلطان عبد الحمید خان کے مضبوط مستقل اور راہنما دست مبارک کی طفیل کی ہے۔

اب تک مین موجودہ تاریخ روم کے واقعات کو تاریخوار بیان کرتی آئی ہون۔ اب مین ان عام امور کو بیان کرتی ہون جن کو سلطان المعظم نے شروع کیا۔ اور ان کے وزراء نے ان کے بارہ سال حکم احکام لیکر ان کو مکمل کیا۔ مین اس طرح پڑھنے والے کو گڑبڑ کر دینے والا خیال کر کے چھوڑ دیتی ہون اور ہر ایک اصلاح کا بیان فرداً فرداً بالکل مکمل طور پر الگ تحریر کرتی ہون

سب سے پہلے مین ان چند غلط فہمیون کی تردید کرتی ہون جو ایشیاء کوچک[1] کے مسلمان اور عیسائی رعایا

---

[1] جس قدر آزادی غیر مذہب کی رعایا کو سلاطین عثمانیہ کے زیر سایہ حاصل رہی ہے۔ آجتک نہ کسی اور سلطنت مین نصیب ہوئی اور نہ ہوگی۔ اس کے ثبوت مین چند عیسائی مصنفون اہل یورپ کی رائے کو مختصراً قلم بند کرتا ہون۔ یہان تک تو ہمنے سلطنت ٹرکی کی صرف ہمعصر آئین و قوانین بیان کیے ہین۔ جو مسلمانون کے متعلق ہین لیکن علم التاریخ کے وہ حصے جو عیسائی رعایا کے بارے مین ہین تحریر کرتے ہین قرآن مشرکین پر جنگ کرنیکا حکم کرتا ہے۔ مگر ساتھ ہی اون اہل کتاب کی جو جزیہ دینا قبول کرین حفاظت کرنے کی سخت تاکید کرتا ہے (جزیہ کے بارے مین مولوی شبلی صاحب نعمانی کا رسالہ ملاحظہ کرو جس مین صاف طور پر واضح کیا گیا ہے۔ کہ عیسائیون پر ٹیکس بہ نسبت ان ٹیکسون کے جو مسلمانون کو ادا کرنی پڑتی ہین بہت ہلکی اور کم خرچ ہوتی ہے۔ اس علاوہ تفصیل ان دیگر ٹیکسون کے مسلمانون پر فوجی خدمت بھی لازمی ہوتی ہے۔ مترجم ترکی تاریخون۔ ایک سطیح سر کیمپ اسٹنٹ کرو۔ (باقی دوسرے صفحہ پر)۔

کی حالت نسبتی کے بارے مین عام مشہور ہو رہی ہین سب لوگون کے دلون مین یہ خیال پختگی سے جما ہوا ہے کہ گو یورپ مین ٹرکی مین عیسائی اپنی حفاظت آپ کرنے کو بیٹے کافی مضبوط ہین مگر ایشیا مین آبادی کا بہت تھوڑا حصہ

بقیہ حاشیہ صفحہ ٦۳) مفتی سے ایک دفعہ استفتا کیا گیا کہ اگر گیارہ مسلمان ایک عیسائی کو جو بادشاہ کی رعایا ہو اور خراج ادا کرتا ہو ناحق جان سے مار دین۔ تو ان کے بارے مین کیا حکم ہے۔ اوس نے جواب دیا کہ اگر ایک ہزار مسلمان بھی ایسا کرین تو ان سب کو پھانسی دو۔ عیسائی رعایا کا جان و مال و جائداد ہر طرح سے محفوظ ہے۔ اور انکو اپنے مذہب کے احکام کی بجا آوری مین پوری آزادی ہے (از تاریخ روم مصنفہ کریسی صاحب صفحہ ۱۰٦)۔

۱۰ نومبر ۱۴۴۴ء کو سلطان مراد اور شاہ بوسینا و دیگر شاہان یورپ کے درمیان بمقام وارنا سخت لڑائی ہوئی جسمین بوسینیا کا بادشاہ مارا گیا۔ اور تقریباً کل افواج عیسائی تہ تیغ ہوئین۔ اس لڑائی سے پہلے سرویا کے بادشاہ جارج نیکودک نے شاہان یورپ کی افواج متفقہ کے نامور کمانڈر انچیف جان ہن یاڈ اس سے کہا کہ اگر تم کامیاب ہوگئے تو رعایا کے مذہب کے بارے مین کیا فیصلہ کروگے۔ اوس نے جواب دیا کہ مین جبراً کل رعایا کو رومن کیتھولک بناؤنگا۔ سلطان مراد سے بھی سوال کرنے پر جارج کو یہ جواب ملا کہ مین ہر ایک مسجد کے دوش بدوش ایک ایک گرجا تعمیر کرونگا کہ میری رعایا مین سے جو چاہے مسجد مین جاکر خدائے واحد کے حضور مین سجدہ گزارے۔ اور جو چاہے کلیسا مین جاکر صلیب کی پرستش کرے (از تاریخ کریسی صاحب صفحہ ۱۷۱)۔

یہ مہمانداری اور یہ سچی میزبانی اپنے اصلی جوہر اور شرافت مین ماسوائے روم کے اور کہین نہین پائی جاتی۔ عیسائی مسافر اور رعایا کے جان و مال کی خلوص دل سے حفاظت کیجاتی ہے۔ اور سلطانون نے سچی فیاضی اور علو حوصلگی سے بغرض تجارت کو ہر زمانے مین کمال آزادی اور بیحد سہولت بخشی ہے الخ (دیکھو تاریخ روم کریسی صاحب صفحہ ۲۰۰)۔ جان ڈیون پورٹ اپنی کتاب مظاہر الحق یا اپولوجی فار محمد اینڈ قرآن یعنے تائید المحمد والقرآن مین تحریر فرماتے ہین کہ دیانت داری راستبازی نصفت شعاری سوائے ترکون کے اور کسی قوم مین ویسی پائی نہین جاتی۔ اگر تمہاری کوئی چیز راستے مین گر پڑی ہو تو خواہ دو مہینے گذر جاوین۔ اوس کو کوئی نہ چھیڑے گا۔ اور جب واپس لوٹو تو تمکو اوسی جگہ پڑی ملیگی۔ دوسری جگہ تحریر فرماتے ہین کہ اگر تم کسی یہودی دوکاندار سے کوئی سودا خرید و۔ تو قیمت مطلوبہ سے چہارم پر تمکو ملجاویگی یعنے وہ دوکاندار پہلے اصل قیمت سے چوگنی طلب کریگا۔ اور اگر دوکاندار عیسائی ہے تو قیمت مطلوبہ سے نصف پر راضی ہو جاویگا یعنے وہ دگنا جھوٹھ بولیگا۔ لیکن اگر کسی ترک دوکاندار کے پاس جاؤ تو بلا عذر قیمت مطلوبہ ادا کردو کہ تمہاری قیمت مطلوبہ مین سے ایک پائی بھی کم کہنے پر وہ پھر تم سے بات کرنیکا بھی روادار نہ ہوگا اور خواہ ہزارون کا بیوپار ہو یا پیسون کا سودا۔ ایک پائی بھی اصل قیمت سے زیادہ طلب کرے گا۔ یہ ترکوں کی بے تعصبی اور نیک نیتی ہی کے باعث ہے کہ کل ممالک عثمانیہ مین عیسائیون کی اپنی زبانین۔ انکے تعلیمی مدرسے اور انکی مذہبی حکومتین (باقی اگلے صفحہ پر)

عبدالکریم پاشا
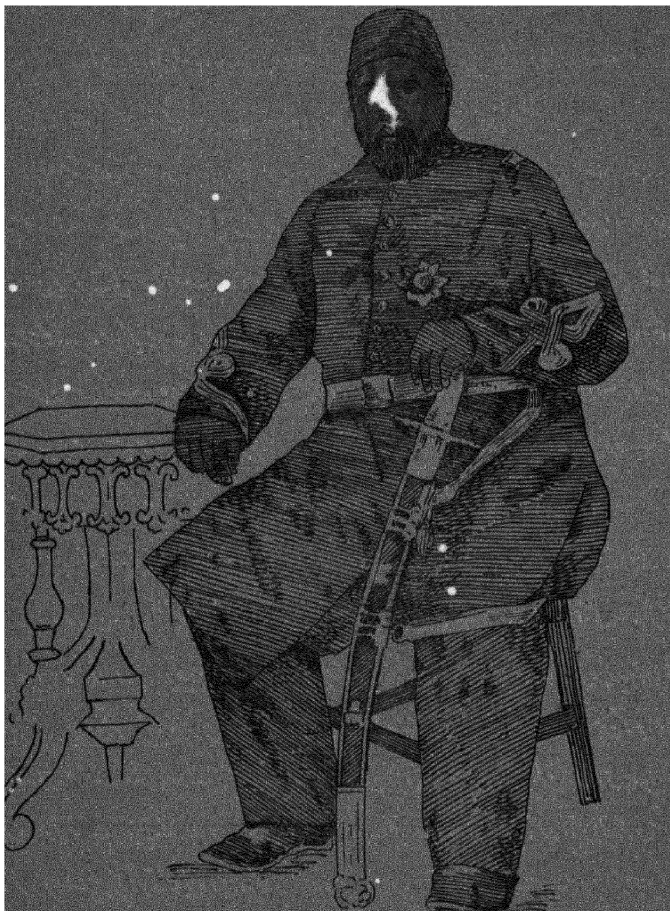
ہونے کے باعث مسلمان ظالم اون پر بڑے سخت تشدد کرتے ہین لیکن یہ امر واقعی ہے کہ ایشیا ر کوچک
مین اعلےٰ عہدون پر عیسائیون کی تعداد اوس سے بدرجہا زیادہ ہے۔ جو آیرلینڈ مین کیتھولک نسلسٹ
مجسٹریٹون کی ہے۔ اور ملکہ وکٹوریہ کی حکومت کی نسبت سلطان عبد الحمید کے علم کے نیچے مذہب کسی
شخص کی ترقی مین بہت کم مانع ہوتا ہے۔ ایشیائی روم مین اکثر صوبون کا انتظام عیسائی گورنرون کے سپرد
ہے۔ اور بلاشک تکالیف کا بہت سا حصہ صرف ان ہی عیسائی گورنرون کے تعصب اور مذہبی عداوت کے
باعث سرزد ہوتا ہے۔ ہمارا ایشیائی عیسائی برادر اپنے یوروپین بھائی کیطرح اپنے آقا حضرت مسیح کی
تعلیمات کا صرف وہی حصّہ مانتا ہے جو اوسکی اغراض و مقاصد کے موافق ہو۔ وہ حضرت مسیح کے اس مقولے
کو کہ "قیصر کو قیصر کا حق دو" بڑی جلدی سے جھٹلا دیتا ہے۔ اون شکایتون اور اپیلون کا جو وہ یوروپین عیسائی
اقوام کے پاس کرتے ہین۔ دو تہائی سے زیادہ حصّہ صرف اون خراجون اور محاصل کے ادا کرنے کے عذرات
پر مبنی ہوتا ہے جن کو ترک بنیز در اسی چون و چرا کے ادا کردیتے ہین۔ مین اقرار کرتی ہون کہ مین اپنی ہر ایک
بیان کو ساتھ ہی ثابت کرتی جاؤنگی۔ اس جگہ مین اپنے ناظرین کو دو چھوٹے سے واقعات کیطرف متوجہ
کرتی ہون۔ جن سے ہر ایک منصف مزاج مرد یا عورت کی دلمین اون جوش پیدا کردینے والی رپورٹون کے اثر سے جو
یوروپ مین روس سے ہوکر آتی ہین متضاد اثر پیدا ہوگا پچھلے سال ایسٹر (مسیح کے جی اوٹھنے کی یادگار دن)
کے تیوہار پر سیگیر عزیزین کیتھولک آرمینین کے پطر اعظم نے (وہ قوم جو پاشا کے گھوڑون کے سمون کی نیچے اتاری
ہوئی بیان کیجاتی ہے) ساکز اوغاج کے بڑے گرجے مین ہائی ماس (رومن کلیسیا کی عبادت اعلےٰ) کا جشن کیا
اس مین اوس ملت کی تمام سربرآوردہ اراکین شامل تہے۔ اوس وعظ مین جو جشن کے اختتام پر ہوا۔ پطر اعظم نے
اون بیشمار مذہبی رعایتون کو جو سلطان عادل نے ارمنی کیتھالکون کو عطا فرمائین بڑے زور شور سے بیان
کیا۔ اور کہا۔ کہ اعلیحضرت سلطان معظم کا تمام سامعین کو تہ دل سے ممنون احسان رہنا چاہیئے۔ اعلیحضرت کی درازی
عمر کی دعائین مانگی گئین۔ اور پطر اعظم نے یہ تین دفعہ باواز بلند پکار کر وعظ کو ختم کیا "ہمارا پیارا شہنشاہ عبد الحمید
مدت مدید تک جئے" چنانچہ اس اعتبار کا کچھ تہوڑا سا اندازہ جو آرمینیا کے عیسائی سلطان کی بے تعصبی پر رکہتے ہین
مندرجہ ذیل واقعہ کے بیان کرنے سے معلوم ہوجائیگا۔ پچھلے نومبر مین ارمنی قوم مین ایک تنازعہ برپا ہوگیا تہا جس
کی بناء کچھ تو مسئلہ وراثت اور کچھ مذہبی رعایتون کے سوال پر تہی۔ یہ ایک خاص خانگی معاملہ تہا گو آرمینون نے اسکو

بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۴) - اب تک قائم ہین۔ اگر ترک بہی روس یا دیگر اقوام کیطرح غیر مذاہب پر تشدد کرتے اور اون کو جبرًا
اپنے مذہب مین شامل کرلیتے یا اونکو جلاوطن کردیتے۔ تو بلگریا اور آرمینیا اور کریٹ وغیرہ کے عیسائی کاہیکو آج روس وغیرہ کے چھٹی پر بانے
سے فتنے اور شورشین برپا کرنے ✦

✦ انگریز پروٹسٹنٹ ہین اور آئرلینڈ مین اکثر رومن کیتھلک عیسائی آباد ہین مترجم

محکمہ مذاہب کے وزیر کے فیصلے پر چھوڑا۔ اور باب عالی نے امور متنازعہ فیہ پر انصاف کرنے کے واسطے فوراً ایک کمیشن مقرر کر دی۔

پچھلے سال بیروت کا پیر دنا ئیٹ بیگیر یوسف دبس روما کو گیا۔ وہان انہون پوپ لیو سیزدہم کی زیارت کی اس ملاقات مین انہون اون تمام بڑی مذہبی آزادیون کا ذکر کیا جو خلافت پناہ سلطان اعظم نے میرونا ئیٹ فرقے کے تمام پیرؤن کو عنایت فرما رکھی ہین اسنے واپسی کے وقت قسطنطنیہ مین سلطان کی قدمبوسی کی اور شرف ملازمت حاصل کرکے اوس جان نثاری اور دلی جوش کا اظہار کیا جس سے تمام میرونائیٹ ملت کے دل بھرے ہوئے ہین

لیکن اس قسم کی ترکی خبرین اپنے مالکون کے پاس وائہ کہ نامہ ہمارے خاص اپنے نامہ نگارون[۵۲۴] کی عادت ہی نہین۔ مگر ہان یہ سچ ہے کہ روس سے دوسرے مذاہب یاسو اسے مذہب زار جو یونانی کلیسیا کا پیرو ہے کے اعلے پیشوا ئون سے اسی قسم کے اظہار وفاداری بڑی جلدی سے قبول کر لیئے جاتے ہین اور مذہبی بے تعصبی کیلئے زار کی خواہش کی صداقت کو فوراً مان لیا جاتا ہے۔

امیر المومنین عبد الحمید سے پہلے سلاطین کی ایام حکومت مین ترکی سلطنت کی بعض حصون مین ہی ایک ابتری تھی[۵۲۵] اور اگرچہ معاش حاصل کرنیکا یہ عجیب الماہیت اور دلفریب ذریعہ صرف سلطان کے ممالک محروسہ ہی تک محدود نہیں بلکہ نجات یافتہ اطالیہ اور آزاد یونان بھی ان سے بالکل بچے ہوئے۔ تاہم ہمین کچھ شک نہین کہ ایشیائے کوچک مین یہ اوس حد تک پہونچ گیا ہوا تھا۔ جو مہذب دنیا کے دوسرے حصون مین ناپید ہے اُس جگہہ یہ بدعت ایسی درجہ کمال کو پہونچ گئی ہوئی تھی کہ ایک جاہل نامہ نگار کو فوراً اس نتیجے کے نکال لینے کے واسطے کافی بہانہ مل سکتا تھا کہ یہ قزاق یا تو مقامی مسلمان حکام کی ہماری تحریرتین وبیتی ہے بمافی الواقع اونکی ملازمت ہی مین ہوتی تھے۔ علیحضرت سلطان اعظم نے قزاقون کی کما حقہٗ انتظام کو بڑی مستعدی سے اپنے ہاتھون مین لیا جس سے دیار بکر کے کبوتر خانون (جھونپڑیون) مین عجیب ہم پھڑپھڑاہٹ اور کھلبلی مچ گئی۔ اور بہت سی دلچسپ اسد مین سے ایک یہ بھی امر ظاہر ہوگیا کہ نامی قزاق جو بڑے فتنہ انگیز اور امن مین زلزلہ ڈالنے والے ہیں۔ دراصل کاکینیا کے جلاوطنان

---

[۵۲۴] یورپ کے اخبارات کا قاعدہ ہے کہ وہ عموماً دنیا کے بڑے بڑے شہرون مین دوامی نامہ نگار مقرر رکھتے ہین اور اونکی مرسلہ خبرون اور مضامین کو درج اخبار کرتے وقت عنوان پر خط وحدانی مین یہ عبارت لکھدیتے ہین (ہمارے خاص انیز نامہ نگار کی طرف سے) شہر دیکھنا اس عبارت کو طمطراق سے لکھکر اپنے خاص نامہ نگارونکی ایمانداری اور دیانتداری کی قلعی کھول رہی ہے +

[۵۲۵] ملک روم مین اب ایسا امن ہے کہ سونا اچھالتے چلے جاؤ کوئی نہین پوچھتا۔ اور زمانہ گزشتہ مین بھی یہی حال تھا دیکھو مظاہر الحق مصنفہ ڈیلو پورٹ صاحب بہ قزاقی پچھلے دس بارہ سال میں جو اس قدر بڑھ گئی ہے۔ (باقی دوسرے صفحہ پر)

کی چہوٹی سی چیدہ فوج ہے جس کی تعداد ہزاروں تک ہی اور جس کو رحیم گورنمنٹ روس نے اس جگہ ڈبلید یا ہی
روس کے لایق منتظمون نے جب یہ دیکھا کہ وہ اس نہایت ہی سست قوم کو کام کرنے پر نہین اُکسا سکتے۔ اور نہ ہی اس
کثیر تعداد کو نہلسٹون کیطرح پہانسی دے سکتے ہین۔ تو اونہون نے اپنے کورٹ کرکٹ کو ہمسائے کی باغ مین
پہینک دینے کی قدیمی مکارپالیسی پر عمل کیا۔ ان جلاوطنون نے کردون کے ساتھ ملکر ایشیائے کوچک مین قزاقی
کا طوفان عظیم برپا کر رکہا تہا۔ ان مسلح آدمیون کے گروہ در گروہ اپنے اپنے افسرون کے زیر کمان سلطان
کی امن خواہ رعایا کے ساتھ عملی جنگ کرتے رہتے تہے اور جب قزاقی سے تہک کر با امن زندگی کے حظوظ
حاصل کرنا چاہتے تہے۔ تو رہبندارون کے گہرون مین خواہ وہ ارمنی ہون یا مسلمان کیونکہ یہ قزاق مذہبی
تعصبون سے بری اہین نفرو کش ہو جاتے تہے اور ان لوکون کو مہینون تک اپنی اور اپنے گہوڑون کے لیئے رسد و
سامان دینے پر مجبور کرتے تہے

معاملات کی ایسی حالت تہی جس کے معالجہ کیطرف سلطان نے اپنے آپ کو متوجہ کیا۔ یوروپین صلاح دینے
والون سے کسی عمدہ چارہ جوئی کا حاصل کرنا بیفایدہ تہا۔ بس انکا تو یہی مشورہ ہے کہ کل بے ایمان مسلمان گورنر
جو مدتون سے بیکس عیسائیون کو لوٹ رہے اور برباد کر رہے ہین یک قلم موقوف کر دیئے جائین۔ مگر اون کی
رعایا کی خوش قسمتی سے علیحضرت سلطان عبد الحمید کو تخت پر بیٹہے تہوڑا ہی عرصہ ہوا تہا۔ کہ اون کو وہ
حالات معلوم ہو گئے جو یوروپین طاقتون کے خیال مین بہی نہ آئے تہے۔ گو اون کے بڑے بڑے تنخواہ دار
قونسل انہین خبرین دیتے رہتے ہین۔ قزاقی کو دور کر دینے کے لیئے امیر المومنین کی تجاویز کی نسبت سلطنت کے کل عیسائی
اور ترکی اخبارات دونون نے اور ہر شخص نے جو واقعات سے اچہی طرح سے واقف ہو تسلیم کر لیا ہے۔ کہ اس مطلب
کو پورا کرنے کے لیئے یہ نہایت ہی مناسب و شایان ہیں۔ سلطان نے اس بات کو امکان سے کبہی انکار نہین
کیا۔ کہ لندن کے مجسٹریٹون اور ججون کیطرح روم کے مجسٹریٹ اور جج بہی شاید بعض اوقات ناجایز افعال کے
مرتکب ہوتے ہون۔ اور اسی لیئے پہلے ہی تمام والیون (گورنرون) اور متصرفون (کمشنرون) کے نام حکم جاری
کیا گیا۔ کہ وہ اپنی اپنی گورنمنٹون کی عدالتہائے ماتحت پر مسلسل اور سخت نگرانی رکہین۔ اور ذرا سی ناجایز حرکت کے
بہی معلوم ہو جانے پر وزیر صیغہ عدلت عامہ کے حضور مین رپورٹ کرین۔ اس حکم کی تعمیل سے اگرچہ ضرور ہی
بہت سی بے ایمانیون کا پردہ فاش ہو جاوے گا اور بہت سے بدچلن عہدے دار کیفر کردار کو پہونچین گے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۶) نہ صرف اون سرکشیا والون کی کرتوت تہی جس کو روسی گورنمنٹ ہر سال اسی غرض کے لیئے اپنی ملک سے
نکال کر ممالک عثمانیہ مین دہکیل دیا کرتی تہی۔ بلکہ اون عیسائیون کی ناہنجاریون سے سرزد ہوتی تہی جو عمداً ممالک عثمانیہ
مین کوئی نہ کوئی فساد کہڑا رکہنا چاہتے ہین +

تاہم اکثر تغیر پذیر اصلاحون پر عمل شروع ہو جانے پر ممالک غیر کے برانگیختہ کرنے والے ایجنٹون کی بھی بیشمار فایدے اور مالی منافعے رُک جاوینگے۔ کون نہین جانتا کہ ہمارے انگلستان کے ونغان بھی اپنے آنریری (بلاتنخواہ) بڑے بڑے عہدے دارون پر اِس قسم کی نگرانی کیئے جانے کو کیسے دل سے چاہتے ہین؟ بیشک بقول ایک مشرقی اخبار یعنے لیونٹ ہرلڈ مؤرخہ ۱۶ نومبر ۱۸۹۸ء کے بدچلن قاضیون کی تحقیر اور اونکے قربیون کی بیعزتی کا نظارہ بہت ہی بڑا اطمینان بخش ہوگا۔!

دوسری عملی اصلاح یہ ہوئی کہ ملکی پولیس اور جنگی پولیس ونہی اضلاع سے بھرتی کیجانی شروع کیگئی۔ جن کی اونہون نے حفاظت کرنی تہی۔ کیونکہ ایک جنگلی ملک کی پہاڑیوں اور گھاٹیون مین قزاقون کا گرفتار کرنیکا کام ہی کامیابی سے چل سکتا ہے جب کہ شکاری ملک کی نشیب و فراز سے اپنے شکار کیطرح واقف ہو۔ اسی لیئے قزاقی کے روکنے کیلیئے باقاعدہ فوج کی نسبت باشی بوزک (بیقاعدہ فوج) زیادہ کار آمد ثابت ہوئی ہے وہ اُسی ضلعے کی زبان بولتی ہے۔ اور اپنے دوستون اور رشتہ دارون مین ہونے کی وجہ سے ہر قسم کی خبرین باکر اون کمینگاہون مین جاپڑتی ہے جن مین وہ آدمی جو فاصلے سے آدین اچانک پھنس جاتے ہین۔ اِس موسم سرما مین قزاقون کی بیخکنی کا کام بڑی عمدگی سے جاری رہا ہے۔ اپنی پہاڑی بلندیون سے سردی کے مارے نکلکر وہ اون دیہات اور چھوٹے چھوٹے قصبون مین پناہ گزین ہونے پر مجبور ہوئے جن مین وہ اپنی بیکاری کے موسم مین مالکون کیطرح بسر کرنے کے عادی تہے۔ اور جونہی وہ ایک دفعہ وہان آئے زمینداروں نے جو ان ظالمون کے ہاتھون سے تنگ آچکے تہے۔ فوراً انکو عدالت کے حوالہ کر دیا۔ چند ماہ اور اسیطرح کام جاری رہنے پر جیسا کہ اِس[1] موسم سرما مین رہا ہے۔ ایشیائے کوچک یوروپین سیاحون کیلیئے ویسا ہی محفوظ ہو جائے گا جیسے کہ سکاٹ لینڈ کی مسطحات ہین۔ اور لطف یہ کہ اون سے بہت کم خرچ ہونگے۔

اب مین اس مسخرانہ انسٹی ٹیوشن (آئین دستور) یعنے قیام قونسلان ممالک غیر کے بارے مین کچھ کہنا مناسب سمجھتا ہون۔ قونصل بظاہر اِس واسطے مقرر کیئے جاتے ہین کہ وہ اپنے ممالک کی رعایا کی جن کی طرف سے کہ وہ مقرر ہون حفاظت کرین۔ مگر روم مین اکثر ایسا ہوتا ہے کہ وہ صرف ایسی مغضوبین کے ہمقوم وہموطن ہی نہین ہوتے۔ بلکہ اون کی زبان تک بھی نہین بول سکتے۔ ایک دفعہ مجھے کسی تجارتی معاملے پر کچھ معلوم کرنے کی ضرورت ہوئی۔ انگریزی قونسل سے دریافت کرنے پر مجھے یہ عجیب وغریب عجب نامعقول انگریزی جواب ملا ”کاش کہ مین انگریزی بول سکتا“ [illegible] could speak [illegible] مین یہ بیان کیئے دیتا ہون کہ اوسکی اس نا قابلیت کیوجہ سے مجھے بڑا نقصان اوٹھانا پڑا۔

ایک دن ایک جزیرے کے گورنر سے آثنا گفتگو مین ایک خاص یوروپین سلطنت کے قونسل کا ذکر آگیا

[1] یعنی ۱۸۹۸ء

اوس ذات اقدس اور اوسکی گورنمنٹ کا مین تمام نہین لیتی۔ ۰ اپنی بدچلنی کیوجہ سے بڑا مشہور ہو
رہا تھا۔ گورنر نے بیان کیا کہ یہ ایک ایسی ملک کیطرف سے قونسل ہے۔ جس مین یہہ آج تک کبھی نہین
گیا۔ اور نہ اوس ملک کی زبان کا ایک حرف تک بول سکتا ہے۔ اوس ملک کا صرف ایک ہی باشندہ
اس جزیرے مین رہتا ہے۔ جو بڑا شریف آدمی ہے۔ اور مجھے یقین ہے کہ اوس نے آج تک اپنے قونسل
سے گفتگو تک نہین کی ہوگی۔

مینے سوال کیا کہ اس قونسل کی گورنمنٹ اسکی نسبت کچھہ تو جانتی ہوگی؟ جواب ملا۔ ہرگز کچھہ نہین۔ وائس
قونسل کا عہدہ جو یہ شخص رکھتا ہے۔ اس عہدے کا قونسل جنرل کے اختیار مین ہے۔ اور جب قونسل یوں ہی بیاوت
یار عایتا کسیطرح مقرر کیا جاتا ہے۔ تو صرف باب عالی سے فرمان منظوری حاصل کرنا باقی رہ جاتا ہے۔ جو فقط
ایک ضابطہ کی بات ہے۔ پس فرمان کے حاصل ہوتے ہی وہ اپنے عہدے پر قایم ہوجاتا ہے۔ اور اپنے لوازم منصبی
برت سکتا ہے۔ مین نے کہا۔ جناب اس قونسل کی نسبت کچھہ ایسا اچھا خیال رکھتے نہین معلوم ہوتے۔ جواب ملا۔ کچھہ
ایسا بہت نہین۔ مین جانتا ہون اس کا گھر قزاقون کے لیئے پناہ ہے۔ اور اسکی کل ملازم قزاق ہین۔ خلاصہ کلام
مین اسکو جزیرے بہر مین ایک بڑا خطرناک ڈاکو سمجھتا ہون۔ مینے اسکی حرکات کی نگرانی کے لیئے پولیس اور فوجی
سپاہیونکی ایک جماعت مقرر کی ہوئی ہے۔ مین نے کہا۔ اگر اسکی گورنمنٹ کو یہ سب حال معلوم ہوجائے تو کیا
اوسے موقوف نکرے؟ انہون نے جواب دیا۔ مین نہین جانتا۔ قونسلون اور خاصکر وائس قونسلون کی تقرری قونسل
جنرلون کے اختیار مین ہے۔ اور اکثر کسی عورت کی سفارش پر یا اوسکی خواہش کے مطابق مقرر ہوتے ہین
یہ لوگ عموماً مقامی حکام کے ساتھہ ایک قسم کی ملکی لڑائی کرتے رہتے ہین۔ اور راجرائے کاروبار مین دشمنون
کیطرح مخل ہوتے ہین۔ مینے کہا۔ باب عالی اس معاملہ مین ضرور دخل دیتا ہوگا۔ اوس نے کہا۔ ہرگز نہین
جب کوئی قونسل یا نائب قونسل مقرر ہو جاتا ہے۔ تو باب عالی کو خواہ مخواہ فرمان منظوری عطا کردینا پڑتا ہے
اگر وہ ایسا نکرے۔ تو اوسپر قونسلی تقرریون اور قونسلی عدالتون کے قیام کے متعلقہ عہدنامہ کی خلاف ورزی اور انحراف
کا الزام عاید ہوتا ہے۔ حاصل کلام عثمانی گورنمنٹ ناواجب تعلقات باہمی کے معاملات مین اسقدر بیبسی ہوگی

کہ کوئی اور گورنمنٹ ایسی پابندیون مین آنا کبھی قبول نکرے۔ اسی قونصل کی نظیر لو جس کا ابھی
ذکر ہو رہا تھا۔ پولیس کی کتابون پر اس وقت اوس شخص کے برخلاف آسایش عامہ مین مخل ہونے کے
بو نتیس جرم موجود ہین۔ مگر مین اسے سزا نہین دے سکتا۔ وہ ایک نائب قونسل ہے۔ تو وہ ایک ایسی
گورنمنٹ کی حفاظت مین ہے جسکی وہ رعایا نہین۔ اور جس گورنمنٹ کا صرف ایک ہی باشندہ اس جزیرے
مین رہتا ہے۔ مگر یہہ آدمی اسطرح حفاظت پاکر مقامی گورنمنٹ کو ایک پرکاہ کے برابر نہین جانتا اپنے گھر مین

ڈاکوؤن کو اُٹھاتا ہے۔ اور اون ہی سے اپنے ذاتی دشمنون پر حملہ کراتے لوگوں سے عمدہ عمدہ جانور چوری
کرا لیتے اور اسیطرح کے اور کام لیتا ہے۔ پُر تو قونسلی جھنڈے کی پناہ مین کہلم کہلا ڈاکوؤن کو پناہ دیتا ہے اور
ویسا ہی کھلم کہلا میرے اختیار گورنری کا مقابلہ کرتا ہے۔ اگر آپ کہین تو مین جناب کو جو تیس جرمون کی
ایک نقل بھیجدون۔ جو اس وقت ہمارے اس وائس قونسل پر عاید ہین"

میرے دوست نے اپنا وعدہ پورا کیا۔ اور دوسرے دن مجھ کو اون جرمون کی نقل جو پولیس رجسٹر مین
اس وائس قونسل (نایب قونسل) کے برخلاف درج تہے پہونچگئی۔ کیا بلا کی فہرست تہی۔ منڈی مین کتون کو بندکیا
جہونکدیتے۔ کیونکہ اونہون نے اسکے ایک پیارے تازی پر بہونکنے کی جرأت کی تہی نہ سکا۔ [illegible]
کا استعمال کیا۔ اور نیز اتنے وزنوان مین کیا کہ صرف چہوٹی چہوٹی شیشیان ملکہ گورنر کا نام جہاز ہی اسطرح
تہر تہرا گیا۔ کہ گویا ایک بڑے زلزلے نے اسکو تہ و بالا کر دیا ہے۔ ایک معزز خاندان کے شریف آدمی نے جو اپنے چار
بچون کے ساتھ شام کو گہر آرہا تہا اس بیباک آدمی کے ایک کتے کو اپنے ایک چہوٹے بچے پر کودنے کے باعث لاٹہی
سے مارا۔ اس جرم پر قونسل صاحب اوس بیچارے پر ایک چڑہ دوڑے اور اوسکے سر کو ایسا مضروب کیا۔ کہ اب تک باوجود
کئی سال گزر جانیکے وہ شخص ان صدمون کیوجہ سے بہرا ہے۔

مندرجۂ ذیل کہانی کو جو کہ مینے ایک حاضر الوقت کی چشم دید بیان سے سنی ہے بیان کرکے مین اجنبی دول
کے قونسلوں کے ناپسندیدہ مضمون کو ختم کر دیتی ہون جب اسمعیل پاشا جزایر الجزایر مین سفر کر رہا تہا۔ وہ ایکدن جزیرہ
کوس مین وارد ہوا۔ اوسکی آمد کے دوسرے دن انگریزی قونسل نے سرکاری طور پر ملاقات کی۔ پاشا نے
ترجمان کے ذریعہ اوس سے گفتگو کی اور اوس سے کئی معقول سوال کیے۔ کیونکہ اسمعیل ایک بڑا زیرک آدمی ہے۔ اور ان
مقامات کے متعلق جنمین سے اوسکا گزر ہو پوری واقفیت حاصل کر لیتا ہے۔ شیرینی اور چاء کی تواضع کے بعد ہمارا معزز قونسل
معمولی آداب بجا کر رخصت ہوا۔ آدہ گہنٹے کے بعد فرنچ نایب قونسل حاضر ہوا۔ اور اوسکی بہی ویسی ہی تواضع کیگئی
جیسی اوسکے انگریزی ساتھی کی ہوئی تہی۔ اور پاشا نے اوسکے ساتھ بہی ویسی ہی گفتگو کی جیسی کہ اسکے پہلے ساتھی
کے ساتھ۔ مگر چند منٹون کے بعد وہ یکلخت رک گیا۔ اور قونسل کو بنظر غور دیکھ کر کہا "مجھے خیال پڑتا ہے کہ مینے تمہارا
چہرا پہلے ہی دیکھا ہے۔ مگر یاد نہین پڑتا کس جگہ دیکھا ہے" اوس نے جواب دیا "ہان حضور مینے اسی صبح ہی
بحیثیت انگلش قونسل جناب سے ملاقات کرنیکا فخر حاصل کیا تہا"

"اہا! کیا تم انگلش اور فرنچ دونون کے قونسل ہو؟" جواب ملا "ہان حضور ایسا ہی ہے"۔ پاشا نے پوچہا "اور
کتنی ایک سلطنتون کے وکیل ہو" جواب ملا "پانچ کا یعنی مین جملہ سات سلطنتون کیطرف سے قونسل ہون۔ اور اس
طرح سے قونسلی بہلا مانس نے ان ساتون سلطنتون کو گن سنایا"

سوال اسمعیل :- تم بہ حیثیت انگلش اور فرینچ قونسل کے مجھ سے ملاقات کر چکے ہو۔ کیا تم باقیماندہ سلطنتون کی حیثیت مین بہی، ملاقات کرنیکا ارادہ رکہتے ہو؟"

جواب :- "ہان جناب۔ ایسا کرنا مین اپنا فرض قرار دیتا ہون"

اسپر اسمعیل نے ہنس کر جوابدیا۔ کہ مین تمہاری انہی ملاقاتون سے جو تمنے دو بڑی سلطنتون کے نائب ہونے کی حیثیت مین کی ہین۔ ایسا خوش ہوگیا ہون کہ اب تمہارے باقیماندہ پانچ سلطنتون کی نائب کی حیثیت مین ملاقات کرنیکی ضرورت نہین جب شام کے وقت اسمعیل سیر کے واسطے سوار ہوا تو اوسنے اس اشد شریف قونسل کے مکان پر سات مختلف قومی جھنڈے لہراتے دیکھ کر خوب قہقہہ اڑایا۔

دوسری سلطنتون کے ناجائز دعوون کو پورا کرنے اور انکو کسی قسم کی رنجش نہ پہونچانے مین باب عالی کے بیحد تردد سے اکثر اوسکی اپنی رعایا کو بہت تکلیفین پہونچتی ہین۔ ان تکالیف کی ایک نظیر تھوڑا ہی عرصہ ہوا مجھے معلوم ہوئی ہے۔ جزیرہ مٹی لین کے سواحل پر شکار ماہی کا ٹھیکہ دو ہزار پونڈ سالانہ پر وہین کے یونانی ماہی گیرون نے لیا ہوا ہے تھوڑی مدت گزری ہے کہ چند اٹالین ماہی گیرون نے اونکی محفوظ شکارگاہون مین چوری شکار پکڑا۔ اسپر قدرتی طور پر فساد ہو پڑا۔ اور یہ جھگڑا جیسا کہ عموماً ایسے فسادون کا انجام ہوتا ہے زد و کوب تک پہونچ گیا۔ اور اٹلی والون کو بحث ضربین آئین جسپر اونہون نے اپنے قونسل کے پاس یہ کہکر شکایت کی۔ کہ ناحق اونکے ساتھ یہہ سلوک کیا گیا ہے۔ اس بھلے مانس نے اپنے ہموطنون کے دعوے کی اسقدر سے اعانت کی۔ کہ یونانی جو صرف اپنے حق کے بچاؤ کے واسطے جس حق کیلئے کہ وہ روپیہ ادا کر چکے ہین لڑے تھے جیلخانے مین ڈالے گئے۔ جہان سے وہ چھ مہینے کے بعد محض ایک لیڈی کے رسوخ سے نکالے گئے جسکو تمام واقعات کی اچھی طرح خبر تھی۔ اور جس نے بڑی ٹیلیفون اور تعویقون کے بعد اس معاملہ کو امپریل گورنمنٹ کی سمت مین پہونچایا۔ اس اثناء مین جزیرہ کا تر کی گورنر معطل کیا گیا۔ اور وہ تمام معززین جنہون نے یونانیون کی طرفداری کی تھی جیلخانے مین ڈالدیئے گئے ہوئے تھے مگر جونہی اس معاملہ کی واقعی کیفیت قسطنطنیہ مین معلوم ہوئی (امر واقعی کا قسطنطنیہ مین پہونچنا بہت مشکل ہے۔ کیونکہ اوس کے چھپانے مین اکثر کسی نہ کسی کا ضرور فایدہ ہوتا ہے) گورنر بحال کیا گیا قیدی بری کیئے گئے۔ اٹالین قونسل جنرل متعینہ سمرنا موقوف کیا گیا۔ اور کونٹ کورٹی اٹالین سفیر متعینہ قسطنطنیہ کو جنکا چلن کم از کم بہت ہی ظالمانہ رہا تھا سخت دہمکی دیگئی۔ اس مقدمہ مین یہہ بہی ظاہر ہوا کہ اس وائس قونسل کے پاس جو اس تمام ناانصافی اور تکالیف کا باعث ہوا تھا۔ کوئی سرکاری فرمان تقرری کا موجود نہ تھا بلکہ وہ اصلی عہدے دار کا جو اس وقت غیر حاضر تھا صرف ایک قسم کا قائمقام تہا۔

ان چھوٹے چھوٹے واقعات سے جن کی صداقت کی مین بذات خود ذمہ دار ہون میرے ہموطنون پر اچھی طرح

واضح ہو جاوے گا۔ کہ قبل اسکے کہ مغربی دول ترکی گورنمنٹ پر اصلاحین جاری کرانے کے لیے اس قدر پر جوشی سے زور دین۔ اور سلطان کی آنکھ مین ستے تنکا دور کرنے مین اپنا اضطراب ظاہر کرین۔ انکو پہلے اپنی آنکھوں میں سے قونسلی ستہتیر کے دور کرنیکی کوشش کرنی چاہیے۔

سوشل فلاسوفی (فلسفہ تمدنی) مین یہ عام مسئلہ ہے کہ کسی قوم کی شائستگی کا اندازہ اسکی عورتون کی حالت کی موازنے سے معلوم ہو سکتا ہے۔ اور یہ اکثر کہا جاتا ہے کہ جنوب مشرقی یوروپ مین عورتون کی حالت اوس شائستگی کا ایک بہت ہی تھوڑا درجہ بتلاتی ہے۔ جو انہون نے ترکون کے زیر حکومت حاصل کی آجکل کے زبانزد مسئلہ عورات کو بغور دیکھ کر (اگرچہ مجھے اب تک یہ معلوم نہین ہوا کہ یہ مسئلہ جسپر کہا جاتا ہے۔ کہ ہم عورتین بڑا شور وغل کر رہی ہین ہے کیا چیز؟) مجھے یہ مجبوراً کہنا پڑتا ہے۔ کہ قبل اس فیصلہ کرنے کے کہ آیا مین ان عورتون کو ترجیح دون جو اعلیحضرت امیر المومنین عبد الحمید کے زیر حکومت ہین یا انکو جو ہماری مہربان ملکہ کے ماتحت ہین مجھے ایکبار دوبار بلکہ سہ بار سوچنے کی ضرورت ہے۔ ایک امر پر تو میں بیشک قائل ہوں کہ مغربی یوروپ مین عورتون کی طرز زندگی اسلامی ممالک کی عورتون کی طرز زندگی کی حالت سے کئی درجے بڑھ کر ہے۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی خیال رکھ لینا چاہیے کہ یہ فوقیت صرف اعلیٰ ترین[تنکه] اور اعلےٰ تر درجون ہی مین پائی جاتی ہی ہماری محنتی

تنکه مین اس بیگم شہزادی صاحبہ کی رائے سے متفق نہین ہون کیونکہ جو آزادی اور اختیار درجہ اعلےٰ مین بھی ترکی مخدرات کو حاصل ہیں وہ بھلا مغربی امیرادیون اور لیڈیون کو کہاں نصیب۔ ہان ہی یہ بات۔ کہ نہین یہ آزادی نہین کہ غیر مردون کے ساتھ اپنے خاوندون کے روبرو کمرہ مین باہین ڈالکر ناچتی پھرین۔ مسٹر ربکو۔ ہارٹ اپنی کتاب یہ مشرق اور مشرقی خیالات کی جلد دوم کے صفحہ ۱۱۹ مین لکھتے ہین۔ کہ "ہم سب خیال کرتے ہین کہ مشرق مین مستورات اپنی خاوندون سے ہر وقت خائف اور لرزان رہتی ہین مگر مجھے یہان آکر اوس کے بین برعکس معلوم ہوا ہے۔ اور خود ترکی لیڈیون کی شہادت سے۔ مین ایک ترکی لیڈی کی رائے کو ہی اسبارے مین نقل کرتا ہون۔ فاطمہ خانم کہتی ہین کہ ہماری حالت کسی امر مین مردون سے کم درجے پر نہین۔ اگر ہم اون کی جلسون مین شریک نہین ہوتین تو ویسے ہی وہ بھی ہماری محفلون مین دخل نہین پاتے۔ اور ہمین خسارہ انہی کو ہے۔ خاوند محنت کرکے روپیہ کماتا ہے۔ اور اوسکی بیوی اُسے خرچ کرتی ہے۔ عورت اپنے خاوند کے جاہ و حشمت اور مال و متاع سے کافی حصہ لیتی ہے۔ بلکہ اوس سے زیادہ شان و شوکت مین بسر کرتی ہے۔ اگر وہ متمول ہے۔ اور اوسکی سلاملق (مردانہ نشست گاہ) ملازمون اور ملاقاتیون سے پر ہے تو ویسے ہی اوسکی بیوی کے کمرون مین بھی اوسکی ویسی ہی خدمتگارین موجود ہین۔ اور اوس کے پاس بھی ملاقاتین آتی ہین۔ اگر وہ وزیر ہے اور امرائے سلطنت اسکی سلام کو حاضر ہوتے ہین تو اوس کی بیوی کے پاس بھی اون امرا کی بیویان آتی ہین۔ اگر اوس کا خاوند شہنشاہ کے دربار (بیری) مین شامل ہوتا ہے۔ تو اسیطرح اوسکی بیوی بھی اپنی شہنشاہ بیگم کو سلام کرتی ہے۔ یعنی بیگمات اور مخدرات (قادین اور سلطانہ) کی حضوری مین باریاب ہوتی ہے۔ ایک ترکی لیڈی اون

جماعتوں کی حالت پر تھوڑا سا غور کرنے پر بھی ایک متعصب عیسائی کو واضح ہو جائے گا۔ کہ وہ تنگدلی

بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۲) پولیٹیکل مصایب اور خطرات سے بالکل محفوظ ہے۔ جن مین اوس کا خاوند گرفتار ہو سکتا ہے اوسکی زندگی اوسکی جایداد بلکہ اوسکا کل مکان ضبطی وغیرہ سے مصئون اور محفوظ ہے۔ اوسکی زبان اوس کی اپنی ہے۔ اور نہ ہی خاوند۔ پاشا یا سلطان اوسے بند کر سکتا ہے۔ اگر خاوند بیوی کو طلاق دے سکتا ہے تو بیوی بھی اپنے خاوند سے خلع کر سکتی ہے۔ اور فرزند نرینہ کی مان تو گھر کی مالک ہی۔ مذہبی عبادت مین مرد اور عورت برابر ہین دونون کیلیئے نماز یکسان ہی دونون حاجی کہلا سکتے ہین اور مراسم حج ہر ایک کیلئے مساوی ہین۔ عورتون کو ویسی ہی آزادی ہے جیسی مردون کو۔ بلکہ سیر سیاحت میل و ملاقات۔ خرید و فروخت اور حمام کرنے مین یہ مردون سے بدرجہا زیادہ تفریح اوٹھاتی ہین ہر ایک عورت کی جایداد مرد کی جایداد کیطرح مامون ہے۔ بیوی کی جایداد اوسکی اپنی رہتی ہے۔ اور تمہاری یعنے (عیسائیون) کیطرح شادی پر خاوند کی نہین ہو جاتی۔ عورتون کو بھی مردون جیسی تعلیم ملتی ہے۔ بلکہ مدارس مین لڑکیون کی تعداد لڑکون سے زیادہ ہی۔ نہایت ہی مشہور زندہ شاعرون مین تین عورتین ہین۔ انمین سے ایک پری تسنیم خانم سلطان مصطفے کی پرائیوٹ سیکرٹری تہی۔ محمد علی پاشا خدیو مصر کی خفیہ خط و کتابت کرنیوالی سیکرٹری دو لیڈیان تہین۔ عورتون کا مرد اتنا ادب کرتے ہین جتنا کہ وہ نہین کرتین۔ اور جب کوئی عورت کسی مرد سے ہم کلام ہوتی ہے تو وہ مود بانہ اپنی آنکھین نیچی کر لیتا ہی (رسر عسکر پاشا جو کل سلطنت مین اعلے عہدہ دار ہے اور سلطان کے دو داماودن کا سرپرست یا باپ ہی۔ وہ اوس کی غلام تہا اور ترک لایق غلامون کو فرزندون سی زیادہ عزیز اور محترم رکہتے ہین۔ مترجم) گل خانم کے سامنے کبہی نہین بیٹہا۔ وہ مشہور حسن پاشا کی جو سر عسکر پاشا کا سرپرست یا باپ ہی بہن ہے] اب بتاؤ ہم کس چیز مین اپنے خاوندون کی غلام بنی ہوئی ہین؟ اور کس امر مین یوروپ کی مستورات سے کم ہین؟ کیا صرف اس لیئے کہ ہمارے چہرون کو مرد بیحیائی سے بالمقابل اور عینکون مین سی نہین گہورتے؟ تم خاوندون اور بیویون کی ایک دوسرے کو حسب دلخواہ پسند کرنے پر بڑا فخر و ناز کرتے ہو۔ مگر کیا تمہارے ازدواج ہم سے زیادہ رحمت بخش ہین؟ اور کیا تمہارے پاس بصورت نا اتفاقی ہو جانے کے یا مرضی نہ ملنے کے الگ ہو جانیکا بھی کوئی وسیلہ ہے؟ بہلا بتاؤ تو سہی اوس خاوند کی کون بیوی ذرہ بہر بھی پروا کرے گی جو غیر عورتون کے ساتھ اونکو بغل مین دبائے ہوئے ہنستا اور کہلی ہنسی مچاتا پہرتا ہو۔ اور کون خاوند ایسی بیوی کو محبت اور پیار کر سکتا ہے جس کو دوسرے مرد انگلیان دیتے اور نچاتے پہرتے ہون"۔

اسی کتاب کی صفحہ ۱۰۹ مین مصنف موصوف تحریر فرماتے ہین "مین بڑا حیران ہون کہ وہ یورپین بھی جو مدتون مشرق مین رہے ہین اوس عزت و اعتبار سے جس سی ترکی لیڈیان بسر کرتی ہین بہت کم واقف ہین"۔ مردون کا عورتون کے بدرجہ کمال فرمانبردار ہونیکی مندرجہ ذیل مثال دیکر وہ لکھتے ہین۔ کہ زبردست سے زبردست اور بڑے سے بڑا بہی اس رنج و اندوہ سے جو اپنی اولاد کی بیحالی سے لاحق ہو خالی نہین یا سکتا۔ خیال کرو کہ ابراہیم پاشا (فاتح یونان شام و حجاز) ایک ہفتہ تک اپنی والدہ کو حرم مین گذارش مدعا کرنیکے لیئے مناسب موقعہ کی تاڑ مین رہا۔ اور جب اوس کو اندر آنے کی اجازت ملی تو سہمی (باقی اگلے صفحہ پر)

کی غلامی جس سے ہماری انگلستان کی عورتین تکلیف اوٹہا رہی ہین۔ اور جس غلامی کی حالت مین وہ محنت کرتی ہین۔ بیزبان ترک کی بیویوان اور لڑکیون کی تکالیف ہر وہ بدرجہا بڑہ کر ناقابل برداشت اور رنج دہ ہے منکوحہ عورت کی جایداد کے ایکٹ کی شرایط جو انگلستان مین اب نافذ ہوا ہے مدتون سے ٹرکی مین بطور قانون کے جاری ہین ایک ترکی لیڈی کی جایداد شادی کے بعد بھی اوسکی اپنی رہتی ہے۔ البتہ اوس قسم کی آزادی جو کارخانجات کی ملازمہ عورتون۔ دہوبنون اور درزنون کو حاصل ہے خوش قسمتی سے لکی مشرقی بہنون کو معلوم نہین ہے۔ اور مجہکو یہ ہین ذرا نہین جہجکتی کہ جتنے عرصہ تک یہ اون کو معلوم نہو اتنا ہی اچہا ہے۔ ایک ایسی شخص کی بیوی کی عزت جو کہ ہفتے مین ایک پونڈ سے کم کی بے ثبات آمدنی رکہتا ہو۔ اور اوسی مین بچون کو کہلاتا اور پرورش کرتا ہو۔ ایک ایسی قسم کی عزت ہی جس سے مین سچے دل سے التجا کرتی ہون کہ ترکی عورتین عرصہ دراز تک نا آشنا رہین عیسائی اور مسلمان ملکون کی غربا کی حالت مین جو اختلاف ہی (اور یہ سب جانتے ہین کہ دونون قسم کے ممالک مین غربا ہی آبادی کا بہت بڑا حصہ ہین) وہ

بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۳) اپنی والدہ کے پاؤن چوم کر بیٹہنے سے انکار کیا اور ڈیڑہ گہنٹہ تک والدہ کے حضور مین دست بستہ کہڑا رہا۔ اوسکی درخواست کا مضمون بہی عجیب ہے تو نہیں ہر چند سال پیشتر محمد علی پاشا نے اپنے ملک کی راہ و رسم کی پرواہ نہ کرکے اپنی معمولی عادت سے اپنی بیوی کی (جو ابراہیم پاشا کی ماں تہی) ایک خادمہ سے راہ و رابطہ پیدا کر لیا۔ اسپر خاتون نے سخت ناراضگی ظاہر کی۔ مگر محمد علی نے بجائے معافی طلب کرنیکے اوسکی خفگی کی کچھ پرواہ نہ کی۔ بیگم صاحبہ نے اوسی وقت مکان کو چہوڑ دیا۔ اور اوس وقت سے قلعے مین اپنے الگ مکان مین رہائش اختیار کر لی۔ اتنی بڑی بہاری بدنامی اور بے عزتی کو محمد علی جیسا شخص ہی نہ برداشت کر سکا اسنے صلح کی درخواست کی۔ مگر اوسکی تمام کوششین بے اثر رہین۔ اوس خاتون نے جس نے محمد علی کے لیے فرزند ہی نہین بلکہ شیخ دوران وزیران زیب جنے تہے۔ ایسی گستاخی کے بعد جو محمد علی سے سرزد ہوئی اسکی درخواستون کا خیال تک ہی نہ کیا۔ اور یہی جواب دیتی رہی مین نہین جانتی محمد علی پاشا کون ہے لیکن اسی اثنا مین اوسکا بیٹا طوسن پاشا مر گیا۔ اور اس صدمے سے محمد علی کو ایسا رنج ہوا کہ وہ سخت بیمار ہو گیا۔ اور اوسکی جان کے لالے پڑ گئے۔ اوس وقت وہ اوسکی پاس گئی اور جب تک اوسکی زندگی خطرے مین رہی اوسکے سرہانے سے نہ ہلی۔ لیکن جس وقت وہ تندرست ہو گیا تو پہر اپنے مکان مین چلی گئی۔ اسپر محمد علی نے دوبارہ صلح کی کوشش کی تو خاتون نے جواب دیا۔ گو محمد علی پاشا نے اپنے فرایض ادا کرنے مین کوتاہی کی۔ مگر اس وجہ سے مین اپنے فرایض مین کوتاہی نہ کر سکتی تہی مینے اپنا فرض ادا کیا ہے۔ وہ اب تندرست ہو گیا ہے اور میری خدمت کی اسکو احتیاج نہین رہی اور اب مین اوسکا ہونا نہ ہونا یکسان جانتی ہون۔ ایسی دوبارہ صلح جوئی کے موقع پر ابراہیم پاشا اپنی والدہ کی در دولت پر حاضر ہوا تہا۔ اس فاتح شام اور ایشیائے کوچک نے اپنی محترم والدہ کی خدمت مین نہایت عجز سے التجا کی کہ وہ میرے لئے مصر کی خطا معاف کرے۔ مگر اوسکی درخواست نامنظور ہوئی۔

ایک ایسا اختلاف ہی جو آخر الذکر کی طرفداری مین ہے۔ اور اونکی فوقیت کو ثابت کرتا ہے۔ ہان اس ایک بات سے انکار کرنا بیفایدہ ہوگا کہ اعلےٰ درجہ کی یوروپین لیڈیان ترکی کے اعلےٰ درجہ کی جماعتون کے مردون کی بیویون سے تعلیم و تربیت اور سلیقے مین کئی درجے بڑہی ہوئی ہین۔ اور یہہ ابھی نہین کہا جا سکتا کہ سابق الذکر اور کب تک اپنی فوقیت کا گھمنڈ کر سکین گی۔ شاید ابھی اور چند نسلون تک۔ کیونکہ ترکی ہن کو بہت سی کمی پوری کرنی ہے۔ لیکن عبد الحمید کے مضبوط ہاتھ نے اس نیک کام کو شروع کر دیا ہے۔ اور تعلیم نسوان نے اوسکی حکومت مین جو ترقی کی ہے وہ اعجاز سے کم نہین۔

بہت برس نہین گزرے کہ ایسی ترکی لیڈی سے ملنا بہت مشکل تہا۔ جو کتاب پڑہ سکتی ہو۔ یا معقول گفتگو مین شامل ہو سکتی ہو۔ مجھے اچھی طرح سے یاد ہی کہ جب مین پہلے پہل مشرق مین گئی جس کو صرف نو سال ہوئے ہین تو میری ترکی سہیلیان مجھو ہاتھ مین کتاب لئے ہوئے یا ہوٹ الحقیقت پڑہتے ہوئے دیکھکر سخت متعجب ہوتی تہین۔ جو گپتین اور بے فایدہ گفتگو سب ہم حرم کی نازنینون سے سنا کرتے اون سے اونکی قابلیت یا واقفیت کا ایسا بہت عمدہ خیال پیدا نہ ہوتا تھا۔ مگر اب جب کبھی مین باسفورس پر چار دن مین ادہر ادہر جاتی ہون تو ترکی لیڈیون کو (وہ عورتین جن کو کہ اکثر انگریز خیال کرتے ہین کہ حرم سرا کے پردون سے باہر نکلنے کی ہرگز اجازت نہین) موجودہ علم ادب اور مخصوص الوقت مسئلون پر بحث کرتے ہوئے اور ناطق انسانون کیطرح گفتگو کرتے ہوئے سنتی ہون۔

مگر ان بے ترتیب عمومیتون کو چھوڑ کر مین ان چند واقعات کو جو میری نظر سے گزرے ہین بیان کرتی ہون ان سے روم مین تعلیم نسوان کو جو ترقی ہوئی ہے۔ وہ بخوبی واضح ہو جاوے گی کیونکہ یہہ یاد رکھنا چاہیے کہ تعلیم اور صرف تعلیم ہی کے ذریعے سے ترکی عورت آزادی حاصل کر سکتی ہے جبتک کوئی جماعت یا جنس بے علم ہو وہ ضرور بے وقر رہیگی۔ اوسکو ضروری تعلیم دو اور پہر اگر وہ مقام مطلوب تک نہ پہونچ سکے تو اوسکی اپنی کوتاہی ہے۔ علیحضرت سلطان کی پولیٹیکل دانش اسی سے اچھی طرح ثابت ہو جاتی ہے کہ اونہون نے اس سچے اصول کو جو کہ ہمارے بہت سے تمدنی مصلحون کی نظر سے مفقود رہا ہے تاڑ لیا۔ اور اس امر کو جانکر مسئلہ عورات پر اندر کی طرف سے حملہ کیا۔ اور اندرونی حالات کو نظر انداز کر کے صرف بیرونی حالات کو تبدیل کرنے کی کوشش نہین کی۔

اگر ایک ترکی عورت کو جو بے علم اور طرز زندگی سے ناواقف ہو دفعتاً اپنی مغربی بہن کے درجہ مساوات پر لے لیا جاوے تو اوسکی حالت اوس مچھلی کی سی ہوگی جس کو پانی سے باہر رکھ دیا جاوے۔ اور اوس بد قسمت جانور کی مانند اوس کو تکالیف برداشت کرنی پڑین گی۔ اوسکو مغربی آزادی مین دخل دینے سے پہلے

اوس اخلاقی سطح تک پہونچانا چاہیئے جس میں وہ آزادی کو بغیر تکلیف کے برداشت کرنے یا بے قر
بنفسے کے نباہ سکتی ہو۔ ہکو نئی ضروریات کے لایق بنانے کے واسطے جو کچھ کارروائی ہو رہی ہے بمندرجۂ
ذیل امور بتائے دیتی ہون۔

سنہ کے اوایل میں مینے لڑکیون کے ثانیہ ترکی سکول کا ملاحظہ کیا یہ ایک عالیشان مدرسہ ہے
اسکی ابتدا گورنمنٹ امداد کرتی ہے اور سلطان کی خاص نگرانی میں ہے۔ یہین داخل ہونیکیلئے ایک کہڑکی دار
دروازے سے گذرنا پڑتا ہے جس کے اوپر روم کا شاہی نشان منقش کیا ہوا ہے بڑے دروازے سے دربان مجھ
ایک فراخ کمرے میں لیگیا میرے داہنے ہاتھ پر ایک خوبصورت زینہ نصف دایرے کی شکل کا بنا ہوا تھا زینہ
پر سے ہوکر اور ہال سے گذر کر مین ایک خوبصورت اور پرتکلف کمرے مین داخل ہوئی جسکے وسط مین ایک لمبی
میز بچھی ہوئی تہی۔ اوسکے گرد تیس کے قریب چھوٹی چھوٹی لڑکیان بیٹھی ہوئی یا اگر زیادہ درستی سے کہا
جاوے تو یہہ کہ معاینہ کنندگان کی تعظیم کیلئے کہڑی ہوئی تہین۔ میز پر سادہ کام کی کچھ مقدار پڑی ہوئی تہی جس
مین یہہ جوان سینے والیان مشغول تھین۔ یہ اونکی اپنی پوشاکین تہین۔ اس وقت مین یہ آرزو کیئے بغیر نرہ سکی کہ
کاشکے انگلستان مین بھی سکولون کے معاینہ کیوقت انسپکٹرون کو ایسا نظارہ دکھائی دے۔ مین اس پرتکلف کمرے
اور اوسکی سجاوٹون کی تعریف ہی کر رہی تہی کہ مجھ کو ایک لیڈی معلمہ نے بتلایا کہ یہ تمام عمارت پہلے ادھلو پاشا کا کوناک
یا محل تھا۔ اور گورنمنٹ نے ترکی لڑکیون کے مدرسے کیواسطے اسے عطا کر دیا ہے۔ یہ سنکر خواہ مخواہ مجھے اپنے نارتھمبرلینڈ
ہاوس کا خیال آگیا۔ کہ اب اسکی جگہ کیسا مزیدار ہوٹل بنا ہوا ہے۔

چھیون لیڈی معلمہ جن مین سے چار فرانسیسی بول سکتی تہین مجھے ہر ایک امر پر آگاہی بخشتی جاتی تہین۔
مدرسے کی ڈایرکٹرہ لیڈی کلاد اس وقت آپہونچی اور مجھ کو تمام جماعتون کے کمرون اور خوابگاہون کا معاینہ
کرایا۔ ان کمرون کے دریچون مین سے جو نظارہ میری آنکھون کے پیش نظر ہوا۔ وہ نہایت ہی لطیف اور دلآویز
تہا میرے سامنے خلیج قسطنطنیہ واقع تہی۔ بادنسیم گولڈن ہارن سے گذر کر دریچون مین داخل ہو رہی تہی۔ اور پسماندہ
و جاہل ترکی معمارنے ہواداری کے اس پیچیدہ مسئلے کو کمال خوبی سے سلجھایا ہوا تہا جو انگلستان مین ہمارے بڑے
سکولون کی تعمیر کنندگان کی نہایت ہی زبردست کوششون کو عجب مخمصے مین ڈالدیتا ہے۔ تعداد طلبا ۲۰۰ ہے
جن مین سے ستر بورڈنگ ہاوس مین رہتی ہین سب کو مدرسے کے خرچ سے سکول مین کہانا ملتا ہے۔ خوابگاہین بہت وسیع اور
خوب ہوادار ہین۔ ہر ایک بچی کو ایک آہنی چارپائی ملی ہوئی ہے جس کے بچھونے اور چادرین دودھ کیطرح سفید
ہین۔ اور شاید ہی کوئی سکول انگلینڈ مین معاینہ کنندہ کو ثانیہ سکول جیسی خوابگاہین دکھلا سکے۔ تعلیم کا نصاب یہہ
ہے۔ ترکی زباندانی پڑہنا۔ انشا۔ حساب۔ علم موسیقی (پیانو) گانا۔ اور سادہ اور کشیدے کا کام مینے طالب علمون کی

لیاقت آزمائی کیلیے امتحان لینے کی درخواست کی جسکو معلمہ نے بڑی خوشی سے منظور کیا۔ آٹھ جوان لڑکیون نے جن کی عمر نو سے چودہ برس تک تھی قالین پر گھٹنون کے بل اپنی ایڑیون پر بیٹھکر تحریری یادداشتون سے جو کہ اونکے ہاتھون مین تھین گانا شروع کیا۔ اور وقت اور سُر کی درستی کا خوب لحاظ رکھا۔ ذاتی طور پر مین ترکی راگ کو کچھ بہت پسند نہین کرتی۔ مغربی سامع کو وہ تقریبًا ایک سُر معلوم ہوتا ہے۔ مگر ان بچون کو عمدہ تعلیم دیگئی تہی۔ اور اونہون نے یادداشتون کے مطابق گایا۔ نہ کہ سماعت کے ذریعہ سے پیانو (ایک قسم کا باجہ) پر بھی اونہون نے قابل آفرین مشق کی۔ مگر نقاشی اور کشیدے کے کامون سے مجھے خاصکر بہت ہی خوشی حاصل ہوئی۔ اِن دونون چیزون مین ہنر اور خوبصورتی کا سلیقہ ایسی عمدگی سے دکھلایا گیا جو درحقیقت تعجب خیز تھا۔ تعجب تو مین پہلے ہی ہوگئی تہی۔ مگر میرا تعجب حیرت سے بہی بڑہ گیا جب مجھے یہہ معلوم ہوا کہ تابیہ سکول صرف ایک سال سے قایم ہوا ہے۔ اور اس سے پہلے ان طالب علمون مین سے ایک بھی جن کی مشقون کا مین نے ابھی معاینہ کیا۔ اون فنون سے جن مین اونہون نے اتنی بڑی ترقی کر لی ہے۔ ذرا بھی واقفیت نرکھتی ہی۔ تعلیمی اسٹاف چار مقامی معلمات اور چار بیرونی معلمون پر مشتمل ہے۔ ماسٹر گانا بجانا نقشہ کشی لکھائی سکھاتے ہین اور اوستانیان دوسری چیزین۔ شاگردین یا تو اعلے ترین یا اعلے تر جماعتون مین سے ہین۔ انکا لباس صاف مگر سادہ ہے۔ اور سوتی یا اونی کوٹ پہنے جاتے ہین۔ مدرسے کا ماہواری خرچ ۲۰۵ روپیہ ہے جس مین معلمون کے مشاہرے اور نوکرون کی تنخواہین شامل ہین۔ یہہ رقم سلطان کی سرپرستی مین جنہون نے اس سکول کو قایم کیا ہے گورنمنٹ ادا کرتی ہے۔

اِس معاینے کے بعد مین امیر گیہان کے زنانہ سکول کی تقسیم انعامات کے وقت بھی موجود تہی ورانی بڑی ترقی پر جو تھوڑے سے ہی برسون مین حاصل کیگئی سخت حیران رہ گئی تہی۔ بشریک مجلس معزز ترکی لیڈیان تہین جو کاروائی مین بڑا ذوق لیتی رہین۔ کتابین اور تمغے انعام مین تقسیم کیے گئے۔ صدر معلمہ فینت خانم کی اسوقت کی خوشی کو دیکھنا بڑی فرحت بخشتا تھا جب کہ اُسکی شاگردین اپنی محنتون اور اوسکی کوششون کے نتیجون کے انعام لینے کیلئے جونہی اون کے ساتھ کی تھین آگے بڑہتی تھین۔

مندرجہ بالا دلایل کیوجہ سے یعنی کہ تعلیم قوم کی شائستگی کا پیش خیمہ ہے مین نے تعلیم نسوان کا خاص طور پر ذکر کیا ہے جس جگہہ لڑکیون کی تعلیم کا اِس قدر شوق ہو وہان لڑکون کی تعلیم سے کسی صورت مین غفلت نہین ہو سکتی اور روم اِس قاعدے سے مستثنے نہین ہے۔ مین اسجگہہ اون سکولون کی فہرست دیتی ہون جو اِس وقت قسطنطنیہ مین موجود ہین اور جن سب کو سلطان عالی نے قایم کیا ہے:-

(۱) امپریل سول کالج (۲) اس کا پریپریٹری سکول (۳) لا سکول (زنانوی مدرسہ) - (۴) مدرسہ نیجار

(۵) آرٹس کالج (سوتھ کنسنگٹن کے مکینکل کالج کیطرح) (۶) مدرسہ صنعت وحرفت (لڑکیون کیلئے ٹیکنکل سکول ہے)
(۷) صنعت وحرفت کا بورڈ سکول۔ (یہ بھی لڑکیون کیلئے ہے)۔

علاوہ انکے فاین آرٹس (فنون لطیفہ) کے بہت سے سکول ہین۔ ایک کالج علاج مویشی کا۔ اور ایک سکول مختلف زبانون کے حاصل کرنیکا ہے۔ کئی طبی سول جنگی مدرسے اور بہت سے اور سول سکول موجود ہین جن کو سلطان عبد العزیز شہید نے قایم کیا تھا۔ دار الخلافے مین بیس کے قریب ہائی سکول ہین۔ اور صوبون مین ہائی سکولون کی تعداد جن کو امیر المومنین عبد الحمید نے قایم کیا ہے سو سے زیادہ ہے۔ اور اسیقدر پرایمری سکول ہونے قایم کئے ہین۔ اور ایسے سکول جن مین طالب علم اعلےٰ کالجون اور یونیورسٹیون کیلئے تیار کئے جاتے ہین سلطان المعظم نے مندرجہ ذیل مقامون مین قایم کئے ہین۔ سمرنا۔ بیگنیشا۔ مناسطر۔ جنینیا۔ بروصہ۔ کارصہ۔ آدانہ۔ کاستامونی۔ ایڈریا نوپل۔ طرابزون۔ سیمد۔ داناس۔ گرونل چین گیلی پولی سالونیکا اور خرپوت۔

مندرجہ ذیل مقامون مین پرایمری سکول ہین جن مین طلبا تعلیم پاکر دار الخلافے کے نارمل سکولون مین داخل ہوتے ہین:۔

اڈریا نوپل۔ سالونیکا۔ کاسودا۔ البانیا۔ مناسطر۔ سمرنا۔ بروصہ۔ دیار بکر۔ خرپوت۔ سیواس۔ قونیہ۔ توکاد۔ ارض روم۔ کاستامونی۔ موصل۔ حمص۔ نولی۔ وان۔ طلیس۔ انگورا اور کریٹ۔ ان مقامون مین اور نئے سکول یا تو تعمیر ہو گئے ہین یا زیر تعمیر ہین۔ ایدن۔ طرابلس۔ رہوڈس۔ کوٹیاہ۔ ارض روم۔ انگورا۔ یوزگد۔ قیصریہ۔ کرجیکر۔ حلب۔ سیواس۔ سرنیچہ۔ بیگاہا۔ مکہ[۲۵] اور یروشلم۔

قومی تعلیم پر سلطان کی کوششون کو ٹھیک ٹھیک یا اس بڑے کام مین اوسکی ان تھک مستعدی کو بیان کرنے کیلئے کئی جلدین چاہئین۔ شاید ہی کوئی دن گذرتا ہو گا جس مین اوسکی فیاضی اور خواہش ترقی تعلیم کا ثبوت نہ ملتا ہو۔ حال ہی مین اوسنے کریٹ کے جزیرے مین پرایمری (ابتدائی) مدرسون کی امداد کیلئے ڈہائی لاکھ پیاسٹر[۲۶]

[۲۵] یہ تعلیم گاہ سالہا سال سے موجود تھی اب اور نئے بھی جاری ہو رہے ہین۔ اور سابقہ کی بھی افزایش ہو رہی ہے مطالع اخبارات روم سے اس طرح کی کل خبرون سے تصدیق ہو سکتی ہے چنانچہ حال ہی مین جو ہسپتال شہر ہنگری مین صرف مسلمان ناتوانون کیلئے تھا۔ اوسکی عمارت جو کنی نگنجگی کر دیگئی ہے۔ اور اوسکا فائدہ کل قومون اور سب مذہبون پر عام کر دیا گیا +

[۲۶] مکہ معظمہ اور کریٹ وغیرہ مین بھی ایسے مدارس کھولے گئے ہین + صرف ۱۳۱۰ ہجری مین فقط ابتدائی مدارس کل سلطنت مین کچھ اوپر سو کے قریب بنائے گئے +

[۲۷] خود حضرت سلطان المعظم بنفس نفیس طلباء کے حال پر جس قدر شفقت فرماتے ہین۔ وہ ذیل کی کیفیت سے جو پیسہ اخبار کے نامہ نگار مقیم قسطنطنیہ نے لکھی ہے معلوم ہو سکتی ہے:۔

"حضرت سلطان المعظم خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ بنظر رعیت پروری اور ملک وملت کی ترقی کے ہر طرح طرح کی عنایتین رہا فرماتے صفحہ"

خود بخود عطا فرمائے جس پر اوس کی مختلف قصبوں سے رعایا کی کمال ممنونیت سے بھرے ہوئے ایڈرس بہیجے یہ اور اسی قسم کے اور واقعات قسطنطنیہ کے تمام اخباروں مین ترکی ہون خواہ اجنبی برابر چہپتے رہتے ہین مگر کوئی خاص نامہ نگاراون کو اخذ کر کے انگلستان مین اپنے مالکون کے پاس بہیجنے کی تکلیف نہین اوٹھاتا۔ اسیوجہ سے انگریزی قوم کا اب تک یہی خیال ہے کہ ترکی مین ہر ایک چیز ویسی ہی ہے جیسا کہ ڈیڑہ صدی گزشتہ مین تہی۔

بیشک مین دعوےٰ نہین کرتی کہ ترکی کے طریقہ تعلیم کو اوسکے ہمسایون کی تعلیمی سسٹم کے ہم پلہ کرنے کیلیئے اب اور کوشش کی ضرورت نہین ہی لیکن مین اسبات پر قایم ہون کہ ان تھوڑے سے مندرجہ بالا بیانات سے اچھی طرح سے واضح ہو جائیگا کہ سلطان کی مملکت نے پچھلے دس سال مین بہ نسبت کسی اور حصہ دنیا کے قومی تعلیم مین بہت ہی بڑی ترقی کی ہے۔ اور ساتھ ہی یہہ بہی یاد رکہنا چاہیئے۔ کہ یہ کل ترقی باوجود اون رکاوٹون اور تکلیفون کے جو کسی دوسری سلطنت کو عاید نہین ہوئین وقوع مین آئی ہے۔ اور ان رکاوٹون اور تکلیفون کا بہت بڑا حصہ صرف اس بادشاہ[۱] کے نوکرون اور گماشتون نے کہڑا کیا ہوا ہے جس کی آٹھ سالہ حکومت مین اوسکی مملکت کے اندر درحقیقت تعلیم

[۱] یعنی ماہ سکندر ثالث والیٔ روس جو ۱۸۸۱ء میں اپنے باپ کے قتل ہونے پر تخت نشین ہوا۔ یہ کتاب شہزادی صاحبہ نے ۱۸۸۹ء مین لکہی تہی اس لیئے اوسکی حکومت تب تک آٹھ سالہ ہوئی تہی۔ ورنہ در اصل وہ ۱۸۹۴ء تک حکمران رہا تھا۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۸) اور نوازشین اپنی رعیت پر ارزانی فرماتے رہتے ہین۔ چنانچہ طالب علمون کو ان سیرگاہون کی سیر سے مستفید کرنے کیلیئے اس موسم مین ہر ایک جماعت کے طالب علمون کو مع معلمین اور پرنسپل وغیرہ متعلقین کالج کے کاغذخانہ نام سیرگاہ پر ضیافت دیتی ہین۔ آپ جانتے ہین کہ شاہی ضیافت کس قدر مکلف ہوگی۔ ان کیلیے لب دریا پر شاہی اگبوٹ اکر تیار رہتا ہے۔ جب سب مدعو سوار ہو جاتے ہین تو شاہی باجے بجتے ہوئے اونکو اوس سیرگاہ تک پہونچاتے ہین۔ وہان ہر طرح کا سامان خورد و نوش نہایت تکلف سے مہیا ہوتے ہین۔

گو ہر کالج کے طالب علم اور معلمین کی کل تعداد چار پانچ سو آدمی سے کم نہین ہوتی۔ مگر سب کیلیئے میز کرسی اور سب سامان خورد و نوش مہیا رہتا ہے۔ اور ان سب کی تصویر خاص شاہی فوٹو گرافر اتار لیتا ہے۔ وہ تصویر حضرت سلطان المعظم کے پیش کیجاتی ہے۔ اوس ضیافت مین سب حاضرین کو حضرت سلطان المعظم اپنے ایک ایڈیکانگ کی معرفت اپنا سلام تبلیغ کرتے ہین۔ وہان کہانے کیوقت بہی باجہ بجتا ہے اور شام کا کہانا بہی وہین تناول کر کے پہر اوسی دہوم دہام سے لوگ واپس آتے ہین۔

چونکہ یہان بہت سے کالج ہین۔ اس لیئے دوسرے تیسرے روز ضرور ایک ضیافت کاغذخانے پر ہوتی رہتی ہے چنانچہ پرسون "دار شفقت" نامی کالج کی ضیافت تہی۔ اس کالج مین صرف یتیم لڑکے تعلیم پاتے ہین۔ اور خوراک پوشاک سب سرکاری اور نہایت عمدہ ہے۔ چنانچہ اس ضیافت مین ایک لڑکے نے حضرت سلطان المعظم کی ہمدردی اور محبت رعیت اور شفقت پدرانہ کی نسبت بہت عمدہ سپیچ کہی اور سب طالب علمون نے سپیچ تمام ہونے پر بہ آواز بلند "پادشاہم زندہ باش" کر کے پکارا۔ (دیکھو اخبار ۲۴ جون ۹۳ء)۔

بہت ہی پیچھے جا پڑی ہے

سلطان کے اکثر عطیوں کا جو انہی روم کی تعلیمی قیام گاہوں کو عطا کیئے ہیں اوپر ذکر آچکا ہے یہ عطیے برعکس اور بادشاہوں کے وہ اپنی ذات پر تنگی اوٹھا کر دیتا ہے۔ سلطان عبد الحمید نے اپنی محدود سول لسٹ میں صرف[؎] ایک دو نہیں بہت

؎ امیر المومنین کی کفایت شعاری اسی سے معلوم ہو جاویگی کہ انہوں نے سول لسٹ کو جو سلطان عبد العزیز مرحوم کیوقت ۱۲ لاکھ پونڈ یا پانچ کروڑ روپے مقرر تھی نصف سے بھی زیادہ کم کر دیا ہے۔ اور اس رقم میں سے ہی دیگر شہزادوں اور حرم سرا کا خرچ نکلتے ہیں اور کوئی دن خالی نہیں جاتا جس میں کوئی نہ کوئی چندہ کسی مسجد یا مدرسے یا اور خیراتی امور میں نہ دیا جاتا ہو۔ انہوں نے شاہان مشرق کے بیہودہ طمطراق اور محمد شاہی فضول خرچیوں کو پاس تک نہیں پھٹکنے دیا۔ مگر اپنے مذہب میں راسخ الاعتقاد اور عالم باعمل ہیں اور دینی مراسم کو جاہ و جلال شاہانہ سے ادا فرماتے ہیں ہر جمعہ کو مسجد میں نماز ادا کرنے کو تشریف لیجاتے ہیں ذیل میں دو ایک قابل غور مثالیں نقل کیجاتی ہیں۔ ایک ہندی سیاح لکھتا ہے۔

"ہم کئی وزرات اس واسطے سفر کیا تہا کہ قسطنطنیہ میں جمعہ کو پہونچیں۔ چنانچہ ہم وہاں جمعے کو ۸ بجے صبح کے پہونچے۔ گو تھکے ہوئے تھے لیکن کچھ کہانا کہا کر اور کپڑے بدلکر ہم سلطان کے محل کیطرف گئے۔ اور اونکے ایک ایڈیکانگ سے ملاقات کی کہ جنہوں نے نہایت مہربانی سے ایک جگہ ہم کو آرام سے بٹھا دیا۔ جہاں سے ہم سلطان کو جمعے کی نماز کے واسطے جاتے دیکھ سکیں۔ مسجد بھی ہمارے سامنے تھی صبح سے بحری و بری فوج ادہر اُدہر سے آرہی تھی۔ بارہ بجے تک کئی ہزار فوج معہ باجوں اور جھنڈوں کے سڑکوں پر محل سے لیکر مسجد تک آموجود ہوئی میں نے انگلستان۔ فرانس۔ سوئیزرلینڈ۔ اٹلی۔ آسٹریا اور جرمنی کی فوجیں دیکھی ہیں۔ لیکن خدا کا شکر ہے کہ قواعد میں صورت میں بہادری میں مسلمانوں کی فوج بحری و بری سب سے عمدہ ہے۔ انگلستان کی فوج کا لباس زیادہ قیمتی ہے لیکن ذرا غور کیجئے کہ انگلستان کی تمام دنیا بھر کی ریاست میں صرف کوئی چھ لاکھ فوج ہے۔ اور انگلستان کے پاس روم سے لاکھ درجہ زیادہ روپیہ ہے۔ روم میں بحری اور بری ملاکر سوا دس لاکھ سے زیادہ فوج ہے۔ اور ٹرکی امیر نہیں جب یہ سوچیئے تو معلوم ہوتا ہے کہ فوج سلطانی کتنی عمدہ ہے کہ سوائے انگلستان کے اور سب ملکوں سے اسکا لباس ہی بہتر ہے۔ اتنی عمدہ مارچ (رفتار) میں نے کبھی نہیں دیکھی۔ خیر جب سڑکوں پر پانی چھڑک دیا جا چکا اور فوج تمام کھڑی ہو گئی۔ تو گاڑیاں نہایت عمدہ آئیں۔ انمیں سلطان کی بی بی بیٹھی تھیں۔ اور انکی خواصیں آئیں۔ ان گاڑیوں کے ساتھ کچھ سوار آئے اور تمام فوج نے سلامی دی۔ مسجد کے پاس جا کر سب اتر گئیں اور اندر چلی گئیں۔ وہاں انکے واسطے ایک جگہ ہے جس کے آگے چلمن پڑی ہے۔ اس کے بعد سلطان کے بڑے بیٹے آئے اور بحری فوج کے ایک بحری افسر کے پاس ننگی تلوار لیکر کھڑے ہوئے۔ پھر سلطان کے دو چھوٹے لڑکے ایک کوئی چھ برس کا اور دوسرا کوئی آٹھ برس کا اسیطرح چھوٹی چھوٹی تلواریں لیکر کھڑے ہوئے اس کے بعد باجہ بجا اور بگل کی آواز آئی محل کیطرف جو دیکھا۔ تو دل خوش ہو گیا فوج کے بڑے بڑے افسر (سب جنرل جو بڑی بڑی لڑائیاں لڑ چکے ہیں) دو لمبی قطاروں میں آتے یعنے اپنے آقا کے سر کیطرف موہنہ کیئے ہوئے اور دونوں قطاروں کے بیچ میں سب سے بڑے جنرل تھے آئے۔ ہر ایک کے سینے پر پانچ پانچ چھ چھ تمغے سونے اور چاندی کے لگے ہوئے تھے۔ انکے پیچھے ایک نہایت ہی عمدہ چوکڑی میں سلطان آئے۔ (باقی اگلے صفحہ پر دیکھو)
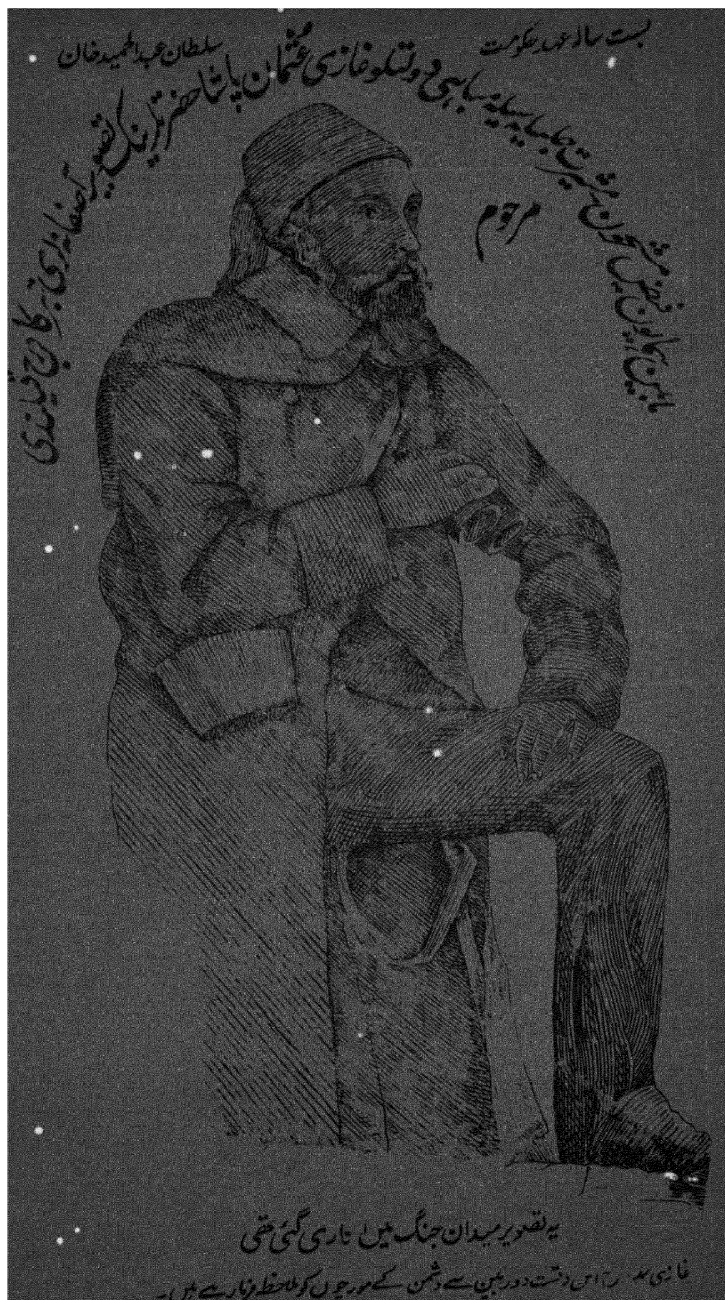
بست سالہ عہد حکومت سلطان عبدالحمید خان

سپاہی و دولتلو غازی عثمان پاشا حضرتلرینک

مرحوم

یہ تصویر میدان جنگ میں اتاری گئی تھی

غازی مد ... اس دست دور بین سے دشمن کے مورچوں کو ملاحظہ فرما رہے ہیں۔

بڑے بڑے عطیے ہمین بخشے۔ ایک موقع پر اوس نے اپنے ظروف اور زیورات اور جواہرات کو بہت بڑے حصے کو خانہ
ماروں کی مدد کر لینے نقدی سے متبدل کر دیا۔ دوسرے موقع پر اوس نے اپنے ذاتی نوکرون کی بہت بڑی تعداد کو تخفیف

بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۰) اور اون کے سامنے غازی عثمان پاشا بیٹھے تھے۔ عثمان پاشا کا سینہ تمغون سے بھرا ہوا تھا۔ اور گو کوٹ پر تمام
سونا ہی سونا تہا۔ تاہم تمغے قریب قریب اوس سنہری کام کو چھپا لیتے تھے۔ سلطان صرف سیاہ کپڑے پہنے تھے۔ فقط ایک تارہ مجیدی اونکے
بائین سینے پر تھا۔ اور معمولی ترکی ٹوپی تھی۔ جیسے سلطان کی سواری گذری فوج نے سلامی دی اور پھر چار دفعہ زور سے لوہے
رتھری چیز سا مارے۔ سلطان سب کو سلام کرتے جاتے تھے۔ مجھ پر تو عجیب اثر ہوا۔ مین نے سلام کیا۔ اور سب نے بھی سلام کیا یا ٹوپی آتاری۔
یہ دن کبھی میرے دل سے نہ بھولیگا۔ سلطان کے مسجد مین جاتے ہی سب لوگ مسجد مین جانے لگے اور باہر تمام فوج کا نمونہ تھا۔ اندر مسجد کے
اور بھی زیادہ لطف تھا۔ سو ایا پچ برس کے بعد مسجد مین مین نماز مین تھا۔ اور خدا کا شکر ادا کیا۔ نماز کے بعد پھر مین وہین آگیا جہان پہلے
بیٹھا تھا۔ اور سلطان کو واپس آتے دیکھکر اوس کے بعد اپنے مکان کو واپس آیا۔ اور کھانا کھا کر آرام کیا۔ چونکہ بہت تھک گیا تھا۔ دوسرے
دن سینٹ صوفیا کی مسجد دیکھی۔ نہایت عمدہ جگہ ہے اور سلطان وہان عید کو جاتے ہین (مسٹر محمد احمد کا سفرنامہ۔ از مہذب ۹ اگست ۱۸۹۲ء)

ساتھ ہی حضرت سلطان ہر ایک تقریب مین کفایت لیکن باشان و شوکت خرچ کرتے ہین۔ جیسا کہ حال مین حضرت اعلی
کے تین بیٹون کے ختنے کی تقریب سے ظاہر ہے جس کی کیفیت ایک لکھنو کے اخبار مین ۱۹۰۸ء مین اسطرح شایع ہوئی تہی:۔
"ہمین اگر اپنے دیسی رؤسا کی مجنونانہ حرکتین اور بیعقلی کی نمائشین دیکھنا ہون۔ تو ہم اس وقت ختنے کی دو شاہانہ اور رئیسانہ
تقریبون کا مقابلہ کر کے بہت اچھی طرح دیکھ سکتے ہین۔ ایک تقریب تو ہمارے اودہ کے نامور رئیس راجہ امیر حسن خان بہادر تعلقدار محمود آباد کی صاحبزادے
کے ختنے کی تھی۔ دوسری تقریب جو ابھی چند روز ہوئے قسطنطنیہ مین سلطان روم کے تین بیٹون کے ختنے کی خوشی مین ہوئی۔ دونون تقریبون
مین زمینداری کی حیثیت سے اور زیر عمل کی حیثیت سے تضاد کی نسبت ہی ہمارے بھولے راجہ صاحب نے تیرہ چودہ لاکھ کی سالانہ آمدنی پر تقریباً
دس لاکھ روپیہ غارت کیا۔ اور قسطنطنیہ مین کروڑون روپیہ حاصل کر نیوالی اور کروڑون جانون پر حکومت کر نیوالی باعظمت ہجرت سلطنت
کے شہزادون کے ختنے کی تقریب مین صرف تین لاکھ روپیہ صرف ہوا۔ یہان کا روپیہ عموماً رنڈیون سے ناچنے بجانیوالون خوشامد کر نیوالون پر اور
پر تکلف جوڑون کی عام تقسیم مین صرف ہوا تھوڑا البتہ راجہ صاحب کے پیر جون کو دیا گیا۔ اور کسی قدر قبلہ و کعبہ کی نذر ہوا۔ مگر کیا غوث یہی
قبلہ و کعبہ کی کہ لڑکے کو بسم اللہ پڑھاتے وقت اونکو گانون ملے۔ اور اسی تقریب مین فضل حسین کو بھی جو لکھنؤ کے ہائ سیمون کا ایک طائفہ ہے
ناچنے کے صلہ مین گانون دیا گیا۔ شاید اسی وجہ سے مولوی سید ناصر حسین صاحب جو ابھی کم عمر ہین۔ اور مرحوم میر حامد حسین صاحب کی یادگار مین گانون
اور جوڑا لینے سے قطعی انکار کر دیا۔ اب اس کے مقابل مین دیکھئے کہ قسطنطنیہ مین کیا کارروائی ہوئی سو وہان پندرہ سولہ روز تک مختلف گروہون
کی دعوتین کیگئین پہلی دعوت جو خاص قصر یلدیز مین ہوئی تہی اوس مین تمام دولتون کے سفیر اور تمام اعلے سرداران دولت عثمانیہ شریک تھے
اوس کے بعد جو دعوتین ہوئین وہ ایک سر سبز مقام مین ہوئین جو "سویٹ واٹرز آف یوروپ" کے نام سے مشہور ہے یعنی یوروپ کا
آب شیرین۔ "عثمانی یتیم خانہ اور اوس کے متعلق سکول جو دار الشفقہ" کے نام سے نامزد ہے سو وہان کے تمام یہ فرشتے (باقی اگلے صفحہ پر

مین لاکر بچت کو مناسب خیراتی کامون پر خرچ کیا۔ اور اوس وقت یورپ کا کوئی بھی بادشاہ اِس سے زیادہ شان وشوکت اور عیش و آرام سے اپنی ملک پر اِس سے تھوڑا مالی بوجھ ڈالنے کی حالت مین بسر نہین کرتا اور یہ امر اور بھی قابل وقعت ہی کہ سلطان کی آمدنی کے بہت بڑے حصے کو پولیٹیکل اکانومی کے پروفیسر انتظام اور نگرانی کی تنخواہ سمجھین گے۔ کیونکہ جس حال مین دوسرے بادشاہ صرف سلطنت کی زیبائش کا کام دیتے ہین بلکہ کار کٹ پتلیان ہین جو بعض لائق اور زبردست وزیرون کے نچائے ناچتے ہین۔ سلطان عبد الحمید بذات خود اپنی سلطنت کی مستعد اور محرک مصلح قوت ہی۔ اور اوس کے وزیر صرف ماتحت افسر ہین۔ جو اوس کے احکام اور ہدایات کی تعمیل کرتے ہین۔

تعلیم کے مضمون کو بیان کرتے وقت مین ایک نئی شاخ کے اجراء کا بیان کرنا بھول گیا جو زراعتی سکولون کے قیام مین ہوئی ہے اور جن کی ملک کو ازحد ضرورت تھی جینے اوس کو نہایت ضروری بتلایا ہے کیونکہ یورپ کی تمام زمینون مین اِس سے بڑھ کر کوئی زیادہ زرخیز نہین۔ اور جو مستعملہ طریقۂ کاشت کی بہت بھدے اور بیہودہ ہونیکے باعث (۔) سب سے کم بار آور رہ رہی ہے۔ پچیس سال گذرے بمقام سین سٹی فانو ایک آزمائشی فارم مقرر کرنے سے اِس کام کی ابتدا کیگئی تھی۔ اور اوس کے قیام کیوقت تازہ بتازہ اصلاح یافتہ کاشت کاری کے اوزار اور کلین مہیا کیگئی تھین اور اسکا اہتمام ایک سپیشلسٹ بعوض بے دادیان کے سپرد کیا گیا۔ چند برسون تک اِس سے عمدہ عمدہ نتیجے حاصل ہوئے۔ مگر کسی نہ کسی طرح اس کا خیال چھوڑ دیا گیا۔ اور وہ بالکل ترک کیا گیا جس سے روپیہ اور محنت دونون ضایع ہوگئے۔ مگر موجودہ سلطنت مین آغوب پاشا سول لسٹ کے وزیر کو یہ خیال گذرا کہ اِس فارم کو درست کر کے اوسکو اسطرح کے یورپین انسٹی ٹیوشنون کی[1]

بقیہ حاشیہ صفحہ (۸۱) مدرسون اور طلبہ کی دعوت ہوئی۔ گولڈن ہارن کمپنی کے دو سٹیمر اپنے سامان کے ساتھ موجود تھے۔ جب لوگ ان کو کاغذ خانہ مین لیگئے۔ جہان دعوت کا سامان کیا گیا تھا۔ اور خاص شاہی باورچیخانہ کا کھانا کھاکے وہ لوگ مسرور و محظوظ ہوئے دوسرے۔۔۔ بحری تجری مدرسے کی پروفیسرون اور طلبہ کی دعوت ہوئی۔ اس کے بعد مدرسۂ صنعت و حرفت کی پروفیسرون اور طلبہ کی دعوت تھی۔ اور یونہی سلسلہ وار ہر طبقے اور ہر گروہ کے لوگون کی دعوتین ہوئین۔ سلطان المعظم نے اس تقریب کی خوشی مین حکم دیا کہ دار السلطنت کی تمام مسجدون کے اماموں اور واعظین مین سے ہر ایک کے پاس کچھ نہ کچھ نقد اور نیز کوئی اور چیز ہدیۃً ہماری طرف سے بھیجی جاوے۔ ایس حکم کی تعمیل بذریعہ حسین فکری آفندی متولی محکمۂ اوقاف عمل مین آئی۔ پندرہ روز تک جو مسلسل دعوتین ہوئین آپ شیرین یورپ بہ مین ہوئین۔ ان مین سے ہر ایک بارونق محفل کا فوٹو عبداللہ برادر کمپنی سلطانی فوٹوگرافر نے لیا۔ یہ سب فوٹو ایک خاص البم مین ترتیب کے ساتھ آراستہ کئے جاوینگے جو بعد تکمیل ملاحظۂ سلطانی مین پیش ہوگا۔

[1] اسلئے ہر ایک صوبے مین زراعتی مدارس اور فارم قایم ہوگئے ہین۔ اور ایک زراعتی بینک بھی قسطنطنیہ مین قایم ہوگیا ہے جس کی شاخین ہر ایک صوبے اور جزیرے مین کھولی گئی ہین۔ حال ہی مین اوسکی ایک شاخ جزیرہ کریٹ مین کھولی گئی۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

بنا پر قائم کیا جاوے۔ سلطان نے بڑی خوشی سے اس بات کو منظور کر لیا۔ اور اب از سر نو قائم شدہ فارم بڑے زور
شور سے کام کر رہا ہے۔ اور اس زراعتی سکول کی جڑ ہے جس کی شاخیں بہت جلد سلطنت کے ہر ایک حصہ میں پھیلی ہوئی
ہیں۔ اور ان طلبا کو جو حصول تعلیم سے فارغ ہو کر ڈپلومہ حاصل کر رہے ہیں (یہ تجویز بالآخر کامیاب ہو گئی) ہر سال تجربے کے لئے
وزیر مختلف صوبوں میں سرکاری فارموں کے انتظام کے لئے بھیجا کریں گے۔ اور اسی طرح بیرونی مملکت کی تمام فارم بڑے بڑے
لائق ڈائرکٹروں کے اہتمام میں ہو جائیں گے۔

دشمن کی فوج کے سرحد سے ہٹ جانے پر سلطان کی توجہ خاص کر اس امر کی طرف متوجہ ہوئی کہ اس کی وسیع سلطنت کے
مختلف حصوں کی آمد و رفت کے رستوں کو درست کیا جاوے۔ عبد العزیز کے زمانہ سے پہلے ٹرکی کی حالت اس بارہ میں نہایت ہی
بری اور نہایت ہی ابتر تھی۔ سڑکیں ہر ایک ملک میں بعض صورتوں کے سوا مسافر کو سہولت دینے کی بجائے تکلیف دہ ہوتی
تھیں۔ اور روم کی سڑکیں ... اور روس کی سڑکوں سے بہت مختلف نہ تھیں۔ اگرچہ انگریزی سرمایہ اور انگریزی محنت نے
آبنائے ڈوور کو عبور کر کے تمام عیسائی یورپ پر پھیل کر آہنی لائنیں بنا دیں جن پر آہنی گھوڑا اندھا دھند سرعت سے اپنے پیچھے
اسباب تجارت کے بیشمار بوجھوں اور ہزاروں آدمیوں کو کھینچتا ہوا دوڑنے والا تھا۔ تو روم اپنے یورپین ہمعصروں
سے تجارتی فوقیت کی دوڑ میں سینکڑوں میل پیچھے رہ گیا۔ اور یہی نہیں۔ درماندہ حالت میں تا وقتیکہ موجودہ
فرمانروائے عنان حکومت کو اپنے ہاتھ میں نہ لیا تعمیر ریلوے میں معتد بہ ترقی کرنا نہایت ہی مشکل کام تھا۔ لڑائی سے تباہ۔
قحط سے ویران۔ بد انتظامی اور تعصب بازیوں سے تقریباً دیوالیہ یہ ملک۔ ایک معمولی کنکروں کی سڑک بنانے کے لئے بھی فنڈ
مہیا نہ کر سکتا تھا۔ بیرونی سرمایہ کے بغیر اب کوئی اور چیز مزدوروں نجاروں۔ لوہاروں کی فوجوں کو کام پر نہیں
لگا سکتی تھی جن کے مضبوط بازوؤں کی حرکت کی بڑی ضرورت ہے۔ قبل اس کے کہ ایک فیٹ لوہا بچھایا جاوے
یا ایک پھاوڑہ گاڑا جاوے۔ بیرونی سرمایہ جو ہمیشہ سے ڈرپوک اور بزدل رہا ہے۔ عبد العزیز کے وزراء کے انتظام
کے وقت سود کی عدم ادائیگی سے بالکل ہی ڈر گیا تھا۔ تاہم باوجود نہایت ہی زبردست رکاوٹوں کے اس صیغہ میں
بھی کچھ نہ کچھ ترقی کی گئی ہے۔ جیسا کہ مندرجہ ذیل اعداد سے ظاہر ہو جائے گا۔ ۱۸۷۸ء میں کل سلطنت میں ۹۵۸
میل ریلوے تھی جس میں سے ۷۸۶ میل یورپین ٹرکی اور ۲۰۷ میل ایشیائے کوچک میں تھی ۱۸۸۸ء میں یہ
تعداد ۱۰۰۷ تک بڑھ گئی۔ اور ۱۸۹۸ء میں ۱۲۵۱ میل تک ترقی پذیر ہوئی۔ جس میں ۹۴۳ ایشیا میں
ہے جہاں یہ چار لائنیں بچھائی گئی ہیں۔ ایک سمرنا سے ڈیکراڈین تک۔ ایک متوطرا سے اسمد تک۔ ایک غیشیا سے طرطوس اور
ادانا تک اور ایک مودانیہ سے بروسہ تک۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۲۔ زیر اہتمام وابت ان آفندی کھولی گئی ہے اور ایک زراعتی فارم بھی ایک تعلیم یافتہ ڈائرکٹر کے
زیر اہتمام قائم کیا گیا ہے ‡ ۱۸۹۵ء علاوہ ان مضمونوں کے اب ایک درجہ بید رگاہ ... (باقی اگلے صفحہ پر)

سلطنت کی آخر الذکر حصہ یعنی ایشیائی روم مین آیندہ کے لیے بہت بڑی وسیع ترقی ہونیکا منتظر رہنا چاہیئے۔ کیونکہ سلطان کا دلی منشاء ہے کہ اس ملک کی آمد و رفت کے رستے درست اور اسکی فراخ اور بیشمار آمدنی کے منبع ظاہر کیئے جائین۔ سرمائے والون کے واسطے دنیا کے اس حصے کیطرف اس وقت مین جبکہ سود کی شرح دن بدن بڑی جلدی سے گھٹتی جاتی ہے۔ بڑی بھاری بھاری قیمین یوروپکے تبادلون مین بھیک مانگ رہی ہین۔ اور لوگ صرف ساڑھے تین یا چار فیصدی سالانہ منافع کی شرح رہجانے پر جھڑک رہے ہین توجہ کرنا بڑا فائدہ مند ہوگا۔

(بقیہ صفحہ ۸۳) رملہ ہوتی ہوئی یروشلم تک کھولی گئی ہے جس کا طول تقریباً تیس میل ہے۔ اب کل تعداد ریلوے ۱۳۰۰ میل کے قریب ہی۔ اور بغداد سے لیکر سمرنا تک تیار ہونیوالی ہے۔ کیونکہ اس کمپنی نے جس کا ذکر اصل کتاب مین ہے سلطان کی شرائط کو قبول کر کے کام شروع کر دیا ہے۔ بغداد سے لیکر کربلاء معلے تک دخانی ٹریموے پہلے ہی سے جاری ہے اب بھی باقی پاشا سمرنا کی حمیدیہ کمپنی کے ڈایرکٹر اور صوبہ ایڈن کے محکمہ رجسٹری کے سابق ڈایرکٹر علی آفندی نے باب عالی مین تجویز پیش کی ہے کہ سمرنا مین برقی قوت کی ٹریموے جاری کیجاوے جو ایڈن کے سٹیشن سے شروع ہو کر حمیدیہ تک ختم ہو علاوہ ازین بنیوم زادہ حسن آفندی کو بیروت سے لیکر دمشق تک دخانی ٹریموے جاری کرنے کی اجازت ملگئی ہے۔ ۱۸۸۸ء مین ۹۸۵ میل ریلوے جاری تھی بدین تفصیل۔ یوروپین ٹرکی مین (۱) قسطنطنیہ سے ایڈریانوپل تک ۱۴۰ میل۔ ایڈریانوپل سے سیرم بے تک ۲۰۶ میل (۳) سالونیکا سے اسکپ تک ۱۵۰ میل (۴) اسکپ سے میٹرووزا تک ۷۵ میل (۵) تلولی سے دلیبیا غلاج تک ۵ میل (۶) ٹرنوا سے جاسبولی تک ۶۵ میل (۷) بنجالوک سے نووی تک ۶۴ میل = ۶۰۸ میل یوروپی روم۔ ایشیائی روم مین (۱) سمرنا سے ایڈن تک ۸۵ میل (۲) سقوطرا سے بیدو تک ۷۲ میل = ۱۰۲ میل۔ ایشیائی روم مین ۱۸۸۸ء مین ۷۰۰ میل ریلوے جاری تھی ۱۸۹۰ء مین ۱۲۵۱ میل تک بڑھائی گئی۔ اور وسط ۱۸۹۵ء تک ۲۰۰۰ میل ریلوے جاری ہوگئی۔ اور ایک ہزار میل زیادہ زیر تعمیر ہے۔ یہ یاد رہے کہ صوبجات ماتحت مصر بلگریا مشرقی رومیلیا وغیرہ کے سلسلہ ہائے ریلوے اس تعداد مین شامل نہین۔ تار برقی ۱۸۸۸ء مین ۲۰۹۵۰ میل تھی جس کی تارون کی لمبائی ۳۱۲۸۰ میل تھی۔ کل پیغامون کی تعداد اس سال ۲۷۴۴۳۴ تھی جن مین ۱۹۰۰۳۵ سرکاری ۵۲۲۳۰ اندرونی اور ۲۹۱۴۵۳ بیرونی تھی تار گھر یکم جنوری ۱۸۸۷ء کو ۷۴۱ تھے۔ اور ۱۸۸۸ء مین اونکی آمدنی ۲۱۳۵۲۴ پونڈ ہوئی۔ اور خرچ ۱۹۹۰۷۵ ہے۔ اس وقت تار برقی ۲۰ ہزار میل سے متجاوز ہے۔ اور تار گھر ۸۰۰ سے زیادہ ہین۔ یکم جنوری ۱۸۸۸ء کو ۴۳۰ ڈاک خانے تھے۔ اس سے پیشتر بیرونی خط و کتابت کی ترسیل وغیرہ ممالک غیر کے ڈاک خانون کے سپرد تھی۔ مگر وہ ستمبر ۱۸۸۴ء مین ہٹا دیگئی۔ اور یہ کام بھی سلطانی ڈاکخانون کے سپرد کیا گیا۔ اس وقت ڈاک خانون کی تعداد ڈیڑھ سو کے قریب ہی۔

توسیع ریلوے کے متعلق دیکھو کتاب فتوحات روم و نیز ضمیمہ ٹرکی کی موجودہ حالت۔ و کتاب ترکوں کی موجودہ ترقیات۔ علاوہ تفصیلی دمشق سے مکہ معظمہ تک سرکاری روپیہ سے ریل بنانے کا حکم بھی ماہ اپریل ۱۹۰۰ء مین صادر فرما دیا۔

ہان البتہ یوروپین ٹرکی مین علاوہ مالی مشکلات کے اور بھی بہت سے امور تعمیر ریلوے کے مزاحم ہین
یہ مزاحمتین مالی بھی ہین۔ اور پولیٹیکل بھی۔ انگریز جو کہ بیس بیس میل تک چو طرفہ طوفان خیز سمندر کی آڑ مین
محفوظ ہین۔ اس بات کو جلد بھول جاتے ہین۔ کہ بر اعظم پر قبل اسکے کہ کوئی لاین بچھائی جائے۔ سرمایہ دارون
اور ریلوے انجنیرون کی تجویزون کے ساتھ ہی بادشاہون اور مدبرون کی تجاویز کو بھی سوچنا پڑتا ہے
اور ان شخصون کا جو بادشاہتون کی حفاظت کو ذمہ دار ہین یہ خیال کر لینا بھی فرض ہوتا ہے کہ اور کون کون
سی چیزین (یعنے فوجین اور سامان جنگ) اسباب تجارت۔ بیوپارون اور عام مسافرون کے علاوہ مجوزہ لاین
لے جانے کے قابل ہوگی۔ مہذب دنیا کے کسی اور حصے مین یہ سوال اتنا قابل غور نہین جتنا کہ یوروپین ٹرکی
مین ہے۔ اس جگہ گو ایک لاین بہ حیثیت تجارتی مفاد کے ترکون کو شاید بہت ہی فایدہ مند ہو۔ لیکن شاید
ساتھ ہی روسیون کو حملہ آور ہونے مین بڑی عمدہ مدد دے۔ اور یہ آخر البیان وجہ پہلے امر کو بالکل بیوقعت
کر دیگی۔ مگر ایشیائے کوچک مین اس قسم کی پیشبندیون یا سوالون کی کچھ ضرورت نہین۔ وہان زرخیز اور بار آور
صوبون مین رستون کے کہولنے کی کوئی بات مزاحم نہین سوا یہ کہ امریکن اور یوروپین سرمایہ دارون کی بیجوگی
اور ناواقفیت۔ یہ امر مسلمہ ہے۔ کہ زردار اپنی ہمدردی کو اپنی جیب تک ہی محدود رکھتا ہے۔ تاہم یہ معلوم کرکے
کہ اب تک کوئی ایسی کمپنی قایم نہین ہوئی جو ایشیائے کوچک کے مغربی ساحل کے کسی ایک مقام سے لیکر (دبرس کے
ہی مقابل سے سہی) خلیج فارس تک ریل جاری کرنے کے لیے آمادہ ہوئی ہو۔ ہر ایک شخص متعجب ہوتا ہے اس
قسم کی لاین سے انگلینڈ کو بہ حیثیت ملکی بہت بڑے پولیٹیکل فایدے حاصل ہو سکتے ہین اور حصہ دارون کو مالی
منافعے۔ اس مین کچھ شک نہین کہ سلطان المعظم سے چند پولیٹیکل رعائتین مانگی جائین گی مگر اپنے ملک مین ہر
قسم کے کام کو رایج کرنے مین اونکی بیحد خواہشمندی کے باعث اونکی جانب سے چند مناسب رعایتون کے عطا
کیئے جانے مین کسیطرح کا شک نہین ہو سکتا۔ اگر ہماری گورنمنٹ ایسی ہوتی جس کی آنکھین ٹپریفالگر سے پرے تک
دیکھ سکتی ہوتین۔ یا فریق مخالف (یعنے لبرل فریق) ہی ایسا ہوتا جو آیرلینڈ کے سوا کسی اور چیز کو بھی مد نظر رکھتا
(یعنے انگلستان کے دونون فریق جیکے بعد دیگرے حکمران ہوتے رہتے ہین۔ اگر خود غرضی سے خالی۔ اور
وسیع الخیال ہوتے) تو نہ ہی روم کو اور نہ ہی انگلینڈ کو ایک ایسی کمپنی کا انتظار کرنا پڑتا۔ جو کم سے کم قابل
امکان منافعے کی قوی ضمانت پر کام شروع کر دیتی۔ کچھ عرصہ ہوا ہمنے پالمال گزٹ مین جو لنڈن مین زار کا نیم سرکاری
پرچہ ہے۔ دیکھا کہ وہ سلطان کا اس بات پر مضحکہ اڑاتا ہے کہ اوسنے ایک بڑے امریکن تاجرون کے ساتھ ملاقات
کی وجہ سے جس کی کشتی قسطنطنیہ کی خلیج مین لنگر انداز ہوئی تہی۔ اگرچہ یہ بات عام طور پر معلوم نہ ہوتی کہ اس
اخبار کے آسیب وہ متقل مزاج ایڈیٹر کا کمزور دماغ ایک پسندیدہ روسی ڈپلومیٹسٹ (سفیر) کی خوشامدون اور

دلاویز یون سے بائبل چکر مین آیا ہوا ہے تو یہ مشکل سے قابل اعتبار معلوم ہوتا کہ اپنی رعایا کو فایدہ پہونچانے کیلئے کسی بادشاہ کی کوششون کو انڈین کا کوئی ایڈیٹر اسکے برخلاف تہمت لگانے مین استعمال کرتا۔ خیر اگر عیسائی یا یہودی سرمایہ کبھی ایشیاء کوچک مین داخل بھی ہو تو موجودہ سانحون سے یہ امر ثابت ہوگیا ہے کہ اعلیحضرت سلطان المعظم عبد الحمید کو اس بات کا ضرور خیال رکھنا چاہیے کہ تمام فایدے اور محاصل جوڑ دار رون اور محوز رون کے آہنی صندوقون ہی مین نہ داخل ہو جائین۔ مگر سلطان نے تلخ تجربے سے معلوم کر لیا ہے کہ زردار شکاری لوگ اون کے ملک کو ایک بڑا عمدہ شکار خیال کرتے ہین۔ اور اسی لیئے اونکی رعایا اطمینان رکھے کہ کبھی کوئی ایسی رعایتین نہ عطا کیجائینگی تاوقتیکہ اون کے خاص خاص فوائد اور محاصل کا معتدبہ حصہ عثمانی سلطنت کو نہ ملجائے۔ وہ سوانح جن کا ہمنے ذکر کیا ہے۔ اوس ریلوے سے متعلق ہین جو مسیس آئرلینگر۔ آرٹ اور سیفیا مرصاجان کے روپے سے بننے کو تھی۔ سلطان نے بہت بڑی رعایتین دینے کے عوض مین ان شرائط پر زور دیا تھا۔ (اول) ٹھیکہ دار ایسمار اور انگورا سے ایک ہی وقت کام شروع کر کے لائین کو مقام آخر الذکر سے لیکر بغداد تک لیجائین (دوم) گورنمنٹ کا اختیار ہوگا کہ تاریخ عطائے ٹھیکہ سے نہ کہ اجرائے ریلوے کی تاریخ سے تیس سال بعد لائین کو خرید لے (سوم) یہ خریداری تاریخ خرید کے ماقبل پانچسالونکی کل آمدنی کی اوسط سالانہ کے پچاس فیصدی کے برابر سالانہ اقساط مین ادا کیا جائیگا۔

یہ شرائط باوجود ایسی نرم ہونے کے کہ شاید ہی کوئی اور سلطنت کسی اجارے کے عطا کرنے کے عوض مین انہین پیش کرتی۔ مسٹر آئرلینگر نے منظور نہ کین اور اس وقت تک یہ امر معرض التوا مین ہے۔ مین شرط نمبر ۲ کو خاصکر جتلاتی ہون۔ اس سے سلطان کے اس پولیٹیکل فہم و فراست کا پتہ ملسکتا ہے جس کا ہمنے پہلے بھی ذکر کیا ہے۔ اگر ایسی ہی شرائط انگلش گورنمنٹ بڑی بڑی ریلوے لائینون کے اجارے عطا کرتے وقت کر لیتی تو آج ہماری انگریزی قوم سر ایڈورڈ وٹکن[1] جیسے اشخاص کے ظلمون کے برداشت کرنے سے بچی رہتی۔ فرنچ گورنمنٹ اپنے وقت مین زیادہ دانا رہی۔ چنانچہ تھوڑے ہی سال گزرنے کے بعد فرنچ قوم اپنے ریلوے سلسلے کی آپ مالک ہو جائے گی۔ ریلین زمانہ موجودہ کی شاہراہین ہین۔ اور یہ ایک بڑا ظلم ہے۔ کہ خاص خاص پرائیویٹ اشخاص آمد و رفت کے دائمی اجارہ دن پر قابض ہون۔ سرمایہ دار کا بڑے سے بڑا یہ حق ہے۔ کہ وہ اپنے صرف شدہ سرمائے کو مع ایک مناسب فایدے کے ان خطرون اور جوکھم کے عوض جو اوسے برداشت کرنے پڑتے ہین۔ واپس لینے کا دعوے کرے۔ سلطان المعظم نے بیرونی قرض دہندون کے فایدے کیلئے اپنی رعایا کی کمائی اور محنت کو ہمیشہ کیلئے مکفول کر دینے سے انکار کرنے سے ثابت کر دیا ہے کہ وہ موجودہ سوشل ازم

[1] یہ شخص انگلستان مین کئی ریلوے لائینون کا مالک اور (علی الاطلاق) بغداد انگلیا لائین کا اجارہ نہایت مناسب دے ... ستمبر ۱۸۹ ... کو دیا گیا ہے ... شرط یہ کہ ... کو خرید سکیگی مفصل حالات کیلئے ... کتاب ترکوں کی ترغیبات ...

(مساوات حقوق بنی انسان) کے خیالات ہمجو دنِ بدن مدبرون کے افعال اور اقوام کی خواہشون مین شامل ہورہی ہے۔ پورا ظاہر ہے۔ مگر صرف ریلوے ہی آمد و رفت کے وہ ذریعے نہین (اگرچہ یہ سب ضروری ہین) جن پر عثمانی گورنمنٹ نے توجہ کی ہو۔ بلکہ مصنفہ کو اچھی طرح یاد ہے کہ ایشیائے کوچک اور بعض جزیرون کی عام سڑکین سال کے خاص خاص موسمون پر بالکل ناقابل گذر رہتی تھین۔ اب وہ یوروپ کی سڑکون کیطرح بہت عمدہ ہوگئی ہین۔ اور انسان و حیوان آسائش سے اون پر سفر کرسکتے ہین۔ ان مین سے اکثر سنگ مرمر سے پاٹی گئی ہین۔ اور سخت سے سخت برساتی موسم مین بھی بڑے آرام سے اون پر سفر ہوسکتا ہے۔ خود ہماری ہائی لینڈ کی شمالی شاہ راہون کے متعلق ایک پرانا بیت زبانزد عام ہے جس کا ترجمہ یہ ہے:۔

"اگر تم نے یہہ سڑکین بننے سے پہلے دیکھی ہوتین۔ تو تم اپنی ٹوپی اوتار دیتے۔ اور جنرل ویڈ کا دلی شکریہ اداء کرتے"۔

اگر یہ بیت ترکی مین ترجمہ ہوجائے۔ اور متوفی جنرل کی جگہ موجودہ سلطان کا نام درج کیا جائے۔ تو یہہ اوس ملک کی باشندون اور سیاحون کے خیالات کو جس جگہہ کہ نئی اور عمدہ سڑکین تیار ہوئی ہین بڑی عمدگی سے ظاہر کرے۔

ملک[۳۳] کا وہ صیغہ جس مین خرچ کی تخفیف بالکل ناممکن ہے۔ سلطنت کا صیغہ جنگ ہی۔ ملک کی

---

[۳۳] ۱۸۸۶ء سے فوجی ملازمت ہر ایک مرد پر (بجز چند مستثنیات مثلاً باشندگان قسطنطنیہ) جو ۲۰ سال کی عمر کا ہوجاوے لازمی کی گئی ہے اِس سے پہلے اختیاری تھی۔ اور اشخاص متعینہ مین سے جو کوئی چاہے پچاس پونڈ عوضانہ اداکرکے فوجی ملازمت مین داخل کیے جانیسے آزادی حاصل کرسکتا تھا۔ اب کوئی ایسی شرط نہین رکھی گئی جس سے سلطنت کی بری طاقت مین کمال قوت پیدا ہوگئی ہے پچھلے جنگ روم و روس کے وقت ترکی افواج کی تعداد کاغذون مین ۷ لاکھ تھی۔ مگر میدان جنگ مین لڑائی کے آغاز کیوقت صرف ...۳۴۳ فوج موجود تھی بدین تفصیل۔ بلقان کے شمال مین ۱۲۰۰۰۰ بایں حساب بمقام ویدین ۵۰ ہزار۔ رسچک مین ۵ ہزار۔ سلسٹریا مین پندرہ ہزار۔ ڈوبروڈشا مین ۱۰ ہزار۔ شوملا مین ۱۸ ہزار۔ ادرنا مین ۱۳ ہزار۔ اور بلقان کے جنوب مین ۴۰ ہزار فوج تھی جو صوفیا اور اوس کے گرد و نواح مین جمع تھی۔ اور ایشیائی روم مین ۷۰ ہزار فوج بایں حساب موجود تھی۔ بر باطوم مین ۲۲ ہزار۔ قارص مین ۲۲ ہزار۔ اردہان مین ۱۲ ہزار اور ارض روم مین ۲۰ ہزار۔ علاوہ ازین ۲۰ ہزار سرکیشین سوار اور بہت سی فوجین ہرزیگوینا۔ البانیا اور قسطنطنیہ وغیرہ مین مقیم تھین۔ پس ترکی دراصل یوروپ مین کل تعداد فوج ۲۱۴ بٹالین فوج پیدل اور ۵۰ سکواڈرن فوج سوار اور ۵۴۰ توپین تھین۔ یعنے ۲ لاکھ ۹۰ ہزار فوج پیدل۔ ۱۲ ہزار فوج سواران۔ ۲۰ ہزار سرکیشین اور ۱۲ ہزار البانیا والے تھے۔ اور ایشیائی ترکی مین زیر کمان غازی احمد مختار پاشا ۷۰ بٹالین پیدل ۴۰ رسالے اور ۹۰ توپین تھین یعنے ۴۷ ہزار فوج پیدل ۳۶۰۰ فوج سواران تھی)۔ باقی (ایشیائی) فوج روسی سرحد سے علاوہ دیگر سرحدون کے لیے ضروری تھی۔ (باقی اگلے صفحہ پر)۔

اسیی حالت مین جب کہ ایک سخت اور بیرحم اور موروثی دشمن ہر وقت سرپر موجود ہو۔ اور مزید برآن کسی ایک مددگار
کی بھی اعانت کی امید نہ ہو تو جو بادشاہ حملے کو روکنے والی طاقت کو گھٹا دے۔ وہ اپنے ملک کا بہت ہی بڑا دشمن اور

بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۷) مندرجہ بالا حساب سے معلوم ہو جائے گا کہ کل فوج جو روم میدان جنگ مین لا سکا۔ ۰۰۰۹۶۳ فوج پیدل ۱۵۷۰۰
فوج سوار۔ اور ۰۰۰۲۴۰ ہزار فوج بے قاعدہ اور ۹۰۰ توپین تھین۔ اور اسی قلیل فوج سے اوس نے سرویا کو شکست دی اور باغی
مانٹی نیگرو کو زیر کیا۔ بوسینیا، ہرزیگووینا اور بلگیریا کی بغاوتون کو فرو کیا اور آخرکار روسیون کے ساتھ جو میدان جنگ مین ۸ لاکھ
اپنی اور ایک لاکھ رومینیا کی کل ۹ لاکھ فوج لائے۔ آٹھ ماہ تک جنگ غالبانہ کیا۔ اور اگر جرمنی اس اڑے وقت زار روس کو
پولینڈ ملکی حفاظت کا ذمہ اوٹھا لینے سے مدد نہ کرتی۔ تو عاقبت معلوم ہو جاتی۔ اور بعض ترکی جنیلون کی نمک حرامی بالائے طاق
رہی۔ جو اگر نمک حرامی نہ کرتے تو ممکن نہ تھا کہ روس کسی طرح کامیاب ہو سکتا۔ تو اب اس وقت جب کہ سلطان المعظم ۱۰ لاکھ سپاہ
فوج میدان جنگ مین لا سکتے ہین اور کل مسلمان عموماً اور ترک خصوصاً پچھلے جنگ کے داغ ندامت کو محو کرنے پر ادہار بیٹھے
ہین۔ تو روس شوم یا کسی اور دشمن روسیاہ کا کیا مقدور ہے کہ اودھر دھیان کرے۔ چنانچہ ۱۸۹۷ء مین جب یونان نے ذرا سر اوٹھایا تو
امیر المومنین نے ایکا ایکی اندر ۱۰ لاکھ ۲۰ ہزار فوج پیدل اور ۴۵ ہزار فوج سواران سرحد یونان پر جمع کر دی جس سے تمام یورپ مین تہلکہ
پڑ گیا۔ اور ہر کہ و مہ کی لب پر یہ جاری ہو گیا کہ مرد بیمار بالکل صحت یاب ہی نہین بلکہ توانا اور مضبوط ہو گیا ہے۔ اوسی سال ہندوستان
مین بھی بمقام دہلی ہماری گورنمنٹ عالیہ نے کیمپ آف ایکسرسائز قائم کیا تھا۔ ناظرین کو بخوبی یاد ہو گا کہ کل کتنی فوج جمع ہوئی
دیکھنے جلد ۴۵ ہزار اور کتنا عرصہ پہلے تک دو ماہ تردد ہوتا رہا۔ اور پھر کھ ابھی جنگ مصنوعی تھا اور ہماری گورنمنٹ کی تمول کا
مقابلہ بھی سلطان کی دولتمندی سے کر لینا۔ اور جو سفر اور حضر مین آسایش۔ بار برداری اور نقل مکان مین آرام اور سہولتین اس جگہ روم کو
ایسی نصیب نہین ہین۔ ہر سال ایک خاص تعداد افسرن کی پرشیا مین تکمیل تعلیم کیلیے روانہ کیجاتی ہے چنانچہ اسی سال ۱۸۹۷ء مین چودہ نوجوان ترکی
افسر جرمنی بھیجے گئے ہین جو وہان کی مختلف فوجون مین دوسرے درجہ کی لفٹنٹی مقرر ہوئے۔ سرحدون پر اور مناسب مقامات اور متعارف
مین بڑے بڑے مضبوط قلعے تعمیر کرائے گئے ہین حال ہی مین صرف ولایت بیتیا مین چودہ چھوٹے چھوٹے جدید قلعے تعمیر کیے گئے
ہین۔ دردانیل کے ساتھی پر چار ساحل بحیرہ پر چار ساحل دولونیا پر دو ساحل فلاتمیس پر ایک حصار مین اور ایک کرانیا مین ترکی
نوجون کو ریجیمنٹ جمعون مین بھی تقسیم کیگئی ہین۔ نقل و حرکت افواج مین سہولت پیدا کرنیکے لیے تجاویز سوچی جاتی ہین۔ چنانچہ دولت عثمانیہ
کے جدید قانون نقل و حرکت افواج کی بنا پر ممالک محروسہ کے ہر شہر مین ایک کمیشن ۱۸۹۸ء مین بٹھایا جانیوالا تھا کہ جسکی ابتدا سب سے پہلے دمشق
مین شہزادہ احمد پاشا کی صدارت سے ہوئی تھی۔ مدارس حربیہ ہر ایک صوبے کے صدر مین قایم کیے گئے ہین۔ بنکالدہی کو مدرسہ حربیہ سے ۱۸۹۸ء
مین ۴۷ طلبا نے امتحان پاس کیا جن مین سے چھ کو جنرل اسٹاف کے لیے مزید تعلیم حاصل کرنیکا حکم ہوا۔ چار جاپانی ملٹری سیکھنے کیلیے سید ابراہیم
آفندی کے سپرد کیے گئے۔ اور با اعتبار کو فوج مین نئے عہدے دیے گئے۔ سلطان المعظم کی افواج قاہرہ ریپیٹنگ میگزین بندوقون سے
مسلح کیگئی ہین۔ کروپ توپین توپ خانون مین داخل کیگئی ہین۔ چنانچہ اسی سال ۱۷۴ کروپ توپین محکمہ بحری مین تیار ہوئی ہین +

غدار ہوگا۔ مگر یہان بھی سلطان کا مصلح ہاتھ کسی قدر خرچ اسی طرح گھٹتا ہے کہ طاقت بھی کم نہ ہو نہین رکا۔ دوسرے ملکون کیطرح جبتر فوجی خدمت کے اصول کو برتنے سے عثمانیہ گورنمنٹ اوس روپے کا بہت بڑا حصہ جو دا لنٹیر فوجون کو دینے مین صرف ہوتا تھا بچا کر افسرون کی درستی تعلیم اور بری و بحری فوجون کی درستگی مین خرچ کرتی ہے۔ ترکی افسرون کی ایک خاص تعداد وہ فنون جنگ سیکھنے کیلئے جن کو اس فن کے بڑے بڑے بر نفیس عمل مین لاتے ہین۔ ہر سال پروشیا کو بھیجی جاتی ہے سٹاف افسرون کے مختلف گروہ ہر سال کل سلطنت مین جنگی دورہ کرنے کیلیے بکثرت بھیجے جاتے ہین کہ وہ ملک کی قدرتی کیفیت سے واقف ہون۔ ترکی ایجنٹ متعینہ ممالک غیر اون ایجادونکی کیفیتین جن کے استعمال سے جنگی طاقت کو زیادہ تقویت پہونچے برابر قسطنطنیہ کو بھیجتے رہتے ہین اور اگر یہ نئی اصلاحین مناسب معلوم ہوتی ہین تو فوراً استعمال مین لائی جاتی ہین۔ موجودہ جنگ و جدل کی نہایت ضروری چیزون مین سے ایک ریلوے پلٹن ہے۔ یہ بھی قایم ہو رہی ہے۔ اور ترکی کی جنگی تیاری اب اس درجہ کی ہے کہ وہ شخص جو فنون جنگ سے پورے ماہر ہین بتلاتے ہین کہ اگر اب کوئی دوسری شمال کی روحانی مقدس مورت (یعنے زار) خونریزی اور آتش فروزی کی کسی دوسری دینی مہم کے لیئے چڑہائی کرے گی تو اوسکی آؤبھگت اوس تواضع سے بہت ہی مختلف ہوگی۔ جو کہ اوس کے پچھلے غاصبانہ صلیبی جہاد کیوقت کی گئی تھی۔

ترکی بیڑہ جہازات ہر وقت سلطنت کا ایک مضبوط بازو رہا ہے۔ اور یہ صرف موقع نہ ملنے کے باعث تھا کہ پچھلی[۵۳۴]

[۵۳۴] ۱۸۹۷ء مین سلطان المعظم کے محکمہ بحری مین پندرہ بڑے اور ۲۰ چھوٹے آہنی جہاز۔ ۱۱ ایٹر۔ ۵۴ سٹیمر اور ۱۰۰ دوسرے جہاز اور ۳۰ تارپیڈو کی کشتیان تھین اور اب ہر وقت اون مین ترقی ہو رہی ہے جو کہ مطالعہ اخبارات وم سے معلوم ہو سکتی ہے۔ بحری افسرون کے لیئے جزیرہ ہلکی مین خاص مدرسہ ہے۔ اور قسطنطنیہ اور رسیمہ مین تعلیم متعلقہ توپ خانہ کے لیے انگریزی طرز پر ایک ایک تین ڈاک والا جہاز مقرر کیا ہوا ہے۔ مسٹر ای۔ جے۔ ریڈ صاحب ملکہ معظمہ کے محکمہ بحری کے سابق چیف کنسٹرکٹر لکھتے ہین کہ اگرچہ بابعالی نے اپنے آہنی جہازات کے بیڑہ کو بالکل مستولی طرز پر بنانے مین بڑی غلطی کی ہے۔ تو بھی جنگی کارروائیون کے لیئے یہ بڑی ہی زبردست اور پایدار طاقت ہے۔

۱۸۹۷ء مین سلطنت عثمانیہ کی بحری و تجارتی بیڑہ کی جو حالت تھی وہ معہ اس وقت کے بڑے بڑے آہنی جہازون کی فہرست کے ذیل مین درج ہے اور چونکہ آہن پوش جہازات کے بیڑہ مین بہت ردوبدل ہو چکا ہے چند پرانے آہن پوش فروخت کر دیئے گئے ہین۔ اور کئی جدید تیار کیئے گئے ہین۔ اس لیئے اون کے جدول معہ تجارتی بیڑہ کی مجمل کیفیت کے جس مین حیرت انگیز ترقی ہوئی کتاب واقعات ۱۹ محاربات ہائسلی ترکی موجودہ حالت مین درج کر دیگئی ہے۔ یہ پرانی جدول اسیلئے رہنے دیگئی ہے کہ ناظرین کو نسبتی حالت معلوم ہو جائے۔

لڑائی میں وہ قوم کی نمایاں خدمت نکر سکا۔ ہمیں معتبر ذریعوں سے خبر ملی ہے کہ وہ ایسا کبھی مضبوط اور جنگ کیلئے ہر وقت تیار نہ تھا جیسا کہ اس وقت ہی۔ بائیس اوّل درجے کے تارپیڈو کشتیوں کی حال ہی کی ایزادی سے

بقیہ حاشیہ صفحہ (۸۹)۔

پندرہ بڑے آہنی جہازوں کے نام جو ۱۸۸۹ء میں عثمانیہ جنگی بیڑہ میں تھے

نمبر شمار	نام جہاز	سطح آب پر آہنی چادر کی دبازت۔	توپ		طاقت اسپی	وزن ٹن میں	درجہ
			تعداد	وزن			
۱	مسعودیہ	۱۲- انچ	۱۲ ۹	۱۸ ٹن ۶½ ٹن	۵۵۰۰	۹۱۴۰	اوّل
۲	نصرتیہ	۱۲- انچ	۱۲ ۹	۱۸ ٹن ۶½ ٹن	۵۵۰۰	۹۱۴۰	〃
۳	مبندوزبہ	۱۲ انچ	۱۲ ۹	۱۸ ٹن 〃 ۶½	۵۵۰۰	۹۱۴۰	〃
۴	عزیزیہ	۱۰- انچ	۱ ۱۵	۱۲ ٹن 〃 ۶½	۴۸۰۰	۶۴۰۰	دوم
۵	ارخانیہ	۱۰ انچ	۱ ۱۵	۱۲ ٹن 〃 ۶½	۴۸۰۰	۶۴۰۰	〃
۶	محمودیہ	۱۰- انچ	۱ ۱۵	۱۲ ٹن 〃 ۶½	۴۸۰۰	۶۴۰	〃
۷	عثمانیہ	۱۰- انچ	۱ ۱۵	۱۲- ٹن 〃 ۶½	۳۰۰۰	۴۲۰۰	〃
۸	آثار توفیق	۹- انچ	۸	۱۲ ٹن	۳۰۰۰	۴۲۰۰	〃
۹	فتح بلند	۹- انچ	۴	۱۲ ٹن	۱۸۰۰	۳۷۶۰	سوم
۱۰	مقدمہ خیر	۹- انچ	۴	۱۲ ٹن	۱۸۰	۳۷۶۰	〃
۱۱	اجلالیہ	۷- انچ۔	۴	۱۲- ٹن	۱۶۵۰	۲۴۰۰	〃
۱۲	آثار شوکت	۷- انچ	۱ ۵	۱۲ ٹن 〃 ۶½	۱۶۵۰	۲۴۰۰	〃
۱۳	نجم شوکت	۵½- انچ	۱ ۵	۱۲ ٹن 〃 ۶½	۱۵۰۰	۲۲۲۸	〃
۱۴	عون اللہ	۵½- انچ	۴	۱۲ ٹن	۱۲۰۰	۱۴۰۰	〃
۱۵	معین ظفر	۵½- انچ	۴	۱۲- ٹن	۱۲۰۰	۱۴۰۰	〃

۱۸۸۵ء میں جنگی بیڑہ جہازات میں ۲۴۶۸۰ ملّاح اور ۴۰۰۰ بحری سپاہ تھی۔ ترکی تجارتی بیڑہ جہازات کا جون ۱۸۸۸ء میں کل وزن ۱۸۰۵۰۰ ٹن تھا جن میں دور دراز تک سفر کرنے والے ۲۲۰ بادبانی جہاز وزنی ۴۵۰۰۰ ٹن اور اسٹیمر وزنی ۳۳۵۰۰ ٹن تھے۔ موجودہ بحری و تجارتی جہازات کی تعداد کیلئے دیکھو کتاب۔ کی کی موجودہ حالت۔

یہاں ایک آرٹیکل ترکوں کی موجودہ حالت پر ایک اردو اخبار سے نقل کیا جاتا ہے جو اپنی حالت آپ ظاہر کر دے گا۔

اوس کے کمانڈر اس قابل ہوگئے ہین کہ ہر ایک بحری لڑائی مین بے خوف وخطر شریک ہوسکین۔ اور عثمانی بحری طاقت کی پرانے جلال وشوکت کو پھر تازہ کرین۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۰) ترکون نے اپنے تمام انتظامون کے ساتھ اپنی نوجون کو بہت ترقی دلادی ہے انگریزی اخبارات جو اکثر ہمیشہ اونکی عیب جوئی مین رہا کرتے ہین۔ اب وہ بھی اعتراف کرتے جاتے ہین۔ کہ ترکی فوجین اب بہت قوی ہین پایونیر بحوالہ ڈیلی سر انیکل لکہتا ہے کہ "گو کیسا ہی خراب انتظام ترکی کا ہو۔ مگر سلطان بہر کیف اپنی فوج کو آراستہ رکہنے مین تہوڑی ہی مدت کی بعد چھ لاکھ "بینٹیگ" رائفل بند قین فوج کے ہاتہ مین یا میگزین یا سلحخانے مین ہونگی۔ توپخانے مین چند توپین کرپ کی کارخانہ کی ہین جن سے بہتر یورپ مین نہین ہین۔ انچاس سلے ایشیائی ٹرکی مین بھرتی ہوکر اب فوج مین شریک کئے گئے ہین۔ سلطان کے جہازون کا بھی حال بہت عمدہ حال ہے۔ یہ سب انتظام موجودہ سلطان المعظم کی بیدار مغزی اور سرگرمی سے عمل مین آئے ہین۔ ان سے بیشتر انتظام مملکت دراصل خراب تہا۔ ترکی اخبارات اور وہان کی خبرون کے ذریعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ موجودہ سلطان نے بہت اچھی طرح سمجھ لیا کہ یورپ کی عام رفتار اب کیا ہے۔ سابق مین ترکون کو یورپ سے نکالنے کیلیئے کروسیڈ کے نام سے بڑی بڑی معرکہ آرائیان ہوچکی ہین بڑے بڑے اتفاق ہوئے۔ بڑی بڑی فوجین روانہ ہوئین۔ لیکن ترکی فوج نے ہمیشہ سارے یورپ کا موںھ پہیر دیا۔ اور کبھی ترکون کے مقابلہ مین کسی قوم کو کامیابی نہین ہوسکی۔ یورپ نے ان علانیہ کوششون مین تہک کر زمانہ حال کی حکمت عملیون کے مطابق ایک ایسا کروسیڈ شروع کیا جس کی بنا، صرف باہمی اتفاق اور ترکون کی اندرونی حدود مین پہوٹ ڈالنے پر تھی۔ ترکون مین جو ضعف بتایا جاتا ہے اسکی وجہ یہی ہے اور ہم کو خواہ مخواہ تسلیم کرنا پڑیگا۔ کہ روس وغیرہ کو اس قسم کی حکمت عملیون مین ایک حد تک کامیابی ہوئی گزشتہ صدیون کی حالت دیکہنے والا بمشکل سمجھ سکتا ہے کہ ترک ان دنون کیون اس قدر ضعیف ہین جو کہا جاتا ہے کہ ترکون مین عشرت پسندی اور دولت کی کہل پیدا ہوگئے۔ گو ہم اسکو مانتے ہین۔ مگر اس حد تک ہرگز نہ مانین گے کہ اون کا تنزل انہی باتون سے ہے۔ صرف وجہ یہہ ہے کہ یورپ جن دنون ایکطرف مذہبی کروسیڈ کے نام سے مسلمانون کا مقابلہ کر رہا تھا۔ اوسی وقت وہان ایک دوسرا کروسیڈ بھی شروع ہوگیا تھا جس کی غرض خود دین مسیحی سے مقابلہ کرنا تھا۔ اس کروسیڈ پر بہت سے فلسفیون بہت سی مذہبی بہادرون اور نیز مذہبی ریفارمرون کی زبانیان چڑہین۔ آخر کو کرسچینٹی کو زک ملی۔ اگر مسلمانون کے مقابلہ والے کروسیڈ مین یورپ ناکام رہا لیکن اس دوسرے کروسیڈ مین اوسے کامیابی ہوئی۔ دین مسیحی صرف نام کیلئے رہ گیا۔ چرچ کی حکومت تباہ ہوگئی۔ پوپ کی وقعت بہت بٹہ لگ گیا۔ اور وہی لوگ جو اپنے آپ کو دین عیسوی کا پابند بتاتے ہین خود ہی مذہب کا فیصلہ کرنیوالے بن گئے۔ یورپ اسی بنا پر آج کسی مذہبی حکم کا پابند نہین۔ وہ اپنی ضرورت دنیاوی کیلئے ہر کام کو جائز کرلیتا ہے اور پورے عقلی اصول کی پابندی کرسکتا ہے۔ لیکن مسلمانون نے خدانخواستہ کبھی ایسا جہاد نہین کیا جس کے حملون کا اثر خود اپنے دین پر پڑتا ہو۔ ترکی کا یہ حال۔ کہ کسیطرح مذہبی احکام کی مخالفت نہین کرسکتے (باقی آئندہ صفحہ پر)

سر ہنری ایلیٹ سابق سفیر متعینہ قسطنطنیہ نے بھی اپنے آرٹیکل مین جس کا مینے اوپر ذکر کیا ہے۔ اون واقعات کو بیان کیا ہے جن کی نسبت مین نے بھی لکھا ہے کہ وہ عبد الحمید کی تخت نشینی کے باعث ہوئے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۱) اور یہی فرق ہے جو آج ترکون کو بمقابلہ یورپ ضعیف ثابت کر رہا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ فی الحال ترکون نے بہت ترقی کی اور روز بروز ترقی کر رہے ہین۔ اس بیان کیلئے ہم صرف ڈیلی کرانیکل ہی کی شہادت کافی نہین سمجھینگے بلکہ ایک اور یوروپین کے خیالات کیطرف توجہ کرینگے جس کو دولت عثمانیہ کے حالات پر غور کرنے کا زیادہ موقع ملا ہے وہ پروفیسر ویمبری ہین۔ جنہون نے اپنے گزشتہ لیکچرون کے علاوہ ایشیائی مذہب پر فی الحال ایک جدید لیکچر دیا ہے اُس لیکچر کو ٹائمز آف انڈیا نے شائع کیا ہے۔ اور ہم اوس اخبار سے نقل کرتے ہین:۔

”پروفیسر ویمبری نے دوبارہ مسٹر مینچسٹر مین ۲۰ مئی کو انبوہ کثیر کے سامنے بہ مغربی تہذیب کا اثر مشرق مین“ کے پر ایک لیکچر دیا۔ پروفیسر نے بیان کیا کہ ترک دیگر ایشیائی اقوام مین سے نہایت سر برآوردہ اور ترقی یافتہ ہین۔ بظاہر وہ بالکل یوروپین معلوم ہوتے ہین۔ ان کی عادات اور قواعد بھی یوروپین کی مانند ہین۔ مگر افسوس یہ تبدیلی نسوان کے گروہ مین نہین ہوئی عورتین اپنی قدیم عادات اور رسمون پر قائم ہین۔ جو سینکڑون برس سے چلی آتی ہین یعنے انکو یوروپین قاعدون اور عادات سے کلی نفرت ہے۔ تیس برس ہوئے جب مین ترکی مکان مین رہتا تھا تو مجھے حیرت ہوتی تھی کہ عورتون کو بہت کم تعلیم دیجاتی ہے لیکن اب سلطان حال کے ظل عاطفت مین اونہون نے تہذیب کے میدان مین قدم بڑھایا ہے۔ سلطان نے ترکی مین سکول نسوان مقرر کیا ہے۔ اور یوروپین تہذیب کی ترقی کیلئے بہت کچھ تدابیر کی ہین۔ مین بکمال فخر سے کہتا ہون کہ مین سلطان کا ذاتی دوست ہون جو مغربی خیالات اور یوروپین طریقہ بود و باش سے کامل واقف ہین۔ اور ترکی سلطنت مین زمانہ حال کی تہذیب قائم کرنا چاہتے ہین۔ سکول۔ کالج۔ یونیورسٹی حال کے ترکی زمانے مین بہت کچھ بڑھ گئے ہین۔ اعلٰے فرقہ کے لوگون مین کوئی شخص ایسا نہین ہے جو فرانسیسی زبان خود بول نہ سکتا ہو اور انگریزی۔ فارسی۔ بلکہ جرمنی بھی لکھ پڑھ نہ سکتا ہو۔ اس امر سے کہ علوم سب درجے کے لوگون مین بہت ترقی ہو رہی ہے۔ ترکی انتظام پر دازی مین مغربی خیالات پیدا ہونیکے سبب عمدگی پیدا ہوتی جاتی ہے تھوڑا ہی زمانہ ہوا کہ مینے شیکسپیر کے خاص خاص ناٹکون کا ترجمہ ترکی زبان مین بہت ہی عمدہ دیکھا تھا بہت سی انگریزی کی اعلٰے کتابون کا بھی ترجمہ ہو چکا ہے۔ سلطان جدید سکولون کیلئے صرف خاص سے روپیہ دیتے ہین۔ نوعمرون کو یوروپ بھیجتے ہین الغرض وہ اپنے لوگون مین روشنی پھیلانے کیلئے بیحد کوشش کرتے ہین۔ اس ترکی فرمانروا کی نسبت مین خوشی سے دیکھتا ہون کہ لارڈ سالسبری نے اپنی اسپیچ گلاسگو مین اوکی نہایت درجہ تعریف کی ہے۔ یہ قابل حیرت ایشیائی شخص ہے۔ اس سے بہتر کوئی مجھے نہین ملا۔ یہ ملکی انتظام اپنے ہاتھ مین رکھتا ہے ایسا جیسے محنت مین مصروف رہتا ہے۔ علی الصباح بیدار ہوتے اور معاملات سلطنت شروع کر دیتے۔ بعض مرتبہ مین نے بجے سے بارہ بجے تک مصروف رہتا ہے۔ اور کم خوراک ہے اور شراب نہین پیتا اور واقعی زیر طبیعت سے محنت پذیری کا عادی ہے۔ شاید تم خیال کروگے کہ ایسا اعلٰے منتظم کی حکومت مین ترکی کو (باقی اگلے صفحہ پر)

مگر اس موقعے پر سنہری ایلیئٹ کی تواریخی صداقت اور اوس کی پولیٹیکل فراست چوک جاتی ہی اور اوس کے مضمون کا کل لب لباب صرف مدحت پاشا کے تنزل اور اوسکی مجوزہ کانسٹی ٹیوشن کی ناکامیابی پر نوحہ کرنا ہے۔ وہ سلطان پر بڑے زور سے اتہام لگاتا ہے کہ اُنہوں وہی پرانی اور قدیمی پالیسی اختیار کرلی۔ اور اپنی رائے ظاہر کرتا ہے کہ اگر کانسٹی ٹیوشن کو کارروائی کرنیکی مہلت ملتی تو روم مین اصلاحون کی ترقی بہت ہی جلد اور بہت ہی اطمینان دہ ہوتی۔

مین مدحت یا اسکی تعریف کرنیوالونکی نسبت سخت الفاظ کہنا نہین چاہتی۔ اول الذکر بیشک ایک لائق اور مستعد مدبر تھا۔ اور آخر الذکر (یعنے کانسٹی ٹیوشن) ایسی ہی اچھی اور ایسی ہی بری تھی جیسی کہ یکلخت گھڑی ہوئی کانسٹی ٹیوشنین ہوتی ہین۔

مدحت کی کانسٹی ٹیوشن کی بڑی بڑی تجویزین جو کہ کانفرنس متعینہ قسطنطنیہ کی پہلی نشست پر مشتہر کیگئی تہین یہ تھین کہ چیمبرز مقرر کیے جائین۔ ایک سینیٹ (دیوان امرا) اور دوسرا چیمبر آف ڈپوٹیز (مجلس وکلا) سینیٹ کی ممبرون کو جو ملک کے بڑے بڑے رئیسون مین سے منتخب کیے جائینگے سلطان نامزد کریگا۔ چیمبر کے ممبر ووٹ اندازی سے منتخب کیے جائینگے۔ اور یہہ دونون کل کاروبار سلطنت دوسری یوروپین کانسٹی ٹیوشنون کیطرح کرینگے۔ اسلام سرکاری مذہب مقرر کیا گیا۔ مگر دوسرے مذاہب کو بھی اپنے اپنے طریقہ عبادت کی عام اجازت دیگئی۔ آزادی مطابع اور آزادی تعلیم عطا کیگئی۔ ابتدائی تعلیم لازمی گردانی گئی۔ تمام اشخاص اختلاف مذہب کے لحاظ کیے بغیر کل ملکی عہدون کے حاصل کرسکنے کے مستحق گردانے گئے۔ جائدادین محفوظ کیگئین۔ خانگی مکانات بالکل مصئون کیے گئے۔ اور آخری قاعدہ یہہ بنایا گیا۔ کہ تمام ملکی عہدے دار بغیر کافی اور جائز وجوہات کے موقوف نہ ہوسکین گے۔

تاریخ نے عرصہ قدیم سے کانسٹی ٹیوشن بنانیوالون کی تجاویز کی ناقابلیت کو ثابت کردیا ہی اور علم سوشل [illegible]

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۲) ترقی کیون نہین ہوتی ہے۔ تو میرا جواب یہ ہے کہ مثل شخص کے قومین بھی یکایک ترقی نہین کرسکتی ہین۔ جسطرح کوئی ذی ثروت [illegible] ذاتی ترقی نہین کرسکتا اسیطرح تربیت ہی ترقی نہیں کرسکتی۔ ترک مثل دیگر ایشیائی اقوام کے آج اوسی درجہ پر ہین جس درجہ پر ہم بارہوین تیرہوین صدی مین تھے جس طرح سے ہم تیرہوین صدی سے آجتک کے حال کی تہذیب مین نہ آسکتے تھے اسیطرح ترک بھی نہین آسکتے تہذیب مشرق کیلیے زمانہ اور تحمل درکار ہے۔ یوروپ مین اس زمانہ [illegible] سے رعایت نہین ہوتی ہمیشہ بڑبڑاتے ہین کہ ترکی انتظام بُرا ہے۔ ملک برباد ہو رہا ہے صنعت و حرفت اور علوم سے بے پروائی کیجاتی ہر گز بھی فراموش کرتے ہین کہ ہمنے یہہ باتین بڑی مدت اور مشقت سے حاصل کی ہین۔ ہمنے بڑی [illegible] سے تعصبات اور مذہبی دیوانگی اور پولیٹیکل ظلم [illegible] کیا۔ اگر ترکوں کو وقت مناسب ملے جس سے رفتہ رفتہ [illegible] کی ترقی ہو [illegible] کہ سلطنت سنبھل جائیگی [illegible] بڑے مشرقی مسئلے کی مشکل آسان ہو جائیگی۔

ہمین پڑھا دیا ہوا ہے کہ سلطنت ایک ایسی ترکیب ہی جو کہ اوٹھرتی بھی ہے۔ اور بنتی بھی ہے۔ نہ کہ وہ ایک عمارت ہے کہ کسی معمار یا انجنیر کی لیاقت یا مرضی سے بنائی جاسکے۔ یا تبدیل کیجاسکے۔ اس مین کوئی شک نہین کہ مدحت پاشا کی نیک نیت تجاویز کو کارروائی کرنے کی مہلت نہ ملی۔ لیکن اسکا بہت بڑا سبب سرہنری ایلیٹ کی اپنی ہی گورنمنٹ تھی۔ مگر علم سوشل ازم کے جاننے والوں کو تھی یہ اچھی طرح معلوم ہوگا۔ کہ اوسکی لازمی ناکامیابی کی بڑی وجہ یہ تھی کہ وہ قوم جسپر یہ جبرًا داخل کیگئی تہی پولیٹیکل ترقی کی اس سطح پر ابھی تک نہین پہونچی تہی جسپر ہی صرف ہر ایک قسم کی کانسٹی ٹیوشنین چلسکتی ہین۔ ہمارے انگریز بھائی جن مین صدیون سی سلف گورنمنٹ جاری رہے جو اپنے بادشاہون سے کئی دفعہ لڑائی کر چکے ہین۔ جو سرکاری عہدون کو بُری نظرون سی دیکھتے رہے ہین۔ اور جو مختلف مجلسین۔ کونٹی کونسلین انتظام کلیسیا۔ ذرعہ اندازیون کے صندوق اور ناجایز عملون کے انسداد کے ایکٹ اور کیا کیا کچھ نہین رکھتے۔ یہ بہت جلد خیال کرلیتے ہین کہ کانسٹی ٹیوشنل حکومتین کوہ سینا[*] پر دیگئی تھین۔ اور وہ تمام بادشاہ بذات ہین جو اہین قایم نہین ہونے دیتے۔ اور وہ کل قومین بیوقوف ہین جو اونکے قیام کی درخواست نہین کرتین۔ ہمارا وہ ہموطن جو طبقہ درمیانی کا فرد ہے (وہ آدمی جو سفید ٹوپی پہن کر چوبیہ گاڑی مین سوار رہتا ہے) کیا یہ بھول گیا کہ حکومت کے مختلف طریقے صرف مقصد حاصل کرنے کے ذریعے ہین۔ اور یہ کہ جو وسایل ایک قوم یا رعایا کے ہان اس مقصد تک بہت جلد پہونچا دیتی ہین دوسری قوم کے ہان بالکل ہی اُلٹا نتیجہ پیدا کر دیتے ہین۔ ایک امر جو لنڈن یا نیویارک مین بدچلنی کو روکتا ہے قسطنطنیہ اور بغداد مین اُسی اور بڑھا دے گا۔

اس لئے مجھ پر جو کہ ایک انگریز عورت ہون۔ اور جسے آزادی سے کچھ تھوڑی سی محبت نہین اور جو مطلق العنانی کو کچھ ایسی بہت پسند کرنیوالی نہین۔ یہ امر بخوبی واضح ہے کہ وہ شخص جو عبد الحمید پر الزام لگائے کہ اُسنے اپنے ملک کی اُٹھتی ہوئی آزادی کو بالکل تباہ کر دیا۔ اور قدیم تاریک پولیسی اختیار کرلی ہی۔ یا تو بہت ہی بڑی بد ایمانی کا مجرم ہے یا پولیٹیکل قابلیت اور علم حقوق انسانی سے بالکل بے بہرہ ہے۔ بات یہ ہے کہ سلطان المعظم ان دو نو امرون مین ان پولیٹیکل عاملان خود فروش کی نسبت بہت ہی زیادہ فوقیت رکھتے ہین۔ اس لیئے اونہون نے صورتون سی وتہات کو اور نقلون سے اصلیتون کو معلوم کر لیا۔ اور یورپ کی نیک نیتی (طنزًا) سے بتائی ہوئی اصلاحون کو نظر انداز کرکے اپنی ہی ذات مین طرز حکومت کو محدود رکھا۔ اور صرف یہی مراد رعایا کی مذاق اور احتیاجون کے مناسب تھا جسکی بہتری اور آسایش کیلیئے خداوند کریم نے اونکو ذمہ دار بنایا ہے۔

---

[*] کوہ سینا پر حضرت موسی علیہ السلام کے جانے اور دس احکام ربی کے حاصل کرنے کیطرف اشارہ ہے کہ انگریز لوگ آئینی حکومتون پر ایسے فریفتہ ہین کہ گویا اون کے قیام کا بھی اس موقعہ پر خداوند کریم نے حکم دیدیا تھا۔ ج۔ گلیڈسٹون

زمانہ گزشتہ کے ایک بڑے مشہور مشرقی مدبر (حضرت سلیمان) نے جسے عموماً خیال کیا جاتا ہے کہ اس دنیا کی دانائی کا بڑا حصہ عطا ہوا تھا یہ بیان کیا ہے۔ کہ مشوروں کی کثرت میں ہمیشہ ابتری ہے پس ایسی ابتری اور اوس کے خوفناک نتائج سے سلطان عبد الحمید نے اپنی رعایا کو بچایا ہے۔ اور میں بڑے اطمینان سے ہر ایسے شخص کے پاس اپیل کرتی ہوں جو روم میں رہا ہے۔ اور جو اوسکے باشندوں کے خیالات اور خواہشوں کو جان سکتا ہے کہ وہ بتائے کہ اگر روم کی قسمت ایک واہیات پارلیمنٹ کے سپرد کیجاتی تو کیا اون کے خیال میں یہ ممکن تھا کہ میں اون اصلاحوں کی اتنی بڑی لمبی فہرست لکھ سکتی۔ جو کہ اون فیاض اور فایدہ رسان کاموں کی بہت بڑی تعداد کا ایک تھوڑا سا حصہ ہے جس کو سلطنت عثمانیہ کے موجودہ صدر نے شروع کیا ہے۔ اور جو یا تو مکمل ہو گئے ہیں یا قریب التکمیل ہیں میں اس سے انکار نہیں کرتی بلکہ سچے دل سے یقین رکھتی ہوں کہ وہ دن ضرور آئیگا جب روم (سلف گورننگ) خود حکومت کرنیوالی سلطنت ہو گی۔ مگر یہ دن مدحت پاشا کی تجاویز کی نقل سلف گورنمنٹ سے بجائے بہت جلد آنے کے اور زیادہ پیچھے پڑ جاتا۔ اور اوسی طریقے سے جو سلطان اور اوس کے وزرا نے اختیار کیا ہوا ہے وہ وقت جلد آسکتا ہے۔ امیر المومنین عبد الحمید کے چال چلن کی نسبت چشم دید دیکھنے والے نے اوسکی سلطنت کے پہلے ہی مہینے کے اخیر میں اسطرح پر لکھا ہے:۔

”ہر ایک اہم ملکی معاملے میں سلطان عبد الحمید کی ذاتی رایوں نے ایک بہت بڑا اور قطعی اقتدار حاصل کر لیا ہے جو اقتدار دن بدن بڑھ رہا ہے۔ مگر یہ اوس کے متقدمین کے رعب سے بالکل ہی مختلف قسم کا ہے۔ یہ طفلانہ یا متلون مزاجوں کیسی مداخلت نہیں جو عارضی ترنگوں یا خفیہ مشورہ یا پوشیدہ دباؤ کا نتیجہ ہو۔ بلکہ یہ مداخلت سلطان کیطرف سے تمام امور سلطنت پر ہر ایک قسم کی آگاہی و قدرت حاصل کرنے اور پھر اوس آگاہی کی بنیاد پر اپنی رائے قایم کرنے کی باقاعدہ کوشش ہے۔ وہ کدورت جو شروع شروع میں اوسکے دل میں اون وزیروں سے پیدا ہو گئی تھی۔ جو اوس کے ماقبل حکومت کے اخیر میں بہت کچھ چالاک ہو گئے تھے۔ پوری واقفیت پیدا ہونیکے بعد بالکل دور ہو گئی ہے اور وہ تعلقات جو اوس کے اور اون کے درمیان قایم ہو گئے ہیں عجب ہی قسم کے ہیں۔ صدیوں کے تولید ادب و آداب کے مطابق سلاطین باقی کل دنیا کیطرح اپنے وزیروں کے ساتھ بھی بہت کم خلا ملا رکھتے تھے۔ مگر موجودہ سلطان نے اس تہا رہنے کی بندشوں کو توڑ دیا ہے۔ وہ اونکو اپنے حضور میں بیٹھنے کی اجازت دیتا ہے۔ اور کونسل میں معاملات پر بحث کرنا ہے۔ سنہ حال ہی میں تجارت و حرفت کو ترقی دینے۔ زراعتی مدارس کے کھولنے اور آزمایشی زراعتی فارم قایم کرنے کی بڑی خواہش ظاہر کی ہے (اوسکی یہ خواہش پوری ہو گئی ہے) اوسنے اپنی ذاتی خدمات کیلئے اون افسروں کو منتخب کیا ہے جنہوں نے یورپ میں تعلیم پائی ہے۔ اور جو نہ صرف انہی بانوں ہی کو بول سکتے ہیں۔ بلکہ یوروپ کے مہذب ملکوں کے بڑے بڑے اعلےٰ خیالوں سے بھی واقف ہیں“

اگر سوائے مندرجہ بالا دلایل کے کسی اور ثبوت کی بھی ضرورت ہو کہ ایسی شخص کی براہ راست حکومت روم جیسی ملکی رعایا کیلئے منتخب مجلسون کی حکومتون کی نسبت بہت اچھی ہے تو مجھے یہ ثبوت بلگیریا کی حالت سے ملسکتا ہے جس برس سے عہدنامہ برلن کے مطابق وہ خودمختار ہوا ہے اوس سال سے لیکر آجتک یہ بدقسمت صوبہ سازشون اور بدامنی کا آتشکدہ بن رہا ہے۔ ہر ایک سرکاری عہدہ خالی ہونے پر ہر ایک والی اپنی ایجنٹون کو سازش کرنیکا ایک نیا موقع دیتا ہے کہ اپنی سلطنت کی اغراض کا کوئی ہواخواہ مقرر کراوین۔ اور وہ لوگ (یعنے ایجنٹ) ہر ایک منتخب کنندے سے رشوت دیکر اپنا مطلب نکال لینا ممکن سمجھتے ہین۔ پچھلی لڑائی مین روسی سپاہیون مین یہ عام گفتگو ہوتی تھی کہ ان دہقانون کی حالت جن کو ہم آزاد کرنیکے لیئے آئے ہین ہمارے باپون اور بہائیون کی حالت سے جن کو ہم (روسی سپاہی) پیچھے چھوڑ آئے ہین بدرجہا اچھی ہے۔ اگر یہ خوشحالی بلگیریا کے کسانون مین اب نہین پائی جاتی۔ (اور کل شہادتین ثابت کر رہی ہین کہ یہ روز بروز غایب ہو رہی ہے) تو اون کو اپنے آزاد کنندون اور خود اپنی مجلس (مجلس وکلاء) کا اس تبدل کے لیئے شاکی ہونا ادا کرنا چاہیئے۔

تھوڑا ہی عرصہ ہوا ہے کہ تمام انگریزی اخبارون مین ایک فقرہ شایع ہوا تھا جس مین بادشاہ اٹلی کی ایک سرگذشت بیان کیگئی تھی۔ اسپر انگریزی جمہوریہ خیالات والون نے بادشاہ موصوف پر بڑی تحسین وآفرین کی اسمین یہ بیان تھا کہ جب بادشاہ ہمبرٹ نے چند پبلک باغون کا معاینہ کرتے وقت خیال کیا کہ اوسکی وفادار رعایا مین سے یہان کوئی بھی موجود نہین ہے تو کہا معلوم ہوتا ہے کہ میرے لوگ اس جگہ کی خوبیون اور آسایشون کا بہت ہی کم حظ اوٹھاتے ہین جب اوس سے یہ کہا گیا کہ اوس کے معاینہ کے دوران تک عام لوگ باغ سے نکالے گئے ہین۔ تو انہی اونکو فوراً داخل کیئے جانیکا حکم دیا۔ اور طرفہ یہ ہے کہ یہی باغ ایک شکرگذار اور وفادار انبوہ سے بھرگیا مگر عبد الحمید کی زندگی کے لیئے ایسی ہی دعوے سے کوئی ایسی مشکورانہ شہرت نہ پائی۔ یلدز کوشک کی باغ مین جو کہ اوسکی پیاری جائے رہائش ہے۔ ایکدن کھانا کھاتے وقت انہی دروازے کی باہر ایک بڑے انبوہ کو مجتمع دیکھا جو کہ ان باغون کو نظر دیکھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اوس نے فوراً دروازے کی کھولے جانیکا اور اون تمام لوگون کو جو کہ اکٹھے ہوئے تھے داخل کیئے جانیکا حکم دیا۔ اور اس وقت سے لیکر پبلک ان باغون مین جو تبتک بالکل ممنوع الاجازت تھے برابر دخل پاتی ہے۔ بعض خاص مغربی بادشاہ (مثلاً شاہان روس) جو خیال کرتے ہین کہ تیغ پوش پیغمبر کی وضع (یعنے رعایا سے بالکل الگ رہنا) اونکو داب سلطنت کو شایان ہے۔ ایسا ہی عمل کرنیسے اوس ہر دل عزیزی کو جو پانا

*منتخب کنندہ یا الیکٹر وہ لوگ ہوتے ہین جو پارلیمنٹ یا کسی اور ریپرزنٹیٹو جماعت کی ممبرون کی انتخاب مین رائے دینے کا استحقاق رکھتے ہین انہی کو ووٹر یا رائے دہندہ کہتے ہین۔ امیدوار ان لوگون کو کسی رشوتین دے دلاکر اپنے حسب پسند ممبر کے انتخاب پر آمادہ کیا جاتا ہے۔

ہو رہی ہے۔ شاید کسی قدر سنبھال سکیں۔ یہ صفحے اون خانگی رازون کے بیان کرنے کے لیے نہیں ہیں جن کی حفاظت ایک شہنشاہ اور ایک بھنگی کو یکسان مدنظر ہوتی ہے۔ مگر ہم صرف ایک امر بیان کیے دیتے ہیں۔ کہ جس کو قسطنطنیہ کا ہر ایک باشندہ جانتا ہے۔ یعنی کہ سلطان کی پرائیویٹ زندگی بجائے ایک مشرقی شہزادہ کیحالت کے عام مروجہ خیالون کے مشابہ ہونیکے بالکل ایک انگریزی جنٹلمین سے ملتی جلتی ہے منجملہ اور مالی اصلاحون کے اُنہی حرم کے خرچ کو بہت ہی کم کر دیا ہے۔

وہ نہائت ہی خطرناک ذمہ واری جو متعلق بھان بادشاہون کی قسمت مین لکھی ہے۔ اونکو اون مصلحون کے قایم کرنیمین ہے جنپر اونکی بدقسمت خطادار رعایا کی جانین منحصر ہوتی ہین۔ زندگی اور موت کے اختیارات کو استعمال کرنیکے ہر ایک موقع پر ہمیشہ مدعائے رحم کو مدنظر رکھکر اوسنے سنگدل انصاف کے دعوون کی برخلاف فیصلہ کیا ہی اور اپنی تخت نشینی کیوقت سی لیکر آجتک اُسنے ایک بھی حکم موت پر دستخط نہیں کیا۔

سلطان کی پولیسی کو پورا کامیاب کرنے اور اسکی ایام حکومت کو اُسکی وسیع سلطنت کی کروڑون رعایا کیلیے ایک خالص بابرکت زمانہ بنانے کیلیے اب صرف ایک ہی چیز کی بڑی ضرورت ہی یعنے یورپ مین جلد ہی ورتمام سازشون سی ایک امن و امان کا زمانہ ہو۔ انگلستان اور اسکے مددگارون سے اپنی رعایا کی بہت بڑے حصون مین سے تباہی اور پریشانیون کو خارج کر دیا ہے۔ اور اپنے جیلخانے اور غریب خانون کو خالی کر لیا ہے اپنے گرجون اور کارخانون کو نمازیون اور مزدورون سے پر کر چکے ہین۔ اور اپنے انسانی ہمدردون اور پولیٹیکل اور سوشل مصلحون کی زاید طاقت کو کوئی نیا شغل دینا چاہتے ہین تو اون کو نیکی اور ہمدردی کی قسم ہے کہ وہ برائے خدا اپنی توجہ اُس سلطنت (روس) کیطرف مبذول کرین جو ایک بڑے سیاہ بادل کیطرح آرکٹیکل سے لیکر بحیرہ اسود تک پھیلی ہوئی ہے۔ وہ اپنی مشتر کہ یا دداشتین اپنی مناسب نصیحتین اور اپنی دہمکیان اوس بادشاہ کو دین جس کی فاقہ کش اور ظلم رسیدہ کروڑون رعایا کی زبانون سے مصیبتون اور تباہیون کی بہت بڑی آہ وزاری کا سلسلہ ہر وقت ان خاموش آسمانون پر چڑھ رہا ہے۔ سائبیریا کی کانون مین انتظام ملک کے باعث جلاوطن شدہ اور ٹروبرڈسکوئی کی تاریک زندانون مین پولیٹیکل قیدی اس شمالی مقدس مورت کے پنجے سے اپنی رہائی کیلئے ذرا رحم مانگتے ہین خواہ وہ اس شرط پر کیون نہ ہو کہ اونکی تمام باقیماندہ عمر وحشی ترک کی مملکت مین صرف ہو۔ لیکن اگر شاہان یورپ بے ایمانی اور بزدلی کے باعث ایک نہایت ہی ظالم نہائت ہی دغاباز اور نہایت ہی تاریک تظلم کے معاملات مین جس سے بڑھکر آجتک دنیا میلئے کوئی پلید لعنت نہین ہوئی مداخلت کرنیسے ڈرتے ہین تو وہ اتنا ہی کیا کرین کہ وہ اوس بادشاہ کو نہ ستائین جو اپنی تمام رعایا کو اور اون تمام شخصون کو جن کی چشم انصاف والے ہے وہ نظارہ دکھلا رہا ہے جسکی ہمارے ٹیسنے نامور شاعر نے دلی آرزو کی تھی یعنی کہ ؎ تنازعون اور فسادون کی ایک عالم آشوب طوفان مین اب تک ایک مضبوط بازوقایم ہے"

(۴)
باب چہارم

معاملات مصر[۳۵]

یہان تک سلطان روم کی ذمہ واریون اور فرایض کو بیان کرنے مین اوس طریقے کو جتایا ہے جس

۱۵۱۷ء مین سلطان سلیم اول نے مملوکون سے فتح کرکے داخل ممالک محروسہ عثمانیہ کیا۔ جس وقت سے لیکر ۱۸۰۵ء تک وہ براہ راست سلطان کے زیر حکومت تھا۔ محمد علی پاشا ۱۸۰۵ء مین سلطان سلیم ثالث کیوقت مصر کا وائسرائے مقرر کیا گیا جس نے ۱۸۳۱ء مین باغی ہوکر مصر مین خودمختار حکومت قایم کی۔ اور شام کو بھی فتح کر لیا۔ اور بمقام کونیہ پر عساکر سلطانی کو ہزیمت فاش دی لیکن ۱۸۴۰ء مین سلطان عبدالمجید کے وقت اوسکی افواج کو بمقام عکہ شکست کامل ملی۔ اور محمد علی پاشا نے اطاعت قبول کی اسپر خط شریف مورخہ ۱۳ فروری ۱۸۴۱ء کے روسے مصر کی گورنری محمد علی کے خاندان مین ہمیشہ کیلیے قایم ہوگئی۔ وراثت کا طریقہ خاندان عثمانیہ کیطرح مقرر کیا گیا یعنی سابقہ حکمران کی جگہ خاندان کا سب سے بڑا تخت نشین ہو۔ اور محمد علی پاشا اور اوس کے جانشینون کو والی یا وائسرائے کا خطاب دیا گیا۔ مگر یہ خطاب سلطان عبدالعزیز کے وقت فرمان شاہی مورخہ ۱۴ مئی ۱۸۶۷ء کے مطابق خدیو مصر سے متبدل کیا گیا۔ اور اسی فرمان شاہی کے مطابق مصر کا خراج ۳۷۶،۰۰۰ پونڈ سے ۷۲۰،۰۰۰ پونڈ تک بڑھایا جاکر طرز وراثت تخت نسلاً بعد نسل یعنے باپ سے بیٹے کو ملنے کی قایم کیگئی۔ اور خاندان عثمانیہ کا طریقہ منسوخ کیا گیا۔ اور سب سے اخیری فرمان مورخہ جون ۱۸۷۳ء کے روسے سلطان نے اسمٰعیل اول کو ممالک غیر سے عہدنامہ کرنے اور اپنی علیحدہ افواج قایم رکھنے کے اختیارات بخش دیئے۔ اسامی خدیوان مصر حسب ذیل ہین:-

نام خدیو	تولد	وفات	ایام حکومت	نام خدیو	تولد	وفات	ایام حکومت
محمد علی بانی خاندان	۱۷۶۹ء	۱۸۴۹ء	۱۸۰۵ تا ۱۸۴۸ء	اسمٰعیل	۱۸۳۰ء	۲ مارچ ۱۸۹۵ء کو قسطنطنیہ مین فوت ہوئے	۱۸۶۳ تا ۱۸۷۹ء
ابراہیم پاشا ابن محمد علی	۱۷۸۹ء	۱۸۴۸ء	جون تا نومبر ۱۸۴۸ء	توفیق پاشا	۱۹ نومبر ۱۸۵۲ء	۷ جنوری ۱۸۹۲ء	۸ اگست ۱۸۷۹ء تا ۷ جنوری ۱۸۹۲ء
عباس پوتا محمد علی	۱۸۱۳ء	۱۸۵۴ء	۱۸۵۴	عباس ثانی	۱۴ جولائی ۱۸۷۴ء	زندہ	۷ جنوری ۱۸۹۲ء
سعید بن محمد علی	۱۸۲۲ء	۱۸۶۳ء	۱۸۵۴–۱۸۶۳	..	..	..	

(باقی اگلے صفحہ پر)

۲ مارچ کو قاہرہ کی مسجد رفاعیہ مین دفن ہوئے۔ ** ۲ فروری ۱۸۹۵ء کو اونکی ماں ایک عرصہ سے اونکی تمولد ہوئی تہوڑے عرصہ بعد خدیو مصر نے اس سے شادی کی۔ جولائی ۱۸۹۶ء کو اسی بیگم کے بطن سے ایک لڑکی پیدا ہوئی +

اس عہدہ کے موجودہ قابض نے انہیں نبا ملہے جن نے اس طرح لکھا ہے کہ وہ وزرا ایان گویا صرف قانون ہی
بر عظمون تک محدود ہین۔ اور اگرچہ یہ امر مغربی ڈپلومیسی (ممالک مغربی کی حکمت عملی) کی خواہش کے عین مطابق ہے کہ

بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۸) نوجوان خدیو عباس اپنے والد توفیق کے بعد تعلیم چھوڑ کر تخت پر بیٹھ گیا۔ اوس کا ایک چھوٹا بھائی محمد علی بھی
اوس کے ہمراہ یورپ مین تعلیم پاتا رہا ہے۔ خدیو کی اپنی تنخواہ سالانہ لہ ۱۔ لاکھ پونڈ اور اوس کے دادا اسمٰعیل معزول کی ۵۰ ہزار پونڈ
امداد اوس کے خاندان کے دوسرے کل لوگون کو ۷۰ ہزار پونڈ سالانہ ملتا ہے ۱۸۹۳ء مین کل آمدنی ۱۶۲۲ ۵۰۶ پونڈ اور خرچ
۹۱۱۶۲۲ ۷ پونڈ تھا یعنے ۰۰۰ ۷۵۰ پونڈ کی خالص بچت تھی۔ اب بھی تقریبا اسیقدر آمدنی و خرچ ہے۔ کل پرانی قرضہ جس کی ضمانت
مین مختلف صیغہ آمدنی کے مکفول ہین ۹۵۳۰۹۰ ۷ پونڈ ہے اور جس کی ضمانت مین کوئی مد مکفول نہین ۰۰۰ ۵ پونڈ ہے
روس روم کے جنگ کے اختتام پر فوج صرف ۱۵ ہزار رہگئی تھی اور اب ۸ رجمنٹین فوج پیدل کی ہین۔ ہر ایک رجمنٹ تین پلٹن کی ہے
اور ۳ پلٹنین رائفل کی اور ۱۴۴ توپین ہیں۔ جون ۱۸۹۱ء کے اخیر مین مصری محکمہ بحریہ مین دو کاروٹ تین بڑی بڑی کشتیان اسٹیمر
جن مین سے ایک محروسہ نام ۴ ہزار ٹن وزنی اور ۵۰۰ ہارس طاقت والی تھی اور ۳ گن بوٹ ہین جن کا وزن مجموعی ۷۶۲۳ ٹن ہے
سلطنت مصر کا رقبہ و آبادی بمعہ ممالک سوڈان و وسط افریقہ جو ۱۸۸۳ء مین فتح کیئے گئے۔ اور ۱۸۸۴ء مین مطلقاً آزاد ہوگئے
۴۰۰۶۲ مربع میل اور آبادی ۰۰۰ ۶۹۵۲ ۱ ہے۔ خاص ممالک مصر کی آبادی بدین تفصیل ہے۔

ملک مصر	مرد	عورت	میزان
جنوبی۔ مصر البحر۔	۱۳۸۵۲۸۵	۱۴۳۸۷۰۰	۲۸۲۳۹۹۵
درمیانی۔ مصر الوسطےٰ	۳۲۲۶۲۲	۳۳۰۴۴۷	۶۵۳۰۶۹
شمالی۔ مصر الصاعد	۷۳۸۵۳۹	۷۳۰۸۰۰	۱۴۷۱۵۹۸
امصار۔	۲۷۸۷۱۱	۲۹۰۴۰۴	۵۶۹۱۱۵
میزان کل	۲۷۲۵۲۳۰	۲۷۹۲۳۸۸	۵۱۱۷۸۲۷

نوبیا دار فور وغیرہ ممالک کا رقبہ جو ۱۸۷۴ء مین اسمٰعیل کے وقت مفتوح ہوئے اور ۱۸۸۵ء مین مطلقاً آزاد ہوگئے ۲۱۱۲۴
میل مربع اور آبادی ۱۱۳۴۳۳۴۷۴ ہے

مصر خاص مین تین حصے ہین مصر البحر۔ مصر الوسطےٰ اور مصر الصاعد انمین دیہاتی آبادی ۴۵۴۸۵۱۲ و شہری ۵۶۹۱۱۵ ہے
اس مین دو بڑے شہر ہین۔ قاہرہ جسکی آبادی ۳۷۴۸۳۸ اور اسکندریہ کی ۲۱۲۰۵۴ ہے ۱۸۹۲ء کی مردم شماری مین خاص مصر
۹۰۸۸۶ اجنبی محسوب ہوئے۔ جنکی تفصیل یہ ہے یونانی ۰۰۰ ۳۴۔ فرانسیسی ۰۰۰ ۱۷۔ اطالیہ والے ۱۳۹۰۶ آسٹرین ۶۲۸۰ انگریز ۶۰۰۰ جرمن ۱۱۰۰
اور دیگر ممالک غیر کے ۱۳۹۰۔

یکم جنوری ۱۸۹۳ء کو ۱۳۳۹ میل ریلوے جاری اور ۷۹ میل زیر تعمیر تھی۔ یہ کل ریلوے سوائے ایک پانچ میل (باقی اگلے صفحہ پر)

وہ سلطان کی حکومت کی بحیرۂ قلزم اور نہر سویز سے پرے تک پھیلی ہوئی ہونیسے انکار کردین۔ لیکن اگر مین عثمانی حکومت واقع افریقیہ کے پچھلے دس سال کی تاریخ کو چھوڑ دون تو سلطان عبد الحمید کی مشکلات اور کارنامون کا بالکل ناتکمل نقشہ تحریر کرنے والی ہونگی۔ سلطان کا کام بہت ہی ہلکا ہو جاتا۔ اگر مصر کی حالت سلطنت کی یوروپی اور ایشیائی صوبون کی حالت سے بہت کچھ متضاد ہوتی۔ مگر جیسی ابتری وہان پھیلی ہوئی تھی ویسی ہی اس جگہ بھی تھی یکسان باعثون سے یکسان نتیجے پیدا ہوتے ہین۔ مرکز کی بد انتظامی اور صوبجات بعیدہ کے گورنرون کی غفلت شعاری اور مسلسل بیرونی سازشون سے دریائے نیل پر بھی وہی پولیٹیکل اور تمدنی خرابیان عائد ہوگئی تھین جن کا امیر المومنین عبد الحمید کو باسفورس اور فرات پر سامنا کرنا پڑا تھا۔

وائسرائے اسمٰعیل کی بد انتظامی اور فضول خرچی سے جس پر یوروپین اور یہودی سرمایہ والون نے حسب معمول پھنسانے کیلیے پہلے پہل عنایتی شرح سود پر قرض دیکر عنایت کی تھی سلطان کی تخت نشینی کیوقت تک مصر کی مالی مشکلات درجۂ اتم کو پہنچ گئی تھین۔ فوج بقایا تنخواہ کیلیے چیخ رہی تھی۔ اور کمبخت دہقان اون ٹیکسون کی بوجھ کے نیچے سر مرہ سا ہو رہے تھے جن کی آمد سے لیوانٹ کی عیسائی تماشبیان ورنگارسکے پاکٹ بھرے جاتے تھے۔ اور پیرس کی مجرار کرنے والیون کے جسم آراستہ ہوتے تھے۔ مگر جونہی سلطان کے وار الخلافہ سے مرض الموت دبینے روس کا قبضہ رفع ہوا اوس کو جنوب کیطرف نظر کرنے کا موقع ملا۔ اور امیر المومنین عبد الحمید نوراً بڑی مستعدی سے اوس کے انتظام کی جانب مشغول ہوگئے۔ ازبکو زیادہ دیر تک غور کرنے یا کوئی بہت بڑی تحقیقات کرنے کی تکلیف اوٹھانیکی بغیر ہی معلوم ہوگیا۔ کہ تخت مصر پر اسمٰعیل پاشا کا رہنا زیبا اور موزون نہین ہے۔ یہ جگہ اوس کے مناسب حال نہین۔

مطلق العنان حکومت کے فوائد مین سے ایک یہ بھی ہے کہ بڑے سے بڑے ماتحت کو وہ صرف قلم کی ایک کشش سے بالکل عام درجے کا آدمی بنا دیتی ہے اور اوس کو اوس پارٹی کے ساتھ جس کا وہ معزول شدہ عہدہ دار ممبر ہو جھگڑے اور بحث کرنیکی کچھ ضرورت نہین پڑتی۔ پس اسیوجہ سے ماہ اگست ۱۸۷۹ء کی ایک خوشنما صبحکو خضد اسمٰعیل کو معلوم ہوا۔ کہ وہ اچانک فرعنہ کی تخت سے اُتارا گیا ہے۔ اور ایک بالکل جادو کے کھیل سے اوس کا بیٹا توفیق اوسکا جانشین ہوگیا ہے۔ لیکن کیا یہ تغیر مصری دہقانون کے حق مین بہتری کا تغیر ہوا؟ مابعد کے واقعات کی روشنی سے اس سوال پر

بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۹) کی لائن کے سرکاری ہے۔ ۱۸۸۲ء مین تار برقی ۵۳۲۲ میل تھی جس کی تارونکی لمبائی ۱۳۴۴۴ میل ہے اسکندریہ سے قاہرہ تک ۵۵۴ میل انگریزی تار برقی ہے۔ باقی سرکاری ہین ۱۸۹۰ء مین ۱۰۲۱ ڈاک خانے تھے جنہون نے ۲۵۶۱۵۲۰۔ اندرونی خطوط ۱۲۹۹۰۰ بیرونی خطوط وغیرہ اور ۴۷۱۴۰۔ اندرونی اخبارات اور ۵۷۳۰۰۰ بیرونی اخبارات تقسیم کیئے۔ یہ پرانے اعداد مقابلہ و موازنہ کے لیئے دیئے گئے ہین مصر کی موجودہ حالت مناسب تفصیل کے ساتھ ٹرکی کی موجودہ حالت مین درج کیگئی ہے۔

بڑی متانت سے اور مدلل طور پر بحث ہو سکتی ہے۔

کارلائل کے اصول کو اگر مدنظر رکھا جاوے تو بیشک بیٹے کی نسبت باپ زیادہ تر لایق اور مناسب تھا کیونکہ اسمٰعیل کی خواہ کتنی خطائین ہون۔ وہ ایک مستقل اور مضبوط آدمی تھا۔ اور توفیق خواہ کتنی خوبیون والا ہو مگر ایک کمزور اور متلون مزاج ہے۔ مجھ ہر نوع کامل یقین ہے کہ جو بوجھ رعایا پر معزول وائسرائے کے بیجا شدائد اور اپنے ذاتی مفاد کی خود غرضانہ کوششون سے پڑتا تھا۔ وہ اوس بوجھ اور ظلم سے جو توفیق کی کمزور اور سست پولیسی سے پڑ رہا ہے بدرجہا ہلکا تھا۔ اگر اعلیٰحضرت عبدالحمید کو اپنے باجگذار صوبے کے حکمران مقرر کرنے مین پوری آزادی ہوتی تو ہمین کوئی شک نہین کہ وہ اوسی طریقہ مباحث سے اور حاکم کا ایسا انتخاب کرتے جو ویسا ہی کامیابی بخش ہوتا جیسے کہ اون کے انتخاب ورہ بانی تقرری گورنران یورپ اور ایشیا مین ہوئے ہین۔ مگر مصری خدیویت موروثی ہے۔ اور گو بادشاہ ایک واحد شخص کو معزول کر سکتا ہے۔ مگر خاندان کو کسیطرح نہین ہٹا سکتا۔ پس بدین وجہ سلطان اس امر پر بانہ کر سکتے تھے کہ توفیق کو سیدھا رستہ بتاوین۔ اور اوس کے اوپر قدم بقدم درستی سے چلنے ہی کا بھروسہ کرین۔ مگر توفیق کی قسمت مین خواہ وہ غلط تھی یا درست یہہ مقسوم نہ تھا کہ وہ بمرضی خود چلے چند سال پیشتر سے ہر سوئیز کے اجرا سے اون سلطنتون نے جن کے جہاز اسمین سے گذرتے تھے مصر مین اپنے فرضی یا واقعی حقوق قایم کر لیئے تھے۔ اور چونکہ جملہ جہازون کے ۲/۳ سے زیادہ انگریزی جہازون کی تعداد تھی۔ اس لیئے لازمی طور پر ہمارے ملک کو وائسرائے کے مشورون مین زیادہ رسوخ اور وقعت حاصل ہو گئی تھی۔ لیکن ساتھ ہی چونکہ یہہ نہر فرانسیسی ہمت اور سرمائے سے تیار ہوئی تھی۔ اور نیز ہمارے نازک خیال ہمسایون پر ابھی تک نپولین کی پولیسی خواہ وہ کچھ ہی ہو۔ حاوی تھی۔ اس لیئے انگریزی گورنمنٹ نے فرانس سے ملکر باجازت سلطان مصر پر دو عملی نگرانی قایم کر لی۔ اس انتظام سے دونون سلطنتون کے وکلا کو ناتجربہ کار توفیق کے مشورہ دہی کا استحقاق حاصل ہو گیا۔ اور اوس کے افعال پر نگرانی کرنے کی متفقہ کوشش کرنیکا حق ملگیا۔

۵۲ مصر مین ۱۸۷۹ء سے یکم ستمبر ۱۸۸۲ء تک فرانس اور انگریزی گورنمنٹ کی زیر نگرانی کل امور طے ہوتے رہے۔ دونون سلطنتون کی طرف سے ایک ایک کنٹرولر جنرل مقرر کیا گیا۔ اور اون کو بے انداز اختیار دیئے گئے جیسے خدیو کے فرمان مورخہ ۱۰ نومبر ۱۸۷۹ء کی مندرجہ ذیل سات دفعات سے معلوم ہو جاوینگے:-

۱- کنٹرولر جنرلون کو سلطنت کے ہر ایک صیغہ اور نیز صیغہ قرضہ قومی مین تحقیقات کرنیکا اختیار ہے۔ اور دیگر کل عہدیداران ملکی کو لازمی ہے کہ کنٹرولر جنرلون یا اونکے ایجنٹون کو کل دستاویزات جو مطلوب ہون۔ دیا کرین۔ وزیر صیغہ مال کو ضروری ہے کہ اون کو ہر ہفتہ دار مداخل و مخارج کا نقشہ روانہ کرے۔ اور دیگر تمام صیغون کے وزرا ویسے ہی نقشے ماہواری روانہ کیا کرین۔

۲- کنٹرولر جنرلون کو اونکی صرف اپنی ہی گورنمنٹین علیحدہ کر سکتی ہین۔

۳- فرانسیسی اور انگریزی گورنمنٹون نے فیصلہ کیا ہے کہ ابھی کنٹرولر جنرلون کو عملی اختیارات (باقی دوسرے صفحہ پر)

قاعدۂ قدرت کے مطابق بہ متفقہ صلاح و مشورے اس مضبوط اور مستعد گورنمنٹ کے حق مین جس کا استحکام و استقلال
ترقی اقوام کے انتظام مین کامیابی حاصل ہونیکے لیے نہایت ضروری ہے۔ ہملاک پڑے۔ اس نئی درستی و انتظام کو ایک
سال بھی نہ گذرنے پایا تھا کہ رعایا کو یہ صداقت جس کو اکثر ہماری ترقی یافتہ اقوام نظرانداز کر دیتی ہین معلوم ہو گئی
کہ اس تغیر طریق حکومت سے بھی وہ ویسی ہی بھوکی اور ننگی رہتی ہے جیسی کہ اسمٰعیل پاشا کی یکہ و تنہا حکومت مین بلکہ
وائسرائے موجودہ کی کمزوری سے اور بھی زیادہ مصائب عائد ہونے کا اندیشہ ہے۔ اونہون نے اصلاح اور حفاظت
جان و مال کیلئے پرزور فریادین کرنی شروع کر دین۔ اور جیسے کہ ہر ملکی شورشون مین وہی شخص سرگروہ بنتا ہے
جو ارادے کا پکا اور عزم کا پورا ہو ویسے ہی مصر مین جو شخص اس امر کیلئے منتخب کیا گیا کہ خدیو کے سامنے اونکی عام
کی متفقہ درخواست کو پیش کرے وہ عربی پاشا فوج پیدل کا ایک ثابت قدم کرنیل تھا۔ وہ درخواست یہ تھی کہ بغیر دلوبر
او مکروہ وزارت علیحدہ کیجاوے منتخبہ قومی مجلس مقرر کیجاوے۔ اور فوج کی طاقت ۱۸ ہزار آدمی تک بڑھائی جاوے
ایک ایسے آدمی کا جو خدیو کی ملازمت مین ہو اس قسم کی درخواست پیش کرنا ہی جرم بغاوت مین داخل تھا جسکی قانونی
سزا موت ہی اور ہمین کوئی شک نہین ہوسکتا کہ اسمٰعیل عربی پاشا کو فوراً پستول نکالکر جہان وہ کھڑا تھا اسی جگہہ گولی سے
ماردینے سے اس بغاوت کو شگوفے ہی مین دبا دیتا۔ مگر توفیق ایک بزدل دل سے بنا ہوا تھا وہ قطعی جرأت دینے سے جھجکا اور

بقیہ حاشیہ صفحہ (۱۰۱) نہ عطا کیئے جاوین۔ اس لیئے وہ بھی صرف تفتیش اور نگرانی و اہتمام ہی کا کام کیا کرینگے

(۴)، کنٹرولر جنرل حیثیت وزرا شمار ہونگے۔ اور مجلس وزراء کے ہر انعقاد مین رائے دینے اور بولنے کے ہر وقت مجاز ہونگے۔ مگر رائے دینے کے حقدار نہ ہونگے۔

(۵)، جب مناسب ہو کنٹرولر جنرل قرضہ قومی کے کمشنرون سے ملکر مناسب تجاویز عمل مین لاوینگے۔

(۶)، جب کبھی مناسب سمجھین مگر سال مین ایک دفعہ ضرور کنٹرولر ہر ایک مسئلہ پر رپورٹ تحریر کرکے خدیو اور اوس کے وزرا کو دیا کرینگے

(۷)، کنٹرولر جنرلون کا اختیار ہے کہ اون عہدہ دارون کو موقوف کر دین جن کی خدمات سے اونہین فائدہ نہ ہو وہ بجٹ تیار کیا کرینگے۔ اور تنخواہون اور آمدنیون کا ماہوار نقشہ اونکو دیا جایا کرے گا۔

عربی پاشا کی بغاوت کے زمانہ سے انگریزون نے حفاظت مصر کے وعدے سے مصر مین بہت فوج متعین رکھی ہوئی ہے
جس سے انگریزون کا مصر پر بہت کچھ قابو اور اختیار ہو گیا ہے موجودہ خدیو عباس پاشا بظاہر اس قدر انگریزی تسلط
سے خوش نہین۔ اور عام رعایا مصر کی بھی انگریزی قبضہ سے ناراض ہے۔ اسپر انگریزون نے مصر پر اپنی فوج اور بھی بڑھادی
ہے۔ ٹرکی گو بظاہر خاموش ہی مگر وہ بھی مصر کو خالی کرانا چاہتی ہی۔ انگریز کہتے ہین ہم مصر مین بغرض اصلاح اور ہمدردی انسانی
کیلئے ٹھیرے ہوئے ہین مگر در اصل وہ نہر سوئز کیلئے مصر کو نہین چھوڑ سکتے جو ہندستان کا بہترین رستہ ہی۔ غرضکہ مصر کا مسئلہ تاریخ قبضہ کا
کئی دفعہ چھڑ چکا ہے اور اب پھر در پیش ہے۔ اس کے متعلق چند مضمون کتاب کے اخیر پر ازدیاد کر دیئے گئے ہین۔ مترجم +

عرابی سے تال مثول کر کے اپنے آقا کو قسطنطنیہ میں اس امر کی خبر دی۔ سلطان المعظم عبد الحمید نے اپنی طبعی مستعدی اور مُتصفیٔ کن پولیسی پر عمل کیا۔

اونہون نے ایسی رعایا کے ساتھ جو باغی ہو گئی تھی مناسب وقت اور رحب تاؤ کرنے کی صلاح دی یعنی امن قایم کیا جاوے اور پھر اونکی جایز شکایتون کے بواعث کی تحقیق کر کے اون کو دور کیا جاوے۔ ساتھ ہی اونہون نے خدیو کو فوجی طاقت کی نمائش سے مدد دینے اور شاہی کمشنرون کو مصری رعایا کی شکایتون کو تحقیق کر کے تفتیش کے نتیجہ سے اطلاع دینے کے لیے بھیجنے کی آمادگی ظاہر کی۔

ہر ایک شخص خیال کر سکتا ہے کہ یہ تجاویز ایسی معقول تھین کہ اون کو مناسب حال سمجھ کر فوراً دو عملی نگرانی کرنیوالی سلطنتون کو ہمین منظور کر لینا چاہیے تھا۔ سلطان اس ملک کے شہنشاہ تھے اور اب بھی ہین نہایت ہی ضروری مطالب اور اغراض کے باعث اونکو اپنی سلطنت کو دار الخلافہ مین ہر وقت موجود رہنا سخت لازم ہے۔ بذات خاص ایسی ضروری تحقیقاتون کو نہ کر سکنے کے باعث اونہون نے وہی کیا جو یورپ کا کوئی دوسرا بادشاہ کرتا یعنی اپنی جگہ معتبر سفیر روانہ کرنے کی تجویز کی۔ مگر انگریزی گورنمنٹ نے اوس حقارت آمیز بدگمانی کی افراط سے (جو مشرقی سلطنتون کے ساتھ اسکی سفارتی تعلقات کو اکثر معرض خطر مین ڈال چکی ہے) ان تجاویز پر اعتراض کیا۔ اور انکی تعمیل کی مخالفت کی اور بدامنی کی بواعث کی اور زیادہ تحقیقات کئے بغیر اوس (انگریزی سلطنت) نے ایسی ایک نئی وزارت قایم کرنے کی اجازت دی جس کے ماتحت عرابی پاشا صیغہ جنگ کا انڈر سیکرٹری مقرر ہوا۔ یہ گورنمنٹ اوس پالیسی پر چلی جو انگلستان مین اکثر کامیاب ہو جاتی ہے کہ ایک مستعد بڑبڑانے ولیسکو کوئی عہدہ دیکر اوس سے خلاصی کر لی۔ سلطان کی تجویز درویش پاشا کی ایک محض بیسود مشن پر منحصر کر دیگئی جس سے کچھ نتیجہ نہ پیدا ہوا۔ توفیق ہر ایک شخص کو خوش کرنے کی کمزور اور ناممکن کوشش کرتا رہا۔ وزرا بھی اس تیزی اور آسانی سے بدلتے ہین جیسی ایک انگریز مدبر اپنی رائے کو بدلتا رہتا ہے۔ اور اس ردوبدل سے آخر کار عرابی وزیر صیغہ جنگ ہو گیا۔ پس ملکی کاروبار جب ایک دفعہ درجہ تنزل پر پہونچ گئے۔ تو وہ تباہی کے قعر تاریک مین بڑی سرعت سے گرنے شروع ہو گئے۔

۱۱ جون ۱۸۸۲ء کو اسکندریہ مین ایک بغاوت پھوٹ پڑی جو سوائے دو عملی نگرانی کے انتظام مین اور سلطنت مین سلسلے نفوذ دور کر دیجاتی۔ اور پھر کبھی سننے مین نہ آتی۔ مگر وہ برابر بڑھتی چلی گئی۔ حتیٰ کہ خدیو اور اوس کے وزراء کو اپنا مقام سکونت چھوڑنا پڑا۔ اور وہ کل عربی کو سپینز کا مالک چھوڑ کر بڑی کمینگی کے ساتھ اپنے اپنی مقامون ہی چلدیئے۔

اب انگریزی جنگی بیڑہ جہازات کی عجیب کارگذاری واقع ہوئی۔ جو بقول مسٹر گلیڈسٹون یہ صرف ایک جنگ نما کارروائی تھی۔ نہ کہ جنگ۔ اوس عیب قتدار کا ثبوت جو مسٹر گلیڈسٹون نے اوس پارٹی پر جس کا وہ سرگروہ ہے حاصل کیا ہوا ہے۔ شاید اس امر سے ملجاویگا کہ انکی عزت ناموری اور سوخ اتنی بڑی بھاری ناقابل عفو غلطی کرنیکے بعد بھی بچے ہے تاہم

برائیون مین سے بھی کچھ نہ کچھ فایدہ نکل آتا ہے ما۔ اس مجنونانہ فعل سے اور کچھ نہین تو یہی فایدہ ہو گیا کہ دو عملی نگرانی کا کمبخت انتظام تو اوس سے رفع ہو گیا۔

فریق عہدیداران تقسیم اسکندریہ پر اس ناقابل تشریح اور بیجا کارروائی مین جو کہ ایک دوست کے شہر پر گولہ باری کرنے پر ختم ہوئی شامل ہونے پر بڑا زور دیا گیا ہمارے ساتھی نگرانی کنندون نے شمولیت سے انکار کیا۔ فرانسیسی امیر البحر نے بندرگاہ سے اپنے بیڑے کو ہٹا لیا۔ اور اکیلا انگریزی ایڈمیرل سیمور نے ہی تمام ناموری خطاب امیری اور اپنی مدامی پنشن حاصل کی۔ (نہ بجائے واقعی ہونیکے ذرا استعارتاً ہے ایڈمیرل کو اوسکی خدمات کے عوض ایک اکٹھی رقم عطا کیگئی تھی جس کے سود سے تاہم اوس کے خاندان کو نسلاً بعد نسل انگلستان کی محنتی قوم سالانہ خراج دیتی رہیگی۔ یہ امر مدامی پنشن سے کس قدر مختلف ہے مسٹر بریڈلا اپنے موکلون کو بتا دین)

یہ بڑا کام کیسے کیا گیا۔ اور یہ نمایان فتح کیسے حاصل ہوئی۔ مین سمجھتا ہون اونہین دوہرانا نہین چاہتی یہ کل واقعات اہم سب کے اسقدر دلنشین ہے کہ سوائے ایک سرسری تذکرے کے زیادہ تفصیل کا محتاج نہین۔ مگر ایک بدقسمت شخص کو انصافاً مدد دینے کیلئے یہ کہنے پر مجبور ہون کہ عزبی پاشا پر نئے تمام منصفانہ شہادتون کے مسٹر گلیڈسٹون کی بہادرانہ گولہ باری کرنے کے بعد بھی خدیو کا نمکحلال رہا۔ اور بالکل اوس کے احکام کے مطابق عمل کرتا رہا۔ مگر اسے اس کی نمکحلالی کا صلہ نہ ملا۔ اور توفیق نے فطرتی ہٹ سے جو کمزور طبیعتون کا خاصہ ہے سازشیون اور خود غرض دستگیرون کے دہوکے مین آ کر بجا آوری احکام مین اوسکی مستعدی کو الٹا سمجھکر عہدے سے برطرف کرکے اسے باغی مشتہر کر دیا۔

ان واقعات کے سرسری بیان کے بعد جو جون ۱۸۸۲ء مین عثمانی سلطنت کے ایک شہر کے کسی قدر حصے کے اوس کی بڑی سعادون سلطنت کی توپون سے برباد ہونیکے بعد ختم ہوئے۔ یہ بتانا بیجا نہ ہوگا۔ کہ ان تمام مصری نامہ و پیام سے صاف ظاہر ہو جاتا ہے کہ سلطان عبد الحمید سے اول اول انگلستان نے سفارتی گستاخی پھر کھلم کھلا حقارت اور آخر مین بالکل ہتک کے مذہبے عزتی کے طریقے سے برتاؤ کیا پہلے اوس امر مین اوسکی مخالفت کیگئی جو ضرور اس ابتری کے روکنے مین کامیابی کا موجب ہوتا اور بعد ازان اوسے اس ابتری کو فرو کرنے سے بالکل روکا گیا۔

اس بغاوت کے جواز پر جو عزبی نے کی اور جس کا وہ بانی مبانی تھا۔ رائے قایم کرنا۔ اس وقت اگر ناممکن نہین تو مشکل ضرور ہے بعض (جن کو اصل امر سے واقفیت ہونی چاہیے) عزبی کو باغی اور ایک مفسد پارٹی کے حریص سرگروہ ہونیکا الزام دیتے ہین جسنے کہ تغیر و اصلاح کی فریاد کے سماعت ہونے پر ناراض اور مجوزہ بغاوت کی ناکامیابی سے غصے مین آ کر خدیو کی نوجوان کو بگاڑ کر اوسکی حکومت کے برخلاف مسلح فوجی بغاوت کھڑی کر دی۔ مگر باقی اشخاص (جو نیز اول الذکر کیطرح معاملات سے خوب واقف ہین۔ اور بے لاگ شہادت دیتے ہین) ہمین بتلاتے ہین کہ وہ بیتقی کے برخلاف سچی فاداری کے جوش سے اغراض کے باعث ناحق باغی گردانا گیا تھا اور وہ اپنے سپاہیون کو صرف خونخوار ہنگامے سے بچانے کیلئے

ملک کے وسط مین پہنچ گیا تھا۔ مگر خواہ کچھ ہی ہو۔ اس سے واضح تر اور کوئی امر نہین کہ سلطان عبد الحمید کو (اور وہی صرف ایک ایسے آدمی تھے جو اوس فساد اور جھگڑے کو جو خدیو اور اوسکی رعایا کے مابین برپا ہوا تھا۔ جلدی اور عمدگی سے فیصلہ اور درست کر سکتے تھے) اس امر پر کوئی قاطع فیصلہ کرنیکا ہرگز موقعہ نہ دیا گیا۔ اور جب انگریزی فوجین ایک دفعہ بکثرت ملک مین داخل ہو گئین تو اونھون بڑی دانائی سے انگلستان اور اوس کے سپاہیون کو جو انگلستان کے حرص و طمع کی قربانگاہ پر شکار ہوئے خود ہی اوس دلدل مین سے نکلنے کے کام پر جس مین وہ بے سوچ سمجھے کود پڑے تھے چھوڑ دیا۔ اور اسے مہذب یورپ کے فیصلہ پر چھوڑا۔ کہ وہ اوس کے اور اون کے درمیان جنہون نے اسکے حقوق کو غصب کر لیا ہے رائے قائم کرین۔ عزلی کے باغی مشتہر کیے جانے پر مصر پر انگریزی فوجین زیر کمان لارڈ ولزلی سلطان سے اجازت لینی کے بغیر حملہ آور ہوئین۔ اون نے ایک ایسے شخص پر جسے برابر کہا جاتا تھا کہ فن جنگ سے بالکل نابلد بے علم اور ایک متلاشی روزگار ہے اور جسے جنگی تجربہ ذرا بھی حاصل نہین فتح پانے کے باعث عزت و افتخار اور نام و شہرت حاصل کی۔ اور علاوہ ازین ایک اچھا خاصا گہنا نقدی کی صورت مین بھی اوسے ملگیا۔ باغی فوج مغلوب ہو گئی۔ اسکا افسر گرفتار کیا گیا۔ جو کورٹ مارشل سے تحقیقات کیئے جانے کے بعد باغی کی طرح گولی سے مار دیئے جانے کے بجائے جیسا کہ اگر خدیو کا اشتہار شروع سے آخر تک جھوٹ نہین تھا تو کرنا چاہیئے تھا۔ ایک نامعتبر سرسری تحقیقات کے بعد انگلستان کے ایک ایشیائی مقبوضہ مین جلاوطن کر دیا گیا٭۔

انگریزی گورنمنٹ فرانس کی اس جنگ نما (جو کہ اونکے خیال مین جنگ نہ تھا) کارروائیون مین شمولیت کرنیکو انکار سے فائیدہ اوٹھانے سے نہ چوکی۔ اور آئندہ کیلئے فرانس کے حق مداخلت سے اوس نے بالکل انکار کر دیا۔ کیونکہ اوسنے انگلستان کو آگ مین سے حرمانکالنے کیواسطے اکیلا چھوڑ دیا۔ اور اسی لیئے آئندہ کیلئے مصری معاملات مین دخل اندازی کا حق اوس سے بالکل زائل ہو گیا۔ دوعملی ختم ہو گئی۔ اور برٹش گورنمنٹ نے خدیو کی درخواست پر سلطان کو اطلاع کرنے کے بغیر ہی سر ای بیرنگ سلہ۔ لارڈ نارتھ بروک اور لارڈ ڈفرن اور کئی اور نامور اشخاص مصر کے مظلوم دہقانون کی آسایش اور بہتری کے ذریعہ سوچنے اور عمل مین لانے کیلیے روانہ کر دیئے۔ ان وسائل مین سے بعض بڑے ہی عجیب اور حیرت افزا تھے۔ سنہ ۱۸۸۳ء کے شروع مین صوبہ وار کونسلین مقرر کیگئین جن کا یہ کام تھا کہ اپنی اپنی حدود مین مقامی کامون کیلیے ٹیکس لگائین اور وصول کرین۔ اور خاص مقامی امور پر مصری گورنمنٹ کو مشورہ دین۔ اور ایک لیجسلیٹو کونسل مقرر کیگئی۔ جو سال مین چار دفعہ نشست کرے۔ اور جس کا یہ کام ہو کہ اون تمام عرایض پر جو خدیو کے پیش ہون غور کر کے اپنی رائے تحریر کرے۔ اور

٭ عزلی پاشا بطور اسیر سلطانی کے سیلون مین نظر بند ہے۔

سلہ یہ صاحب بعض اصلاحات جو مصر مین اون کے ظہور مین آئین اور آرہی ہین طبقہ امرا مین داخل کر دیئے گئے ہین لہذا اب لارڈ کرومر کے نام سے پکارے جاتے ہین۔ اونکے چند اوصاف ضمیمہ مصر کی موجودہ حالت مین بیان کر دیئے گئے ہین۔

سالانہ بجٹ اور دوسرے بڑے بڑے سامان حرب اپنی رائے زرین سے خدیو کو مدد دین۔

مگر بہت جلدی ہی ظاہر ہو گیا کہ عرابی کی شکست یا ان مدبرون کی پرلیاقت کوششین انگلینڈ یا مصر کو مشکلات سے نجات نہین دیسکین۔ اور کہ انگلستان کی فوجین غیر معلوم وقت تک ہٹائی نہین جا سکتین اسکندریہ مین اس انگریزی کرتوت سے بد نہادی کا جوش سلطان کی تمام مملکت واقع افریقیہ مین اس خفیہ سرعت سے پھیل گیا جس سے مشرق مین اکثر خبرین مشتہر ہو جاتی ہین سوڈان کے وحشی عرب قبایل نے یہ معلوم کرکے کہ سلطان کی فوج نے ایک اجنبی کے لشکر سے زک اوٹھائی ہے۔ قدرتی طور پر یہ خیال کرکے کہ اون کے آقا کی قوت تنزل پر ہے فاش بغاوت کر دی۔ اور مصری سرحدی چھاونیون کا محاصرہ کر لیا۔ اب انگلستان وہان کی اصلی مقامی حکومت کو زائل کر دینے کے سبب اون بدقسمت آدمیون کی جانون کا ذمہ دار ہو گیا۔ جن کو یکلخت دشمن کی ایک بیشمار تعداد نے گھیر لیا۔ گو انگلستان کے ایک چھوٹے مگر شورہ پشت پولیٹیکل گروہ نے اس ذمہ کو چھوڑ دینے اور مصر و نوجون کے متعلق بے خوفی سے صفحے کی پالیسی پر چلنے کی خواہش ظاہر کی تاہم ایسی بیعزتی کا کام مسٹر گلیڈسٹون کے شایان نہ تھا جس مین ابھی انگلستان کی پرانی دیانتداری اور حمیت کا کچھ تھوڑا سا حصہ باقی تھا جنرل ہکس پاشا تھوڑی سی کمکی فوج کے ساتھ روانہ کیا گیا۔ جو کہ چارون طرف سے گھر کر بالکل قتل کیئے گئے۔ پھر تھوڑے ہی زمانہ کے بعد جنرل بیکر کے سپاہیون کی ہی یہی گت ہوئی۔ اس کے بعد گارڈن کا صحرائے اعظم کاٹ کر خرطوم پہنچنے کا سفر واقع ہوا۔ اس نامور بہادر کی زندگی کے آخری ایام کے وقعات لکھنے کی ضرورت نہین اوس کا کارنامہ ہر ایک واقعہ مین اس نسل کے ہر فرد و بشر کے دل پر نقش رہیگا محاصرہ خرطوم اور اس بہادر محافظ کی موت کی کہانی تاقیامت اوس ایک آدمی (گارڈن) کیلئے عزت کا تاج اور ایک قوم (انگریزون) کیلئے شرم کا سیاہ دھبہ رہیگی۔

لارڈ سالسبری کے اقتدار حاصل ہونے پر (جو ہمین امید قوی ہے کہ اوس کے پہلے جانشین کی گارڈن کے ساتھ بڑے سخت کمینہ پن کرنے کے باعث وقوع مین آیا) مصر کے بہی خواہون کے دلون مین امیدین ابھرنے لگ پڑین کہ وہ تمام ابتری جو ماہ اگست مین خرطوم کے فتح ہو جانے کے بعد بہت زیادہ پھیل گئی تھی۔ اب ختم ہو جاویگی۔ اور مصر کے معاملات کے متعلق سر ڈرومنڈ ولف کا سلطان کی خدمت مین سفارت خاص پر جانا اس سیدھے رستہ پر ایک قدم کا رکھنا شمار ہوا اوسکی ہدایات مین جو تھوڑا عرصہ ہوا شایع ہوئی تھین۔ اس امر کا صاف اشارہ پایا جاتا ہے کہ سابقہ گورنمنٹ کے سلطان کے ساتھ اس غیر معمولی بے ادبی سے برتاؤ کرنے اور اوسکی حکومت کو نظر انداز کرنے کی معافی مانگی جاوے۔ اس جگہ اوسکا ایک حصہ درج کیا جاتا ہے۔

ملکہ معظمہ کی گورنمنٹ کی یہ خواہش ہے کہ وہ اوس حیثیت کو جو اعلیحضرت سلطان روم کو بطور شہنشاہ مصر کے عہدنامون تعاقون اتحاد باہمی اور دیگر شرائط کے مطابق حاصل ہے پوری پوری طرح سے تسلیم کرے وہ یہ خیال کرتی ہے

کہ اگر وہ سلطان کے اقتدار کو بحیثیت سلطان کے ممالک متعلقہ مصر پر اس طرح تسلیم کرلے تو اون کو اپنی سلطنت کے کثیر مسلمانون پر حکومت کرنے مین بہت تقویت ملیگی۔ اور ساتھ ہی وہ یہ بھی یقین رکھتی ہے کہ یہ اعلیحضرت سلطان ہی کے اختیار مین ہے۔ کہ اگر چاہین تو ممالک کے اون حصون مین جو فی الحال فوجی بغاوتون اور مقابلون کی تباہی مین پڑے ہوئے ہین۔ امن و امان قایم کردین سلطان کی اعانت دو رعایا کی بہت بڑے حصے پر جن کا مذہب اسلام ہے نہایت بڑا اثر پڑے گا۔ اور اوس شک اور بدگمانی کے برے آثار دور ہوجاوینگے جو کہ تمام لوگون مین پیدا ہوے ہین کہ اونکو غیر مذہب والی قومون کے محکوم بنانیکا ارادہ کیا گیا ہے نیز سلطان کے زیر سایہ ایسی اقوام موجود ہیں جن سے وہ ایسی سپاہی بھرتی کرسکتے ہین جن کو مصر کے جنوبی ممالک کی آب و ہوا کچھ نقصان نہین پہونچا سکتی۔ اور اسی لیئے وہ ان ممالک مین امن و امان قایم کرنے کے لیئے اپنی کچھ ایسی بہادر افواج کو روانہ کرسکتے ہین۔ جو وہانکی ضرر آب و ہوا سے ایسی محفوظ رہ سکتی ہین جیسی کہ خود بانی "

ان الفاظ سے بخوبی واضح ہوگیا ہوگا۔ کہ انہین لارڈ سالسبری نے مسٹر گلیڈسٹون کو اس سے بھی زیادہ سخت ملامت کی۔ جو کہ ہنسی ہوس آف لارڈز مین اونکی تھی مصر پر سلطان کی بادشاہت۔ اونکا مذہب اسلام کا خلیفہ ہونا اور بدین وجہ اونکی وہ طاقت و اقتدار جو وہ شمالی مصر کے وحشی قبائل پر رکھتے ہین۔ اونکی سپاہ کی بہادری و شجاعت الغرض یہ تمام امور تسلیم کیئے گئے۔ اور اس بات کے لئے بطور رفاہ و دلائل کے بڑے زور سے پیش کیئے گئے کہ اب مصر کا امن و امان انگریزی سپاہیون پر زیادہ عرصہ کیلئے نہ چھوڑا جاوے بلکہ اوسکو اصلی حقدار آقا کے سپاہیون کے سپرد کیا جاوے۔ طریقہ کارروائی جو نوٹ (مراسلہ) مین دکھلایا گیا لبرل گورنمنٹ کی کل پالیسی کا عین الٹ تھا جس نے اسکندریہ کی [illegible] والے معاملہ مین چوک اور غلطی کہائی۔ اور اوس کے مابعد کی کارروائیون مین سلطان کے حقوق کو عمداً جان بوجھکر اور علانیہ نظر انداز کیا تھا

صیغہ خارجیہ مین لارڈ گرینول کی موجودگی کے آخری سال مین اس پالیسی کی اور بھی زور سے تعمیل کیگئی تہی فروری [illegible] مین ترکی سفیر متعینہ لنڈن نے لارڈ گرینول کو مراسلہ دیا جس مین سلطان نے مصر کے شہنشاہ ہونیکی حیثیت مین صاف صاف لفظون مین ظاہر کیا تھا کہ مصر مین امن و امان قایم کرنیکا صرف ہم ہی استحقاق رکھتے ہین اور باضابطہ طور پر درخواست کی تہی کہ مصر سے انگریزی فوج کے واپس ہٹائے جانے کا بہت جلد بندوبست کیا جاوے تاکہ اوسکی جگہ خود ہماری افواج انگریزی فوج کی کل ذمہ داریون کو اوٹھائین۔ اس مراسلے کے بعد دو اور مراسلے ۸ اپریل و ۲۱ اپریل کو آئے جن مین انگریزی گورنمنٹ پر سخت زور دیا گیا۔ کہ باب عالی سے مصر کی آئندہ حکومت اور سلطانی افواج کے اوسکی آئندہ کیلیئے محافظت کرنے کے امور پر فیصلہ کرے۔ ان تمام مراسلات کے جواب مین انگریزی صیغہ خارجیہ نے ایک بے مروتانہ خاموشی اختیار کی جسکی عجیب [illegible] کچھ [illegible] جو اس مقابلے کے [illegible]

سے زیادہ اچھی طرح سے جانتا تھا ۱۸۸۲ء مین صاف جتلا دیا۔ اور اوس نے بغیر لحاظ کیئے صاف کہدیا کہ صرف تین ہزار ترکی سپاہ سے مین اس کل معاملے کو بآسانی طے کر سکتا ہون۔ یہ امر جتلانا کوئی ضروری نہین کہ اس جان نثار آدمی کی (جسے انگریزی وزراء فرقہ لبرل نے موت کیلئے وقف کر دیا تھا) باقی دیگر تمام تجاویز کیطرح اوسکی یہ تجویز بھی مسٹر گلیڈسٹون کی وزارت نے بڑی حقارت کے ساتھ رد کر دی (گارڈن ہی گورنمنٹ انگریزی کا صرف ایسا ایک ملازم تھا جسکی تجاویز پر ٹھٹھا کیا گیا ہو۔ اور جسکی نصیحتین نظر انداز کیگئی ہون۔ ۲ دسمبر ۱۸۸۳ء کو سر ایولن بیرنگ نے لارڈ گرینول کو مندرجہ ذیل تحریر روانہ کی:-

"سوڈان مین انگریزی عملی مداخلت کے آخر کار ختم ہونے مین بہت تھوڑا شبہ ہو سکتا ہے۔ اس مداخلت سے مصر سے انگریزی افواج کے بالکل ہٹا لینے کی پالیسی بہت مشکل ہی نہین۔ بلکہ میرے خیال مین جہان تک کہ موجودہ قرن سے تعلق ہے بالکل ناممکن ہوجاویگی۔ اور ہمین یہ بڑا خطرہ ہوگا۔ کہ واقعات کی ضرورت کے باعث ہمین دریائے نیل کے اوس بڑی لمبی وادی کے بہت بڑے حصے پر مستقل دائمی یا نیم دائمی برٹش حکومت قایم کرنی پڑجاوے گی" اس کے جواب مین لارڈ گرینول نے جواب دیا کہ گورنمنٹ سر ای بیرنگ سے بالکل غیر متفق ہے۔

جون ۱۸۸۵ء مین سلطان کیطرف سے ایک اور مراسلہ کے پیش ہونے پر یہ نازک حالت درجہ اتم تک پہونچ گئی۔ ہمین سلطان نے معاملات کی موجودہ حالت سے سخت ناراضگی ظاہر کی۔ اور اپنے اقتدار کو قایم رکھنے اور اپنے ممالک محروسہ مین خود اپنی فوج روانہ کرنے کے ذریعہ سے امن و امان کو قایم رکھنے کیخواہش پر نسبت پہلی کے زیادہ زور دیا۔ یہ اوسی مراسلے کا جواب تھا کہ لارڈ سالسبری نے سر ہنری ڈرمنڈ ولف کو مشن کو مندرجہ بالا ہدایات دیکر ماہ اگست آیندہ مین روانہ کیا۔

سلطان کے ساتھ پہلی ملاقات مین اس خاص سفیر نے کہا کہ اوسکے مشن کا اعلےٰ مقصد یہ ہے کہ مصر کے انتظام حکومت کو پھر دوبارہ درست کیا جاوے۔ اور ساتھ ہی سلطان کے حقوق کو پوری طرح تسلیم کیا جاوے۔ اس مشن کا پہلا نتیجہ مصر مین دونون سلطنتون کیطرف سے کمشنرون کو روانہ کرنے کے لیئے عہدنامے کا بتاریخ ۲۴۔ اکتوبر ۱۸۸۵ء مکمل ہونا تھا۔ جن کا یہ کام ہو کہ معاملات کی موجودہ حالت کو بغور تحقیق کر کے بمشورہ خدیو خوشحالی اور دائمی بہتری کے وسائل جو سرحد کے استحکام اور مصری گورنمنٹ کی مستقبلہ قیام پر مبنی ہون سوچکر اون سے اطلاع دین۔ اس عہدنامے کی شرائط پر عمل ہو جانے پر ایک اور عہدنامہ برٹش فوج کے بالکل اور قطعی واپس ہٹالی جانے کیلیئے تیار کیا جاوے گا۔ ڈ۔ سر ڈرمنڈ ولف انگلش کیطرف سے کمشنر مقرر ہوا۔ اور اوسنے اپنی کارگذاری کی آخری رپورٹ مین وہ سب کچھ سادگی سے ظاہر کر دیا۔ جو کہ اوسکی گورنمنٹ کا اس تمام کارروائی سے اصلی مقصد تھا۔

اوسنے کہا "انگلستان کیلیئے سب سے پہلے قابل غور امر ہندوستان کو آنے جانے کیلیئے آزاد آمد و رفت کے

ضروری ہونیکا مسئلہ ہے! اور یہہ امر صرف اطمینان بخش پولیٹیکل حالتون۔ حملہ آور شورشون سے آزادی اور رعایا ر مصر کی اطاعت اور عمدہ انتظام حکومت سے حاصل ہو سکتا ہے"!

مندرجہ بالا تحریر کا لکھنے والا ٹرکی کے کل دستون کے شکریے کا مستحق ہے۔ اس وجہ سے کہ اوس نے صاف بتا دیا کہ دہقانون کی خوشحالی اوس کے ملک کی صرف آخری اور موخر غرض ہے۔ اور نیز اس وجہ سے کہ اوسنے انگلستان کے خیالی پلاؤ پکانیوالون اور پولیٹیکل عالمانِ خود فروش کو یہ بتا دیا کہ دوسرے ملکون کے آئین و قوانین سوائے بعض شاذ صورتون کے کار آمد نہین ہو سکتے"۔ ہم سفارش کرتے ہین۔ کہ سر نہری لیبیٹ اوس مدبرانہ ریمارک پر ذرا غور کرین۔

دعاوئی فرانس کے متعلق سفیر کے اشارات کو ہم ایسا پسند نہین کرتے۔ اور وہ اس معاملے کے اوس حصے کو جو اوس نے نہر سویز مین لیا تھا بہت ہی بڑھا چڑھا کر بتلاتا ہے۔ کیونکہ اگرچہ اوسکا اصلی بانی مبانی (انگلہ انجنیر جیسا کہ اکثر آدمی خیال کرتے ہین) ایک فرانسیسی ہی تھا۔ اور کام کی تکمیل مین جو سرمایہ خرچ ہوا۔ اوس کا بہت بڑا حصہ فرانس والون کا تھا۔ تاہم یہ صرف ایک تجارتی کام تھا۔ اور ہمین فرانس کا حق کسی طرح کوئی ایسا بڑا نہین جو صرف اس قدر ہے کہ وہ مطالبات اور منافعون کو باقاعدگی سے ٹھیک وقت پر حاصل کرے۔ اس وقت انگلستان مین نہر کے حصص کی اسقدر تعداد انگریزون کے ہاتھ مین ہے کہ اگر ان کو حصص ملوکہ گورنمنٹ سے ملایا جاوے تو صرف بہ حیثیت حصہ داری بھی انگلستان کے تعلقات فرانسیسی سے کچھ کم نہین۔ ہان یہ البتہ قدرتی بات ہے کہ اس خود ستا قوم کو اس لحاظ سے معذور رکھا جاوے کہ اتنے بڑے کام کی ابتدا اوس کے ہی ایک باشندے نے کی تھی۔ مگر یہہ امر مصر کے معاملات مین دست اندازی کرنیکے متعلق فرانس کے دعاوی کو قایم رکھنے کیلئے قانون بین الاقوام مین کوئی وقعت نہین رکھتا۔

البتہ ہاں کنسٹنٹ کی پالیسی درادست ہے۔ کہ وہ فرانس کے حقوق کو انگلستان کے ساتھ شریک ہونے کے بارے مین اس شراکت پر مبنی کرتا ہے۔ جو انکو اتنی مدت تک مشترکہ انتظام کاروبار سلطنت مین حاصل رہی تھی۔ اور جو گولہ باری اسکندریہ کے وقت ختم ہو گئی جب کہ فرانسیسی امیر البحر نے یہ نہ جانا کہ صلح کیوقت دو عملی نگرانی رکھنے سے جنگ کیحالت مین بھی متفقہ کارروائی کرنا مراد ہے۔ لیکن حاصل کلام یہ ہے کہ اس امر کے ثابت کرنے مین کہ فرانسیسی حقوق کی بابت حاکمانہ موجودگی مصر مین ویسی ہی درست ہے جیسی کہ انگلستان کی۔ سر ڈرومنڈ ولف ایسا بہت کامیاب نہ ہوا۔ کیونکہ وہ یہ بھی تو ثابت نہ کر سکا کہ وہان انگلستان کا بھی کوئی سپیشل حق ہے۔ سوائے اس کے کہ نہر مین سے جو تجارتی اسباب گذرتا ہے اوس کے تین حصون کا مالک ہے۔ اور یہ اسباب برٹش انڈیا اور دیگر مقبوضات کو جاتا ہے۔ اور جونکہ انگلستان کو مصری گورنمنٹ کی طاقت پر باوجود سلطان کی امداد کے بھروسہ نہین۔ کہ وہ نہر کو فوجی حملے سے محفوظ رکھ سکیگی

یا دوسرے لفظون مین یہ کہ اوسکو بالکل بحالت امن قایم رکھ سکے۔ صرف اسی لیئے وہ اب تک ایسی پالیسی کی
پیچھے چلنے کے لیئے زور دیتا ہے جو اوس کے پُرانے مددگار کو بیگانہ بنا رہی ہے۔ اوسکی اپنی رعایا پر کروڑون روپیے
کے خرچ کا بوجھ ڈالرہی ہے۔ اور جو دوسری یورپین (فرانس وغیرہ) طاقتون کے دلون مین بدگمانی اور رشک
پیدا کرنے کا سبب ہا سو ا۔ ان سب باتون سے ایک نہ ایک دن اوسکی افواج کے خون کی کئی سمندر بہادیگی لہذا سب سے
بڑی بات تو یہ ہے کہ اکیلا روم تن تنہا براہ راست قاطع طور پر ثابت کرسکتا ہے کہ وہ اس غرض کے حاصل کرنے کیلئے
جس سے کہ انگلستان کی سپاہ اور انگلستان کے عہدہ دارون کا مصر کی سرزمین پر ایک گھنٹہ کے لیئے بھی اوٹھیرنے کے
حق کا نام و نشان قطعاً اور مطلقاً نہ رہے کافی مضبوط اور واقفکار ہے۔ ہان خدیو کو شاید ابھی وقت مین اپنی
صیغۂ مال کے مفاد اور معدلت عامہ کے بہتر انتظام کیلئے یوروپین عہدے دارون کی ایک خاص تعداد کبھی کبھی رکھنے
مگر اونہین اپنی تابع فرمان اور ان شرائط کا پابند رہنا پڑیگا۔ کہ گویا وہ مصری نژاد ہین۔

اب صرف اون بعض چند عام خیالات کا درست کرنا باقی ہے جو سر ہنری ولف کی مشن کی آخر کار ناکامیابی اور
سلطان کے انگلو ترکش عہدنامہ مورخہ مئی ۱۸۸۷ء کی منظوری سے انکار کرنے کے باعث کے بارے مین مشہور ہو
رہے ہین۔ اکثر انگریزی اخبار نویسون اور دوم درجے کے مدبرون کے خیال مین اوس کے انکار × × ×
× × × × × × × × × × × × × × × × × × × کا باعث صرف
دول عظام کی سازشین تھین جو انگلستان سے رشک و حسد رکھتی تھین نہ کہ محض سلطان کی خود اپنی آزادرائے یہ
جو جتلایا گیا ہے کہ ہاں گذشتہ کے ایسی معزز اور فایدہ مند شرائط کے پیش کرنے پر عبد الحمید ضرور خوشی سے جامہ مین
پھولا نہ سمایا ہوگا۔ اور نیز یہ جو کہا جاتا ہے کہ روس و فرانس نے دھمکی و خوشامد سے سلطان کے مذہبی تعصب کو یاد دلانے
سے اور علما کی پر جوش حب وطن کیطرف اشارہ کرکے اوس سانحہ کا مہیب نقشہ یاد کرایا جو عبد العزیز کو پیش آیا
تھا۔ اور اسیطرح بہت سی تکلیفون اور التوا کے بعد سلطان کو جو ایک خلیق مگر کمزور اور ناستقل مزاج آدمی ہے اس امر
پر رضامند کرنے مین کامیاب ہوئے کہ وہ ایسے معاہدے پر دستخط کرنے سے انکار کردے جس کے رو سے ایک غیر سلطنت کو
اوس کے ایک صوبہ مین بمرضی خود جب چاہے فوجی مداخلت کرنیکا حق باضابطہ طور پر ملتا ہو۔

ان خیالات پر عقل سلیم کی روشنی کی بہت ہی تھوڑی سی شعاعین پڑنے سے انکا صدق و کذب بخوبی
واضح ہو جائیگا۔

فرانس اور روس کو اس عہدنامے کی تصدیق کیئے جانے کی مخالفت کرنی چاہئے تھی۔ اور انہون نے کی
جو ایک امر واجبی ہے اور بطور امر مسلمہ مان لیا جاتا ہے۔ سلطنت فرانس کا وادی نیل مین انگلستان کے رسوخ کے بڑھنے
حد تک بڑھتے جانیکا رشک کرنا اور اسی لیئے انگریزی سفارت کے نتیجے مین رکاوٹ پیدا کرنا ایک امر واجبی اور مسلم

فرض ہے۔ اور روس کی انگلستان کے ساتھ مشرقی امور پر ضرب المثل رقابت عام مشہور ہے جو دونون ایڈن ایم ایم ڈی مونٹیلیو (فرانسیسی سفیر) اور نلیڈاف (روسی سفیر) کی متحدہ کوششون کا کافی باعث ہین۔ لیکن [illegible] کو یہ مخالفت صرف سلطان کی ناتقل مزاجی اور کمزور طبیعت کے باعث کامیاب ہوئی۔ کوئی ایک شخص بھی جو پچھلے دس سال کے واقعات کو یاد کر سکتا ہے۔ ہرگز نہ مانیگا۔ ایسے شخص کی نسبت جس نے ۱۸۸۶ء مین ایک بیشمار فوجی قوت رکھنے والی طاقت کے حملے کی دہمکی اور ہر ایک رفیق و مددگار کے کنارہ کرجانے پر بھی [illegible] بغیر لڑائی کے ایک ذرہ بھر حصہ کو ترک کرنے سے انکار کیا ہو اور جس نے اپنے دار الخلافہ اور اپنے مقام سکونت کو اوس وقت جب کہ فوج مخالف اوس کے دروازہ ون تک پہونچ گئی تھی۔ اور اوس کے وزیر سراسیمہ و پریشان [illegible] بھاگ جانیکو کہہ رہے تھے چھوڑنے سے انکار کر دیا ہو یہ کہنا کہ وہ چلتا [illegible] مگر کسقدر بہت ہی غیر مستند [illegible] ایک مجنونانہ بکواس سے کم نہین۔ جو لوگ اس قسم کے واہیات خرافات بکتے اور لکھتے ہین انکو منطقی [illegible] یاد کرنا چاہیے جس کا یہ مطلب ہے کہ سادہ سے سادہ شرح جو ایک امر واقعی کیلیے کافی ہو وہی ہے جو عوام [illegible] مین مقبول اور پسندیدہ ہو جاوے۔ اس عہدنامے اور اوس کے ماقبل کے واقعات کو غور سے دیکھو [illegible] پر ایک بے تعصب و دانا بینا مدبر کو معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ سلطان کی نامنظوری کیلیے اور بہی بہت سی وجوہ تھیں [illegible] کہ اگر روس و فرانس کے دکلا اپنی نصیحتون کو اپنے ہی پاس رہنے دیتے۔ تو بھی سلطان المعظم اس معاہدہ کو ہرگز تسلیم نہ کرتے۔

ناظرین کسی ایک متدین اور صاف باطن کو ایک لحظہ کیلیے سلطان کی جگہ پر بیٹھ کر اوس واقع کو [illegible] انکھون سے دیکھ لو۔ آپ کو یاد ہوگا کہ ۱۸۸۲ء مین سلطان انگلش گورنمنٹ پر اس بات کیلیے زور دیتے رہے تھے کہ وہ معاملات مصر کو اپنے ہاتھ مین لینا اور برٹش سپاہ کی جگہ اپنی سپاہ مامور کرنا چاہتے ہین۔ ان خواہشون کو مسٹر گلیڈسٹون کے وزراء نے حقارت سے دیکھا۔ لیکن جب لارڈ سالسبری اس عہدے پر مامور ہوئے تو اونہون نے سلسلہ جنبانی کی جسکا [illegible] یہ مدعا تھا کہ جہانتک ممکن ہو سلطان کی عرصہ مدید کی خواہشون کو پورا کیا جاوے۔ اور اس پیچیدہ تغیر و تبدل [illegible] واقع نہو۔ اولاً تحقیقات کرنیکے لیے ایک عہدنامہ لکھا گیا۔ باین خیال کہ وہ صرف چند ماہ رہیگی۔ اس اثنا مین تغیر کی تیاری کیلیے دونون سلطنتون کو مطلوبہ وقفہ ملجاوے گا۔ چنانچہ یہ تحقیقات دو برس مین ختم ہوئی اور اسکے [illegible] کے بعد سلطان کو یقیناً یہ امید کرنیکا حق تھا کہ جب آخر کار قطعی معاہدہ پیش ہوگا۔ تو اسمین ہماری حکومت کے قیام اور برٹش افواج کی واپسی کی بجتہ اور محدود شرائط ضرور درج ہونگی۔ مگر برخلاف اس کے اون کو یہ معلوم ہوا۔ کہ نہر سویز کی آزاد جہاز رانی کی عمدہ نہرن مضبوطی کے لیے (جو آزادی بہ یاد رہے کبھی اسوقت بھی معرض خطر مین نہین ہوئی) ایک مزید قول و اقرار اور معاہدہ کیے جانے کے بعد بھی مندرجہ ذیل قیود سے مقید

مین ٹپر بلے سے گئے ہین :-

(۱) چونکہ سوڈان کی حالت بدنظمی اور مصر مین پولیٹیکل حوادثات کی باعث تکالیف عاید ہونے کی وجہ سے کچھ عرصہ کیلئے یہ امر ضروری ہے کہ سرحد کی استحکام اور مصر کے اندرونی امن و امان کیلئے معمولی احتیاط برتی جاوے اس لیئے ملکہ معظمہ کی گورنمنٹ ملک کی جنگی حفاظت اور طاقت فوجی کی نگرانی و اہتمام کرے گی۔

(۲) اس مطلب کیلئے وہ مصر مین برٹش افواج کی ایک تعداد جو ضروری خیال کیجاوے رکھیگی - اور مصری افواج کا معائنہ کرتی رہے گی۔ اور وہ شرائط جو واپسی برٹش افواج اور مصری افواج پر انگریزی گورنمنٹ کی نگرانی سے کے خاتمہ کے متعلق ہین اس عہد نامے کے پانچوین فقرے کی شرائط کے مطابق پوری کیجاونگی۔

اب وہ فقرے جو جلی عبارت مین ہین کم از کم بالکل گول مول اور ذومعنے ہین - اور برٹش گورنمنٹ کو ہر ایک طرح کے فعل کا اختیار دیتے ہین - اور اوس کو کسی خاص امر کے کرنے پر مجبور نہین کرتے - اور جو کہ سوڈان کی حالت بدنظمی کا ذکر کیا گیا - سو وہ اوس کے ماقبل کے دو سال کیحالت سے زیادہ بُری نہ تھی جب کہ لارڈ سالسبری نے یقیناً بیان کیا تھا کہ سلطان کی حکومت اور سلطان کی سپاہ بڑی خوبی کے ساتھ عمدہ انتظام اور امن قایم کر سکتی ہے پھر اب ۱۸۸۷ء مین یہ ضروری کیون خیال کیا گیا - کہ ابھی تک انگریزی سپاہ سرحد مصر کیحفاظت کرے اور انگریز افسر افواج مصر کی کمان کرین -

نقرہ پنجم - جس کا حوالہ دیا گیا ہے فقرہ چہارم سے کچھ زیادہ اطمینان بخش نہ تھا - اس کے مطابق انگریزی افواج کے قابض رہنے کی اصل مدت تین سال قرار دیگئی تھی جس کے ساتھ یہ بھی ضروری شرط تھی کہ اگر کسی اندرونی یا بیرونی خطرے کی عاید ہونیسے خلو مصر کا التوا ضروری ہو جاوے تو وہ تا رفع خطرہ قابض رہینگی اور اس واپسی کے بعد بھی دو سال تک مصری افواج انگریزی نگرانی مین رہینگی - یہ باتین ہی کچھ کم نہ تھین - مگر اس فقرے کے آخری حصے مین ایک ایسی شرط تھی جس کی باعث سلطان کو اس عہدنامے کا منظور کرنا بالکل ہی ناممکن ہو گیا تھا - یعنی یہ تھا کہ اگر کسی بیرونی حملے کا ڈر ہو یا اندرونی امن و امان مین خلل پڑ جاوے یا خدیو مصر اپنی شہنشاہ کے حقوق اور اپنے معاہدانہ ذمہ داری کو ادا کرنیسے انکار کرے تو عثمانی گورنمنٹ کو مصر مین فوجی قبضے کا اختیار ہوگا مگر ساتھ ہی ایسی ضرورتون کے وقت انگلستان کو بھی مساوی حقوق حاصل ہونگے -

بذاتہ یہ دونون فقرے ہی اس بات کیلئے کافی تھے کہ بغیر اس قسم کی وجہ ڈھونڈھنے کے کہ فرانس دھمکی دی - یا روس نے ایسا مشورہ دیا سلطان کو عہدنامے کو تصدیق کرنیسے انکار کر دینے کا باعث ہون - ملکہ معظمہ کی گورنمنٹ نے اپنے سفیر کی واپسی کے وقت سے اب تک ایسا رویہ اختیار کیا ہوا ہے کہ جس سے مسئلہ مصر کے ایک ایسی بنا دیسی

جس پر اوسکا کامل انتظام ہونا منحصر ہو جلدی طے ہونیکی امید نہیں پائی جاتی۔ بلکہ برخلاف اس کے انڈر سیکرٹری آف سٹیٹ نے ہوس آف کامنز میں اس طرح پر تقریر کی ہے:-

"ہماری حالت ویسی ہی ہے جیسی کہ پہلے تھی۔ البتہ یہ زیادتی ہوئی ہے کہ ہمنے اس تمام سر دردی اور روپے کا فایدہ اوٹھالیا ہے جو کہ روم کے ساتھ دوستی اور اپنی نیک نیتی ظاہر کرنے میں ہمارا خرچ ہوا۔ اس کے بعد نایب وزیر صاحب نے بڑی متانت سے بیان کیا کہ "روم نے تسلیم کر لیا ہے کہ انگلستان مصر میں خاص حقوق رکھتا ہے۔ اور ہم مصر میں سلطان کی پوری مرضی اور اجازت سے دخیل ہیں" مگر سلطان عبد الحمید بار بار کہہ چکے ہیں کہ مصر میں میرے شاہی حقوق ایک لحظہ کیلئے بھی زائل نہیں ہوئے اور کہ ہم صرف انگریزوں کی فوجی دست اندازی سے دبے ہوئے ہیں۔ ورنہ در اصل انگریزی فوج کی مسلسل موجودگی کو ہم قانون بین الاقوام کی ایک فاش خلاف ورزی جانتے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ اس بیان کو جو انڈر سیکرٹری نے کیا بجائے سچ ہونیکے محض ایک 'یارانہ چالبازی' سمجھنا چاہیئے۔

در حقیقت نہر[1] کی حفاظت کی متعلق تمام بکواس بالکل بیہودہ اور غیر ضروری ہے۔

[1] نہر سویز جو بحیرہ روم کو بحیرہ قلزم سے ملاتی ہے پہلے سعید میں دمیاط والی دہانہ نیل ہو بہ ہو جانب شرق سے شروع ہو کر خاکنائے سویز کے آر پار جھیل نزلہ الملح اور تماش (جس کے ساحل پر اسماعیلیہ آباد ہے) اور جھیلہائے آب تلخ سے گذر کر سویز تک جاتی ہے اسکی لمبائی ۹۶ میل ہے اس کا اصلی عرض اس قدر نہیں کہ دو جہاز ایک دوسرے کے پاس سے گذر سکیں۔ مگر بہت سے اتفاقیہ پیدا کردہ گوشے در قدرتی جھیلیں موجود ہیں کہ دو جہاز اس جگہ آپس میں ایک دوسرے کے پاس سے گذر سکتے ہیں جس رستہ کے ٹکراؤ میں آسانی اور سرعت پیدا ہو جاتی ہے۔ جو جہاز ۴۳۰ فیٹ لمبا اور ۲۵ فیٹ پانی میں چلسکتا ہو وہ نہر مذکور سے باسانی گذر سکتا ہے۔ یہ نہر ۱۷ نومبر ۱۸۶۹ء کو پہلے پہل جہاز رانی کیلئے کھولی گئی ۱۸۷۰ء سے ۱۸۷۹ء تک تعداد جہازات جو ہمیں سے گذرے بتفصیل ذیل ہے۔

سنہ	تعداد	وزن ٹن
۱۸۷۰ء	۴۹۱	۴۳۶۶۱۸
۱۸۷۱ء	۷۶۱	۷۶۱۸۷۵
۱۸۷۲ء	۱۰۸۲	۱۴۳۹۱۶۹
۱۸۷۳ء	۱۱۷۱	۲۰۸۵۱۷۰

سنہ	تعداد	وزن ٹن
۱۸۷۴ء	۱۲۶۴	۲۴۲۳۶۷۲
۱۸۷۵ء	۱۴۹۶	۲۹۴۰۷۰۸
۱۸۷۶ء	۱۴۶۱	۳۰۹۵۸۷۰
۱۸۷۷ء	۱۶۵۱	۳۲۵۱۵۹۹

سنہ	تعداد	وزن ٹن
۱۸۷۸ء	۱۵۹۳	۳۲۹۱۵۱۵
۱۸۷۹ء	۱۴۷۷	۳۲۳۶۹۴۲

۱۸۷۹ء میں ۱۱۴۴ جہاز انگریزی - ۹۲ فرانس کے - ۱۶ ہالینڈ کے - ۱۷ اٹلی کے - ۴۰ آسٹریا کے - ۲۷ جرمنی کے - ۱۵ ہسپانیہ کے - اور باقی دیگر ممالک تھے۔

نہر سویز پر اصل خرچ ۱۷۰۱۸۷۱۵ پونڈ ہوا مگر ۱۳۴۰۰۰۰۰ پونڈ کی دستاویزات قرضہ جو سود اور منافعوں کے (باقی اگلے صفحے)

ان سب متذکرہ بالا بیانات پر غور کرنے کے بعد یہ خندق جس کو ایم ڈی لیسپ نے کھودا ہے کسیطرح بھی انگلستان کے واسطے ریاستی مشرقی سلطنت کی ساتھ آمدورفت کیلئے ضروری نہین کہی جاسکتی بحالت امن مین اوسکی آزاد جہاز رانی کے بارے مین تو کوئی سوال ہی نہین۔ اور جنگ کے موقع پر ہم اس راستے سے ہندوستان پہونچنے پر اعتبار کرہی نہین سکتے۔ نہ ہی بیشمار فوج زمین پر اور نہ ہی سمندر مین بیشمار بیڑہ جہازات اوس کے کسی ایک تنگ تر موقعے پر بے ایمانی سے ایک کشتی کو غرق کیئے جانیسے روک سکتے ہین جس کشتی کے غرق ہونیسے یہ رستہ بالکل ایسا مسدود ہوجائے گا کہ گویا اوس کے کنارے ایک دشمن فوج کے قبضے مین ہین۔ اور اب اس وقت بھی اتنے بڑے بھاری محصولون کی موجودگی مین جو جہازات اور مسافرون سے لیئے جاتے ہین۔ اور متواتر بڑے بڑے وقفون کی ہوتے ہین جو کہ جہاز رانی مین واقع ہوتے ہین یہ ایک سوال طلب بات ہے کہ کیا یہ نہر دنیا کی تجارت کیواسطے ویسی ہی بڑی مفید ہے جیسا کہ عام خیال کیا جاتا ہے۔

کل دول عظام اسبات کو ذہن نشین کیئے رہین کہ عبدالمجید کے دستخط کبھی کسی ایسی کاغذ پر ثبت نہین ہونگے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۳) بقایاؤں کی بابت جاری کیگئی ہین۔ اس رقم سے علیحدہ ہین ۱۸۸۰ء کی آخیر مین اوس کی سرمایہ کا حساب بدین تفصیل تھا: (۱) چار لاکھ حصص فی حصہ ۲۰ پونڈ ..... ۸۰۰۰۰۰۰ پونڈ (۲) ۳۳۳۳۳ آبی گیشن دستاویزات کفالتی ۵۰۰ فرانک قیمتی فی دستاویز ۲۰ پونڈ۔ مگر ۱۲ پونڈ بشرح ۵ فیصدی جاری کیگئین۔ اور ۲۰۰ فیصدی پر واپس لی جاوین گی۔ ۶۶۶۶۰ (۳) ۲ لاکھ دستاویزات قرضہ میعادی تیس سالہ جو فی دستاویز ۴ پونڈ پر جاری کیگئین مگر فی ۵ پونڈ پر واپس لیجائینگی سود بحساب ۵ فیصدی ۴ پونڈ پر ادا ہوتا ہے قیمتی ..... ۱ پونڈ بعد وضع کمی ۸۰ ہزار دستاویزات جو نہین فروخت ہوئین یعنے ۴ لاکھ پونڈ کی باقی ..... ۱ پونڈ قرضہ ہوا۔ (۴) ۴ لاکھ دستاویزات مالیتی فی ۴ پونڈ ۴ شلنگ ۵ فیصدی سود پر ادا شدہ منافع حصص سے ادا کرنیکو یہ قرض لیگئین۔ اور اسی قیمت پر واپس لیجاوینگی ..... ۱۳۶۰۰۰ پونڈ۔ ۲۱۷۶۵۸۲ پونڈ

مندرجہ بالا ۴ لاکھ حصص مین سے ۱۷۶۶۰۲ حصے خدیو کے پاس تھے مگر نومبر ۱۸۷۵ء مین انگریزی گورنمنٹ نے بمقابلہ ۴ لاکھ پونڈ خرید لیا۔ سویز کنال کمپنی سے معاہدات کر دیئے خالص ۵ فیصدی سالانہ منافع سے جس قدر زیادہ آمدنی ہر وہ بحصص ذیل تقسیم ہوگی: (۱) ۱۵ فیصدی مصری گورنمنٹ کو (۲) ۱۰ فیصدی بانیون کے حصص کو (۳) ۲ فیصدی ملازمان کمپنی کی بہبودی کے واسطے (۴) ۷۱ فیصدی ۴ لاکھ حصص کو بطور منافع (۵) ۲ فیصدی مینیجنگ ڈائرکٹرون کو

کمپنی کو ۱۸۷۰ء سے ۱۸۸۹ء تک جہازون کے محصول سے مندرجہ ذیل آمدنی ہوئی: ۱۸۷۰ء ۲۰۶۳۰۲ پونڈ ۱۸۷۱ء ۳۵۹۷۴۸ پونڈ ۱۸۷۲ء ۵۶۳۰۰۴ پونڈ ۱۸۷۳ء ۸۹۲۰۵۱ پونڈ ۱۸۷۴ء ۹۹۴۳۳۷ پونڈ ۱۸۷۵ء ۱۰۵۴۵۵۷ پونڈ ۱۸۷۶ء ۱۱۶۹۶۹۰ پونڈ ۱۸۷۷ء ۱۳۰۱۰۹۴ پونڈ ۱۸۷۸ء ۱۲۶۹۴۵ پونڈ ۱۸۷۹ء ۱۱۵۰۰۵۴ پونڈ ۱۸۸۹ء مین کل طرح کی آمدنی ۲۲۳۹۷۴۴ پونڈ ہوئی اور کل خرچ ۱۲۲۳۹۲ پونڈ ہوا ۱۸۸۹ء مین حصہ دارون کو ۵ فیصدی سنکنگ فنڈ یعنی بیباقی قرضہ کے فنڈ مین جمع کرنیکے بعد ۱۸ فیصدی منافع ہوا

جو مصر میں اوسکے شاہی حقوق کو کسطرح غصب کرتا ہو پس ہر ایک سلسلہ نامہ و پیام جو اس مستقل ارادے کو نظر انداز کرتا ہو وہ ضرور بہت بُری طرح سے ناکامیاب ہوگا۔

ہم امید کرتے ہین کہ انگریزی قوم اپنے حاکمون سے زیادہ عقلمند بنے گی۔ اور جب اونکو اپنے کہرکے مصریعنے آئرلینڈ کی مشکلات باسانی سطے ہو جاوینگی۔ تو وہ اسبات پر زور دیگی کہ انگلستان کی فوجین اور طاقت اون وعدون کے پورا کرنے کی کفیل نہ سمجھی جاوین۔ اور اون کے پورا کرنے پر مجبور نہ کیجاوین جن کو ایک شخص یعنے سلطان بڑی آسانی سے اوٹھا سکتا ہے۔ ہم کو امید ہے کہ وہ اپنے وکلا یعنے ممبران پارلیمنٹ کے ذریعے سے درخواست کریگی۔ کہ سلطان کو اجازت دیجاوے کہ وہ اپنے سادہ اور صاف وسایل کو مصر مین تیز و بیچ دین جو امن و امان کے قیام اور بہتری اور خوشحالی کو قایم کرنے کیلیے نہایت ضروری ہین تاکہ اسطرح مصر کی اس طول طویل تاریخ کے تاریک اندہیرے مین روشنی نمودار ہو جاوے +

جنوب مشرقی یورپ کی موجودہ پولٹیکل حالت کا سرسری و اجمالی بیان بھی بلگیریا کی گزشتہ دس سال کی تاریخ (خواہ وہ کیسی ہی مختصر کیون نہ بیان ہو) تحریر کیے بغیر ناممکن ہے۔ اور اسی سبب سے باوجود کہی امور کے مکرر

۵۳۸ آجکل سلطان معظم انگریزی گورنمنٹ پر مصر خالی کر دینے کیلیے بڑا زور دے رہے ہین اور روس و فرانس سلطان کو ترغیب کر رہے ہین جس سے دونون سلطنتون مین کچھ کشیدگی پیدا ہو رہی ہے۔ خدا کرے یہ معاملہ دونون سلطنتون مین باامن اطمان و صلح و صفائی سے طے ہو جاوے۔ جولائی ۱۸۹۵ء مین خدیو عباس قسطنطنیہ مین حضرت شوکتماب سلطان معظم کی ملاقات کیلیے تشریف لیگئے تہے جسکی تعبیر بعض جگہہ یہ کیگئی تہی کہ خدیو چاہتے مین کہ مصر کو انگریز خالی کر دیوین اور سلطانی فوج وہان بہیجی جاوے۔ مگر ابہی اس ملاقات کا کچھ نتیجہ نہین کہلا ۱۸۸۵ء اور ۱۸۸۷ء کی حالت پر بھی یہ نوٹ بعینہ صادق آتا ہے + مگر ۱۸۹۵ء سے ... ان کے بعد عہد السنہ ...

۵۳۹ ۱۸۷۸ء تک بلغاریہ براہ راست گورنمنٹ ترکی کے تحت تہا جنگ کے عہدنامہ برلن کے مطابق ... دوسرے ...

بیان ہو جانیکے اندیشے کی مین عہدنامہ سین سٹی فانو کے دستخط ہو جانے کی تاریخ سے بلگیریا کے متعلق اپنے ریمارک شروع کرتی ہون۔ یہ مشہور کاغذ جو کہ برلن کے ایوان شوریٰ مین بہت کچھ کم و بیش ترمیم کیا گیا تھا۔ ایک مدبر کے لیئے بہت ہی قیمتی اور بارفعت قدر رکھتا ہے۔ اس سے عثمانی سلطنت کے مفروضہ عیسائی صوبون کی آخری درستی کا جو نقشہ روسی تیار کرنا چاہتے ہین وہ صاف صاف معلوم ہو جاتا ہے۔ اور اگرچہ مینے اس نقشے کو سب روسیون کیطرف سے لکھا ہے مگر نفس الحقیقت جنرل اوس کو روسی زار کا خیالی نقشہ کہنا چاہیئے تھا کیونکہ مطابع کی عدم آزادی و تقریر کی عدم موجودگی مین روسی قوم کے اصلی خیالات معلوم کرنے بہت مشکل ہین۔

عہدنامہ سین سٹی فانو اور عہدنامہ برلن مین جس قدر اختلافات ہین وہ اصل مین یہ ہے کہ روس اس قدر مانگتا تہا۔ اور اسقدر لینے پر وہ (اوس وقت کیلئے نہ کہ ہمیشہ کیلئے) مجبور کیا گیا۔

عہدنامہ سین سٹی فانو کا چھٹا فقرہ یہ تھا۔

”بلگیریا ایک آزاد باجگذار صوبہ بنایا جاوے جس کی گورنمنٹ عیسائی ہوگی اور اسکی اپنی قومی باقاعدہ فوج بھی ہوگی۔ اس ریاست کی قطعی حدود روسی فوج کے رومیلیا خالی کرنے سے پہلے ایک روسی ترکی کمیشن مقرر کرے گی“

اسی فقرہ مین نئی ریاست کی حدود کا خاکہ بھی دیا گیا تھا۔ اور ان حدود مین وہ تمام ملک جو شمال کیطرف

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۵) یہ ایک ماتحت مگر نیم آزاد صوبہ قرار دیا گیا جس کا انتظام حکومت مجلس وکلا اور ایک شہزادے کے سپرد کیا گیا ۲۹ اپریل ۱۸۷۹ء کو اسمبلی (مجلس وکلائے رعایا) نے پرنس سکندر کو منتخب کیا۔ اور انہی ۲۶ جون ۱۸۷۹ء کو عنان حکومت اپنے ہاتھ مین لی شہزادے کو ۲۴۰۰۰ پونڈ سالانہ ذاتی خرچ کیلیے ملتے ہین۔ اور ایک محل دارالخلافہ صوفیا رہائش کیلیے ملا ہوا ہے۔ اس ریاست کا رقبہ ۲۴۳۴۰ میل مربع اور آبادی ۱۸۵۹۰۰۰ آدمی کی ہے ۱۸۸۵ء مین شہزادہ سکندر نے مشرقی رومیلیا کو بھی اپنی ریاست مین ملا لیا۔ اسی سال بوجوہات چند در چند اوس کو تخت چھوڑنا پڑا۔ اور اب ایک شہزادہ موسومہ پرنس فرڈیننڈ تخت نشین ہے جس کو اب تک دول متحدہ نے تسلیم نہین کیا۔ اور سلطان المعظم نے بھی تا حال (یعنے ۱۸۹۰ء) فرمان منظوری عطا نہین فرمایا۔ مشرقی رومیلیا: عہدنامہ برلن کے مطابق یہ صوبہ سلطان کی براہ راست حکومت مین چھوڑا گیا۔ مگر باین شرط کہ اسکا گورنر عیسائی ہو۔ چنانچہ علیقو پاشا اسکا گورنر مقرر کیا گیا ۱۸۸۵ء مین یہ صوبہ بغاوت کرکے بلگیریا سے ملحق ہو گیا۔ اور علیقو پاشا نکالا گیا۔ اب اس وقت یہ صوبہ پرنس فرڈیننڈ کے ماتحت صوبجات بلگیریا سے ملا ہوا ہے سالانہ آمدنی ۷۴۳۹۸۴ پونڈ اور خرچ ۳۰۰۰۰۰ پونڈ اسکا رقبہ ۳۵۰۰ میل مربع ہے اور آبادی ۸۱۵۱۳ بدین تفصیل بلغارین ۵۷۳۲۳۱ ترک ۱۴۲۵۱۲ خانہ بدوش ۱۹۸۲۳ یہودی ۷۷ ارمنی ۱۳۰۶ شہر فلپ پولی اسکا دارالخلافہ ہے جس کی آبادی ۳۴۰۰۲ بدین تفصیل۔ بلغارین ۱۰۹۰۹ ترک ۵۵۵۸ یونانی ۳۴۲۱ ارمنی ۶۰۰ خانہ بدوش ۸۶۵۔

* ۱۸۹۶ء مین اعلیحضرت نے اسے تسلیم کر لیا ہے تفصیل کیلیئے دیکھو کتاب وقعات روم اور بلگیریا کا مفصل بیان ٹرکی کی موجودہ حالت مین

دریائے ڈینوب سے لیکر جنوب کیطرف بحر الجزائر تک ہی شامل تھا۔ مغربی حد سرحد سرویا اور البانیا تھی۔ اور شرقی حد بحیرہ اسود۔ اور چونکہ اس عہدنامہ کی دیگر شرائط کے مطابق سرویا اور مانٹی نیگرو کو بھی بالکل آزادی ملگئی تھی۔ اور مقامی انتظامی خود مختاری بوسینیا و ہرزیگوینا کو عطا ہوگئی تھی۔ پس اگر یہ عہدنامہ منسخ نہ ہوتا تو اسکا اثر سلطان کی حکومت پر یہ ہوتا۔ کہ وہ ایک چھوٹے سے مثلث پر محدود ہو جاتی جس کے تینون زاویے ایڈریانوپل گیلی پولی اور قسطنطنیہ ہوتے۔

یہ مینے پہلے کسی جگہ ذکر کیا ہے کہ روس بجائے ظاہری حملے کے سرنگ بازی اور نقب زنی کی پالیسی یعنے خفیہ کارروائیون کو پسند کرتا ہے۔ اسی پالیسی پر وہ لڑائی سے کئی سال پیشتر سے بڑی مستعدی اور استقلال سے چلتا رہا۔ برسون سے اوسنے بلگیریا والون کو یہ پٹی پڑھانے کے لیئے پولیٹیکل ایجنٹون کی ایک فوج کی فوج وہان آئی ہوئی تھی کہ وہ ایک نیشن (قوم) ہین۔ اور اسی لیئے انہین یونانیون یا ترکون سے بالکل علیحدہ ایک مستقل قیام کا حق ہے۔ مگر بشرطیکہ وہ سلیو اقوام کے سرگروہ (یعنے زار روس) سے منحرف نہ ہون پس جب کہ زار کے رسوخ نے عہدنامہ سین سٹی فانو تحریر کیا۔ تو اون کو یہ توقع کرنے کا حق تھا۔ کہ بلگیریا کے باشندون مین روسی خیالات ایسے داخل ہوگئے ہین۔ کہ عہدنامے مین نئے صوبے کے قایم کیئے جانے کی شرطون مین کوئی مشکل واقع نہ ہوگی۔ اسلیئے دفعہ نمبر ۷ مین یہ شرط قرار پائی کہ بلگیریا کا حکمران بلگیریا والے آزادی سے منتخب کرین۔ اور اوسے سلطان با جازت دیگر دول منظور کرے گا۔ یورپ کی دول عظام کے حکمران خاندانون کا کوئی فرد بلگیریا کا شہزادہ منتخب نہ ہوسکے گا۔ اس عہدنامہ کی کانٹ چھانٹ مین جو برلن مین کیگئی۔ وہ فقرہ جس مین نئے صوبے کی حدود کے کوہ بلقان سے پرے تک بجانب جنوب بھی محیط ہونے کی شرط تھی بہت خراشا تراشا گیا۔ مگر شاید لارڈ بیکنسفیلڈ کے بستر کے پاس اوس یہودی دیانتدار دلال (یعنے پرنس بسمارک) کی نیم شبانہ ملاقات کے باعث شہزادہ بلگیریا کے انتخاب کی متعلقہ شرائط بالکل سالم رہنے دیگئین۔ اس شرط مین بھی زار نے عام آزادی کے پیرایہ کی ہر ایک چیز سے اپنے خاندان کے اور نیز خود سخت مقتدر رہنے کی طبعی خواہش کو ظاہر کیا۔ شاہی طریقہ حکومت کا طرفدار اس امر کی تائید مین صرف اس طریقہ کی تاریخی قدامت پر سہارا لیتا اور تکیہ کرتا ہے۔ مگر اس ذہین قوم (بلغار) کو جو کہ قومی دور مین ابھی ابھری تھی یہی طریقہ حکومت اختیار کرنے کی صلاح دینا اوس صلاح دہندہ کو شاہون کا خوشامدی ثابت کرتا اور بالکل ہی اس ضرب المثل کا مصداق بناتا ہے

اگر شاہ روز را گوید شب است این بباید گفت اینک ماہ و پروین۔

جب کہ قوم بلغار نہ ہی اس وقت اور نہ ہی اپنی تاریخ کے کسی زمانہ گزشتہ مین اپنے کسی شاہی سلسلہ خاندان کے انداز فوائد سے مستفیض ہوئی تھی یعنے کہ جب زمانہ ماضی مین بھی اس قوم کی کبھی اپنی خود مختار شاہی حکومت نہ رہی۔ پھر

سوائے ملکی حکومت سے ناگوار نفرت ہونیکے اور کوئی وجہ نہ تھی کہ بلگیریا اپنے قیام کو ایک جمہوریہ ریاست کی حالت مین کیون نہ شروع کرتا مگر جمہوری سلطنتون نے ظاہر کر دیا ہے کہ وہ ظالمون کے استعمال کیلیے ہر وقت تیار از انہین ہین پس بلگیریا کیلئے ایسا شہزادہ ہونا چاہیے جس کے انتخاب پر روس قطعی قابو رکھ سکے۔ اور جس کے پہلے معصومانہ قدم اوسکی مہربان و مشفقانہ حفاظت مین چلا جاوین (یعنے جوازمنا یا روس کی تابعت مین چلے) دفعہ نمبر ۲ کے مطابق قرار دیا گیا تھا کہ بلگیریا مین نئے طریقہ کا اجراء اور اوسکی نگرانی دو سال تک شاہی روسی کمشنر کرے گی اور دفعہ ہشتم کے روسے شرط قرار پائی کہ ترکی افواج نئی ریاست کی ہر ایک حصے سے واپس ہٹا لیجاوین گی۔ اور اس قدر قومی ملیشیا کے جو امن و امان قائم رکھنے کیلیے کافی ہو ٹھیک مکمل ہو جانے تک جس کی تعداد بعد ازان عہدنامہ کے دونون فریق مقرر کرین گے۔ روسی افواج ملک پر قابض رہین گی اور ضرورت کیوقت کمشنر کو فوجی امداد دینگی یہ قبضہ تخمیناً دو سال تک رہیگا۔ اس تمام تردد کی (جو ان شرائط سے ظاہر ہو رہا ہے) وجوہ نہایت عجیب ہین۔ آکو پرنس گارچکوف نے اسطرح بیان کیا:۔

ان غیر محدود شرائط کو اسطرح مضبوطی سے قائم کرنے کی یہ وجہ ہے۔ کہ اون ضرورتون کیلئے جو آئندہ پیش آوین گنجایش رہے۔ بلگیریا کے عارضی   کی دو سال میعاد صرف اس لیئے مقرر کیگئی ہے کہ   امن و امان کے قائم کرنے مسلمان اور عیسائی اقوام کو آپس کے عناد و فساد سے محفوظ رکھنے۔ ملک کی آئین بندی کرنے اور قوانین کے وضع کرنے اور دیسی ملیشیا کی تکمیل کیلیئے ضروری سمجھی گئی ہے۔ اور نیز اس لیئے کہ اگر میعاد قبضہ غیر محدود رکھی جاتی۔ تو یورپ پر قطعی قبضہ کرلینے کی ابتدائی کارروائی خیال کیا جاتا جس کا خیال شاہی دربار کے وہم و گمان مین بھی کبھی نہین آیا۔ یہ کہنے کی تو ضرورت ہی نہین کہ میعاد تخمیناً رکھی گئی ہے۔ کیونکہ شاہی دربار اس میعاد کو جو لمبی مدت کے لئے [illegible] تجویز کیگئی ہے اگر اس مدعا کی کامیابی کو نقصان پہونچانے کے بغیر ممکن ہو تو حتی الامکان کم کرنے کو تیار ہے جیسا کہ عام طور پر کہا جاتا ہے۔ روسیون کا مطلق ارادہ نہین کہ بلگیریا کو روسی پولیٹیکل سسٹم (نظم ملکی) مین شامل کیا جاوے۔ ملک کی پرانی راہ و رسوم ذرہ بھی متغیر نہین کیگئین صرف قانون کو مکمل کرنے کیطرف توجہ کیگئی ہے جو پہلے ادھورا تھا۔ روسی گورنر صرف اس لیئے مقرر کیئے گئے ہین۔ کہ قومی ترقی کی محافظت کرین۔ اور پہلی بلگیرین کونسل کے انعقاد مین جو ریاست کی آئین بندی کی درستی کیلیئے طلب ہوئی ہے سہولیت پیدا کرین۔

عہدنامہ برلن کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس بوڑھے ڈپلومیٹسٹ (مدبر) کی معصومانہ سادگی و صداقت نے سفراء مجتمعہ پر وہ اثر پیدا کیا جس کی کہ اوسکو توقع تھی کیونکہ ہم دیکھتے ہین کہ جنوبی حد کوہ بلقان تک مقرر کیگئی۔ اور روسی افواج کی مجوزہ میعاد قبضہ بجائے تخمیناً دو سال کے [illegible] سے نو ماہ تک محدود کیگئی

وہ گملٹنسے جنہون نے بلگیریا مین روس کا رسنہ صاف کیا تھا۔ اوس خاص بنا پر انکی جماعت سر ہو گئی تھی جنہون نے روس مین تعلیم پائی تھی۔ اور مذہب اور سوشل خیالات مین بالکل وسی ہو گئے تھے۔ اون کیلیے روسی علم ادب روسی گیتونکی کتابین۔ روسی درسی کتابین۔ روسی تواریخ اور سیطرح کے اکثر علم کا بہت بڑا ذخیرہ بہم پہونچایا جاتا تھا جن کتابون کا مدعا یہ کھلانا تھا کہ جنوب مشرقی یوروپ کر ترکی محکومی سے آزاد ہونیکے بعد ہی فوراً مین سلیوانک اقوام کا ایک بہت بڑا اجماع زیر حکومت از قایم ہو جا رہے۔

قصہ مختصر روسیون کا قبضہ نو ماہ پر محدود کیا گیا۔ اور روسی گورنمنٹ کو ساتھ ہی کہا گیا کہ یہ تین ماہ کے اندر روسی فوجین رومینیا مین سے گذر جاوین۔ اور ریاست بالکل خالی کر دیجاے۔"

انگریزی لبرل[†] مطلق العنان حکومت کی دیانتداری پر بشرطیکہ وہ مطلق العنانی کسی انگریزی لارڈ یا مشرقی بادشاہونکی سی نہ ہو۔ بہت ہی یقین رکھتی ہے یہ کچھ کم تعجب انگیز نہین گو تاہم یہ صاف پایا جاتا ہے کہ کانگرس کے ممبرون کو شبہ تھا کہ کیا بلگیریا کی آزادی ٹھیک آزاد رہے گی جس حالت مین کہ یہ کاروائی کاسک افسرون کی زیر نگرانی ہو۔ اور قلعے کے صند دقون پر روسی سپاہیون کا پہرہ ہو۔ اور یہ خیال اور بھی مضبوط ہو جاتا ہے۔ جب ہم یہ سنتے ہین کہ ممبران کانگرس نے نشست کرنے کے تھوڑے ہی عرصہ بعد سن لیا۔ کہ بلگیریا کا روسی فوجی گورنر صوبے کے پولیٹیکل اور مالی مستقبلہ امور پر ذاتی دباؤ ڈالنے کی کوشش کر رہا ہے۔

تاہم واقعات مابعد کی تاریخ بتاتی ہے۔ کہ روسی ایک بلی کو مار دینے کے لیئے مکھن کو اوس کے حلق تک ٹھونس دینے کے علاوہ اور بھی کئی طریقے جانتے ہین (یعنے اپنے مخالف کو صرف نرمی ہی سے نہین ہلاک کرتے بلکہ اگر ضرورت پڑے تو سختی سے بھی مار ڈالتے ہین)۔

شہزادہ الگزینڈر کے انتخاب سے پہلے روسی کمشنرون نے بلگیریا والون کو یہ دلنشین کرنیکا کوئی موقع فروگذاشت نہ کیا۔ کہ یہ اونکا دوست دراصل روس ہے نہ کہ یوروپ اور یہ کہ اونکی آئندہ بہتری اور خوشحالی کی اصلی امیدیں بجرے بادشاہ کی ہمدردی اور حفاظت پر موقوف ہے جو کہ اوسکا فرمانروا ہے۔ نہ کہ قومی امنگون پر۔ مگر انکی

---

* روسی۔ بلغاری صرب اور مانوی جبل ہود کے ساکنین سلیو قوم مین سے مین۔ یہ قوم تاتاری نسل ہے۔

[†] انگلستان کا لبرل فریق اور مارس کے لیڈر مسٹر گلیڈسٹون و ڈیوک آف آرگائل وغیرہ گو اپنے ملک کی نیم خود مختار شاہی حکومت کو بھی مضر سمجھتے اور ایک طرح کی تقریباً جمہوری حکومت کی قایم ہونے کو پسند کرتے ہین۔ مگر زار روس کی اشد خود مختار اور نہایت ہی سفاکانہ حکومت کو بہت پسند کرتے ہین چنانچہ شہزادی صاحبہ اون کے اسی دو رخہ خبط کیطرف اشارہ کر رہی ہین۔

قومی خیرخواہی کا نتیجہ تو ہم یہ دیکھ رہے ہین - کہ جلاوطنون کی ایک بڑی لمبی قطار ہر وقت کالے پانی سائبیریا کیطرف کوچ کرتی رہتی ہے - اور اوس کی آزادی کا مندر سینٹ پال اور سینٹ پیٹر کا قلعہ ہے -

آخرکار شہزادہ الگزنڈر عہدنامے کی تیسری دفعہ کے بموجب منتخب ہوا - اور ظاہرا تو کل ممالک یورپ کے ماتحت مگر دراصل زیر حمایت روسی گورنمنٹ کے بلگیریا نے اپنی قومی زندگی کے نئے زمانہ مین قدم رکھا شہزادہ بیٹنبرگ کی آؤبھگت قوم بلگیریا نے بسرپرستی روسی پرنس وونڈوکاف بڑے طمطراق سے کی - اور کسی طرح سے زار نے قوم کے اس عام انتخاب کو پسند کیا - روسی ڈپلومیسی کو ہمین ذرا بھی شک نہ تھا کہ گو اسکو فی الحال عہدنامہ سین سٹیفانو کے مطابق کامیابی نہین ہوئی تاہم اس ریاست کی پالیسی کا ڈنڈا ہمیشہ اوسکے ہاتھ مین رہے گا - اور کہ آخرکار روم کے برخلاف اوس صوبہ کی کامیاب بغاوت مین کوئی اندرونی مزاحمت یا مخالفت نہ واقع ہوگی -

اعلیحضرت امیرالمومنین سلطان عبدالحمید نے اس نئے شہزادے کو اوسکے پہلے ہی مرتبہ شرف ملازمت حاصل کرنے کے وقت کہا کہ تم حالت موجودہ کی مشکلات اور خطرات سے پورے آگاہ ہو - ان خطرات سے صرف اوس صورت مین بچاؤ ہو سکتا ہے کہ کل فریق عہدنامہ برلن کی لفظاً و معناً صدق دل سے متابعت کرین - اونہون نے شہزادے پر مذہبی مساوات قائم کرنے کیلیے بہت زیادہ زور دیا - اور اوس کو اس تمام خوشحالی کیطرف متوجہ کیا - جو بلگیریون عیسائیون کو کئی صدیون کی ترکی حکومت مین برابر حاصل رہی - باوجودیکہ پچھلی لڑائی مین مسلمان رعایا پر بڑے ظلم و تشدد کیے گئے - اور اوس کو جتا دیا کہ انصاف اور مناسب پالیسی کا یہی اقتضا ہے کہ حتے المقدور ان سب کو یکسان محفوظ رکھے -

مگر ایک سال آئندہ ہی کے واقعات نے یہ خوبی واضح کر دیا - کہ بلگیریا کے شہزادے نے اپنے شہنشاہ کی نصایح سے کچھ فائدہ نہین اوٹھایا - کیونکہ سلطان کے پاس متواتر شکایتین آتی رہین - کہ مسلمانون پر لگاتار سخت تشدد ہو رہا ہے - اور یہ اون کو بخوبی معلوم ہو گیا کہ اگر بہت جلد ہی اس حالت کو درست کرنے کیلیے تدارک نہ ہوا تو وہ اپنے سلطانی حقوق کو عمل مین لانے کیلیے مجبور ہونگے - مگر درین اثنا اونہون نے کل دول عظام کو یہ جتلا دینا مناسب سمجھا کہ عہدنامہ برلن کی وہ شرائط جو بابعالی کے مفید تھین پوری نہین کیگئین بلگیریا کے قلعون کی مشروط انہدام کی تعمیل مین ایک منٹ بھی نہ لگائی گئی - اور آسٹریا اور انگلستان کی تاکید کے جواب مین پرنس الگزنڈر نے جواب دیا کہ انہدام کیلیے روپیہ درکار ہے اور وہ ابھی موجود نہین - اور علاوہ ازین بارکون اور گودام خانون کیلیے قلعون کی ضرورت ہے - اصل مین یہ جواب ٹھیک ویسا نہ تھا - سلطان کو بار بار مجبور ہو کر

مشرقی رومیلیا مین اون روسی سازشون کا نوٹس لینا پڑتا رہا۔ جو عہدنامہ برلن کی پالیسی کے برخلاف اور عہدنامہ سین سٹیفانو کی پولیسی کے مطابق تھین۔ چنانچہ حضور ممدوح نے باقی دول کو مطلع کر دیا کہ روس کی اس زبردست مستعدی کے باعث انہین مشرقی مسئلے کا پھر دوبارہ اکھیڑا کرنا پڑے گا۔ یہ ایسی پیشینگوئی ہے کہ اثنائے تحریر کتاب مین بھی مجھے ہر دن اور ہر تار سے اوسکے پورے ہو جانیکا اندیشہ ہے۔ نئے صوبے کو بالکل روسی بنانیکی کوشش ۱۸۸۶ء مین اچھی طرح ظاہر ہو گئی۔ جب کہ پرنس الگزنڈر نے اپنے آپ کو ایک روسی جنرل کی ہدایات پر چھوڑ دیا۔ اوس جنرل کا نام اب پھر معاملات بلگیریا مین نمودار ہوا ہے۔ جنرل ارناتھ کی تجاویز کے مطابق سب سے پہلے ایسی کونسل آف سٹیٹ قائم کیگئی۔ جو ایسے اجنبیون سے جو بلغاری زبان بول سکتے تھے مشتمل تھی۔ اس کے بعد تمام ریاست مین روسی افسرون کو بطور جنگی کمشنرون کے مقرر کیا گیا۔ اور ہمین ذرا بھی شبہ نہین کہ اوس وقت شہزادہ نے اپنے آپ کو اوس مضبوط تعلق کا جو روسی قوم کو باشندگان بلگیریا سے وابستہ کرتا ہے "مؤید و حامی کرنے کی ٹھان لی تھی۔

پرنس کی یہ وضع آخر کچھ ایسی نمایاں اور عجیب ہو گئی کہ سلطان المعظم کو کل دول کے نام ایک زبردست یادداشت روانہ کرنی پڑی۔ جس مین انھون نے مفصلاً اون امور کی نظیرین دین۔ جن مین بلگیرین گورنمنٹ نے عہدنامہ برلن کی ذمہ واریون سے قدم بقدم پہلو تہی کرنے کی کوششین کین۔ یادداشت مین یہ بھی جتایا گیا کہ بلگیریا مین مسلمانون کی نہ تو جایداد محفوظ ہے اور نہ اونکا مذہب۔ اور نہ مسلمانون کو پبلک کامونکے اہتمام و نگرانی مین جو کہ اون کا حق ہے کسی قسم کا دخل دیا جاتا ہے۔ اور ترکی تجارتی گماشتون کے تقرر کی نہ تو اجازت دیجاتی ہے۔ اور نہ اگر انہین بطور خود مقرر کر کے بھیجا جائے تو تسلیم کیا جاتا ہے۔ اس مراسلے مین سلطان المعظم نے مسلمان نقل وطن کرنے والون کی تباہ حالت کیطرف بھی توجہ دلائی۔ جن مین سے بہتیرون کو معاوضہ اب تک نہ ملا تھا۔ اور جن مین گو اکثر بلگیریا کو واپس چلے گئے۔ مگر اب تک اپنی جایدادون سے محروم اور فقیری کیحالت مین پڑے ہوئے ہین۔ یہ میمورنڈم اوس انصاف پسندی کی اپیل پر ختم ہوا جس کا زور شور بابعالی نے یوروپ کے ساتھ تعلقات رکھنے مین سنا تو بہت تھا۔ مگر پایا بہت کم۔

اعلیحضرت سلطان المعظم کا یہ مراسلہ بے اثر نہ رہا۔ دول یوروپ نے پرنس الگزنڈر کو عہدنامہ برلن کی شرائط کی ٹھیک بجا آوری کی کافی طور پر تاکید کی۔ اوسے بتلایا گیا کہ بابعالی نے کافی اور قاطع شہادت سے ثابت کر دیا ہے۔ کہ بلگیریا کی گورنمنٹ نے بھی مختلف مذاہب کی رعایا کیساتھ منصفانہ طریق پر برتاؤ نہین کیا آخر مین اوسے جتلایا گیا کہ اوسکا تاج و تخت اسی پر منحصر ہے۔

اس فہمایش کے بعد الگزنڈر روسی حمایت سے یہ معلوم کر کے کہ یہ طرز عمل صرف اپنی آزادی فعل کے

عوض مین حاصل ہوتی ہے مگر بیزار ہوگیا ہو خواہ اوسنے یہ خیال کیا - کہ دول متمدنہ صرف زبانی ہی جمع خرچ پر نہ رہینگی - اور روس کا ستارہ بھی نئے اقبال کچھ کچھ زوال پر ہے - خیر وجہ کچھ ہی کیون نہ ہو لیکن یہ امر یقینی ہے کہ اسوقت اوسنے کارروائی مین ایک آزاد روبہ اختیار کرلیا جس مین اسے اسمبلی کے معزز ممبرون کی ایک کافی تعداد سے امداد ملتی رہی - پالیسی کے اس تغیر کا یہ سریع نتیجہ پیدا ہوا کہ ملک مین ایک معتدبہ پولیٹیکل حرکت و تحریک پیدا ہوگئی - ریاست کی لبرل فریق نے اس تحریک کو بہت تقویت دی - اور تمام ملک بھر مین صاف صاف روس کی مخالف خیالات ظاہر ہونے شروع ہوگئے - مگر اس پولیٹیکل تحریک سے پولیٹیکل تغیر بھی واقع ہونے شروع ہوگئے - اور ساتھ ہی شہزادے مین کمزوری اور عافیت پسندی کی کمی پائی گئی چنانچہ اکتوبر ۱۸۸۵ء مین ہز سلطان المعظم نے کل دول عظام کو مخاطب کیا - اور اونکو بذریعہ پھر عہدنامہ برلن کی حرف بحرف تعمیل کرانیکی تاکید مزید کی۔

اعلیحضرت سلطان نے پرنس الگزینڈر کی بعض حال ہی کی سپیچون کیطرف اونکو توجہ دلائی جن مین اوسنے ایسے خیالات ظاہر کیے ہے جو بابعالی کی شہنشاہیت کی وفادارانہ تسلیم کے برخلاف تہے - اور آخر مین حضور ممدوح نے دستخط کنندگان معاہدہ کے نہ مداخلت کرنیکی پالیسی اختیار کرنے پر سخت اعتراض کیا جس پر اونہون نے بتادیا کہ رفتہ رفتہ بدامنی اور مشکلات پیدا ہوجائینگی جن کا نتیجہ ایک سخت پیچیدگی ہوگی - اور وہ پیچیدگی آخرکار لڑائی پر ختم ہوگی - مگر دول نے شائد یہ خیال کرکے کہ وہ ایک سیدہے سادے ترک کی نسبت حالات معاملات کو بہتر جانتی ہین برابر خاموشی اختیار رکہی جس کا انجام یہ ہوا کہ ۱۸۸۵ء مین بلگیریا مین پبلک جوش اسقدر زبر ہوگیا کہ پرنس نے اپنے آپ کو اوس عام جوش کے دریا مین بہے جانے کو چھوڑ دیا - اور ایک ایسا کام کیا جس سے آخرکار وہ اپنا تخت کہو بیٹھا - خلاصہ کلام یہ کہ مشرقی رومیلیا نے بغاوت کرکے اسکو دعوت کی کہ بلگیریا کے ساتھ اس صوبے کو بھی ایک ہی حکومت مین ملا لیوے - اوسنے اس امر کو قبول کرلیا - اور یہ بیان کرکے کہ اونکی کل آبادی کی خواہشون کے برخلاف نہ چلسکنے کے باعث بلقان کے دونون جانب کی متحدہ ممالک کی حکومت اختیار کی ہے - مشرقی رومیلیا کو بلگیریا سے ملا لیا - اس نازک موقع پر عبدالحمید ایسی پالیسی پر چلے جس سے پولیٹیکل مشکلات سے بچنے کے متعلق اونکی عمیق دوراندیشی اور قابلیت کو صاف صاف ثابت کردیا - برلن کانگرس مین اونہون نے کل بلگیریا کو خودمختار ریاست بنائے جانیکی مخالفت اسلیئے کی تہی کہ وہ اچھی طرح جانتے تہے کہ اس کا صرف ایک ہی نتیجہ ہوگا - یعنی کہ روسی پروگرام اور مدعا کی عین کامیابی - چنانچہ اونکی مخالفت کامیاب ہوگئی تہی اور بلقان کا جنوبی ملک اونکی قبضہ مین چھوڑ دیا گیا تھا - مگر اب صورت بالکل ہی بدلگئی تہی - بلقان کے جنوب و شمال دونون طرف رعایا روسی سازش اور مداخلت سے تنگ آ کر مضطر ہوگئی تہی پرنس الگزینڈر نے

اینڈ روسی مشیرون کو نکالدیا تھا۔ اوسکی بلند پرواز حرص اندازہ سے بڑہ گئی تہی۔ اوزار کی سابقہ متابعت کی ردیے کو وہ بہر نہج ترک کرنے پر مستعد معلوم ہوتا تھا۔ قومی امنگون اور آزادی کا جان نثار دوست زار یہ دیکھکر کہ اوسکا اقتدار اوسکے ہاتھ مین ٹوٹ گیا ہے یا اوس سے چھینا گیا ہے۔ اور خود اوسی کے برخلاف پیدا کر دیا گیا ہے ایک غضبناک غصہ مین آگیا۔ شہزادہ کا نام روسی فوجی لسٹ سے خارج کیا گیا۔ اور اوسکو بڑی بے لحاظی سے کہا گیا کہ ہمیشہ کیلیے روسی حفاظت اور حمایت اوس سے چھینی گئی ہے۔ اس کے جواب مین پرنس نے سلطان کی خدمت مین ایک ایڈریس روانہ کیا جسمین آزادی کو ان ہر دو صوبجات متحدہ کا شہنشاہ بڑی صاف دلی سے تسلیم کیا۔

امیر المؤمنین عبد الحمید نے یہ دیکھکر کہ بلگیریا کی موجودہ وضع اور حالت ایسی ہے کہ وہ دول عظام کو یقین دلاویگی کہ اوسکی راہین جو بار بار بیان کیگئی ہیں۔ بالکل درست نہین۔ ان دونی صوبون کو بہر نہج فتح کرنے سے احتراز کیا۔ اور صرف کسی اور زیادہ شورش ہوجانے کے انسداد اور پیشبندی کرنے کی تیاری پر ہی قناعت کی۔ اونکو اس حالت کا ایک دور تعجب سے بہی کچھ زیادہ منتظر رہنا پڑا۔ ایک بڑے چالاک ہاتھ زار نے میلان بادشاہ سرویا کی آنکھون کے سامنے ایک دلآویز طمع لٹکایا۔ اوسکو بتایا گیا کہ اب موقع ہے کہ وہ برلن کانگرس کی ناکامیابی کا عوض لیلیوے جسمین کہ بوسنیا وہرزیگووینا سرویا سے ملحق کیے جانیکی بجائے آسٹریا کو دیدیے گئے تہے۔ اوسی کہا گیا کہ یہی شہزادے کی برخلاف پیشقدمی کرنیکا جس سے اوسکی تمام رعایا ناراض ہے اب وقت ہے۔ اور اگر اتفاقًا اوسکے بہادر سپاہیون کو زک بہی لگگئی تو بوقت ضرورت ایک زبردست ہمسایہ (یعنی زار) اوسکی مدد پر تیار ہو جاویگا۔ زار کا یہ داؤ چلگیا اور شاہ میلان نے بلگیریا کے برخلاف اعلان جنگ دیدیا۔ مگر اپنی سابقہ کرتوت کیطرح سے یہ حرکت بہی اوسنے اپنی طاقت کا اندازہ کرنے کی بغیر کی۔ شہزادہ بیٹنبرگ نے جلدی ثابت کردیا کہ جیسا وہ بوقت صلح کمزور تھا۔ بوقت جنگ ویسا ہی زبردست ہے چنانچہ بڑی سرگرمی اور دہوم دہام سے انگریزون سے اپنی چھوٹی سی فوجکی کمان لی۔ اور حملہ آورون کے مقابلہ کیلیے سرعت سے چل پڑا۔ اور بڑی جلدی اونکا کام تمام کر دیا۔ کیونکہ اگرچہ اوسکے دشمنونکی کامیابیون اور فتوحات نے جو دفعتًہ اور اچانک حملہ کر دینے سے اونکو حاصل ہو گئی تہین۔ فن جنگ کے اصول کے مطابق بلگیریا کی محافظت اور بچاؤ کو ناممکن کر دیا تہا۔ تاہم انکو بہت بُری طرح سے شکست دی گئی اور سرحد سے باہر نکال دیے گئے۔ اور نہ صرف کل یوروپ کی ہنسی اور ٹہٹہا زنی کا موجب ہوئے۔ بلکہ ایسے سراسیمہ اور حیران ہو گئے کہ بلکہ پرنس الگزینڈر کے رحم پر چھوڑ دیا گیا۔ مگر وہ ایسا نہ ہونے پایا۔ کیونکہ ایسے موقعہ پر سلطان المعظم عبد الحمید نے سرویا کے شہر کی جان بچانے کیلیے التوائے جنگ تجویز کیا۔ اور اس تجویز کی منظوری نے لڑائی کا خاتمہ کر دیا۔

کل باشندگان بلگیریا کی آزادی پر حملہ کرنے مین ناکامیاب ہو کر روس نے خود شہزادے کی جسم پر حملہ کیا۔ اور

(آدمی کی ابجدی مسئلے میں کامیابی ہوئی جو لڑائی میں فتح پانے سے بھی حاصل نہ ہوتی۔ ماہ اپریل ۱۸۸۶ء آدھی رات کے وقت الگزینڈر کو ایک مسلح گروہ نے آگھیرا۔ اور اوسکی چھاتی پر پستول رکھکر اوس سے تحریری دستبرداری از تاج وتخت پر جبراً دستخط کرالئے۔ اور پھر اوسے قیدی بناکر سرحد کے پار بھگا دیا۔ روسنے حسب معمول اس واقعہ کا علم ہونے سے اپنا سروکار لگاؤ ہونیسے مطلقاً انکار کیا۔ مگر ویسے ہی حسب معمول پال مال گزٹ کے ایڈیٹوریل دفتر سے باہر کوئی شخص بھی اس انکار پر یقین نرکھتا تھا۔ اور اس سینہ زوری کے برخلاف غصہ کا جوش کل یورپ مین [illegible] پر تھا۔ کہ ہمین کوئی شک نہین کہ اگر الگزینڈر اپنے آپ کو پھر آزاد پاتا۔ اور اپنی رعایا کیطرف چلا آتا تو اکثر دول عظام اوسے مدد دیتین اور وہ پہلے سے زیادہ مضبوطی کے ساتھ تخت پر متمکن ہو جاتا۔ مگر اوسنے وہ مستعدی اور مستقل مزاجی نہ دکھلائی جو اوس سے سرویا کیساتھ جنگ چھڑ جانے کے موقع پر ظاہر ہوئی تھی۔ وہ جھجکا اور رکا رہا۔ اور یہ قیمتی وقت کو ہاتھ سے گذر جانے دیا۔ اور آخرکار جب وہ بلگیریا کو واپس آیا ہی آیا۔ تو اوسنے اپنی اس دوسری آمد کو زار کیطرف ایک ایسا خط لکھنے سے ذلیل کیا جو ایسی خوشامدانہ اور سفلہ پن کے لفظون مین تھا کہ کل یورپ نے یکلخت اوسکا خیال ترک کر یا چھوڑ دیا۔ اور تھوڑے ہی عرصہ مین وہ مشرقی شطرنج کی بساط سے غائب ہوگیا۔

اوس دنسے لیکر آجتک یہ صوبہ جسنے برلن کانگرس کے سفراء کی توجہ کو اسقدر اپنی طرف مبذول کیا۔ اور جسکی بہتری کی بابت دس سال ہوئے کل دول عظام نے اسقدر تردد ظاہر کیا تھا۔ ایسا منظر پیش کر رہا ہے جسپر انسان اور فرشتے روئین تو بجا ہے۔ اور جس منظر نے اوس نصیحت کی مدبرانہ عقلمندی کے قاطع ثبوت دیدیے ہین جسکو [illegible] فایدہ اوس ایک شخص (یعنے سلطان الغازی عبدالحمید خان ثانی) نے پیش کیا ہے جو اس مقدمہ کی ضروریات کا واقعی علم رکھتا ہی پرنس الگزینڈر کی آخری اور ذلیل روانگی کے بعد مہینون تک بلگیریا کا قائممقام حاکم اشتہار دیتا رہا کہ کوئی شخص آوے اور اوسپر حکومت کرے چنانچہ بعد اشتہار بسیار سال گذشتہ (۱۸۸۷ء) کی جولائی مین ایک شہزادے مسمی فرڈیننڈ آف کوبرگ نے جو کبھی عظیم نہ ہونیوالی جرمنی کے ٹیوٹانک شاہی خاندان کا ایک ممبر ہے اس عہدہ کو بشرط منظوری دیگر سلاطین قبول کیا۔ مگر یہ منظوری اب تک حاصل نہین ہوئی۔ اور یہ معلوم کرنیکے لیے کسی اتنی بڑی پولیٹیکل فراست کی ضرورت نہین کہ بہت ہی جلد بلکہ شاید اس اثناء مین جب کہ یہ مضمون زیر طبع ہی ہون شہزادہ کوبرگ بھی بیٹنبرگ کے پیچھے پیچھے کسی سلطنت جرمن یا [illegible] کی [illegible] مین جا گھسیگا۔ فقط ایک دفعہ یہ ناز پرورده شخص (یعنے فرڈیننڈ) درست راستی پر آیا ہوا معلوم ہوا جب کہ اوسنے کہا "اگر مجھے اپنے دلی منشا کے مطابق چلنا ملے تو مین خود قوم بلغار کے ہمخیال ہو جاون اور اوسکی کامل مختاری کا اعلان کر دون" لیکن ایک منتخب شدہ مگر غیر منظور شہزادے کو عہدنامونکی عزت کرنی ضروری ہے۔ اور یہ عزت اوس کی حکومت کی مضبوطی اور

* شہزادہ صاحب کا یہ قیاس درست ثابت نہین ہوا یہ شہزادہ ابتک بلگیریا کا فرمانروا ہے اور ۱۸۹۶ء مین امیر المومنین اور دیگر سلاطین یورپ نے اسکو باضابطہ والی بلگیریا تسلیم کر لیا ہے +

بلگیرین رعایا کی خوشحالی کا موجب ہوگی" مین خیال کرتی ہون کہ اوسے دلی منشا پر چلنا ملا۔ کیونکہ اوس نے عہدنامون
کا کوئی لحاظ نہین کیا۔ اوسکی حکومت کچھ مضبوط بنا پر قایم نہین اور نہ ہی اوسنے بلگیرین قوم کو کسیطرح مرفہ الحال
بنایا ہے اور اب صرف ایک ہی سوال ہے جو اوسکے بارے مین پوچھا جاسکتا ہے کہ وہ بلگیریا مین کتنی مدت اور رہنے دیا جاویگا؟

اس معاملہ مین سلطان کی وضع بہت صاف اور مضبوط ہے۔ جنوب مشرقی یوروپ کی بد انتظامی کا کتفی علاج برلن
کانگرس مین تجویز کیا گیا تھا۔ اور اس عہدنامے کے دستخط کنندگان مین سے ایک ہونیکے باعث سلطان المکرم عبد الحمید اس
معاہدہ کی حدود کی ٹھیک ٹھیک پابندی کرتا رہا ہے۔ اب اگر بد انتظامی دور نہ ہو تو اس علاج کا قصور ہے سلطان نے اپنی طرف سے کوئی
کوتاہی نہین کی۔ کل سلطنتون مین سے جن کے وکلا نے اپنے دستخط اس عہدنامہ پر کیئے صرف اوسی نے ہر ایک شرط پر پورا
عمل کیا ہے اور وہ اب بجا طور پر پرنس بسمارک کے الفاظ کیطرف جو جولائی ۱۸۷۸ء مین بولے گئے تھے توجہ دلانیکی درخواست کر سکتا ہے

جب عہدنامہ کی تیسری دفعہ زیر بحث تھی تو اوسکے کافی ہونے پر چند ممبرون کو شبہ پڑا۔ اور اونھون نے کسی طرح یہ مان لیا کہ
تخت کے خالی ہوجانے کیصورت مین اس اتفاقی ضرورت کے پورا کرنے کی کسی کافی اور وافی تجویز سوچے جانیکی خواہش
کی تب پرنس بسمارک نے یہ کہا تھا یہ کانگرس کا منصب نہین کہ تمام مشکلات کیلیے چارہ جوئی تجویز کرے۔ اگر بلگیرین قوم
نا اتفاقی یا طبعی ناقابلیت کے باعث اپنے قوانین کو نہ چلا سکیگی۔ تو سلطنت یوروپ کو ضرور مشورہ کرنا پڑے گا۔ مگر یہ
مشورہ پیچھے کو اور صرف جب کہ ایسا وقت آپہونچے کیا جاویگا"

وہ وقت آگیا ہے۔ بلگیرین قوم کی نا اتفاقی یا ناقابلیت سے نہین۔ بلکہ روس کی بے ایمانی اور دول عظام کی بزدلی
یا بیبسی کے باعث یہ "نئے قوانین" کبھی نہین چلینگے۔ اب کیا یوروپ مشورہ کرے گا؟ اگر وہ ایسا کریگا تو اوسکی غرض وفکر
کے صرف دو ممکن نتیجے ہوسکتے ہین۔ ایک تو یہ ہے کہ یہ صوبہ پھر براہ راست سلطان کی حکومت کے قبضے مین دیدیا جاوے
اس فیصلے کی تائید مین وہ عملی ترقی پیش کیجاسکتی ہے جو برخلاف اوس تباہی۔ بد امنی و نا اتفاقی کے جو اس بڑی لکھی
گئی خود مختار حکومت یعنے بلگیریا مین پھیلی ہوئی ہے۔ اون لوگون نے کی ہے جو سلطان کی براہ راست حکومت مین ہی
رہتے گئے ہین۔ ایسے فیصلے سے کم از کم یوروپ مین امن عامہ تو ضرور قایم ہوجائیگا۔ کیونکہ اس فیصلے سے بلگیریا کی حکومت یوروپ کی
ایک نہایت ہی کم حریص اور بہت ہی کم غاصب طاقت کے ہاتھ مین ہوجاویگی۔ اگر رعیت کیطرف سے مستقل مزاجی سے معاہدون
وفاداری سے قایم اور ہمسایہ سے بہتر برتاؤ میلنے پر صابر رہنا مغربی طاقتون کی راے مین پسندیدہ اور قابل شمار عمدہ
اوصاف ہون۔ تو بیشک عبد الحمید کی بڑی فراخ حوصلگی سے یہ راے تائید کرے گی۔ مگر افسوس برعکس اس کے
پایا تو یہ جاتا ہے کہ ایسی خصایل سے گاؤں مین حقارت سے ہی دیکھے۔ گستاخی کرنے اور زیادہ غاصبانہ کی جرأت
پیدا ہوتی ہے۔ اور اگرچہ ایسے فیصلے سے بلگیریا اور کل دنیا کو وہ سب فوائد جن کا مینے ذکر کیا ہے۔ حاصل ہوسکتے ہین
تاہم مین اقبال کرتی ہون کہ ایسا فیصلہ ہونے کی امید بہت کم ہے۔ دوسرا نتیجہ حسب ذیل ہے۔ ایسے غالبا عمل ہی

ضمیمہ نمبر اول (۱)

حضرت جلالتمآب اعلیحضرت سلطان الغازی عبد الحمید خان ثانی کی زندگی کے حالات

اعلیحضرت خلیفۃ المسلمین سلطان المعظم عبد الحمید خان ثانی الغازی کی پرائیویٹ اور پبلک لائیف کے مختصر حالات لنڈن کے ایک پادری رسالہ پیئرسن اور مئی ۱۸۹۷ء میں شایع ہوئے تھے چونکہ انہیں اس کتاب سے ایک گونہ مناسبت تھی اسلیئے مترجم نے انکو بھی ترجمہ کرکے ضمیمہ کے طور پر کتاب کے اخیر میں لگا دینا مناسب سمجھا ہے تاکہ ناظرین انکو پڑھنے سے بھی حظ اوٹھائیں۔ ناظرین کو واضح رہے کہ یہ رسالہ پادریوں کا ہے اور جب متعصب سے متعصب پادری بھی ہمارے امیر المومنین کی صفت و ثنا کیئے بغیر نہ رہ سکیں تو مخالفین یا عداوت عطائے روم کی ناہنجاریوں اور افترا پردازیوں کا اس سے بڑھکر کونسا کافی ثبوت ہوسکتا ہے۔ اگرچہ اصلی رسالہ میں مضمون کے لکھنے والے کا نام ظاہر نہیں کیا گیا۔ تاہم اس خاص مذہبی پرچے میں شایع ہونے کی وجہ سے اسکو پادریوں کا مضمون خیال کیا جاتا ہے۔ اور اس لیئے مترجم بڑی خوشی سے اسکا ترجمہ کرکے اپنے ہموطن بھائیوں کے سامنے پیش کرتا ہے:۔

گو اس مضمون میں بعض فقرات اور بیانات ایسے ہیں جو اس کتاب میں پہلے ہی آچکے ہیں۔ لیکن چونکہ وہ ہمارے ہر دلعزیز خلیفۃ المسلمین ایدہ اللہ بہ الدین کی کوششہائے عظیمہ پر داد دینے کیلئے لکھے گئے ہیں۔ اور اپنے اپنے موقعوں پر قند مکرر کا مزہ رکھتے ہیں۔ اس لیئے مؤلف انکو قلم انداز کرنا مناسب نہ جانکر انہیں مواقع اور انہیں محل پر بعینہ ترجمہ کرکے ناظرین سے ان فقرات کو دوبارہ پڑھنے کی تکلیف دینے سے معافی کا خواستگار ہے مضمون حسب ذیل ہے:۔

"ایک خوشنما محل میں جو باسفورس کے کنارے پر واقع ہے ایک نہایت ہی حیرت انگیز عبرت بخش سانحہ واقع ہوا جسکی نظیرین ہلال کی گزشتہ تاریخوں میں اکثر پائی جاتی ہیں۔ درحقیقت اس جگہ جو کچھ واقع ہوا وہ شاید کبھی بھی معلوم نہ ہو۔ اور اوسکی عقدہ کشائی کبھی بھی نہ ہوسکے بتایا یہ ہے کہ آیا سلطان عبد العزیز نے خود کشی [illegible] معلوم تو یہی ہوتا ہے کہ وہ قتل ہی کیئے گئے تہے سلطنت خلفائے روم اور اوسکے فرمانرواؤن کی تاریخوں میں بارہا

سازشین کوئی نادر الوجود چیز نہین ہین۔ جیسا اس مین تو کوئی شک نہین کہ جب سلطان مرحوم عبد العزیز تخت سے علیحدہ کیے گئے اور اونکا چچا زاد بہائی سلطان مراد تخت نشین ہوا۔ تو اس تاریخ سے پانچ دن بعد وہ اپنے کمرے مین مردہ پائے گئے اور اون کے بازو پر ایک شدید زخم پایا گیا۔ یہ امر تو مسلمہ ہے۔ کہ شہنشاہ مرحوم دماغی اور جسمانی قوی مین کمزور ہو گئے تہے اور اسوجہ سے وہ روسی اقتدار اور دباؤ کو جو اون پر پڑا ہوا تھا ہٹا نہین سکتے تہے۔ اور جس سے یہ خوف ہو گیا تھا کہ روم کہین روس کا ہی ایک صوبہ نہ بنجائے۔ مگر یہ کسیطرح بھی ثابت نہین ہوا کہ وہ درحقیقت ایسے ہی مجنون ہو گئے تہے کہ خودکشی کر بیٹھتے۔ تاہم اونکی علیحدگی اغراض مملکت کیلئے ضروری ہو گئی تھی۔ اسی لیئے وزیرون نے اونکی جنون کا بہانہ رکھ لیا۔ تاکہ یہ امر دنیا کو جائز معلوم ہو۔ سلطان مراد کے تخت نشین ہونے پر یہ امید کیگئی تھی کہ وہ اپنے آپ کو ایک لائق حکمران ثابت کرینگے۔ مگر چند ہی ہفتے گذرنے پر یہ معلوم ہو گیا کہ وہ بھی اس بھاری بوجھ کو نہین اوٹھا سکتے۔ جس کو اس نازک وقت مین برداشت کرنا عثمانی شہنشاہ کو ضروری اور لازمی ہو رہا تھا۔ اسی لیئے وزیرون نے صلاح کی کہ اس فرمانروا کو بھی معزول کر دینا چاہیے۔ اور شیخ الاسلام (مذہب اسلام کے مذہبی صدر) سے اجازت حاصل کر کے سلطان مراد کو بڑی آسانی سے معزول کر دیا۔

اس کے بعد کونسل مین یہ قرار پایا کہ تاج و تخت سلطان مراد کے چھوٹے بہائی عبد الحمید آفندی کو پیش کیا جائے اور اون سے درخواست کیجاوے کہ سلطنت کی اہم اغراض اس بات کی مقتضی ہین کہ وہ تخت قیصری پر جلوہ افروز ہون۔ اور سیف عثمانی کو زیب کمر کرین۔ مگر اس تاج و تخت کو وہ شخص جس کی خدمت مین یہ پیش کیا گیا۔ کسی طرح پسند نہ کرتا تھا۔ عبد الحمید آفندی برسون سے تنہائی مین رہتے تہے۔ وہ حریص نہ تہے۔ اور اپنے اس امن گوشہ تنہائی کو سلطنت کی خار دار تاج سے بدلنا نہ چاہتے تہے۔ اونہون نے زور دیا کہ میرے بھائی کو اور موقع دیا جاوے۔ تاوقتیکہ حکمرانی کے نہین اونکی نا قابلیت بخوبی ثابت نہ ہو جاے۔ مگر جب یہ امر بوضاحت ثابت ہو گیا۔ تو اونہون نے بڑی مشکل سے اس درخواست کو قبول فرمایا اور ۳۱- اگست ۱۸۷۶ء کو اپنے بزرگان والا شان کی تخت پر اون بڑے نامور اور لائق بادشاہون مین سے جو سلطنت عظمی روم پر عرصہ ہائے دراز تک حکمران رہے ہین اپنے آپ کو ایک ظاہر کرنیکے لیئے جلوہ افروز ہوئے۔

اعلیحضرت امیر المومنین خلد اللہ ملکہ کی پیدایش ۱۸۴۲ء مین ہوئی۔ اونکی * والدہ ماجدہ سرکیشین تھین۔ جو اپنے معصوم بچے کے پیدا ہونیکے تھوڑے ہی عرصہ بعد عالم آخرت کو سدہار گئین۔ اور خورد سال بچے کی تعلیم و تربیت سلطان عبد المجید کی دوسری حرم محترمہ کے سپرد کیگئی جو خود لاولد تھین۔ وہ بڑی دانا اور نیکوکار عورت تھین۔ اونہون نے بے مادر بچے کو بڑی محبت سے پالا۔ اور نہایت ہی الفت اور مادرانہ غور و پرداخت سے حفاظت کی۔ انکا پہلا ادیب مصطفی آفندی دربار سے ملا تھا۔ پھر کمال آفندی انکا اتالیق مقرر ہوا۔ جو مغربی تعلیم سے پورا ماہر تھا۔ اوس نے ہمارے امیر المومنین کو اونکی خورد سالی مین نہایت ہی عمدہ تعلیم دی۔ اور ساتھ ہی ساتھ مغربی خیالات بھی اونکے ذہن نشین کراتا گیا

* مورخین گویان اعلیحضرت کی والدہ ماجدہ کا اسم مبارک [illegible]

بست سالہ عہد حکومت
سلطان عبدالحمید خاں
غازی
مختار پاشا
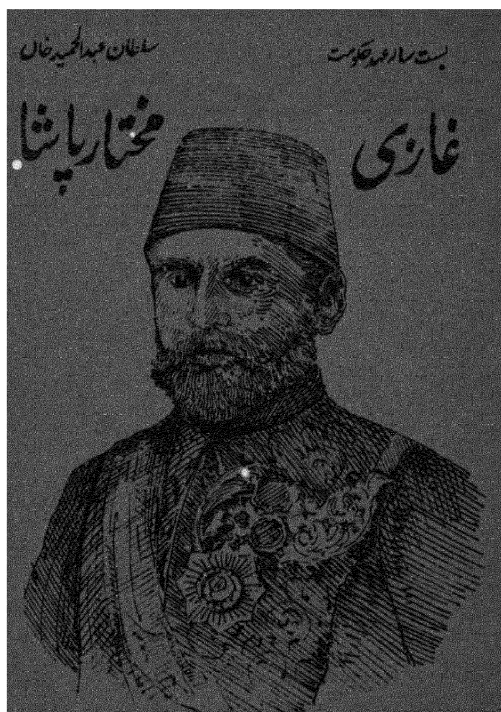
اونہون نے عربی اور فارسی مین بڑی جلد کمال حاصل کرلیا۔ اور تواریخ اور جغرافیہ کو بڑے شوق سے پڑہا۔ مگر یورپ کی کل زبانون مین عموماً اور فرانسیسی مین خصوصاً اونہون نے بہت کم ترقی کی چنانچہ اس وقت بہی اگرچہ وہ ان زبانون کو سمجھ لیتے ہین مگر بول نہین سکتے+۔ اسی وجہ سے یوروپ والون کو اعلیحضرت کے ساتھ زیادہ راہ و رابطہ رکہنا دشوار ہے بچپن ہی سے انمین ضعیف المزاجی کی علامات پائی جاتی تہین۔ اور کم گوئی اور شرمیلے پن مین مشہور تہے۔ لیکن ساتھ ہی انکی طبیعت مین فہم و فراست اور ذہانت و ذکاوت کوٹ کوٹ کر بہری ہوئی تہی۔ اور غور و فکر کی عادت بچپن ہی سے پڑی ہوئی تہی۔ اور چونکہ انہون نے مادرانہ الفت و محبت کا مزا ہی نہ چکہا تہا۔ اور والد بہی انکی کچہ اتنی غور و پرداخت نہ کرتے تہے اسلئے وہ اوائل عمر ہی سے بالکل تنہائی مین بسر اوقات کرتے۔ اور دوسرے بچون کیطرح آسایش و آرام اور کہیل کود سے بالکل الگ رہتے جوانی کے وقت بہی وہ سیر تماشے مین کبہی شامل نہوئے اور اپنی آمدنی اور خرچ مین ایسے محتاط رہے کہ تخت نشینی کے وقت تک انہون نے ساٹھ ہزار پونڈ یعنے ۹ لاکھ روپیہ جمع کرلیا ہوا تہا۔ ۱۸۶۷ء مین وہ اپنے چچا سلطان عبد العزیز× مرحوم کے ساتھ یوروپ کی سیر کو گئے۔ اور جیسا کہ وہ خود بیان کرتے ہین۔ پیرس۔ لنڈن اور وائنا کی اس سیاحت نے انکے خیالات کو وسیع کرنے اور علمی لیاقت بڑہانے مین بڑی مدد دی۔ اور جونہی وہ قسطنطنیہ مین واپس آئے۔ اپنی تعلیم کی کمی کو پورا کرنے کی خواہش اون کے دل مین بڑے زور سے پیدا ہوگئی۔ اور مطالعہ اور کتب بینی مین بڑی محنت سے مصروف ہوگئے۔ اور ساتھ ہی اونہون نے علم موسیقی کا بہی کچہ شغل کیا۔ مگر پہلے کی طرح اب بہی وہ کبہی سوشل (اجتماعی) تقریبون یا تماشون مین ہرگز شامل نہوتے۔ بلکہ کسی قسم کا شکار تک بہی نہ کہیلتے تہے۔ پولیٹیکل دورہ گردی کے بعد اپنے چچا سلطان عبد العزیز کے ظالمانہ طریق سے قتل کیئے جانیکی خبر سن کر انکے دلکو سخت صدمہ پہونچا۔ اور جب اُن کا بہائی مراد تخت نشین ہوا۔ تو سب سے پہلے اعلیحضرت ہی نے اوس کے ہاتہ پر بیعت کی۔ اور صرف اوسیوقت انکے کیرکٹر کی طبعی قوت اور طاقت نمایان ہوئی جب کہ سلطان مراد دماغی کمزوری کے باعث معزول کیئے گئے۔ اور یہ تخت قیصری پر جلوہ افروز ہوئے۔ شاید اس سے پہلے یہ خود بہی اس خفیہ قوت سے جو انمین نہان تہی بیخبر ہون۔ اوس کے ظاہر ہونے کے لیئے موقعے اور وقت کی ضرورت تہی۔ کیونکہ عنان سلطنت کو ہاتہ مین لیتے ہی ہمارے متین کم گو۔ مطالعہ مین غرق۔ تنہائی پسند۔ عزلت نشین شہزادے نے وہ مستعدی چستی۔ اور لیاقت خداداد ظاہر کی۔ کہ وہ اشخاص بہی جو بچپن سے لیکر اس وقت تک انکے حالات سے پورے ماہر تہے۔ حیران اور ششدر رہ گئے۔

ترکی تواریخ کے ایک نہایت ہی تاریک زمانے مین ان کو عنان سلطنت سنبہالنی پڑی۔ گورنمنٹ نے

+ رسم و قانون کے موافق صرف ترکی کی زبان رسمی ملاقاتون کے موقع پر بولی جاتی ہے۔

× سلطان عبد العزیز بہی انسے بہت محبت کرتے تہے۔

اس سے تھوڑا ہی عرصہ پہلے اپنے آپ کو بالکل دیوالیہ بنا دیا ہوا تھا یعنے مال بالکل بربادی کی حالت مین تھا۔ اور روسی ایجنٹ اور جاسوس ہر ایک شہر قصبہ اور گاؤن مین رعایا کو دلفریب وعدون سے لالچ دلاکر اور چمکتے ہوئے چمکدار سونے کی رشوتین دیکر بغاوت پر ابھارنے مین بڑی مستعدی سے مشغول تھے۔ سرویا نے روم کو اعلان جنگ دیدیا ہوا تھا اور فوج مشاہرہ نہ ملنے کے باعث بے ترتیب اور ناراض ہو رہی تھی۔ مگر اعلیحضرت سلطان المعظم نے بڑی سنجیدگی اور متین آرائی سے ان تمام مشکلات کا مقابلہ کیا۔ اون کی اس تند تیز اور درستی سے کل یورپ حیران رہ گیا اور وہ بادشاہ جو دریائے نیوا کے ساحل پر حکمران تھا یعنے زار اور جو سلطنت عظمی روم کو یورپین مریض کی حالت سے سنبھلتے کو بالیقین دیکھنا تک نہین چاہتا تھا۔ رشک و حسد کے مارے جل بھن کر کباب ہوگیا۔ اس نازک موقع پر اعلیحضرت نے نہایت ہی بڑا حلم۔ بردباری اور فراست ظاہر کی۔ وہ اپنے وزیر اعظم مدحت پاشا کی بے اندازہ قدر و منزلت کو نہ بڑھ گئے تھے۔ اور اسی سبب سے چندے اونکی اور دوسرے قدرت یافتہ وزراء کی مرضی کے مطابق عمل کرنا مناسب سمجھا۔ مگر اسکے ساتھ ہی وہ اپنی تجاویز کو بڑی احتیاط سے سوچتے رہے۔ اور مطابق منشائے خود حکومت کرنے کے لئے سامان تیار کرتے رہے۔

اپریل ۱۸۷۷ء مین زار نے آخرکار اوس خفیہ جنگ کی بجائے جو وہ کچھ عرصہ پہلے سے سرویا والون کی آڑ مین کر رہا تھا۔ علانیہ اشتہار جنگ دیدیا۔ اور اسکا باعث اور مدعا اوسنے یہ بتایا کہ "مشرق کی عیسائی رعایا کی حالت کے درست کرنے مین روسی قوم کے مضطربانہ تردد اور خواہش کو پورا کیا جاوے"۔ مگر ہم نہین جانتے کہ زار نے اپنی قوم کا عندیہ کیسے معلوم کر لیا جبکہ نہ تو اخبارون کو آزادی تحریر حاصل ہے۔ اور نہ قومی خیالات علم اور پبلک تقریرون کے ذریعہ سے ظاہر کیئے جاسکتے ہین۔ خیر کچھ ہی ہی حضرت زار فرماتے ہین کہ "روم کے بیجا اور مدعیانہ کبر و عناد سے تنگ آکر ہم اپنی فوج پر الطاف ایزدی اور عنایات ربانی کی خواستگاری کر کے اوسکو اس دینی مہم کیلئے لڑنے کا حکم دیتے ہین اور اجازت دیتے ہین کہ وہ سرحد سے عبور کر جاوے"۔

جس بہادری اور جرأت سے ترک لڑے اور جیسی شجاعت سے اونہون نے اپنے ملک کی خدمت کی۔ تواریخ کے مطالعہ سے معلوم ہو سکتا ہے۔ اور گو ترکون کو اکثر ہزیمتین ملین۔ لیکن روسیون کی بھی کچھ کم گت نہ بنی تھی۔ آخرکار ۳ مارچ ۱۸۷۸ء مین عہدنامہ سین سٹی فانو پر دستخط کیئے گئے جس کی شرائط اوسنے ایسی غاصبانہ اور جابرانہ مقرر کین کہ اوسکے مشتہر ہونے ہی کل یورپ مین تہلکہ برپا ہو گیا اور معلوم ہو گیا کہ باقی دول اوسکی شرائط کی بجا آوری کو ہرگز قبول نہ کرینگی۔ اس جوش و خروش کا نتیجہ یہ ہوا کہ برلن کانگرس منعقد ہوگئی۔

اس کانگرس سے جیسا کہ کل دنیا جانتی ہے عہدنامہ سین سٹی فانو کے پرخچے اڑ گئے۔ اس کے ختم ہونے پر لارڈ بیکنسفیلڈ لنڈن واپس گئے۔ اور فرمایا کہ صلح اور باعزت صلح قایم ہوگئی ہے۔ روسی شہزادے سینٹ پیٹرز برگ کو

سد ہا رہے کہ بابعالی کی معاملات اور کاروائیون مین اونکی مشکلات اور پیچیدگیان پیدا کرین۔ اور ترکی کو کلاہ نے اسلام بول کیطرف مراجعت کی جس جگہ وہ اون کونسلون اور تجاویزون مین باوقت پہونچکر معاون ہوے جن سے سلطنت عظمے مین اصلاح و فلاح کا دورہ شروع ہوگیا۔

لڑائی کے ختم ہوتے ہی اعلیحضرت سلطان غازی نے اپنی تجاویز عمل مین لانی شروع کردین۔ اون کو اب معلوم ہوگیا تھا کہ ہمارے قیام حکومت مین اب کسی قسم کا خدشہ باقی نہین رہا۔ چنانچہ وہ اپنے تباہ شدہ ممالک محروسہ مین خوشوقتی اور مرفہ الحالی کو قایم کرنے مین بدل وجان مصروف ہوگئے۔ مگر سب سے پہلا ضروری کام اوس بادشاہ ساز (یعنے مدحت) کو گوشہ نشین سزا دینا تھا۔ جو امن وامان اندرونی مین مخل تھا۔ مدحت پاشا کی کانسٹی ٹیوشن جس کے منظور فرمانے پر سلطان المعظم مجبور کئے گئے تھے منسوخ کیگئی۔ سلطان المعظم نے یہ جان لیا کہ اونکی رعایا ابھی پولیٹیکل ترقی کے اس درجہ تک کہ جسپر ہی صرف ہر ایک قسم کی کانسٹی ٹیوشنین چلسکتی ہین نہین پہونچی۔ اور کہ یکلخت گھڑی ہوئی کانسٹی ٹیوشنین یعنے وہ قوانین جو اصلی ترقی پر مبنی ہون ایک کوڑی کی حیثیت نہین رکھتے۔ شاید اونکی اس پولیسی کی مؤید اور بھی اغراض ہون۔ کیونکہ یہ ممکن نہ تھا کہ وہ یکلخت اپنی خاندان کے قدیم طریقون اور پالیسیون کو بدلدیتے۔ قصہ کوتاہ طریق حکومت خصائص قوم اور قدرتی وضع ملک پر منحصر ہے اور کسی منصف مزاج اہل الراے کو ہمین شبہہ ہوگا کہ علم کی تعلیمی حالت مین ہمروکم موجودہ کمی اور حکومت خود مختاری کے اہم نا قابل ہونے کیوجہ سے اوسکی اصلی ترقی کیلئے کسی نہ کسی طرح کی براہ راست حکومت اگر نہایت ہی لازمی نہین تو اشد ضروری تو بہرحال ہے۔ اور پھر زہے نصیب اگر یہ حکومت ایک لائق شہنشاہ کے ہاتھون مین ہو۔

عالی جناب سلطان البرین والبحرین کی تجاویز پر بلکچھ سوچنے کے باعث یوروپ والون نے شور وغوغا مچادیا۔ اور سلطان المعظم کی حکمت عملی اور تدبیر اکسیر حکم کو سوچی سمجھے بغیر وہان کے بعض جاہل مدبران خود فروشی نے واویلا شروع کردیا کہ قیصر روم نے اپنی ملک کی اٹھتی ہوئی آزادی کو کچلکر پھر وہی پرانی اور تاریک بادشاہی حکمت عملی اختیار کرلی ہے۔ مگر ہمارے ظل اللہ اپنے کام کو ان بیہودہ فرمان بکنے والون سے بدرجہا عمدگی سے جانتے تھے۔ وہ کسی لوم ولائم کی پرواہ نکرکے اپنے کام مین بڑی دلاوری اور جرأت کیساتھ مشغول رہے۔ مگر اسکے ساتھ ہی عرش پایگاہ سلمہ اللہ تعالی کو مخالفین اور معاندین کی سازشون سے ذرا بھی دم نہ لینا ملا۔ بلکہ جون جون وقت گذرتا گیا اون کو یہ تلخ صداقت معلوم ہوگئی کہ اکثر وہ اشخاص جنپر انہین کامل بھروسہ تھا۔ اور جن کو انہون نے حضیض ادبار سے نکالکر عزت وافتخار کی چوٹی تک پہونچادیا تھا تمامتر ان مین سے کم نہین ع دوست سمجھے تھے جنہین ہم وہی دشمن نکلے۔

اسی لیئے اونہون نے پبلک لایف سے بذات خاص آہستہ آہستہ گریز اختیار کرلیا۔ مگر ساتھ ہی کار دربار سلطنت کو ایک ثانیہ کیلئے نہ چھوڑا۔

محل یلدز جو قسطنطنیہ سے باہر تھوڑے سی فاصلے پر ہے۔ اونکی پیاری جائے رہایش ہے اونکی

حکومت فرحت نمط کے پہلے مہینے کے ختم ہونے پر ایک راوی چشم دید بیان حسب ذیل لکھتا ہے:-

"ہر ایک اہم ملکی معاملہ مین سلطان عبد الحمید کی ذاتی رائے نے ایک بہت بڑا اور قطعی اقتدار حاصل کر لیا ہے۔ جو اقتدار دن بدن بڑھ رہا ہے۔ مگر یہ اسکے متقدمین کے رعب سے بالکل ہی مختلف قسم کا ہے۔ یہ وہ طفلانہ یا متلون مزاجی کیسی مداخلت نہین جو عارضی ترنگون یا خفیہ مشورہ یا پوشیدہ دباو کا نتیجہ ہو۔ بلکہ یہ مداخلت سلطان کیطرف سے تمام امور سلطنت پر ہر ایک قسم کی آگاہی و قدرت حاصل کرنے اور پھر اوس آگاہی کی بنیاد پر اپنی رائے قایم کرنیکی باقاعدہ کوشش ہے۔ وہ کدورت جو شروع شروع مین اوس کے دلمین اون وزیرون سے پیدا ہوگئی تھی۔ جو اسکی ماقبل حکومت کے اخیر مین بہت کچھ بیباک ہو رہے تھے پوری واقفیت ہونیکے باعث بالکل دور ہوگئی۔ اور وہ تعلقات جو اسکے اور اون کے درمیان قایم ہوگئے ہین عجیب ہی قسم کے ہین۔ صدیون سے قواعد ادب و آداب کے مطابق سلاطین باقی کل دنیا کیطرح اپنے وزیرون کے ساتھ بھی بہت کم علاقہ رکھتے تھے۔ مگر موجودہ سلطان نے اس نہادت کی بندشون کو توڑ دیا ہے۔ وہ اون کو اپنے حضور مین بیٹھنے کی اجازت دیتا ہے اور کونسل مین معاملات پر بحث کرتا ہے۔ اوسنے حال ہی مین تجارت و حرفت کو ترقی دینے۔ زراعتی مدارس کھولنے اور آزمایشی زراعتی فارم قایم کرنے کی بڑی خواہش ظاہر کی ہے۔ (اوسکی یہ خواہش پوری ہوگئی) اوسنے اپنی ذاتی خدمات کیلیے اون افسرون کو منتخب کیا ہے جنہون نے یورپ مین تعلیم پائی ہے۔ اور جو نہ صرف ان زبانون ہی کو بول سکتے ہین۔ بلکہ یورپ کے مہذب ملکون کے بڑے بڑے اعلیٰ خیالون کی بھی وقعت ہین"

اندرونی اصلاحات کے بارے مین اس مقبول و محبوب بارگاہ الہی کی کل خواہشین بفضل ایزدی پوری ہوگئی ہین سب سے پہلا امر جسکی اصلاح ضروری تھی صیغہ مال تھا۔ جو نہایت ہی ابتر اور تباہی کی حالت مین تھا۔ مسٹر نیکر کے وقت سے لیکر جس نے انقلاب سے قبل فرانس کے خزانہ کو درست کیا۔ آجتک کسی انسانی فنانشر کو ایسا مایوس کن اور بے سر و پا منظر پیش نہ آیا تھا۔ سلطان المعظم کے حکم سے سرکاری کمیشن تحقیقات کیلیے مقرر ہوئی جس مین خفیہ غبن اور خیانت کی ایسی وارداتین ظاہر ہوئین جو کسی شرقی ملک مین بھی اب تک نہ پائی گئی تھین۔ انکو دور کرکے نہایت ہی عمدہ مالی پولیسی اختیار کیگئی جسکے مفید اور کارآمد ہونیکی کل سلطنت علیا کی موجودہ مرفہ الحالی اور صیغہ مال کی روز افزون ترقی اور خوشحالی کافی شہادت دے رہی ہے۔ خزانے کی درستی کے بعد دوسرا امر قزاقی کو روکنا تھا جو سلطنت روم مین بحد درجے تک بڑھ گئی تھی۔ اعلیحضرت سلطان المعظم نے بڑی مستعدی سے اس کام کو اپنے ہاتھون مین لیا اور قزاقون کی گرفتاری اور انکی سرکوبی کی کارروائیان بڑی تیزی سے جاری رہین جنکا نتیجہ صاف نمایان ہو رہا ہے۔ ان کارروائیون کے چندے روز اسی طرح جاری رہنے سے تمام ممالک محروسہ سے قزاقی کا عملاً تمام نشان تک دور ہو جاویگا اور ٹرکی کی مالی حالت اور روم کی خوشحالی دن بدن بڑھتی چلی جاویگی"

قزاقی کی مقدار کا اندازہ کرنیکے لئے دیکھو کتاب [illegible]

صرف یہی ترقیان نہین جو اعلیحضرت سلطان عبد الحمید کے عنان حکومت کو ہاتھ مین لینے کے وقت سے ہوئی ہین۔ ان کی خاص ذاتی نگرانی مین سلسلہ تعلیم مدارج اعلے تک پہونچگیا ہے۔ اور صرف لڑکون کے لیئے ہی نہین۔ بلکہ تعلیم نسوان نے بھی جو انکے ظل حمایت مین ترقی کی ہے۔ وہ اعجاز سے کم نہین۔ ابتدائی تعلیم لازمی کیگئی ہے۔ اور ہر محلہ و بستی کیواسطے ضروری ہوگیا ہے کہ اوسمین ایک مدرسہ تو ایسا ضرور ہو جس مین تعلیم مفت دیجاوے۔ اور علاوہ قرآن شریف کے موجودہ علوم و فنون کی تعلیم دیجائے۔ یہ کہنا شاید ضروری نہین کہ اعلیحضرت کو ہماری مین سخت متعدد خفیہ مخالفتون سے سابقہ پڑا۔ اور اسی وجہ سے ملک کی دور دراز حصے کما حقہ ترقی نہین کر سکے۔ مطابع بھی اعلیحضرت کی خاص ظل عاطفت مین لیئے گئے ہین۔ اور خاص سرکاری مطبعے مین حکم شاہنشاہی کے مطابق یوروپ کے علوم و فنون اور سائنس کی کتابون کے ترجمے برابر شائع ہوتے رہتے ہین اس امر کی حکومتہائے سابقہ مین اجازت نہ تھی۔ سلطان المعظم کو ہر وقت یہی فکر لگی رہتی ہے۔ کہ اونکی رعایا کی علمی اور دماغی لیاقت اعلی درجہ تک پہونچائی جاوے۔

اعلیحضرت سلطان عبد الحمید کی اصلاحین صرف یہین پر ختم نہین ہوگئین۔ فوج کو از سر نو مرتب کرنا اور اوس کو باقاعدہ تعلیم دینی سخت ضروری تھی۔ اور اونھون نے اس صیغہ مین بھی ویسی دلچسپی اور مستعدی سے کوشش کی جیسی کہ دوسرے صیغون مین کی تھی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آج روم کی فوجی حالت درجہ کمال پر ہے اور وہ ایسی عمدہ اور باقاعدہ ہے۔ کہ امپراطور ولیم ثانی شہنشاہ جرمنی کی زبان بھی جو جنگی امور پر معتبر اور مستند اہل الرائے ہین۔ اوسکی صفت و ثنا مین لال ہے۔ سلسلہ ریلوے بہت کچھ بڑھایا گیا ہے۔ اور ایشیا مین کئی نئی لائنین زیر تعمیر ہین۔

ان سب کامون مین یہ ہمیشہ یاد رکھنا چاہیئے کہ سلطان المعظم عبد الحمید خان ہی بذات خاص مستعد اور مصلح قوم ہین۔ اون کے وزراء صرف حکم کے بندے ہین۔ جو سلطان المعظم کے براہ راست احکام اور تجاویز پر کاربند ہوتے ہین۔ اور جو اکثر پرانے خیالات کے آدمی ہوتے ہین۔ بیشک یہ اعلیحضرت کیلیئے ایک بدبختی ہے کہ اپنی رعایا کی بہتری مین گو وہ بذات خاص بیحد دلسوز کیسے ہی گرمجوش اور مستعد ہین۔ مگر اون کے وزراء اور دوسرے حکام ماتحت مین ویسی پرجوشی اور مستعدی نہین پائی جاتی۔ اسی لیئے صوبجات بعیدہ مین تہذیب اور شائستگی کی ویسی ترقی نہین ہوئی جیسی کہ اون اضلاع و ممالک مین ہوئی ہے۔ جو اعلیحضرت کی خاص ذاتی نگرانی مین ہین۔ یا قریب واقع ہین۔ سلطان المعظم بڑے ہی رحمدل شہنشاہ ہین۔ اور یہ عام معلوم امر ہے کہ تخت نشین ہونیسے لیکر آج تک انھون نے صرف ایک ہی فرمان قتل پر دستخط کیئے ہین۔ اونھون نے اسطرح سے تو یہ سنگین سزا اٹھا ہی موقوف کر دی ہے۔ کیونکہ ایسے مجرمون کی قسمت کا فیصلہ وہ بذات خود فرماتے ہین۔

اس مین ذرا بھی شک نہین کہ روم کو اوسکی بدانتظامیان خواہ کتنی ہی کیون نہ ہون۔ غلط بیانیون اور افترا پردازیون سے سخت نقصان پہونچتا ہے۔ جو کچھ اس جگہ در اصل واقع ہو بیرونی دنیا مین اسکی خبر بالکل اولٹی پلٹی ہو کر پہونچتی ہے۔ اچھا امر بالکل گھٹا کر مشتہر کیا جاتا ہے۔ اور برا امر بڑے مبالغہ کے ساتھہ بیان کیا جاتا ہے یہ بات لوگون مین عام دلنشین ہو گئی ہوئی ہے۔ کہ کیا روم سے کبھی خیر کی خبر بھی آسکتی ہے؟ اور یہ امر مسلمہ مانا گیا ہے کہ سلطان ہر وقت عیش و آرام مین سرمست رہتے ہین۔ اور امور سلطنت مین ہرگز دخل نہین دیتے مگر وہ ہر ایک شخص جو اسلامبول مین رہتا ہے۔ اس امر سے اچھی طرح واقف ہے۔ کہ فرمانروا ئے حال نہایت ہی متین ہین۔ اور موجودہ اصلاحین اور ترقیان ثابت کرتی ہین۔ کہ اونکی تمام توجہ اور لیاقت امور سلطنت مین صرف رہتی ہے۔ اونکی پرائیویٹ لائیف بجائے ایک مشرقی شہزادے کی طرح عیش و آرام مین بسر ہونیکے بالکل ایک یورپین شریف آدمی کی طرح ہے۔ مالی صیغہ کی دیگر اصلاحون مین ایک یہ بھی ہے کہ اونہون نے حرم کے اخراجات کو بھی بہت کم کر دیا ہے

بذات خود اعلیحضرت صرف ایک ہی حرم محترم رکھتے ہین۔ گو اونکی شرعی ازواج چار ہین۔ جو تعداد ہر ایک سلطان کیلئے لازمی ہے۔ مگر وہ کسی پر بھی خاص نظر عنایت نہین رکھتے۔ اور اگرچہ اون کے حرم کی تعداد اب بھی بہت بڑی ہے۔ مگر یہ صرف اپنی ملک اور اپنے خاندان کی رسوم و آئین کی پابندی کیوجہ سے ہے۔ وہ تو اپنی تین سو حرم محترم سے خلاصی کرانا چاہتے ہین۔ جو اونہین صرف زیر بار اخراجات کرتی ہین۔ اور تمام مشرقی ممالک کی طرح درباری سازشون کا اکثر باعث ہوتی ہین۔ مگر قاعدہ کلیہ ہے۔ کہ صدیون کی قوت یافتہ رسوم آسانی سے توڑی نہین جاسکتین ہر سال مین ہر سالگرہ کو اور اور موقعون پر والدہ ماجدہ اعلیحضرت کو ایک ایک خوبصورت کنیز پیش کرتی ہین۔ اور یہ جوان خاتونین بطور حرم محل سلطانی مین داخل کیجاتی ہین۔ جہان ہر ایک کا الگ الگ سامان و انتظام ہوتا ہے چنانچہ فی حرم ماسوائے گھوڑون۔ گاڑیون اور سائیسون کے کم از کم چار خواجہ سرا اور چھہ خادمہ ہوتی ہین۔

اس ایک محل کی خرچ کو تین سو سے ضرب دو۔ پھر معلوم ہو جاوے گا۔ کہ سلطان معظم کی سالانہ سول لسٹ ۶ لاکھ پونڈ کیون ہے۔ اس رقم کا ایک معتد بہ حصہ جہیزون مین صرف ہوتا ہے۔ جو سلطان المعظم ان کنیزکون کو عطا فرماتے ہین۔ جن کا عقد وہ اول افسرون سے کر دیتے ہین جن پر عنایت خاص ہو۔ ہر سال دو یا تین کنیزون کے عقد کئے جاتے ہین۔ اور ہر ایک کو اعلیحضرت قانوناً دس ہزار پونڈ بخشتے ہین۔ مگر افسوس ہے کہ ہر ایک دلہا کے لیے جس کو سلطان المعظم کوئی حرم عنایت فرمائین یہ لازمی ہے کہ جس قدر جلد ممکن ہو اس حرم کے عوض ایک غلام پیشکش خدمت سلطانی کرے تاکہ امپیریل حرم سرا کے حرمون کی تعداد پوری رہے۔ اعلیحضرت سلطان جیسا کہ ہر ایک شخص جو اون سے واقف ہے۔ جانتا ہے۔ اس تمام سلسلے سے نہایت ہی بیزار ہین مگر امپیریل حرم مین اس قدر

ازدواج رکھنے سے بہت بڑے تعلقات وابستہ ہین۔ اور اگر سلطان معظم اس کارخانے کو دور کر دین تو بیشک (خدا نکرے) یا تو معزول کر دیئے جاوین یا قتل کیئے جاوین۔ سر ولیم وائیٹ نے ایک دفعہ سلطان المعظم کی خدمت مین گزارش کی تھی۔ کہ وہ اس کارخانے کو اسطرح سے کم کر دین۔ کہ جو کمیان واقع ہون۔ اون کو پورا نہ کیا جاوے مگر یہ امر آسان نہین۔ کیونکہ ہر ایک درباری وزیر اور با اقتدار پاشا حرم سرائے سلطانی مین اپنی بیٹی کے داخل ہونے کو اوس کے لیئے جہیز کے حاصل ہونے اور والدہ کا خطاب ملنے کا ذریعہ سمجھتا ہے۔ جو شہزادی کے خطاب کے برابر ہے۔

یہ تو صاف ظاہر ہے کہ اتنے بڑے کنبے کا خرچ بھی بہت ہی بڑا ہے۔ تاہم سلطان عبد الحمید بیجا اسراف کو روکنے مین از حد کوشش فرماتے ہین۔ پھر بھی جب کبھی وہ دولمہ باغچہ کے محلسرا مین رونق افروز ہوتے ہین۔ تو چھ ہزار آدمیون کے لیئے روزانہ طعام تیار ہوتا ہے۔ اور شاید اسی لیئے وہ نسبتاً چھوٹے محل یلدز کوشک مین رہنا زیادہ پسند کرتے ہین۔ ایک واقف کار شخص سلطانی محل سرا کا مندرجہ ذیل نقشہ بتاتا ہے۔ وہ تسلیم کرتا ہے کہ اتنے بڑے کنبے کا انتظام اس خوبی سے ہوتا ہے کہ نہایت ہی بیوقت فرمائشون پر بھی کبھی کوئی دقت واقع نہین ہوتی۔ ہر ایک صیغہ ایک ایک شخص کے زیر اہتمام ہے جو اوسکے انتظام کا بارہ راست ذمہ وار ہے۔ اوس کی ماتحت ملازمون اور غلامون کی ایک جماعت رہتی ہے جو اوسکے احکام کی تعمیل کرتے ہین وہ بذات خود صرف محلسرا کے دفتر دار کے ماتحت ہوتا ہے۔ عورتون کو کل محکمون کی کسی چیز کے انتظام مین ذرا بھی دخل نہین۔ وہ تو بیگمون کی خدمت مین مصروف رہتی ہین۔ یا خاص خاص صورتون مین سلطان المعظم کی خدمت گذاری کرتی ہین یہ کل انتظام اسطرح منقسم ہے کہ سوائے لارڈ ہائی چیمبرلین (قپوجی باشی) اور دفتر دار کے کسی اور کو محنت نہین کرنی پڑتی۔ چیمبرلین تو اکثر سلطان المعظم کی ذاتی خدمت مین رہتا ہے۔ اور ہر وقت حضوری مین حاضر رہتا ہی اس لیئے کل محلسرا کا انتظام دفتر دار کے ذمہ ہے۔ اوس نے خریدارون کی ایک جماعت مقرر کر رکھی ہے۔ اون مین سے ہر ایک اپنے اپنے مہینون کے لیئے خاص خاص اشیاء کے خرید کرنیکا ذمہ وار ہے۔ اور اوس کے ماتحت بہت سے معاون غلام اور ملازم ہوتے ہین۔ ایک شخص مچھلی کے مہیا کرنے کی خدمت پر مامور ہے۔ اور چونکہ چھ ہزار آدمیون کیلیئے مچھلی کا ایسی جگہ مین جہان مچھلی کی منڈی نہو جیسے کہ اور بڑے بڑے شہرون مین ہے مہیا کرنا آسان کام نہین۔ اوسنے بیس آدمی چھوٹی چھوٹی منڈیون مین پھر کر ماہی گیرون سے مچھلی خریدنے کے لیئے مقرر کیئے ہوئے ہین اور پھر اون مین سے ہر ایک کے ساتھ دو دو آدمی ہوتے ہین۔ کہ خرید کردہ مچھلی کو اوٹھا کر لاوین۔ ہر ہفتے مین تخمیناً دس ٹن (۲۸۰ من مچھلی) خرچ ہوتی ہے۔

۱۸ ہزار پونڈ (یعنے ۲۲۵ من) روٹی روزانہ کھانے مین آتی ہے جو بڑے بڑے تنورون مین جو محل

سے ذرا فاصلے پر بنے ہوئے ہین پکتی ہین۔ باورچیخانے تمام محلون اور کوشکون سے علیحدہ از دور بنے ہوئے ہین۔ انکی پکانیکے لیئے باورچیونکی بہت بڑی جماعت مقرر ہے۔ اور علاوہ ازین آٹا اور ایندھن مہیا کرنیکے لیئے ایکاور بہت بڑی جماعت متعین ہے۔ ایندھن اکثر اونٹون پر لایا جاتا ہے۔ اور کچھ کشتیون کے ذریعے۔ ترکی روٹی بڑی موٹی مگر ہلکی نمدار اور شیرین خوش ذائقہ۔ اور ہر طرح سے نہایت ہی لذیذ ہوتی ہے۔ اور خاصکر وہ جو سوجی کی بکائی جاتی ہے۔

سلطان المعظم کا کھانا صرف ایک شخص معہ اپنے شاگرد پیشون کے پکاتا ہے۔ کوئی دوسرا اوسے ہاتھ تک نہین لگا سکتا ہے۔ یہ چاندی کی دیگچون مین پکایا جاتا ہے۔ اور جب تیار ہوجائے تو ہر ایک دیگچی پر کاغذ کا ٹکڑا چسپان کیا جاتا ہے۔ اور وہ سر بمہر بند کیجاتی ہے۔ جس کو ہاتی چیمبرلین سلطان کے حضور مین کھولتا ہے۔ اور ہر ایک برتن مین سے ایک ایک چمچہ لے کر پہلے خود چکھتا ہے یہ امر زہر کے اندیشے کے لیئے کیا جاتا ہے۔ طعام ہمیشہ انہین برتنون مین جن مین وہ پکایا جاتا ہے۔ سلطان المعظم کے سامنے رکھا جاتا ہے۔ یہ اکثر سونے کے ہوتے ہین۔ مگر جس حالت مین کہ وہ اس سے کم درجے کی دہات کے ہون تو وہ سونے کے ایک کٹورہ نما برتن مین رکھے جاتے ہین۔ جن کو ایک غلام پکڑے رہتا ہے۔ اور سلطان المعظم تناول فرماتے جاتے ہین ہر ایک دیگچی مین مختلف قسم کا طعام ہوتا ہے۔ جس کو سلطان المعظم روٹی اور ایک قسم کی لچیون کے ساتھ جن کو دوسرا غلام سنہرے دسترخوان مین پکڑے رہتا ہے نوش جان فرماتے ہین۔

سلطان المعظم دوسرے برتنون کا ہرگز استعمال نہین کرتے۔ بلکہ تمام کھانا انہی چھوٹی چھوٹی دیگچیون مین کھاتے ہین میز پر تو ہرگز کھاتے ہی نہین۔ اور چھری کانٹا گاہ گاہ برتتے ہین۔ وہ سالن وغیرہ کو انگلیون سے کھانا بہت مرغوب رکھتے ہین۔

جتنی قسم کے کھانے ہون اوسی قدر گنے غلام حاضر رہتے ہین۔ وہ عموماً کسی دریچے کے پاس جو آبنائے باسفورس کے اوپر ہو۔ دیوان پر بیٹھ جاتے ہین۔ اور کھلے پائینچے کی ازار اور جبہ کو زیب تن فرمالیتے ہین۔ اور آستینین اوپر چڑھا لیتے ہین۔ کھانا کھانیکے بعد وہ قہوہ نوش فرماتے ہین پھر چرٹ پیکر اطمینان کے ساتھ نیچے لیٹ جاتے ہین۔ اور مختلف خیالات مین مستغرق ہوجاتے ہین۔ اس آرام کو وہ بہت پسند فرماتے ہین تباہی ہے اوس شخص کیلیئے جو اون کو اوس وقت دق کرے۔

باقی تمام خاندان کے لوگ جب اور جہان چاہین اپنا کھانا کہا سکتے ہین۔ ہر ایک کے سامنے چھوٹا سا دسترخوان جسپر ایک چمچہ اور سیند۔ روٹیان ہوتی ہین۔ بچھا دیا جاتا ہے۔ مگر طبقے اعلےٰ کے سامنے روٹی کی جگہ لچیان رکھی جاتی ہین۔

تخمیناً ہر روز پلاؤ کے واسطے ایک ٹن چاول - چھ سو پونڈ قند اور اسی قدر قہوہ علاوہ دوسرے مصالحون پھلون
میوون. گوشت اور سبز ترکاریون کے خرچ ہوتا ہے۔

تقریباً کل ترک چاول - گوشت اور روٹی اکثر کھاتے ہین - مچھلی - شیرینی - مٹھائی - مغزیات اور خشک اور
تازہ پھل اور میوجات الگ رہی - یہہ تو ظاہر ہی ہے کہ باورچیخانون مین فضولخرچی اور افراط تو بہت ہوتی ہے
اور ہر روز اس قدر کھانا پھینکا جاتا ہے - کہ اوسپر سو کنبے پرورش پا سکتے ہین - مگر یہہ فضولی صرف ترکی محلسرا پر ہی
محدود نہین - بلکہ یوروپ کے اکثر شاہی محلون مین بھی پائی جاتی ہے - فالتو اور زائد کھانا فقیر اکٹھا کر لیتے ہین - جو
قسطنطنیہ مین افراط سے ہین اور جو باقی بچرہے - وہ آوارہ کتون کے کام آ جاتا ہے۔

سلطان المعظم کے ہر ایک طرح کے استعمال کیلئے اور باقی کنبے کے صرف پینے کیلئے پانی دو خوب صورت چشمون
سے جو باسفورس کنارہ بحیرہ اسود کیطرف محدود مقامون پر واقع ہین - پیپون مین لایا جاتا ہے - ٹیپوجی باشی کا ایک
بھی لازمی فرض ہے کہ ایک گھوڑا اور دولت پر ہر وقت تیار رہے - اور نیز ایک گاڑی وزرات تیار رہے - کیونکہ
شہنشاہ شاید تبدیل مکان کرنا چاہین - جو کہ وہ اکثر صرف ایک لمحہ کی اطلاع پر کر دیتے ہین

باوجود اپنے گرد اس بھاری خرچ کے کارخانے کے ہونیکے ان تمام چیزون کا مالک خود بڑی سادگی سے زندگی
بسر کرتا ہے - امیر المومنین بہت ہی سویرے علی الصباح اوٹھتے ہین - پوشاک پہنتے ہین - زیادہ دیر نہین لگتے -
جس مین یوروپین قانون معاشرت کے مطابق اونہین شاید بہت زیادہ دیر لگانی پڑے - پوشاک زیب تن فرما کر
وہ فوراً نماز مین مشغول ہو جاتے ہین - اس کے بعد ایک پیالی سیاہ قہوہ کی نوش جان فرماتے ہین - اور پھر فوراً ہی
سگرٹ پینا شروع کر دیتے ہین جسے وہ سارا دن برابر پیتے رہتے ہین - حاضری کے تناول کر لینے کے بعد وہ خانگی معاملات
کیطرف بشرطیکہ ضرورت ہو - توجہ کرتے ہین - جس توجہ کی ایسے خاندان مین جہان مختلف عمرون اور مختلف احتیاجون
والے اشخاص بکثرت موجود ہون - اکثر ضرورت رہتی ہے - یہ امر طے کر کے وہ حرم سے باہر نکلکر سلاملک (مردانہ مکان)
مین رونق افروز ہوتے ہین - یہان وہ درباری امور کے متعلق کل رپورٹین سنتے ہین - دس بجے کے قریب انکا
درباری سیکرٹری اور دوسرے بڑے بڑے عہدیدار اوس دن کے مراسلے اور رپورٹین لیکر حاضر ہوتے ہین
ان سب کو لیکر خلیفۃ المسلمین ایک سوفا پر بیٹھ جاتے ہین - کل مراسلے اون کے دائین ہاتھ پر رہتے ہین - اور
بائین پر ترکی اخبارون اور یوروپین اخبارون کے اقتباسون کا ڈھیر ہوتا ہے - جن کو ملاحظہ سلطانی کیلئے مترجمون
کا محکمہ جو صرف اسی لیئے مقرر ہین - ترکی مین ترجمہ کرتے ہین۔

یہ کام ختم کر کے وہ نہایت ہی سادہ ناشتہ تناول فرماتے ہین - یعنے تھوڑا سا گوشت جس مین سبز ترکاری
بہت سی پڑی ہوئی ہو - ناشتے کے بعد وہ باغین چہل قدمی کرتے ہین - یا اون جھیلون مین سے کسی ایک مین

علاان چشمون کی مفصل کیفیت کتاب حالات استنبول میں درج ہے

جو پارک (رمنہ) مین موجود ہین کشتی پر سوار ہو کر سیر کرتے ہین - اس وقت چیمبرلین یا اور کوئی بڑا عہدہ دار ضرور ہمرکاب ہوتا ہے اسطرح دو گھنٹے کے گشت کے بعد وہ نشست گاہ مین تشریف آور ہوتے ہین - اور اسجگہہ یا تو دربار عام کرتے ہین یا کسی کمیٹی کے اجلاس مین شامل ہوتے ہین - غروب آفتاب سے ایک یا دو گھنٹہ پہلے وہ پھر ہواخوری کو جاتے ہین - انکا شام کا کھانا بھی ناشتے کیطرح بالکل سادہ ہوتا ہے - انکی مرغوب غذا پلاؤ و شیرینی اور قدرے گوشت ہے - مخمرات کو اپنے احکام مذہبی کی پیروی مین ہاتھ تک نہین لگاتے - مگر شربت بہت پیتے ہین اور برف کی بالائی کی قفلی اکثر کہاتے ہین - کھانا کہا کر ہضم ہونے کے بعد وہ یا تو سلاملک مین آتے ہین - یا حرم مین داخل ہوجاتے ہین - جہان انکی بیٹیان انکو گاتا سناتی ہین - یا کوئی باجہ بجاتی ہین - یہی موقعون پر وہ بذات خود اکثر پیانو بجاتے ہین جس مین انکو کمال حاصل ہے -

رات کو لکھنے پڑہنے کا بہت کام رہتا ہے - اس وقت ان کاغذات کو سنتے ہین - جو بارہ صیغون سے آتے ہین اس سے اکثر رات کو دو بجے جاکر فارغ ہوتے ہین - اسکے بعد آرام چوکی پر بہت تھوڑا وقت سوتے ہین - شیخ ابو حسن شاذلی کے طریقے پر ہین - اور وظائف بھی کرتے ہین -

مصوری وغیرہ سے انکو کچھ ایسا شوق نہین - نہ انکو حرمون کیطرف کچھ خیال ہے - مگر اپنی اولاد پر حد سے زیادہ نثار ہین - اور اپنے خاندان کے افراد سے نہایت ہی الفت رکھتے ہین -

قد اعلیحضرت کا میانہ ہے - اور کل اعضا مین بہت عمدہ تناسب ہے - وہ اپنی ثقیل الوزن ذمہ داریون اور فرائض کے بوجھ کو بڑی بہادری سے اوٹھائے ہوئے ہین - مگر بعض اوقات چہرہ مبارک پر بڑھاپے اور تکان کی علامات پائی جاتی ہین - ریش مبارک سیاہ ہے اور بال اور آنکھین بھی سیاہ ہین - چشمہائے مبارک سے نرمی اور ملاطفت برستی ہے - مگر ساتھ ہی زیرک اور تیز فہم ہین - وہ اون لوگون کو جو شرف ملازمت حاصل کرنے آتے ہین خوب آنکھ بھر کر اسطرح غور سے دیکھتے ہین جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اونکے ضمیر کے کل حالات معلوم کر لین گے - مگر وہ دلفریب اور خوشنما جلوہ جو اول اول اون آنکھون سے دلون پر پڑتا ہے - اوس بے آرامی اور بے اعتباری کیحالت کو جو اون آنکھون مین بستی ہے دیکھکر دور ہوجاتا ہے - سلطان المعظم اپنے محل مین بھی اپنے آپ کو محفوظ خیال نہین فرماتے - اور گو کسی خاص شخص پر اون کو شبہ نہین - مگر وہ ہر ایک سے بچتے رہتے ہین - وہ اچھی طرح سے جانتے ہین کہ مشرقی بادشاہون کی زندگی مین درباری سازشین اکثر واقع ہوتی رہتی ہین - اور وہ اون عبرت خیز سانحون (یعنے سلطان عبد العزیز شہید اور سلطان مراد کی معزولی) کو بھول نہین گئے - جو اون کے تاج و تخت حاصل کرنیکے باعث ہوئے تہے - کیا اون کو درحقیقت ہی ایسا چوکنا رہنا چاہئے؟

ایک ہے جو شاید طلب اعتراض ہے -

الغرض تھوڑے ہی بادشاہ ایسے گذرے ہین جو ہمارے امیر المسلمین کیطرح اپنی رعایا مین ایسے ہر دلعزیز ہوئے ہون۔ وہ اپنی رعایا مین نئی ہی طرح کے سلطان ہین۔ اور رعایا بھی اس ندرت کی قدر کرنے مین کوتاہی نہین کرتی ہے۔ ایسے سلطان نہین کہ دیرات حرم سرا مین پڑے رہین۔ اور اپنے غلامون کے ساتھ عیش و آرام مین مشغول رہین۔ بلکہ وہ اپنی رعایا کی بہتری مین سچا اور واقعی ذوق لیتے ہین۔ اور اپنے متقدمین کیطرح کل کاروبار سلطنت کو بعض چالاک درباریون کے ہاتھ مین دینے کی بجائے خود ہر ایک امر مین حصہ۔ کہ نہایت ہی چھوٹے چھوٹے معاملات کو بھی خود دیکھتے اور اون پر آپ فیصلہ کرنے مین از حد تقید کرتے مین بلکہ ہم کہہ سکتے مین کہ وہ اس عادت مین بھی بہت ہی بڑھ گئے ہین۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ پبلک امور کے اجرا اور تکمیل مین عموماً بہت توقف عاید ہو جاتے ہین۔ کیونکہ سلطان المعظم اتنا وقت کہان سے لاسکین۔ کہ ہر ایک چیز کو ایک ساتھ ملاحظہ فرماویں۔

سلطان المعظم بذات خاص نہایت ہی فیاض اور بدرجہ اتم نرم دل ہین مشکل سے کوئی ایسا مہینہ گذرتا ہو جس مین وہ جیب خاص یعنے اپنی گرہ سے بڑی بڑی رقمین اپنی رعایا کے سر سے سختی اور تکالیف دور کرنے کیلیئے مذہب و ملت کا لحاظ کیئے بغیر چندے مین نہ عطا فرماتے ہون۔ تھوڑا ہی عرصہ ہوا ہے کہ اونہون نے خود بخود ۱½ لاکھ پیاسٹر جزیرہ کریٹ مین ابتدائی مدارس کے قیام کیلیئے عنایت فرمائے تھے۔ ایک دفعہ اونہون نے جواہرات اور ظروف نقرئی و طلائی کا بہت بڑا حصہ خزانہ عامرہ کی مدد کیلیئے نقدی سے متبدل کر دیا اور دوسرے موقعہ پر اونہون نے اپنے ذاتی نوکرون کی بہت بڑی جماعت موقوف کر دی کہ یہ بچت مناسب خیراتی امور پر خرچ کیجاوے۔ وہ اپنی رعایا پر نہایت ہی کم خرچ کا بوجھ ڈالنے کیحالت مین گذارہ کرتے ہین۔ اور اونکی سول لسٹ ایک ترکی شہنشاہ کے لحاظ سے نہایت ہی کم ہے۔

اون کے کیرکٹر کا لب لباب بدرجہ غایت حزم و احتیاط ہے۔ اور یہی شاید اون کی متواتر بے اعتباری اور عام تذبذب کا باعث قرار د[illegible]۔ اور اسی لیئے شاید وہ کل کاروبار سلطنت کو خود سر انجام دیتے ہین۔ مگر شکر کا مقام ہے۔ کہ اس محنت [illegible] واقعی علم و واقفیت اور ذہانت بھی شامل ہے اور باین وجہ وہ اندرونی اور بیرونی پالیسی کے تمام مسایل اور مذاہب اور تعلیم کے متعلقہ سوشل عقدون کو سلجھانے اور کل باقی امور کا مقابلہ کرنے اور اون کو سر انجام دینے کیلیئے جو اون کے ہاتھون مین سے گذرتے ہین نہایت ہی قابل ہین۔ یہ ایک اور خوش قسمتی کی بات ہی کہ قدرت قادر نے اونکو کام کرنے کی غیر معمولی استعداد اور قوت بخشی ہوئی ہے۔ اوضاع و اطوار مین وہ حد سے بڑھ کر خلیق اور متواضع ہین۔ خاصکر یورپین لیڈیون کے ساتھ سلوک کرنے مین۔ اس بارہ مین بالتحقیق اون کو ایسا ہنر معلوم ہے۔ کہ جو کوئی ایک دفعہ شرف اندوز ملازمت

ہوتا ہے۔ بقیہ عمر کے واسطے اونکا گرویدہ احسان ہو جاتا ہے۔ اور اونکو جان سے زیادہ عزیز سمجھتا ہے۔ صحیح سمجھ کر بڑی احتیاط اور سلیقے سے گفتگو کرتے ہین۔ مگر جب کوئی ایسا مضمون آجاوے۔ جس سے اونکا جوش موجزن ہو جاوے۔ تو کمال رعب وداب سے تکلم کرتے ہین۔ مذہبی معاملات مین وہ متعصب نہین۔ مگر اپنے مذہب کے پکے معتقد ہین۔ اور ہر ایک امر مین احکام شرعی کی پابندی کرتے ہین علماء و درویش اور فقراء کی اکثر مجالست رکھتے ہین۔ اور بڑی فراخدلی سے اونکو انعام واکرام عطاء فرماتے ہین۔ اور سچ پوچھو تو اونکا ہاتھ دینے کیلئے ہر وقت کھلا رہتا ہے۔ اپنی سخاوتون سے اونہون نے حاتم اور متیناس کے نامون کو گرد کر دیا ہے۔ اور عام یوروپین ملاقاتیون کو عموماً اور صاحبان علم وہنر کو خصوصاً بیش بہا تحائف نوازش کرتے ہین۔

اگر ہم اونکی گورنمنٹ کی ماہیت کو پرکھین تو کہہ سکتے ہین کہ وہ ایک مطلق العنان شہنشاہ ہین۔ مگر ہمین کلام نہین کہ مغربی خیالات کی آزادی روم مین مفقود ہے۔ تاہم اعلیحضرت امیر المومنین یہ امر اچھی طرح سے جانتے ہین کہ انہون نے الحقیقت آزاد خیالات کو جو قلمرو عثمانیہ مین آزاد خیالی کی بنیاد قایم کر رہے ہین کسطرح اپنی ممالک محروسہ کے مقامی پولیٹیکل اور قومی حالات کیموافق عمل مین۔ ظاہر اتو وہ ایک جابر اور مطلق العنان شہنشاہ معلوم ہوتے ہین مگر اصل مین اپنی رعایا کے ساتھ پدرانہ سلوک کرتے ہین۔ اور اوسکی بہتری کے خالص نیک ارادہ رکھتے ہین روم کی کتنی ہی خطائین کیون نہ ہون مگر اوس کے موجودہ فرمانرواء اعلیحضرت سلطان المعظم خلیفۃ المسلمین **عبد الحمید خان** ثانی الغازی ایک نیک طبع اور فیاض حکمران ہین۔ اونکی خواہش عظیمہ اپنی رعایا کی خوشحالی اور بہتری ہے۔ سلطان المعظم کے قابلقدر اور بے نظیر عہد حکومت مین روم نے درستی اور صحتیابی کے راستہ مین بہت بڑی سرعت کے ساتھ اور اطمینان بخش ترقی کی ہے۔ اب جس چیز کی اوس کو سب سے بڑھ کر ضرورت ہے۔ وہ امن کا زمانہ ہے کہ جسمین وہ اپنی مالی حالت قوت اور طاقت کو بخوبی سنبھال لے۔

سلطنت عثمانیہ کی نازک حالت کو سلطان المعظم سے بڑھ کر کوئی شخص نہین سمجھتا۔ اسی لیئے وہ تمام یوروپین تنازعون سے الگ رہنا چاہتے ہین۔ اندرونی ابنا ذون سے اونہین بے کھٹکے رہنا چاہیئے اون کا تخت محفوظ ہے۔ اور تمام کہانیان جو یوروپ مین خانگی سازشون کے متعلق پہونچتی ہین۔ اور یہ روائتین کہ لوگ اونکو معزول کر کے اون کے بھائی **مراد** کو تخت نشین کرنا چاہتے ہین۔ بالکل بناوٹی اور افترا پردازیان ہین اس امر کو تو الگ ہی رہنے دیجئے کہ **مراد** نے الحقیقت ہی دماغ مین سخت کمزور ہین۔ اور کہ کل خاندان کا ہر ایک فرد بشر اپنے خلیفۃ المسلمین پر جان نثار کرنے کو تیار ہے۔

ضمیمہ نمبر دوم (۲)

حضرت سلطان المعظم اور دنیائے اسلام

منقول از رسالہ قمر اکتوبر ۱۸۹۱ء

یہ ایک ایسا مسئلہ ہی جس کی معرفت ہر ایک شخص کو حاصل نہیں ہو سکتی۔ غیر قومین خیال کرتی ہونگی کہ حضرت سلطان المعظم مثل اور مسلمان سلطانون کے ایک باعزت و باوقعت فرمانروا ہین۔ اور انکی وہ عزت و وقعت صرف انہی کی حدود سلطنت سے جیسا کہ اور سلطانون کی ہوتی ہے۔ محدود ہے۔ مگر نہیں حضرت سلطان المعظم کی عزت محبت و حمایت کا جوش تمام دنیا کے پرجوش اہل اسلام میں موجود ہے۔ مین اون قومون کا تذکرہ نہین کرتا جن دنیائے اسلام کی کچھہ خبر ہی نہین۔ مین اون قومون کا نام نہین لیتا جن مین فخر نسبت کا خراب کن جوش باقی ہے۔ لیکن اس امر کو مین یقینی طور سے کہہ سکتا ہون کہ دنیا کی کوئی قوم اسلام ایسی نہ ہوگی جسے سلطان المعظم سے تعلق نہ ہو۔ آخر اس کا سبب۔ اسکی وجہ میرے نزدیک وہ جائز تعلق اسلامی جوش کا ہے۔ جو اسلامی محبت کے ساتھ ہمیشہ باقی رہیگا۔ اور کیونکر نہ باقی رہے تمام دائرہ اسلام کے مرکز مسلمانون کے قبلہ۔ ایمان کی جان حرمین شریفین زادہما اللہ تعظیما و تشریفا کی حمایت آج سلطان المعظم ہی کی **ذات بابرکات** پر منحصر ہے۔ اون مقدس اور مبارک مقامات کا شرف خادمیت جو تمام شرفون اور اعزازون سے بقدر بالا ہے جس قدر مخدوم کا شرف خادم پر بالا ہو سکتا ہے سلطان المعظم ہی کو حاصل ہے۔ اور علاوہ ازین بیت المقدس بھی ہے جو عیسائیون اور مسلمانون کا ایک مشترک معبد ہے۔ اور جس کو دولت علیہ عثمانیہ کی بہادرانہ اور شجاعانہ تدبیر و قوت نے ایسے پر خطر از خوفناک زمانے مین بھی اپنے ظل عاطفت مین لے رکھا ہے جبکہ یلیز کی متعصب عیسائی سلطنت کو خواہش ہی گہیرے ہوئے ہی سلاطین عیسائیہ کی قوت متفقہ سے بڑے بڑے شیرون کو زہر ساب ہوتے ہین تمام عیسائی قومون کو بیت المقدس کی مذہبت بر شبہ متفق بنا دینے کے لیئے ایک پر تاثیر قوت ہی۔ اگر اہل یوروپ علمی زمانیت اور فلسفی تہذیب کی بدولت سے اپنے ناجائز مذہبی جوش کو نہ چھپا چکے ہوتے تو تمام دنیا پر ظاہر ہو جاتا۔ کہ عیسائیون کو بیت المقدس کا مسلمانون کے قبضے مین ہونا کس قدر ناگوار ہے۔ لیکن علوم فلسفہ کی روشنی اور تہذیب انسانی کی چاندنی نے اپنے تمام ممالک عیسائیہ کی ظلمت تعصب کو بالکل ہی دور نہین کر دیا ہے

ہے۔ بلکہ بہت سی متعصب خوفناک صورتین وحشت کی تاریکی مین اب تک موجود ہین کہ دنیائے اسلام اون یہودیون کو جنپر بزدلانہ حملے ہو رہے ہین ۔بھلا دے گی ۔میری رائے مین صرف ایک انگلستان تعصب مذہبی پر تہذیب انسانی کو غالب رکہنے کی قوت اپنی پوری پوری ہمت سے ظاہر کر سکتا ہے ۔باقی تمام سلطنتین مذہبی جوش سے ایسے خطرناک وقت مین یہ کہ ٹوٹ پڑنا معیوب نہ سمجھین گی۔

سلمانون کے مقدس رہبر کامل نے اون کو بیت المقدس کا حرمین شریفین سے صرف ایک ہی درجہ کم ہونیکا سبق دیا ہے ۔تمام دنیائے اسلام بیت المقدس کو عزت بھری نگاہون سے ہمیشہ سے دیکھتی چلی آئی ہے ۔اور یونہی رہتی دنیا تک دیکھتی چلی جاوے گی جبتک اوسکا پاک بان باقی ہے مورخین کے لیئے صلیبی خونخوار لڑائیان جو اسی پاک سرزمین کے قبضہ حاصل کرنے کیلیئے نہایت شدومد سے ہوچکی ہین ۔اسلام اور بیت المقدس کے تعلقات ظاہر کرنے کو کافی ہین ۔تمام دنیائے اسلام پر بیشک لازم ہے کہ وہ اپنے مقدس مقامات کیحفاظت کیلیئے سب کامون سے زیادہ سرگرمی دکہائے ۔گو اس حفاظت کا بار زیادہ تر اوسی گروہ اور اوسی **سلطان** پر رکہا جاسکتا ہے ۔جو اطراف خطہ مذکور مین فرمانروائی اعلے توسن سے کر رہا ہو ۔اسلام کے مذہبی مقامات سے ہر متنفس برابر تعلق رکہتے ہین ۔لیکن اہل اسلام صرف اسی امر سے مخوف نہین ہین کہ متعصب عیسائی دولتین جن کو نئی زمانہ روز افزون ترقی حاصل ہے **ہمارے مذہبی سلطان** کے مقابلے کے لیئے بیت المقدس کے قبضہ حاصل کرنے کیخواہش مین موقع پاکر ضرور آمادہ ہوجائینگی ۔بلکہ انکی دوراندیش طبائع اپنی چشم بصیرت سے کام لیکر بالیقین اس امر کو سمجھ رہی ہین کہ کروسیڈ (جو گزشتہ ملت) اپنی مذمت مٹانے اور عوض لینے کیلیئے صرف ایک ہی حملہ پر اکتفا نہین کر سکتی ۔بلکہ وہ اسلام کے محفوظ اور مقدس قبلے تک بڑہنے کی جرات اور کوشش کریگی ۔اور کوئی دقیقہ ہاتھ آئے ہوئے موقع پر اوٹھا نہ رکہیگی ۔اگرچہ اوس مقدس سرزمین کا سچا نگہبان ہمیشہ کیلیئے اوس کو محفوظ رکہنے کا وعدہ کرچکا ہے ۔ دشمن اگر قوی است نگہبان قوی تر است۔

لیکن اہل اسلام کا کشت زعفران ۔اطراف وجوانب کا بیچی قبضہ مسلمانون کا تنگ مقام محدود مین مقید ہوجانا ۔آجکل کے یہودیون کی شکل ذلیل وخوار ہونا ۔اور بڑے بڑے عزت کے مقدس مقامات پر صلیبی پھریرون کا اڑنا ہی کیا کم ہر وہ مسلمان جسکی رگون مین حمیت کا جوش ہے ۔اس خوفناک سمان کے دیکھنے کے لیئے زندہ رہنا پسند نہ کرے گا اور ایسی بے حیائی اور بیحرمتی کی زندگی بسر کرنے پر راضی نہ ہوگا ۔بیشک یہی وہ خیال ہے جو تمام دنیائے اسلام کو ہر وقت سلطان المعظم کی جانب متوجہ کرتا رہتا ہے کیونکہ یہہ امر اظہر من الشمس ہے کہ سلطان المعظم ہی کی ذات بابرکات تمام اسلامی فرمانروائون کے طبقے مین ایسی نکلسکتی ہے ۔جو اسلامی خدمتون مذہبی حمایتون اور مقدس مقامات کی حفاظتون کو قائم رکھ سکے اور رکھتی ہے ۔ہر سال لاکھون حاجیون کا دنیا کے ہر حصہ سے

حرمین شریفین کو جانا اور بیت اللہ اور بیت الرسول میں سلطان اسلام کا خطبہ سننا اور اون فیاضیون اور حمایتون کو دیکھکر اپنے اپنے ممالک کو واپس آنا تمام دنیا کے اہل اسلام میں ایک عجیب جوش محبت پیدا کرتا ہے۔ تمام سچے اور پکے اہل اسلام ہر وقت اپنے دینی محافظ اور اسلامی نگہبان کے لیے سجدون سے حضور مقدس بارئتعالیٰ میں ہاتھ اوٹھا اوٹھا کر دین دعا کرنے میں مصروف رہتے ہین ؎

اندر بقائے عمر تو خیر جہانیان   باقی مباد ہر کہ نخواہد بقائے تو

وہ پرانے خیال کے سچے اہل اسلام جن کو اخبارون سے کوئی ایسی دلچسپی حاصل نہین ہو سکتی۔ اخبارون کے دیکھتے ہی اپنے مذہبی سلطان کی خبرین دریافت کرتے ہین۔ اور نہایت ہی اشتیاق سے اگر اونکی خوش قسمتی سے کوئی ایسی خبر ہو سنتے ہین۔ ہندوستان کے اکثر شہرون مین سلطان اسلام کی بقائے سلطنت کی دعائین مانگتے ہین۔ شاید کوئی ناواقف اسلامی عزتون کا ناقدردان اعلیحضرت کے لیے نصرت وعزت کا طلب کرنا ناجائز سمجھتا ہو۔ والّا بالاتفاق حضرت سلطان المعظم کی محبت سے تمام دل بھرے ہوئے ہین۔ مسلمانون کو بیشک رنج ہے کہ اون کا موجودہ مذہبی سلطان بڑے بڑے اوصاف سلطانی کا منبع ہے جو اپنی خوش تدبیرانہ اور مدبرانہ کارروائیون سے نہ صرف اپنے دوستون کا ممدوح ہے۔ بلکہ وہ تو مین اوس کے اوصاف کی معترف اور اوسکی لیاقت کی قائل ہین جو ہمیشہ سلطان عثمانیہ کو ایک معمولی ایشیائی فرمانروا سمجھتی ہین۔ چند فقرے مصنف کتاب فیوچر آف اسلام کے ہدیہ ناظرین کرتا ہون منصف مزاج اور عدل پسند اشخاص معلوم کرین گے کہ حضرت سلطان کس دل و دماغ اور عقل و قوت کے فرمانروا ہین ؛

عبارت فیوچر آف اسلام ۔[1]

"علمائے حنفیہ نے یہ عزم راسخ کر لیا تھا کہ سلطان کو ہات پر مجبور کرین کہ وہ علانیہ مذہبی در انتظام مذہبی کے متعلق کارروائیون کے پیشوا بن جاوین۔ پس جب اونہون نے دیکھا۔ کہ سلطان عبد العزیز طریق خلافت پر ٹھیک ٹھیک نہین چلتے تو اونہون نے اونکو تخت سے اوتار دیا اور عبد الحمید سلطان حال کیلیے جو اون کے خیال کے مطابق سچے دلاور اسلام ہین۔ راہ کھولی۔ مذہبی سلسلہ جانشینی پیغمبر مین خاندان عثمانیہ کی شاخون کا یہ پھیلا ہوا جو لگا یعنی سلطان عبد الحمید تخت خلافت پر متمکن ہوئے تو دیندار مسلمانون کو یہ ایک نعمت غیبی معلوم ہوئی یہ بات قابل یقین ہے کہ اگر عبد المجید یا عبد العزیز کا جانشین کوئی ویسے ہی نافہم اور بیخبر لوگون مین سے ہوتا جو اکثر تخت سلطنت پر پچھلے زمانے مین بیٹھے آئے ہین تو خلافت عثمانیہ اس وقت تک زمانہ گزشتہ کی بات ہو چکی ہوتی۔ لیکن سلطان عبد الحمید نہ تو نفس پرست اور آرام طلب تھے۔ اور نہ جسم یا طبیعت کے کمزور رہتے۔ اونہون نے بیساختہ خیال کیا جسپر ہر ایک شخص

[1] اس کتاب کا ترجمہ مترجمہ حمیدیہ الحسنی امرتسر سے عاقیمت پر ملسکتا ہے۔

خواہ مخواہ آفرین کریگا۔ اوس حبل متین کو پکڑ لیا۔ اور مذہب کے اعلے درجہ سے خیر خواہ گروہ کے پیشوا اور سردار بنگئی
میری دانست مین یہ بات بلا شبہ کہی جا سکتی ہو کہ باعتبار مذہبی رایون کے وہ ایک پکے حنفی ہین۔ لڑکپن مین باوجود
شہزادگی کے وہ ایک متین شخص تھی۔ اور علمی مذاق خصوصًا جغرافیہ و تاریخ کا شوق رکھتے تھے مذہب مین اگرچہ عالم نہین
ہین تاہم مذہبی علم اونکو حاصل ہی۔ لہذا یہ بات تسلیم کرینی چاہیے کہ اپنی مذہبی اور روحانی افسری یعنے **منصب
خلافت** کیحالت پر اونکو خلوص کیساتھ عقیدہ ہی۔ ایک شخص نے اپنا چشمدید واقع مجھسے بیان کیا ہی کہ تخت نشینی
سے چند روز بعد جب حسب دستور مسجد ایوب مین اونکو تلوار خلافت بند ہوائی گئی تو اوہون نے اپنی طرز و طریقے
مین ایکدفعتہ تبدیلی سے اہل بارگاہ سلطانی کو متعجب کر دیا۔ اوسی روز بعد دوپہر سلطان عبد الحمید تمام دن
اون لوگون سے اپنے درجہ مذہبی (یعنے منصب خلافت) کا ذکر ایسی زبان مین کرتے رہے۔ جو کئی صدیون سے
حلسرائے سلطانی کی حدود کو اندر رسائی نہ دی تھی۔ یہ بھی تحقیق ہے کہ روسیون کے حملہ کے ترددات سے نجات
پاکر اونکا پہلا کام یہ تھا کہ اوس اعلان اور وعظ کو جو شروع ہو چکا تھا۔ از سر نو نظم ونسق کے پیرایے مین لائین
اور ہندوستان اور ممالک باربری مین سے وعظ اس لئے بھیجین کہ اون مسلمانون پر جو غیر مذہب والون کی زمین
مین رہتے ہین۔ خاص سلطان کی خلافت کا وعظ کہین۔ غیر ممالک کی اجنبی مسلمانون سے بھی سلطان کی تقریر ابتدا
ہی سے بہ نسبت دنیاوی بادشاہ کے زیادہ تر بطور حاکم مذہبی کے ہی ہے اور سفیران یوروپ کے ساتھ سلطان نے اپنی
یہ حالت برابر اور مستقل طور پر اور نہایت اثر کے ساتھ قایم رکھی ہے۔ سلطان عبد الحمید کی لیاقت کا یہ کچھ کم ادنے
ثبوت نہین ہے۔ کہ اونہون نے اپنی حکمت سے ہمارے اثر سفارت کو درہم برہم کر دیا۔ وہ نماز کے نہایت پابند مین
اور درویشون۔ اہل کرامات اور مقدس لوگون کے بڑے فیاض مربی ہین۔ ایسے لوگون کی بڑی تلاش مین رہتے
ہین۔ اور اونکی بڑی عزت کرتے ہین۔ امور سلطنت اور عدل گستری مین جب وہ خود عمل کرتے ہین تو سخت پابندی شریعت کی
کرتے ہین۔ اور مسایل مشتبہ مین ہمیشہ مفتی یا شیخ الاسلام سے مشورہ کرتے ہین جب کوئی یوروپ کی فرمایشین خلاف
قانون شریعت کی ہوتی ہین۔ تو سلطان نے اونکو رد کرنے مین کچھ کم اور ناقابل وقعت توت اور استقلال ظاہر نہین کیا
سلطان عبد الحمید نے صرف علمائے ترک کو اپنا موید بنایا۔ بلکہ اپنی عملداری سے باہر بھی رایون کے ایک
بڑے اور قابل وقعت ذخیرے کو اپنا طرفدار بنا لیا ہے یا تو مذہب کے حق مین یہ لوگ دغا بازی کرنے والے
سمجھے گئے تھے۔ یا اب انہی خاندان عثمانیہ کے سلطان پر پھر ایک مرتبہ بطور ولاور اسلام کے نظر پڑنے لگی۔ اور
پرانے فیشن کے علماء جو اسلام کی بازگشت ابتدائی حالت پر چاہتے تھے سلطان عبد الحمید کو اسلامی پہلوان
اور ہیرو سمجھتے ہین ایک سال گذرا جب مین جدے مین تھا۔ تو اس وقت یہ بات نہ تھی لیکن اب یہی حالت دکھائی
دیتی ہے۔ اوس وقت تک خود اوہی کے فریق کے لوگ اونکی نسبت شبہے کے ساتھ گفتگو کرتے تھے اور اوس

ہو۔ کو۔ البحیرہ پاشیو فنس وٹر بوری

بلاشبہ سلطان نے نہین کوئی جوش پیدا نہین کیا تھا وہ لوگ اونکی منشار کو سمجھتے نہ تھے۔ اور یہ خیال کرتے تھے کہ سلطان ایک چال چلے ہے اونکے سچے مسلمان ہونے پر شبہ تہا۔ یہ بات ناممکن معلوم ہوتی تہی کہ سلطان عبد الحمید کا لڑکا متین اور باوقار نکلیگا علاوہ برین سلطان عبد الحمید نے اوس وقت تک اپنی قوت نہین دکہائی تھی۔ اور قوی ہونا ایسی چیز ہے کہ جس سے ہر ملک مین آدمی دلاوری کا لقب پاتا ہے اور اونکی ستائش ہوتی ہی لیکن پہلے آٹھ ماہ مین بہت جلد جلد وقتاً فوقتاً وقوعین آئے۔ یونان۔ البانیا اور کردستان مین عبد الحمید نے اپنی تدبیر سے بازی کو جیت لیا۔ انگلستان سے وہ کچھ نہین ڈرے۔ اور اصلاح مجوزہ غیر مسلم کا سامنا دلیری سے کیا۔ یوروپ کی آنکھوں کے سامنے اونہوں نے یہ جرأت کی کہ مدحت پاشا کو جو یوروپ کی حمایت مین تہا گرفتار کرلیا۔ اور بالزام قتل اوسکی تحقیقات کی۔ بالآخر ٹیونس مین اہل فرانس سے بھی سلطان نے گویا اپنا ہی کام کرالیا یعنی حطر حسن اونکو شمالی افریقہ کے مسلمانوں سے ہمدردی کے اظہار کا موقع ملا۔ حالانکہ یہ وہ حالت تھی کہ صدیوں سے سلطان کو دعویٰ کے برخلاف تھی۔ بیس سال پہلے سلطان عثمانیہ کیلئے یہ بات قطعاً ناممکن تہی کہ ایک عرب کے سینے مین اپنی خیرخواہی اور وفاداری کے خیالات پیدا کردے۔ اوس زمانہ مین ٹیونس کو بالخصوص اس بات پر ناز تھا کہ ہم ٹرکی کی حکومت سے آزاد ہین اور باستثنائے حنفی فرمانروایان ممالک ساحل افریقہ کے اور سب لوگ ترکون کیطرف سے لڑنے کے خیال کو لغو اور بیہودہ سمجھتے تھے۔ لیکن اب خود مالکی لوگ جو قیروان مین منتخر اور گرامی قدر ہین سلطان عبد الحمید کے اشارون پر حرکت کرتے ہین۔ یہ بھی معلوم ہے کہ مصر مین بھی سلطان کس قدر کامیابی کے ساتھ تحریک کررہے ہین ہندوستان کے مسلمان مساجد مین اونکے لیئے دعا مانگتے ہین۔ ہر جگہ وہ فرقہ جو اسلام کی بازگشت چاہتا ہے مسلح کھڑا ہے اور اوس خلیفہ کو جو اونکی مرضی کیموافق کام کررہا ہے اور یوروپ کو بے اصل سمجھتا ہے۔ اور بشرط ضرورت اس بات پر مستعد معلوم ہوتا ہے کہ کسی دن اون لوگون کے ساتھ اون لوگون کا پیشوا بن کے علم جہاد بلند کرے۔ اپنا پیشوا تسلیم کرچلا ہی سلطان عبد الحمید پاکیزگی کے ساتھ شریعت سے رجوع لاتے ہین"

فقرات مندرجہ بالا سے صاف طور پر ظاہر ہوتا ہے۔ کہ حضرت سلطان المعظم اون تمام اوصاف سلطانی سے موصوف ہین جو ایک عالی ہمت۔ بلند خیال۔ پاکباز۔ مدبر منتظم۔ ہونہار و متشرع خلیفہ مین ہونی چاہئین اور حضرت الموئمنین اپنی اسلامی پالیسی مین ہمیشہ کامیاب و مظفر و منصور کے لقب سے ملقب ہونیکے مستحق ہین۔ (گو مندرجہ بالا اقتباس کے کل خیالات سے ہمین اتفاق نہین) علاوہ برین عقلائے فرنگ اور مدبران یوروپ کی ہمیشہ اس وقت حضرت سلطان المعظم کی نسبت نہایت ہی عمدہ اور قابل وقعت ہی۔ **لارڈ مارکوئیس آف سالسبری وزیر اعظم انگلستان** کے وہ تمام بیانات جو ٹرکی کی نسبت فرماتے ہین۔ قابل لحاظ ہین۔ صاحب ممدوح فرماتے ہین کہ ٹرکی کی حالت بہتر ہے۔ سلطان نہایت ہی قوی الارادہ حکمران ہین اور انہی

کے دور کرنے مین جو انکی ماسبق حکمرانون نے سلطنت مین پیدا کی تہی نہایت سخت محنت و جفا کشی ظاہر فرما رہے ہین
کل سلطنت عثمانیہ کی ترقی کیجانب کوشش ہو رہی ہے مجھ کو یقین کامل ہے کہ اگر ترقی برابر قایم رہی تو بالآخر
اس سے امن و امان قایم ہو گا۔ اور یورپ کو اس سلطنت کی تنزل و تباہی کا ہرگز خوف نہ باقی رہیگا"

پروفیسر ویمبری نے د. بارلس سٹریٹ منچسٹر مین ۳۰ مئی ۱۹۰۰ء کو انبوہ کثیر کے سامنے جو لیکچر دیا ہے۔
اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت سلطان المعظم اس پالیسی مین کہ "آہن با آہن توان نرم کرد" کسی سے دبنے
نہین ہے لایق پروفیسر کا بیان ہے کہ "ترک دیگر ایشیائی اقوام مین نہایت سربرآوردہ اور ترقی یافتہ ہین۔ الخ"
(اس لیکچر کا ضروری حصہ کسی جگہ اس سے بیشتر حواشی مین درج ہو چکا ہے۔ لہذا اعادہ بیسود ہے مترجم کتاب)۔

حضرت سلطان المعظم نے اپنی تدابیر اور حسن انتظام سے سالگذشتہ مین بلوہ کریٹ کو نہایت ہی
مستقل مزاجی سے دور کیا۔ اور امسال تعز یا واقع یمن کا بلوہ بھی جو ایک حد تک زور پکڑ گیا تھا۔ نہایت ہی شد و مد
سے فرو کیا گیا۔ فوجی طاقت کی قوت دینے اور مالی حالت کو درست کرنے مین بھی باب عالی نے کوئی دقیقہ نہین اٹھا
رہا۔ چنانچہ اکثر محققین کی رائے ہے کہ سلطان نے اپنی مالی حالت کو درست کر لیا ہے۔ اب گورنمنٹ ٹرکی کا اعتبار
پہلے سے بہت بڑھ گیا ہے۔ ٹرکی نوٹ مثل دیگر یوروپین نوٹون کے اعتماد کے ساتھ جاری ہین۔ سلطان نے
ٹرکی کو اون آفتون سے بہت کچھ چھڑا لیا ہے جس مین اوسکو آخری زمانہ مبتلا کر چکا تھا۔ فوجی قوت بڑھانیکا
عمدہ ثبوت وہ کردی رسالے ہین جو ابھی بکثرت بھرتی ہوئے ہین۔ اور رؤسائے عرب نے بھی امدادی فوج دینے
کا منشاء اور ارادہ* ظاہر کیا ہے ؎

الٰہی بخت تو بیدار بادا ترا دولت ہمیشہ یار بادا
گل اقبال تو دایم شگفتہ بچشم دشمنانت خار بادا

حضرت سلطان المعظم کے مذہبی جوش کا پورا ثبوت اس بیان سے ملسکتا ہے جو لیونٹ ہیرالڈ نے قسطنطنیہ
کے رمضان المبارک کی بارے مین لکھا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ "جمعہ کے روز پو پھٹنے سے پہلے سلطانی توپخانون
سے فیر ہونا شروع ہوئے جس نے تمام مومنین کو مطلع کر دیا کہ رمضان المبارک کا مہینہ اور دینی گرمجوشی دکھانیکا وقت
آگیا۔ قسطنطنیہ مین جمعہ کے روز سے رمضان شروع ہوا۔ جمعرات کی شب سے تمام مساجد دار الخلافت خوب آراستہ و
پیراستہ کیجانے لگین۔ ہر محلے کی مسجدون مین قرآن سنانے اور سننے کی تیاریان ہونے لگین۔ تمام مقامات
اور بالخصوص ترکون کے محلون مین بڑا ہی جوش و خروش و زیب و زینت نظر آنے لگی۔ تمام مساجد کے دروازے

*یہ ارادہ قوت سے فعل مین آچکا ہے۔ جیسا کہ کتاب کے کسی حاشیے مین اون کردی رسالون کا
مفصل ذکر ہو چکا ہے۔ مترجم

شب بھر کھلے رہنے لگے۔ بڑی بڑی مسجدون مین عجیب صناعیون سے آراستگی اور روشنی کیگئی۔ قرآن پاک کی آیات اونچے اونچے میناروں پر ایسے جلی حرفون مین لکھی گئین۔ کہ دور سے پڑھی جاتی تہین۔ اکثر یون بھی کیا گیا تھا کہ دونون میناروں کے درمیان ایک تار باندھ دیا گیا تھا جس کے بیچ مین قرآنی جملے روشنی کے ذریعہ سے نورانی حرفون مین چمک کے دکھائی دیتے تھے۔ پھر ہر طرف تار دوڑا کر ایسی خوبصورتی سے شیشہ آلات لٹکائے گئے تھے کہ انہین دیکھکر دلون مین ایک ولولہ جوش کا پیدا ہوتا تھا۔ اور اون کے حسن و خوبی پر غور کر نیسے ترکون کے ذوق آراستگی اور نفاست کا اندازہ ہو سکتا تھا۔ محکمہ اوقاف نے بحکم سلطانی تمام مساجد کی آراستگی کیلئے وہ سامان دیا تھا۔ جو مساجد کے اندر ہر جگہ شاہی جلال اور عظمت کے نمونے دکھلاتا تھا۔ پہلی تاریخ مین وزیر اعظم۔ شیخ الاسلام۔ تمام ممبران محکمہ وزارت۔ رضا پاشا۔ حسن نہمی پاشا۔ یوسف ضیا پاشا۔ علماء مین سے رضا آفندی۔ تونیق بے۔ رشید بے۔ الغرض تمام عہدیداران دولت اس لیئے مدعو کئے گئے تھے کہ سلطان معظم کے ساتھ پہلا روزہ روزہ افطار فرمایا۔ اور قبل افطار چیمبرلین حاجی علی کو ان سب مذکورہ عہدے دارون کے پاس بھیجا کہ سلطان کیطرف سے اونکو شاہی سلام کہہ آئین۔ خاص دار السلطنت کے کل افسر رمضان بھر محل سلطانی ہی مین روزہ افطار کیا کیئے۔ پہلی تاریخ گارڈ کے ایک گروہ نے بھی قصر یلدیز مین روزہ افطار کیا اور کھانا کھایا۔ اور تمام سپاہی خاص سلطان کے عطا کیئے ہوئے تحایف لیکر بعد افطار رخصت ہوئے۔ علاوہ معمولی روزانہ فیاضیون کے سلطان نے حافظ آفندی کو حکم دیا۔ کہ جیب خاص سے دو ہزار پاونڈ اور کھانا اطراف یلدیز کے غرباء مین تقسیم کرائین۔ بیشک ان اعلے درجہ کی فیاضیون سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ خود سلطان مین ذاتی طور پر نہایت ہی دینی جوش ہے۔ اور وہ اسلام کی تمام رسوم مفروضہ کو بڑی شایستگی سے انجام دینا چاہتے ہین۔ قرینے سے یہہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ بہ نسبت سال گذشتہ شہنشاہی طریقون کے اب سلطان نے اپنی حالت بہت کچھ بدلدی ہے۔ وہ مسلمان فرمانروایون کیلئے ریفارمیشن کی ایک عمدہ نظیر ہین۔ فی الحال سلطان نے اپنی سالگرہ کے دن عساکر عثمانیہ کے سردارون اور تمام ادنی و اعلے سپاہیون کو سلام کہلا بھیجا تھا۔ خاص قسطنطنیہ مین تو سلطان کا سلام ہر سپاہی کو اسیوقت معلوم ہو گیا۔ اور اوسنے بجائے خود مسرت حاصل کی۔ مگر دیگر بلاد کے سپاہیون مین جو جوش و خروش پیدا ہوا۔ وہ ثابت کرتا ہے کہ ترک سپاہی تاج و تخت کے کیسے وفادار و جان نثار ہین۔ [illegible] نوبل مین جیسے ہی یہ تار پہونچا۔ کہ سلطان کل سپاہیون کو سلام کہتے ہین۔ ہر سپاہی کے دل مین [illegible] جان نثاری کا جوش پیدا ہوا۔ اور عاطف پاشا رئیس نے [illegible] جنگی کمان افسرون [illegible] [illegible] خاص سلطانی الفاظ [illegible] [illegible] [illegible] اور سب [illegible] ثابت ہو گیا کہ حضرت امیر المومنین [illegible]

فرمانروا ہین اور محض اوس رب کریم کا فضل و احسان ہی جس نے چودہوین صدی کے ایسے نازک زمانے مین ایسا پر جوش منتظم اور مدبر سلطان حامئی اسلام کے لیئے پیدا کیا۔ بیشک ہم مسلمانون پر واجب ہی کہ ہم اس امر کو اچھی طرح سمجھہ لین کہ ہماری دینی و دنیاوی سرسبزی اس امر پر منحصر ہے کہ اپنے دینی و دنیوی سلطانون کو اپنے محبتی دلون سے خوش و مسرور رکھین کیونکہ ہم اہل اسلام کے باغ زندگانی کے اشجار مسرت کا سرسبز و شاداب رہنا رطوبت معاشی و حرارت معادی پر منحصر ہے۔ حصول حرارت معادی اس امر پر موقوف ہی کہ ہم اپنے وجود خاکستری مین آلات محبت سے استعداد قبولیت حرارت **آفتاب شفقت سلطان السلاطین۔ خاقان الخواقین مالک البرین والبحرین خادم الحرمین الشریفین خلیفۃ الرسول رب العالمین امیر المومنین عبد الحمید خان ثانی الغازی خلد اللہ ملکہ و زاد اللہ سلطنتہ** پیدا کرین جس کی پر تاثیر صورت یہی ہے کہ ہم ازکی نصرت عظمت حشمت و دولت کے لیئے بارگاہ رب العزت سے ہمیشہ دست بدعا رہین علیٰ ہذا القیاس حصول رطوبت معاشی کا وجود اس پر منحصر ہو رہا ہے کہ ہم اپنے خاکی دلون کو آلات اطاعت و فرمانبرداری سے اس طرح نرم کر دین کہ استعداد سرایت **باران شفقت منبع الاحسان۔ ابر کرم علیا جناب مادر مہربان ملکہ معظمہ کوئین وکٹوریہ قیصرہ ہند ادام اللہ اقبالہا و اجلالہا** حاصل ہو۔

بے شبہ ان دونون شفقتون کے اتصال ہی سے مفید قوتین پیدا ہونگی جو بارآوری اشجار کیلیئے لازم ہین۔ ہماری ملکہ معظمہ ادام اللہ اقبالہا و اجلالہا کا ابر کرم مادرانہ شفقت کے ساتھ ہمارے سرون پر سایہ کیئے ہوئے ہی۔ بموجب تعلیم اسلام کے حقوق عباد کے متعلق اس سے بڑھ کر کوئی گناہ نہین ہو سکتا کہ انسان جس سلطنت کے زیر سایہ امن و عافیت کے ساتھ زندگی بسر کر رہا ہو۔ اور جسکی حمایت مین اپنے دینی و دنیاوی امور کو آزادی سے برت رہا ہو اوسی کا بدخواہ و بداندیش ہو جاوے۔ بلکہ جبتک ایسی گورنمنٹ کا شکر گذار نہ ہوگا جبتک خدا کا بھی شکر گذار نہین ہو سکتا۔ بیشک مسلمانون پر جن کو اخلاقی اور مذہبی قوتون کا دعوی ہے۔ واجب ہی کہ وہ اپنی ایسی شفیق و رحیم گورنمنٹ کی ہر وقت مطیع و فرمانبردار اور اوسکے ہر کام مین معین و مددگار اور اوسکی دشمنون اور باغیون کے مقابلہ مین جان نثار ثابت ہو کر وہ فکر کرین کہ جس سے اون کے **دونون سلطانون** مین اتحاد کامل پیدا ہو۔ اور یہ کام بیشک ہم سے ممکن ہی۔ اگر ہماری گورنمنٹ ہمسے کام لے۔

راقم نہال احمد صاحب علوی دریتیم عمرہٗ۔

من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ (مترجم)۔

ضمیمہ نمبر سوم (۳)

خلیفۃ المومنین سلطان عبد الحمید خان ثانی الغازی

{منقول از اخبار حبل المتین مورخہ ۲۴ جنوری سنہ ۱۸۹۹ء}

دولت عثمانیہ جو کہ تاریخ عالم کے زمانہ وسطی مین دنیا بھر مین زبردست طاقت رہ چکی ہے۔ کچھ عرصہ سے ناساعدت روزگار ناہنجار سے کمزور ہوتی چلی آئی ہے۔ اسی نازک وقت مین یوروپ کی تمام عیسائی سلطنتون نے اس اسلامی طاقت کو کمزور کرنے مین کوئی دقیقہ اوٹھا نہین رکھا۔ اور روس نے پے در پے پچھتر کے قریب لڑائیان ترکون سے لڑی ہین۔ اس مین شبہ نہین کہ اگر یہ طاقت جو کہ روس نے سلطنت ٹرکی کی تخریب مین صرف کی ہے یوروپ کی کسی دوسری طاقت کے مقابلہ مین صرف کرتا تو اب تک روس اور اوسکے مد مقابل کا نام تک صفحۂ ہستی سے اوٹھ گیا ہوتا۔ روس کا تو اس لیئے کہ جو طاقت وہ ٹرکی کے مقابلہ مین ہمیشہ اکثر جنگ مین صرف کرتا رہا ہے اوس مین بہت کچھ حریف اقوام کی امداد ہوتی تہی۔ اور مد مقابل اس وجہ سے غارت ہو جاتی کہ اس بلا کے مقابلہ کے لیئے یوروپ مین کوئی دوسری طاقت نظر نہین آتی۔ شاید بعض لوگون کا خیال ہوگا۔ کہ انگریز تو روس کے مد مقابل ہین۔ اور یہی وجہ ہے کہ انگریزون سے الجھنے مین وہ جھجکتا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ اگر انگریزون کو یوروپ و ایشیا مین ایسی باموقعہ مقبوضات ہاتھ نہ آتے اور سلاطین یوروپ مین اس قسم کا پولیٹیکل تعہد نہ ہوتا جیسا کہ آجکل ہے تو بہی روس ہی بمشکل لگا کہا سکتے۔ خلاصہ یہ کہ اگر قوم ترک مین اسلامی جوش اور ایشیائی بسالت کا بقیہ اب تک نہ ہوتا۔ تو آج ٹرکی یوروپ کی کئی سلطنتون مین قرعہ اندازی سے تقسیم ہو چکی ہوتی۔ علاوہ اس کے ٹرکی کی خوش قسمتی سے جیسا کہ گزشتہ جنگ روم روس کے وقت انگلستان کے ایک معتبر اخبار نے لکھا تہا۔ اگر سلاطین یوروپ آپسمین اس امر پر متفق ہو جاتے کہ فلان حصہ سلطنت فلان کو ملیگا اور دوسرا دوسری کو اور کہ انگلستان بھی اس تقسیم پر راضی ہو جاتا تو ٹرکی کے فتح ہو جانے مین کوئی دقیقہ باقی نہین رکھا رہ گیا تھا۔ مگر انگلستان ممکن نہین کہ کبھی اس امر پر راضی ہو کہ دول اتحاد ثلاثہ مین سے کوئی طاقت ٹرکی پر متصرف ہو جاوے۔ کیونکہ اسطرح بحیرۂ روم اس طاقت کو اس قدر اختیار ہو جاویگا۔ کہ انگلستان کے قبضہ ہندوستان کو سخت نقصان پہونچنے کا اندیشہ ہے

غیر یہ ایک پولیٹیکل معاملہ ہے کہ جسکی بحث کی اِس وقت ضرورت نہین۔

سلطنت ٹرکی جب کہ اِسطرح کمزور ہو گئی۔ اور دن بدن ہوتی گئی۔ اور بر اعظم یورپ مین اسکا نام **مرد بیمار** مشہور ہو گیا۔ تو خداوند کریم نے اپنی حکمت بالغہ سے عصائے سلطنت ہمارے ہر دلعزیز سلطان المعظم **عبد الحمید خان** ثانی خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ کے ہاتھ مین سونپا۔ چنانچہ اِس صائب تدبیر روشن ضمیر سلطان کی مسیحائی سے آج وہ مرد بیمار بالکل شفایاب ہو گیا ہے۔ اس مین شبہ نہین کہ ابھی نقاہت باقی ہے لیکن وہ بھی یقین ہے کہ عنقریب رفع ہو جاویگی۔

سلطان **عبد الحمید خان** ثانی ۲۲ ستمبر ۱۸۴۲ء مطابق ۵ اشعبان ۱۲۵۸ھ کو پیدا ہوئے۔ آپ سلطان **عبد المجید خان** ثانی کے دوسرے صاحبزادے ہین۔ حرم مین تخت نشینی کیلئے قانون یہ ہی کہ جو شہزادہ حرم سلطانی مین خاندان مین سب سے بڑا ہو عام اس سے کہ حرم سلطانی سے ہو یا کنیز سے مستحق تاج وتخت سلطانی کا قرار دیا جاتا ہے نہ سلطان کا جانشین اوسکا فرزند اکبر ہوتا ہے۔ جبکہ کوئی چچا یا چچازاد بڑا بھائی باقی نہ ہو۔ انکی والد ماجد کی وفات کے بعد تخت۔ اونکے چچا **عبد العزیز** کے ہاتھ آیا۔ مگر ۳۰ مئی ۱۸۷۶ء کو اونکی معزولی پر تخت وتاج انکی برادر معظم **محمد مراد** آفندی کو ملا۔ اور جب کہ مجلس وزرا نے بوجہ فتور دماغی کے انکو بھی سلطنت کے قابل نہ پایا۔ تو ۳۱ اگست ۱۸۷۶ء کو تخت انکے حصے مین آیا جس وقت سی آپنے عنان حکومت کو سنبھالا ہے سلطنت روم کے اقبال کا ستارہ پھر طلوع ہونا شروع ہو گیا ہے۔ انکی حسن تدبیر سے قومی قرضہ دن بدن کم ہوتا جاتا ہے۔ تمام مالی اور ملکی بدنظمیون اور ہر نوع کی فضول خرچیون کی اصلاح ہو رہی ہے۔ سلطان اپنے اوقات گرامی زیادہ مہام سلطنت کے نظم ونسق مین صرف کرتے ہین۔ فوجی اصلاح کیجانب آجکل توجہ زیادہ مصروف ہی۔ بخلاف سلاطین ماضیہ کے نہ تو آپ کی حرم مین سینکڑون خاتونین اور کنیزین ہین۔ اور نہ آپ کے دسترخوان پر اِس قدر اسراف ہوتا ہی جیسا کہ سلطان **عبد العزیز** کے وقت مین۔ اور جس کو برٹش پارلیمنٹ مین ایکمرتبہ نہایت تعجب کی نگاہ سے دیکھا گیا تھا۔ غرضیکہ آپ بڑے سادہ مزاج۔ عارف اور دیندار بادشاہ ہین۔ پرہیزگار اس قدر کہ آپنے حال ہی مین دول یورپ سے معاہدہ کیا ہے۔ کہ ٹرکی سپاہیون کے ہاتھ جہازون مین شراب فروخت نہ ہو۔ اسیطرح حال مین ایک ارادہ فرمان جاری کیا ہے کہ ملک مین قرآن شریف صحیح چھاپنے کیطرف حد درجے کی کوشش کیجاوے۔ اور احکام ہے خزانہ عامرہ سے روپیہ خرچ کیا جاوے۔ بہ حیثیت خلیفۃ المومنین آپ جمعہ کے روز ظہر کی نماز کیلئے مسجد مین بھی تشریف لیجاتے ہین یہ نظارہ واقعی قابل دید ہوتا ہے۔ چنانچہ ایک امریکن سیاح اوسکی بابت کسیقدر تفصیل سے لکھتا ہے ناظرین اس طویل داستان سے حظ اٹھاوین۔

یہ قسطنطنیہ مین جمعہ کی نماز بڑی دھوم دھام سے ہوتی ہے۔ اگر سلطان اس معمول کو چھوڑ دین تو

تو لوگون مین بڑی ہلچل پڑ جاوے۔ لیکن جب سلطان برآمد ہوتے ہین تو سات ہزار فوج حفاظت کیلیے محلسرا سے
عبادتگاہ تک رستے مین صف بستہ کہڑی رہتی ہے۔ سلطان کو حمیدیہ مسجد بہت پسند ہے جو نہایت خوبصورت سنگ مر
کی بنی ہوئی ہے۔ اسکی مینار بہت بلند ہین۔ اور اوپر ہوادار گنبد ہین۔ وہان سے باسفرس قسطنطنیہ اور دریاے مارمورا
کا منظر صاف دکہائی دیتا ہے۔ یہ سلطان کے اوس بڑے محلسرا کے متصل ہے کہ جس کا نام یلدیز کوشک ہے یہ مسجد قسطنطنیہ
کی یورپین کوارٹر مین ہے جو پیرا کے نام سے مشہور ہے یلدیز کوشک سے پیرا تک ایک چوڑی سڑک ہے۔ اور اوسکی ایکطرف غیر
ملک کے معزز مہمانون کیلیے سلطان نے ایک مکان بنوا دیا ہے۔ سلطان کی تشریف آوری سے دو گھنٹے پہلے تیاریان ہوتی
ہین پہلے پہلے کچھ گاڑیان جن کے ہمراہ دستار بند لوگ ہوتے ہین صاف اور زرد ریت سے بہری ہوئی آتی ہین یکو ریت
کئی انچ موٹی سڑک پر بچھا دیتے ہین کیونکہ سلطان کا قدم نہایت مقدس خیال کیا جاتا ہے اسلیے جب کبہی سلطان المعظم برآمد ہوتے ہین تو سڑک پر بھی ریت
بچھا دیجاتی ہے پہر پانی کے چھکڑے چھڑکاؤ کرتے ہین۔ اور فوج کی آمد شروع ہو جاتی ہے پیدل تیز رفتار ایک ہی رنگ کے عربی گہوڑون پر دو رویہ
صف باندہ دیتے ہین سب سے کشتی فوج جنکی ٹوپیان چہ انچ لمبی ہین جنپر سفید آدمی لکیر ہے اور اوسکی وردی بالکل یورپین ہے انکے بعد قیاد کو جانکا رسالہ
داہنی کو کچھ پیچھے کے فاصلے پر یکے بعد دیگرے اور رسالے پرا جمائے کہڑے ہین۔ جن کے چہرون سے ایک شان اور
سطوت ظاہر ہوتی ہے۔ ان سوارون کی وردی مین ترکی ٹوپی اور پگڑی ہے سوار اچھے کڑیل جوان ہین۔ اونکے
سینے خوب چوڑے اور تنے ہوئے ہین۔ دوسری سڑک پر پیادہ پلٹنین ہین۔ جنمین کچھ کی وردیان سبز ہین
اور کچھ کا لباس سرخی مائل نیلگون ہے جب سلطان المعظم کی آمد کا وقت قریب آجاتا ہے۔ تو سڑکین رنگین
دریا بنجاتی ہین۔ سڑک کے کنارے کنارے شتاقین کا ایک عجیب و غریب قسم کا مجمع نظر آتا ہے۔ اس مجمع
کی داہنی طرف کچھ سفید سفید نظر آوے گا۔ جو تمکو غبارہ نما سفید ریشم یا روئی کے تہیلے معلوم ہون گے
جو زمین پر سیدہے قائم ہین۔ لیکن جب عینک لگا کر دیکھو گے تو معلوم ہو گا۔ کہ ہر تہیلے کے بالائی حصے
سے دو دو سیاہ آنکھین چشمک زن ہین۔ اب تم سمجھے۔ یہ مسلمان لیڈیان ہین جو سلطان کی زیارت کیلیے
یہان آئی ہین۔ اب سرکاری افسرون کی آمد شروع ہوئی۔ گہوڑون اور بگہیون پر سوار ہین۔ جن مین
عمدہ عمدہ گہوڑے جتے ہوئے ہین۔ ان افسرون کے سینے تمغون مین غرق ہین۔ انکا لباس بھی یورپین فیشن
کا ہے۔ اور اون مین سنہری لیس ٹکی ہے۔ ٹوپیان سرخ ہین۔ ان لال ٹوپیون سے جو افسرون اور
سپاہیون کی سرون پر ہین معلوم ہوتا ہے گویا انسانی پہولون کا فرش بچھا ہوا ہے۔ اب دس ہزار آدمیون کے مونہہ سے
چیرز کی صدا بلند ہے۔ اور دور سے باجے کی سریلی آواز بھی معلوم ہوتی ہے۔ سلطان کی آمد کا غلغلہ ہے غرض
تہوڑی دیر کے بعد سلطان کی سواری بھی نمودار ہوئی۔ گاڑی مین سیاہ مشکی رنگ کی ایک عمدہ جوڑی ہے
آگے آگے باڈی گارڈ کے سپاہی ننگی تلوارین لیے چلے آتے ہین۔ کوچمین مخملی وردی پہنے ہے اور زری کا

کام ہے۔سر پر لال ٹوپی ہے اور اس ہاتھ مین ہے تمام زیبائشی سامان مطلا ہے۔لالٹینین بھی طلاکاری ہین۔اور گھوڑون کا ساز و یراق بھی سنہری ہے۔اس گاڑی مین تین آدمی سوار ہین۔سامنے ایک بوڑھا آدمی جس کے بال سفید ہین بیٹھا ہوا ہے۔جو سلطان کا منظور نظر ہے۔سلطان المعظم گاڑی کے صدر مین متمکن ہے۔لباس نہایت سادہ ہے۔متقیانہ کوٹ زیب تن ہے۔اوپر لال گوٹ لگی ہوئی ہے قمیص اور کالر بھی اسی قسم کا ہے۔فرق مبارک پر لال ٹوپی ہے۔جو ایک ڈالر کو ملتی ہے۔آنکھین بڑی بڑی اور چہرا گورہ ہے۔قد لمبا اور چھریرہ۔شاید میرے خیال مین ۵ فیٹ اور ۷ انچ سے کم نہ ہوگا۔پیشانی اونچی ہے۔اور سیاہ گلمچھی ہین۔جب مکان کے قریب سواری پہونچی تو سلطان المعظم نے حاضرین کی سلام کے جواب مین اپنا سر اوٹھایا۔اوس کے بعد سواری بادبہاری مسجد کیطرف بڑھی۔اور جب وہ مسجد مین داخل ہوئے تو سپاہیون نے اپنا مونھ سلطان المعظم کیطرف کر لیا۔اور جب آدھے گھنٹے کے بعد سلطان المعظم پھر سوار ہوئے تو سپاہی پھر اپنی اصلی حالت پر آگئے۔

وہی امریکن سیاح آگے چلکر سلطان المعظم کی تعریف مین حسب ذیل لکھتا ہے:۔

"یہ ایک ایسی سلطنت پر خود مختار فرمان روا ہین۔جو متحدالبلاد امریکہ کے نصف کے قریب ہے۔انکی ایک بات مین ۳۳ ملین سے زیادہ آدمیون کی حیات اور موت ہے۔یہ مذہب اسلام کے دینی سرغنہ ہین۔دو سو ملین آدمی ہر روز نماز کے وقت انکا نام لیتے ہین۔ہندوستان۔شمالی افریقہ اور چین اور جنوبی یوروپ کے مسلمان اونکو ظل اللہ کہتے ہین۔اور ایشیائے کوچک کے ترکون کیطرح خلیفۃ الرسول مانتے ہین۔سلطان المعظم کی ممالک محروسہ کی سالانہ آمدنی دس کروڑ ڈالر ہے۔خزانے جواہرات سے مملو ہین۔بیسیون شاہی مکانات اور منازل اور ہزارہا عربی گھوڑے ہین۔لونڈی غلامون کا کوئی شمار نہین۔ہر سال سلطان المعظم کا حرم جس کو مشرقی حسن و جمال کا مخزن کہنا چاہیے۔جارجیا اور سرکیشیا کی نہایت حسین اور نوخیز کنیزون سے معمور کیا جاتا ہے۔اگر جسمانی آرام و آسایش۔روحانی کامرانی اور دنیوی جاہ و حشم منتہائے زندگی ہین۔تو اسمین ہرگز شک نہین کہ سلطان المعظم اپنی فضیلت مین دنیا بھر سے خوش نصیب ہین"۔

حالات استنبول قسطنطنیہ اس کتاب مین اسلامی دارالخلافہ کی گذشتہ تاریخ دینے کے بعد شہر کی موجودہ کیفیت۔وہان کی پبلک عمارات اور شاہی محلات دلفریب سینری اور منظر اور ترکوں کی موجودہ طرز معاشرت اور خلقی اوصاف اور سلطان المعظم کے شاہانہ دربار اور محاسن حمیدہ قوم پروری۔خوش اخلاقی مہمان نوازی وغیرہ اوصاف جمیلہ کا بالتفصیل ذکر کیا گیا ہے اور ضمناً آرمینیو کی طبعی خباثت بھی واضح کردی گئی ہے۔کتاب ہذا انگلستان کے مشہور سیاح اور مورخ مسٹر سوبرن کا فورڈ اور لیڈی ہیکلس صاحبہ کی کتابوں کا ترجمہ دینے کے علاوہ گبن ایڈمسن اور ٹامس ڈورکریسی اور دیگر مستند یوروپین وترکی مورخین کی کتابوں سے مدد لیگئی ہے عمدہ قیمت

المشتہر ابو الحنیف محمد سندار ملہ مینجر حمیدیہ ایجنسی ریت سرائل بازار

عمر پاشا

ضمیمہ نمبر (۴) چہارم
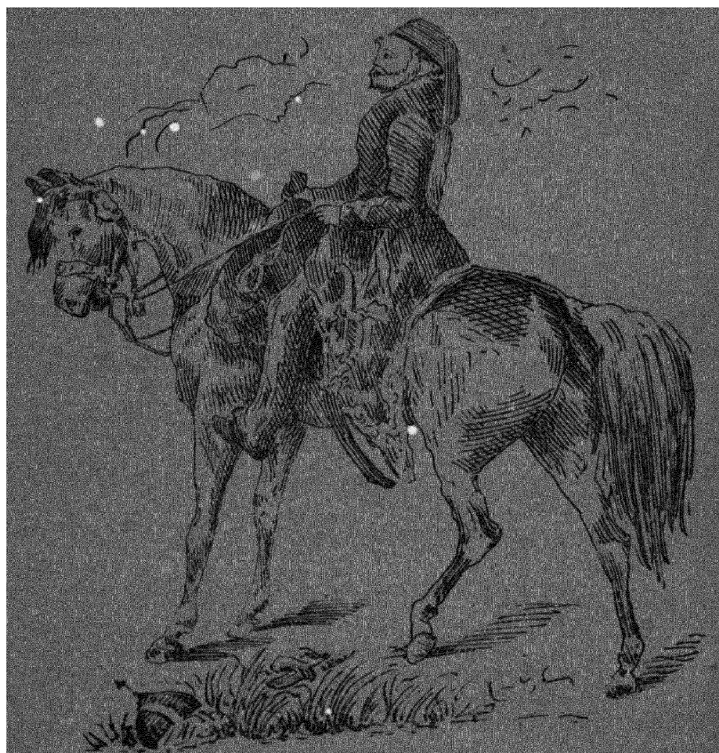
حضرت سلطان المعظم کیسے جفاکش اور سادگی پسند ہین

گرمیالٹ کمپنی ادویہ فروشان پیرس (فرانس) کی سال گزشتہ کی جنتری مین حضرت سلطان المعظم کی نسبت ایک مختصر نوٹ چھپا تھا جس کا ترجمہ حسب ذیل ہی:-

"اونکا طرز خیال اور طریقہ رہایش تقریباً ویسا ہی ہے جیسا کہ یوروپ کے دوسرے شہنشاہون کا ہوا کرتا ہے صبح کے ساڑہے نو بجے وہ اپنے کتب خانے یا اوس کمرے مین جہان مطالعہ کیا کرتے ہین داخل ہوتے ہین اور کاغذون کے دو پہاڑون کے درمیان جن مین سے ایک تو ترکی اخبارون اور مختلف امصار اور دیار کے ہفتہ وار اور ماہواری پرچون کا ہوتا ہے۔ اور دوسرا کاغذات سلطنت کا ٹھیہ جا بیٹھتے ہین سلطنت کا ہر ایک خط سلطان المعظم بڑے غور سے پڑہتے ہین جن کا یہ دعویٰ ہے کہ کبھی کسی تحریر کے نیچے دستخط نہین کرتے جبتک کہ وہ ہر اول سے اخیر تک پڑہ نہین لیتے جب وہ دونون طرح کے کاغذات کا مطالعہ کر چکتے ہین تو پھر وہ صبح کا ناشتہ بغیر شراب کے تناول فرماتے ہین۔ اس وقت میز پر جو برتن چنے جاتے ہین۔ اگرچہ تنہا کھانا کھاتے ہین تو چینی کے ہوا کرتے ہین۔ لیکن دوسری صورت مین سونے کے ہوتے ہین۔ کہانے کے بعد سلطان المعظم کا یہ معمول ہے کہ وہ یا تو بگھی پر سوار ہو جاتے ہین یا کثرت جسمانی مین مصروف ہوتے ہین جس سے فراغت حاصل کرنے کے بعد وہ پھر اپنے کتب خانے مین چلے جاتے ہین۔ اور برابر اوس وقت تک کام کرتے رہتے ہین جبتک کہ اونکا دن کا کام ختم نہ ہو جاے۔

سلطان المعظم کی وہ زندگی جو وہ محلات مین بسر کرتے ہین۔ بہ نسبت اون خیالات کے جو عوام مین مشہور ہین بالکل برعکس ہے یہان حرم سرا کے معنی ہی کچھ اور ہین۔ اور اونکے حرم مین کوئی خصوصیت نہین کیونکہ وہ صرف ایک ہی بیوی کے ساتھ جو اونکی پسند خاطر ہے اپنے دن یوروپ کے اور بادشاہون کیطرح امن وچین سے گذارنے مین جس سے انہین اتنی محبت ہے کہ انہون نے اوسکی حال کی بیماری کے دنون مین کہانا پینا چھوڑ دیا تھا۔ اور اپنا تمام فرصت کا وقت اوسی کے پاس بیٹھکر کاٹ دیا کرتے تھے۔ اونکی لڑکی نیبہ سلطانہ کو ٹھیٹھ یوروپین طرز کی تعلیم وتدریس دیگئی ہے۔ لوپیانو بجانے مین ایسا کمال رکھتی ہے کہ اوسکی ساتھ کی اور کوئی کم ہوگی۔

اعلیٰ حضرت عبد الحمید خان ثانی بڑے پکے مسلمان ہین۔ لیکن پھر بھی جانتے ہین۔ کہ مین جسطرح مسلمانون کا بادشاہ ہون۔ اوسیطرح یونان اور آرمینیا والے بھی میری ہی رعایا ہین۔ اور نہ صرف یہی

قوم کے موعظون اور مجتہدین کو ہی تحایف ارسال کیا کرتے ہین۔ بلکہ یونان اور آرمینیا کے پادری بھی اون ہی مستفید ہوتے رہتے ہین +

ضمیمہ نمبر پنجم (۵)

علیحضرت سلطان عبد الحمید خان ثانی الغازی کی بے تعصبی

اس ضمن مین ایک عیسائی اخبار کیتھولک فایر سائیڈ نامی لکھتا ہے:۔

"سلطانی عملداری مین کیتھولک گرجا کو بخوبی آزادی حاصل ہی۔ اور اوسکی وہ عزت ہی جو اون لوگون کی سمجھ مین بھی نہ آوے گی جنہون نے اِس عملداری کو نہین دیکھا ہے سب گرجا۔ خانقاہین۔ مدرسے۔ اور شفاخانے ٹکیس سے بری ہین۔ اور بریت کیوجہ یہ قرار دیگئی ہے کہ یہ سب چیزین رفاہ عام کی ہین جن سے سلطنت کو بڑا فایدہ پہنچتا ہے جب پرانی مقدمات مین فریقین کیتھولک ہوتے ہین تو انکا مقدمہ ترکی عدالت نہین فیصل کرتی۔ بلکہ پادری یا بشپ کے وکلا تجویز کے مجاز ہین قسطنطنیہ کی سڑکون پر جو کانسٹیبل کہڑے ہوتے ہین وہ پادری یا کسی نن یا کورس کرسٹی کو دیکھتے ہی ہتھیار رکھ دیتے ہین اور اس عیسائی جلوس کے ساتھ ہمیشہ ترکی فوج آگے آگے جلو مین ہوتی ہی اور جب کسی بارک یا فوجی مقام کے پاس سی یہ مذہبی جلوس گذرتا ہے تو گارڈ درستہ کردیتے ہین۔ اور ہم یہ بھی جانتے ہین کہ ترکی عملداری واقع ایشیا مین چھ لاکھ میرونائیٹ کیتھولک رہتے ہین۔ اونکو پورا پورا امن کوہ لبنان پر حاصل ہے۔ وہان کا گورنر بھی سلطان المعظم نے عیسائی ہی مقرر کردیا ہے فلسطین اور وادی نیل کے فرانسسکن کیتھولک کی بھی مسلمان بہت عزت کرتے ہین۔ حال مین سلطان المعظم نے یروشیلم کے سردار پادری کو اول درجہ کے مجیدی تمغہ کا اعزاز بخشا ہے جو مسلمانون کو بھی بہت کم میسر ہے"

اب اسی قسم کا ایک بیان ہم ایک دیگر اخبار تور سے لیتے ہین جو ملک انگلستان کے شہر لورپول مین چھپتا ہے ماخبار مذکور لکھتا ہے کہ:۔

"سلطان انگلستان کی دوستی پر فخر کرتے ہین۔ اور اون دنون کو بہت خوشی سے یاد کرتے ہین جب کبھی گزشتہ زمانہ مین انگریزون نے روم کی مدد کی ہو۔ چنانچہ جنرل کینٹ کی جو اپنے سپاہی بہائیون کی قبرین کریمیا مین دیکھنے گئے تھے سلطان نے بڑی عزت کی۔ یہ جنرل اِنکرمین کی لڑائی مین سلطان کیطرف ہوکر روسیون سے کمال دلیری کیسا تھ لڑے تھے۔ انگریزی ایلچی نے جنرل صاحب کی آمد کی اطلاع سلطان المعظم کو کی سلطان المعظم نے فوراً اونہین طلب کیا۔ اور اثنائے گفتگو مین انگریزی فوج کے بڑے احسانات روم کی نسبت بیان فرمائے۔ اور انگریزون کی

تعریف کی۔ اور فرمایا کہ مین اوس زمانے مین اپنے والد ماجد کے ساتھ سقوطرہ گیا تھا۔ اور تمہاری نوکا معائنہ کیا تھا۔ اور جنرل کینٹ کو مجیدی تمغہ ڈالے ہوئے دیکھکر جو اونہین جنگ کریمیا مین عطا ہوا تھا بہت خوش ہوئے اور اس سے زیادہ مرتبہ دیا یعنے گریٹ کارڈن کا تمغہ بخشا۔ اور اپنے ہی محل مین اونکی دعوت کی۔ اور بڑی توجہ سے جنگ کریمیا کی باتین کرتے رہے۔ اور اون سے کریمیا کی سیر کا حال پوچھتے رہے۔ روم مین فوجی مقامات اور بارکین دیکھنے کی کسی کو اجازت نہین ہے۔ مگر ان جنرل صاحب کو لگئی۔ سلطان المعظم نے اونکو اعزاز سے لادیا اور فرماتے تھے کہ مین انگلستان کا بہت مداح ہون کہ اسنے روس کے مقابلہ مین ٹرکی کی حمایت کی ٭

(اخبار اسلام آگرہ۔ ۵ اگست ۱۸۹۲ء)

ضمیمہ نمبر ششم (۶)

سلطنت ٹرکی۔

(منقول از ٹریبیون۔ مورخہ ۲۰ ستمبر ۱۸۹۳ء)

جناب بندہ۔ سلطنت عثمانیہ کو انگریزی مضمون نگار تاریکی اور جہالت مین مبتلا بتلاتے ہین۔ اور کہتے ہین کہ چونکہ اس سلطنت نے مدت سے کوئی ترقی نہین کی۔ اسلیئے آج نہ ڈوبی تو کل ڈوب جائے گی۔ بلکہ یہانتک بڑھ گئے ہین کہ بابعالی کو "مرد بیمار" کہنے لگے ہین اسبات کا ذکر نے کی احتیاج نہین ہے کہ اس صدی مین بہت موقعون پر ترکون نے سب سے قوی جنگی طاقت یعنی روس سے لڑائیان کرنے مین نہایت ہی جرأت اور بہادری ثابت کردی ہے چنانچہ اسلحہ سازی کی ترقی اور زمانہ حال کے فن جنگ مین کسی مشرقی طاقت سے پیچھے نہین ہین۔

اب رہا اوسکی اندرونی قومی اور مالی حالت کی بابت سوچند سطور ذیل جو ایک پیرس کے روزانہ اخبار لاپیتٹ مین درج ہین۔ دنیا کو اسبات کا اطمینان دلانیکو کافی ہین۔ کہ ٹرکی مین سلطان حال کے عہد جلوس سے نہایت ہی ترقی ہوئی ہے۔ اس امر کا مجھے یقین ہے کہ ہندوستان کے ہر ایک مسلمان کو جو اس سلطنت عظمیٰ کی خود مختاری کا چاہنے والا ہے خوشی بخشیگا۔ اخبار محولہ حسب ذیل رقمطراز ہے:۔

سلطان المعظم عبد الحمید دام اقبالہ کے سنہ جلوس کی سترہوین سالگرہ کی بین بدون چند سطر ان کے اوس بزرگ اور دانشمند بادشاہ کی خدمت مین کہ جو نہایت ہی نحس معرکہ کے دنون مین سلطان محمود کی حکومت کے زمانہ سے لیکر اب تک اپنی سلطنت مین ایک خلیفتہ المسلمین کی روایتی تدبیر حکومت قائم رکھنے مین کامیاب ہوسکا

بے پیش کئے بغیر گذرنے نہین دیسکتا ہون۔

"ہمکو اس مذہبی آزادی کی جو اس عثمانی سلطان نے اجازت دیرکہی ہے۔ اور جس کی کہ تقلید بہت سی مشرقی قومون پر واجب ہو تہ دل سے عزت کرنی چاہیئے حضرت سلطان المعظم نہ صرف ہر شخص کے مذہبی عقاید کی عزت کرتے ہین بلکہ تمام مذہبون کے معتقدین کو وجود کی بھی حفاظت کرتے ہین۔ اور انکی دریا دلی اور فیاضی تمام خیراتی اور رفاہ عام کے کامون اور تعلیمی درسگاہون پر بلا تمیز قوم اور مذہب کے یکسان مبذول ہوتی ہے"

"اگر ہم اون متفق علیہ نتایج پر جو کہ سلطان المعظم ممدوح نے ملک کی مالی حالت کی ترقی کے متعلق حاصل کئے ہین وہ ترقی بھی اضافہ کرین کہ جو زراعت کو رونق دینے اور مختلف انواع کی صنعت و حرفت کو جاری کرنے سے پیدا ہوئی ہے۔ تو ہم بآسانی اوس جوش اور سرگرمی کو سمجھہ سکین گے جس کو رعایائے عثمانیہ اپنے سلطان المعظم کے جلوس کی سترہوین سالگرہ کی خوشی منانے مین ظاہر کر رہی ہے۔ اور جبکی کہ اور کوئی ملک مثال نہین پیش کر سکتا۔ سلطان المعظم موصوف جن کو ان مختلف قومون کے درمیان کہ جو انکی دوستی کے متلاشی ہین ہمیشہ سخت شاہانہ حکمت عملی اختیار رکہنی پڑتی ہے۔ پھر ایک دفعہ اور بھی اس بات کو علانیہ ثابت کردین گے کہ نہین ملک جرمنی کی نسبت وہ خیالی پاسداری جو بعض پیرس کے اخبارون نے انکو منسوب کی ہو ہرگز نہین ہے۔ اور یہ کہ وہ سب خیالات صرف ہمیشہ اپنی سلطنت کی بہبودی کی خاطر اون کے دل مین آیا کرتے تھے۔ لیکن ملک فرانس کی نسبت بھی انکی ہمدردی کبھی مخفی نہین رہی۔

سلطان المعظم عبدالحمید خان وہ سلطان ہے کہ جس نے اپنے خیالات مین سیکھہ تو بہت کچھہ لیا ہے اور فراموش کچھہ بھی نہین کیا۔"

(راقم نہال چند از پیرس یکم ستمبر ۹۳ء)

جناب ایڈیٹر صاحب مہر نیم روز دام عنایتکم۔ اپنے بادشاہ اور حکمران کی عزت اور محبت رعایا کے دلون مین ہونی بہت بڑی اور مستحکم دلیل اس بات کی ہے کہ بادشاہ ہمیشہ اپنے ارادون اور رعایا اپنی مرادون مین کامیاب اور سرسبز رہیگی۔ بادشاہ کے واسطے اس سے زیادہ اور کوئی مسرت کا باعث نہین ہوسکتا۔ کہ

ماتحتوں اور رعایا کے دلوں میں اوسکی محبت اور وقعت اوس سے بہت زیادہ ہو جس کا وہ مستحق ہے۔

روئے زمین کی سلطنتوں میں شاہ ایران کی عزت اور عظمت جو ایران کی رعایا کے دلوں میں ہے۔ وہ کسی ملک باشندوں کو دلوں میں اپنے حکمران کی نہیں۔ ہر ہیروز کے معزز ناظرین میں سے اگر کسی نے قسطنطنیہ کی سیر کی ہوگی۔ تو وہ میرے اس قول کی پوری تصدیق کر سکتے ہیں۔ خاص شہر استنبول میں ساٹھ ہزار کے قریب ایرانی ہیں جو اکثر تجارت پیشہ ہیں۔ اور جن کی تجارت اکثر توتن (ایک قسم کا باریک تنباکو ہے جو سگار میں پیا جاتا ہی) یا چائے وغیرہ کی ہے۔ اور یہ ایک ضروری اور لازمی بات ہی کہ ہر ایک شخص کی دوکان پر ایک تختہ آویزاں رہے جس پر ایک یا دو شعر اپنے بادشاہ حال ناصر الدین[۵۱] کی تعریف کی جلی قلم سے لکھے ہوئے ہوں +

[۵۱] افسوس شاہ موصوف کتاب ہذا کے تیسرے اڈیشن کے شایع ہونیکے وقت زندہ نہیں ہے۔ اور یکم مئی ۱۸۹۶ء کو بروز جمعہ جامع مسجد کے صحن میں ایک ملعون کے ہاتھ سے شہید ہوگئے۔

ہم اس موقع پر شاہ مرحوم کی مختصر لائیف اور سلطنت عظمیٰ عثمانیہ کے اسلامی ہمسایہ سلطنت ایران کی موجودہ حالت بمجمل طور پر بیان کر دینا مناسب سمجھتے ہیں +

سلطنت ایران کی اجمالی کیفیت

اور

شاہ کجکلاہ ناصر الدین قاچار مرحوم شہنشاہ ایران کی مختصر حالات

شاہ ناصر الدین مرحوم کی بوقت موت سے کل دنیا کی نظریں سلطنت ایران کیطرف متوجہ ہو گئی ہیں۔ اس لیئے سلطنت مذکور کی موجودہ پولیٹیکل جغرافیکل اور تمدنی حالت کا مختصر بیان درج اخبار کرنا غالباً نامناسب نہیں ہوگا۔ ابتدائے روزگار سے لیکر زمانہ فتوحات اسلام تک سلطنت ایران نے دنیا کی تاریخ میں جو حصہ کثیر لیا ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ مگر مسلمانوں کے قبضہ میں آجانے کے وقت سے ہی کیا بہ حیثیت ماتحت صوبہ خلفائے بنی امیہ و عباسیہ اور کیا بہ حیثیت آزاد مملکت کے ایران کو کچھ کم عزت و وقعت حاصل نہیں رہی پندرہویں اور سولہویں صدی عیسوی میں شاہان صفویہ کا جاہ و جلال دنیا کے کسی ہمعصر بادشاہ سے کم نہیں تھا۔ اور اٹھارہویں صدی کے نامور ایرانی فاتح نادر شاہ کی فتوحات یا کارنامے تیمور یا نپولین بونا پارٹ کے کارناموں سے کسیطرح پیچھے رہے ہوئے نہیں۔ البتہ نادر کے قتل ہو جانیکے بعد اندرونی سازشوں کیوجہ سے ایران کی مجموعی طاقت مضمحل ہونی شروع ہو گئی سلطنت کچھ عرصہ خاندان زند کے تصرف میں رہنے کے بعد خاندان قاچار کے قبضہ میں آگئی۔ انہی دنوں روس کی سرحد ٹرکی سے چند صوبے چھین لینے کیوجہ سے ایران کی سرحد کو متصل ہو گئی۔ اور اسنے اپنی معمولی ملک گیری کی پالیسی پر کاربند ہو کر دغا و فریب لڑائی ہنگامہ سے سلطنت ایران سے صوبہ جارجیا اور جھیل کاسپین کے کنارے کا ملک لیلیا۔ اور رفتہ رفتہ اس قدر اقتدار بڑھایا۔ کہ شاہ ناصر الدین مرحوم کی جگہ اگر کوئی اور فرمانروائے ایران ہوتا۔ تو سلطنت ایران کا مدت سے نام و نشان تک مٹ گیا ہوتا۔ شاہ مرحوم کی تاریخ پیدائش و تخت نشینی اور اولاد و خلفاء کا ذکر ۸ مئی کے پرچہ میں درج ہو چکا ہے مرحوم خاندان قاچار کے چوتھے (بقیہ نوٹ دیکھو صفحہ آیندہ پر)

ناظرین اب قیاس کر سکتے ہیں کہ ایرانیوں کے دلوں میں کس درجے تک بادشاہ کی محبت اور عزت ہے ایرانیوں

(بقیہ نوٹ صفحہ گزشتہ) بادشاہ تھے۔ بانی خاندان آغا محمد شاہ نے جو ۱۷۹۴ء میں شاہ ایران ہوے انکی بعد انکا برادرزادہ فتح علی شاہ قاجار درازی ریش ۱۷۹۷ء میں تخت نشین ہوا۔ روسیوں نے اس بادشاہ کے وقت ایران سے متواتر لڑائیاں کیں اور متعدد صوبے غصب کر لیے اسکے بعد اوس کا پوتا محمد شاہ ۱۸۳۴ء میں شاہ ایران ہوا۔ اور ۱۸۴۸ء میں اپنے باپ کی وفات پر شاہ ناصر الدین فرمانروا ایران ہوے

خاندان قاچار تاتار کا ایک ترک قبیلہ ہے تیمور نے اُسی ترکستان سے لا کر ایران میں آباد کیا تھا شاہ ایران اپنے ملک میں شہنشاہ کہلاتا ہے اور اپنی رعایا کی جان و مال کا مطلق العنان مالک ہے خزانہ سلطنت اور ملک کی کل آمدنی اُسی کے اختیار میں ہوتی ہے اسی لیے چند پچھلے شاہان ایران نے بے انتہا پرائیویٹ دولت فراہم کر لی۔ شاہ مرحوم کی ذاتی دولت کا اندازہ ساٹھ لاکھ پونڈ کیا گیا ہے جواہرات اور بے بہا مرصع اشیاء کا اونکے یہاں بیشمار ذخیرہ ہے۔ دریائے نور وزنی ۱۸۶ قیراط اور تاج ماہ وزنی ۱۴۶ قیراط دو سب سے بڑے ہیرے ان کا نام ہے۔ وراثت کیلئے کوئی قاعدہ مقرر نہیں حکمران بادشاہ کا اختیار ہے کہ بلا لحاظ خوردی و بزرگی شاہی خاندان میں سے جس کو چاہے اپنا ولیعہد مقرر کرے۔ ایران کی گورنمنٹ کا طریقہ بہت کچھ ٹرکی گورنمنٹ کے مشابہ ہے شاہ کا حکم اگر قرآن و حدیث کے مخالف نہ ہو تو واجب التعمیل ہے شاہ ایران خلیفہ رسول اللہ کہلاتا ہے مگر اکثر علماء اور سید دعوے خلافت کو قبول نہیں کرتے انصرام امور سلطنت وزارت کے ذریعہ ہوتا ہے پہلے صرف دو وزیر ہوتے تھے مگر اب کچھ عرصہ سے یورپین قاعدہ کے مطابق الگ الگ محکمے بنا دئیے گئے ہیں۔ وزیر اعظم یا صدر اعظم کا عہدہ ۷ جنوری ۱۸۹۵ء کو پھر از سر نو قائم کیا گیا۔ اور میرزا علی اصغر خاں امین السلطنت اوسپر مامور کیے گئے علاوہ صدارت عظمی کے مال خزانہ اور محاصل کی وزارتیں بھی اونہی کے پاس ہیں۔ دوسرے محکموں کی تفصیل یہ ہے محکمہ داخلیہ محکمہ خارجیہ محکمہ حربیہ عدالت عالیہ تجارت (دونوں ایک وزیر کے ماتحت) تعلیم عامہ تار برقی معادن (تینوں ایک وزیر کے سپرد ہیں) ڈاک و اوقاف (دونوں ایک وزیر کے ماتحت) اور مطابع۔ جملہ آٹھ وزیر ہیں انکے علاوہ چودہ اور وزیر ہیں مگر انکے متعلق کوئی محکمہ نہیں ہے۔ امین الدولہ وزیر ڈاکخانجات کونسل وزراء کے میر مجلس ہیں۔ ملک ۲۲ بڑے اور ۱۰ چھوٹے چھوٹے صوبوں پر منقسم ہے۔ ہر ایک صوبے میں گورنر جنرل مامور ہے۔ جو براہ راست شاہی حکومت کے ماتحت ہیں۔ اور اپنے اپنے علاقہ میں نائب خود مقرر کر سکتے ہیں گورنر جنرل اور لفٹنٹ گورنر عموماً حاکم کہلاتے ہیں۔ اول الذکر کو والی فرمانروا، دیغر وغیرہ بھی پکارا جاتا ہے۔ اور آخر الذکر کو نائب الحکومت۔ چھوٹے ضلع کا حاکم ضابطہ کہلاتا ہے ہر ایک شہر میں چیف مجسٹریٹ یعنی کلانتر داروغہ یا بیگلر بیگی مقرر ہے۔ اور ہر ایک گاؤں اور محلے میں نمبردار جنہیں کد خدا کہا جاتا ہے مقرر ہیں۔ ان لوگوں کا کام وصولی محاصل ہے۔ اور ان کو اکثر لفٹنٹ گورنر اور گاہ بگاہ رعایا منتخب کرتی ہے۔ اکثر گورنروں کے ماتحت وزیر یا پیشکار ہوتے ہیں۔ کل صوبہ کا انتظام اور حساب کتاب انہی لوگوں کے سپرد ہے۔ اور وہ عموماً بڑے تجربہ کار ہوتے ہیں خانہ بدوش قبیلوں کے سردار ایل خانی۔ ایل بیگی۔ علی قدر۔ شیخ یا توشمال کہلاتے ہیں۔ اور جس گورنر کے علاقہ میں انکا قبیلہ رہتا ہے اوس کو خود اپنے قبیلہ سے محاصل فراہم کر کے ادا کرتے ہیں۔

(بقیہ نوٹ صفحہ آیندہ پر دیکھو)۔

سے بعد ترکون کا درجہ ہے۔ ترکون مین اپنے بادشاہ کو اسوقت تک ایسا عزیز سمجھتے ہین کہ اونکے نزدیک سلطان کا

(بقیہ نوٹ صفحہ گزشتہ) ایران کا عرض شمالاً جنوباً ۷۰۰ میل اور طول شرقاً غرباً ۹۰۰ میل یعنے ۶ لاکھ ۲۸ ہزار مربع میل رقبہ ہے۔ اس رقبہ کا بہت بڑا حصہ بالکل ریگستان ہے اور فی مربع میل آبادی کی اوسط بشکل ۱۲ کس ہے ۱۸۸۱ء مین مردم شماری بدین تفصیل ۷۶۵۳۶۰۰ تھی۔ باشندگان شہر ۱۹۶۳۸۰۰ خانہ بدوش ۱۹۰۹۸۰۰۔ آبادی دیہات ۳۷۸۰۰۰۰۔ ۱۹۱۲ء مین آبادی کا اندازہ نوے لاکھ کے قریب کیا گیا ہے۔ ایران مین یورپین لوگون کی تعداد آٹھ سو سے زیادہ نہین۔ ایران کے بڑے بڑے شہر معہ آبادی یہ ہین۔ طہران (۲۱۰۰۰۰) تبریز (۲۰۰۰۰۰) اصفہان (۸۰۰۰۰) مشہد (۶۰۰۰۰) بار فروش (۵۰۰۰۰) کرمان (۴۰۰۰۰) یزد (۴۰۰۰۰) ہمدان۔ شیراز۔ قزوین۔ قم۔ کاشان۔ رشت۔ ان مین ہر ایک کی آبادی تقریباً ۳۰ ہزار۔ خانہ بدوشون مین دو لاکھ ۶۰ ہزار عرب ہین۔ سات لاکھ ۲۰ ہزار ترک۔ چھ لاکھ ۷۵ ہزار کرد۔ ایک لاکھ ۲۰ ہزار بلوچی اور جپسی۔ ۲ لاکھ ۳۴ ہزار لُر۔ تقریباً ۹۰ لاکھ باشندگان کا مذہب شیعہ ہے۔ ۸ لاکھ سنت جماعت ہین۔ نو ہزار گبر یا پارسی۔ ۲۵ ہزار یہودی۔ ۴۳ ہزار ارمنی عیسائی اور ۲۵ ہزار نسطوریین فرقہ کے عیسائی ہین۔

ایران مین علما کا بہت زور ہے اور وہ تہذیب[1] کی ترقی کے سخت مخالف ہین۔ ہر ایک شہر مین کم از کم ایک مجتہد ضرور ہوتا ہے۔ مگر مستند چار پانچ ہی مانے گئے ہین۔ سب سے زیادہ عزت کربلائے معلی والے مجتہد کی ہے جسے بعض نائب الرسول مانتے ہین۔ گورنمنٹ کو مجتہدین کی تقرری مین کوئی دخل نہین ہے۔ البتہ شیخ الاسلام و امام الجمعۃ کو وہی مقرر کرتی ہے۔ موذن اور بعض متولی امام الجمعۃ کے ماتحت ہوتے ہین۔ تمام مساجد اور خانقاہون کے ساتھ کچھ نہ کچھ جائداد بن وقف ہین۔ اور اون کا خرچ وقف کی آمدنی سے چلتا ہے۔ بعض متبرک مکانات (مثلاً مشہد مقدس) کو اوقات اور چڑھاوون کی بیحد آمدنی ہے۔ کہ بیشمار مجاورین۔ خدام اور متوسلین بڑی فارغ البالی سے اوقات بسر کر رہے ہین۔

ایران مین کالج بافراط موجود ہین۔ اونکا خرچ سرکار کے ذمہ ہے اور ان مین دینیات۔ فارسی اور عربی علم ادب اور کسی قدر سائنس کی تعلیم دیجاتی ہے۔ مگر پرائیویٹ مکاتب کا ابھی بہت رواج ہے سنہ ۱۸۵۰ء مین خاص طہران مین ایک صنعتی کالج قایم کیا گیا تھا۔ اور اوسکے پروفیسر بھی یورپین مقرر کیے گئے تھے۔ اس کالج نے ایران مین مغربی علوم اور السنہ کو رواج دینے مین بہت کچھ مدد دی ہے۔ طہران اور تبریز مین جنگی کالج بھی موجود ہین۔ قرآن شریف کی تعلیم عام ہے مگر اکثر لوگ ابھی تک صرف قرآن مجید کے پڑھ لینے ہی کو کافی سمجھتے ہین

عدالتون کا انتظام گورنرون اور اون کے نائبین اور شیخ الاسلام اور علما کے ہاتھ مین ہے۔ اوّل الذکر یعنے دنیوی حکام عرف یعنی قانون دنیاوی کی رو سے تصفیہ تنازعات کرتے ہین اور آخر الذکر شرع شریف کے مطابق۔ عدالتون کی کارروائی سرسری طور پر ہوتی ہے۔ اور جوڈیشل تحقیقات نہین ہوتی۔

سنہ ۱۳۹۰ھ مین کل آمدنی ۴ کروڑ ۳ لاکھ ۳۶ ہزار ایکسو ۵ قرن ہوئی اس وقت ایک قرن مالیت مین تقریباً ۱۰ پنس کے برابر تہا

[1] خدا کی خاص مہربانی سے ان چند برسون مین علما یکبارگی کامل بیدار ہو کر ترقی و تہذیب کے ہر وسیلہ و ذریعہ کے زبردست حامی ہو گئے ہین۔

نام بغیر اشد ضرورت کے لینا اعلےٰ درجہ کی بے ادبی اور بد تہذیبی خیال کیجاتی ہے۔ دوران گفتگو مین اگر سلطان المعظم

بقیہ نوٹ صفحہ گزشتہ) - مگر ہندوستان کے روپیہ کیطرح چاندی کے دن بدن ارزان ہوتے چلے جانیکی وجہ سے اب اسکی قیمت تقریباً ۶ ۱/۲ پنس رہگئی ہے ۱۸۶۷ء مین کل آمدنی پانچ کروڑ سات لاکھ قران ہوئی۔ اور ۱۸۸۸ء مین ۵۳۴۲۰۷۶۳ قران ہوئی جیسے اسی سال مین ۵۰۱۰۰۰۰۰ قران ہوا جس مین سے ایک کروڑ اسی لاکھ فوج پر ایک کروڑ پنشیون پر۔ ۳۰ لاکھ وظائف بعض خاندانکے پر ۹۰ لاکھ اراکین خاندان قاچار پر۔ ۲۰ لاکھ صیغہ خارجیہ پر۔ پچاس لاکھ دربار شاہی کے اخراجات پر۔ ۵ لاکھ کالجون پر۔ ۱۵ لاکھ ملازمان سول کی تنخواہون پر۔ ۱۳ لاکھ ۳۰ ہزار اخراجات لوکل گورنمنٹ پر اور ۲۰ لاکھ معافی معاملہ پر صرف ہوئے باقی تمام شاہی خزانہ مین داخل ہوگئی۔

تقریباً ۲۰ فیصدی آمدنی معاملہ اراضی سے ہوتی ہے جسی سرکاری منیر یا ٹیکس کلکٹر وقتاً فوقتاً تشخیص کرتے رہتے ہین۔ اور تخمیناً ۸۰ فیصدی آمدنی محصول اسباب تجارتی ڈاک معادن اور اجارون وغیرہ سے ہوتی ہے۔ یہودی عیسائی اور پارسیون سے بہت کم خراج لیا جاتا ہے۔ مئی ۱۸۹۲ء مین گورنمنٹ نے امپیریل بنک طہران سے ۵ لاکھ پونڈ چھ فیصدی سالانہ سود پر قرض لیا تھا۔ یہ قرضہ اسی قسط شاہی اقساط مین ادا کیا جاویگا سلطنت ایران کے ذمہ صرف یہی قرضہ ہے۔ یہ روپیہ تمباکو کی اجارہ دار کمپنی کو ہرجانہ ادا کرنے کیلیے برداشت کیا گیا تھا اسکی کفالت مین خلیج فارس اور جنوبی ایران کی آمدنی محصول مکفول کیگئی ہے۔

ایرانی فوجکی جملہ تعداد ایک لاکھ پانچہزار پانچسو ہے۔ انمین سے ۵ ہزار توپ خانہ مین ہین جس مین ۲۰ باتریان ہین ۸۴۷۰۰ (۷۷ سٹر پلٹنین) فوج پیدل مین ۲۵۲۰۰ باقاعدہ اور بیقاعدہ فوج سواران مین اور ۲۰۰۰ (۴۲ پلٹنین) فوج ملیشیا مین ہین فوج کی تعداد بحالت امن صرف ۲۴ ہزار ۵ سو ہوتی ہے اور تعداد مندرجہ بالا مین سے فقط نصف بایں تفصیل جنگ کیلیے طلب ہوسکتی ہے۔ فوج پیدل ۳۵۴۰۰۔ فوج سواران ۳۲۰۰۔ توپ خانہ ۲۵۰۰۔ قرہ ... تیستر توپخانہ ۹۰ انجنیر ۱۰۰ بیقاعدہ فوج ۱۲۱۳۰۔ جملہ ۵۳۲۵۰۔ ۵ جولائی ۱۸۷۵ء مین شاہی فرمان جاری ہوا تھا کہ آئندہ ہر ایک ایرانی پر بارہ برس کیلیے فوجی خدمت لازمی ہوگی۔ مگر اوسکی تعمیل نہین کیگئی۔ یہودی۔ عیسائی پارسی فوج مین بھرتی نہین کیئے جاتے اور کئی ضلاع کے مسلمان بھی فوجی خدمت سے مستثنےٰ ہین۔ سوارونکی تعداد گو تھوڑی ہے مگر قواعد دان اچھی ہے۔ اور تقریباً ۳۰ برس سے یورپین افسرون کے زیر کمان ہے

ایران کی بحری طاقت نہ ہونیکے برابر ہے جھیل کاسپین روس کے اقتدار مین ہے اور خلیج فارس انگریزونکے اقتدار مین شاہی دریائی فوجمین صرف ۲ جہاز ہین۔ ایک کا نام پرسی پولیس ہے یہ دخانی جہاز ہے اسکا وزن ۶۰۰ ٹن ہے اسکی طاقت ۴۵۰ گھوڑونکی ہے۔ اور چار توپین ۳۰ انچ قطر کی اوسپر چڑہی ہوئی ہین۔ دوسرے کا نام سوسا ہے جو صرف دریائی سٹیمر ہے اور اوسکی بھی طاقت ۳۰ گھوڑون کی ہے۔

گندم۔ جو۔ چاول وغیرہ قدرتی پیداوار کے علاوہ ایران مین ریشم بہت عمدہ تیار ہوتا ہے۔ اسکی سالانہ پیداوار چھ لاکھ ۶ ہزار ایک سو پونڈ کے قریب ہے۔ اور اس مین سے دو تہائی ممالک غیر کو بھیجا جاتا ہے

(بقیہ نوٹ صفحہ آئندہ پر)

سے کے نام لینے کی ضرورت پڑتی ہے۔ تو بجائے اس کے کہ **عبد الحمید خان** کہین "افندمز"[1] "شوکت مآب"

(بقیہ نوٹ صفحہ گذشتہ) تمباکو۔ افیون اور اون بھی بکثرت ممالک غیر کو جاتی ہے ۱۹۰۳ء مین ایک لاکھ چالیس ہزار پونڈ کی مالیت کی شال ایران سے باہر گئے۔

ایران کی تجارت زیادہ تر روس ٹرکی اور انگلستان کے ساتھ ہے۔ اسباب درآمد پر پانچ فیصدی محصول لیا جاتا ہے اور برآمد پر ۳ سے لیکر ۸ فیصدی تک۔ تجارتی محصول امانی طور پر وصول نہین ہوتا۔ بلکہ ٹھیکہ پر دیدیا جاتا ہے ۱۹۰۳ء مین گورنمنٹ نے ۸۵ لاکھ قرن پر ٹھیکہ دار کو اجارہ دیا جسمین بعد ادائے زر ٹھیکہ تقریباً ۵۰ لاکھ قرن کی بچت ہوئی۔

امپیریل بنک پہلا بنک ہی جو ۱۸۸۹ء مین ایران مین قایم ہوا۔ اسکا بانی مبانی بیرن جولیس دی روٹیر باشندہ انگلستان ہے بنک مذکور کا سرمایہ ۴ لاکھ پونڈ ہے اور اب بڑے بڑے شہرون مین اسکی شاخین موجود ہین ۱۸۹۰ء مین ایک کمپنی کو کان کنی کا اجارہ دیا گیا۔ مگر جنوری ۱۸۹۱ء مین اسکا دوالہ نکل گیا ۱۸۹۰ء مین قسطنطنیہ کے امپیریل عثمانیہ بنک نے بھی ایران کے بڑے بڑے شہرون مین اپنی کوٹھیان بنالین۔ ایران مین ریلوے کو ابتک کوئی فروغ نہین ہوا۔ طہران سے لیکر شاہ عبد العظیم تک (جہان کی جامع مسجد مین شاہ مرحوم مقتول ہوئے ہین) چھ میل لمبی لائن جولائی ۱۸۸۸ء مین کھولی گئی تھی جسے بلجیم کی ایک کمپنی نے بنایا ہے اور روس ایک [illegible] ہے جھیل کاسپین کے بندرگاہ محمود آباد سے بار فروش و امول تک (جن کا درمیانی فاصلہ ۲۰ میل ہی) ایک ایرانی سوداگر اپنی گرہ سے ریلوی بنارہا ہے مگر ابھی ختم نہین ہوئی۔ گویا کل مملکت ایران مین ابھی تک صرف ۶ میل ریل جاری ہی۔ دریائے کرون مین خلیج فارس سے شہر اہواز تک اجنبی جہازون کو جہاز رانی کی اجازت ہوگئی ہے۔ اور ایک یوروپین کمپنی کا جہاز مہینہ مین دو دفعہ اسمین سفر کرتا ہے۔

پختہ سڑکین ابتک صرف دو ہین طہران سے قم تک اور طہران سے قزوین تک ان دونو کی لمبائی اکانوے میل ہے طہران سے اہواز تک اور قزوین سے انزلی تک اور طہران سے بغداد تک پختہ سڑکین بنائی جانیکا اجارے دیئے جاچکے ہین۔

ایران مین تار برقی کا سلسلہ ۵۰۱۰ میل لمبا ہی جسکی تارونکی لمبائی [illegible] میل ہی تارگھرون کی تعداد ۹۰ ہے براہ ایران کلکتہ سے لنڈن تار خبر بھیجنے مین سوا گھنٹہ خرچ ہوتا ہے۔

ڈاکخانہ کا انتظام اول ۱۸۷۴ء مین ایک آسٹرین افسر ملازم گورنمنٹ ایران نے کیا تھا اب سلطنت کے تمام بڑے بڑے شہرون مین ڈاک کا معقول انتظام ہے اور ۹۵ ڈاکخانے قایم ہوچکے ہین۔

ایران کا مشہور سکہ قرن ہی اسکا وزن پہلے ۸۰ نخود (۲۴۸ گرین) ہوتا تھا پھر ۲۶ نخود کیا گیا۔ اور اب تقریباً ۲۴ نخود یا ۷۱ گرین ہے چاندی کی تعداد [illegible] ۹۰ فیصدی ہوتی ہی ۱۸۷۴ء مین ۲۰ قرن ایک پونڈ کے برابر ہوتے تھے اور اب ۵۰ قرن ہوتے ہین شاہی ٹکسال مین مندرجہ ذیل سکے مضروب ہوتے ہین:-

(بقیہ نوٹ صفحہ آیندہ پر دیکھو)

[1] ترکی کا ایک مشہور لفظ "آفندم" ہے جس کے معنے اردو مین بہت موزون و عمدہ ہین اس کلمہ کو بعزت او تعظیم کی جگہ استعمال کیا جاتا ہی مگر [illegible] ترکی مین حسب ذیل دو معنی لفظ "افندمز" خاص سلطان کیلئے مخصوص ہے۔ دوسرا ایک اور لفظ جو "آفندم" ہی سے مشتق ہے "افندینہ" ہی جو مدیر یا مصر کیلئے [illegible]

سے تعبیر کرتے ہین۔

(بقیہ نوٹ صفحہ گذشتہ۔)

نام سکہ	دہات	مالیت بہ سکہ انگریزی	نام سکہ	دہات	مالیت بہ سکہ انگریزی
پول	تانبا	۱/۸ پنس	دہ شاہی = ½ قرن	چاندی	۲½ پنس
شاہی = ۲ پول	〃	¼ پنس	قرن = ۲۰ شاہی	〃	۵ پنس
دوشاہی = ۴ پول	〃	½ 〃	دو قرن	〃	۱۰ 〃
چو شاہی = ۲ شاہی	〃	۱ پنس	پنج قرن	〃	ایک شلنگ ۱ پنس
پنج شاہی	چاندی	۱¼ 〃		.	.

سونے کے سکے ½ تومان ¼ تومان۔ تومان۔ دو تومان۔ پنج تومان اور دہ تومان ہین۔ تومان دس قرنون کے برابر ہوتا ہے۔ مگر ان دنون قرن کی قیمت گرجانے کی وجہ سے ¼ ۹ قرن کے برابر ہے۔ عام حساب کتاب ایک فرضی سکہ یعنے دینار مین رہتا ہے۔ ایک قرن ایکہزار دینار کے برابر شمار کیا جاتا ہے اور ایک شاہی پچاس دینار کے برابر۔

سلطنت ایران کی موجودہ حالت کا اجمالی خاکہ کہنچنے کے بعد ہم ہ مئی کے وصد ہر کے اخبار مین مسٹر کرزن کی کتاب پرشیا مین شاہ مرحوم کی لائف کی متعلق مفصل حالات لکہنے کو تیار تہے کہ بوجہ عدم گنجائش پرچہ اخبار ہمنے اوسی کتاب سے اخذ کیا ہے شاہ موصوف کے مختصر حالات درج کردینے پر اکتفا کرتے ہین۔ وهوهذا۔

شاہ ناصر الدین محمد شاہ کے سب سے بڑے بیٹے تہے۔ وہ صفر المظفر ۱۲۴۷ھ بروز دوشنبہ مطابق ۱۷۔۱۸ جولائی ۱۸۳۱ء مین پیدا ہوئے۔ انکے دادا عباس مرزا۔ اور پردادا فتح شاہ نہایت وجیہ خوبرو تنومند اور قوی ہیکل جوان تہے۔ انکی ڈاڑہیان گنجانی اور درازی مین مشہور ہین۔ شاہ ناصر الدین اگرچہ اون کے برابر قوی الجثہ نہ تہے لیکن تاہم خوبرو اور بارعب ہونے مین انکے کلام نہین۔ جو انکی تمام قوم قاچار کا حصہ ہے یہ اور انکی اولاد اپنے بزرگون کے طریق کے خلاف ڈاڑہیان منڈوا دیا کرتے ابہی برس پہلے کا ذکر مسٹر کرزن لکہتے ہین کہ اگرچہ وہ کسیقدر عمر رسیدہ ہو گئے تہے مگر شاہ اسیطرح تندرست و توانا ہین جیسا کہ رنگ صبیح آنکھین اور بال سیاہ تمام قاچاریون مین پائے جاتے ہین۔

۱۸۷۳ء مین جب یہ سفر یورپ سے واپس آئے تو بیرزمین [illegible] بیمار ہو گئے انکے بچنے کی امید نہ تھی شاہ ممدوح عادات و اطوار مین نہایت سادگی پسند تہے انکی اور جفاکشی شکار و دیگر مردانہ اشغال جو قاچاریوں کا خاصہ ہین بہی شاہ کو لاحق تہے کوئی چھپا بات نہ تہا مسٹر کرزن لکہتے ہین کہ اونکی وضع رفتار گفتار شکل صورت اور ہر ایک بات سے جبلی حکومت اور طبعی امارت برستی ہے سوا ہر شیق سلام جلسہ مین مکان مین جہان کوئی نہو تماشا اونکے اقوال و افعال حرکات و سکنات سے اوسکا ظہور ہوتا ہے۔ شاہ معلوم کیا ہے کہ ابتدا عمر مین جب باپ زندہ رہتا تہا۔ بانکہ امیر کبیر کے ساتھ کرتے تہے۔ اہل یورپ کیطرف سے جو خیالات رکہتے تہے اور جو یورپ مین جانا تہا۔ اکثر ملاقات (باقی آئندہ صفحہ پر)

سالہ ۱۰ آنرے اٹن مسٹر کرزن اور ممبر پارلیمنٹ شرح جنکی کتاب مندرجہ بالا سے اقتباسات کے والد ہیں۔

دستر خوان شاہی سے جو کھانا لوٹ کر باورچیخانہ میں جاتا ہے اوس میں سے جو روٹی خاص سلطان معظم نے کھائی ہو۔ اگر کچھ بچ رہتی ہے۔ تو وہ نہایت احتیاط کے ساتھ جمع کیجاتی ہے۔

اور جب کوئی شخص وزراء یا امراء میں سے یا اور کوئی شخص بیمار ہوتا ہے۔ اور ڈاکٹری علاج سے مایوسی

بقیہ نوٹ صفحہ گذشتہ) مشرف ہوتا تھا۔ اوائل عمر میں نمود کے زیادہ شائق تھے لیکن عمر کے ساتھ یہ عادت کم ہوتی گئی

مال و جواہرات کے لحاظ سے دنیا میں اول درجے کے والی سلطنت خیال کیے جاتے تھے۔ لیکن باین ہمہ نہایت سادہ لباس پہنتے تھے

جو شخص رعایا میں سے عرضی دینا چاہتا تھا وہ بے تکلف پاس جا سکتا تھا۔

زمانہ ولیعہدی میں بمقام تبریز معمولی تعلیم پاتے رہے اور تبریز سے جس وقت تخت نشینی کیلیے ۱۷ برس کی عمر میں بلائے گئے اسوقت وہاں شکار میں بہت مشہور تھے۔ ۱۷ برس کی عمر میں صاحب اولاد ہو گئے۔ چال چلن کیطرف سے یہ شخص ایسا ثابت قدم تھا۔ کہ بقدر زندگی کے زمانے میں سلطنت پاکر خوشامدیوں کے ہتھکنڈوں سے صاف بچا رہا۔ نظم و نثر دونوں بہت خوب لکھتے تھے۔ علم ترکی۔ فارسی فرانسیسی عربی وغیرہ میں استعداد کافی تھی۔ امور سلطنت کو خوب سوچتے تھے۔ موسیقی اور تصویر کشی کا بھی مذاق تھا۔ لیکن انکی نئی عادتوں کی بہت سی دلچسپ قصے مشہور ہیں۔ ایک تو یہ کہ بچوں کیطرح جدت پسند رکھتے تھے۔ جونئی بات و چیز دیکھی یا سنی اوسی ضرور اختیار کیا۔ اور یہ ہر ایک ذکر بعد اوس سے برائی ہو گئی دوسری یہ کہ طبیعت میں مزاح تھا کا تھا جیسے جانور رکھنے اور پالنے کا بہت شوق تھا مزاح زبانی نہیں بلکہ عملی طور پر بھی بہت بڑھا ہوا تھا۔ ایک لطیفہ اسکی متعلق بہت مشہور ہے کہ انڈیا ربڑ کی ایک کشتی جس میں ڈاٹ لگائی جاتی ہے جب اول ہی اول کسی انگریز نے شاہ کو نذر کی تو شاہ نے اہل دربار معزز اہلکاروں کو اسپر سوار ہونیکا حکم دیا جب کہ وہ بیچ تالاب میں تھی شاہ نے کسیکو اوسکی ڈاٹ نکال دینے کا اشارہ کر دیا۔ اور چند سکنڈ میں وہ ایک درجن درباری قیمتی پوشاک پہنے ہوئے پانی میں غوطے کھانے لگے۔

امور سلطنت سے کبھی گھبراتے نہ تھے اور تمام کاروبار کو نہایت شوق و ذوق کیساتھ انجام دیتے تھے۔ مدبرانہ رائے رکھتے تھے ایران میں عام رائے یہ تھی کہ ملک میں ناصر الدین سے زیادہ قابل عقیل اور صاحب تدبیر شخص حکمرانی کیلیے دستیاب نہ ہو سکتا تھا۔ اس کے ساتھ ہی اپنے اہلکار اور رعایا کے ساتھ بھی محبت اور ہمدردی رکھتے تھے تعصب مذہبی بالکل نہ تھا۔ اور وجہ اسکی یہ ہے کہ تین مرتبہ یورپ وغیرہ کا سفر کیا تھا۔ ۱۸۷۳ء کو پہلا سفر اور ۱۸۷۸ء کو دوسرا۔ دو مرتبہ سلطان المعظم ترکی سے بھی ملے تھے۔

پرنس آف ویلز اور شاہ کجکلاہ کے متعلق ایک لطیفہ یورپ میں بہت مشہور ہے۔ وہ یہ کہ جب شاہ ناصر الدین پرنس آف ویلز کے ہمراہ میز پر کھانا کھا رہے تھے باتوں میں ایسے مشغول ہوئے کہ یورپین آداب تناول کا خیال نہ رہا۔ اور اوسی بے خبری کی حالت میں جب کہ آلو بوٹی یا کوئی اور ایسی ہی شے کانٹے کی قبضے میں باسانی نہ آئی۔ تو سہواً انہوں نے دوسرے ہاتھ کی انگلی بے اختیار لگا کر اوسکی مدد سے کانٹے میں اوس چیز کو چھید لیا۔ لیکن جو وقت انہیں خیال آیا کہ یہ میز کے قواعد کے خلاف ہے اور اسی خیال سے انکی نظر جو اس وقت دستر خوان پر شریک تھیں [illegible] والی خیال کر کے [illegible] انگلی کی مدد سے کسی چیز کو چھید کر لیا" (بقیہ نوٹ صفحہ ایک

ہوجاتی ہے تو وہ خشک روٹی اوس مریض کو کھلائی جاتی ہے۔

ناظرین یہان سے سلطان المعظم کی نسبت حسن عقیدت بھی سمجھہ لین گے۔ اونکی تجربے کیموافق بہت کم ایسے مریض ہونگے جو وہ روٹی کھلانیکے بعد صحت یاب نہ ہوگئے ہون۔

سلطان محمود اول کا ایک تاریخی قصہ زبان زد خاص و عام ہے جس کا مضمون بیان کرنا ناظرین کی دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔

ایک دن بادشاہ (محمود اول) اپنے محلسرا کو شکار سے واپس آ رہے تھے۔ کہ رستے مین گرمی اور پیاس کی شدت بہت زیادہ معلوم ہوئی سامنے گلی مین ایک مختصر سا مکان معلوم ہوا۔ دریافت کیا تو ایک غریب مسلمان کا مکان تھا بادشاہ نے اوس وقت اس امر کی خواہش ظاہر کی کہ مین کچھہ عرصے تک تمہارے مکان پر آرام لینا چاہتا ہون کہ دہوپ کی گرمی نے مجھے بہت مضطر کر رکھا ہے۔ بادشاہ ایک گھنٹے کے قریب بیٹھے اور اوسکے بعد محلسرا کو مراجعت فرمائی۔ وہ کمرہ جسمین ایک گھنٹے تک بادشاہ کی نشست رہی۔ اوسی روز سے آجتک برابر بند ہے۔ اور مقفل ہونیکی وجہ صرف یہ ہے کہ جس جگہہ کو ایکمرتبہ امیر المومنین اپنی تشریف آوری کی عزت بخش چکے ہون۔ اوس جگہہ خود رہنا اور بیٹھنا بہت بڑی بے ادبی اور گستاخی کی بات ہے۔ (مہر منیر ۲۰ ستمبر ۹۳ء)

(بقیہ نوٹ صفحہ گذشتہ) شاہ ناصر الدین مرحوم کے قتل کی نسبت مزید حالات یہ معلوم ہوئے ہین کہ میرزا محمد رضا قاتل فرقہ بابیہ مین سے نہین ہے بلکہ مشہور و معروف سیاح سید جمال الدین رومی کے قاصدون مین سے ہے جن کو انہی شاہ مرحوم کے قتل کیلئے مامور کیا ہوا تھا۔ جمال الدین گو عام طور پر رومی مشہور ہے۔ مگر دراصل افغانی الاصل اور ایرانی المسکن ہے۔ وہ شہزادہ ملکم خان کے ہم جلیسون مین سے ہے شہزادہ مذکور کے آزاد خیالات شاہ مرحوم کو ناگوار معلوم ہوتے تھے۔ اسلیئے وہ ایران سے جلا وطن کر دیا گیا۔ اور اوسکے بعد تھوڑی ہی مدت مین جمال الدین کو بھی خارج البلد کر دیا گیا۔ وہ بڑا عالم و فاضل آدمی ہے۔ کئی زبانین جانتا ہے اور دور دراز ممالک کی سیاحت کر چکا ہے۔ ایران سے نکلکر وہ مصر مین پہونچا مگر پولیٹکل سازشون کیوجہ سے ۸ برس ہوئے وہان سے بھی نکالا گیا۔ مصر سے آپ بمبئی پہونچے۔ جہان سنی و شیعون مین جھگڑا برپا کرنے کی کوشش کی۔ آخرکار وہان بھی اپنا ٹھکانا نہ پاکر حیدرآباد دکن پہونچے مگر وہان بھی اپنی بیقراری اور سازشی طبیعت کی بدولت ملک بدر ہوئے۔ انہین دنون مین آپ افغانستان اور پنجاب کے بڑے شہرون کا بھی دورہ کیا اور امیرانہ ٹھاٹھ سے گشت کرتا رہا۔ ہندوستان سے رخصت ہوکر وہ انگلستان پہونچا۔ جہان شہزادہ ملکم سے اوسکی ملاقات ہوئی۔ اور شہزادہ نے اوسے ٹرکی بھیجدیا مگر گورنمنٹ ٹرکی نے اوسے فوراً نظربندی مین کردیا۔ اوسکے متعلق شاہ ایران اور سلطان کے درمیان کچھہ عرصہ تک خط و کتابت ہوتی رہی۔ مگر سلطان المعظم نے شاہ مرحوم کو یقین دلادیا کہ جمال الدین برابر نظربندی مین رکھا جاویگا۔ چنانچہ کچھہ مدت تو وہ خاموش اور نچلا بیٹھا رہا۔ لیکن تقریباً آٹھہ مہینے ہوئے ہین کہ اونہی محمد رضا قاتل اور آٹھہ اور شخصون کو اپنے مکروہ ارادون کی تکمیل کیلئے ایران بھیجدیا۔ قاصد برابر آٹھہ مہینے کے انتظار کے بعد یکم مئی کو اپنے خبیثانہ اور ابلیسانہ ارادہ مین کامیاب ہوئے۔ اگرچہ یہ جدید روایت ثابت ہوئی۔ اور یہ محقق ہوگیا کہ جمال الدین کی سازش سے یہ حادثہ جانکاہ ظہور مین آیا ہے تو کوئی شک نہین کہ اعلیٰحضرت سلطان المعظم اپنے مرحوم دوست اور عزیز بھائی کے قاتلون کو مددگارون سمیت جو انکے علاقہ حکومت مین موجود ہین سخت بدلہ دینگے۔ (از وکیل مورخہ ۲۰ مئی ۱۸۹۶ء)

اعلیحضرت سلطان عبد الحمید خان ثانی زاد الله عمرہ

کے

کیرکٹر کا اجمالی بیان مرقومہ مسٹر ڈبلیو۔ ٹی سٹیڈ صاحب ایڈیٹر رسالہ

ریویو آف ریویوز

مضمون مندرجہ عنوان کیطرف کتاب توقعات روم کے صفحہ ۵۰ پر مجملاً اشارہ کر چکا ہون۔ اب جسکا مدہ دس ۵
ترجمہ بطور ضمیمہ شامل کتاب ہذا کیا جاتا ہے۔ مسٹر ٹامس ولیم سٹیڈ صاحب انگلستان کے نہایت مشہور و معروف ادیبون اور
اخبار نویسون کے زمرہ مین شمار ہوتے ہین۔ اپنی پر زور تحریرون ہی او نہون نے نہ صرف علمی دنیا مین بلکہ پولیٹیکل عالم
مین بھی اپنا سکہ بٹھا دیا ہے۔ مگر افسوس ہے کہ ناظرین کو اس مضمون کے پڑھنے سی معلوم ہو جاوے گا۔

ایسے عالم و فاضل شخص کا ذہن بھی تعصب کی آلودگی سے صاف نہین ہے وہ راستگو اور منصف مزاج بننے کی کمال
کوشش کرتا ہے۔ اور اس کوشش مین بسا اوقات کامیاب بھی ثابت ہوا ہے۔ مگر گرگ کہن مسٹر گلیڈ سٹون کیطرح ترکون
کا نام بیچ مین آتے ہی مسٹر سٹیڈ صاحب کو تعصب مذہبی یا عناد قومی ہٹ دہرمی اور ضد کے عمیق گڑھے کیطرف
کھینچنا شروع کر دیتی ہین جس سے بچنے کیلئے وہ گاہ بگاہ بہت کچھ ہاتھ پانون مارتے ہین۔ لیکن عموماً دیکھا گیا ہے کہ
وہ اس جد و جہد مین شاذ و نادر فائز المرام ہوتے ہین۔ مضمون مندرجہ عنوان مین مسٹر موصوف کی بعینہ یہی
کیفیت ہے جس کا ہمنے بالاختصار خاکہ کھینچ دیا ہے۔ اعلیحضرت امیر المومنین کی فہم و فراست۔ خداداد دیانت۔
حکمت و دانائی اور رعیت پروری و فلاح جوئی ملک و ملت کے بے تعداد کارنامون کو دیکھ کر بے اختیار اوسکی
قلم سے بعض صفت و ثنا کے کلمات نکلجاتے ہین۔ مگر تعصب کے سیاہ بھوت کو سر پر مسلط ہوتی ہی اوسکی حالت بالکل
بدلجاتی ہے۔ اوسکی حسن انصاف نے جس عبارت کو لکھنے پر اوسے مجبور کر دیا ہے۔ اسی وجہ طرح سے اپنے دلکی کمزوری
خیال کرنے لگجاتا ہے۔ اور اس کمزوری کی تلافی کیلئے موقعہ بموقعہ سلطان اکرم کی ذات بابرکات پر چھپی لکی چوٹین
اور ترکی قوم پر کھلم کھلا حملے کر دیے جاتے ہین۔

ناظرین اس موقعہ پر شاید یہ اعتراض کرین۔ کہ جب یہ شخص تعصب سے ایسا مجبور ہے تو اوس کے مضمون کو

کتاب مین درج کرنے کی کیا حاجت تھی۔ مین نہایت مؤدبانہ طور پر اوس کے جواب مین یہ التماس کرتا ہون کہ جب ایسا خوردہ بین متعصب نکتہ چین تک باوجود سلطان المعظم کے افعال و عادات مین عیوب نکالنے کی ہر طرح کوشش کرنے کے بالکنایت اس امر کا اعتراف کرنیسے نہین بچ سکا کہ حضور ممدوح الشان کے اوصاف کا پلڑا باہمہ وجوہ بھاری ہی رہا ہے۔ تو ایسی کتاب مین جو محض خلیفہ رحمۃ للعالمین کے قیامت تک یادگار رہنے والے کارنامون کے بیان و تفصیل مین لکھی گئی ہو مضمون مذکور کا شامل نہ کرنا ایک صریح کوتاہی شمار ہوتا۔ علاوہ برین ناظرین کو یہ دکھانا بھی منظور رہے کہ ہمارے مہذب قوم انگریزی کے بڑے بڑے لیڈر اور علماء فضلا تک باین ہمہ فضیلت و تہذیب اپنی زور قلم کے بھروسہ پر سچ کو جھوٹ اور جھوٹ کو سچ ثابت کرنے کی کوششون سے مطلقاً احتراز نہین کرتے۔ ہمین کوئی کلام نہین کہ مسٹر موصوف کی بعض اعتراضات بادی النظر مین بڑے زبردست معلوم ہوتے ہین مگر ہمنے جابجا حتی الامکان اونکی کمزوری اور بودا پن کو واضح طور پر دکھلا دیا ہے تاکہ ناظرین اوس کے مطالعہ سے مغالطہ مین نہ پڑجائین اور دوسرون کے ذہن مین شک پیدا ہونیکا احتمال نہ رہے۔

مضمون کو شروع کرنیسے پہلے مین صاحب موصوف کی مختصر سوانحعمری اور اونکی تصنیفات کا ذکر کر دینا مناسب خیال کرتا ہون۔ وہ پادری ڈبلیو سٹیڈ مذہبی امام قصبہ ہاوڈن ٹاین کے فرزند ارجمند ہین۔ ۵ جولائی ۱۸۴۹ء کو متولد ہوئے۔ اور ۱۸۶۲ء مین بمقام سالکوٹس پرائیویٹ طور پر شادی کی ۱۸۶۳ء مین ابتدائً مقام نیوکیسل کی ایک تجارتی کوٹھی مین امیدوار بنے ۱۸۷۱ء مین اخبار نادرن اکو کی ایڈیٹری اختیار کی ۱۸۸۰ء مین مشہور ادیب و مدبر مسٹر جان مارلی کے ماتحت لنڈن کے نامور اخبار پال مال گزٹ کو اسسٹنٹ ایڈیٹر ہوئے۔ اور ۱۸۸۳ء مین مسٹر موصوف کی جگہ اعلےٰ ایڈیٹر ہوگئے۔ مگر اخبار مذکور سے پھر جلدی ہی قطع تعلق کرکے اونہون نے خود اپنا ایک ماہواری رسالہ ریویو آف ریویوز نکالنا شروع کر دیا جسکو کل انگریزی دنیا نے ایسی قبولیت کی نظر سے دیکھا کہ بہت کم اخبارون یا رسالون کو ویسی کامیابی نصیب ہوئی ہے۔ یکم جنوری ۱۸۹۰ء سے رسالہ مذکور کا تیرہوان برس شروع ہوا ہے اور اوسکی اشاعت اب کئی لاکھ تک پہونچی ہوئی ہے۔ مضمون زیر بحث دسمبر ۱۹۰۲ء کے رسالہ سے اقتباس کیا گیا ہے۔ اس رسالہ کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ترکون یا سلطان المعظم ہی کے برخلاف اس شخص نے دل کے پھپولے نہین پھوڑے ہے۔ بلکہ کل دنیا مین شاید ہی کوئی شخص اس سودا ثانی کی ہجو ملیح و قبیح یا منصفانہ اور زبردست گرفت سے بچ سکا ہے۔ وہ یہ خیال نہین کرتا کہ انسان آخر ضعیف البنیان ہے۔ ہر ایک شخص مین کوئی نہ کوئی کمزوری ضرور ہوتی ہے۔ اور بنی نوع انسان کی معمولی کمزوریون مین خوردہ گیری کرنا گویا فطرت یا نیچر پر معترض ہونا ہے۔ مگر اس عیب کے ساتھ ہی صاحب موصوف مین یہ وصف بھی بہت بڑا ہے کہ کسی کی خوشامد یا بخشش کی مطلق کوئی پروا نہین۔ بلکہ جس طرح ضمیر ہدایت کرے اوسی طرح کرتا ہے۔ اور عموماً مظلومون اور ستم رسیدون کی

حمایت وطرفداری کو اپنا بڑا بھاری فرض تصور کرتا ہے۔ چنانچہ یہی اور جون ۱۸۸۸ء مین روس کی سیاحت کرنے کے بعد اوس نے یہودیونکی مظلومیت اور بیبسی اور روسی گورنمنٹ کی ظلم شعاری اور جور وتعدی پر وہان دعلم مضامین لکھکر کل دنیا کے کان کھڑے کردیئے ۱۸۸۹ء مین آئرلینڈ جاکر وہان کے غربا کیحالت زار کو اپنی آنکھون سے دیکھا اور پھر اونکی حمایت مین بھی غضب کے مضامین لکھکر گورنمنٹ کو ترمیم قانون لگان پر مایل کردیا۔ انگریز اپنی بحری طاقت کی صلاح اور مضبوطی کیطرف انہی کی تحریرون کیوجہ سے جو اونہون نے اکتوبر ۱۸۸۴ء مین انگریزی بحری طاقت کی کمزوری اور نقایص پر شایع کین۔ متوجہ ہوئے۔ اور یہ مسٹر سٹیڈ ہی کی چونکا دینے والی تحریر کا اثر ہے کہ آج صرف گیارہ برس کے عرصہ مین انگریزون کی بحری طاقت تقریباً دوگنی ہو گئی ہے۔ ۱۸۹۵ء سے اونہون نے شعرائے انگلستان کی نقائص ہفتہ وار یعنی (ایک پنی) کی مالیت کی رسالون مین شایع کرنی شروع کی ہین جن کی پہلے ہی چار مہینون مین بیس لاکھ جلدین فروخت ہوئین۔ پولیٹکل وجوہ سے مسٹر سٹیڈ لبرل گروہ مین شریک ہین۔ اور مذہبی اعتقادات کے لحاظ سے کچھ عرصہ سے عقیدہ سپریچوالزم کے قایل ہو گئے ہین۔

اس تمہید کو ختم کرکے اب ہم اصل مدعا کیطرف آتے ہین۔

وھو ھذا۔

امیر المومنین سلطان عبد الحمید خان ثانی الغازی

"درشہوار[1] زمان۔ مرکز امانی رو ان سلطان البرین والبحرین فخر الممالک وتاج الملوک خلیفہ اکبر ظل اللہ علی الارض خلیفہ رسول رب العلمین المظفر المنصور الغازی سلطان عبد الحمید خان ثانی خلد اللہ ملکہ وحشمتہ الے یوم الدین ولازالت شموس اقبالہ بازغۃ الی انتہائے دوران۔ کہ بر ورد دولت فلک نقش مرحم و نصاف دست بستہ ایستادہ بنظر جملہ اقوام وشاہان فرنگستان بجانبش کشیدہ۔ و فرمانروایان جہان بر حشمت وشوکتش حیران ماندہ جملہ جہانیان از خرمن الطاف واکرام اش فیض یابیدہ۔ رب کریم از چشمہ ہائے پرفیض وبرکت ارادہ ہای نیک

---

[1] اسے اعلیٰ حضرت امیر المومنین کے ان معمولی القاب وخطاب کو جن سے ایشیائی طریقہ سے ہر ایک فرمانروا کو مخاطب کیا جاتا ہے۔ مسٹر سٹیڈ عنوان مین بطور استہزا لکھکر دعائیہ فقرات کے جواب مین خود آمین آمین پکارنے سے مضمون کو شروع کرتے ہین۔ بسم اللہ ہی سے حضور ممدوح پر دو چار طنزیہ چوٹین کرجاتے ہین۔ کہ خیر و برکت اور نیک نیتون کا جو سرمایہ سلطان المعظم کے پاس ہے سو معلوم ہے۔ البتہ اس مین شک نہین کہ جھوٹی افتراؤن اور عقوبتون کی اونکے پاس کوئی کمی نہین ہے۔

لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

آن شہنشاہ عالیمقام جمیع ساکنین روئے زمین را مستفید و سیراب گرداناد و علم جاہ و شکوہ آن والا نژاد از شمس و قمر برافزاد" (اقتباس از اخبارات ترکی بحوالہ رسالہ نائینٹینتھ سنچری لندن مورخہ نومبر ۱۸۹۵ء) آمین آمین یا رب العالمین! لیکن رب کے فیض و احسان کا خزانہ اگر صرف اسقدر ہے جتنا کہ اعلیحضرت سلطان المکرم کے نیک ارادون ہی حائل ہوتا ہے تو اندیشہ ہے کہ باقی دنیا خداوند کریم کے فیض و احسان سے بہت کم مستفید ہوسکیگی۔ البتہ حضرت تقدس مآب ظل اللہ کے پاس اون سامانون کی بیشک کمی نہین ہے جن کی نسبت قدما کی روایات سے یہہ پتہ ملتا ہے کہ دوزخ کی فرش بندی انسے کیگئی ہے۔ ہم مانتے ہین کہ انکی نیت بخیر اور ارادے اعلے ہین۔ مگر گھاٹا یہ ہے کہ وہ عمل مین نہین آتے اور یہی ایک تھوڑی سی کمی ہے جو ہنوز نہ صرف اعلیحضرت سلطان عبد الحمید کی ناموری اور عزت کی شمس و قمر سے بھی بلند ہونیکے رستہ مین حائل ہوئی ہے۔ بلکہ جسنے اندیشہ کیا جاتا ہی کہ اوس عزت کو بدنامی کے قعر عمیق مین ڈبو رہا ہے۔ لیکن اس پچھلی بات کو ہم تسلیم نہین کرتے۔ یہ صریح نامنصفانہ ہے۔

(اعلیحضرت سلطان المعظم) عبد الحمید تمام آدمیون سے بڑھکر اون لوگون مین سے ہے جن کی حالت نہایت قابل رحم ہے۔ گو اب تک اوسکے ساتھ بہت ہی کم رحم یا ہمدردیکا اظہار کیا جارہا ہی۔ دنیا مین بد کی خطار پر عمر کو سزا دینے کا ابھی رواج موجود ہی۔ ایطرح سے تمام قوم ترک کی ظلم شعاریون کے عوض اکیلے عبد الحمید کو ساری زمانے کے الزامون کا نشانہ بنایا جاتا ہے اس سے یہ مراد نہین کہ وہ بذات خود تقصیر و خطا سے بالکل ہی مبرا ہین نہین بلکہ ایسے ایسے افعال کے مرتکب ہوچکے ہین جو مغربی اقوام کے نزدیک نہایت ہی خوفناک اور مکروہ گنے جاتے ہین۔ مگر ایشیائی لوگ تو نہین اگر کوئی تصور دیکھتے ہین تو بس یہی کہ وہ انکی حسب منشا ظالم و ستمگر نہین ہین اور بعید نرمی کرتے مین انکی وجہ یہ ہی کہ عثمانیہ گورنمنٹ اوس وقت سے بیکر جب کہ اول ہی اول ترک سوبدان ایشیاء کو اپنے خوفناک غیظ و غضب اور خونخواری کا نمونہ دکھایا تھا برابر آجتک ایسی گورنمنٹ رہتی ہے جس کا قیام

(ترکونکی ستم شعاری اور عیسائیون کی رحمدلی کی متعدد مثالین **مفروضہ مظالم آرمینیا** اور عہد حکومت عبد الحمید مین درج ہوچکی ہین۔ اسلیئے مسٹر سٹیڈ صاحب کو یہان مکرر دندان شکن جواب دینے کی ضرورت نہین۔

بیز مسٹر سٹیڈ صاحب تعصب کی پٹی آنکھون پر باندھکر اگر خود اندھے بن جائین تو اوسکا کیا علاج۔ تاریخ عالم کے صفحات صاحب موصوف کی اس یاوہ گوئی کی نہایت ہی کامل اور مکمل تردید کر رہے ہین۔ کاش یہ عیسائی صاحب بہادر کسی عیسائی سلطنت کی نسبت اسی قدر ثابت کر دین یا زبانی ہی فرما دین کہ اوسنے ترکی گورنمنٹ کی نسبت رعایا سے زیادہ بے تعصبی اور رعایا پروری کا برتاؤ کیا ہے اور اوسکے جور و مظالم ترکی گورنمنٹ کی جبر و تعدی سے بڑھے ہوئے نہین ہین۔ کیا صاحب بہادر کو ہسپانیہ امریکہ، روس اور انگلستان و فرانس کی عیسائی گورنمنٹون نے جو جو سلوک اپنی ہم مذہب اور غیر مذہب کی رعایا سے کیے ہین۔ یا اب بھی روا رکھ رہی ہین۔ یہ فقرات تحریر کرتے وقت یاد فراموش رہی حسب صاحب بہادر کے ہم قوم و ہم مذہب مسٹر رہوڈس صاحب جنوبی افریقہ کے بے زبان حبشیون کے حق مین جو کچھ کلمات شفقت و نوازش ارشاد فرماتے ہین۔ انکو پڑھکر تو شاید دلمین چٹکیان تو بہت ہونگی۔ انگریزی مین ایک مثل ہے کہ جو خود شیش محل مین رہتا ہو اوسے دوسرے پر

سلہ علاقہ برٹش کے ممتاز مرحوم انگریز فسر میجر تہرسٹن نے جو سوڈانی سپاہ کی بغاوت میں ۱۸۹۹ء میں فوت ہوئے تھے۔ اپنی کتاب حالات

ایک اصول پر رہا ہے کہ رعایا کے دلوں میں ہیبت قایم رکھی جائے اس ہیبت بٹھلانے سے اونہوں نے اپنے تئین پانچ صدیوں سے قیاصرہ کے تخت پر قایم رکھا ہے اسی وجہ سے کہ اب وہ اور زیادہ عرصہ کیلئے کافی ہیبت نہیں بٹھا سکتے اونکی سلطنت متزلزل حالت میں ہو رہی ہے۔ سلطان عبد الحمید خان نے اس تزلزل کو دور کیلئے بیشک کشت و خون سے ٹھیک اسطرح کام لیا جسطرح انگلستان کا وزیر اعظم اپنی طاقت کو خطرہ سے محفوظ کرنے کیلئے پارلیمنٹ کو توڑ دیتا ہے۔ مظالم ترکوں کیلئے ایسی طبعی ہیں جیسی کہ پارلیمنٹ رکھنے والی قوم کیلئے عام انتخاب فرمانرواں کے احکام کو باوقعت بنانے کیواسطے قدیم الایام سے ترکوں کا یہی طریقہ چلا آتا ہے۔ اور یہ طریقہ لا کلام مغربی تہذیب کو سخت ناگوار ہے۔ سلطان المعظم انیسویں صدی کی آخری دہائی میں تہذیب کی ضد موجود ہیں۔ جو شخص اونکو ایک مہذب شہنشاہ یقین کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ وہ اب اپنی امیدوں کے باطل ہو جانے پر قدرتی طور پر اوس کے برعکس خیال کر رہے ہیں۔ مگر جن شخصوں نے ایک لحظہ کیلئے بھی یہ کبھی فراموش نہیں کیا کہ ترک محض ایک ناتراشی ہوا اوس تہذیب کے کھنڈرات میں جس کو اوسی نے تباہ کیا ڈیرہ جمائے بیٹھا ہے۔ وہ شخص خاندان عثمان کے آخری فرمانروا کے خصایل کا اندازہ لگانے میں بہت زیادہ نرمی سے کام لیسکتے ہیں۔ کیونکہ وہ اونکی توقع اور اپنی قوم سے کم ستم شعار ہے۔

اس مضمون میں بھی میں اسی کلیہ قاعدہ سے جسپر میں نے دیگر اشخاص کے خاکہ ہائے خصایل بیان کرنے میں ملحوظ رکھا ہے گریز نہیں کرونگا۔ میں اعلیحضرت سلطان عبد الحمید خان کو ویسا بیان کرنے کی کوشش کرونگا جیسا کہ وہ خود اپنا بہتر سے بہتر اندازہ لگا سکتے ہیں نہ کہ ویسا جیسا کہ اونکے بدخواہ اور مخالفین اونکا برے سے برا اندازہ لگاتے ہیں البتہ یہ ناممکن ہے کہ اونکی نسبت تحریر کرتے وقت ہم بھلائی یا برائی کے وہی معیار قایم کریں جو سلطان المعظم نے قایم کیئے ہوئے ہیں۔ ہاں یہ ممکن ہے کہ سلطان قسطنطنیہ کی نسبت رائے قایم کرتے وقت ہم یہ نہ سمجھ لیں کہ وہ لندن کے کسی مضافات کے جہاں عموماً امرا سکونت پذیر رہتے ہیں۔ ایک نہایت ہی نفیس مزاج اور پھونک پھونک کر زمین پر قدم دھرنے والے باشندے ہیں۔ اور اگر شروع کرنے سے پہلے ہم یہ بات بخوبی ذہن نشین کرلیں کہ سلطان کیلئے قتل و خون کرنا ایسی ہی قدرتی اور طبعی عادت ہے جیسے کہ امریکہ کے سرخ اندام حبشیوں کیلئے دشمنوں کا چمڑہ کھینچنا۔ تو ہم کم از کم ایک ایسی چیز سے بچ جائینگے۔ جو (سلطان المعظم) عبد الحمید کی پوزیشن کے سمجھنے میں نہایت ہی مہلک اور مارج ہوتی ہے۔

(بقیہ صفحہ گذشتہ) ذرا سوچ سمجھکر پتھر پھینکنے چاہئیں حضرت! پہلے اپنے گریبان میں منہ ڈالکر اپنی مسیحی اقوام یا گورنمنٹوں کی کیفیت تو دیکھ لی ہوتی پھر ترکی گورنمنٹ یا اسلامیوں پر جس قدر زہر چاہتے اگل لیتے۔ عربی میں مثل مشہور ہے کہ حب الشئ یعمی ویصم یعنی وہی کیفیت تعصب اور عناد کی ہے مسٹر شیڈ کو ہم اس کے سوا اور کیا جواب دیسکتے ہیں کہ ؎ چشم بد اندیش کہ برکندہ باد ؍ عیب نماید ہنرش در نظر ؎

فصل اوّل (۱)

سلطان المعظم عبد الحمید اپنی تخت نشینی سے پہلے

تھوڑی دیر کے لئے تم اپنے تئین اونکی جگہہ پر تصور کرو عبد الحمید عبد العزیز کے بھتیجے محلسرا کی تنہائی مین جہان بیرونی دنیا کی کسی کو خبر نہین ہو سکتی پرورش ہوئے اور آغاز جوانی پر معاملات ملکی مین کسیطرح کا دخل دینے سے باز رکھے جانے کیوجہ سے وہ عیاشی کے اوس بھول بھلیان مین جا پڑے جسنے قسطنطنیہ کو دنیا بہر کا گندہ تالاب بنا رکہا ہے چند برس اوسنے[۱] اپنی عمر کو جوانی کی خرابیون مین صرف کیا۔ اور پھر سنبھلا تو بکلخت سنبھل گیا۔ اور ایسا سنبھلا کہ عیاش سے متقی و پرہیزگار بن گیا۔

پرنس ہال[۲] کیطرح اوسنے حبک فال شاف اور اپنے تمام ہم پیالہ و ہم نوالہ زندہ مشرب مصاحبون کو اپنے سامنے سے دہتکار دیا۔ اور پاکیزہ و مقدس جوش و مستعدی سے اپنی زندگی کو اعلے اور پاکیزہ تر طرز مین بسر کرنے کیلئے پوری طرحسے مصروف ہو گئے۔ اونکے دشمن الزام دیتے ہین کہ یہ تبدیلی کسی دلی صفائی کے باعث نہین ہوئی بلکہ محض دنیا سازی اور خود غرضی پر مبنی ہے۔ مگر ہم اس اتہام کو تسلیم نہین کرتے اور مانتے ہین کہ دلی جوش اور خیالات کی فطرتی پاکیزگی ہی اس تبدیلی کا موجب ہے۔ عیسائی لوگ یہ خیال نہ کرین کہ ایسی تبدیلی صرف اونہی کے مذہب مین

---

[۱] اے بدبخت و باحیا عیسائی مضمون نویس بدکاری اور بدمعاشی مین تو ہی اپنے ایمان سے کہہ کہ کیا قسطنطنیہ لنڈن، پیرس سے بھی بڑا ہوا ہے کہ تو اوسے دنیا بھر کی بدمعاشیون کا گندہ تالاب کہتا ہے کون نہیں جانتا کہ عیسائی سلطنتون کے دار الخلافون میں ہر سال ہزار ہا حرامی بچے پیدا ہوتے ہین اونکے مقابلہ مین قسطنطنیہ مین بھی کوئی نظیر دیکہا ہے۔ تیری مایہ ناز و فخر مسکن لنڈن ہی مین ہر سال تقریبا ہزارہا بچے ولد الحرام بچون کے پرورش خانون مین داخل ہوتے ہین کیا یہ لکہتے وقت اپنے ہی شہر کے کسی پرورش خانہ کا نقشہ تیری آنکھون مین نہین پہر گیا تھا کیا تجہے گلیوں اور سڑکون پر نہیں نہیے اور معصوم بچے لاوارث پڑے ہوئے نہین ملتے جن کو اونکی خطا کار اور سنگدل مائین نہایت بیدردی سے شارع عام پر پھینک جاتی ہین۔ اگر یہ باتین درست ہین تو تجہے قسطنطنیہ کی نسبت ایسا لکھتے ہوئے شرم نہ آئی ؟

[۲] جہان تک ہمین خیال ہے مسٹر سٹڈ ہی پہلا شخص ہے جسنے اعلیحضرت پر جوانی مین عیش پسند ہونیکا الزام لگایا ہے آجتک بہت لوگون نے حضور ممدوح کی پبلک اور پرائیویٹ لائف پر کتابین اور مضمون لکہے ہین مگر کسی نے اس بات کا اشارہ تک نہین کیا۔ اسلئے جبتک کسی معتبر کی زبان سے اس الزام کی تصدیق و تائید نہ ہو تب تک حسب صاحب موصوف کے اس الزام کو دعوی بے دلیل سے زیادہ وقعت نہین دیجا سکتی۔

[۳] انگلستان کے بادشاہ ہنری چہارم کو زمانہ ولیعہدی مین پرنس ہال پکارتے تھے شہزادگی کے (بقیہ ۲ اگلے صفحہ پر دیکھو)

ہو سکتی ہے کسی تائب گنہگار کی وقعت اس سے کم نہیں ہوتی کہ وہ سابقہ خطاؤں سے توبہ کرنے کے بعد بجائے گرجے مسجد کی طرف رجوع ہوا ہے۔ خود غرضی اور دنیا سازی کے الزامات اسی سے پوچ ثابت ہوتے ہیں۔ کہ جس زمانے میں شہزادہ عبد الحمید اپنی طرز زندگی کو بدلکر اپنے مذہبی عقاید کے مطابق اپنے پیغمبر (صلے اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم) کے مخلص اور جان نثار فرمانبردار بن گئے تھے۔ اوس زمانے میں اون کے فرمانروائے سلطنت عثمانیہ ہونیکے کوئی آثار موجود نہیں تھے۔ اور یہ تبدیلی ہر بات سے اور بھی زیادہ تعجب خیز اور حیرت افزا ہو جاتی ہے کہ انہوں نے زرکی سوسائٹی اوس جھوٹی طمانیت اور محفوظیت اور اوس فرضی موقع کی تشویش سے سرمست و سرشار تھی جو اون قرضوں کی بدولت پیدا ہو رہی تھی جن کو ازنکا میجا سلطان عبد العزیز مرحوم عجیبانہ اور بیہودہ اسراف سے دوشت کر رہا تھا۔ سلطان عبد العزیز کے عہد حکومت کا آخری حصہ مشرق (ٹرکی وغیرہ) کیلئے ویسا ہی تھا جیسے کہ دوسری شہنشاہی یعنے نپولین سوم کے عہد حکومت کا آخری برس فرانس کیلئے۔ اس وقت قسطنطنیہ بھی شاندار دیانتانہ جشنوں اور جشنوں کا سیر گاہ بنا ہوا تھا۔ اور یہ جشن گویا بلیشفر[2] شاہ بابل کے اوس جشن کے نمونہ تھے جس میں عین موقعہ جشن پر دست

بقیہ نوٹ صفحہ گذشتہ) زمانہ میں اسے عیاشی کی کوئی حد باقی نہیں رہی تھی جب سلطان نے اسے پاس بلا کر اپنا معتمد ٹھیرایا۔ کا بڑا بھاری سفا اور یار رکھا یہ شخص بدمعاشی شراب نوشی اور حرامکاریوں میں کمال کے درجہ پر پہنچا ہوا تھا مگر شہزادہ کی طبیعت یکلخت بدل گئی تھی اور تمام خرامیوں کو چھوڑ دیا اور جیک صاحب کو معہ تمام دیگر مصاحبوں کے اپنی ہم جلیسی سے خارج کر دیا تھا۔ مسٹر بیکر نے اس شہزادہ کی حالات کو اپنے ڈرامہ موسومہ ہنری چہارم میں خوب وضاحت سے بیان کیا ہے۔

لہ مسٹر ہیڈ کا یہ بیان بالکل راستی پر مبنی ہے چنانچہ اخبار وکیل مورخہ ۲۰ جنوری ۱۹۰۶ء میں میں نے ایک مختصر سا مضمون امریکا ضمناً ذکر کیا تھا جسے یہاں درج کر دینا مناسب سمجھتا ہوں۔

امریکہ میں دولت نے امیر عورتوں کو ایسا بیکار اور مفضول خرچ بنا دیا ہے کہ نیو یارک کی صرف ایک نئے زمانہ کا کھون میں سے چالیس سال بعد میں دس دس ہزار روپیہ الرئیس یعنی کہ بیس چالیس ہزار روپیہ کے پارچات خریدے جنکی قیمت اوسط ۶۰۰ روپیہ ہوتی ہے جواہرات گوٹا کناری یا بناؤ سنگار کی دوسری چیزیں علیحدہ رہیں شہنشاہ نپولین سوم کی ملکہ یوجین کی عیاشی اور آرام پسند طبیعت کے طفیل فرانس کی بیگمات کی یہی کیفیت ہوگئی تھی کسی پوشاک کا دوبارہ پہننا یا خرچ کا خیال کرنا گناہ کبیرہ سمجھا جاتا تھا۔ مگر اس بیہودہ طمطراق اور بیجا فضول خرچی کا خمیازہ بہت جلد ۱۸۷۰ء میں تمام ملک فرانس کو جنگ جرمنی و فرانس میں اوٹھانا پڑا۔ سلطان عبد العزیز محمد شاہ اودھ اور واجد علیشاہ ہمارے ملک والوں سے پوشیدہ نہیں ہیں کہ انکی عیاشیوں اور فضول خرچیوں کی بدولت انکی سلطنتوں کو کیسی ناشدنی مصایب کا سامنا ہوا۔ اور قوم پر انکی بری نظیر اور تقلید سے کیسا برا اثر پڑا۔ اسیطرح امریکہ کی بیگمات کا اگر کچھ عرصہ تک یہی حال رہا تو امریکہ کی عظمت اور جبروت کے خاتمے میں کوئی زیادہ مدت باقی نہیں ہو سکتی۔

[2] بلیشفر الملقب مشاخراتہ بابل کا نہایت عیاش بادشاہ تھا وہ اول مردک کا بیٹا اور بخت نصر فاتح بیت المقدس ۵۳۸ کا پوتا تھا جس (باقی اگلے صفحہ پر)

غیب نے دیوار پر کچھ عبارت لکھدی تھی۔ اور اوس عبارت کا مطلب معلوم ہونے کے ساتھ ہی دوسری طرف عوض لینے والا دروازہ پر آموجود ہوا تھا۔

(بقیہ نوٹ صفحہ گذشتہ) قبل مسیح میں یروشلیم کے بادشاہ یہویقیم کو اوس کے تیسرے سنہ جلوس میں شکست دیکر یروشلیم اور بیت المقدس کو بالکل تباہ و برباد کیا اور ہیکل کے تمام زر و جواہر اور سیمین و طلائی برتنوں پر قبضہ کر لیا اور تمام یہودیوں کو قید کر کے بابل لیگیا حضرت دانیال پیغمبر بھی اونہیں اسیروں میں تھے گرفتاری کے وقت اونکی عمر بہت کم تھی۔ اونکی پرورش بابل ہی میں ہوئی۔ اور رفتہ رفتہ شاہ بنوکدنصر کے مقبول نظر ہو گئے۔ شاہ مذکور کے بعد اوسکا پوتا بلشفر جانشین ہوا جو نہایت کاہل اور عیاشی میں بہت مشہور تھا۔ اوسنے ایک موقعہ جشن منعقد کر کے حکم دیا کہ ہیکل کے پاک برتنوں میں شرکاے مجلس کو شراب پلائی جاوے حکم کی فوراً تعمیل کیگئی۔ اور دور شروع ہوا یہ بے ادبی بارگاہ الٰہی میں پسند نہ آئی۔ دریاے غیرت موجزن ہوا۔ اور بلشفر کا اوسی رات ۵۳۸ قبل مسیح میں خاتمہ ہو گیا ہر دو بادشاہوں کا مفصل حال بائبل کی کتاب دانیال میں درج ہے جسمیں سے ہم مندرجہ بالا جشن کا حال یہاں بالتشریح نقل کرتے ہیں تاکہ ناظرین مسٹر سٹیڈ کے مندرجہ بالا استعارہ کو اچھی طرح سے سمجھ سکیں۔ اقتباس مذکور کے اندراج سے پہلے یہ بیان کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ نپولین سوم اور سلطان عبدالعزیز کا بھی آخر ویسا ہی خاتمہ ہوا جیسا کہ بلشفر کا ہوا تھا ۱۸۷۰ء کی لڑائی میں جرمنی والوں نے فرانس کے غرور کو اور ۱۸۷۷ء کی جنگ میں روس نے ترکوں کی طاقت اور شان و شوکت کو دور کر دیا شہنشاہ نپولین معزول جلا وطن ہو کر نہایت بیکسی کی حالت میں راہی ملک عدم ہوا۔ اور سلطان مرحوم بھی ۱۸۷۶ء میں معزول ہو کر جلدی ہی خودکشی کر کے یا قتل ہو کر ملک بقا کو سدھار گئے۔ مگر خدا کا شکر ہے کہ اب دونوں سلطنتوں کی حالت بہت کچھ درست ہو گئی ہے اور ہو رہی ہے۔ بائبل میں بلشفر کا جشن اس طرح درج ہے۔

(اس بیان میں کہ بلشفر کا فرانہ جشن جبکہ سطریں دیوار پر لکھی ہوئیں (کتاب دانیال پانچواں باب) جنہیں مجوسی نہ پڑھ سکے بادشاہ کو گھبرا دیتی ہیں۔ ملکہ کی سفارش کے باعث دانیال حاضر کیا جاتا ہے وہ بادشاہ کو اوس کے غرور اور بت پرستی کے سبب ملامت کر کے اون سطروں کو پڑھتا اور اون کا مضمون بیان کرتا ہے۔ بابلی بادشاہت مادیوں کے ہاتھ میں کر دیجاتی ہے۔)

بلشفر بادشاہ نے اپنے ایک ہزار امیروں کی بہاری ضیافت دہوم سے کی اور اون ہزاروں کے آگے مے نوشی کی بلشفر جب مے چکھ گیا تو حکم کیا کہ سونے اور چاندی کے ظروف جنہیں بنوکدنصر اوس کا باپ یروشلیم کی ہیکل سے نکال لایا تھا لا دیں تاکہ بادشاہ اور اوس کے امراء اوسکی جوروان اور حرمیں اون میں پئیں تب سونے کے ظروف کو جو ہیکل سے یعنی خدا کے گھر سے جو یروشلیم میں ہے نکالے گئے تھے لائے اور بادشاہ اور اوسکے امراء اوسکی جوروان اور اوسکی حرمیں اون میں پینے لگیں۔ اونہوں نے مے پی اور سونے اور چاندی اور پیتل اور لوہے اور لکڑی اور پتھر کے معبودوں کی ستائش کی۔

اسی گھڑی میں کسی آدمی کے ہاتھ کی انگلیاں ظاہر ہوئیں اور اونہوں نے شمعدان کے مقابل بادشاہی محل کی دیوار کے گچ پر لکھا اور بادشاہ نے ہاتھ کا وہ حصہ جس نے لکھا تھا دیکھا تب بادشاہ کا چہرا متغیر ہوا۔ اور اوس کے اندیشوں نے اوسے گھبرا دیا یہاں تک کہ اوسکی کمر کے جوڑ ڈھیلے ہو گئے اور اوسکے گھٹنے ایکدوسرے سے ٹکرانے لگے۔ بادشاہ نے بڑی آواز سے چلا کر فرمایا کہ نجومیوں (باقی دوسرے صفحہ پر)

سلطان عبد العزیز مرحوم کا غزل

فرانسیسی سلطنت ۱۸۷۰ء مین بمقام سیدان کے زلزلہ عظیم مین پنج و بن سے اکھڑ گئی۔ اور اس سے پانچ ہی برس

(بقیہ نوٹ صفحہ گذشتہ) کسدیون اور فالگیرون کو حاضر کرین۔ بادشاہ نے بابل کے حکماء کو یہ کہکر فرمایا کہ جو کوئی اسے نوشتے کو پڑھلے اور اسکا مضمون مجھ سے بیان کرے ارغوانی خلعت پاویگا۔ اور اوسکی گردن مین سونے کی زنجیر ڈالی جاویگی اور وہ مملکت مین تیسرے درجہ کا حاکم ہوگا۔ تب بادشاہ کے سارے حکماء حاضر ہوئے پر اوس لکہی کو پڑہ نہ سکے اور نہ بادشاہ کو اسکا مضمون ظاہر کرسکے تب بیلشفر نہایت گھبرایا اور اسکا چہرا مبدل ہوا اور اوس کے امرا سراسیمہ ہوگئے۔

تب ملکہ بادشاہ اور اسکے امرا کے کہنے سے جشن مین آئی۔ ملکہ یون کہکر بولی اے بادشاہ تا ابد جیتا رہ۔ اپنے خیالات سے تجھکو گھبرا وین اور تیرا چہرا مبدل نہو تیری مملکت مین ایک شخص ہے جسمین قدوس الہون کی روح ہے۔ اور تیرے باپ کے ایام مین نور اور دانش اور حکمت الہونکی حکمت کے مانند اوسمین پائی جاتی تھی جسے بنوکدنضر بادشاہ تیرے ہی باپ نے ہان بادشاہ تیرے ہی باپ نے ساحرون اور نجومیون اور کسدیون اور جادوگرون کا سردار کیا تھا۔ کیونکہ اوسمین ایک فاضل روح اور دانش اور عقل اور خوابون کی تعبیر کرنے اور رازون کے کہولنے اور مشکلون کے حل کرنیکی قوت تھی وہی دانیال مین جسے بادشاہ نے بیلطشفر نام رکھا پائی گئی پس دانیال بلایا جاوے کہ وہ اسکے معنے تجھے بتاویگا تب دانیال بادشاہ کے حضور حاضر کیا گیا۔ بادشاہ دانیال سے یون کہکر بولا کیا تو وہی دانیال ہے جو یہودا کے جلاوطنون مین سے ہے جنہین بادشاہ میرا باپ یہوداہ سے لایا؟ مینے تیرا شہرہ سنا ہے کہ الہون کی روح تجھ مین ہے اور نور اور عقل اور خرد باریک تجھ مین موجود ہین پس حکماء اور نجومی میرے حضور حاضر کئے گئے تاکہ اوس نوشتے کو پڑہین اور اسکا مضمون مجھ پر ظاہر کرین۔ لیکن وے اسکا مضمون مجھ پر ظاہر نہ کرسکے اور مینے تیرا تذکرہ سنا ہے کہ تو معنے کہہ سکتا ہے اور شبہات حل کرتا ہے پس اگر تو اوس نوشتے کو پڑھلے اور اسکا مضمون مجھ سے بیان کرے۔ تو ارغوانی خلعت پاویگا اور تیری گردن مین سونے کی زنجیر ڈالی جاویگی اور تو مملکت مین تیسرے درجہ کا حاکم ہوگا۔ تب دانیال نے جواب مین بادشاہ کے حضور مین یہ کہا۔ تیرا انعام تیرے ہی پاس رہے اور اپنا صلہ دوسرے کو دے۔ توبھی مین بادشاہ کیلئے اس لکہی کو پڑہونگا۔ اور اسکے معنے اوسے بتلا دونگا۔ اے تو بادشاہ خداوند تعالی نے بنوکدنضر تیرے باپ کو سلطنت حشمت اور شوکت اور عزت بخشی تہی اور اوس حشمت کے سبب جو اوسنے اسے دی۔ ساری قومین اور امتین اور اہل لغت اوس کے حضور ترسان اور لرزان ہوئے جسکو چاہا اوسکو ہلاک کیا۔ اور جسے چاہا اوسے جیتا چھوڑا جسکو چاہا سرفراز کیا اور جسے چاہا ذلیل کیا لیکن جب اوسکی طبیعت مین گھمنڈ سمایا اور اسکا دل غرور سے سخت ہوا وہ اپنے تخت سلطنت پر بیٹھنے سے معزول ہوا۔ اور اوسکی حشمت چھینی گئی اور بنی آدم کے درمیان سے ہانکا گیا اور اسکا دل حیوانون سا بنا اور گورخرون کے ساتھ رہتا تہا۔ اور بیلون کیطرح گہاس کہلاتے تہے اور اسکا بدن آسمان کی شبنم سے تر ہوا یہانتک کہ اوسنے معلوم کیا کہ حق تعالی انسان کی مملکت پر تسلط رکہتا ہے اور جسے چاہے اوسپر قایم کرتا ہے لیکن تو اے بیلشفر جو اسکا بیٹا ہے باوجودیکہ اوس سب سے واقف تہا۔ تو نے پہر بھی تو نے اپنے دل سے عاجزی نہ کی۔ بلکہ آسمان کے (بقیہ نوٹ دیکھو صفحہ ۱۷۳ پر)

جو سیدان مین ۱۸۷۰ء کو پیش آیا۔ فرانسیسی فوجکو آخری شکست فاش دی شہنشاہ نپولین گرفتار ہوا اور [illegible] ہوگیا۔ جمہوریت قایم ہوئی

بہ عبدالعزیز پر بھی قہر الٰہی نازل ہوگیا۔ اوسکی فضول خرچیوں سے خزانہ خالی ہوگیا۔ اور قرضوں کے سود کی ادائگی تک رک گئی جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ قرض ملنا بند ہوگیا۔ اور قرض کے ملنے کے بند ہوجانیکے ساتھ ہی (سلطان عبدالعزیز (مرحوم) کا آخری وقت آپہونچا۔ سود کے التواء کے بعد تھوڑے ہی عرصہ میں سلطنت کے بعید ترین غربی صوبہ ہرزیگوبیا میں فساد کی گھنگور گھٹا امنڈ آئی۔ اور طوفان برپا ہوگیا۔ اور اسی اثناء میں سازشیوں نے سلطان کو معزول کرنیکی تیاری کرلی۔ اس زمانہ میں واقعات برق رفتار سرعت سے پے در پے ظہور میں آئے۔ شاہزادہ عبدالحمید ملاؤن اور امامون کی ہم جلیسی میں اپنے گوشہ تنہائی میں بیٹھا ہوا پہلے تو اپنے چچا کے ناگہانی عزل اور پھر اپنے بھائی مراد کے سلطان ہونیکی خبرون سے متحیر رہ گیا اس واقعہ کے بعد فوراً ہی معزول سلطان کی خودکشی (خودکشی نہیں بلکہ قتل کہنا چاہیے۔ مترجم) ظہور میں آئی۔ اور اسکے بعد رعد کی گرج کی مانند سلطان عبدالعزیز کے معزول کرنے والی وزراء حسین عونی پاشا وغیرہ کے قتل اور اونکے قاتل (چرکس حسن) کی سرسری تحقیقات کے بعد پھانسی دیئے جانیکی وحشت انگیز خبر تمام دنیا میں مشتہر ہوئی۔ ویرنیولا جنگ کے مہیب سیاہ بادل روسی سرحد پر مجتمع ہو رہے تھے۔ بلگیریا کے مظالم اور کشت و خون نے یوروپ میں تہلکہ برپا کر رکھا تھا۔ ماٹی نگرو (جبل اسود) اور سرویا (صرب) نے اپنے شہنشاہ سے لڑائی شروع کردی تہی۔ روسی مجاہدین کے غول کے غول سروین فوجمین داخل ہورہے تہے۔ دارالخلافہ میں ایک عجیب تشویش موجزن تہی اسلامبول مین انقلاب کے آثار نمودار تھے! اور یوروپ و ایشیا دونوں براعظموں مین روسی حملہ کا خطرہ لگ رہا تھا۔ اور تمام بد شگونیوں کے طوفان بلاخیز مین متقی و زاہد گوشہ نشین (پرنس عبدالحمید) اس خبر سے ششدر رہ گیا کہ اسکا بھائی مراد دیوانہ ہوگیا ہے۔ اور اوسے اب ضرور تخت عثمانیہ پر جلوہ افروز ہونا پڑے گا)۔

بقیہ نوٹ صفحہ گذشتہ) خداوند کے آگے اپنے سر کو بلند کیا۔ اور وے اوس کے گہر کے ظروف تیرے آگے لائے اور تو نے اپنے امراء اور اپنی جوروؤں اور اپنی حرمیوں کے ساتھ اون میں مے پی۔ اور تو نے چاندی اور سونے اور لوہے اور لکڑی اور پتھر کے معبودوں کی جو نہ دیکھتے اور نہ سنتے اور نہ جانتے ہیں اونکی حمد کی اور اوس خدا کی جس کے ہاتھ میں تیرا دم ہے۔ اور جس کے قابو مین تیری ساری راہیں ہیں اوسکی تعظیم نہ کی۔ سو اسکی طرف سے اوس ہاتھ کا سرا بھیجا گیا اور یہ نوشتہ لکھا گیا۔

اور نوشتہ جو کہ لکھا گیا سو یہ ہے منے منے تقیل و فرسین۔ اور لفظ کے یہ معنے ہیں کہ خدا نے تیری مملکت کا حساب کیا۔ اور اوسے تمام کر ڈالا تقیل کے یہ معنے ہیں کہ تو ترازو میں تولا گیا اور کم نکلا۔ پرسین کے یہ معنی ہیں کہ تیری مملکت منقسم ہوئی اور مادیوں اور فارسیوں کو دیگئی۔ تب بلشیضر نے حکم کیا۔ اور اونہوں نے دانی ایل کو ارغوانی خلعت پہنایا اور سونے کا کنٹھا اوسکی گردن میں ڈالا۔ اور اسکے لیئے منادی کروائی کہ وہ مملکت میں تیسرے درجہ کا حاکم ہو۔
اوسی رات کو بلشیضر جو کہ یہاں کا بادشاہ تھا قتل ہوا اور دارا مادی نے باسٹھ برس کی عمر میں ہوکے مملکت لیلی"۔

سلطان مراد کا عزل

اوس آزمائش سے بڑھ کر کوئی آزمائش مشکل سے خیال مین آسکتی ہے جس مین سے پرنس عبد الحمید کو اپنے چچا کے عزل کیوقت سے لیکر اپنے بہائی کی معزولی کے وقت تک گذرنا پڑا تھا۔ وہ ایسی سخت آزمائش تہی کہ جنوبی امریکہ کی جمہوری ریاستون مین سے کسی نہایت ہی بے قرار اور پر از فساد ریاست کا نہائیت ہی تجربہ کار مدبر بھی ویسی آزمائش مین بوکھلا جاتا۔ پس ناتجربہ کار اور گوشہ نشین عابد و زاہد پرنس عبد الحمید کے حق مین وہ جسقدر سخت ہوسکتی تہی۔ اوسکا پورا پورا اندازہ کرنا کسی فرد بشر کے امکان مین نہین ہے۔ البتہ اسقدر صاف آشکار ہے کہ اوسنے متزلزل تخت کی خطرناک عزت و اقتدار کو قبول کرنیسے بہت گریز کیا۔ اوس نے اپنے بھائی کے عزل پر رضامند ہونیسے انکار کیا۔ اوس نے اطبا کے بیانات پر کہ (سلطان مراد کا دماغ کمزور ہے) اعتبار کرنیسے پس و پیش کیا۔ اور اصرار کیا کہ غیر ملکی ڈاکٹرون سے بھی رائے لیجاوے گو مدحت پاشا نے مراد کو اوتار نیکا عزم بالجزم کر لیا ہوا تھا۔

سلطان مراد کی نسبت حال ہی مین جو کتابین شائع ہوئی ہین۔ اون سے پایا جاتا ہے کہ اگر اوسے آرام کرنے دیا جاتا تو وہ آسانی سے صحت یاب ہو جاتا لیکن اسی لیئے کہ اوسکی حالت ایسی نازک تھی سازشیون نے اوسے عمداً لاعلاج اور نازک بنا دیا۔ اور جونہی غیر ملکی طبیب نے پیٹھ پھیری۔ اونہونے اوسکو ایسی کمزوری اور ناقابلیت کی حالت مین کر دیا۔ کہ اوسکی وجہ سے بیچارے مراد کا معزول کیا جانا گو ضروری نہ تہی۔ مگر قرین مصلحت ضرور ہو گیا پرنس عبد الحمید آخری وقت تک اپنے بھائی کے تخت سے اوتارے جانے کے سخت مخالف رہے اور خود تخت پر متمکن ہونے سے بڑے زور سے انکار کرتے رہے۔ مگر جس وقت اون کو علانیہ طور پر یہ واضح کر دیا گیا کہ مراد بہر حال معزول کیا جاے گا۔ اون کے اختیار مین صرف اسی قدر ہے کہ چاہین تو خود تخت پر بیٹھ جائین ورنہ جس کو مدحت پاشا اونکے عوض سلطان بنائے اوسے منظور کر لین تو اونہون نے آخر کار سر تسلیم خم کر دیا۔ اور سلطنت عثمانیہ کے خار دار تاج کو سر پر رکھنا قبول کر لیا۔ اور اس مشکل کے دور ہوتے ہی سلطان مراد باضابطہ معزول ہو کر اونکی جگہ اعلیحضرت سلطان عبد الحمید فرمانروا بنائے گئے۔

سلطان مراد خامس کی نسبت بہ تحقیق طور پر ثابت ہو چکا ہے کہ وہ واقعی ایسے کمزور دماغ ہین کہ اون کا تندرست اور صحت یاب ہونا قریباً ناممکن ہے۔ اور مدحت گو سلطان عبد العزیز کو شہید کرانے کی سازش مین شریک ہونے کی وجہ سے سزا کا مستحق تہا جو اعلیحضرت نے اسکے لیئے تجویز کی تاہم سلطان مراد کو معزول کر کے امیر المومنین عبد الحمید کے جانشین ہونے کیلئے صاف رستہ کر دینے سے وہ قوم پر کچھ کم احسان نہین کر گیا۔

فصل دوم (۲)

اعلیحضرت سلطان عبد الحمید خان بحیثیت سلطان

تھوڑا ہی عرصہ ہوا کہ ایک مورخ نے سلطانی محل کی بابت اسطرح تحریر کیا تھا کہ "یلدز کوشک یعنی محل سلطانی مین پرانے اچھے زمانون کے 'سرائے ہمایون' کیطرح وہ تمام اشخاص جنکا شہرزادکی کہانیون (الف لیلہ) مین بیان ہے یعنے خواجہ سرا، ملا، پاشا، بے، نجومی، غلام، بیگمات، خادمین، رقاصہ لڑکیان، سرکیشیا اور جارجیا (کوہ قاف) کی کنیزکین جن سب اپنے تن پروری اور بہتری ہی کو زندگی کا اصل مدعا سمجھا ہوا ہے موجود ہین۔ اوران خوشنما لوگونکی اس چھوٹی سی پہاڑی پر سلطان کی دلچسپ تصویر سب سے علیحدہ ایک موثر انداز مین کھڑی ہے"

اس خوشنما پہاڑی پر جب اعلیحضرت عبد الحمید بطور سلطان ٹرکی متمکن کیے گئے تو حالت ایسی تھی کہ اسے دیکھ کر مضبوط سے مضبوط دل گروہ کا آدمی بھی لرز جاتا۔ اور ہر کا رنگ فق ہو جاتا۔ مگر غالباً سلطان کی لاعلمی و جہالت اس بڑے وقت مین اونکے کام آگئی۔ کیونکہ اگرچہ وہ نادان تو نہین ہین لیکن تمام دوسرے ترکونکی طرح ابتک بھی اون تمہیدی واقعات و اسرار کو جو موجودہ دنیا کی سطح کی تہ مین چھپے ہین سمجھنے مین پورے پورے کامیاب نہین ہوئے۔ اگر اسوقت اونکی علم و معلومات کا دائرہ وسیع ہوتا یا اونکی قوت تخیلہ زیادہ تیز و مشتعل ہوتی تو شاید وہ بھی سلطان مراد کی حالت کو پہونچ جاتے (یعنے نصیب اعداء وہ بھی دیوانہ ہوگئے ہوتے)۔

بالکل بچہ و ننھا۔

سلطان معظم عبد الحمید کو جب اون شخصون نے جنہون نے اونکے چچا اور بھائی کو معزول کیا تھا اونکے گوشہ تنہائی اور کنج عافیت سے نکالکر تخت سلطنت پر جو اندرونی بغاوت و بیرونی حملہ و جنگ کے صدمون سے ڈگمگا رہا تھا۔ لا بٹھایا تو ایک واحد شخص بھی اونکا ایسا دوست نہ تھا جسپر وہ بھروسہ کرسکتے اور نہ ہی وہ امور سلطنت اور رموز مملکت سے ذرہ بھر آگاہی رکھتے تھے۔ فرمانروائی کے متعلق اونکو کوئی تربیت نہین ملی تھی اور نہ ہی اونکو اسکے لیئے تیار کیا گیا تھا (صرف توفیق خداداد و جوہر ذاتی اور تائید ایزدی پر سہارا تھا) سلطنت کی حالت ایسی بدتر تھی کہ اوسکے آخری دن پہنچ گئے معلوم ہوتے تھے۔ دول اجنبیہ سے ایک بھی امید نہ تھی کہ وہ مددگار ہوگی۔ اعیان مملکت اور تمام پاشاؤن مین ایک فرد بھی ایسا نہ تھا جسکی نسبت وہ یہ یقین کرسکتے کہ اگر ذاتی منفعت یا پبلک پالیسی و مصلحت عام مقتضی ہو تو وہ اون کو کل ہی تخت پر سے نہ اُتار دیگا۔ خزانہ بالکل خالی پڑا تھا

سر ہنری ایلئٹ سابق سفیر انگلستان
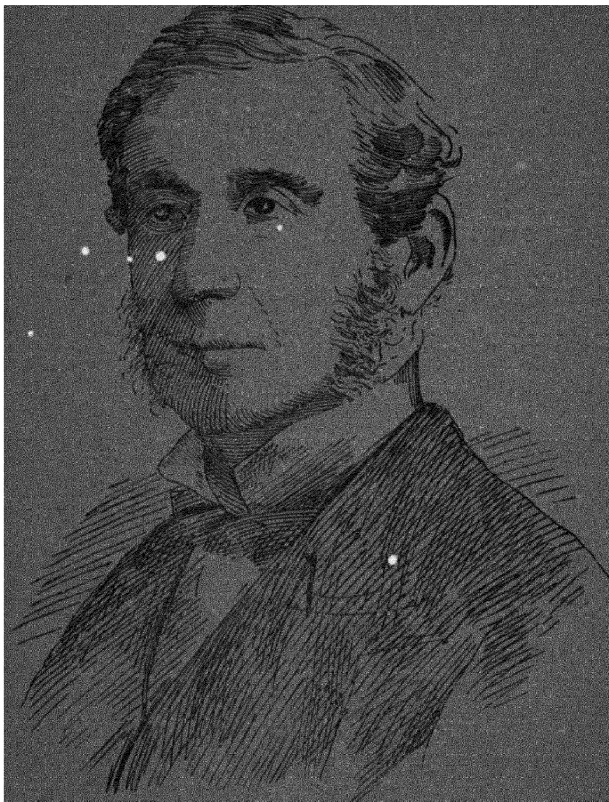
سلطنت کی حالت ایسی بگڑی ہوئی تھی۔ کہ کوئی جدید قرضہ ملنا ممکن ہی نہین تہا۔ مگر این ہمہ باغی سربیا اور بلگیریا کی سرکوبی یا اونکی پیشقدمی کو روکنے کے لیئے فوجون کا میدانِ جنگ مین قایم رکہنا اور روس کے حملہ کو جو اٹل ہو رہا تھا روکنے اور اوسکا مقابلہ کرنے کیلیے بھی سر توڑ تیاریان کرنا ضروری تھا۔ یونان جنوب کیطرف سے اور روس شمال مشرق مین حملہ آور ہونے کی دہمکیان دے رہے تھے۔ اور آسٹریا صاحب بھی مغربی صوبون پر دندانِ آز تیز کیئے بیٹھے تہے۔ کوئی صوبہ ایسا نہ تھا جس مین بغاوت کا اندیشہ نہ ہو۔ ادہر دول متمدنہ اصلاحات کیلیئے ہائے پکار کر رہی اور گلے کا ہار ہو رہی تہین مگر نادان یہ نہین سمجھتی تھین کہ اصلاحات کی پہلی اور لازمی شرط (یعنی اندرونی امن اور بیرونی حملون سے بےخطری) ہی مفقود تھی مشکلات ایسی خطرناک! اور وسایل بالکل مفقود! وہ استمداد کرین تو کس سے بھروسہ کرین تو کس پر؟ اور تسلی ڈہونڈہین تو کس سے ان سب سوالون کا جواب ہے۔

قسمت سے!

یہ تو ہم بتا چکے ہین کہ عبدالحمید (ایداللہ بہ الدین) عالم فاضل نہ تہے۔ چالاک نہ تہے۔ جری و نبرد آزما نہ تھے۔ بلکہ یہ کہ کسی ایک بات مین بھی اونکو کوئی خاص فوقیت حاصل نہ تھی۔ یہ سب کچھ سہی۔ مگر یہی اوصاف کچھ کم نہ تھے کہ وہ خاندان عثمان کے فرزند دلبند اور (حضرت) محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم) کے پکے معتقد۔ اور جان نثار فرمانبردار تھے۔ برابر پانچ صدیون سے منشاء ایزدی یہی رہا ہے کہ خاندان عثمان مین بنی نوع انسان پر بطور ظل اللہ فرمانروا رہنے کیلیئے کوئی نہ کوئی فرد موجود رہے (اور یہ خانزادہ سلسلہ اولاد کے منقطع ہونے سے مفقود نہ ہو جائے) ممکن ہے کہ اسی بات سے اعلیحضرت نے بالطبع یہ نتیجہ قایم کر لیا ہے کہ خداوند کریم کا یہی منشاء اور یہی مرضی ہے کہ اونہی کے ہاتھ سے جو اس بزرگ خاندان کے جایز وارث اور حقدار قایممقام ہین۔ اسلام کو تباہی کے امڈ آئے ہوئے طوفان بلا انگیز سے بچایا جائے۔ اور چونکہ منشائے ربانی یہی تھا۔ کہ یہ رہائی (سلطان المعظم) عبدالحمید کے ہاتھون ہو۔ اس لیئے یہ کسطرح ہو سکتا تھا کہ وہ اس کام سے جو قسمت نے اون کے لیئے مقدر کیا ہوا تھا پہلو تہی کر سکتے۔ یا اوسکو ہاتھ مین لینے سے خوف کہاتے۔

* دنیا مین آج تک کسی ملک مین کسی ایک خاندان مین اتنی مدت سلطنت نہین رہی۔ یہ فخر آل عثمان ہی کو حاصل ہے سینکڑون خاندان لاولدی کے سبب گم ہوئے۔ ہزارون نمکحرام اور باغی وزیرون اور ماتحت عاملون کی بغاوت کا شکار ہوئے۔ اور بے تعداد کو اجنبی دشمنون نے نسیاً منسیاً کر دیا مگر اس مبارک خاندان کو خداوند کریم نے ہر بلا سے اپنے حفظ و امان مین رکہا ہے۔

اور یقین کامل ہے کہ ہمیشہ کیلیئے رکہیگا۔

تخت نشینی سے کئی برس پیشتر جب کہ وہ ابھی نو عمر ہی تہے وہ اپنے چچا کے ساتھ اوس مشہور و معروف یوروپی سفر مین شریک تہے جس کے دوران مین سلطان عبد العزیز مرحوم لنڈن بھی رونق افروز ہوئے تہے اور لارڈ میئر (لنڈن کی میونسپلٹی کے حاکم اعلے) نے اونکی (شہر کیطرف سے) دعوت کی تہی۔ اندنون یہ دیکھا گیا تہا کہ پرنس عبد الحمید نہایت ہی شرمیلے۔ کم سخن اور تنہائی پسند طبیعت کے نوجوان ہین۔ بیان کیا گیا ہے کہ دوران قیام لنڈن بکھنگم پیلیس (محل) کے باغون مین ٹہلتے وقت اگر وہ کسی آدمی کو سامنے سے آتا دیکھتے تو درختون کی آڑ مین ہو جاتے۔ اونکی طبیعت مین خود نمائی اور مزاج مین خود ستائی نہ تھی۔ (ڈنمارک کے شہزادہ) ہملٹ کیطرح (جسکی کہانی شکسپیر نے اپنے ناٹکون مین لکھی ہے) وہ بھی بگڑے معاملات کو روباصلاح لانیکا کام سپرد ہونیکو آدل اول یہی سمجھے کہ تقدیر نے کوئی پرانا بدلہ لیا ہے۔ مگر ہملٹ کے برخلاف عبد الحمید (زاد اللہ ملکہ وحشمتہ) سلمان اور ایسی خاندان کے شہزادے تہے جس نے نسلاً بعد نسلٍ ایسے ایسے بہادر اور مدبر پیدا کیئے ہین۔ جو عیسائی دنیا کے لیئے خوف اور دہشت کا موجب اور مشرقی دنیا کی آنکھون کا تارا تھے۔ اسی لیئے جب اونکو اس بوجھ کے اوٹہانے کے لیئے پکارا گیا تو اونہون نے اپنا کندہا آگے کرنیسے کوئی پس و پیش نہ کیا۔ اور (اپنے خدا پر بہروسہ کرکے) سلطنت کو بچانیکے کام کا بار عظیم ؎

درین دریائے بے پایان درین طوفان موج افزار دل افگندیم بسم اللہ مجریہا و مرسہا

کہکر اوٹہا لیا۔ گو اس وقت اس کام کے کرنیکے لیئے بظاہر حال مین اسقدر قابلیتین موجود نہ تھین جتنی کہ ایک معمولی گروہ سپاہی مین تہور جرأت کی کمان کرنیکے لیئے ہو سکتی ہین۔ جو کہ بہت ہی کم تہین *

مدحت اور اوس* کی مجلس آئینی

جب اعلیحضرت سلطان ہوئے اس وقت مدحت کو کانسٹی ٹیوشن (مجلس آئینی) کے انعقاد کا اعلان کرکے یورپ کی آنکھون مین دہول ڈالنے کا خیال سوجھا۔ سلطان المعظم نے اوسکو منظور کر لیا۔ کیونکہ اسوقت وزیر اعظم اگر کوئی اور بھی تجویز سوچتا تو وہ غالباً اوسے منظور فرما لیتے مگر وہ اوسے دل سے ہرگز پسند نہین کرتے تھے اور پہلا موقعہ ملتے ہی پارلیمنٹ

---

*نوٹ۔ اس مسئلہ پر شہزادی لوسگنان نے نہایت عمدہ اور برجستہ بحث کی ہے۔ جو منین عہد حکومت مین درج ہے *

† یہ بھی اعلے حضرت کی کمال دانائی اور تدبر کا ایک برہان ثبوت ہے کہ ابتدا مین بالکل خاموش بیٹھے اپنے زبردست سازشی وزراء کا تماشا دیکھتے رہے۔ اور جو کچھ اونہون نے کہا منظور کر لیا۔ مگر درحقیقت سلطنت کے کل نیک و بد سے واقفیت پیدا کرتے اور اپنی طاقت مضبوط بناتے رہے۔ اور جونہی موقعہ ملا ان بدکرام وزیرون کو کان سے پکڑکر علیحدہ کر دیا جو فقط نام کو حکمران ہی نہ تہے۔ بلکہ مغربی علوم اور مغربی تہذیب کے سبز باغ نے جنکو آجکل کے (باقی صفحہ ۱۷۹)

کو شکست کر دیا۔ اور کانسٹی ٹیوشن کو الماری کے خانہ مین یا بالائے طاق رکھ دیا۔ اپنے ملک کی بیماری کیلئے جو علاج
اوہنون نے سوچ رکہے تھے۔ امنین یہ مغربی تہذیب کی پارلیمنٹون کا تھرما میٹر شامل نہین تہا۔ خاندان عثمان بہت سے اوصاف
رکہتا ہے۔ مگر ان اوصاف مین آئینی بادشاہتون کے اوصاف شامل نہین ہین۔ بلکہ خاندان اور اوسکی تمام نہایت
ہی مشہور و معروف جانشین مطلق العنان اور خود مختار اقتدار رکہنے والے بادشاہ تہے۔ اونکے قوانین وضع کرنے کا
اختیار بھی اونہون نے اپنی ہی ذات مین محدود رکہا تھا۔ وہ صرف بادشاہی نہین کرتے تھے۔ بلکہ حکومت بہی کرتے تہے
اونہون نے پہلے خود اپنی تلوارون اور زور بازو سے اپنے لیئے بادشاہتین بنائین۔ اور ملک فتح کیئے۔ اور پھر اون پر
اپنی خود مختارانہ مرضی سے اور نیز اپنے مذہبی احکام کے مطابق حکومت کی۔

(اعلیحضرت) عبد الحمید کو جو فقط دو چیزون۔ خدا اور اپنے خاندان پر یقین رکہتے تھے۔ پارلیمنٹ
بنانے یا سلطان کے شہنشاہی اختیارات کو کسیطرح سے محدود یا کم کر دینے کا محض خیال تک کفران نعمت الٰہی معلوم
ہوتا تھا اور اونکو یقین تھا کہ ایسی تدابیر سے اللہ مسلمانون کو نرغۂ اعداء سے نہین بچائے گا۔ اعلیحضرت عبد الحمید نے
اون خطرات سے بچنے کیلئے جو اون کو چارون طرف سے احاطہ کیئے ہوئے تہے پرانے طریقون پر قایم رہنے اور پرانی
تہذیب پر ہی چلنے کو مناسب سمجھا۔ کچھ عرصہ کے لیئے مدحت کی خاطر اونہون نے کانسٹی ٹیوشن کے سوانگ کو نقل کو
باین امید گوارا کیا کہ شاید کفار نا ہنجار اس سے ٹلجائین۔ اور ٹرکی مصائب جنگ سے بچ جائے مگر جب اس سے یہ مدعا
نہ نکلا۔ کفار نہ ٹلے اور روسی فوجون نے دریائے ڈنیوب سے عبور کر لیا۔ اور دوسری طرف آرمینیا پر حملہ کر دیا۔ تو
سلطان المعظم نے اس سوانگ تماشا کو بند کر دیا۔ مدحت عرب کو جلا وطن کر دیا گیا۔ جہان وہ تھوڑی مدت بعد فوت ہو گیا
پارلیمنٹ توڑ دیا گیا۔ اور کانسٹی ٹیوشن دہوان بنکر زیبق ہوا مین غائب ہو گئی۔

بقیہ نوٹ صفحہ گذشتہ) نمک حرام مراد نامراد اور اوس کے دوسرے چالیس ایک چیلے چانٹون
(رضا بے وغیرہ وغیرہ) کیطرح مختل الحواس اور شوریدہ سر بنا دیا ہوتا تھا۔ خدانخواستہ اگر اعلیٰحضرت تخت پر بیٹھتے ہی اپنی
ذاتی رائے سے کام کرنا شروع کر دیتے جو ذاتی رائے ملک کی بیماری کی تشخیص اور اوس کے علاج مین اعلیٰ درجہ کی
کامیاب ثابت ہوئی ہے تو اسکا لازمی نتیجہ یہ ہوتا کہ وہ نمک حرام وزراء اون کو بھی غریب سلطان مراد کیطرح فوراً تخت سے
اتار دیتے۔ یہ محقق طور پر ثابت ہو چکا ہے کہ مراد کے عزل کی اصل وجہ یہ تہی کہ اونہون نے مسند نشین ہوتے ہی اپنی
ذاتی رائے سے کام لینا اور مدحت اور اوسکی پارٹی کی صلاح و مشورہ کو ناپسند کرنا شروع کر دیا۔ اونہون نے زعم سلطانی مین
مدحت کی طاقت کا اندازہ نہ کیا۔ اور اوس کا جلدی ہی خمیازہ بھگتنا پڑا۔ اصل راز اون کی معزولی کا یہ تھا۔ دیوانگی اور
جنون محض بہانہ تھا۔ مگر ہر فرعونے را موسیٰ۔ خداوند کریم نے اس گروہ کی سزادہی کیلئے ایسے شخص کو موکل کیا۔ جس نے
انہین لوگون کے ہتھیارون سے اونکو پامال کیا۔ (مترجم) +

اقتدار شخص واحد

اوس وقت سے سلطان سلطان ہوئے اور تقریباً بیس برس سے (اعلیحضرت) عبدالحمید بلاشک و شبہ سلطان چلے آرہے ہین۔ اونکو سوائے اپنی ذات کے اور کسی پر یقین نہ تھا۔ اسی لیئے اپنی ذات کے سوا کسی اور پر اونہون نے بھروسہ نکیا۔ چارون طرف سے وہ ایسے شخصون سے گھرے ہوئے تھے جنہون نے اونکے چچا اور بھائی کو دہوکہ دیا۔ اور جس آب و ہوا مین اونہین سکونت اختیار کرنی پڑی وہ رشوت اور بدکاری کی گرم بازاری سے متعفن اور سازشون اور اندرونی وخفیہ داؤگہاتون کے تاریک بخارات سے لبریز ہو رہی تھی۔ اسلیئے اونہون نے شروع ہی سے کسی غیر پر اعتبار نکرنے اور تن تنہا حکومت کرنے کا پختہ ارادہ کرلیا۔ اور گو یہ کام ناممکن معلوم ہوتا تھا اور اس تجویز کی کامیابی سے پوری ناامیدی تہی۔ مگر پھر بھی (اعلیحضرت) عبدالحمید گو اونکی اس پالیسی پر کیسی ہی نکتہ چینی کیون نہ کیجائے۔ کم از کم یہ دعوے کرسکتے ہین کہ انکی بدولت اونکو بہر کیف ایک بہت بڑی اور مسلمہ کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ وہ کیا؟ یہ کہ اوسکی طفیل اونکی زندگی بچی رہی اور بچی ہوئی ہے۔ اور یہ ایسی بات ہے کہ اکثر اسے ناممکن خیال کرتے تھے۔ مگر وہ صرف تقریباً بیس برس کیلئے زندہ رہنے ہی مین کامیاب نہین ہوئے۔ بلکہ اب سے کچھ مدت پہلے (یعنے مسئلہ آرمینیا کے شروع ہونے کے زمانہ تک) وہ ہمارے زمانہ کے نہایت ہی لایق اور نہایت ہی کامیاب فرمانروائیون مین سے ایک متصور ہوتے رہے ہین۔

(اعلیحضرت سلطان المعظم) عبدالحمید کے سخت سے سخت دشمن بھی اس بات سے انکار نہین کرسکتے کہ وہ نہایت ہی جفاکش اور محنتی بادشاہون مین سے ہین۔ وہ منھ اندہیرے سے لیکر بہت رات گئے تک سترہ سترہ اور اٹھارہ اٹھارہ گھنٹے یومیہ کام کرتے ہین۔ اور یہ مسلم امر ہے کہ وہ لگاتار اس قدر محنت اپنے خیال مین اوس ودیعت عظیم کے اصلی مفاد و بہتری ہی کیلئے کر رہے ہین۔ جو خلاق زمین و زمان نے اونکو سپرد کی ہے۔ وہ کروڑون بندگان خدا پر حکمران ہین۔ اور انکے محل ہمایون مین ہزارون شخص بستے ہین مگر وہ اپنے کمرہ کی سنسان تنہائی مین اپنی سلطنت کی بھلائی کیلیئے غلامونکی طرح محنت کررہے ہین۔ وہ شہنشاہ ہین۔ مگر اونکی حالت بعینہٖ اوس قیدی کیطرح ہے جسے حبس دوام کے ساتھ ہی محنت شاقہ کی بھی سزا دیگئی ہے۔ اور جسے اس کے علاوہ ہر وقت قتل کیئے جانیکا بھی دہڑکا لگا ہوا ہے۔ اونہون نے عیش و آرام کو تیاگ دیا۔ اور شب و روز مسلسل نہایت ہی سخت محنت کرنیکو گوارا کیا ہے۔ اونکا دماغ دوسرے لوگون سے زیادہ قوی نہین لیکن اسمین کلام نہین کہ اونہون نے تنہا ملک کیحالت کو سنوار دیا۔ وہ یہ نہین۔ مگر اونہون نے ایک نہایت ہی طویل اور محنت طلب دن (جنگ روس) کے بوجھ و رحدت کو نبیاہ کرنے کو برداشت کیا۔ اور اب خواہ وہ (خدا نکرے) کل ہی اپنے بزرگون کی خاک کے ساتھ ہم آغوش ہو جاوین۔ اونکے کارنامے ایسے ہونگے۔ کہ اگر اونکی حوالی مشکلات نظر

کیجائے تو اونکی نسل کے سلطانون مین سے ایک بھی ایسا نہ ہوگا جو اون کارنامون پر فخر نہ کرے +

ہمت مردانہ اور اپنے آپ پر بھروسہ

اعلیحضرت سلطان المعظم عبد الحمید کو بزدل اور ڈرپوک مشہور کرنا آجکل کا فیشن ہو رہا ہے۔ مگر بدنام کنندگان کو جان لینا چاہیے کہ خاندان عثمان کا بزدلی کبھی خاصہ نہین ہوئی۔ یہ خانوادہ موروثی بہادر و جری ہے۔ اور اعلیحضرت امیر المومنین نے اپنی جرأت اور مردانگی کا کافی ثبوت دے کر ثابت کر دیا ہے۔ کہ وہ اپنے شہنشاہی خاندان کی اس خاصیت سے معرا نہین ہین۔ اونکی تخت نشین ہونے کے بعد فوراً ہی روسی حملہ کا مقابلہ کرنا پڑا۔ مشرقی و مغربی دونون سرحدون پر روسی جنگ کا طوفان برپا ہو گیا۔ اسوقت انکے سلحہ خانے تقریباً خالی' و خزانہ بالکل تہی تھا۔ حتی کہ فوج کے لیئے سفلین بھی موجود نہین۔ اور وہ سرتوڑ جلدی سے بحر ظلمات کے پار (یعنے امریکہ) سے خریدنی پڑین۔ اون کے پاشاؤن کا یہ حال تہا کہ انہین سے بعض نہایت ہی اعلے اور با اختیار عہدے رکہنے والونکی نسبت یہ عام یقین تہا کہ وہ روس سے تنخواہدار ہین۔ وزراء و اعیان مملکت اور سپہ سالاران سلطنت مین ایک بھی ایسا فرد موجود نہ تہا جسپر امیر المومنین اعتماد کر سکتے۔ یا یوروپ ہی کر سکتا۔ دول عظام مین ایک سلطنت بھی ایسی نہ تہی جس سے ایک کارتوس یا ایک پیسہ کی امید ہوتی۔

انگلستان جو اونکی قبل نشینون کا گہرا دوست اور رفیق تھا۔ بغاوت بلگیریا کی سختی سے فرو کیئے جانے پر بگڑ گیا ہوا تھا۔ مگر اوسکی کچھ نفیس مزاجی اور رقیق القلبی ایسی عجیب و غریب اور بعید از فہم و ادراک ہے کہ اعلے حضرت اسی جتک سمجھنے سے قاصر رہے ہین۔ (کیونکہ جو کچھ نیک سلوک انگلستان نے اپنی باغی رعایا سے کیئے بیاب کر رہا ہے۔ وہ اعلیحضرت سے پوشیدہ نہین ہین۔ اور وہ اسکی خود فضیحت و دیگران را نصیحت کی پالیسی پر جس قدر متحیر ہون کم ہے) فرانس جرمنی سے شکست کہا کر بالکل بے جان ہو رہا تھا۔ اور اسکا عدم وجود برابر تھا۔ پس اعلیحضرت عبد الحمید کو اپنے بزرگون کیطرح صرف اپنی ات مومنین کی تلوار۔ اور اپنے قادر مطلق پر بھروسہ کرنا پڑا۔

قسطنطینیہ کی مورچہ بندی اور حفاظت

ہر ایک طرف سے مایوس و بے امید ہو کر اعلے حضرت سلطان المعظم نے بغیر کسی زیادہ تردد و اضطراب کرنے کے روسی حملہ کے سیل بلاخیز کو روکنے کے لیئے اپنی کمر ہمت چست باندہ لی۔ آنے والے خطرناک ال رشمہ ء

نے گذشتہ برس (۱۸۷۶ء) کے سبب اتحاد پر اپنے نئے در دانگیز و تعات کا ذخیرہ بڑھا دیا۔ البتہ متواتر جنگی ہزیمتون کی ہر ساعت ترقی پذیر تاریکی مین فقط غازی عثمان پاشا نے پلیونا کی بہادرانہ حفاظت کرکے منور روشنی کی ایک شعاع پیدا کر دی تھی۔ یورپ اور ایشیا پر دونون عظیم خطون مین روسی مجاہدین آہستگی مگر ثابت قدمی سے بڑھتے چلے آئے۔ آرمینیا مین قارص فتح ہوگیا۔ اور یورپ مین پلیونا بھی آخر کار غنیم کے حوالہ کر دیا گیا جس سے روسی فوجون کو جو ایک مدت سے رکے ہوئے سیلاب کیطرح بند پڑی تھین آگے بڑھنے کا موقع ملگیا۔ وہ کوہ بلقان پر سے طوفان بلاخیز کی طرح کل مزاحمتون کو توڑتی ہوئین عبور کر گئین۔ اور اسلام بول کے عین دروازون تک جا پہونچین۔ پس یہ وہ نازک وقت تھا جس مین اعلےٰ حضرت نے ثابت کر دیا کہ ا نہین اپنی قوم کی جنگی سپرٹ اور تعدیم فوجی قابلیتون کا کچھ نہ کچھ حصہ موجود ہے۔

باب عالی مین ہر بونگ مچ گیا تھا۔ اور تمام پاشا اپنی فوجون کے اچانک تہ و بالا ہو جانے سے حواس باختہ ہو کر فی الفور بحیرہ مارمورا کی دوسری طرف قصبہ بروصہ* کیطرف ہٹ جانے کی صلاح دے رہے تھے مگر اعلیحضرت سلطان المعظم نے بالکل اوسان نہ ہارے۔ اور بڑے استقلال و استقامت سے اپنی کل طاقتون کو قسطنطنیہ کی حفاظت کیلئے تیاریان کرنے پر مجتمع کر دیا۔ غازی مختار پاشا شہر کے حفاظتی مورچون پر افسر اعلےٰ مقرر کیئے گئے اور مورچون کے پیچھے عثمانیہ افواج کا بچا کھچا حصہ آخری مقابلہ کیلئے جمع کیا گیا +

وہ بروصہ بھاگ جانیکی صلاح کو مسترد کرتے ہین

اعلےٰ حضرت ابھی روسیون سے اپنے دار السلطنت کو بچانے کے لیئے تیاریان کرنے ہی مین مصروف تھے

* بروصہ ایشیائے کوچک کا مشہور شہر ہے اسکا پرانا نام پروسا تھا یہ بحیرہ مارمورا سے تقریباً تیس میل کے فاصلہ پر کوہ البس کے دامن مین آباد ہے فتح قسطنطنیہ سے پہلے یہ سلطنت عثمانیہ کا ایشیائی دار الخلافہ تھا سلطان عثمان بانی خاندان اور اوس کے پانچ عالی قدر جانشینون کے وہان مزار ہین اس شہر مین ۱۶۵ مساجد ہین جن مین سے اکثر نہایت عالیشان اور عجوبہ روزگار ہین۔ اس شہر مین ریشم کی بہت صنعت کاری ہوتی ہے اور اوسکے متصلہ میدان مین ریشم بکثرت پیدا ہوتی ہے یہ شہر پہلے بہت آباد تھا مگر صد مقام نہ رہنے اور متواتر زلزلون سے جن مین سے ۱۸۵۵ء کا زلزلہ نہایت سخت تھا کم رونق ہوگیا ہے۔ مگر اب بھی یہاں ایک لاکھ کے قریب آدمی بستے ہین۔ بروصہ سے بندرگاہ موودانیہ واقع بر ساحل مارمورا تک بڑی لاگت سے ریلوے لائین تیار کیگئی ہے۔ باقی مفصل حالات کتاب استنبول و قسطنطنیہ میں درج ہیں +

(مترجم)

کہ اونکو اس خبر نے چونکا دیا۔ کہ انگریزی بیڑہ جہازات جو سارا موسم خزان خلیج بیسکا (جو آنبائے ڈارڈنلز کے دہانہ کے قریب ہے) مین بیکار پڑا فریقین کی طبع آزمائیون کو بڑے غور سے دیکھ رہا تھا۔ اب آبنائے ڈارڈنیلز مین سے بجبر گذرنے پر مستعد ہوگیا ہے۔ قلعون کو اس بحری حملہ کے روکنے کیلیئے احکام بھیجے گئے۔ اور اون قلعون کے گولہ انداز جو آبنائے کے دونو سواحل پر بغرض حفاظت بنے ہین۔ انگریزی امیر البحر ہارن بائی کے آہن پوش جہازات سے دو دو ہاتھ کرنے کیلیئے تیار ہوگئے مگر آخر کار جہازات کو گذرنے کی اجازت ملگئی۔

لارڈ بیکنسفیلڈ کا مدعا تو اس پیشقدمی سے بلاشک وشبہ روسیون کو ڈرانے کا تھا۔ مگر اتفاق وقت سے اوسنے ہلچل زیادہ ڈالدی ترکون مین۔ جو یہ سمجھے کہ ہم پر آگے پیچھے دونون طرف سے اب ایک اور نیا دشمن حملہ آور ہوگیا ہے! وزیر با ٹھیک ٹھیک اسیوقت جبکہ انگریزی بیڑہ دردانیال سے گذر کر پرنس آئیلینڈ (شہزادہ کا جزیرہ) مین جو قسطنطنیہ سے خانی جہازون کا ایکدن کا رستہ ہے۔ لنگر انداز ہوا۔ دارالسلطنت مین وزیر اعظم کی اس تجویز پر کہ ایشیا کو فوراً ہٹ جانا چاہیئے غور کرنے کیلیئے ایک کونسل منعقد ہوئی۔ اس کونسل مین بڑے بڑے عہدون والے اور با اقتدار پاشا اور وزراء بیشمار جمع ہوئے۔ اور غالب رائے یہی تھی کہ چونکہ دار الخلافہ اب دو دشمنون کے درمیان ہوگیا ہے۔ ایکطرف روسی سین سٹی فانو مین مقیم ہین۔ اور دوسری طرف انگریزی بیڑہ جزیرہ شہزادہ مین لنگر زن ہے۔ اس لیئے ایشیا کو بھاگ جانیکے سوا اور کوئی چارہ نہین رہگیا یہ وہ دوسرا اشد نازک وقت تہا جس مین علیحضرت سلطان اعظم نے اپنے تئین عثمان کا سچا جانشین اور سپوت فرزند ثابت کر دکھایا۔ باوجود اپنے بزدل مشیرون کے اژدہام مین پھنسے ہونے کے جو گریز بلا تاخیر پر سخت مصر تھے۔ اعلیٰ حضرت نے اپنے دار السلطنت کے چھوڑنے سے کمال استقلال اور مردانگی سے بڑے زور کے ساتھ انکار کر دیا۔ اور صاف کہہ دیا۔ کہ ہرچہ آید مین برابر قسطنطنیہ مین رہونگا۔ اور اور اوس شہر کی اچھی یا بُری قسمت مین جو چار سو برس سے میرے خاندان کا تخت گاہ چلا آرہا ہے شریک حال ہونگا اونکی رائے سب کی رائے پر غالب آئی۔ بر وصہ کو بھاگنے کی صلاح مسترد ہوگئی۔ اور علیحضرت نے باوصف بزدل اور کمزور وزراء وامراء مین گھرے ہونے کے سینٹ صوفیا کے بڑے کلیسا کے کلس پر ہلال کو صلیب پر غالب رکھا یعنے مسجد ایا صوفیا کو جو قبل از فتح قسطنطنیہ عیسائیون کا بڑا معبد تھی پھر گرجا ہو جانیسے بچا لیا۔

وہ ترکی بیڑہ جہاز کو ملت کے ابھی بچا لیتے ہین

جو کچھ ہمنے اوپر بیان کیا ہے اونکی ہمت مردانہ اور مضبوط دل کا صرف وہی ایک امتحان نہ تھا۔ جب

بمقام سین سٹی فانو جنرل غناطیف (روسی سفیر) اور ترکی سفراء (صفوت پاشا وغیرہ) مین صلح کی نسبت گفتگو ہو رہی تھی تو روسیون نے منافع جنگ مین کل ترکی بیڑہ کو بھی بطور غنیمت طلب کیا۔ احمد وافق۔ اور صفوت نے جو موجودہ کونسل وزارت کے سب سے زیادہ مضبوط دل اور جری ارکین تھے۔ روسی مطالبات کو منظور کر لینے کی بڑے زور سے صلاح دی۔ اونہون نے اپنی رائے کی تائید مین دلیل یہ پیش کی۔ کہ ٹرکی مقابلہ کی طاقت نہین رکھتی۔ روسی شرائط کے نہ ماننے کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ جنگ پھر چھڑ جائے گی۔ اور اگر جنگ دوبارہ چھڑ گئی تو کاسک یا قزاق (روسی سواران بے قاعدہ) بلا کسی مزاحمت کے بیدرنگ سلطانی محل کے دالان تک پہونچ جاوینگے۔ اور اپنے دارالخلافہ کے مفتوح ہوجانیکے بعد سلطنت عثمانیہ جانبر نہین ہوسکے گی۔ مگر یہان بھی اعلیحضرت کی مستحکم طبیعت اپنا رنگ دکھا گئی۔ وہ پکار اوٹھے "یہ کبھی نہین ہوگا۔ یہ کبھی نہین ہوگا" اور پھر دست خاص سے گرینڈ ڈیوک نکلس (برادر زار الکزنڈر و کمانڈر انچیف افواج) کو خط لکھا کہ ترکی بیڑہ جہازات کا حوالہ کرنا ناممکن ہے۔ اور ایک خلاف عادت اور غیر معمولی جوش سے اُس خط مین یہ بھی ایزاد کر دیا۔ کہ بیڑہ کو روسیون کے ہاتھ مین پڑا دیکھنے سے مین اوسکو ترجیح دونگا۔ کہ مین خود جہاز پر بیٹھا ہون اور کل بیڑہ معہ میرے بارود سے کرۂ ہوا مین اڑا دیا جائے۔ ممکن ہے کہ یہ لاف زنی ہو۔ مگر ہو بھی تو اسمین کلام نہین کہ نہایت ہی اعلیٰ قسم کی ڈینگ ولاف تھی۔ یہ ایک ایسے بادشاہ کی لاف زنی تھی جو تباہی کے کنارے پر کھڑا تھا۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ وہ ایسی لاف تھی جو کارگر ہوگئی۔ روسیون نے یہ مطالبہ ترک کر دیا۔ اور ترکی دارالخلافہ کیطرح ترکی بیڑہ کو بھی سلطان اور اکیلے سلطان نے بچا لیا۔

وہ مامور من اللہ ہین کہ ادنیٰ اعلیٰ سب کی خود نگرانی کرین

انہی دو نہایت ہی نازک موقعون کا یاد کر لینا اس بات کے سمجھنے کیلئے کافی ہے کہ اعلیحضرت امیرالمومنین کیون یہ باور کیئے بیٹھے ہین کہ بادشاہون کے بادشاہ رب کریم نے انہی کی ذات مبارک کو گورنمنٹ کی ذمہ داری ودیعت کی ہے پس یہی وجہ ہے کہ برابر اس وقت سے لیکر (مولانا سلطان المعظم) عبدالحمید تن تنہا حکومت کرنے پر مصر ہے مین چھوٹا کام ہو یا بڑا ارض روم کے دور دست قصبہ مین کسی پولیس کنسٹبل کو مقرر کرنا ہو قسطنطنیہ مین کسی تھیٹر کیلیئے قواعد و ضوابط منضبط ہونے

مسٹر سٹیڈ اس ایک ہی فقرہ سے تو نے اپنی تساوت قلبی اور سنگدلی کا پورا پورا ثبوت دیدیا ہے تو خود مانتا ہے۔ کہ سلطنت عثمانیہ اور اسکے فرمانروا کے سر پر اس وقت ظالم جلاد کی تلوار صرف ایک باریک بال کے سہارے پر کھڑی تھی تو نادان تو خدا غور کر کہ کیا یہ ڈینگ اسمے اور لاف زنی کا موقع تھا۔ افسوس ؎

چشم بداندیش کہ برکندہ باد عیب نماید ہنرش در نظر

ہون۔ انہین بھی سلطانی احکام کا حصول ویسا ہی ضروری ہے جیسا کہ سلطنت کے بڑے بڑے اہم معاملات مین وہ یہ لازمی سمجھتے ہین کہ ہر ایک چیز کی نسبت وہ بذات خاص حکم دین۔ ہر ایک چیز کو وہی منظور کرین۔ اور ہر ایک بات کی بہ نفس نفیس نگرانی کرین۔ جیسے خدا کی نظرون مین کوئی چیز بڑی ہے نہ چھوٹی بلکہ سب چیزین یکسان وقعت رکھتی ہین بعینہ وہی خدا کے برگزیدہ کا حال ہے۔ جو ہلالستان مین بادشاہی و فرمانروائی کرتا ہے۔

فصل سوم (۳)

اونہون نے اچھے کام کون سے کیے ہین

جس سلطنت پر (اعلیٰحضرت مولانا السلطان) عبد الحمید فرمانروائی کر رہے ہین اوس کے لیے اونہون نے کیا کیا ہے؟ سب سے اول اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اونہون نے اوسکو بیس برس سے قایم و موجود رکھا ہے اور اونکی ذات مبارک جنگ و بغاوت۔ غداری نمکحرامی۔ قاتلانہ سازشون اور دیوالیہ پن سے بچتی چلی آئی ہے۔ اور اکیلا یہ امر ہی بذاتہ کچھ کم قابل وقعت کامیابی نہین ہے۔ اس بات کی کسی کو امید نہ تھی کہ وہ کامیاب ہونگے۔ مگر وہ کامیاب ہوئے ہین یعنے کہ وہ کم از کم اسقدر کامیاب تو ضرور ہوئے ہین جس قدر کہ اوس شخص کو کامیاب کہا جا سکتا ہے جو تباہی و معدومیت کے مسلسل خطرہ سے بچنے مین کامیاب ہو رہا ہو۔

اونکی خارجیہ حکمت عملی

ثانیاً یہ کہ وہ دول اجنبیہ سے معاملات کرنے مین اون سے زیادہ معقولیت پسند اور پریکٹکل[*] رہے ہین جتنے کہ وہ ہو سکتے تھے۔ یعنی اگر چاہتے تو اسقدر معقولیت پسند اور پریکٹکل نہ بنتے۔ مانٹی نگرو کے بندرگاہ ڈلسگنو[**]

[*] یہ انگریزی لفظ اردو مین اب عام مستعمل ہو گیا ہے۔ اگر انسان کی صفت ہو تو اوسکا یہ مفہوم ہے کہ وہ شخص فکر مند اور خیالی پلاؤ پکانے والا نہین ہے بلکہ وہ بات یا کام کرنے والا ہے جو ممکن الحصول ہے۔

[**] مانٹی نگرو و سرویا وغیرہ کو زاید قطعات ولایت کے علاوہ عہدنامہ برلن مین یہ شرط لگی تھی کہ ٹرکی (بقیہ نوٹ صفحہ ۱۰۶)

اور یونان کو علاقہ اپائیرس حوالہ کرنے میں وہ ابتداءً بہت کچھ پس و پیش کرتے رہے۔ اور انکے عزم کو جلد پختہ کرنیکے لیئے بحیرہ ایڈریاٹک میں بحری طاقت کی نمائش اور سمرنا کے پرسٹ خانون پر حملہ آور ہونے کی دہمکی دینے کی ضرورت پڑی۔ مگر آخر میں اونہون نے ضد چھوڑ دی اور یورپ کا کہا مان لیا۔

معاملات بلگیریا میں اونہون نے توقع سے بڑھکر معقولیت سے کام لیا جب ۱۸۸۵ء میں صوبہ مشرقی رومیلیا نے عہدنامہ برلن کو بالائے طاق رکھکر خود کو بلگیریا کی ریاست سے ملحق کر دیا تھا۔ سلطان المعظم اگر حملہ آور ہو کر باغی صوبہ کی گوشمالی کر دیتے اور فلپ پولی (صدر مقام مشرقی رومیلیا) میں اپنی حکومت پھر قائم کر دیتے تو عہدنامہ برلن کے رو سے آپ ایسا کرنے کے مجاز تھے۔ اور غالباً روس بھی انکی مزاحمت نکرتا۔

(بقیہ صفحہ ۱۸۵) یونان کو کچھ ملک دیکر فیصلہ کر دے۔ اور اگر دونون سلطنتون کا باہمی تصفیہ نہ ہو سکے تو دول یورپ سرحد مقرر کردینگی اسیطرح ماٹی نیگرو کو جو زائد قطعہ دلایا گیا۔ اسمین دول یورپ نے بندرگاہ ڈلسگنو کو (جو بحیرہ اڈریاٹک کے کنارے صوبہ البانیا کا مشہور بندرگاہ ہے اور جسکی آبادی سولہ ہزار کے قریب ہے) خلاف منشاء ٹرکی کے شامل کر دیا۔ سلطان المعظم کو سبب سے ماتحتون کو کوئی زائد ملک یونان یا ماٹی نیگرو کو دینا سخت ناگوار تھا۔ اور ہی یونان دو جسکے بھائی بند ترکی شہ سے اس قدر تنگ ہو رہی ہین کہ سارا صوبہ تھسلی۔ اپائیرس اور تقریباً نصف مقدونیہ اور البانیا مع صدر مقام جنینا کا مطالبہ کرتی ہین سلطان کچھ عرصہ تک تو داروغمدار کرتے رہے مگر یورپ کی پاسدار دول مسیحی کب چین لینے والی تھین۔ اونہون نے بمقام برلن کانگرس کی پہل ۱۸۸۰ء میں ماٹی نیگرو کی سرحد اور جون ۱۸۸۰ء میں یونان کی سرحد کا خود ہی فیصلہ کر کے سلطان کو مجبور کیا کہ بندر ڈلسگنو ماٹی نیگرو اور کل علاقہ ملحقہ مع صدر مقام جینیا یونان کو دیدو۔ اور جب سلطان المعظم نے نہ مانا تو اکتوبر میں سب طاقتون نے اپنی جنگی جہازات بندرگاہ ڈلسگنو پر بھیجدیئے سلطان بیچارے میں اسوقت مقابلہ کی طاقت نہ تھی لاچار بندرگاہ خالی کر کے ماٹی نیگرو کو دیدیا لیکن یونان کو وہ سارا علاقہ جس کا فیصلہ دول نے کیا تھا دینے سے انکار کر دیا جب دول نے پھر جنگی دہمکی سے کام لیا۔ اور آخرکار ۱۸۸۱ء میں یونان کو تھسلی اور اپائیرس مع مشہور بندرگاہ ولو دلا ہی دیا۔ مگر ان عیسائی ریاستون اور انکی معاون مسیحی طاقتون کی پاسداری دیکھیے کہ ان مقبوضہ علاقون کے عوض کی قومی قرضہ کا کچھ حصہ جو ان کے سر پڑ ڈالا گیا تھا ہمکا اب تک حبہ نہیں ادا کیا گیا۔ اپنی ۱۸۸۰ء و ۱۸۸۱ء کی جنگی دہمکیون اور بحری نمائشون سے کے ہلے ہوئے۔ دول یورپ اور خاصکر انگلستان نے شورش آرمینیا کے متعلق ۱۸۹۵ء میں جنگی جہاز درہ دانیال پر بھیجکر اعلیٰحضرت کو دباؤ ڈالکر اپنا الو سیدھا کرنا چاہا تھا۔ مگر نادان یہ نہ سمجھے کہ ہر ذریعہ نسبت کمحلو اخوردکے ابوہ ۱۸۸۰ء والی حالت نہیں ہے کہ امیر المومنین دب جائینگے۔ ابوہ کلہ بکلہ جواب دینے کیلئے کافی مضبوط اور مستعد ہیں چنانچہ ترکی کی جواب سننے کے بعد سارے بہادر یکے بعد دیگرے درہ دانیال سے دم دبا کر بھاگ آئے اور کسی کو چون و چرا کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ یہ فقط دلخوش کرنیکی باتیں تھیں کہ فرانس اور روس نے کچھ نہیں کرنے دیا ۱۸۸۰ء اور ۱۸۸۱ء اور ۱۸۷۸ء بلکہ ۱۸۲۹ء میں یہی روس و فرانس تھے جنہون نے انگریز کے ساتھ ہو کر یونان کو آزاد کر دیا۔ سرویا۔ ماٹی نیگرو کو خود مختار بنایا اور انکو مزید علاقے دلائے آسٹریا کو بوسینیا و ہرزیگونیا دلایا بلگیریا کو نیم مختار صوبہ کر دیا۔ اور آخرکار جنگی دہمکی میں شامل ہو کر ماٹی نیگرو اور یونان کو زائد علاقے دلا دیئے۔ اصل بات یہ ہے کہ سلطان المعظم کی طاقت بفضل ایزد منان اسقدر بڑہ گئی ہے کہ وہ انکی گیدڑ بھبکیونکی چندان پروا نہیں کرتے۔ اس وقت بغیر لڑائی کے ایک گز زمین کا ملنا محال ہے۔ اور سلطان کی جنگی طاقت کا مقابلہ کرنیکی کوئی واحد سلطنت اپنی میں سکت نہین دیکھتی +

اگر اونہون نے دونون صوبون کو اپنے حال پر چھوڑ کر مداخلت کرنے سے پہلو تہی کیا۔ اور اوس مین یہ حالت تدبیر و حکمت عملی کا بدیہی نتیجہ یہ ہوا کہ آج کے دن بلغاری روسیون کی نسبت جنہون نے اونکو آزاد کرایا۔ غالباً سلطان المعظم کے زیادہ ممنون اور ہوا خواہ ہین ۔ ثانیاً یہ کہ مصر مین اونہون نے کوئی پر شرارت دست اندازی نہین کی۔ جیسے وہ چاہتے تو کرسکتے تھے۔ اگر وہ مشترکہ قبضہ کی تجویز کو منظور کر لیتے تو معاملات مصر مین نہایت خوفناک پیچیدگیان پیدا ہو جاتین۔ لیکن اونہون نے انکار کر دیا۔ اگر وہ اس انکار کا اب تک ہی کیون نہ افسوس کرتے ہون مگر اوس کے ذریعہ سے اونہون نے قاہرہ مین انگریزی حکومت کے قایم ہونے مین فی الحقیقت بہت بڑی امداد دی ہے۔ افواہ ہے کہ عربی پاشا کو بغاوت کرنے پر اونہون نے آمادہ کیا تھا۔ اگر یہہ درست ہی تو ہم (یعنے انگریز) اونکے اور زیادہ ممنون ہین۔ نہ عربی بغاوت کرتا اور نہ قاہرہ کی بارکون مین سرخ کوٹ گورے اقامت گزین ہوتے۔ رابعاً یہ کہ اونکو عرب مین ایک نہایت ہی خطرناک بغاوت سے سابقہ پڑا۔ اوسے اونہون نے نرمی اور دلجوئی کی پالیسی سے فرو کر دیا۔ اس حکمت عملی سے سلطنت عظمیٰ ایک نہایت ہی سنگین خطرہ سے بچ گئی۔ اور ساتھ ہی عربون کو جو روتعدی سے بچنے کے لیئے کافی ضمانتین ملگئین ۔

مالی حالت کی درستی اور فوجی اصلاح

خامساً یہ کہ اونہون نے قرضہ قومی ترکی کی ادایگی کیلئے ایک انٹرنیشنل کمیشن (کونسل وکلار ممالک متمدنہ) قایم کی۔ یہ بڑے دل وگردہ کا کام تھا۔ اور اسمین بڑی جرات وہمت مطلوب تھی۔ مصر مین انٹرنیشنل کمیشنون سے ✝ جو نتایج پیدا

٭ یہہ اشارہ ہے اوس معاہدہ کیطرف جو ڈرمنڈ والف کی مشن کو قسطنطنیہ بھیجکر گورنمنٹ انگلستان نے تجویز کیا تھا۔ مگر جسے سلطان نے منظور نہین کیا۔ اسکا مفصل ذکر کتاب عہد حکومت کے باب متعلقہ مصر مین مندرج ہے ۔

٭٭ مسٹر سٹیڈ نے افسوس کی ہی ایک ہی کہی (افسوس وہ کرے جو بے بس ہو) مشفق تمہارے ہی اکثر مدبر علانیہ طور کر رہتے ہین کہ سلطان المعظم اگر چاہین تو ایک گھنٹہ کے اندر انگریزون کو مصر سے باہر نکال سکتے ہین۔ یہ خدا جانے کونسی مصلحت ہی جو وہ دم سادھے بیٹھے ہین اور خدا معلوم وہ خود الگ تھلگ ہکر اس مصر کی ہڈی پر کتنے نیمبون کو آپسمین کتنے مرتبے دیکھنا چاہتے ہین۔ یہان آجی حافظ کا یہ شعر کیا تمنے نہین سنا ؎

گدائے گوشہ نشینی تو حافظا مخروش رموز مملکت خویش خسروان دانند

✝ مصر مین دول یورپ کے قدم مبارک انہی کمیشنون کے طفیل داخل ہوئے تھے۔ اسمعیل پاشا مرحوم نے کروڑون روپیہ قرض لیکر فضول خرچیون مین برباد کر دیا۔ حتے کہ نوبت آخر کار یہان تک پہونچگئی کہ سود کی ادائیگی بھی دشوار ہوگئی۔ اور ترکی قرضہ کی طرح مصری قومی قرضہ کا سود بھی قرضخواہون کو ملنا بند ہوگیا۔ پاشا مرحوم نے ملک کی مالی حالت درست کرنے کے لیئے ایک کمیشن مقرر کر کے چند انگریزون فرانسیسیون اور دیگر ملک کے بعض نامور آدمیون کو اوسکا ممبر بنایا (بقیہ بر صفحہ ۱۸۸)

ہوئے تھی۔ وہ انکو دیکھ چکے تھی قدرتی بات ہے کہ عین اپنے دروازہ پر حکومت کے اندر ایک اور حکومت قائم کرنیمین وہ بہت جھجکتے تھے۔ مگر جب اونکو یقین ہو گیا کہ یہ امر ضروری ہے تو اونہون نے اس ضرورت کے آگے سر تسلیم خم کر دیا جس ایثار اور جان فشانی کا یہ انعام ملا کہ اونکی سلطنت کی ساکھ یورپ کے سٹاک ایکسچینجون (تبادلہ گاہان دستاویزات مالگذاری یعنے دول متمدنہ کے تمسکات اور پرامیسری نوٹون کی خرید و فروخت کی منڈیون) مین پھر قایم ہو گئی جب وہ تخت پر بیٹھے تھے ترکی دیوالیہ تھی۔ اونسے اپنا سب سے آخری قرضہ ۱۱ فیصدی سود پر لیا تھا۔ آج خزانہ گو لبریز ہو کر چھلک نہین رہا مگر اپنی ذمہ واریون کے ادا کرنیکے قابل ہے۔ اور اونکو ایسی باقاعدگی اور پھرتی سے ادا کرتا ہے کہ ترکی پانچ فیصدی سود پر جتنا قرضہ چاہے لے سکتی ہے۔ سادسًا یہ کہ اعلیحضرت نے فوج کی آراستگی اور تربیت کو بڑھانے مین بہت کوشش کی ہے۔ اونہون نے اسکی اصلاح جرمن افسرون کے سپرد کی۔ اور کپتان نارمن جنے اس مضمون پر رسالہ یونائیٹڈ سروس میگزین مین تحریر کیا ہے سلطان کی بہت تعریف کی ہے۔ (اونہون) نے فوج کو ایک بیش قیمت جنگی طاقت بنانے مین بہت کچھ ہمت کی ہے اونہون نے توپخانہ کے باتریون کو توپون سے بھر پور اور کل سپاہیون کو میگزین رفلیون سے مسلح کر دیا ہے اور بیان کیا جاتا ہے کہ وہ اب پانچ لاکھ آدمی میدان جنگ مین لا سکتے ہین۔

تعلیم و فنون

سابعًا اعلیحضرت مولانا امیر المؤمنین (عبد الحمید) نے ثابت کر دیا ہے کہ وہ تعلیم کی اعلےٰ قدر و منزلت کے کمال معترف اور اسکی نہایت ہی قدر کرنے والے ہین جب کہ روسی قل یارچ کرتے ایڈریانوپل پر بڑھے چلے آرہے تھے تو وہ ملکیہ سکول کے قایم کرنے مین جو سول سروس کیلئے تیار کرنیکا کالج ہے نہایت مشغول و مصروف تھے جنگ کے ختم ہو جانے پر کیونکہ جنگ کے موقعہ پر تو قانون بھی ساکت ہو جاتا ہے۔ اونہون نے دار الخلافہ مین ایک قانونی مدرسہ قایم کیا۔ یہ ایسی اصلاح ہے کہ برطانیہ کلان بھی اسبارہ مین ابتک سلطان المعظم کی برابری نہین کر سکا۔ وہ بیشمار دیگر سپیشل سکول بھی قایم کر چکے ہین۔ اور اونکی عہد حکومت مین آج تک دو ہزار نئے ابتدائی مدارس تیار ہو چکے ہین جن مین　ایک لاکھ طلباء تعلیم پاتے ہین۔

ثامنًا۔ اعلیحضرت نے تعلیم نسوان کی ترقی مین جو شوق ظاہر کیا ہے۔ اوس کے لیئے وہ خاص تعریف کے مستحق ہین قسطنطنیہ اور دیگر شہرون مین مختلف زنانہ مدارس قایم کرنیسے اونہون نے اسبارہ مین قابل تعریف پیشقدمی کی ہے۔

بقیہ نوٹ صفحہ گذشتہ) اس کمیشن کی بدولت رفتہ رفتہ فرانس و انگلستان کا اثر مین بہت سخت بڑھ گیا کیونکہ زیادہ تر قرضخواہ انہی دونون ملکون کی تبعہ کچھ سو سعہ۔ دو عملی ہنسکے بعد عزلی کی بغاوت ہونے پر تنہا انگریزون کا تصرف ہو گیا اگرچہ مالی حالت درست کرنے اور علم و ہنر بیشبہ ہین بلکہ سب پاوس انٹرنیشنل کمیشن کا آخری نتیجہ۔ اور یہی نتیجہ سے سلطان المعظم خایف تھے؛

تا سفا۔ اعلیٰ حضرت نے فنون کیطرف کسیقدر توجہ مبذول کی ہے۔ جو سلاطین عثمانیہ کیلیئے ایک بالکل نئی بات ہے۔ اونکی سلطنت مین صفحہ عالم کے باقی تمام ملکون کی نسبت بہت زیادہ دفینے موجود ہین۔ مگر سلاطین عثمانیہ نے یونانی فن و ہنر کی بے بہا یادگارون اور آثار سے اسیقدر شوق ظاہر کیا جس قدر کہ شہانٹی کے حبشی اعلیٰ ریاضی شوق رکھتے ہین۔ حضرت ممدوح نے اس وحشیانہ جہالت کو دور کر دیا ہے۔ مسٹر شایفیور جو ۱۸۹۰ء مین ٹرکی گئے حسب ذیل تحریر کرتے ہین:-

"اب پہلی مرتبہ سلطان کے خزانہ کی نادر و دلفریب اشیاء ترتیب سے رکھی گئی ہین۔ اور خاص اجازت سے انکا معائنہ ہو سکتا ہے۔ سلطان المعظم نے حمیدنے کی زیر نگرانی قدیم اشیاء کا ایک عجائب گھر[1] بھی قائم کیا ہے جمیدے قدیم اشیاء کا بڑا ماہر ہے۔ وہ مذہباً مسلمان ہے مگر ہیٹا ایک یونانی کا ہے۔ جو بچپن مین جزیرہ ساؤس سے چرا کر لایا گیا تھا۔ اب حال ہی مین سدوم کے کھنڈرات سے تین عالیشان نمونہ یا سنگین تابوت دستیاب ہوئے ہین جن مین سے ایک مین خیال کیا گیا ہے کہ سکندر اعظم یا اوسکے کسی جرنیل کی لاش مدفون تھی۔ پتھر اون زمانہ کے دستکار ونکے تصویرین اور بیل بوٹے بنائے ہوئے ہین جب کہ یونانی فن عین عروج پر تھا۔ اکثر کا خیال ہے کہ خوبی مین تو وہ الجن کے مرمرین سنگون کے برابر ہین اور نقش و نگار کے قایم رہنے مین اون سے بڑھا ہوا ہے۔ اکیلا یہی تابوت عجائب خانہ کو مشہور آفاق بنانیکے لیئے کافی ہے۔ وہ بالضرور تمام یوروپ کے سنگتراشون کی نگاہین اپنی طرف متوجہ کرائیگا۔ اعلیٰ حضرت نے فنون لطیفہ کا بھی ایک مدرسہ بنایا ہے"۔

انتظامی اصلاح

عاشرا۔ اعلیٰ حضرت نے جو ذیشان انتظام کی ترتیب و اصلاح مین بہت محنت کی ہے۔ اس محنت کے فایدہ کا مین تو قایل نہین۔ مگر ممکن ہے کہ سلطان جہانتک ممکن ہو سکے سب اچھی بات کرنی چاہتے ہون۔ اس مین شک نہین کہ اونہون نے اسبارہ مین بیحد محنت کی ہے۔ بقول حقی بے اعلیحضرت کے عہد حکومت مین :- اس امر کے متعلق نہایت ہی کار آمد اور مفید اصلاحات عمل مین آئی ہین۔ منفصلاتی عدالتون کی از سر نو درستی و ترتیب سرکاری محکمون اور ایڈوکیٹ جنرلون کا تقرر۔ ججون کیلئے ترقی کا باقاعدہ سلسلہ مقرر ہونا۔ جو انکو دیانتدار اور منصف بنانے کے واسطے نہایت زبردست آلہ ہے۔ دیوانی و فوجداری ضابطون کا انضباط۔ بسیار و مصلحانہ پولیس کے تابع ہین جو جبنہ معدلت عامہ مین برتی گئی ہے۔ علاوہ برین محکمہ معدلت عامہ کے لیئے لایق اور تعلیم یافتہ عہدہ دار بہم پہونچانے کے لیئے ایک قانونی مدرسہ قایم کیا گیا ہے۔ پولیس کی درستی بھی اسی مبارک عہد مین ہوئی ہے جس مین عثمانی رعایا کی بہتری کیلیئے بیشمار کام ظہور مین آچکے ہین۔ پولیس جنداری (جنگی پولیس) اور محکمہ عدالتہائے فوجداری کے فرایض مین جو قدیم سے کھیلی پڑی

[1] اس عجائب خانہ اور اوسکی اشیاء کے مفصل حالات کتاب حالات استنبول و قسطنطنیہ مولفہ جمیعہ الجنسی ار تسر سے مل سکتی ہین۔

چلی آتی تھی۔ کہ ایک کے فرایض دوسرے سے ممیز نہ تھے۔ اوسکا خاتمہ ہوگیا ہے۔ جندآرمہ مسلح جماعت ہے جسکے باعث محکمہ حربیہ کے ماتحت کردیگئی ہے۔ اور حفاظت عامہ کے لیئے وزارت پولیس معہ اپنے ضروری لوازمات و اختیارات کے علیحدہ کردیگئی ہے۔

یازدہم۔ اعلے حضرت مولانا السلطان المعظم عبد الحمید نے ریلون کی تعمیر سڑکونکی تیاری اور اپنی سلطنت کے شہرون کو موجودہ تہذیب کے ضروری لوازمات ریانی کے نل۔ گاس یا برقی روشنی۔ صفائی وغیرہ وغیرہ سے پیراستہ کرنے پر بھی کسیقدر توجہ کی ہے۔ یہ سچ ہے کہ یہ کل باتین جو اوپر درج ہوئی ہین۔ محض جزوی اصلاحات ہین جو معمولی وقعت رکھتی ہین۔ مگر پھر بھی جتنی کچھ کہ وہ ہین۔ اونکا بیان کردینا ضروری تھا۔

سلطان المعظم کی بیحد مصروفیت

اعلیحضرت نے اور کچھ نہین تو کم از کم یہ تو کیا ہے کہ اپنی سلطنت کو جنگ کے مصایب سے محفوظ رکھا ہے اگر وہ چاہتے تو اوسے بڑی آسانی سے کبھی کسی جنگ مین مبتلا کردیتے۔ دشمنون نے اونکو بہت دفعہ بھڑکایا اور جنگ پر برانگیختہ کیا۔ مگر وہ اون کے فریب مین نہ آئے۔ اگر کوئی اور سلطان ہوتا۔ تو عیسائی طاقتون نے جیسا اونکو ذق کیا ہے پہلی ہی دفعہ برافروختہ ہوجاتا۔ جنگ روس کیلئے وہ جوابدہ نہین۔ وہ تو اسیطرح اونکو میراث کے ساتھ ملی تھی۔ اور سو ٹرنے پر جو کچھ اون سے بن پڑا اونہون نے اپنے امکان بھر کیا۔ مگر اسکے بعد اپنے ہمسایون سے جنگی مٹ بھیر کرنے سے بچنے ہی کی کوشش مین وہ کامیاب رہے ہین۔ اور اونہون نے اپنی تمام ہمت و کوشش کو اوس چیز پر صرف کیا جسکو وہ اپنے خیال مین اپنی رعایا کے حق مین واقعی و حقیقی بہتری سمجھتے ہین۔ پروفیسر آرمی نس ویمبری جو اکثر سلطان المعظم سے ملتے تھے۔ وہ سلطان المعظم کی بڑے زور سے تعریف کرتے ہین کہ حضور ممدوح امور سلطنت مین بے نظیر جانفشانی اور محنت سے کام کرتے ہین۔ پروفیسر موصوف کی تحریر حسب ذیل ہے:۔

"سلطان المعظم کو جب اپنے ہی باغ مین چہل قدمی کرنے تک کی فرصت بمشکل ملتی ہے۔ تو یہ کسطرح ممکن ہے کہ وہ اپنے لیئے کوئی زیادہ لمبی آسایش روا رکھ سکتے ہونگے۔ اعلے حضرت سلطان عبد الحمید کیلئے تخت مطلقاً کوئی آرام کی جگہ نہین ہے۔ اور چونکہ چند ہفتے ہوئے مجھے اونکا مہمان رہنے کی عزت حاصل ہوچکی ہے اس لیئے مین اپنے ذاتی مشاہدہ کی بناء پر بیان کرتا ہون کہ آج تک کوئی مشرقی بادشاہ ایسا نہین ہوا جس نے ٹرکی کے موجودہ فرمانروا کیطرح اپنی کل ہمت و قوت اپنے ملک کی بہتری اور خوشحالی کیلیئے صرف کی ہو۔"

فصل (۴) چہارم

اعلیحضرت نے غیر پسندیدہ کام کونسے کیئے ہین

اچھا اگر مندرجہ امور سلطان کے اچھے کام ہین تو بُرے کونسے ہین ؟ خاندان عثمان کے خیالات اور اصولون کو اگر مد نظر رکھا جاے تو وہ دو ہین ۔ مگر یہہ دونون ایسے ہین کہ اون کے نہایت ہی سخت مخالف اور معترضین بھی چندان گرانوزن نہین سمجھتے ۔ اور ان دونون کی بابت یہ عذر کیا جا سکتا ہے کہ اون حالات کے لازمی نتایج ہین جنکی موجودگی مین اعلیحضرت تخت خلافت کے وارث ہوے ٭

بیڑہ جہازات[1] کیطرف سے غفلت

سب سے اول اور سب سے بڑہ کر اور سب سے بڑا یہ کام ہے کہ اونہون نے بیڑہ جہازات کو بھلا دیا ہے ۔ اسکی خاطر اونہون نے سلطنت کو معرض خطر مین ڈالنا منظور کیا ۔ مگر اوس کا روپیون کے قبضہ مین چلا جانا گوارا نہ کیا ۔ وہی بیڑہ اون کی آنکھون کے سامنے زنگ اور عدم استعمال سے تباہ ہو رہا ہے اور اونکو کوئی پرواہ نہین ۔ آہن پوش جہازات اب بھی بندر مین لنگر انداز ہین ۔ مگر نہ ہی وہ جنگ کر سکتے اور نہ ہی سفر کر سکتے ہین ۔ اون کے انجن بالکل ناکارہ ہو گئیے ہین (سنہ ۱۸۹۵ء) مین جب نہر کیل (واقع جرمنی) کا افتتاح ہوا اور تمام قومون کے جنگی جہاز اس جدید مفید دنیا شاہراہ کی خوشی مین وہان اکٹھے ہوئے ۔ تو سلطان المعظم کو معلوم ہوا کہ اون کے تمام بیڑہ مین صرف ایک آہن پوش ایسا ہے جس کے بایلرون (اور انجنون) پر یہہ بھروسہ ہو سکتا ہے کہ وہ قسطنطنیہ سے کیل اور کیل سے قسطنطنیہ تک کا سفر (جو کہ ایک معمولی مسافت ہے) نباہ سکین گے ۔ بیڑہ جہازات سے ایسی غفلت برتنے ہی کی بدولت اونکا دار الخلافہ آج زار کے قابو مین ہے ۔ کہ جب چاہے لے لے ۔ بحیرہ اسود کا روسی بیڑہ جب چاہے کسی رات کو باسفرس[✱] مین بجبر داخل ہو کر قسطنطنیہ کو جا لیتی

---

[1] مسٹر سٹیڈ کے اس سوال کا مفصل جواب کتاب فتوحات روم مین بحری فوج کے باب مین دے چکا ہون یہان اعادہ کیضرورت نہین مسٹر موصوف کا یہی اعتراض انکے مضمون کے ترجمہ کرنے کا محرک ہوا تھا ۔ مترجم ۔

[✱] باسفرس کے ہر دو سواحل کے مہیب قلعون کی سیلون تک برابر چلی گئی کوہ شکن باتریون اور سب سے بڑہ کر جہاز کو کاگ کیطرح اڑا دینے والے تارپیڈون کو کیا مسٹر سٹیڈ صاحب کی قوت تخیلہ یا ہوائی گولے پہلے ہی سے اڑا چکے ہیں "

[1] اسکی درستی و ابتزادی کے حالات کتاب ترکوں کی موجودہ ترقیات اور اسلامی دنیا کے فوٹو مع جہاز ہمدرد ایجنسی امرتسر نے سنہ ۱۹۰۹ء

توپون، کا نشانہ بنا سکتا ہے قسطنطنیہ اب ہر طرف سے روس کا علاقہ ہے جو گویا جنگی خدمت کے عوض مین سلطان کو جاگیر مین ملا ہوا ہے۔ اور سلطان جیسے کہ روسی کہتے مین زار کے دربان ہین۔ جو روسی سلطنت کے چور دروازہ (دردانیال و باسفرس) کی حفاظت کرتے ہین سلطان المعظم نے ابھی اور ستر برس تک روس کو ساڑھے تین لاکھ پونڈ سالانہ خراج ادا کرنا ہے پس جب کبھی سلطان سے ادائے گی مین کوتاہی ہوئی۔ روس نے الفور ترقی کر سکتا ہے۔ ترکی فوج بحری مین ایک آہن پوش ایسا موجود نہین ہے۔ جو روسی بیڑہ کو کہہ سکے کہ سنبھل کر آنا۔ دستی بجائے خود رہی۔ اب تو یونان بھی عثمانی ترک کا مقابلہ کرنیکے قابل ہو گیا ہے جس کی بحری دلاوری کی کسی زمانہ مین دہاک بندھی ہوئی تھی۔ ترکی جو کبھی دنیا کی نہایت ہی عظیم الشان بحری طاقتون مین شمار ہوتی تھی۔ اب مطلقاً بحری طاقت نہین رہ گئی۔ اس کے اپنے سمندرون مین بھی اوسکی یہی کیفیت ہے۔ پس ایک عثمانی کے خیالات کے مطابق بیڑہ کو زنگ خوردہ اور بوسیدہ ہو جانے دینا سب سے بڑا جرم ہے جس کا الزام سلطان المعظم کے سر تھوپا جا سکتا ہے ❊

وہ کیون حالت کس مپرس مین ڈالا گیا ہے

اعلیحضرت کے ہر دو قبل نشینون کے عہد حکومت کے پردرد واقعات کو یاد کرنیسے اس تغافل کی وجہ تو معلوم ہو سکتی ہے مگر وہ واقعات بھی کو سلطان اس تغافل کے الزام سے بری الذمہ نہین کر سکتے۔ سازشیون نے جب سلطان عبد العزیز مرحوم کو معزول کیا۔ تو انہون نے بحری فوج کو سب سے پہلے اپنے ساتھ گانٹھ لیا تھا۔ اور جب مرحوم بدنصیب سلطان نے مقابلہ کرنے کی دہمکی دی تو سازشیون نے دیکھون مین سے باسفرس کیطرف جہان کو ہمارا آہن پوش صف جنگ باندھے ذرا سی مزاحمت کی بھی علامت معلوم کرنے پر محل سلطانی کو توپون سے اڑا دینے کیلئے تیار کھڑے تھے اشارہ کر دیا۔ یہ بیڑہ جہازات ہی تھا جنہی سازشیون کو محفوظ رکھا اور سازش کو کامیاب کیا۔ اس وقت سے سلطان عبد الحمید کا بحری فوج پر اعتماد نہین جا۔ اسی ہتھیار سے اونکا چچا معزول کیا گیا تہا۔ اور یہ کون کہہ سکتا تھا کہ کس قدر جلد یا دیر مین وہ اونکے بھی برخلاف کام مین نہ لایا جاتا۔؟ پس اس خوف سے کہ مبادا آہنپوش سلطان کو معزول کر دین۔ سلطان نے فی الحقیقت سلطنت کو آہن پوشونکی حفاظت سے محروم کر دیا ہے۔ یہ صریح احمقانہ پالیسی تھی۔ کیونکہ جو آہن پوش مخالف بیڑہ کا مقابلہ کرنے کے قابل نہ ہو۔ وہ پھر بھی سلطانی محل کے اڑانے کے لیئے کافی طاقتور ہوتا ہے۔ بہرکیف بیڑہ کی تباہی کا امر مسلمہ ہے

❊ تاوان جنگ کی سالانہ ساڑھے تین لاکھ پونڈ کی قسط کو مشر سٹیڈ صاحب نے بلند خیالی سے خراج سے تعبیر کر رہے ہین تاکہ ناظرین کو مغالطہ نہ ہو جائے ہم نے یہ تشریح کر دیگئی ہے ❊

فی زماننا سلطان کے پاس کوئی ایسا بیڑہ نہیں ہے جو بیڑے کے نام سے پکارے جانیکے قابل ہو۔ اور جب بیڑہ نہیں تو کوئی بھی چیز نہیں۔ کیونکہ بحری طاقت ہمیشہ سے سلطنت (عظمی) کی بنیاد رہی ہے۔ اور جب ترکی سلطان "خاقان البحرین" نرہا تو وہ مشرق کا شہنشاہ بھی زیادہ عرصہ کیلئے نہیں رہے گا۔

کل کاروبار کے ایک ہی شخص کی ذات پر محدود ہونے سے انتظام مین ابتری

دوسرا بڑا نقص اعلیحضرت کا یہ ہے کہ کل سلطنت کے ہر ایک طرح کے کام یکجا جمع ہونیسے انتظام مین بہت ابتری پیدا ہو رہی ہے۔ وہ ہر ایک کام کو بذات خود کرنے پر اصرار کرتے ہین جس سے کام کبھی ختم نہین ہوتا ہر وقت کام کا بستہ نہا بقایا اونکے سامنے پڑا رہتا ہے۔ ہمارے ملکہ امیر البحری کے لارڈ صاحبان کی نسبت کبھی یہ کہا جاتا تھا کہ وہ سارا دن کاغذون پر دستخط کرنے مین اس قدر مصروف رہتے ہین۔ کہ ان کو خود بیڑہ جہازات کیطرف خیال کرنیکے مطلقاً وقت ہی نہین ملتا۔ یہی کیفیت سلطان المعظم کی ہے۔ مسٹر لیفیو ہ لکھتے ہین کہ "انتظام حکومت کا کوئی ایسا کام نہین کہ خواہ وہ کیسا ہی معمولی اور چھوٹا کیون نہ ہو جو اونکی منظوری اور دستخط کیلئے سلطان المعظم کے روبرو پیش نہ ہوتا ہو۔ انگریزی سفیر نے بطور مثال مجھ سے ذکر کیا کہ وہ اپنی دخانی کشتی کو خود اپنے خرچ پر ترکی ڈاک یارڈ (وہ مقام جہان جہازونکی مرمت ہوتی ہے) مین مرمت کرانا چاہتے تھے جب تک یہ معاملہ سلطان المعظم کے روبرو پیش ہوکر اسکی منظوری نہ نکلی۔ ایک اور سابق سفیر کا بیان ہے کہ جب وہ سلطان المعظم سے محل سلطانی مین ملنے گیا تو اعلیحضرت نے کام کی زیادتی کی شکایت کی۔ اور کاغذات کے ایک انبار کیطرف اشارہ کیا جو اونکی میز پر رکھا ہوا تھا۔ ان سب کاغذات کی نسبت اونکا فیصلہ مطلوب تھا۔ سفیر نے کاغذات کیطرف دیکھا تو اوسے معلوم ہوا کہ سب سے پہلے کاغذ مین وہ قواعد و ضوابط مندرج تھے جو محلہ پیرا کے کسی نئے قہوہ خانہ کیلئے تجویز کئے گئے تھے۔"

اس کثرت اجتماع کا یہ نتیجہ ہے کہ کام کوئی نہین نکلتا۔ ٹھیک وقت پر کوئی کاغذ پیش نہین ہو سکتا۔ اور ہر ایک چیز بے ربط و بے جوڑ ہو جاتی ہے۔

موجودہ تہذیب سلطان المعظم کے لئے بڑی ہی الجھی ہوئی پیچیدہ چیز ہے

یہ معلوم کرنا آسان بات ہے کہ یہ طریقہ اجتماع کاروبار سلطنت پیدا کسطرح ہوا۔ اور یہ معلوم کر لینا اور بھی آسان ہے کہ اس طریقہ کو چلانا کسطرح چاہئے۔ سلطان المعظم کو فقط اپنے آپ پر بھروسہ ہے اور وہ ہر ایک کام کو

بذات خود ہی کرتے رہینگے۔ انکا خیال ہے کہ اس کام کیلیئے خداوند کریم نے کسی اور کو نہین۔ بلکہ صرف انہی کو منتخب کیا ہے۔
اس لیئے یہ ضروری ہوا کہ وہی ہر ایک چیز کا فیصلہ کرین۔ اور وہی ہر ایک چیز پر دستخط کرین گویا وہ قادر مطلق کے
ایسے نائب ہین کہ انکو پھر اپنے اختیارات آگے دوسرون کو سپرد کرنیکا اختیار نہین ہے۔ یہ بات اس وقت تو ممکن تھی جبکہ
سلطانون کو اپنے مقبوضہ ممالک کی حکومت سے بہت تھوڑا تعلق ہوتا تھا۔ یا مطلقاً ہوتا ہی نہین تھا۔ ابتدائی سلاطین
عثمانیہ کے سیدھے سادے زمانہ مین ملکی معاملات مین چندان تردد نہین کیا جاتا تھا۔ قاضی کھجور کے درختون کے نیچے
مسند عدالت بچھا کر عدالت و انصاف کیا کرتے تھے اور سلطان اپنے سپاہیون کے درمیان خیمون مین رہا کرتے۔ اور
سپہ سالاری کا کام کرتے تھے۔ بایزید یلدرم کو انتظامی معاملات کے اس لا انتہا ذخیرہ جزئیات و کلیات سے سروکار نہ تھا جو
آجکل اعلیٰحضرت کے لیئے وبال جان ہو رہا ہے۔ مراد اول کو قہوہ خانون کے قواعد و ضوابط خود مقرر کرنے سے کوئی تعلق ہی نہ تھا۔ نئی
تہذیب نے عثمانیون کی سیدھی سادی طرز زندگی مین بیشمار ضروریات پیدا کر دی ہین۔ سلطان المعظم اس پیچ در پیچ تہذیب کے
بکھیڑون کو تن تنہا نبٹنے کی کوشش کرتے ہین۔ مگر وہ اس سے ایسے ہی عاجز ہین جیسے کہ قیصر جولیس کا توشہ بردار ہوتا اگر
اوسے اچانک یہ حکم دیا جاتا کہ انگلستان کی سب سے بڑی لائن۔ لنڈن اینڈ نارتھ ویسٹرن ریلوے پر جو اسباب وغیرہ ڈھویا
جاتا ہی اوسے وہ بیل گاڑیون سے منزل مقصود تک پہونچا دے۔

انگلستان مین بھی ایک عبد الحمید موجود ہے

مگر ہم انگریز لوگ بیچارے ظل اللہ پر جو محل یلدز کوشک مین بیٹھا بلا ناغہ ہر روز نہایت مستعدی سے مشغلہائے
بے پایان مین مصروف رہتا ہے۔ اعتراض نہین کر سکتے۔ وہ اپنے ہوس آف کامنز (دار العوام) کو دیکھین کہ وہ کیا
چیز ہے۔ اور اوسکا کیا حال ہے؟ کام کے بقایون مین وہ دبا ہوا ہے۔ قدم قدم پر اوسکی مزاحمت ہوتی ہے۔ اور کام کو ختم
کرنے مین وہ نہایت ہی عاجز اور لاچار ہے۔ پس وہ گویا برٹش عبد الحمید ہے (یعنی انگلستان کا عبد الحمید ہے) جو مختلف
پیچیدہ کاروبار سے لدے ہوئے مختلف صیغون اور محکمون کا ایک نہایت ہی منجمد انبار اور تودہ ہے۔ وہ کام چلانے سے
عاجز ہونے مین عثمانی عبد الحمید سے کم نہین بلکہ زیادہ۔ کیونکہ اوس مین بجائے ایک کے چھ سو ستر
دماغ (ممبران پارلیمنٹ) کام کرتے اور اوس کے منتظم ہین۔ ہمارا ہوس آف کامنز بھی ٹھیک سلطان المعظم کیطرح
اپنے اختیارات کی کمی کو ہرگز گوارا نہین کر سکتا۔ وہ کام کو تقسیم کرنے سے قطعی انکاری ہے۔ اور پرانے طریقون پر
بڑی ضد اور اصرار سے قائم ہے۔

دی گرینڈ اولڈ مین (بزرگ پیر مرد یعنی مسٹر گلیڈسٹون) اور سلطان المعظم

سلطان المعظم کا دوسرا عیب بھی ایسا نہیں ہے کہ انگلستان مین اوسکی نظیر موجود نہ ہو۔ ہمارا لبرل فریق اسوقت سلطنت عثمانیہ سے بھی بدتر حالت مین ہے۔ اور وجوہات تقریبًا یکسان ہین۔ دی گرینڈ اولڈ مین جو بہت برسون تک امیر المومنین کیطرح ہر چیز پر اپنا سایہ ڈالے رہا ہے۔ ہمارا ظل اللہ تھا۔ اور اوس کے سایہ کے نیچے کوئی ساتھی یا ہمعصر اتنا اقتدار حاصل نہیں کرسکتا تھا۔ کہ وہ اپنی پارٹی کا معتمد بن جائے یا اوسکو جوش کو ابھار سکے جو کچھ سلطان المعظم اپنے پاشاؤن کیلئے ہین۔ وہی کچھ مسٹر گلیڈسٹون اپنے ساتھیون کیلئے تھا مسٹر گلیڈسٹون کو یہ بات اپنی شاندار پولیٹیکل فراست اور بے نظیر تجربہ کاری کے قدرتی اور جائز فوقیت کیوجہ سے حاصل ہوئی۔ اور اعلٰحضرت مین یہہ بات اونکی اعلٰے منزلت اور اوس بیاعتباری کیوجہ سے پیدا ہوئی جو ایسی بادشاہ مین طبعی طور پر موجود ہو جاتی ہے جسکو اپنے قبل نشین بادشاہ کے وزرا کی سازش کی بدولت تخت و تاج ملا ہو۔ خیر وجہ کچھ ہی ہو۔ نتیجہ بہرحال یکسان ہوتا ہے ظل اللہ اپنے سوا کسی اور پر بھروسہ نہیں کرتے۔ اون کے ماتحت مدبرین و مشیر کام نہیں کرتے۔ دیتے کہ انکے وزرا وغیرہ اپنی تدبیر و لیاقت کو کام مین نہیں لا سکتے۔ صرف بندہ حکم ہین) بلکہ وہ لوگ صرف ایک عارضی اوزار ہین جن کو وہ تھوڑی دیر کے لیئے استعمال کرکے پھر ایک طرف کو پھینکدیتے ہین۔

ہم تسلیم کرتے ہین کہ ایک واحد شخص ایک سلطنت کا انتظام کرسکتا ہے۔ بشرطیکہ وہ فقط شہنشاہی امور سے سروکار رکھے۔ لیکن شہنشاہ ہونے کے ساتھ ہی اگر وہ شخص واحد خود ہی باورچی خود ہی اردلی اور خود ہی خانساماں بننے پر اصرار کرے تو ظاہر ہے کل آخرکار ایکدن ٹوٹ ہی جاوےگی۔

اعلیحضرت سے مسٹر ہیوٹ کی ملاقات۔

یہ تو ہوسکتا ہے کہ اعلٰحضرت جو چاہے سو کرسکین۔ مگر یہہ نہیں ہوسکتا۔ کہ اون کو سب چیزون کا علم بھی ہو

و مسٹر سٹیڈ نے ماضی کا صیغہ اس لیئے استعمال کیا ہے کہ مسٹر گلیڈسٹون ۱۸۹۴ء سے پولیٹیکل لائف یا انتظامی امور سلطنت سے بالکل علیحدہ ہوکر جا نشین ہوگئے ہیں۔ اور گو از سکا اب بھی کبھی کبھی جوش آجاتا ہے۔ مگر امید نہیں کہ پھر پالیٹکس مین قدم رکھین اونکے علیحدہ ہوجانے سے لبرل فریق بے سردار ہوگیا ہے اور ان مین کوئی ایسا شخص نہین ہے جو مسٹر گلیڈسٹون کا قائم جانشین کہلاسکے۔ وجہ یہی ہے کہ مسٹر گلیڈسٹون ایک سانپ تھے جن کے سامنے کوئی چراغ نہ جل سکتا تھا۔ اسکے ہمعصرون و ہمرتوان مین سے کسی کو اونکی موجودگی مین ایسا موقع نہ ملا کہ وہ نیک دوبدسے واقف ہوتا۔ یا اپنی جماعت کا معتمد بنتا۔

ناممکن ہے کہ یلدز کوشک مین بیٹھے جو کچھ اونکے صوبجات بعیدہ مین گذر رہا ہے۔ اوس سب کا اونکو علم ہو سکے مسٹر ہیویٹ نیویارک کے سابق میور نے مجھے ایک نہایت ہی دلچسپ گفتگو سنائی جو بمقام قسطنطنیہ ایکدفعہ اونکی اعلیحضرت کیساتھ ہوئی مسٹر موصوف بڑے ذہین اور تیز طبع آدمی ہین۔ ایشیائے کوچک مین سیاحت کرنے کے دوران مین وہ ایک کسان کو اپنے دروازے کے سامنے سے ایک نہایت عمدہ کھجور کا درخت کو کاٹتا دیکھ کر نہایت متاثر ہوئے۔ کسان مذکور درخت کا محصول نہین دیسکتا تھا جس کی پہنچنے کر لیئے اوسنے مجبوراً درخت کو کاٹدیا۔ اوسطرح ہمیشہ کیلئے محتاج ہو گیا جب وہ سیاحت سے قسطنطنیہ واپس آئے تو اونہون نے اعلیحضرت سے یہہ ذکر کرکے بڑا افسوس ظاہر کیا اور کہا کہ اوس مرغی کو جو سونے کا انڈے دیتی ہو مار ڈالنا سخت بیوقوفی ہے (اعلیحضرت مولانا السلطان) عبد الحمید نے انکی گفتگو کو کمال ہمدردی اور غور سے سنکر صاحب موصوف کا دلی شکریہ ادا کیا۔ اور اوس عہدہ دار کو جو علاقہ مذکور مین وصول محاصل کا ذمہ وار تھا موقوف کر دیا مگر ساتھ ہی بڑی حسرت سے ارشاد فرمایا کہ سلطنت کے کل حصون پر نگرانی رکھنا ناممکن امر ہے۔ اس کے بعد حضور ممدوح نے مسٹر ہیویٹ کو ایسی دلسوزی اور سچی ہمدردی سے کہ جسے دیکھکر صاحب موصوف پر بڑا گہرا اثر پڑا۔ تاکید فرمائی کہ جہان کہین وہ کوئی ایسی بات دیکھین یا سنیں جس کا جاننا سلطان المعظم کیلئے ضروری ہو تو وہ فوراً اونکو تحریر کر دیا کرین مسٹر ہیویٹ نے اس اجازت سے فایدہ نہ اوٹھایا۔ اور جب یہہ ذکر مجھ سے ہوا تو میناونکو سلطان کی آنکھ اور کان بننے کا موقعہ کھو دینے پر سخت ملامت کیا۔ بہر حال مسٹر ہیویٹ اس بات کا پورا قایل تھا کہ سلطان المعظم بھلائی کرنے کی سچے دل سے کوشش کرتے ہین۔ مگر افسوس ہے کہ اونکو بیشمار مجبوریوں اور لاچاریون کے مقابلہ مین کام کرنا پڑتا ہے۔

دہقانون کا افلاس

شائع شدہ کیفیتون اور سرکاری قرضہ کی شرح وغیرہ کے لحاظ سے تو سلطنت کی مالی حالت بیشک بہت درست ہو گئی ہے۔ مگر یہہ اندیشہ کرنے کیوجہ پائی جاتی ہے کہ سلطنت عثمانیہ کی ساکھ کی درستی غالباً محاصل کو ایسی سختی سے تحویل وصول کرنیکی طفیل ظہور میں آئی ہے کہ جسنے دہقانونکی خوشحالی کے وسائل کو مسدود کر دیا ہے۔ نظامی قومی قرضہ کی انٹرنیشنل کمیشن کے انگریزی ممبر مسٹر کیلرڈ نے *جب ۱۸۹۸ء ہی مین رپورٹ کی کہ صوبجات مین صورت حالات مایوسی بخش ہوتی جاتی ہے تو

*خطوط رصدانی کی یہ عبارت اصل مضمون مین مفہوم ہے۔ مسٹر کیلرڈ کی رپورٹ بابت ۱۸۹۸ء کا اقتباس درج کرنیسے مسٹر سٹیڈ کا یہ منشا ہے کہ جب ۱۸۹۸ء ہی مین ایسی حالت بدتر ہو گئی تھی۔ تو اب اوس سے بھی زیادہ خراب ہو گئی ہو گی۔ مگر ہم اونکو اطمینان دلاتے ہین کہ بفرض محال ۱۸۹۸ء مین اگر دہقانون کی حالت خراب ہی تھی۔ تو اب یقیناً وہ کیفیت نہین رہی۔ اور اونکی حالت نہایت اطمینان بخش ہے۔ اگر اونہین ہماری بات کا اعتبار نہ ہو تو اسی مسٹر کیلرڈ صاحب کی رپورٹ ہائے بابت سنین گزشتہ (بقیہ نوٹ صفحہ آئندہ پر دیکھو)

اب پانچ چھ برس بعد خدا معلوم حالت اور کیسی ابتر ہوگئی ہوگی) صاحب موصوف اپنی رپورٹ مین حسب ذیل لکھتے ہین :-

"ملک کے اندرونی حصص مین کاشتکار لوگ اپنی ضروریات کو جہان تک ممکن تھا محدود کرکے سادہ سے سادہ شکل مین لے آئے ہین۔ اور اس امر کے ثبوت مین بہت علامات موجود ہین۔ کہ وہ دن بدن اپنی معدودے چند اٹل ضروریات کو خریدنے سے زیادہ عاجز ہوتے چلے جاتے ہیں۔ مثلاً چند برس ہوئے متوسط الحال کاشتکارون کے مکانات مین کھانا پکانے کے مسی ظروف نظر آتے تھے۔ مگر ضروری احتیاجات وقت کو پورا کرنے کے لیئے وہ آہستہ آہستہ بیچ ڈالے گئے ہین اور اب انکا نام و نشان نہین رہ گیا۔ اونکی جگہ مٹی کے برتنون نے لیلی ہے۔ اور اگر کسان کسیقدر خوشحال ہے تو لوہے کے برتن نظر آجاینگے۔ کسانون کا سب سے بڑا خرچ اونکی مستورات کی پوشاک ہے۔ وہ چھینٹ وغیرہ اور ململ کے کپڑے پہنتی ہین۔ مگر اب وہ ان پارچات کو حتے الامکان بہت کم بلکہ نہ خریدنے کے برابر خرید کرتے ہین کیونکہ وہ اونکی قیمت ادا کرنیکی استطاعت نہین رکھتے۔ یہ کم استطاعتی بھی ایک بڑی وجہ ہے۔ کہ اشیاء درآمد کی مقدار مین کیون ایسی آہستگی سے ترقی ہوتی ہے۔ کسان لوگ نقد روپیہ دیکر بہت کم سودا خریدتے ہین۔ جو کچھ تھوڑی بہت اونکے پاس نقدی ہوتی ہے وہ محاصل کے ادا کرنے مین چلی جاتی ہے۔ اسی لیئے وہ زیادہ تر خرید و فروخت تبادلہ اشیاء سے کرتا ہے۔ افلاس کی ایک بہت بڑی علامت ڈاکہ زنی کی کثرت ہے۔ جو آجکل بہت زورون پر ہے۔ ڈاکوؤن کے نئے نئے گروہ پیدا ہوگئے ہین۔ اور اندرون ملک سے ہر روز کسی نہ کسی تازہ ڈاکہ زنی کی خبر موصول ہورہتی ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ جو لوگ اشد تلاش و مفلس ہو جاتے ہین۔ اور فاقہ کا مہیب دیو جن کے سامنے نمودار ہو جاتا ہے۔ وہ اپنا پیٹ پالنے کیلئے قزاقی و راہزنی اختیار کر لیتے ہین"

سلطان کا تمول۔

مگر جون جون دہقان مفلس ہوتے جاتے ہین۔ تون تون سلطان المعظم دولت مند ہوتے جاتے ہین اونھون نے جسطرح بن پڑا۔ بڑے بڑے وسیع اور بیش بہا املاک حاصل کرلیے ہین۔ ایک امریکن مورخ جو ایشیائی تعلیم

بقیہ نوٹ صفحہ گزشتہ) ملاحظہ فرمائیے۔ یہ رپورٹین اونکی ۱۸۹۵ء والی رپورٹ سے بالکل برعکس کیفیت ظاہر کرتی ہین۔ ناظرین چند ایک رپورٹون کا خلاصہ واقعات دوم مین مطالعہ کرسکتے ہین۔ البتہ ہندوستان کے کاشتکارون کی نسبت مسٹر شیڈ صاحب اگر یہ تحریر فرماتے تو بیشک ہم تسلیم کرلیتے۔ کیونکہ بیچارون کا مفت مین نام بدنام ہے۔ رحمدل اور رعایا پرور انگریزی گورنمنٹ کے زیر سایہ جو کاشتکار آباد ہین۔ اونکی نسبت ہمیشہ مشاہدہ ہوتا رہتا ہے۔ کہ زراعت کی محنت و مشقت سے اگر کسی نے اپنی بیوی کیلئے دوچار روپیہ کی ہنسلی یا بالی گھڑا دی ہو یا دوچار مسی برتن خرید لیے ہون تو وصولی معاملہ کیوقت وہ بالضرور رہن یا بیع ہوکر بنیا کی دوکان پر پہنچ جاتے ہین۔ افلاس کی دوسری علامت یعنی چوری ڈاکہ زنی کی بھی ہندوستان مین کمی نہین رہ گئی۔ اور ابھی آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا۔

جس نے چند برس بغداد اور شام مین رہائش رکھی حسب ذیل لکھتا ہے:۔

"صوبہ بغداد کی نصف اراضیات سلطان المعظم کے ہاتھ مین چلی گئی ہین۔ انہون نے کل وادی فراتین خرید کر اپنے تصرف مین کر لی ہے۔ اسکا ایک اثر یہ بھی ہوا کہ صوبہ مذکور شاہی خزانہ کو زائد محاصل ادا کرنے کی بار سے سبکدوش ہو گیا ہے کیونکہ سلطانی اراضیات اور اونکے کاشتکار محصول سے بری الذمہ ہوتے ہین"۔

فصل (۵) پنجم

سلطان المعظم کی پرائیویٹ زندگی۔

یہ کسی شخص کو ٹھیک طور پر معلوم نہین کہ سلطان المعظم اپنی زندگی کسطرح بسر کرتے ہین تھوڑا ہی عرصہ ہوا ایک شخص اعلیحضرت سے ملاقات کرنے کے لیے یلدز محل مین گیا تھا۔ اوسنے تین پاشاؤن سے دریافت کیا تھا کہ اعلیٰحضرت اپنا دن کسطرح سے کاٹتے ہین۔ مگر تینون نے ایک دوسرے سے مختلف جواب دیا۔ یہ تینون پاشا ایسے تھے کہ ہر ایک کی نسبت یہ یقین ہوتا تھا۔ کہ وہ بہ حیثیت اپنے عہدہ و منصب کے اصل حقیقت سے ضرور واقف ہونگے۔ جو کچھ معلوم ہے وہ اسقدر ہے۔ کہ اعلیحضرت یلدز کوشک مین جہان دوسرے محلات کی نسبت زیادہ تنہائی میسر ہوتی ہے نہایت ہی سادگی سے زندگی بسر کرتے ہین۔ لیڈی فرانسیس ایلیٹ نے اپنی کتاب سفرنامہ قسطنطنیہ[2] مین اعلیحضرت کی روزانہ اوقات بسری کا حال لکھا ہے۔ اس سے بڑھکر محقق اور درست بیان غالباً یورپ کی کسی مطبوعہ کتاب مین نہ ملیگا۔ وہ حسب ذیل تحریر کرتی ہین:۔

یلدز کوشک۔

اعلیحضرت سلطان عبد الحمید ایک نازک مزاج آدمی ہین۔ اپنے چچا کی دردانگیز موت کے وقت سے اونہون نے یلدز کوشک

---

[1] دریاے فیران شام کا مشہور دریا ہے جو صوبہ دمشق سے گذرتا ہے لبنان کی شرقی سرحد ہے۔ اسکا طول ۴۰۰ میل ہے یہ جبل نبخ سے جس کا پرانا نام ہرمون ہے نکلکر بعلبک کے پاس سے گذرتا ہوا ایک چھوٹی سی جھیل ہو سما امولہ بنا ہے پھر اس سے نکلکر جھیل طبریاس مین گرتا ہے اور وہان جنوب کیطرف گذر کر جھیل مردار مین جا گرتا ہے۔ اسکی وادی تمام شام مین نہایت سرسبز اور آباد مشہور ہے ۔ مترجم۔ اسمین کی غلطی

[2] انگریزی نام کتاب کا ڈائری آف این آئیڈل ویمن ان کونسٹنٹی نوپل ہے۔

جس کا لفظی ترجمہ ہے ایک بیکار عورت کا روزنامچہ۔

کے چھوٹے سے محل میں رہائش تبدیل کرنے کو پسند نہین کیا یہ محل شہر سے تقریباً تین میل کے فاصلہ پر باسفرس کے یورپی کنارے پر پہاڑیون کے سلسلہ پر واقع ہے - یلدز کا راستہ محلہ پیرا کی ٹیڑھی و درہم ارگلیون سے گذر کر ایسی علاقہ مین پہونچتا ہے جسے شہری علاقہ کی نسبت دیہاتی علاقہ کہنا زیادہ مناسب ہے - پھر پہاڑی پر سر گوڑ رفتار سے چڑھنے کے بعد ایک محل نما کوشک کا نقشہ جو چھوٹا سا اور موجودہ طرز عمارت مین بنا ہے - درختون کے سیاہ جھنڈون کے حلقہ کے اوپر سے اُٹھتا ہوا نظر آجاتا ہے - یہی یلدز کوشک جہان امیرالمومنین رہتے ہین یہ محل ہرگز نہین ہے - بلکہ ابتدا از موسم گرما کے رہنے کا بنگلہ تھا - اسکا رقبہ جسمین درخت بافراط موجود ہین بہت وسیع ہے - گہاس کے تختے عجب دلکش ہین - اوسمین اور بھی بنگلے بنے ہوئے ہین جنپر بھی درختون کے جھنڈ سایہ کیے ہوئے ہین - یہ جھنڈ پہاڑی کے دامن پر تا لب باسفرس گہاٹ تک چلے گئے ہین یہان سے سمندر و خشکی یورپ و ایشیا سب طرف نہایت دلفریب نظارے دکھائی دیتے ہین - باسفرس جس کا نہایت ہی نیلا پانی آسمان کی نیلاہٹ کو مات کرتا ہے - اور جس کے دونون کنارون پر سفید سفید محلون کی قطارین دور تک چلی گئی ہین - بالکل قریب ہے - اور سٹیمر کشتیان اور بادبانی جہاز ہر لحظہ پاس سے گذرتے رہتے ہین"

اعلیٰ حضرت کی روزانہ اوقات بسری

" محمد ثانی کے تخت پر کوئی ایسا سلطان جلوہ افروز نہین ہوا جو پرائیویٹ لائف مین حضور ممدوح سے زیادہ پاک و صاف ہو - یا جس کو اُنسے بڑھ کر عام ہمدرد طبیعت اور نیکدلی عطا کیگئی ہو - معصوم بھتیجون کو قتل کر دینے کی مکروہ و ہیبت رسم اون کے عہد حکومت مین بند ہوگئی ہے - اپنے حرم کے لوازمات و اخراجات مین وہ نہایت ہی محتاط و میانہ رو ہین - یورپ کیطرح سلطان المعظم بھی تنہا کھانا تناول فرماتے ہین - عموماً وہ اون دریچون کے قریب بیٹھکر جو باسفرس کے اوپر بنے ہوئے ہین کہانا کھاتے ہین مگر بعض خاص موقعون پر وہ شریک مجلس ہو جاتے ہین - اور اون موقعون پر شاہی مہمانون سفراء اور اونکی لیڈیون کے ساتھ نہایت ہی شائستگی و خوش اخلاقی اور تواضع سے پیش آتے ہین اور کھانے کی میز پر تمام یوروپی اغذیہ و اطعمہ موجود ہوتے ہین حضور ممدوح بالعادت صرف پانی پیتے ہین جو خاص تھیلیون کے ساتھ پیپون مین بھر کر محل مین لایا جاتا ہے - اونکی خوراک بہت ہی سادہ ہوتی ہے - اور اسمین زیادہ تر مقولات اور ترکاریان ہوتی ہین - وہ نقرئی دیگچیون مین جو سر بمہر ہوتی ہین - اور اون کے سامنے میز پر چنی جاتی ہین کہانا کھاتے ہین - ان سے بڑھ کر کوئی شخص محنت نہین کرتا - وہ بہت تھوڑے گھنٹے سوتے ہین - اور بعض اوقات قلم ہاتھ مین لیئے ہر ایک کاغذ پر جن مین محل کے نہایت ہی ادنے ملازم سے لیکر گورنر کی تقرری تک کے کاغذ ہوتے ہین - بذات خاص دستخط کرنے ہی مین ساری رات گذار دیتے ہین"

"صبح سے شام تک کیا کرتے ہین"

"اکثر مشرقی لوگون کیطرح اعلیحضرت سویرے جاگتے ہین۔ وہ بڑے پکے اور عابد وزاہد مسلمان ہین۔ وضو اور نماز کے بعد جو انکے مذہب کے رو سے ہر فرد پر فرض ہے۔ قہوہ کی ایک پیالی پیتے ہین پھر سگرٹ پینا شروع کرتے ہین جنہین لوئیس بوناپارٹ کیطرح وہ برابر سارا دن پیتے رہتے ہین۔ دس بجے صبحکو وہ وزراء کی رپورٹین سنتے ہین اور تن تنہا یا اپنے سیکرٹریون کے ہمراہ ایک بجے تک کام کرتے ہین پھر کھانا تناول فرماتے ہین جسکے بعد وہ محل کے رمنہ مین دو گھنٹے تک بازگاڑی مین ہوا خوری کرتے ہین یا سنہری گلٹ کی ہوئی کشتی مین جھیل پر جو رمنہ مذکور مین ہے سیر کرتے ہین۔ وہ سوائے اس وقت کے کہ جب کہ مسجد مین جانا ہو کبھی محل یلدز کے احاطہ سے باہر نہین جاتے سیر یا ہوا خوری کے بعد وہ پھر محل مین داخل ہو جاتے ہین۔ اور کونسل آف سٹیٹ کی میر مجلسی کرتے ہین۔ یا سفراء ممالک غیر سے ملاقات فرماتے ہین۔ رات کا کھانا وہ شام کے وقت تناول فرماتے ہین۔ اسوقت ترکون کا مشہور قومی کھانا پلاؤ و حلوئیات اور بر فدار شربت سلطانی میز پر چنے جاتے ہین۔ اسکے بعد وہ سلاملق (ملاقات کا کمرہ) مین تشریف لیجاتے ہین۔ اور وہان عثمان غازی اور ان ایسے بڑے بڑے پاشاؤن اور جرنیلون کو شرف قدمبوسی سے ممتاز فرماتے ہین۔ یا کھانے سے فرصت پاکر بالعموم حرم سرا مین چلے جاتے ہین۔ اور شام گھنٹے اپنی حرم محترم۔ بال بچون اور والدہ کی صحبت مین صرف کرتے ہین موسیقی سے انکو بہت انس ہے۔ اور نج مین خود بھی پیانو بجاتے ہین۔

"وہ ٹھیٹھ ترک اور عثمانی ہین۔ انکو کامل یقین ہے کہ انکے سپاہی دنیا مین سب سے اچھے سپاہی ہین۔ اور گو وہ نہایت ہی متحمل اور فوجی قواعد کی دلسے متابعت کرتے ہین۔ اعلےٰ حضرت دھیمی آواز مین نہایت آہستگی اور صفائی سے آہستہ آہستہ گفتگو کرتے ہین۔ مگر کبھی کبھی قوت بیانیہ کے موجزن ہونے سے فصاحت کا دریا اُمڈ آتا ہے۔ درویشون اور علماء کے معروضات بڑے غور سے سنتے ہین۔ اور انکے بڑے حامی ہین یہ لوگ فی الفور شرف باریابی حاصل کر لیتے اور امیر المومنین کی داد و دہش سے مالا مال ہو جاتے ہین۔ وہ بڑے فیاض ہین جو انکی جانفشانی سے خدمت کرتے ہین۔ انہین انعام و اکرام عطا فرما کر نہایت خوش ہوتے ہین۔ یورپین لیڈیون کو جو تحفہ تحائف مرحمت فرماتے ہین۔ وہ خاصکر بہت ہی قیمتی اور ان کے جواہرات اور موتی نہایت بیش قیمت اور آبدار ہوتے ہین۔ اعلےٰ حضرت کے پاس جواہرات اور موتیون کا لا انتہا خزانہ ہے۔ اور ان سے قدیم ملسر ا مین الماریون پر الماریان بھری پڑی ہین"۔

ہوبرٹ پاشا

سلاملق
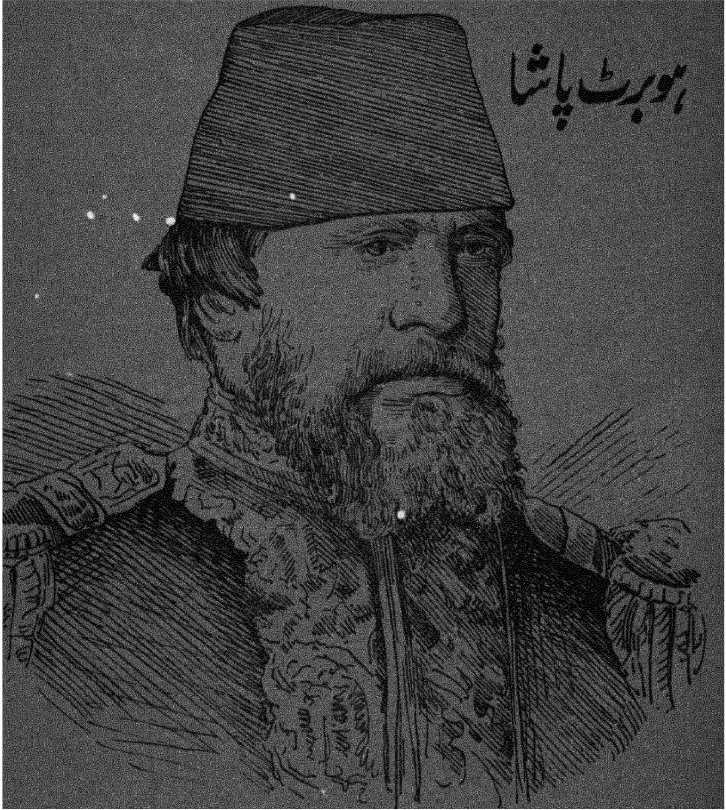
اعلیٰحضرت حضرت جمعہ کے دن جب کہ وہ مسجد کو تشریف لے جاتے ہین۔ رمنہ کی حدود سے باہر نکلتے ہین تمام فوج آراستہ ہوکر رستہ مین صف بستہ کہڑی ہو جاتی ہے۔ وزراء ہمرکاب ہوتے ہین۔ اور بے تعداد خلقت امیر المومنین کے روئے مبارک کی زیارت کرنے کے لیئے جوق درجوق جمع ہو جاتی ہے۔ ایک اخبار کا نامہ نگار سلطانی جلوس کی کیفیت اسطرح لکہتا ہے:۔

" اعلیٰحضرت ایوان شاہی سے باہر قدم رکہتے ہین۔ یک لخت چارون طرف پوری خاموشی چہا جاتی ہے اور پہر جب وہ بیرون دروازہ پہونچ جاتے ہین۔ تو سینکڑون بحری سپاہیان خاص ایک آواز ہوکر ترکی ہُرّا ہ (بادشاہم چوق یشا) کا نعرہ بلند کرتے ہین۔ اور کہلی گاڑی آہستہ آہستہ بیچ سے گذر جاتی ہے۔ دائین طرف اعلیٰحضرت رونق افروز ہوتے ہین۔ انکی داڑہی کے بال سفید ہونے شروع ہوگئے ہین۔ قد کسیقدر خمیدہ ہوگیا ہے۔ اور چہرہ زردی مایل سفید ہے (افکار سلطنت کیوجہ سے) وہ اپنی اصلی عمر سے آٹھ دس برس بڑے معلوم ہوتے ہین۔ انکی بائین طرف غازی **عثمان پاشا** بیٹھے ہوئے ہین۔ یہ نامور بہادر بھی اپنے آقا کے ساتھ ساتھ بوڑہا ہوا چلا جاتا ہے۔ دور دیہ مکانات کی دریچے ممالک اجنبیہ کے سیاحون سے پر ہین (ادب سے) تمام رعایا خاموش کہڑی ہے ہزارون کی تیز نگاہین اوس گاڑی پر لگی ہوئی ہین۔ جسپر وہ شخص بیٹہا ہے۔ جو کروڑون جانون کا مالک ہے اور جس کے دل کا بہید کسی کو معلوم نہین ہوتا۔ گاڑی آخر کار دروازہ مسجد پر پہونچ جاتی ہے۔ اور جونہی سلطان المعظم اوسکی سیڑہیون پر قدم رکہتے ہین۔ مؤذن سر بفلک مأذنہ یا مینار کی کٹہرہ دار چوٹی پر کہڑا ہوکر آذان دینی شروع کر دیتا ہے۔ جس کی بلند اور خوش آیند آواز اوس سناٹے مین عجیب دلکش معلوم ہوتی ہے۔ اعلیٰحضرت کے اندر داخل ہونے پر مسجد کے دروازے بند ہو جاتے ہین۔ اور جلوس ختم ہو جاتا ہے۔ تمام لوگون کی زبانین کہلجاتی ہین۔ اور باہمی گفتگو اور غل غپاڑہ شروع ہو جاتا ہے۔ ایک امریکن نے بوقت بیان کیا کہ سطرح گولڈ امریکن اعلیٰحضرت سے ایسا مشابہ ہے۔ کہ واپس آتی دفعہ اگر غازی عثمان کے سامنے اوس کو بٹہا دیا جائے تو کوئی شخص اس تبدیلی کو نہ معلوم کر سکے "۔

آدہا گھنٹہ گذرنے کے بعد سلطان المعظم مسجد سے برآمد ہوتے ہین۔ اور وکٹوریہ قسم کی دو بہیہ گاڑی پر سوار ہوکر دونون گہوڑون کی راسین دست خاص مین پکڑ لیتے ہین۔ اور قدم بقدم رفتار سے محل ہمایون کو واپس تشریف لیجاتے ہین۔

اعلیٰحضرت کیسے دکھائی دیتے ہین۔

مس ایسٹ نے جب ان کو دیکھا تھا۔ تو اونکے حلیہ کی نسبت یہ بیان کیا یہ سلطان ان تمام بادشاہون مین سے جن کو مینے دیکھا ہے۔ نہایت ہی غمگین صورت اور اوداس شکل ہین۔ انکا جسم بھاری نہین۔ رنگت گندم گون ہے۔ اور بڑی بڑی آنکھون مین دہشت اور خوف بسا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ لوگ کہتے ہین۔ کہ اون کو ہر وقت دھڑکا لگا رہتا ہے۔ مگر اونکے قبل نشین سلطان عبد العزیز۔) کی قسمت کو یاد کرنے سے یہ امر کچھ عجیب نہین رہ جاتا۔ البتہ افسوسناک ضرور ہے۔ کیونکہ اگر وہ ان خطرات پر غالب آجاہین اور ان کو دل سے دور کردین۔ تو اونکا چہرا نہایت ہی دلفریب۔ خوشنما۔ شگفتہ اور خوبصورت ہو جائے۔ اب اس وقت اس چہرہ کی یہ حالت ہی۔ کہ اونکی آنکھون کا نقشہ کئی دن عالم تصور مین مجھے متوحش بنائے رہا۔ وہ ایسا پژمردہ ہو رہا ہے۔ کہ سلطان اگر یورپ مین ہوتے تو اطبا حکم لگا دیتے کہ اونکی حالت بہت ردی ہے۔ مین نے سنا ہے کہ سلطان کا سب سے بڑا دوست اور رفیق اونکا طبیب ہے۔ یہ بھی کوئی تعجب خیز امر نہین۔ کیونکہ جسطرح وہ زندگی بسر کر رہے ہین۔ اسمین اونکو طبیب کا ہمیشہ محتاج رہنا لازمی بات ہی"

اللہ اکبر۔ اس شاہی حرمان نصیبی کے سبق کے سامنے مشرقی بادشاہونکی حیرت افزا شان وشوکت اور طمطراق کیسی حقیر اور بے وقعت معلوم ہوتی ہے!۔ اسمین مبالغہ نہین کہ سلطنت عثمانیہ کا عاجز ترین گدا سلطان سے زیادہ خوش ہے!!!

اون کو قاتلون کا بڑا خوف رہتا ہے

اعلیٰحضرت کا بدمنش قاتلون کے داؤگھات سے ترسان رہنا کوئی حیرانی کی بات نہین۔ سلطان عبد العزیز کو زہر سے ماردیئے جانیکا ایسا خوف دامنگیر تھا کہ وہ اکثر خوب اُبلے ہوئے انڈون پر گذارہ کرتے تھے۔ عبد الحمید اپنے پارک (تفریحگاہ۔ رمنہ) سے کبھی باہر نہین نکلتے۔ شہنشاہ جرمن جب قسطنطنیہ مین گئے تھے تو اعلیٰحضرت نے اون کے ساتھ مسجد اا صوفیا تک جانے سے انکار کر دیا تھا۔ ایک اخبار لکھتا ہے کہ [illegible] دی ہے اعلیٰحضرت نے دو بار مین ملاقات کی۔ اور باتون باتون مین اور رستے اپنی سلطنت کی کمزوری کی شکایت [illegible] بڑے جوش [illegible] وشتو [illegible] اور [illegible] ملک [illegible] مین

تبدیلی آب و ہوا اور ہوا خوری کے لیئے بیبر کیا گیا ہے۔ سنا گیا ہے کہ اوس کے چلے جانے کے بعد سلطان المعظم نے بڑی حسرت کے ساتھ فرمایا کہ مین نے اس عورت کا کیا بگاڑا ہے۔ کہ وہ میری ہلاکت چاہتی ہے؟ وہ مجھے کیون ایسے خطرات مین پڑنے کی صلاح دیتی ہے"۔

جاسوسی عام ہے

اس عنوان کے تحت مین مسٹر سٹیڈ تحریر فرماتے ہین۔ کہ سلطان کو اپنے جمیع موالی کی طرف سے دل مین شک رہتا ہے۔ اور اون لوگون کو بھی ہر وقت یہی دھڑکا لگا رہتا ہے۔ کہ اگر سلطان کو ذرا سا بھی شک ہو گیا۔ کہ اون مین سے کوئی اونکی جان لینے کے درپے ہے تو اوسکی خیر نہین۔ وہ ہر ہفتہ باڈی گارڈ تبدیل کرتے رہتے ہین۔ اور وزرا کو بغیر تحریری اجازت کے محل سے باہر نہین جانے دیا جاتا۔ ہر ایک جگہ اونکے جاسوس موجود ہین۔ حرم سرا۔ وزرا۔ عام مکانات اور بازار کوئی جگہ اون سے خالی نہین۔ بھائی کو بھائی پر اعتبار نہین ہر ایک دوسرے کو یہی سمجھتا ہے کہ وہ سلطانی جاسوس ہے۔ سلطان کی زندگی کرۂ ہوائی کی بجائے شک و شبہ کے کرہ مین بسر ہو رہی ہے۔ اور یہی اونکی زندگی کا موجب ہے۔ اگر خانساماں کو باورچی پر اعتبار ہو تو ممکن ہے کہ پہلی ہی رات سلطان المعظم کی جان لے لی جاوے۔ اونکو ہر ایک شخص سے بے اعتباری ہے حتےٰ کہ ایکدفعہ عثمان پاشا کون عثمان؟ عثمان فاتح! عثمان بہادر معرکۂ پلیونا کو اس جھوٹی اطلاع ملنے پر کہ مومی الیہ نے رشاد پاشا ولیعہد تخت و تاج کو سلام کیا تھا۔ تین دن کیلیئے نظر بندی مین ڈالدیا قصہ مختصر کل سلطنت مین کوئی شخص سوائے اعلیحضرت عبد الحمید کے کوئی شخص نہین ہے پریس کی زبان بند ہے۔ اوسے ذرہ بھر آزادی نہین۔ وزرا محض کٹھ پتلیان ہین۔ اگر کوئی شخص کسیطرح کا کوئی امتیاز حاصل کرتا ہے۔ تو وہ امتیاز اوسکے لیئے وبال جان ہو جاتا ہے۔ اوسے جلا وطن کر دیا جاتا ہے۔ کہ کہین ناراضمند لوگ اوسکے گرد جمع نہ ہو جائین۔ ہر ایک شخص کے لیئے لازمی ہو رہا ہے۔ کہ وہ ممتاز نہ بنے۔ اور کبھی متوسط الحالی کی سطح یعنے درمیانی جماعت کے طبقہ سے اوپر سر نہ اوبھارے۔[1]

[1] یہ سراسر مسٹر سٹیڈ کا ہذیان ہے۔ واقعات گذشتہ اور حالات موجودہ اس بہتان کی سراپا تکذیب کرتے ہین۔ برخلاف اسکے تاہم ترکون کی تمدنی۔ اخلاقی۔ مذہبی اور ملکی حالت کو سنوارنے اور کل قوم کو ترقی کی شاہراہ لانے مین جس قدر کامیاب کوشش اعلیحضرت نے کی ہین اونکا عشر عشیر بھی کسی سابقہ عثمانی سلطان یا دنیا کے دیگر تاجداران موجودہ مین سے سوا شاہ جاپان کسی بادشاہ نے نہین کیا اگر کوئی متعصب اون کوششونکی قدر و منزلت کو تسلیم کرنیسے تجاہل عارفانہ برتے تو اس سے اون قابل تعریف جد و جہد کے وجود پر کوئی شبہ عائد

تار بنام لارڈ سالسبری

یہان تک کسی قدر نیک نیتی اور کسیقدر تعصب پژوہی سے لکھنے کے بعد مسٹر سٹیڈ صاحب اوس تار پر حملہ آور ہوتا ہے جو سلطان المعظم نے نومبر ۱۸۹۵ء کے وسط مین لارڈ سالسبری کو باین مضمون روانہ کی تھی کہ لارڈ صاحب نے سلطنت ٹرکی اور شورش آرمینیا کے متعلق تقریر کر کے اعلیحضرت کے نیک ارادون کی نسبت جو شک کیا ہی اوس سے حضور ممدوح کو کمال رنج پہونچا ہے۔ اور وہ امید کرتے ہین کہ لارڈ موصوف اوس دوستانہ تعلق اور ہمدردی کے لحاظ سے جو اونکو اعلیحضرت اور اون کے ملک سے ہے اپنے شبہات کی تردید مین دوسری تقریر کرین گے۔

(اعلیحضرت کی اس تار کا کچھ حصہ لارڈ سالسبری نے بمقام برائیٹن عام جلسہ مین سنایا تھا) مسٹر سٹیڈ لکھتا ہے جائے غور ہے کہ سلطنت عثمانیہ کبھی ایسی طاقتور تھی کہ اوس کے ایک نامور اور فاتح سلطان (بایزید یلدرم) نے قسم[1] اوٹھائی تھی کہ مین روضۃ الکبریٰ کے بڑے گرجہ سینٹ پیٹرز کے قربانگاہ پر اپنے گھوڑون کو جو کھلاؤنگا۔ اور آج اوسکا جانشین کفلنڈ انگلستان کے وزیر اعظم کو تار دیتا ہے کہ اوس دوستانہ تعلق و ہمدردی کے لحاظ سے جو آپ کو مجھ سے اور میرے ملک (۱) سے ہی ایکدوسری تقریر کر کے اپنے سابقہ شبہات کو واپس لے لین۔ مسٹر سٹیڈ اس کو زوال کی نمایان علامت تصور کرتے ہین۔ مگر شاید تعصب مذہب اور بیجا طرفداری نے اونکو تحریر مضمون کے وقت موجودہ تہذیب کے اصول و قواعد اور آداب سے بھی ناواقف بنادیا۔ آجکل کے اصول جہانداری کا مقتضا ہی یہ ہے کہ دشمن کے ہتھیارون سے بھی فائدہ اوٹھایا جاوے۔ ترک سلطان المعظم کے تخت نشین ہونیسے پہلے سفارتانہ چالبازیون اور علمی داؤگھات سے اچھی طرح واقف نہ تھے۔ اب اگر اونہون نے اس میدان مین بھی جواب ترکی بترکی دینا شروع کیا۔ تو اوسے کمزوری کی علامت بتایا جاتا ہے۔ مگر ترکون کی کمزوری بھی اس غضب کی ہے۔ کہ اِنہی لارڈ صاحب کو جن کی نسبت کہا جاتا ہے۔ کہ سلطان المعظم نے خلاف معمول اپنے بزرگون کے اونکی خوشامد درآمد کی۔ دو تین مہینہ بعد آخر مین بڑی ذلت اور خفت کے ساتھ تسلیم کرنا پڑا۔ کہ ہم

---

[1] محمد فاتح نے اپنے جد امجد کے اس ارادے کو پورا کرنے کے لیئے سب سامان مکمل کر لیا تھا۔ اور کل فوجین جمع ہو سکی تھین۔ مگر موت نے مہلت نہ دی۔ اور غازی محمد فاتح اچانک فوت ہو گئے۔

ترکون سے بزور شمشیر اپنی باتین نہین منوا سکتے۔ اور ہم مین اتنی طاقت نہین ہے۔ کہ ہم مظلوم دینے مفسد آرمینون کی حمایت کیلیے آرمینیا پہونچ سکین یا ہمارے جنگی جہاز سوائے چند ایک پرسٹ خانون پر گولہ باری کرنے کے سلطنت علیۂ عثمانیہ کے کسی بندرگاہ یا قصبہ پر قبضہ کر سکین۔ لارڈ موصوف کی یہ تقریر مسٹر سٹیڈ کے اطمینان کے لیئے کفایت کر گئی ہوگی۔ اور وہ سمجھ گئے ہون گے۔ کہ سلطان المعظم نے کسی کمزوری کی وجہ سے یا لارڈ صاحب کو خوشامد سے خوش کرنے کیلیئے محولہ بالا تار روانہ نہین کی تھی۔ بلکہ کسیقدر موجودہ تہذیب اور زیادہ تر خود اونکی ذاتی شرافت و نجابت اور بلند حوصلگی نے تقاضا کیا کہ انگریزون کو سخت جواب دینے سے پیشتر جو آخر کار دینا پڑا پہلے اونکو نرمی سے سمجھا دیا جاوے۔ ورنہ بجائے اس پیغام بھیجنے کے سلطان المعظم اگر چاہتے تو انگریزی سفیر کو اپنے دربار سے چلے جانے اور اپنے سفیر کو انگلستان سے واپس آجانیکا حکم دیدیتے جیسا کہ اونہون نے امریکہ کی گورنمنٹ کے ساتھ کیا اور اس صورت مین طاقتور انگلستان کمزور ٹرکی کا وہی کچھ بگاڑ لیتا۔ جو کچھ اوس کے بجا اوتیا نوس پار کے بھائی نے بگاڑا۔ یعنے بس یہی کہ پیچ و تاب کھا کر آخر کار معافی مانگ لی۔ مسٹر سٹیڈ لکھتے ہین۔ کہ سلطان اپنے ممالک محروسہ مین تو کسی کی نکتہ چینی گوارا نہین کر سکتے لیکن ٹرکی سے باہر دوسرے ممالک کے اخبارات جو کچھ اونکی نسبت لکھین۔ اوسکی طرف بڑا خیال رکھتے ہین۔ اور اونکی ہجو اس اور ہزلیات کو بڑی حقارت سے نظر انداز کرنے کی بجائے اون کے لیڈنگ آرٹیکلون کا ذاتی معاینہ کے لیئے ترجمہ کراتے ہین۔

انجملہ اس پیغام تار کے متعلق درفشانی کرنے کے بعد مسٹر سٹیڈ صاحب عجب تمسخرانہ انداز مین مسٹر کرسٹ پال مال گزٹ کے سابق جادو نگار و سحر پرداز ایڈیٹر کی زبانی مندرجہ ذیل عجیب و غریب ماجرا بیان کرتے ہین۔ مسٹر کرسٹ مظالم آرمینیا کی شروع ہونے پر ۱۸۹۵ء مین بذات خود اصل معاملہ کے معلوم کرنیکے لیئے ٹرکی تشریف لیگئے تھے۔ چونکہ یہ اخبار عموماً دوسرے اخبارون کیطرح ٹرکی کے حق مین بیہودہ اور سراپا لغو بہتان نہین باندہتا تھا۔ اعلیحضرت سلطان المعظم مسٹر کرسٹ صاحب سے بکشادہ پیشانی پیش آئے۔ اور اونکو کئی دفعہ شرف باریابی حاصل ہوا۔ ایک ملاقات مین اعلیحضرت نے مسٹر کرسٹ کو بتایا کہ ہم چند ایسی صلاحات منشاء خود جاری فرمانا چاہتے ہین۔ جن کا دول یورپ نے مطلق مطالبہ نہین کیا ہے تاکہ اونکو معلوم ہوجاوے کہ ہمکو دول عظام کی کیسی خاطر منظور ہے۔ اور اونکو کہہ بغیر ہمین اپنی رعایا کی بہتری کا کیسا خیال ہے۔ دربار سے آکر مسٹر کرسٹ نے باین خیال کہ سلطان المعظم میری اس کارروائی سے خوش ہون گے پال مال گزٹ یعنی اپنے اخبار کو ایک تار بھیجنے کا ارادہ کر لیا۔ اور جو کچھ اعلیحضرت نے ارشاد فرمایا تھا۔ اوس کا لب لباب اور خلاصہ تار مین درج کر کے تار گھر مین بھیجدیا۔ دوسرے دن علی الصباح ایک سوار مسٹر کرسٹ کے پاس پہونچا۔ کہ سلطان المعظم نے آپ کو ابھی محل یلدز مین طلب فرمایا ہے۔ وہان پہونچکر صاحب موصوف کیا دیکھتے ہین کہ تار بجائے پال مال گزٹ کے دفتر مین پہونچنے کے سلطان کے روبرو پڑی ہے۔ اور وہ اوسپر کمال غور و فکر سے توجہ کر رہے ہین۔ اعلیحضرت

نے مسٹر کرسٹ سے دریافت کیا کہ کیا وہ تار مین کچھ تغیر و تبدل کرنا پسند کرین گے؟ مسٹر کرسٹ نے جواب دیا کہ یہ امر مطلوبہ تغیر کے
معلوم ہونے پر منحصر ہے۔ اسپر سلطان المعظم اور اون کے وزراء نے تار کا نیا مسودہ بنانا شروع کیا۔ جو کچھ وقفہ کے
بعد تیار ہو کر باہر بھیجا گیا۔ اور مسٹر کرسٹ سے دریافت کیا گیا۔ کہ اونہین یہ ناپسند تو نہین۔ مسودہ مذکور اسطرح سے شروع ہوتا تھا
"ہز امپیریل مجسٹی کی فائدہ رسان نیک نیتی کا ایک اور ثبوت یہ ہے الخ" مسٹر کرسٹ نے اُسے دیکھتے ہی کہا کہ بالکل فضول ہے
لنڈن مین اگر ایسی تار شایع ہو تو اوس سے سلطان کی اور ہنسی اڑے۔ یہ پیغام پہونچنے پر سلطان اور اون کے وزراء
نے پھر دوبارہ مسودہ تیار کیا۔ مسٹر کرسٹ نے اُسے بھی پسند نہ کیا۔ تیسری مرتبہ کی کوشش بھی اکارت ہو گئی۔ اور اسطرح پورے
سات گھنٹوں کی مسلسل اور لگاتار محنت سے ایک ایسا مسودہ تیار کیا گیا جس مین طول طویل القاب اور لمبی چوڑی تعریفین درج
نہ کیگئین۔ مگر پھر بھی وہ کسیقدر مہمل سا رہا۔ اور جس امر کیلیئے اوسے خاصکر مسٹر کرسٹ نے ابتداءً تیار کیا تھا کہ سلطان کے نیک
ارادون کو مشتہر کرے وہ ایسطرح ظاہر کیا گیا کہ اوس سے سلطان پر وعدہ ایفائی لازمی نہ ہو سکے۔ مسٹر کرسٹ نے
لاچار ہو کر اس آخری مسودہ کو بھیجنا منظور کر لیا۔ کیونکہ پہلے بھی اُسنے صرف سلطان کو خوش کرنے کیلیئے تار لکھا تھا۔
وہ تار کو تار گھر لیگئے۔ اور تار بابو کے حوالے کرکے گھر چلے آئے۔ مگر دوسرے دن پھر سلطانی قاصد آیا۔ اور اونکو یلدز
کوشک مین لیگیا۔ جہان اونکو اطلاع دیگئی کہ تار ابھی روانہ نہین کیگئی۔ تاکہ اعلےحضرت اوس پر مزید غور کرلین۔
اوس پر مزید غور کیا گیا۔ اور بالآخر یہی قرار پایا کہ ہر نوع تار کا بھیجنا ہی مناسب نہین۔ پس وہ ردی مین پھینکدیگئی
اور تار کا اسطرح سے خاتمہ ہوا۔

اس روایت کو بیان کرنیکے بعد جس کی لغویت اور بناوٹی ہونے کو ایک بچہ بھی سمجھ سکتا ہے۔ مسٹر شیڈ صاحب
لمبی چوڑی منطق چھانٹتے ہین۔ کہ جب اعلیحضرت معہ وزیر اعظم غازی عثمان پاشا و چند دیگر پاشاؤن کے ایک
تعریفی تار کا مسودہ تیار کرنے جیسے فضول اور ناکارہ کام مین ہی برابر سات گھنٹے مصروف رہے۔ اور اس اثنا مین
سلطنت عظمی عثمانیہ کی تمام انتظامی مشین بیکار پڑی رہی۔ اور تمام کاروبار سلطنت معطل رہا۔ تو اس سے بڑھ کر کیا
خرابی ہو سکتی ہے۔

آپ فرماتے ہین۔ کہ اگر سلطان کی طبیعت کمزور اور متلون نہ ہوتی۔ تو اتنا وقت صرف نہ ہوتا صرف چند
منٹ کافی تھے۔ اور اگر کل سلطنت کا دارومدار اور کل کاروبار اون کے ہاتھ مین نہ ہوتا۔ تو خواہ وہ سات کی
جگہ ستر گھنٹے صرف کر دیتے۔ کاروبار سلطنت کو ایک منٹ بھی معطل نہ رہنا پڑتا۔ نتیجہ و اعتراض تو بیشک ٹھیک ہین
بشرطیکہ مقدمات اور واقعات درست ہون۔ تار کا قصہ من گھڑت اور کمزوری طبع و متلون مزاجی کا اتہام
بالکل غلط ہے۔

شیطان کا چرخہ

اس سے آگے چلکر صاحب بہادر اعلیحضرت پر الزام لگاتے ہین کہ "وہ انتظامی معاملات مین وسیع الخیال اور بلند نظر نہین ہین۔ ذرہ ذرہ سی بات کیلئے وہ اپنا دماغ پراگندہ کرتے ہین۔ مثلاً آپنے قسطنطنیہ اور اوس کے قرب وجوار مین بائیسکل کی سواری کی ممانعت کر دی ہے۔ کہ یہ سلطنت کیلئے خطرناک اور بیشرم سواری ہے۔ چنانچہ ایک اطالین جہاز کے افسر کو بائیسکل پر جسے ترک شیطان کا چرخہ کہتے ہین۔ سواری کرنے کے جرم مین زیر حوالات کر دیا گیا تھا جس لغات مین انقلاب۔ مساوات۔ آزادی۔ بغاوت وغیرہ وغیرہ جیسے الفاظ ہون۔ اوسے شایع نہین ہونے دیا جاتا۔ کہ ایسے الفاظ سے لوگون کے دلون مین تحریک پیدا ہوتی ہے۔ ہملٹ۔ میک بتھ جیسے ناٹک وڈراما جس مین بادشاہون کے قتل اور رعایا کی بغاوت کے قصے درج ہون۔ اونکو تھیٹرون مین ایکٹ کرنے نہین دیا جاتا۔ توریت۔ انجیل کے وہ فقرے جن مین یہودیونکی یروشلیم پر دوبارہ قابض ہونے اور مسیح کی بادشاہت کے قایم ہونے کی خوشخبریان ہین خارج کر دیئے گئے ہین۔ اوسیطرح کتاب مقدس مین جابجا کانٹ چھانٹ کر دیگئی ہے۔ ان فضول اور لغو کامون پر بڑے زور سے بحث مباحثہ ہوتے رہتے ہین۔ اور ادہر دوسری طرف صوبجات تباہ ہو رہے ہین بڑی سلطنت برباد ہو رہی ہے۔ کوئی اون کیطرف توجہ نہین کرتا"

ان سراپا لغو اور دروغ افترا بندیون مین اپنا زور قلم دکہلانے کے بعد مسٹر سٹیڈ۔ اپنے مضمون کی چھٹی یعنے آخری فصل کو "کیا علاج کرنا چاہئیے" کے عنوان سے شروع کرکے پادری میک کول کے ہم آہنگ ہو کر مظالم آرمینا کے متعلق بہت کچھ شور وغوغا مچاتے ہین۔ اکثر جگہ پادری مذکور اور اوسی جیسے متعصب اخبار ٹائمز کے نامہ نگارون کی تحریرون کا اقتباس درج کرتے ہین۔ آپ فرماتے ہین کہ "ظلم وستم اور قتل وغارت کرنا ترکون کی گھٹی مین پڑا ہوا ہے۔ وہ اپنی فطرت سے لاچار ہین یہی کیفیت موجودہ سلطان کی ہے۔ وہ اپنی آبائی اور قومی خواص کو نہین چھوڑ سکتے (کینہ بزدلی۔ اور "وحشیانہ خونخواری" کا خاص طور سے اون پر الزام لگانا۔ جیسا کہ پادری میک کول نے کیا ہے) غلط ہے۔ وہ صرف اپنے آبا و اجداد کے قدم بقدم چل رہے ہین۔ ساسون۔ ساڈو۔ تیاک اور ارض روم کے مظالم بیشک نہایت خطرناک ہین۔ مگر سلطان اپنی موروثی خونخواری سے مجبور ہین۔ اون پر الزام لگایا گیا ہے۔ کہ یہ کل ظلم سلطان المعظم کے براہ راست

سلہ اس جھوٹے اتہام و افترا کی تردید کے لیئے دیکھو رسالہ مفروضہ مظالم آرمینا مین لارڈ نفٹس برڈی کی تقریر۔

تحریک و ایما سے ہوئے ہین - مجموعہ الزام درست معلوم ہوتا ہے - بلکہ گمان غالب ہو کہ وہ دل مین افسوس
کرتے ہون گے کہ عیسائیونکی خونریزی مکمل طور پر نہین ہوئی - اونہون نے کردون کو مسلح کرکے آرمینون کیلئے
اونکو قاتلان خونخوار وبلائے بیدرمان بنادیا ہے - ان لوگون کی بیقاعدہ فوج سواران موسومہ عسکر حمیدیہ بنائی
گئی ہے - خاصکر بمقام مشرقی فرات کے کنارے بمقام میلاتی گرد ہے - انکی تیس رجمنٹین تیار ہو چکی ہین - اور
فی رجمنٹ ۵ سے ۷ سوتک آدمی بہرتی ہین - جدید اسلحہ اور گولہ بارود کے ملنے اور اونکا استعمال کرنا سیکھ جانے سے انکی
وحشیانہ خونخواری ودرندگی دس گنا بڑھ گئی ہے - آرمینون کے قتل کرنے کیلئے باقاعدہ طور پر ترکی فوج نظام
مامور کیگئی - اور افسرون نے ایسے ظالمانہ احکام جاری کیئے کہ بعض وقت ترک سپاہی بہی اونکی تعمیل با کراہ کرتا
تھا - ترکی فوج نظام اور حمیدیہ سواروان نے آرمینون کا نام ونشان صفحہ زمین سے مٹادینے مین کوئی کسر
باقی نہ چہوڑی - مگر ہیودیون کیطرح یہ قوم ایسی سخت جان اور جلد بڑہ جانے والی قوم ہے - کہ ہمین مغربی
ایشیا سے اونکے نابود ہو جانے کا کوئی اندیشہ نہین - مظالم کی تواتر اور بیحد بدانتظامی سے اکثر لوگون کا
خیال ہے کہ یہ سلطنت جلدی غارت ہو جاوے گی - یہ بات ناممکن نہین - مگر اتفاقات اس کے برخلاف
ہین - ایک عالی مرتبت فرانسیسی مدبر کا مقولہ ہے - کہ یہ خیال نہ کرو - کہ سلطنت عثمانیہ برباد ہو رہی ہے - وہ ابھی
مدتون قایم رہے گی - یہ قدیم سلطنتین اون پرانی وضع کے چھکڑون کی مانند ہین - جو دور دراز فاصلہ کے دیہات
مین نظر آتے ہین - وہ کھنچتے جاتے ہین - اور ایسا معلوم ہوتا ہے - کہ تمام جوڑ ایک دوسرے سے علیحدہ ہو کر زمین
پر گر پڑین گے - مگر منزل کے خاتمہ پر بھی وہ گاڑی ویسی ہی پائی جاتی ہے - جیسی کہ صبح کو آغاز سفر کے وقت
تھی - یہی کیفیت پرانی سلطنتونکی ہے - گو بظاہر معلوم ہوتا ہے - کہ وہ نیست ونابود ہونے کو ہین - مگر جس طاقت
وسخت جانی نے اونکو کئی صدیون سے قایم رکھا ہے - وہی اونکو اب بھی قایم رکھے گی " پس سلطنت عثمانیہ
کا جلدی معدوم ہو جانا مشکل نظر آتا ہے - اس لیئے یہ ضروری ہے - کہ اونکی عیسائی رعایا کے بچاؤ کے لیئے
کوئی مستقل علاج کیا جائے - اور وہ علاج یہی ہے کہ جتنے صوبے سلطان کے قبضے سے نکل سکتے ہون
اونکو نکال لیا جاوے - آرمینیا - روس کو - البانیا اٹلی کو - مقدونیہ اور سالونیکا آسٹریا کو اور شام فرانس
کے حوالے کر دیا جائے - اور باقی جو علاقہ سلطان کے پاس رہے - اوس کا انتظام دول عظام کے
سفراء کے سپرد کر دیا جائے - اور سلطان کو کونسل سفراء کا پریسیڈنٹ بنا دیا جاوے - اور اگر ہو سکتا

سلہ مسٹر سٹیڈ لارڈ سالسبری کی تقریر پڑہ لو - تمہارا اطمینان ہو جاوے گا کہ سلطان المعظم سے بڑھکر کوئی درشتہ
معدلت بادشاہ ہونا محال ہے - اگر اس سے بھی تسلی نہ ہوئی ہو - تو سلطان کا تازہ فرمان پڑہ لو -

ہو۔ تو قسطنطنیہ صوبجات متحدہ امریکہ کے سپرد کر دیا جائے"۔ قصہ مختصر کئی ایک دوسرے سودائیوں کی طرح جن کی تجاویز عموماً اخبارات مین اونکی پریشان دماغی کے ثبوت مین مشتہر ہوتی رہی ہین۔ مسٹر سٹیڈ صاحب بھی اپنے اس خیالی علاج و تجویز کی خوبیون کو زوردار عبارت مین بیان کرنے کے بعد یورپ سے متفق الرائے ہونے کی درخواست کرتے ہین کیونکہ بغیر اتفاق کے عیسائی طاقتون کو کبھی کامیابی نصیب نہین ہوگی۔ اور اسی درخواست پر اپنے مضمون کو ختم کرتے ہین۔

صاحب موصوف نے اس آخری تجویز سے نہ صرف اپنے مضمون کو بلکہ اپنے تدبر و دانائی اور قوت معاملہ فہمی کو سمجھدارون کے نزدیک بیوقعت اور ذلیل کر دیا ہے۔ اونکی تحریر کا یہ آخری حصہ ایسا طفلانہ ہے کہ اسکی تردید کرنا محض اپنا وقت رائیگان کرنا ہوگا۔ البتہ مسٹر سٹیڈ کا یہ خیال بالکل درست ہے کہ اگر دول مسیحی متفق و یکدل ہو جائین۔ تو مسلمانونکی موجودہ حالت ایسی نہین کہ وہ اپنی اسلامی سلطنت کو اونکی دست برد سے بچا سکین۔ یون تو کارساز کے راہ نیارے ہین۔ مگر بظاہر حال ایسی صورت مین سلطنت علیہ عثمانیہ کا بچنا محال ہو جائے۔ لیکن کیا مسٹر سٹیڈ کو یہ حکم الٰہی معلوم نہین ومن الذین قالوا انا نصارىٰ اخذنا میثاقهم فنسوا حظاً مما ذکروا به فاغرینا بینهم العداوة والبغضاء الى یوم القیامة وسوف ینبئهم الله بما کانوا یصنعون (سورہ مائدہ ۳۶)+

دی سلطان آف ٹرکی

منقول از اخبار زمانہ کانپور ترجمہ مضمون مولوی رفیع الدین احمد صاحب بارسٹر ساکن حال لندن

تمام باشندگان ممالک مغربیہ و مشرقیہ کے نزدیک کوئی شخص اس خانہ ہستی مین شاید حضرت سلطان
خلد اللہ ملکہ سے بڑھ کر قابل غور نہین ہے جو اس وقت جلوہ آرائے سریر سلطنت قسطنطنیہ و خلیفہ مذہب رسول عربی
صلی اللہ علیہ وسلم کے ہین۔ اور کسی شخص کے حالات شاید آپ سے بڑھکر تاریخاً مذہباً اور بلحاظ پولیٹکل
معاملات کے موجب دلچسپی نہ ہونگے۔ یہ سچ ہے کہ ٹرکی اب وہ غیر مغلوب ہمیشہ فتح کرنے والی اور زبردست
قوت باقی نہین ہے نہ اب وہ برّ اعظم یوروپ مین صلح اور جنگ کا فرمان جاری کرسکتی ہے۔ نہ بڑی بڑی
قومون کے درمیان اب وہ ثالث کا کام دے سکتی ہے۔ اور سب سے بڑھ کر یہ ہے کہ وہ اب مسیحی ممالک کو
اپنے خوف سے ہلا دینے والی سلطنت نہین رہی۔ لیکن اب بھی وہ ایک ایسے خطہ مملکت پر قابض ہے۔ جو
تینون برّ اعظم مین پھیلی ہوئی ہے۔ اور ان سرزمینون پر حکمرانی کا دعوے کرتی ہے۔ جو سب سے زیادہ
دولتمند ہین۔ اور جہان سچ سب سے بڑھ کر اپنے دلربا حسن کا جلوہ دکھاتی ہے۔ کثیر التعداد مختلف قومین مختلف
فرقے اور مختلف مذاہب کے لوگ اسکے زیر حکومت ہین۔ اسکا پایہ تخت جو بڑی بڑی شاہنشاہیون یعنی بڑی بڑی
برّ اعظمون اور بڑے بڑے مذاہب کے ملنے کی جگہ ہے۔ اپنے ہی پاس مشرقی اور مغربی سلطنت کی کنجی رکھتا ہے اسکے
پاس اب بھی ایک ایسی قوی اور زبردست فوج ہے۔ جو بمقابلہ بہادری اور حب الوطنی کے کسیطرح سے کم نہین
سمجھی جا سکتی۔ پولیٹیکل ضرورتون سے قطع نظر کرکے جو درحقیقت بہت بڑی ہین سلطان ٹرکی خلد اللہ ملکہ۔
بشکل خلیفہ اسلام و محافظ مزار مقدس کے اپنی بیشمار رعایا پر اپنی ذات مقدس آیات سے ایک ایسا اخلاقی اثر
ڈالتے ہین۔ جو اس زمانہ تدہر اور لامذہبی مین اونہین اپنے سچے مذہب کا عاشق اور دیگر اقوام کے آگے لاثانی
اور یکتا بنا دیتا ہے۔ اور باوجود ان سب باتون کے یہ امر کس قدر تعجب خیز اور حیرت انگیز ہے۔ کہ کوئی حکمران اور اور
کوئی بادشاہ یوروپ وایشیا والون مین اپنے ملک سے باہر اس قدر کم مشہور نہین ہین جسطرح کہ سلطان عبد ال
الحمید خان۔ یہ صحیح ہے کہ بہت سے سیاحان یوروپ وامریکہ نے رسالے ومضامین حضرت
جہان پناہ کے حالات مین لکھ ڈالے۔ لیکن اون مین سے کم ایسے ہین کہ جو طرفداری کے نا واجب اثر
سے بری ہون۔ اور تقریباً سب کے سب وہی لوگ ہین۔ جو پولیٹکس کی منگ اور روندی ہوئی نالی مین

وڈ دستے مین۔ ان حضرات مین چند ایسے بھی ہین جو حضور سلطان کی فیاضانہ دعوت کا مزہ لیکر اور بدرجہ غائیت انکی شخصی الفت کا دعوے کرکے جب اپنے ملک مین واپس آتے ہین تو زیادہ سرگرمی سے اون پر الزام لگانیکا ارادہ کر لیتے اور فضول رائے زنی مین مشغول ہو جاتے ہین۔ اور چاہتے ہین کہ اونکی سلطنت کے حصے کرکے اپنی اپنی یوروپ کی ریاستون مین ملا لین۔ ایسی نامرغوب تجربون کے بعد کیا کوئی سلطان کو اجنبی مسیحی ملاقاتیون کیطرف سے بدگمان پاکر متحیر ہو سکتا ہے؟ اگر وہ اپنے ملاقاتیون کے ساتھ بطور ڈپلامیٹک برتاؤ کرین۔ بخیال اسکے کہ ایسا نہو کہ آپکی غفلت سے کوئی راز آپکی سلطنت کا اوس کے کان مین پڑ جاوے۔ اور وہ مثل پولیٹیکل جاسوس کے بعد ازان اوسے طشت از بام کرے۔ تو اسکی نسبت کون شخص آپ پر الزام رکھ سکتا ہے؟

بہت کم یوروپین سیاح ایسے ہین کہ جن کے پاس وہ ذرائع موجود ہون جن سے وہ سلطان کے مذہبی اور سوشل وضع کہ اسی کا اسلامی سلطنت کی بادشاہ کی پولیٹیکل کامیابی کا دار و مدار ہے واقفیت حاصل کرسکین۔ سلطان مسجد مین بہت زیادہ قابلقدر سمجھے جاتے ہین۔ بمنزلہ کوشک دمحل کے۔ کیونکہ بہت سی ایسی افواہین جو مسجد مین بیٹھکر بادشاہ کے حالات ایکدوسرے کے کان مین کہی جاتی ہین۔ بارہا اوس بادشاہ کے زوال کا باعث سمجھی گئی ہین حکمران ٹرکی کی کچھ حقیقت نہین ہے۔ اگر وہ ساتھ ہی ساتھ خلیفہ بھی نہو۔

سلطان اور اونکی عظمت کی نسبت سچے نتیجے پر پہونچنے کیلیے ہر شخصکو چاہیے کہ وہ ایک مشرقی مسلمان کے چشم اور گوش ہوکر قسطنطنیہ مین داخل ہو۔ یوروپین وزیٹر (سیاح یا ملاقاتی) ایک ہوشیار اور مدبر ترک کی سرشت و طبیعت کا اندازہ کرنے سے اسطرح قاصر ہے جسطرح کہ ایک چینی ایک جرمن کی خلقت کو جانچنے سے۔ ایک مشرقی ملک کا رہنے والا انگلستان پہونچکر اوس عدم واقفیت سے سخت متحیر ہوتا ہے۔ جو مسلمانونکی نسبت یہان پائی جاتی ہے۔ بارہا بے بنیاد غیر معتبر مسخر آمیز اور فضول مضامین کا آمد اور قابل اعتبار خبرون کا جامہ پہن کر برٹش پریس (انگریزی مطابع) مین پہونچتے اور وہان سے شایع ہوتے ہین۔ مگر اب وہ زمانہ قریب ہے کہ اس قسم کی شکایتین رفع ہو جائین۔ درحقیقت یہ نہایت ضروری اور لازمی ہے کہ اس ملک انگلستان کے ہر ایک فریق کو دنیا کے جملہ مسلمانان کے حالات کے متعلق معتبر علم رکھنا چاہیے۔ لارڈ بیکنسفیلڈ نے نہایت دانشمندی سے ایک مرتبہ بطور ریمارک یہ فرمایا تھا کہ ہندوستان کی کنجیان قندہار مین نہین ہین۔ بلکہ وہ لنڈن مین ہین۔ بلاشبہ یہ اور کہدینا چاہیے۔ کہ اسلام کی قوم کا پولیٹیکل ستون لنڈن مین نصب کر دیا گیا ہے۔ کیونکہ گریٹ برٹن اور مسلمانون کا میل ملاپ محبت اور ہر گھڑی یہین (لنڈن مین) رہتا ہے۔ یہ امر جسقدر حیرت انگیز اور تعجب خیز ہے۔ اسیقدر افسوسناک اور رنجیدہ بھی ہے۔ کہ مشرق کے کثیر التعداد اور لاکھون مسلمان جو سلطان عبد الحمید خان خلد اللہ ملکہ کو اپنے سچے دین کے خلیفہ سمجھتے ہین۔ اور جو ہر آٹھوین دن جمعہ کے خطبہ مین اونکی خیریت اور

سلامتی جان کی دعائیں مانگتے ہیں۔ اپنے خلیفہ کے ذاتی حالات سے سراسر بے علم اور بے خبر ہیں۔ اس لیئے اگر ہمیں میں کا کوئی شخص حضرت سلطان بارگاہ پناہ کے حالات کی روشنی کا ایک پرتو بھی اونکے روبرو پیش کرے تو یقین کامل ہے کہ وہ ضرور اونکے نزدیک مقبول اور دل پسند ٹہیرے گا۔

ذیل کے حالات جو چند مضمون میں درج ہیں۔ اس غرض سے لکھے گئے ہیں کہ اون سے باشندگان دیار انگلستان و نیز مسلمانان ممالک مشرقیہ سلطان کے حالات سے پوری پوری واقفیت حاصل کریں یہ کہا جاسکتا ہے کہ انگریزی رسالہ دور دراز ممالک کے مسلمانوں میں خبر پہونچانے کا ایک عجیب ذریعہ ہے۔ بادی النظر میں یہ عجیب ہے تاہم یہ سب سے زیادہ محفوظ نزدیک ترین اور بہترین خیال کیا جاتا ہے۔ لنڈن کی خبریں اسلامی ملک میں اور اسلامی ممالک کی خبریں لنڈن میں بمقابلہ دوسرے اسلامی ملکوں کے جلد تر پہونچتی ہیں۔ اور پھیلتی ہیں۔ اور حقیقتاً یہی وہ کنجی ہے جس کے ذریعہ سے برٹش سلطنت نے مشرقی ممالک کی انتظام ظلم وستم میں کامیابی حاصل کی۔ آج ادھر افغانستان میں کوئی پولیٹکل تحریک ہوئی اور ادھر چین کی تیوں برٹش پریس میں جا پہونچی۔ اور اس لیئے آپ کل ہی ہر انگریزی زبان پر اوسکا ذکر موجود پائینگے اور یہی خبر شاید چند ہفتوں میں شاہ ایران کے کان تک آپہونچے۔ قبل اس کے کہ حیدرآباد کے لوگون کو بمبئی کے مذہبی بلوے کی خبر ہو۔ لنڈن کے روزانہ اخبار کو آپ دیکھیں گے۔ کہ وہ اوس کے اسباب و نتائج پر غور کر رہے ہیں ایسا ہی مراکو کے شاہی خاندان کی شادی کا حال ترکون کو معلوم ہی نہیں ہوتا ہے۔ مگر ملکہ انگلستان کے نبیرہ جانبد کی کتخدائی کی خبر دوسرے ہی دن قاہرہ اور قسطنطنیہ میں گشت کرتی ہوئی ملیگی۔ بہت کم مسلمان قسطنطنیہ میں ہندوستانی زبان بولتے ہیں۔ مگر ایک کثیر تعداد انگریزی اور فرنسیسی بخوبی بول سکتے ہیں۔ لہذا لنڈن اسلامی دنیا کا عام ڈاکخانہ کہا جاسکتا ہے۔

عرصہ چھبیس[1] سال کا ہوا کہ مسیحی تواریخ میں پہلے پہل ایک حکمران ٹرکی نے انگلستان کے ساحل پر قدم رکھا۔ سال ایک خوفناک غنیم کے وارد نہ ہوا تھا۔ بلکہ انگلستان و الدان اور اوس کے فرمانرواکے ایک طاقتور دوست اور ذی عزت مہمان کی حیثیت سے پہونچا تھا۔ اس بادشاہ کے تشریف لاتے ہی اولین بار سلطنت انگلشیہ کی تاریخ میں ہلالی پرچم اور ستارے وار جھنڈے قصر بکنگہم کی دیواروں کے اوپر پہلو بہ پہلو اڑتے ہوئے نظر آئے۔ یہ سلطان عبدالعزیز کی تشریف آوری کی مقدس یادیں ہے جو دو ملکوں کے حاکم۔ دو سمندر دو بحر ممالک تین حرمین شریفین کے خادم اور خلیفۃ السلام کے لقب سے مشہور تھے۔ ملکہ انگلستان اور وہان کے لوگون کیطرف سے نہایت

---

[1] سلطان عبدالعزیز شہید ۱۸۶۷ء میں پیرس اور لنڈن تشریف لے گئے تھے جس واقع کو اب ۲۹ برس ہوتے ہیں۔ مگر چونکہ سورلی صاحب نے اس مضمون کو ۱۸۹۳ء میں لکھا تھا۔ اس لیئے ۲۶ برس تحریر کیئے ہیں ۔

(مترجم)

تکلف اور خوبی کے ساتھ مہمان نوازی وقوع مین آئی۔

لارڈ میئر (شہر کا بڑا حاکم) نے گلڈ ہال مین بادشاہ موصوف کا استقبال کیا۔ اور اس قصر کی تاریخی دیوارون کے اندر کھڑے ہو کر یوروپ کے کارنامے مین اولین بار سلطان والاجاہ نے عیسائی سامعین کے روبرو اسپیچ دی حضور سلطان المعظم نے اپنے میزبانون کا شکریہ ادا فرمایا۔ اور بعد ازین اپنی زبان معجز بیان سے یون فرمایا:-

"اس ملک مین اور نیز یوروپ کے دیگر ممالک مین میرے آنے کی غرض اور غایت یہ ہے کہ (۱) ان ملکون مین جو شائستگی کے مرکز کہے جا سکتے ہین یہ دیکھون کہ اب کونسی بات ایسی رہ گئی ہے کہ جو ہمارے یہان نہین ہے۔ اور جو ہمارے اوس کام کی تکمیل کیلئے درکار ہونگے جسے ہمنے شروع کیا ہے اور (۲) مجھکو اپنی اوس خواہش کا اظہار ضروری ہے جو مین اخوت اور قومی ہمدردی کے متعلق رکھتا ہون۔ اور جسے نہ صرف مین اپنی رعایا مین قائم کیا چاہتا ہون۔ بلکہ میری دلی تمنا ہے کہ محبت اور اتحاد ہمارے لوگون اور نیز یوروپ کی دیگر اقوام مین قائم ودائم رہے کس لیئے کہ یہی ہمارے زمانہ کی ترقی اور رونق کی بنا ہے"

سلطان کے ہمراہ اون کے دو بھتیجے مراد آفندی وجمیل آفندی بھی تشریف لائے تھے۔ ان دونون مین شہزادے جمیل۔ غایت درجہ شرمگین۔ کم سخن نہین اور سنجیدہ تھے۔ چنانچہ آپ اس قدر شرمگین تھے کہ اپنے چچا بارگاہ پناہ کو قصر بکنگھم کے باغ مین ٹہلتا دیکھکر آپ اپنے تئین درختون مین چھپا لیتے تھے۔

یہ وہی شہزادہ تھا جو اس وقت سلطنت ٹرکی کا نامور اور روشندل حکمران ہے۔ شاید سب سے بڑا کام جو سلطان عبدالعزیز نے اپنے بھتیجے یا اپنے ملک کے ساتھ کیا وہ یہی تھا۔ کہ اونہون نے اس ہوشیار شہزادے کو سفر یوروپ اور خصوصاً لندن کے سفر مین اپنے ہمراہ رکھا۔

وہ رنجیدہ اور سانح خیز حالات جن مین پڑکر سلطان عبدالحمید نے عنان سلطنت اپنے ہاتھ مین لی تھی۔ ناظرین کو بخوبی یاد ہون گے۔ اس لئے اونکی تفصیل بیان کی چندان ضرورت نہین ہے۔ لیکن اس متین اور سنجیدہ شہزادے کی دوامی ناموری کیلئے یہ کہدینا بیجا نہ ہوگا۔ اور یہ ایک ایسا واقعہ ہے جو عوام مین مشہور بھی نہین ہے۔ کہ جب تاج سلطنت عثمانیہ کو آپکی فرق مبارک پر رکھنے کو ڈیپوٹیشن پہونچی۔ تو آپنے صاف طور پر اوسکے قبول کرنیسے انکار کیا۔ بہت کم شہزادے ایسے ملین گے جو اس قسم کے ہدیہ سے انکار کرین گے۔ اور شہزادے نے اوس وقت تک سلطنت کے نہایت خطرناک اور ذمہ داری کے عہدے کو نہ قبول فرمایا۔ جبتک اونکے برادر بزرگ کی دیوانگی اور شوریدگی قطعی طور پر ثابت نہ ہوگئی۔ اور نیز اوسکے ساتھ ہی ساتھ آپکی اعلےٰ سمجھ روشن دماغی اور حب الوطنی کا بھی اندازہ ہوگیا

آپ کو اوس وقت قدیم دستور کے مطابق مسجد ایوبی مین لیگئے۔ جہان پہونچکر شریف قونیہ نے آپ کو دست مبارک مین تیغ عثمانی عطا فرماکر آپ کو تمام اہل اسلام پر حکومت بخشی۔ یہ شریف قونیہ قسطنطنیہ مین خاص اغراض سے بلائے گئے تھے۔ سنہ ۱۵۱۷ء سے یہی دستور چلا آتا ہے۔ کہ اس قسم کا حق انہین لوگون کے لیئے رکھ چھوڑا ہے۔ جو اسی عہدے پر مامور ہون۔ ٹرکی کی تاریخ مین یہ زمانہ نہایت نازک خیال کیا جاتا تھا تخت سلطنت پر ایک قوی و زبردست بادشاہ کی ضرورت تھی۔ اسوقت سلطنت برتباہی لانے کیلیئے شہزادہ کا ایک نادرست فعل اونکے ناجایز حرکت اور تھوڑی سی کوتاہ اندیشی کافی تھی۔ وہ لوگ جو سلطان عبد الحمید خان ثانی خلد اللہ ملکہ کے چال و چلن اور اونکی روش کو جنگ و جدال کے طوفان کے زمانہ سے لیکر ایام امن تک نہایت خبرداری و غور سے دیکھتے رہے ہیں۔ اس امر کے اقبال سے ذرا بھی تامل نکرینگے۔ کہ آپنے ایسے موقعہ پر نہم و فراست و دانش و ادراک سے کام لیا۔ اور خوش انتظامی کو ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ یہی وہ باتین ہین جن مین کم سے کم حکمرانان ٹرکی تو مشکل سے سبقت لیگئے ہونگے۔

گذشتہ سترہ سال سے سلطان محکمۂ خارجیہ کے خود ہی سیکرٹری ہین۔ اور آپ اپنی سلطنت مین مشرقی مسئلہ کے سمجھنے مین سب سے زیادہ قابل اور زود فہم تصور کیئے جاتے ہین۔ آپ اپنی مملکت مین نہایت محنتی اور جفاکش مشہور ہین کیونکہ آپ اکثر ہر قسم کے کاغذات خود ہی ملاحظہ فرمایا کرتے ہین۔ اور ہر طرح کے خط و کتابت آپ ہی کیا کرتے ہین۔ آپ کسی کاغذ پر جب تک اوسے بیشتر پڑھ نہ لیا ہو۔ دستخط نہین کرتے۔ بہتون کو اس امر سے حیرت ہوگی کہ آپ اس قدر کام کیونکر کرتے ہونگے۔ چونکہ بادشاہت کی ترقی و زوال آپ ہی کے ہاتھ مین ہے۔ پس مقتضائے طبیعت یہی ہے کہ ایسے آدمی کا وجود دلچسپی اور دل گرفتگی سے خالی نہ ہوگا۔ اسلیئے ہر نووارد آپ کے دیدار کا دل سے خواہشمند ہوتا ہے۔ مگر بہت کم ایسے ہین جن کو آپکے ذاتی حالات کے معلوم کرنے کی عزت حاصل ہوئی ہو۔ یورپ کے دیگر شہنشاہون اور بادشاہون مین سلطان خلد اللہ ملکہ از حد خوش اخلاق مشہور رہین۔ جتنے سیاح وہان سے آتے ہین وہ آپکے لاانتہا حسن خلق کے ثبوت بھی اپنے ہمراہ لیئے آتے ہین۔

ٹرکی کی تاریخ اور اوسکے مذہب سے مجھ کو ایک فطرتی دلبستگی تھی۔ اور مین اوسکے حکمران کے حالات خواہ وہ مذہبی ہون یا پولیٹیکل ہندوستان مین اور نیز اپنے قیام یورپ مین اکثر دریافت کرتا اور اوس سے واقف ہوتا اور اسی اشتیاق مین میرا گذر ۱۹۰۵ء کو موسم خزان مین اوس سرزمین مین ہوا۔ سلطان بارگاہ پناہ کی حضوری کیلیئے کسی

لہ سنہ ۱۹۰۶ء مین بفضلہ یہ اعداد بیس سے متبدل ہوگئے۔ اور ۳۱۔ اگست ۱۹۰۶ء سے اعلیٰ حضرت امیر المومنین کے عہد حکومت کا اکتیسوان برس شروع ہوگیا ہے + ۳۱۔ اگست ۱۹۰۱ء کو قمری حساب کے مطابق ۲۵ سالہ عہد حکومت کی نقرئی جوبلی کا جشن منایا گیا۔

(بندہ محمد انشاء اللہ عفی عنہ)

کی تمنا کا اظہار بینے بذریعہ عرضی کے کیا۔ جس کے جواب میں سلطان المعظم نے میرے ملنے کیلئے ۱۲۔ اگست سنہ ۹۲ء
روز جمعہ بعد فراغت نماز کے وقت قرار دیا۔ میں سر الفرڈ سنڈیمان کے ہمراہ جو برٹش سفیر اور میرے معزز انٹرپریٹر
(مترجم) تھے قصر شاہی کو روانہ ہوا۔ میں سب سے پہلے اوس جلوس اور اہتمام کو قلمبند کرونگا۔ جو جمعہ کی نماز
کے ساتھ متعلق ہے۔

ٹرکی میں جمعہ کے دن جب سلطان خلد اللہ ملکہ اپنے قصر سے جامع مسجد میں اوس شہنشاہ دو جہان بادشاہ
عالم و عالمیان کی حضوری میں بندگی کو مثل اپنی دیگر رعایا کے تشریف لاتے ہیں۔ اوس وقت خلیفۃ المسلمین کی
عظمت و جلال اور اسلام کی شان و شوکت قابل دید ہوتی ہے۔ درحقیقت یہ نظارہ کسی اور اسلامی خواہ عیسائی ملک میں
آنکھوں کو نصیب نہیں ہو سکتا۔ نوچلکے نہایت عمدہ جوانوں میں سے بارہ ہزار وفادار سواروں کی جمعیت جمعہ کے
روز اوس سڑک کی ہر دو جانب کھڑی ہوتی ہے۔ جو قصر سلطانی سے جامع حمیدیہ تک چلی گئی ہے۔ یہ فوج ہلالی جھنڈے
ہاتھوں میں لئے اوس شہنشاہ کی سلامی کو حاضر ہوتی ہے۔ جس کے دست قبضہ میں اسلامی پھریرا اور جس کے نام کے
ساتھ خلیفۃ المسلمین کا لقب لگا ہے۔ یہ سوار بادی النظر ہی میں جری اور بہادر ہوتے ہیں۔ اور یہ طرح کے نو ایجاد
جنگی ہتھیاروں اور زرق برق لباسوں سے آراستہ دکھائی دیتے ہیں۔ سلطانی ایڈیکانگ سبزہ عربی النسل مرکبوں پر
سوار سیاہ رنگ کی خوشنما وضع کی وردیاں جن کے کناروں پر سنہری اور زرد اور بیل جڑی ہوئی ہے۔ زیب تن کئے
سرخ سرخ ترکش فیز (قسم کلاہ) سروں پر رکھے۔ اور بہادری کے تمغے اپنے اپنے سینوں پر لٹکائے وفادارانہ جوش کے
ساتھ شہنشاہی پیغامبر ادہراؤ ہرگذ ادا کرتے ہیں۔

جامع مسجد کے مقابل اور قصر یلدز کے قریب ایک چھوٹا سا خوبصورت بالاخانہ واقع ہے جس جگہ معزز وزیروں کو
بخاطر تمام ایک افسر لیجا کر بٹھاتا ہے۔ اور جہاں سے وہ لوگ حضور سلطان المعظم کو مسجد میں تشریف لیجاتے دیکھتے ہیں۔
جیسے ہی کہ ٹرکش کلاک (گھڑی) میں چھ بجتی ہیں یعنے (انگریزی وقت کے مطابق بارہ) بادشاہی امام ڈھیلا ڈھالا قبا
پہنے اور سبز عمامہ باندھے عرب اور سیریا (شام) کے چند علماء جو اپنے ملک کے لباسوں میں ہوتے ہیں۔ ہمراہ لئے
قصر شاہی کے حدود سے باہر نکلکر خانہ خدا کی راہ لیتے ہیں۔ انکے پیچھے دو گاڑیاں جن میں سلطانی حرم کی عورتیں
ہوتی ہیں مسجد کیطرف روانہ ہوتی ہیں۔ مسجد کی حدود میں پہونچ کر گھوڑے کھولدیئے جاتے ہیں۔ اور تا اختتام نماز
یہ خاتونانِ حرم اونہیں گاڑیوں میں بیٹھی رہتی ہیں۔ انکے بعد وزیر اعظم۔ شیخ الاسلام۔ افسران فوج۔ وزرائے
سلطنت معہ وزیر بحریہ امیر البحری۔ بڑے بڑے عہدہ داران ملکی۔ اور ایک معتد بہ جماعت ارکین اور اکابران
سلطنت کی عجیب شان و شوکت اور جاہ و احتشام کے ساتھ یکے بعد دیگرے گذرتی ہیں۔ اور جن کی رفتار سے
تمام گذرگاہ جگمگا اوٹھتا ہے۔ اس عالمگیر خاموشی میں بگل کی آواز یکایک کان میں پہونچتی ہے۔ جس کا

مفہوم یہ ہوتا ہے کہ اب خاموش! حضور بارگاہ پناہ تشریف لاتے ہین۔ سلطان المعظم ایک کھلی ہوئی گاڑی مین جس مین دو خوب صورت عربی گھوڑے جتے ہوئے تھے جلوہ افروز ہوئے۔ آپکی حضوری مین عثمان پاشا پلیونا کے مشہور ہیرو جن کو بادشاہ کے مقابل بیٹھنے کی عزت حاصل ہے موجود تھے۔ گاڑی کو چارون طرف سے حضرت جہان پناہ کے باڈی گارڈ کے افسر احاطہ کیے ہوئے تھے۔ ان چیدہ شخصون کی جماعت ایسی جری اور خوبصورت تھی کہ مجھے اس سے پہلے ایسے وجیہ اور خوش رو جوانون کے دیکھنے کا اتفاق نہین ہوا۔ یہ محافظان بادشاہی عربی گھوڑون پر سوار تھے۔ اور اون کے جسمون پر نہایت زرق برق کی یوروپین وردیان تھین۔ سلطان کے مشاہدہ جمال سے ایک گونج کی سی آواز دلی جوش اور جان نثاری کے اظہار مین فوج کے درمیان سنائی دی۔ اور پکار کر "بادشاہم چوق یشا" "ہمارا بادشاہ بہت زندہ رہے" کا نعرہ بلند ہوا۔ نعرون کی گونج کئی منٹون تک کم نہین ہوئی جب گاڑی اوس بالاخانہ کے قریب پہونچی جہانکہ مختلف مقامون کے سیاح اور مہمان تشریف رکھتے ہین تو لیڈیان اول حضور کی تعظیم کیلئے کسی قدر جھکتی ہین۔ اور اونکے بعد جنٹلمین بھی اسیطرح پر اظہار تسلیم مین سر جھکا لیتے ہین۔ عالیجاہ سلطان بارگاہ پناہ ٹرکش طریقہ سے اونکی سلامون کا جواب دیتے ہین آپ پہلے اپنے دست مبارک کو سینہ پر رکھتے اور پھر اوس کو سر تک لیجاتے ہین جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضور اونکی تشریف آوری سے خوش ہین اور خوش آمدی کا اظہار کر رہے ہین۔ در مسجد پر پہونچتے ہی امام اور چند مشہور افسر حضرت جہان پناہ کا استقبال کرتے ہین۔ اور آپ وہان سے چلکر اپنے مخصوص گیلری (مسقف برآمدہ یا کمرہ) پر متمکن ہوتے ہین جہان سے کہ حضور ممدوح مسجد کے اندر کی چیزون کو بخوبی دیکھ سکتے ہین۔ اور آوازین سن سکتے ہین لیکن دیگر نمازی بمشکل آپ کے دیدار کی جھلک دیکھ پاتے ہین۔ مین بھی بالاخانہ کے جھروکے سے جو معزز مہمانون کے لیئے تعمیر ہوا ہے۔ سلطان کو تشریف لاتے دیکھکر خوش ہوا۔ بادشاہ عالم پناہ کے مسجد مین داخل ہوتے ہی سلطانی ایڈیکانگ کا ایک شخص میرے پاس آیا اور وہ اپنے ہمراہ مجھے مسجد کے اندر لیگیا۔ جہان مجھے اوس نے ایک عمدہ جگہ بیٹھنے کیلیئے بتادی۔

جب لوگ باطمینان بیٹھ چکے تو امام صاحب نے خطبہ شروع کیا۔ جس کے ختم ہونے پر اونہون نے سلطان اور خلیفۃ الاسلام کی صحت، درازی عمر، دولت و اقبال کے دعائیہ الفاظ اوسی طریقہ سے نہایت جوش مین زبان سے فرمائے جسطرح انگلستان کے گرجون مین ملکہ کے واسطے دعائیہ پڑھتے ہین۔ مگر یہان ایک نئی بات دیکھنے مین آئی جسمین حیرت اور خوشی دونون ملی ہوئی تھی۔ اور یہ مشاہدہ تھا سلطنت اسلامیہ کے ایک قدیم دستور کا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب تر زمانہ خلافت مین یہ دستور تھا کہ جمعہ کے دن نماز اور خطبہ کے موقعہ پر کوئی شخص مسلمان خواہ وہ ادنے ہی کیون نہ ہو۔ امیر خلافت کے چال وچلن

وغیرہ پر نہایت آزادی سے کہڑے ہوکر اعتراض کرسکتا تھا اور ایسی مظالم کا جن پر پوری پوری توجہ کیجاتی تھی اظہار کرسکتا تھا یہان بھی جونہی نام نامی سلطان **عبد الحمید خان** خلد اللہ ملکہ کا خطیب کی زبان پر آیا۔ کہ چند اشخاص جنکے ہاتھون مین اپنے اپنے عرض حال کی درخواستین اور عرضیان تھین۔ اٹھ کہڑے ہوئے یہ وہی لوگ ہین جن کے مظالم کی چارہ جوئی یا تدارک سے ادنے افسران عدالت انکار کرچکتے ہین۔ اور وہ اس طریقہ سے خلیفۃ المسلمین سے دادخواہ ہوتے ہین۔ عرض بیگی ان کاغذون کو اسطرح جمع کرتا جاتا ہی گویا وہ بجنسہ سلطان کے حضور مین پیش کیئے جاوینگے۔ مین نہین جانتا کہ کہانتک سلطان ان کاغذون کیطرف اپنی توجہ مبذول فرماتے ہونگے۔ مگر یہہ رسم مجھے ازحد بھلی معلوم ہوئی اور مجھے اوس سے بے اندازہ مسرت حاصل ہوئی۔ اول اسوجہ سے کہ شروع زمانہ اسلام کی خودمختاری کے اصول حمیت کا ایک پسماندہ اور بیش بہا متبرک نمونہ ہے اور دوئم اس خیال سے کہ یہی ایک ایسا دستور ہے جس کے ذریعہ سے مظلوم اور ستم رسیدہ کی فریاد شہنشاہ وقت کی کان تک پہونچ سکتی ہے۔ خانہ خدا کا تقدس ہی ہر قسم کے زور و ظلم کے روکنے کیلئے سپر کا کام دیتا ہے۔ علاوہ برین اس مقام پر شہنشاہ اور گدا برابر ہین زبردست سے زبردست حکمران کی وقعت مسجد مین کسی طرح عام اور غریب نمازیون سے زیادہ نہین سمجھی جاتی۔ یہ وہ عدالت ہی۔ جہان مالک اور غلام پہلو بہلو اوس بادشاہ دوجہان اور شہنشاہ کون و مکان کے روبرو کہڑے ہوتے ہین جس کے قہر اور جلال کے آگے بڑے بڑے خودمختار بادشاہ کانپتے اور تھرتھراتے ہین۔ نہایت سنجیدگی سے جیسی نماز ادا ہونی چاہیئے دوگانہ ادا ہوا۔ لیکن امام جمعہ کی اس فصیح تقریر سے جو اونہون نے بطرز استدعا محافظ دین متین اور خلیفۃ المومنین سے مخاطب ہوکر دربارہ مذہب رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی تھی۔ اور نیز اوس دعا سے جو اونہون نے بارگاہ ایزدی مین اسلام کی گری قوم کے اوبھرنے اور خلیفۃ المسلمین کی نگہبانی کے واسطے مانگی۔ اور جس مین تمام حاضرین شریک تھے۔ ایک عجیب دل سوز اثر اور کیفیت میرے دل پر ظاہر ہوئی۔ ٹرکی کی حالت کو دیکھ کر اور مسلمانون کے حالات کا اندازہ کرکے میرا دل اور میری آواز دونکی اس عام دعا مین جوش کے ساتھ شریک ہوئی۔ نماز کے بعد حضور سلطان بارگاہ پناہ گاڑی پر سوار ہوکر قصر شاہی کو روانہ ہوئے۔ راہ مین آپ بار بار سب کی سلامون کا جواب دیتے جاتے تھے۔ جناب ممدوح کے تشریف لیجانے کے بعد مین سلطان کے ایڈیکانگ کے ہمراہ اوس محل کو روانہ ہوا جس کا ذکر اوپر ہوچکا ہے۔ اور وہان لارڈ چیمبرلین کے حکم کا منتظر رہا۔ اوس دن چند پولٹیکل معاملات ایسی درپیش ہوئے جس مین آپ کو خاص طور پر مصروف ہونا پڑا۔ مونشیور کامبون سفیر فرانس رخصت پر اپنے وطن جانیوالا تھا اور اسی وجہ سے وہ سلطان سے چند ڈپلومیٹک معاملات مین گفتگو کرنے کا خواہشمند ہوا۔ اس کے بعد نیم خودمختار ریاست بلغاریہ کا وزیر اعظم مونشیور اسٹمبولوف

سے پہلے ہی پہل سلطان المعظم کی قدمبوسی کو حاضر ہوا۔ چنانچہ فرانسیسی سفیر کے بعد ہی وزیر موصوف طلب کیا گیا
اوس کے چلے جانے کے بعد بلغاریہ کا ایجنٹ میرے کمرے مین آیا جسنے سفیر برطانیہ (انگلستان) کے۔ اونڈر
سیکرٹری (سیکرٹری معاملات شرقی) اسنے مجھسے انٹرڈیوس (معرفی) کرایا۔ تھوڑی دیر کے بعد اوسنے ایک
دلچسپ تقریر شروع کی جس مین اوسنے بیان کیا۔ کہ باشندگان ملک بلغاریہ سلطان کے دل سوز جان نثار
اور فرمانبردار ہین جس کے سننے سے مجھکو بہت خوشی ہوئی۔ اور مینے اوس سے پوچھا کہ کیا آپکے ہموطن روسیون کے مقابل
کسی حملہ مین سلطان کیطرف سے لڑنا پسند کرین گے۔ جس کے جواب مین اوسنے مجھے یقین دلایا کہ وہ ضرور لڑین گے
کیونکہ انکی ہستی بحیثیت قوم یورپ مین ترکی کے برقرار رہنے تک خیال کیجاتی ہے۔ اوسکی رائے سلطان کی نسبت
نہایت عمدہ تھی اور وہ سلطان کو تربیت یافتہ حکمران اور بیدار مغز ڈپلومیٹسٹ (مدبر) خیال کرتا تھا جب کہ مین اس
قسم کے عمدہ تذکارون مین مشغول تھا سلطان عالم نے مجھکو طلب فرمایا۔ سر الفرڈ سنڈیسن کے ہمراہ مین یلدز کوشک کے
نو تعمیر قصر مین داخل ہوا۔ در داخلہ پر منیر بے جو مہمانون کے استقبال اور خاطر و مدارات کرنے والی جماعت کی افسر
اعلے تھی ہمارے استقبال کو آئے اور ہمراہ لیکر اندر داخل ہوئے۔

مجھے سخت حیرت ہوئی جب مینے دیکھا کہ ایک مشرقی بادشاہ کا قصر ہو بہو مثل ایک انگلستان کے شریف آدمی
کے ڈرائینگ روم یا دیوان عام کے ہے۔ اگر مین دہلی مین خاندان مغلیہ کے شہنشاہ کے قصر مین داخل ہوتا
تو مین ضرور اوسکے دیوان خاص کو بیش بہا اور نادر جواہرات سے مزین اور عمدہ عمدہ قسم کی اشیاء سے آراستہ
و پیراستہ پاتا۔ اور مین درحقیقت یہہ نہین بتا سکتا کہ مین اور کیا کچھ نہ دیکھتا

مگر ناظرین کو اس سے یہ خیال نہ کرنا چاہئیے۔ کہ سلطان کے قبضہ مین کوئی عمدہ اور شاندار عمارت نہین ہے
اونکے قبضہ مین بہہ ایسے بہت سے مکانات ہین۔ لیکن وہ خود اونکو بہت کم اپنے استعمال مین لاتے ہین۔ اونہین
محلون مین اونکے مہمان ٹہیرتے ہین۔ اور آرام پاتے ہین۔

جب ہم کمرہ مین داخل ہوئے۔ تو حضور سلطان خلد اللہ ملکہ کو ہمنے بطریق مہمان نوازی ایستادہ پایا میری
اوس وقت کی حیرت کا اندازہ نہین ہو سکتا جب مینے مالک قصر و حکمران سلطنت ترکی کو اس حال مین دیکھا۔ مین
ترکون کے اوس بادشاہ کے حضور مین اوسوقت کھڑا تھا۔ جو محمد ثانی اور سلطان سلیم کی نسل سے ہین۔ آپ کے
فرق مبارک پر کوئی قیمتی عمامہ یا جسم پر کوئی جڑاؤ جبا نہ تھا۔ اور نہ جواہرات یا اس قسم کی کوئی چیز تھی جس کی وجہ
سے مشرقی شہزادے عوام سے تمیز کیئے جاتے ہین۔ بلکہ بجائے اس کے آپ زیور شرافت سے مزین اور جامہ خلق و
تواضع سے آراستہ نظر آتے تھے۔ آپ بظاہر ایک یورپین شہزادے معلوم ہوتے تھے۔ لیکن عوام سے زیادہ
خلیق اور عوام سے زیادہ صاف دل۔ مشرقی ممالک مین یہہ قول بطور علوم متعارفہ کے سمجھا جاتا ہے کہ

یہ شہزادے کو ایک نظر دیکھ کر اونکی رعایا کے حقیقت حال سے آگاہی ہو جاتی ہے۔" مجھے اوسوقت اپنی ہندوستانی پگڑی اور ڈھیلے ڈھالے عربی عبا پر سخت شرمندگی ہوئی کیونکہ بہ خیال تعظیم سلطان و بنظر ہمدردی ملک مجھکو لازم تھا کہ مین بھی ٹرکش فراک کوٹ (چست اور لمبا کوٹ) اور فیز (ترکی ٹوپی) کے ساتھ جناب ممدوح کے روبرو حاضر ہوتا۔ آپنے اپنے فیز مین ہیرون اور جواہرات کا طرہ لگانا جو اونکے آبا و اجداد کے وقت سے چلا آتا تھا قطعی طور پر ترک کر دیا ہے۔ ایک دوسرے امر نے میری توجہ کو اپنی طرف مائل کیا۔ اور جس سے مجھے کچھ کم حیرت نہ ہوئی۔ وہ یہ تھا کہ سلطان المعظم کے حضور مین یہ نہیں معلوم ہوتا تھا کہ اوس قسم کے پیچیدہ رسوم و آداب ظاہرداری کے بجالانے کی کوئی ضرورت نہین پڑی جن کا برتاؤ مغلیہ خاندان کے بادشاہون کے روبرو یا دیگر مشرقی دربارون مین لازمی سمجھا جاتا ہے۔ اوس کمرہ مین کوئی ملازم جیسا کہ عموماً مشرقی شہزادون کے خاص کمرون مین ہوتے ہین حاضر نہ تھا۔ یہانتک کہ بجز میرے۔ سر الفرڈ شندسن اور ایک خاص افسر کے دوسرا کوئی شخص بھی وہان نہ تھا۔ مجھے آخر الذکر شخص نے جن کا خیال غالباً یہ تھا کہ مین ایک یورپین شخص کے طریق سے تعظیم بجا لاؤنگا۔ حضور سلطان المعظم کیخدمت مین پیش کیا۔ لیکن کچھ تو میرے دلی جوش نے اور کچھ اوس دستور نے جو پشت در پشت سے آرہا ہے مجھکو اس امر پر مجبور کیا۔ کہ مین خلیفۃ المومنین کیخدمت مین آداب اور کورنش اوسی طریقہ سے جھک کر بجالاؤن۔ جو طریقہ کہ سلطنتہائے مشرقیہ مین رائج ہے۔ غرض جب یہ رسم ادا ہو چکی تو حضور ممدوح نے مجھسے ہاتھ ملایا۔ اور اپنی جگہ پر تشریف رکھنے کے بعد مجھسے بیٹھنے کو اشارہ کیا۔ آپ کی ذرہ نوازی جو آپنے اپنی حضوری مین میرے حال پر فرمائی۔ زیادہ تر مثل ایکدوست کی تھی۔ نہ صرف مثل ایک ہم مذہب کے۔ مجھے ایک اولوالعزم بادشاہ کے ہاتھون اسقدر خلق اور تواضع کی ہرگز امید نہ تھی۔ مجھے سلطان جہان پناہ کو اپنے ملاقاتیون سے بیٹھنے کے لئے فرماتے سن کر حیرت ہوئی کیونکہ یہ ایک ایسی عزت افزائی تھی جس کو آپکے آبا و اجداد نے شاید ہی عطا کرنا قبول فرمایا ہو۔

حضور ممدوح کی زیب تن ایک سادہ ٹرکش کوٹ تھا اور اوسپر ایک لبا فوجی لبادہ۔ آپنے سینہ کی تمام سمت کوئی جنرل مثل آرڈرز (علامات نایٹ ہوڈ) ستارے یا ریشمی فیتے جو بطور آرائش کے متعلق تمغہ مین نہین دکھائے تھے سلطان المعظم بہت حسین ہین۔ اور آپ کے گول سر پر بھورے بال بہت خوشنما نظر آتے ہین۔ آپکے خال و خط اور چہرہ کے نقشے عجیب ہین۔ جو بادی النظر مین بہت خوبصورت اور بھلے معلوم ہوتے ہین۔ یہ ایک عجیب بات ہوگی کہ شاہ روم اور ایک ہندوستانی مسلمان کے درمیان برطانیہ کی زبان کے وسیلہ گفتگو ہوئی ہے۔ سلطان معظم فارسی اور چند یورپ کی زبانون کو بہت اچھی طرح سمجھتے ہین لیکن آپ اپنی زبان کے سوا دوسری زبان مین شاذ و نادر گفتگو کرتے ہین۔ مجھے معلوم ہوا کہ ترکی زبان مین آپ کی تقریر بہت شیرین اور فصیح ہوتی ہے۔ مجھے بے انتہا ملال تھا کہ مین اپنی ناقابلیت کیوجہ سے آپکے سخن کی حسن و خوبی جو آپکے لب مبارک پر آتے تھے نہ پہچان سکا آپنے ایک تبسم کے ساتھ جس کا ہونا بادشاہون مین خصوصاً مرغوب و خوش آئیند ہے۔ اپنی گفتگو شروع کی۔ آپ کی

سادگی خود آپکے ملاقاتیون کی توجہ کو ہر لحظہ آپکی طرف زیادہ کرتی تھی۔ آپکی گفتگو شیرین بیانی اور صاف دلی کا اس درجہ اظہار فرماتے ہین۔ کہ جس سے تھوڑی دیر کیلئے سامعین کے دل سے آپکے بادشاہ ہونے کا خیال جاتا رہتا ہے۔ اور آپ جب اپنے منظور نظر سفیرون سے باتین کرتے ہین۔ تو اونہین از راہ مہربانی سگرٹ بھی عطا فرماتے ہین۔

مسلمانان ہند کے حالات سے سلطان المعظم کو بہت دلچسپی ہے۔ اور آپ اونہین مین کے کسی شخص کی زبانی یہ سنکر کہ ملکہ وکٹوریہ خلداللہ ملکہا کے عہد سلطنت مین وہ لوگ خوش ہین اور بر سر ترقی۔ بیحد مسرور اور شاد ہوتے ہین۔ آپ بہ حیثیت مسلمانون اور انکے علوم کے سرپرست ہونیکے اس خبر کے سننے سے بہت خوش ہوئے کہ شہنشاہ علیا قیصرہ دام اقبالہا نے مشرقی لوگونکی زبان پڑھ کر اونکو عزت بخشی۔ آپ نے مجھ سے دریافت کیا کہ کیا ملکہ ہندوستانی لکھ پڑھ سکتی ہین؟ جس کا جواب مین نے اثبات مین دیا۔ مین سن چکا تھا کہ سلطان کو اپنی سلطنت کے وسعت دینے کا بہت خیال رہتا ہے۔ اور یہ کہ آپکی عام واقفیت غایت درجہ بڑھی ہوئی ہے۔ چنانچہ اسکی دیکھنے کا مجھکو بھی اسوقت موقعہ ملا۔ آپکو گفتگو کرتے وقت کسی قسم کی دقت نہین پیش آتی۔ آپ بخوبی جانتے ہین کہ کس وزیر سے کس امر مین گفتگو کرنی چاہیے۔ اس خیال سے کہ مجھکو قانون اسلام سے خاص وابستگی ہے حضور ممدوح نے دو ایک سوال اسکی متعلق مجھسے دریافت کیے۔ اور اپنی زبان مبارک سے یہ بھی فرمایا کہ مین تمہین دیکھکر بہت خوش ہوا۔ اور مین امید کرتا ہون کہ تم میرے دار الخلافت کی سیر سے بہت محظوظ ہوگے۔ مین حضرت جہان پناہ کی اس عنایت خسروانہ کا دل سے شکر گذار ہوا۔ اور بارگاہ ایزدی مین سلطان ٹرکی اور خلیفۃ الاسلام کی اولوالعزمی کا دعی ہوا۔ میری اسوقت کی ملاقات کا نتیجہ بہت ہی پُر اثر تھا۔ جب مینے رخصت کی اجازت چاہی تو سلطان المعظم نے میرے سر اور شانے پر ہاتھ رکھا۔ جس سے ظاہر ہوتا تھا۔ کہ گویا حضرت جہان پناہ بہ حیثیت خلیفہ دعائے برکت دے رہے ہین۔

تقریباً چار صدی کا زمانہ گذرا کہ سلطان حال کے جد امجد سلطان سلیم کو بعد فتح مصر خلیفۃ الاسلام کا خطاب دیا گیا تھا۔ ہمین شک ہی کہ اسوقت سے لیکر اب تک شاید کسی شہزادے نے تخت سلطنت ٹرکی پر اپنے تئین اوس درجہ مستعد خلیفہ ثابت کیا ہوگا جس درجہ کہ موجودہ حکمران ٹرکی نے سلطان عبد الحمید خان ثانی سے چند پولٹکل غلطیان ہوئین ہون۔ لیکن انکی دوامی ناموری کے لیئے یہ ضرور کہہ دینا چاہیئے۔ کہ آپ جب سے مسند نشین تخت سلطنت عثمانیہ ہوئے۔ اوس وقت سے لیکر آج تک آپنے اپنے تئین نہایت خوبی اور قابل تحسین طریقہ سے بیشمار اور طرح طرح کے امورات مین مثل خلیفہ اسلام مشغول و مصروف رکھا۔ باوجود تعدد خدمات منصبی کے جسو آپ پورا کرتے ہین۔ آپ حسب معمول اہل اسلام ہر روز پنجگانہ نماز پابندی وقت کے ساتھ جو

گھڑی کے مطابق ہوتی ہے ادا کرتے ہین۔ آپ ماہ رمضان المبارک مین تیسون روزے رکھتے ہین منشی اشیا کے استعمال سے پرہیز کرتے اور ہمیشہ اپنے تئین قمار بازی سے باز رکھتے ہین۔ آپ مذہبی اور اخلاقی تعلیم گاہونکی نہ صرف اپنے ملک مین بلکہ دنیا کے کسی اسلامی حصہ مین کیون نہ ہو۔ قدر کرتے اور سرپرستی فرماتے ہین۔ علاوہ برین آپکی داد و دہش صرف اپنی ہی مذہب کے غربا و مساکین تک محدود نہین ہے۔ بلکہ مطابق فرمان الٰہی و کلام ربانی ہر ایسے شخص کی آپ مدد کرتے ہین۔ جو اسکا مستحق ہے خواہ وہ کسی مذہب یا کسی فرقہ کا ہو۔

اگر شیخ الاسلام کو کوئی تحفہ عنایت ہوتا ہے۔ تو یونان اور آرمینیا کے پیٹریارک (بڑے پادری) بھی مرحمت خسروانہ سے محروم نہین رہتے۔ آپ اکثر اوقات غایت درجہ کے تحمل سے کام لیتے ہین۔ اور اپنے تئین کسیوقت متعصب نہین ثابت ہونے دیتے۔ علوم کیجانب آپکی خاص توجہ ہے۔ چاہے وہ جس قسم کا ہو۔ اس امر کا جاننا بھی دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔ کہ نقاشی اور سنگتراشی جن کا پھیلانا آپکے اکثر آبا و اجداد روا نہ رکھتے۔ آپ ہی کی تحریک سے تمام مملکت مین پھیلے اور برسر ترقی ہین۔ آپ ہر ملک اور ہر دیار کے علماء اہل اسلام کی جانب پورا پورا التفات فرماتے اور نہایت خندہ پیشانی سے اونکی عزت اور تواضع کا خیال رکھتے ہین۔ جس کیوجہ سے آپکے بزرگون کی یادگار مہمان نوازیان اب تک بدستور قایم ہین حتےٰ کہ مسیحی ملانائیون کی بھی آؤ بھگت آپکے دربار مین اوس کشادہ دلی سے وقوع مین آتی ہے۔ جو انکو دیگر یوروپین درباروں مین ہرگز نصیب نہین ہوسکتی۔

سلطان عبد الحمید خلد اللہ ملکہٗ زمانہ قدیم کے توہمات و تعصبات سے بالکل مبرا ہین۔ اب وہ نہایت خوشی سے مشہور یوروپین لیڈیون کو اپنی میز پر کھانے مین شریک کرنے اور سچے عربی طریق کی مہمان نوازی کا اظہار فرماتے ہین۔ آپ کو جرمنی کے شہنشاہ بیگم کے ساتھ گاڑی مین پہلو بہ پہلو بیٹھ کر سیر کرنے اور اون کو اپنے ہمراہ شاہی ڈنر مین میز پر جگہ دینے دیکھکر ترکونکی جماعت مین ایک عجیب ہنگامہ برپا تھا۔ چونکہ حضرت جہان پناہ سلطان المعظم خلیفہ بھی سمجھے جاتے ہین۔ اسلیئے اس موقعہ پر اگر چند امور آپکے گوش گذار کیئے جائین تو کچھ بیجا نہ ہوگا۔ جو جو تکلیفین[1] کہ ہندوستان کے زائرین مکہ معظمہ اوس مقدس شہر کو جاتے ہوئے راہ مین جزیرہ کامران اور دیگر مقامات مین برداشت کرتے ہین۔ بلاشک اسلام کے پیارے نام پر دھبہ لگاتی اور اوسکی حرمت کو کم کرتی ہین۔ تقریباً دو سال کا عرصہ ہوا کہ بمبئی کے ایک متمول اور ذی اقتدار سوداگر نے جو خود حج بیت اللہ شریف کو تشریف لیگئے تھے۔ ساحل عرب سے مجھے ایک خط لکھا جس مین صاحب موصوف نے بدقسمت زائرین کی تکالیف اور اون دقتون کو جو راہ مین انہین پیش آئی ہین۔ مجھ سے درخواست کی۔ کہ مین اونکے رفع کرانیکی کوئی تدبیر سوچون جب مین قسطنطنیہ مین پہونچا۔ تو شکایت مذکور کا اجمالی ذکر مینے احمد جلال الدین پاشا سے جو سلطان المعظم کے ایڈیکانگ تھے۔ کیا اونہون نے وعدہ فرمایا۔ کہ جس قدر جلد ممکن ہوگا۔ مین اس معاملہ کو

[1] یہ تکلیفیں ابھی جاری ہیں۔ اللہ تعالیٰ بغداد و حلب اور دمشق حجاز لائن بنانے سے جنکی تعمیر وسط ۱۹۰۱ء سے [illegible]

سلطان کے روبرو پیش کرونگا۔ مگر سال بھر ہوگیا۔ ابتک اوسکے متعلق کوئی خبر سُننے مین نہین آئی مین ملکی اور مالی مشکلات سے بخوبی واقف ہون۔ اور مین جانتا ہون کہ اس مسٔلہ کے حل کرنے مین کیا کیا دقتین پیش آسکتی مین۔ لیکن اس معاملہ کی مجموعی وقعت اور نیز ضرورت بقدر بڑہی ہوئی ہے۔ کہ مین اوسکے متعلق حضرت خلیفۃ المسلمین کی خدمت مین باردیگر عرض کرنا اپنا عین فرض سمجہتا ہون۔ تاکہ حضور ممدوح اپنی توجہ اسطرف مبذول فرمائین۔ مجہے یقین کامل ہے کہ اگر مالی امداد کی ضرورت ہو۔ تو شہزادگان و سوداگران ہند ٹرکی کے اون عہدہ دارون کے پاس جو عرب مین رہتے ہین۔ زرچندہ بھیج سکتے ہین۔

بعد ازان ایک اور تجویز مین پیش کرتا ہون۔ جو دربارہ یونیورسٹی قایم کرنے کے ہے۔ یہ یونیورسٹی۔ یا دار العلوم عظمے قسطنطنیہ مین قایم ہونی چاہیٔے۔ جو مسلمانون کو علم ادب اور اونکے قانون مین ڈگریان (یا فضیلت کے خطاب) عطا کرتی رہے۔ فی الحال اسلامی دنیا مین اس قسم کا کوئی مدرسہ نہین ہے۔ عیسائی یونیورسٹیان اون ڈگریون کو عطا نہین کرسکتین۔

ایسے دار العلوم کے قایم ہونے سے بڑے بڑے ادیب اور لائق اشخاص اسلامی دنیا کی ہر سمت سے اکٹہا ہوکر ٹرکی مین جمع ہونگے۔

یہ دار العلوم تہذیب اسلام کے اندر ہی اندر جلنے والی آتش کو ازسر نو روشن کرے گی۔ اور اون باہمی مؤدت اور اخوت کی گرہ کو مضبوط کرے گی جسکا ہونا مسلمانون مین خواہ وہ کسی فریق کا ہو ضروری ہے۔ سلطان عبد الحمید خلد اللہ ملکہ کا نام ایسی یونیورسٹی کی بناڈالنے کی وجہ سے زیادہ تر آیندہ آنے والی نسل مین پیاری یادگار سمجہا جائے گا۔ اور ہمیشہ برقرار رہیگا۔

سلطان عبد الحمید جیسے حکمران کے حالات سے سچی واقفیت حاصل کرنے کے لیٔے ہر شخص کو لازم ہے۔ کہ وہ ان متعدد دقتون اور پیچیدگیون کو جان لے۔ جو دول یوروپ کی وجہ سے آپکے قدم کو آگے بڑہنے سے روکتین اور آپکے راہ مین اٹکاؤ کا کام دیتی ہین۔ آل دار الخلافت کو جسے قسطنطنیہ جملہ اقوام جملہ مذاہب اور جملہ فریق کے ملنے کی جگہ ہے۔ وہ پولٹکل۔ اتھنولوجیکل (انسان کی مختلف نسلون کے علم کے متعلق) تہیالاجیکل یعنے علم دینیات کی طلباء کے لیٔے نمونہ یا عجائب گہر ہے۔ وہ پولیٹیکل سازش کرنے والون مجرون کے گہڑنے والون خارجی اخبارون کے بہرتی نامہ نگارون اور ہر قسم کے جاسوسون سے معمور ہے۔ دوسرے ملک کا رہنے والا وہان ایک سرکش رعیت کی حیثیت سے بہی رہ سکتا ہے۔ اور نیز اپنے بادشاہ کی رعیت کی حیثیت سے بہی یعنے کہ جیسا محل اور موقعہ وہان درپیش آئے۔ یہ دار الخلافت تمام سلطنت کا مائی کروزم (عالم صغیر) سمجہا جاتا ہے۔ درحقیقت ایسی کیا مختلف اقوام کی جماعت اور ایسی مختلف ؟ ایسے لوگون پر حکومت کرنا بہت ہی دشوار ہے۔ لیکن باوجود

سلہ ۱۳۲۳ مین یہ ینیورسٹی قائم ہوگئی ہے۔ ... اور اسکے متعلق مفصل حالات دیکہنے کیلئے کتاب ترکوں کی موجودہ ترقیات اور

[حاشیہ:] ... ۱۹۰۶ء ...

تمام مشکلات کو سلطان المعظم کے عہد حکومت مین بہت اصلاحات عمل مین آئین - ٹرکی کی مالی حالت آپ ہی کے وقت مین بہت درست ہو گئی ہے - اور اوسکی فوجی طاقت بھی ہر طرح پر بہت کچھ بڑھ گئی ہے - جس کی وجہ سے اب کسیطرح بغیر کامل فکر اور غور کے دوسری سلطنت کی چڑہائی ٹرکی پر آسان نہین سمجھی جا سکتی - سلطان المعظم نے تمام بری باتون کی ایک سرے سے بیخ کنی کر دی - اور آپ اپنی رعایا مین تعلیم کے پھیلانے مین ہمہ تن مشغول ہین - ہر وقت دار السلطنت ٹرکی مین بیس اور دیگر صوبون مین سو دوسرے درجہ کے مدارس ایسے موجود ہین جنہین سلطان حال نے قایم کیا ہے - ابھی ابھی آپنے بادیہ گرد فرقون کے لیئے بھی مدرسے اور سکول قایم کیئے - بلاشک اسپر بھی ابھی بہت کچھ کرنا ہے - لیکن ہمین سلطان المعظم کی ان چھوٹی چھوٹی مہربانیون کا ضرور شکر گذار رہونا چاہیے - مجھ خصوصاً اس بات کے معلوم ہونیسے بڑی خوشی ہوئی کہ حضرت ممدوح تعلیم نسوان کے سلدان اور اوسکے سرپرست ہین - اور آپنے لڑکیون کی تعلیم کے لیئے مدرسے جاری کیئے ہین - بعض موقعہ پر یہ ظاہر کیا جاتا ہے کہ ٹرکی مین بعد سلطان المعظم کوئی ایسا شخص نہین ہے جو قابل دلبستگی خیال کیا جائے - اس مین کوئی شک نہین کہ سلطان المعظم باوجود پولیٹیکل اور مذہبی اعزاز اور امتیاز کے اپنے ملک مین لاثانی پایہ رکھتے ہین - مگر یہ کہنا درحقیقت فرمل حیثیت عرفی ہوگا - کہ ٹرکی مین کوئی شخص قابل دلبستگی نہین ہے - اکثر پاشا ہائے ٹرکی بے انتہا بیدار مغز اور شخصی لیاقت کی وصف خداداد سے بہرہ مند پائے جاتے ہین - مجھ جواد پاشا وزیر اعظم سابقہ باب عالی سے بہت دیر تک ملنے اور گفتگو کرنے کا موقعہ ملا - مختلف سبجکٹ اور باتون پر آپس مین گفتگو رہی جس سے ظاہر ہوا کہ وزیر موصوف کو بہت سی باتون سے جن کو آپ کے سلسلۂ ملازمت سے کوئی تعلق نہین ہے - پوری پوری واقفیت حاصل ہے -

منیف پاشا وزیر سررشتہ تعلیم اپنے زمانہ کے بہت بڑے عالم اور مشہور تربیت یافتہ خیال کیئے جاتے ہین - آپ کو انگریزی - فرنسیسی - جرمن عربی اور فارسی زبانون پر پوری مہارت حاصل ہے - آپ انگلستان کے پولٹیکل معاملات مین قابلانہ گفتگو کر سکتے ہین - دیگر اشخاص مین اُن حضرات کے نام نامی حسب ذیل ہین - جن کی قابلیت شہرت - اور لیاقت اور دانشمندی نے مجھے اپنا گرویدہ احسان بنا لیا ثریا پاشا - رضا پاشا - نوشی بے اور جنرل شاکر احمد پاشا مصور - اون کے علاوہ ٹرکی مین دو اور مشہور اشخاص ہین - جن مین سے ایک جودت پاشا قانون اسلام کے نامور عالم ہین - جو عالمین منشترات جٹس (وزیر محکمہ عدالت) تھے - اور جن کی محنت اور کوشش کا نتیجہ ٹرکی کے حال کا مجموعہ قانون دیوانی ہے - اور دوسرے احمد مختار پاشا دولت سلطانی سفیر مصر ایک نامی ڈپلامیٹسٹ ہیں - جن کی شہرت سے برٹش پبلک کے کان بھی ناآشنا نہین -

حسبِ ذیل مجھے یہ بتا دینا ضروری ہے کہ ترکون مین مذہبی تعصب بالکل معدوم ہے مسلمان اور عیسائی ایک ہی میز پر بیٹھکر کھانا کھاتے ہین - اور آپس مین آزادانہ ایک دوسرے سے ملتے ہین - ایک نوجوان ترک ہمیشہ سلیم الطبع اور سنجیدہ شاندار اور حسن ضابطہ اور قانون کا پابند پایا جاتا ہے ترک چونکہ بادہ نوشی سے جو تمام بدکاریون اور ہر قسم کی خرابیون کا باعث سمجھی جاتی ہے آزاد اور مبرا ہین - اسلیئے فوجداری عدالتون مین بہت کم ماخوذ پائے جاتے ہین بلکہ اونکی بجائے ایسی عدالتون مین تمام عیسائی فرقون کا اژدھام رہتا ہے +

قلعہ چناق کالیسی -(جانب ایشیا موہانہ ڈارڈانلز)

۲۵ ستمبر ۱۸۹۵ء سے لیکر تا حال کے واقعات

جنکو خاکسار مؤلف حسب وعدہ مندرجہ عرض حال رسالہ عفو و مظالم آرمینیا
یہاں بطور ضمیمہ درج کیے دیتا ہے

سلطنت عظمیٰ عثمانیہ و صوبجات ماتحت کے متعلق ہفتہ مختتمہ ۷ اکتوبر ۱۸۹۵ء کی تار خبریں و دیگر خبریں و مضامین خاص

تار کی خبریں

آبنائے ڈارڈنلز کے قریب انگریزی بیڑہ کی آمد کی وجہ سے جسمیں سترہ جنگی جہاز ہیں استنبول میں بہت جوش پھیل رہا ہے۔ آرمنی بطریق (پادری اعظم) کے مکان کے مقابل آرمنی لوگوں کا ایک بڑا مجمع ہوا۔ پولیس نے انکو منتشر کردیا۔ چند آدمی مقتول اور کچھ مجروح ہوئے۔ اور بہت سے گرفتار کئے گئے۔ اسی خبر کے متعلق مابعد کی تار برقی سے معلوم ہوا کہ سوموار کے دن آرمنی لوگونکی طرف سے جو بلوہ استنبول میں ہوا اُسکا نتیجہ بہت سنگین ہوا۔ بلوہ کے برپا ہونیکی وجہ یہ تھی۔ کہ آرمنی باب عالی کی خدمت میں ایک جتھا باندھکر پروسشن میں روانہ ہوئے۔ پولیس نے انکو روکا۔ اور اُنہوں نے پولیس کا مقابلہ کیا جسپر بندوقیں سر ہوگئیں۔ پولیس کا میجر گولی سے مارا گیا۔ اور اُسکے بعد کل شہر میں بلوہ ہوگیا۔ آرمینیوں میں سے ۸ مقتول و مجروح ہوئے۔ اور ۵۰۰ گرفتار ہوئے۔ دوسرے دن بھی فساد ہوا۔ گلی کوچوں میں فوجی پہرہ ہے۔ باب عالی کی حالت بہت تشویشناک ہے۔ ریوٹر نے قسطنطنیہ سے بذریعہ تار خبر مورخہ ۳ اکتوبر اطلاع دی ہے۔ کہ بلوہ کشت و خون منگل کی رات کو پھر شروع ہوا۔ سوفتا اور مسلمانوں نے آرمینیوں کو بھگا دیا۔ اور قتل کیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ستر آرمنی مارے گئے۔ یقین کیا جاتا ہے کہ یہ شورش آرمنی مفسد کمیٹی کے ذریعہ برپا کیگئی ہے۔ کیونکہ باغیوں کے قبضہ سے سینکڑوں چاقو برآمد ہوئے ہیں۔ جو ایک ہی نمونہ کے ہیں۔

ریوٹر کا دوسرا پیغام اُسی تاریخ کا لنڈن سے موصول ہوا ہے۔ کہ قسطنطنیہ میں ارمنی بلوہ کے بعد جو کشت و خون ہوا اُسکی وجہ سے بابعالی کو دول خارجہ کی اصلاحات کے تقاضا کا مقابلہ کرنے میں بہت تقویت ہو گئی ہے۔ یہ معلوم ہوا کہ بہت آرمینیوں کے قبضہ میں سے جو اس شورش میں شریک تھے۔ پستولیں برآمد ہوئیں +

کامل پاشا بجائے سعید پاشا کے وزیر اعظم ٹرکی مقرر ہوئے +

ریوٹر مخبر ہے۔ کہ کامل پاشا نیا وزیر اعظم ایک لائق اور روشن دماغ ہے۔ اور کہا جاتا ہے کہ وہ انگریزوں کی نسبت بہت مائل ہے +

ہفتہ مذکور کی دیگر خبریں

پیرس کے دار الخلافہ فرانس میں قسطنطنیہ سے آیا ہوا ایک خط چھپا ہے۔ جسکا مضمون ایک سلسلہ سے لیا گیا ہے۔ جو رستم پاشا وکیل دولت عثمانیہ مقیم لنڈن کی طرف سے وزیر خارجہ دولت عثمانیہ کے نام لکھی گئی تھی۔ اس سلسلہ میں اُس ملاقات کا حال درج ہے جو وکیل موصوف اور لارڈ سالسبری کے مابین دربارہ معاملات آرمینیا کے ہوئی تھی۔ اُسکا ترجمہ حسب ذیل ہے:۔

ہمنے لارڈ سالسبری سے ملاقات کرنیکی درخواست کی جسکی منظوری کے ساتھ اُنہوں نے ہمکو یہ بھی اطلاع دی۔ کہ وہ سفر اور پارلیمنٹ کے کاموں سے اسقدر تھک گئے ہیں کہ وہ بہت تھوڑا وقت آپکو دے سکیں گے۔ ملاقات کے وقت یہ گفتگو شروع کی۔ کہ بابعالی کو عہدنامہ برلن کی دفعہ ۶۱ کی تعمیل میں کوئی عذر نہیں ہے۔ مگر متحدہ کمیشن کی نگرانی کو پسند نہیں کرتے۔ ہمنے اسقدر کہا تھا کہ لارڈ سالسبری نے روک کے جواب دیا۔ کہ "اس معاملہ کے متعلق زیادہ کہنا بے سود ہے۔ ہم اُسی بات کو دوہرا کر یہہ کہتے ہیں۔ یعنی اگر تمہاری گورنمنٹ انکار کریگی تو ہم ایک کانگرس کا اجتماع کر کے متحدہ کمیشنوں کے ذریعہ دفعہ ۶۱ کی تعمیل کرا لینگے آپ بخوبی سمجھہ لیں۔ کہ اگر آپکی طرف سے اب بھی مخالفتوں کا ظہور ہوا۔ تو یہ ٹرکی کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جانے کا ایک نشان ہے" سفیر لکھتا ہے۔ یہ سنکر میرے آنسو بھر آئے اور اس ملاقات کے حالات بذریعہ تار آپکو روانہ کرنے کے بعد میرا دل بھر آتا ہے۔ یہ ماجرا بعد میں غلط ثابت ہوا۔

ہفتہ مختتمہ ۱۴ اکتوبر ۱۸۹۵ء کی تار کی خبریں وغیرہ

تار کی خبریں

یورپ کے سلاطین نے ایک مجموعی یادداشت بابعالی کو پیش کی ہے۔ اور تقاضا کیا ہے۔ کہ گذشتہ فسادوں کی نسبت پوری پوری تحقیقات کیجائے۔ بے قصور قیدی رہا کئے جاویں۔ اور قسطنطنیہ میں امن قائم رکھنے کیلئے کافی تجاویز عمل میں آئیں۔ یقین کیا جاتا ہے کہ کامل پاشا وزیر اعظم سلطان کی خدمت میں اُن آرمینیوں کی نسبت جو پچھلے بلووں میں گرفتار ہوئے ہیں عفو تقصیر کی درخواست کرینگے +

ایک سرکاری یادداشت انگلستان فرانس اور روس کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔ جس میں تحریر ہے۔ کہ گذشتہ فسادات تجاویز کے جاری رکھنے کے مانع نہیں ہوں گے۔ جو بغرض قیام امن اصلاح اور حفاظت عیسائی رعایا کے

آرمینیا میں عمل میں آرہی ہیں +

سلطان نے مارشل فواد پاشا کو ڈارڈنیلز کے قلعوں کے ملاحظہ کے واسطے بھیجا ہے۔ اور آبنائے ڈارڈنلز میں تارپیڈو رکھے جانے کے لئے بھیجے گئے ہیں +

۹۵ - آرمینیوں کی نعشیں جو پچھلے فساد میں مارے گئے تھے۔ دفن کئے جانے کے لئے جمع کی گئی ہیں۔ یہ یقین کیا جاتا ہے کہ بہت سی نعشیں سمندر میں پھینکی گئیں گرجے ابتک آرمینیوں سے بھرے ہوئے ہیں۔ اور وہ نکلنے سے انکار کرتے ہیں اجنبیوں کی حفاظت کے لئے یورپین طاقتوں کی گارڈ شپ (جہازات حفاظت) گلاٹا پر لنگر انداز کی گئی ہیں +

سلطان نے دارالخلافہ کے تمام ارمنی گرجوں کو بند کر دیا ہے۔ پناہ گیروں کو باہر آنیکی اجازت ہے۔ اور خوراک وغیرہ داخل ہونیکی ممانعت ہے۔ جو جو ارمنی بے قصور ثابت ہوتے جاتے ہیں انکی رہائی عمل میں آنی شروع ہو گئی ہے +

ٹربیزنڈ سے خبر آئی ہے۔ کہ ترکوں کے ایک مسلح گروہ نے جن کیساتھ کیقدر سپاہی بھی شامل ہیں آرمینیوں پر حملہ کیا۔ اور کئی ایک کو قتل کیا +

گورنمنٹ یونان نے اپنی کونسلوں کو جو کریٹ میں ہیں ہدایت کی ہے۔ کہ باشندگان کریٹ بزور دیں کہ موجودہ شورو شر کے زمانے میں وہ خاموش رہیں۔ کیونکہ یونان مشرقی معاملات کی تکلیف میں مبتلا ہونا پسند نہیں کرتا +

روئٹر کی تار خبر جو قسطنطنیہ سے ۱۰ تاریخ کو موصول ہوئی ہے۔ مظہر ہے کہ بابعالی نے سواب یا دداشت عمومی دربارہ بغاوت ارمنی لوگوں کی تحقیقات کرنیکا وعدہ فرمایا ہے۔ اور ظاہر کیا ہے۔ کہ حملہ آور ارمنی تھے۔ اور یہ کہ انہوں نے بیگناہ مسلمانوں کو قتل کیا۔ بابعالی نے سفیروں سے کہا ہے۔ کہ سازشی کارروائیاں جن سے کہ اور مشکلات کا پیدا کرنا مقصود ہو۔ روکی جاویں +

ہفتہ گذشتہ کی دیگر خبریں

پیرس دارالخلافہ فرانس کے اخبار موسومہ آرڈسنبشے نے تقریب یادگار تخت نشینی سلطان المعظم عبدالحمید خان ایک دعوت کی۔ مشہور اُمرا و فضلا اور اراکین فوج شامل ہوئے۔ سلطان کے جام صحت بڑی گرمجوشی کے ساتھ نوش کئے گئے

سلطان المعظم کی تخت نشینی کی تقریب پر مصطفےٰ کامل صاحب نے باشندگان مصر کی دعوت پیرس میں کی بعد تناول طعام میزبان نے ایک لمبی تقریر کی۔ جسمیں انگلستان کے قبضہ مصر اور حضرت سلطان کی نہایت پرجوش وفاداری کا تذکرہ تھا۔ مبارکباد بذریعہ تار کے سلطان المعظم کی خدمت میں بھیجی گئی +

قسطنطنیہ و تمام ممالک روم میں عیسائی اور مسلمان رعایا نے سلطان عبدالحمید خان کی تخت نشینی کی تقریب بڑی گرمجوشی سے خوشیاں منائیں۔ اس سالانہ رونق تقریب پر استنبول کے فرانسیسی باشندگان روسی کی آب و تاب سے حضور اعظم انگلستان کے اُس کلام کی نسبت جو مابین بابعالی اور فرنچ گورنمنٹ کے درمیان اتفاقی

پیدا کرنیکی غرض سے کیگئی تھی۔ اپنی مخالفت کا اظہار کیا۔ اس بارونق جشن سے فرانسیسی باشندگان نے حضرت سلطان المعظم کی الطاف بے پایاں کے اظہار شکریہ کا ثبوت دیا +

ہفتہ مذکور کے مضامین خاص

ٹرکی اور انگلستان

نہائیت افسوس سے بیان کیا جاتا ہے۔ کہ ان دو نامور سلطنتوں کے دوستانہ تعلقات میں بہت کچھہ کشیدگی واقع ہوتی جاتی ہے۔ ایک وہ زمانہ تھا کہ روس کے ساتھہ آسٹریا اور جرمنی بھی شامل ہوکر ٹرکی سے صف آرائے میدان کارزار ہوگئے تھے۔ یورپ کی قریباً تمام سلطنتیں ٹرکی کے مقابلہ پر آگئی تھیں۔ صرف انگلستان اسکا حامی رہا تھا۔ اب یہ نوبت پہنچی ہے۔ کہ خود انگلستان رشتہ اتحاد کو بالائے طاق رکھکر مقابلہ کو تیار رہا ہے +

اس ہفتہ کی خبروں سے ظاہر ہوتا ہے کہ انگلستان کا ایک بیڑہ جنگی جہازات کا ڈارڈنلز کے دہانہ پر مقام بیسناس پہنچگیا ہے۔ قسطنطنیہ میں اسوجہ سے بڑا جوش پھیل رہا ہے۔ تمام قہوہ خانوں اور عام گذرگاہوں کے مقاموں میں اسکا چرچا ہے۔ سلطان المعظم نے مارشل فواد کو اُن قلعجات کے ملاحظہ کیلئے روانہ کیا ہے۔ جو لب دریائے ڈارڈنلز اور ماموراکی حفاظت کیلئے واقع ہیں۔ خود آبنائے ڈارڈنلز میں تارپیڈو ڈالدیئے گئے ہیں تاکہ وقت ضرورت پر غنیم کے جہازوں کو روکنے میں دیر نہ لگے +

باب عالی نے برطانیہ کلاں کی گورنمنٹ سے دریافت کیا ہے۔ کہ اس بیڑے کے بھیجنے سے گورنمنٹ ممدوح کا منشا کیا ہے۔ غرض اب ایسی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ جنسے اندیشہ ہوتا ہے۔ کہیں اُن سلطنتوں کی آپسمیں چھڑ نہ جائے +

اس میں شک نہیں۔ کہ اگر جنگ شروع ہوگئی۔ تو اس تمام قتل و خونریزی کا بانی مبانی وہ مشہور پولٹیشن ہوگا جسنے مذہبی تعصب اور قومی نخوت پر انصاف اور احتیاط کو قربان کرنا گوارا کرلیا ہے۔ بدقسمتی سے مسٹر گلیڈسٹون ہمیشہ سے قوم ترک کی مخالفت برتتے رہے ہیں۔ گذشتہ موقعہ جنگ روس و روم پر بھی اگر لارڈ بیکنسفیلڈ مرحوم سا جوانمرد و فصیح اللسان آدمی گورنمنٹ برطانیہ کا مہتمم نہ ہوتا۔ تو مسٹر گلیڈسٹون اُس موقعہ پر بھی انگریزی قوم کو ترکوں کا مخالف بنا دیتے۔ ترکوں نے مسٹر گلیڈسٹون کی ہمیشہ بڑی عزت کی ہے۔ اُسکی گورنمنٹ کو بہت عزت کی نگاہ سے دیکھا ہے۔ مگر افسوس کہ مسٹر ممدوح نے ہمیشہ ترکی قوم کیساتھہ ایک ہی طرز کی پالیسی مدنظر خاطر رکھی ہے یعنے وہ پالیسی جسکو مسٹر ممدوح اپنے منہہ سے پالیسی آف کوارشن یعنے جبر و تشدد کی پالیسی کہتے ہیں +

مسٹر گلیڈسٹون نے حال میں ایک خط لکھا ہے۔ جس میں فرماتے ہیں کہ میں ترکوں کا بدخواہ ہوں۔ مجھے ترکوں سے ہمدردی ہے۔ میں مخالف ہوں تو گورنمنٹ ترکی کا ہوں۔ یہہ خوش اخیر خواہی اور ہمدردی کا حق بھی مسٹر ممدوح

ہی ادا کرتے ہیں۔ کہ قوم کی تو صلاح و فلاح کے خواہاں ہیں۔ مگر سردار قوم کے دشمن جانستاں ہیں۔ ع
این کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

ترک ہمیشہ سے مسٹر ممدوح کے مداح و شکر گذار رہے ہیں۔ گذشتہ روم و روس کے محاربات کے دنوں میں جب ترک مسٹر گلیڈ سٹون کی تقریریں سنا کرتے تھے۔ تو تعجب کیا کرتے تھے۔ کہ کیوں مسٹر ممدوح اُن کی نسبت ایسے مخالفانہ خیالات کا اظہار کرتے ہیں۔ باوصف اسقدر علمیت و فضیلت کے کیوں اُنکو اس قوم سے ایسی سخت عداوت ہے + کہا جاتا ہے۔ کہ مظالم آرمینا نے مسٹر گلیڈ سٹون کے رحم اور ہمدردی انسانی کے مادہ کو تحریک دی ہے۔ اور اسی سبب سے وہ ایسی سخت پالیسی پر آمادہ ہوئے ہیں یہ ممکن ہے مگر سلاطین یورپ کی آزادانہ تحقیقات نے روز روشن کیطرح فیصلہ کر دیا ہے کہ وہ سب مبالغے اور یار لوگوں کی زیادتی تھی۔ مظالم کی فرضی داستانیں بڑی رنگ آمیزی کیساتھ بڑھا کر بیان کیگئی تہیں۔ اور سلطنت ترکی کو ناحق بدنام کیا گیا۔ کمیشن کی تحقیقات سے جھوٹھی کھالی بنانے والوں کی کارستانیاں اور ارمنی شریروں کی شرارتیں بخوبی عیاں ہو گئی ہیں +

ارمنی شہریروں کی شرارتیں اب حد سے گذر گئی ہیں۔ شروع ماہحال میں خود دار الخلافہ سلطنت ترکی کے اندر ان لوگوں نے شرارت کر کے ارمنی بطریق کے مکان کے سامنے ایک بڑا جلسہ کیا۔ اور وہاں سے ایک جلوس بنا کر اس بہانہ سے باب عالی کو روانہ ہوئے کہ سب ملکر ایک عرضی دینے جاتے ہیں۔ پولیس کو انکی سازش کی اطلاع ہو گئی۔ پولیس نے روکا۔ تو اُنہوں نے مقابلہ کیا۔ پولیس نے فایر کئے۔ کئی ارمنی مارے گئے۔ اور بہت سے پکڑے گئے۔ ان ملخوذین کے پاس سے تلاشی لینے پر کئی سو چھرے برآمد ہوئے۔ چہ خوش! عرضی دینے جاتے ہیں۔ اور چھروں سے مسلح ہو کر!! اس شرارت کو دیکھکر تمام یورپ انگشت بدندان رہگیا۔ کہ جب اُنکی شرارت اس درجہ کو پہنچ گئی ہے۔ تو اُنکی حمایت میں باب عالی پر جبر روا رکھنا قرین انصاف نہیں +

آرمینیوں کی اس شرارت سے دار الخلافہ میں ایک تہلکہ برپا ہو رہا ہے۔ حضرت سلطان المعظم ماخوذین کو رہا کرتے جاتے ہیں۔ مفسدان ارمنی بھاگ بھاگ کر اپنے گرجاؤں میں جا گھستے تھے۔ اور وہاں سے نکلنا نہیں چاہتے تھے۔ اب بحکم سلطانی وہ لوگ گرجاؤں میں سے نکلتے جاتے ہیں۔ سلطان المعظم کے حکم سے تمام ارمنی گرجے بند کر دیئے گئے ہیں ماخوذین کو رہا کیا جا رہا ہے +

اب مسٹر گلیڈ سٹون ازراہ مہربانی فرماویں۔ کہ کیا یا ارمنی ہمدردی اور مہربانی کے مستحق ہیں ؟ یا سزا کے مگر افسوس کہ مسٹر گلیڈ سٹون کی تقریریں اُن لوگوں کے دلوں پر جنکے ہاتھ میں عنان حکومت انگلستان ہے۔ ایسا گہرا اثر کر چکی ہیں۔ کہ خود جناب وزارت مآب لارڈ سالسبری نے سفیر ترکی متعینہ لنڈن کو بروقت ملاقات فرمایا۔ کہ اگر باب عالی اصلاحات مجوزہ انگلستان پر عملدرآمد نہیں کریگا۔ تو اوسکی سلطنت کا جد بند جدا کر دیا جاوےگا۔ اِس

تقریر کو سنکر رستم پاشا سفیر ممدوح آبدیدہ ہو گئے +

غرض جس گلیڈ سٹون کو ترک ایسا لائق۔ فاضل۔ مہربان خیال کرتے تھے۔ جسکی نسبت اُنکا خیال تھا کہ وہ ایک انصاف پسند آدمی ہے۔ وہ نرا پتھر نکلا ؎

مہر کی جس سے توقع تھی ستمگر نکلا + موم سمجھے تھے جسے وہ پتھر نکلا۔

مرحوم و مغفور مولوی چراغ علی نواب اعظم یار جنگ نے اپنی کتاب "جواب ریفارم انڈر مسلم رول" میں ایک باب لکھا ہے۔ جسکا نام انڈین اسپائر دی گریٹسٹ محمڈن ایمپائر یعنے سلطنت ہند سب سے بڑی اسلامی سلطنت ہے۔ اسی کتاب میں نواب ممدوح نے بڑی قابلیت سے ثابت کیا ہے۔ کہ جسقدر مسلمان یکجائی طور پر اس ملک میں رہتے ہیں۔ اتنے اور کہیں نہیں رہتے۔ پس عمائد سلطنت انگلشیہ کو اس امر کا خیال بھی کر لینا چاہیئے۔ کہ سلطان المعظم کے ساتھ بگاڑ کرنیسے وہ صرف مسلمانان انگلستان کی دل آزاری کرتے ہیں۔ بلکہ ہندوستان کے ایک حصۂ عظیم کے دلوں کو بھی رنج پہونچاتے ہیں۔ یہ دل آزاری اور رنج دہی ہندوستان پر منحصر نہیں رہے گی۔ بلکہ خادم الحرمین شریفین امام المومنین خلیفۃ المسلمین کی مخالفت و مقابلہ سے جو رنج ہو گا۔ اُسکا اثر ہندوستان کی سرحد پار اُس علاقہ میں بھی پہونچے گا۔ جو ہندوستان اور روس کے درمیان بطور ڈیفنس ورک یعنے حفاظت سرحدی کے ہے۔ غرض گورنمنٹ انگلستان کے لئے کسی صورت میں یہ پالیسی مناسب نہیں ہے ؎

ما قصۂ سکندر و دارا نخواندہ ایم + از ما بجز حکایت مہر و وفا مپرس ۔

ہفتہ مختتمہ ۲۱- اکتوبر ۱۸۹۵ء کی تار کی خبریں وغیرہ

تار کی خبریں

تار برقی آمدہ قسطنطنیہ مورخہ ۱۸- اکتوبر سے معلوم ہوا ہے۔ کہ البنیائی روم کے صوبہ لبنان میں بھی بڑے زور شور سے فساد پھیل گیا ہے۔ عام دروسوں اور متولی دروسوں میں کئی مہلک لڑائیاں ہو چکی ہیں۔ آخر الذکر ترکوں کی ناانصافی کی شکایت کرتے ہیں۔

اسی تاریخ کی تار برقی آمدہ لنڈن مخبر ہے۔ کہ لارڈ روز بری نے بمقام سکاربورو آج رات تقریر کرتے ہوئے لارڈ سالسبری کو مسئلہ آرمینیا کے تصفیہ کی مبارکباد دیکر کہا کہ لبرل پارٹی حتے الامکان خارجی معاملات میں گورنمنٹ کی معاون رہیگی +

اسی تاریخ کی ایک اور تار برقی میں روٹر ایجنسی بتاتی ہے۔ کہ قسطنطنیہ میں یہ عام خیال ہے۔ کہ سلطان کے

نوترمیم شدہ ارمنی اصلاحات کو قبول کر لینے سے جیسا کہ چاہیئے۔ ارمنی مسئلہ نہیں سلجھا۔ اور ساتھ ہی اس قبولیت سے مسلمان بربروں میں ناراضگی دمبدم بڑھتی جا رہی ہے +

۱۳ - اکتوبر کو نیم سرکاری روسی اخبار نوو دریمیا ایک خاص مضمون میں یہ تجویز پیش کرتا ہے۔ کہ اگر باب عالی دول ثلاثہ کی مجوزہ اصلاحات سے انکار کرے تو اس ارمنی مسئلہ کے تصفیہ کے واسطے ایک یوروپین کانفرنس ان صوبوں میں جہاں ارمنی آبادی ہے۔ یوروپین نگرانی کا انتظام کرے +

ارمنی پناہ گزینوں نے گرجوں کو خالی کر دیا ہے +

صوبہ طرابزون میں فوج بڑھائی گئی۔ اور امن قائم ہو گیا ہے +

باب عالی نے انگریزی بیڑے کی آمد کے جواب میں خلیج بسکا کو جو مقابل لیمنا سے گیلی پولی آباد ہے قلعبندی سے محفوظ کر دیا ہے +

بیان کیا جاتا ہے۔ کہ ۱۵ - ماہ حال کو سفراے دول ثلاثہ و ترکی وزیر صیغہ خارجیہ نوترمیم شدہ ارمنی اصلاحات کے قبول کرنے میں متفق ہو گئے ہیں۔ اور عیسائی کمشنر کا تقرر وزیر نے منظور کر لیا۔ یقین کیا جاتا ہے کہ سلطان المعظم بھی انکو بہت جلد قبول فرمالیں گے +

اگرچہ اخبار نوو دریمیا یوروپین کانفرنس کے تقرر کی تجویز پیش کرتا ہے۔ مگر تمام باقی روسی پریس مسئلہ آرمینیا کے متعلق انگریزوں کے سخت برخلاف لکھ رہے ہیں +

ٹرکی گورنمنٹ نے حاجیوں کی آسائش کے واسطے مکہ معظمہ کی سڑک پر بموضع ہمسارہ پانی کے حوض بنانے کا پختہ ارادہ کر لیا ہے۔ تعمیر کا کام بہت جلد شروع ہو جائے گا +

جزیرہ کریٹ میں ترکی انتظام حکومت کے برخلاف جوش ناراضی پھیل رہا ہے۔ وہاں کے عیسائی معززین چاہتے ہیں۔ کہ اس صوبہ کو حق حکومت عطا کیا جاوے +

حسن بن عبد اللہ نواب عماد نواز جنگ بہادر کی یوروپین خاتون والا منزلت لیڈی جمیلہ بیگم نے قسطنطنیہ میں ترکی سلطانہ سے ملاقات کرنیکے متعلق ایک نہایت ہی دلچسپ مضمون ٹائمس آف انڈیا مورخہ ۲۸ ستمبر میں دیا ہے جسکا ترجمہ ذیل میں مندرج ہے +

ایک ترکی سلطانہ کی ملاقات

چونکہ میری ابتدائی زندگی مشرق کے ان مختلف خطوں میں بسر ہوئی ہے جہاں یوروپین کو دیسی باشندوں سے ربط و ضبط پیدا کرنیکے بہت کم موقع ملتے ہیں اسلیئے میں مدتوں سے ارادہ کر رہی تھی۔ کہ اگر مجھ کو اور ممالک کی سیر کا موقع ملا۔ تو مشرقی عورتوں کی حالت اور انکی خانگی زندگی کے حالات پبلک کے روبرو پیش کرونگی۔ میرا

ذاتی تجربہ ہے کہ یورپین سیاحوں نے خواہ وہ مرد ہوں یا عورت اپنی تصانیف میں ہماری مشرقی بہنوں کے حالات درج کرنے میں بڑی ناانصافی کی ہے حالانکہ ہماری مشرقی بہنیں مغربی ممالک کی عورات کی طرح اپنی خانگی اور سوشل زندگی میں پورا اثر رکھتی ہیں +

چونکہ میری زندگی کے حالات اور تجارب کی نوعیت دیگر یورپینوں سے جداگانہ ہے۔ اور نیز عرصہ دراز سے مشرقی طریقوں کو دیکھ رہی ہوں۔ اسلئے مجھکو بالطبع بچپن ہی سے خواہش تھی۔ کہ مشرقی عورتوں کی اندرونی آرزوؤں اور طبعی حالتوں کو دریافت کروں۔ اور میں خدائے ذوالجلال کی نہایت مشکور ہوں کہ مجھکو ان امور کے دریافت کرنے کا ایک موقع حاصل ہوا۔ اب میں ذیل میں اُن واقعات کو درج کرونگی۔ جو میری آرزو اور مقصد برآری کا راستہ کھولنے کے باعث ہوئے :-

چونکہ میں اپنے انگلش والدین سے ہندوستان میں پیدا ہوئی تھی۔ میں نے اپنی طفلی کا زمانہ ہندوستان کے مختلف حصص میں بسر کیا۔ اسکے بعد میں بغداد اور ترکی عرب کے دیگر حصص میں رہنے کیلئے چلی گئی۔ اور وہاں مجھکو معزز اور ذی رتبہ عربی اور ترکی لیڈیوں سے ملنے کے موقع حاصل ہوئے۔ وہاں میں سات برس رہی اور اس عرصہ میں مینے بہت کچھہ آگاہی حاصل کر لی۔ چونکہ میری والدہ نہایت ہی آسانی سے عربی میں گفتگو کر سکتی تھیں اسلئے اعلےٰ گروہوں اور معزز خاندانوں میں اُنکی رسائی تھی اور وہاں اجنبی نہیں بلکہ ایک خوش آیند ملاقاتی سمجھی جاتی تھی۔ چونکہ میں بھی اپنی ماں کے ساتھہ رہتی تھی۔ اسلئے اس روزمرہ کی آمد و رفت کی وجہ سے مجھکو بھی عربی رسم و رواج اختیار کرنے اور عربی زبان بولنے کا شوق ہو گیا۔ ترکی عرب میں بہت عرصہ قیام کرنیکے بعد مجھکو اپنی والدہ کے ہمراہ ایران میں سفر کرنے کا موقعہ ہاتھہ آیا اور حالانکہ مینے یہاں صرف ایک قلیل عرصہ تک قیام کیا۔ لیکن اس ملک کے رسم و رواج سے مجھکو بڑی دلچسپی حاصل ہوئی مینے جسقدر زیادہ مشرقی ممالک میں سفر کیا اُسیقدر مجھکو اپنا مقصد پورا ہوتا ہوا نظر آیا۔ میں ایران سے روس کو روانہ ہوئی۔ اور وہاں سے روانہ ہو کر یورپ کے مختلف ممالک کی سیر کی۔ اور اپنی مذاق کے مطابق حالات جمع کرتی ہوئی آخر جنوبی افریقہ میں آئی مینے کچھہ دن تک وہاں قیام کیا۔ اسکے بعد ہندوستان کو واپس آئی۔ اور حال میں اپنے شوہر نواب عماد جنگ کے ہمراہ دُنیا کے گرد ایک پورا دورہ ختم کیا۔ مینے اثناء دورہ میں جتنے مقامات دیکھے۔ اُن میں قسطنطنیہ قاہرہ اور مکہ سب سے زیادہ دلچسپ معلوم ہوئے خدا کا شکر ہے۔ کہ اس حال کے سفر میں مسلمانوں کے ایک نہایت مفید فرض یعنے حج کعبہ کی دولت مجھے حاصل ہوئی اور اس حج کی بدولت مجھکو بہت سے دلچسپ حالات معلوم ہوئے۔ غرض یہہ میری زندگی کے حالات ہیں اور میرے ناظرین انصاف کر سکتے ہیں۔ کہ آیا میں اس خدمت کے قابل ہوں یا نہیں۔ جس کو میں نے اپنے ذمہ لیا ہے +

مشرق کے لوگوں کی سادگی دلفریبانہ اخلاق اور خدا پرستی نے مجھکو ہمیشہ سے مجبور کر رکھا تھا۔ کہ میں مذہب اسلام کو سنجیدگی کی نظر سے دیکھوں چنانچہ اس شوق نے جو مجھکو ابتدا ہی سے تھا۔ آخر مذہب اسلام کی واقفیت حاصل کرنیکے لئے آمادہ کیا۔ اور میںنے ایک معزز اُستاد مُلا سید احمد سے بغداد کی ایک مسجد میں سبق لینا شروع کیا۔ اور بالآخر مذہب اسلام نے میرا دل مُسخر کر لیا۔ جو خیالات میرے دل میں مدتوں سے جاگزین تھے۔ اُنکی تصدیق ہوئی۔ اور تا وقتیکہ ملک الموت نہ آئے اب مذہب اسلام کی پابند رہونگی *

یہ کہنا چنداں ضروری نہیں ہے کہ مجھکو مشرقی عورتوں کی حالت کے متعلق بہت سے مفید اور دلچسپ حالات دریافت کرنیکے بیشمار اور غیر معمولی موقعے حاصل ہوئے۔ اور میرے شوہر نے جہاں کہیں ضروری سمجھا میرے تجربہ کی اصلاح کر دی۔ پس میں امید کرتی ہوں۔ کہ جب میری تصنیف طبع ہوجاویگی۔ تو اس سے اہل یورپ و ایشیا دونوں کو یکساں دلچسپی ہوگی۔ اور اسمیں وہ کل باتیں درج ہونگی جو میںنے دنیا کے کل حصہ میں مشاہدہ کیں بطور تمہید کے میں پبلک کے روبرو اپنی کتاب کا ایک دلچسپ حصہ پیش کرتی ہوں۔ اس حصہ میں اس ملاقات کا بیان ہے جو میںنے ہر امپیریل ہائینس زکیہ سلطانہ خانم دختر کبری ہز امپیریل مجسٹی سلطان ٹرکی سے کی۔ چونکہ یہ ملاقات میرے قیام قسطنطنیہ میں ایک نہایت خوشگوار واقعہ ہے جو میرے لوح دل سے کبھی نہیں مٹے گا۔ اسلئے اپنا فرض سمجھتی ہوں۔ کہ میں اس بیان کو ہر امپیریل ہائینس کے نام سے اس تعرف کے صلہ میں معنون کروں جو مجھکو اُنکی نیاز سے حاصل ہوا

زکیہ سلطانہ خانم کے علاوہ مجھکو اور بھی بہتسے معزز اور مقتدر لیڈیوں سے قسطنطنیہ میں ملاقات کا فخر حاصل ہوا لیکن زوجۂ عثمان پاشا کی عنایت اور اخلاق کی خصوصًا مشکور ہوں اسلئے کہ صرف اُنکی وجہ سے مجھکو سلطانہ (جو اُنکی بہو ہیں) کی ملاقات نصیب ہوئی *

دار الخلافہ ٹرکی میں عثمان پاشا "پلیونا کے ہیرو" بڑے معزز شخص ہیں۔ اور اسی طرح اُنکی بی بی بھی اور ٹرکی کی عورتوں کی بہ نسبت بڑی خلیق ہیں۔ مجھکو خیال ہے۔ کہ یورپین لیڈیوں میں صرف مجھ ہی کو ٹرکی کے خاندان شاہی کے ایک ممبر کے ہاتھ سے یہ خاص عزت حاصل ہوئی۔ سلطان کی دختر کی ملاقات سے مجھکو اپنی تصنیف میں کامیاب ہونے کی اور امید ہوگئی۔ اسلئے کہ زکیہ خانم جنکی ملاقات کا مجھکو شرف حاصل ہوا تھا۔ مشرقی عورتوں کا نمونہ ہیں اور اُنکا ذکر کرنا اُن کے بڑے گروہ کا سچا حال ظاہر کرنا ہے *

زکیہ سلطانہ کی ملاقات

جسطرح زکیہ سلطانہ کو ہز امپیریل مجسٹی سلطان کی دختر ہونے کا فخر حاصل ہے اسیطرح عثمان پاشا کی بہو ہونیکا بھی فخر ہے۔ بہتیوں کو خیال ہوگا۔ کہ ایسے نامی تعلقات کیوجہ سے زکیہ سلطانہ میں وہ رعونت اور غرور ہوگا۔ جو دنیا میں دولتمندی اور اعلےٰ نسب کے ساتھ پایا جاتا ہے۔ لیکن میں اس لحاظ سے دیکھتی ہوں۔ کہ وہ حد درجہ خلیق

مہربان اور مہمان نواز ہیں۔ وہ نورالدین پاشا کو بیاہی ہیں جو "پلیونا کے ہیرو" یعنے عثمان پاشا کے بیٹے ہیں۔ ان کی ایک لڑکی ہے جو نہایت ہی حسین اور اخلاق اور ولفوبی میں اپنی ماں کے قدم بقدم چلتی ہے۔ ترکیہ سلطانہ کو ان کے والد سلطان ٹرکی اسقدر چاہتے ہیں۔ کہ ان سے جدا ہونا نہیں چاہتے۔ اور اسیو جہ اونکے اور انکے شوہر کیلئے ایوان شاہی میں مکانات مختص کر دیئے ہیں۔ تاکہ وہ ان کے ساتھہ رہیں۔ سلطان کی لڑکیوں کا رتبہ حرم کی اور خاتونوں کی بہ نسبت بڑا ہوتا ہے۔ لیکن ہزامپیریل مجسٹی کی دختر کی سب سے زیادہ عزت ہوتی ہے+

عثمان پاشا کی خانم نے مجھکو دو دن قبل نہ صرف اس تاریخ اور وقت کی اطلاع دیدی تھی۔ جو سلطانہ سے ملاقات کیلئے مقرر ہوا تھا۔ بلکہ یہی وعدہ ہوا تھا کہ وہ مجھکو اپنے ہمراہ لیجاوینگی۔ چنانچہ میں ۸ بجے صبح خانم کے محل کو روانہ ہوئی اور وہاں پہنچتے چند خواجہ سراؤں کو حسب دستور حاضر پایا۔ گاڑی سے اترکر میں سیدھی زنانہ کے دروازے کو گئی۔ اور عورات ملازم کا کچھہ خیال نہ کر کے میں خانم سے ملنے چلی گئی۔ جو میرا انتظار کر رہی تھیں۔ انہوں نے زینہ پر میرا استقبال کیا۔ میرا بوسہ لیا۔ اور ایک آرام پلنگ پر مجھکو بٹھایا۔ چند منٹ بعد ہمنے قہوہ پیا۔ اور سلطانہ سے ملنے کیلئے جو بہت شوق سے ہمارا انتظار کر رہی تہیں چلنے کی تیاریاں کیں۔ مگر ہماری روانگی کچھہ دیر کیلئے ملتوی ہوگئی۔ اسلئے کہ میں برقعہ اوڑھے ہوئے تھی۔ جسکو پہنکر شاہی محلات میں جانیکی اجازت نہ تھی۔ خانم نے مہربانی فرماکر مجھکو ٹرکی پوشاک عاریتاً عنایت کی۔ اور ٹرکی فیشن کے مطابق مجھکو پہنائی۔ جب میں کپڑے پہن چکی۔ تو ہم دونوں ایک بروہم (ایک قسم کی فٹن) پر سوار ہوئے۔ اور ایک مترجمہ کو اپنے ہمراہ لیا۔ اور ایک صاف اور چوڑی سڑک طے کر کے بڑے محل کے دروازے پر پہنچے۔ جسکے سامنے چند ترکی عربی اور البانی سپاہی پہرا دے رہے تہے۔ یہ لوگ بڑی صاف اور موزون پوشاک پہنے ہوئے تہے۔ انکے ہتھیار چمک رہے تھے۔ اور بشرے سے خوشی نمایاں تہی۔ اور ان میں عربی سپاہی عمامہ باندھے۔ اور ترکی اور البانی سپاہی ٹوپیاں پہنے ہوئے تھے۔ یہاں سے گذر کر چند سپاہی ترکی پرانی فیشن کے نظر پڑے اور چھوٹا باغ طے کرنیکے بعد شاہی زنانہ نظر پڑا۔ جونہی ہمنے گاڑی سے نیچے قدم رکھا اور اندر داخل ہوئیں۔ ہمنے بہت سے ملازم عورتوں کو مختلف رنگ کے لباس پہنے ہوئے موجود پایا۔ ان میں سب کی سردار یا بڑی آگے بڑہی اور مصافحہ کیا۔ اور باظہار عزت میرا دامن اوٹھا لیا۔ جب ہم دوسرے دروازے سے گذریں۔ تو ہمیں ان ملازم عورتوں نے چھوڑدیا۔ اور دوسری عورتیں ساتہہ ہوئیں۔ ان عورتوں کی پوشاکیں مختلف وضع اور رنگ کی تہیں۔ اب ہم وسیع محل میں وارد ہوئیں۔ جس میں اعلے درجہ کا فرنیچر بہرا ہوا تھا۔ اور بہت سی خوشنما چیزیں نہایت سلیقہ سے آراستہ تہیں۔ اس محل کو طے کر کے ہم دوسرے محل میں پہنچیں جسکے آرایشی سامان شیشہ آلات زیورات جہاڑ فانوس قالین اور پردوں کو دیکھہ آراستہ

کرنیوالیکا اعلےٰ مذاق ظاہر ہوتا تھا۔ اُسکے بعد ہم جس کمرہ میں پہنچے۔ اُس میں زکیہ سلطانہ خانم تشریف فرما تہیں یہ کمرہ نہایت عمدہ طور پر آراستہ ہے۔ لیکن اسوقت مجھکو فرنیچر یا اوسکی آرائش کا چنداں خیال نہ تھا۔ بلکہ میری توجہ صرف سلطانہ کیجانب مبذول تھی۔ جسکی ذات سے اُس کمرہ کو خاص رونق حاصل تھی۔

سلطانہ کی ملازم عورتیں صف باندہکر کہڑی ہوگئیں۔ اور واقعی سب کی سب ایک سے ایک بڑہکر تہیں کیونکہ یہ ہزاروں میں انتخاب کی ہوئی تھیں۔ اُنکی پوشاکیں جو مختلف قسم کی تہیں۔ فرانسیسی فیشن سے بہت ملتی ہوئی تہیں اور کل صف میں ہر تیسری لڑکیاں یکساں پوشاک پہنی ہوئے تہیں۔ اُنکے سروں پر زردوزی کے کام کی ٹوپیاں تھیں۔ جو کچھہ کچھہ اُن ٹوپیوں سے ملتی ہوئی تہیں۔ جنہیں حیدرآباد کے نوجوان اُمرا استعمال کرتے ہیں حالانکہ میں نے ایسی خوبصورت اور دلفریب عورتوں کا غول کبھی نہیں دیکھا تھا۔ لیکن میں نے اُن میں دو عیب بھی پائے۔ ایک عیب تو قدرتی ہے جو چند عورتوں میں پایا گیا لیکن لا علاج ہے۔ وہ یہہ کہ اُنکے دانت باقاعدہ اور خوبصورت نہیں ہیں دوسرا عیب جسکا علاج انکے ہاتہہ میں ہے یہ ہے۔ کہ اُنکی پوشاکیں فرانسیسی وضع کی ہیں جو اُنکے مذاق کے خلاف ہے۔ میری رای یہ ہے کہ اگر وہ اس پوشاک کو استعمال کریں۔ جو اُنکی قوم کے لوگ صدیوں سے استعمال کرتے رہے ہیں۔ تو اُنکا حسن دوبالا نظر آتا۔ کیونکہ رنگین کپڑوں اور اُنکی چمک سے جسم کی اور زیادہ زینت ہوجاتی ہے۔ میں اُمید کرتی ہوں کہ یوروپ کی عورتیں کسی دن فرانسیسی فیشن کا شوق ضرور ترک کر دینگی۔ لیکن فی الحال مجھکو یہ دیکھکر بہت افسوس ہوا۔ کہ ترکی لیڈیاں بھی ترکی اور عربی پوشاکوں اور زیورات کی بجائے فرانسیسی وضع کی بدنما پوشاکیں پہننا اختیار کرتی جاتی ہیں۔

میں خیال کرتی ہوں۔ کہ ترکی خاتونوں کی ترکی اور عربی پوشاکیں فرانسیسی وضع کی پوشاکوں کی بہ نسبت بہت اچھی ہیں۔ کیونکہ اُن سے پہننے والیکا حسن دوبالا ہوجاتا ہے۔ اور یہی اُسکے استعمال کا مدعا ہے۔

زکیہ سلطانہ زردوزی کے کام کے ایک فرش پر جو ایک تخت پر بچھا ہوا تہا۔ تشریف رکہتی تہیں۔ اس کمرے کا آرائشی سامان زیورات اور فرنیچر وغیرہ جنکو میں نے اب ذرا اطمینان سے دیکھا تہا۔ ایسا اعلےٰ درجہ کا تھا کہ میں نے اُسکا ثانی یورپ یا امریکہ میں کبھی نہیں دیکھا۔ اس کمرے میں جتنی چیزیں تہیں۔ خواہ فرنیچر ہو خواہ قالین۔ یا ایسے سب بہت قیمتی اور خوبصورت تہے وہ کنیزیں ہیرے آگے تہیں۔ عثمان پاشا کی خانم نے جو مجھہ سے پیشتر سلطانہ کی خدمت میں چلی گئی تہیں۔ موجودہ رواج کے مطابق اُنکے لباس کا دامن چومنا چاہا۔ لیکن سلطانہ نے اپنی قریبی رشتہ کے خیال سے چومنے نہ دیا۔ بلکہ خود خانم کے رخسار کو بوسہ دیا۔ اسکے بعد میں پیش کیگئی۔ اور میں نے بھی خانم کی مثال کی پیروی کرنی چاہی۔ مگر سلطانہ نے نہایت مہربانی سے مجھکو بھی معاف کیا۔ اس خیال سے کہ میں مسافر تھی۔ مجھکو معلوم ہوا کہ مجھسے بہت سی رسمیں جنکا ادا کرنا ضروری ہو معاف کر دی گئیں (؟) سلطانہ نے بڑی مہربانی سے میرا ہاتھہ پکڑا اور اپنے قریب جگہہ دی۔

عثمان پاشا کی معزز اور محترم لیڈی اور حلمی پاشا کی دو لڑکیاں جنہوں نے انگریزی میں معقول تربیت پائی تہی۔ بطور ترجمان کے ہمارے روبرو کہڑی تہیں۔ کُل ملازم عورتیں مودب کھڑی رہیں۔ کیسلئے کہ اپنی ملکہ کے روبرو کسیکو بیٹھنے کا حوصلہ نہیں ہو سکتا تہا۔ کیونکہ میں سلطانہ کے بہت قریب بیٹھی ہوئی تہی۔ اسلئے میں اونکی صورت اور پوشاک کو بہت غور سے دیکھہ سکتی تہی۔ پوشاک ایک گلابی کپڑے کی تہی۔ جسکی تراش خراش فرانسیسی فیشن کی تھی۔ اور جس سے سینہ کچھہ کچھہ کھلا ہوا نظر آتا تھا۔ سر پر ایک چھوٹا سا تاج تہا جو یورپین شہزادیونکی تاج سے مشابہ تہا لیکن زیادہ قیمتی تہا۔ اور جواہرات جگمگ جگمگ کر رہے تہے۔ اور اُنمیں تین جواہر بڑے اور آبدار تہے۔ اُنکی گردن میں جواہرات کا ایک ہار تھا۔ اور کمر میں ایک مرصع پیٹی تہی۔ اس پیٹی کے وسط میں ایک ہیرا جڑا ہوا تہا۔ جو کوہ نور سے چوگنا بڑا تہا۔ میں بخوبی جانتی ہوں کہ ہیرا سلطانہ کے پاس کیونکر آیا۔ ابتدا میں یہہ ہیرا کیپ میں ملا تہا۔ اور بعد اُسکے دو ٹکڑے ہو کر ایک شہنشاہ روس اور دوسرا سلطان نے خرید کیا تہا۔ سلطانہ کے سر کے بال فرانسیسی طرز کے تہے۔ اور سر سے پاؤں تک جواہرات سے لدی ہوئی تہیں۔ کان اور ہاتہہ سے جوتیوں تک میں چمکدار ہیرے جڑے ہوئے تہے۔ ہمکو بیٹھے ہوئے زیادہ دیر نہیں ہوئی تہی۔ کہ قہوہ اسطو پر لایا گیا۔ اوّل تین زنانہ ملازم جو یکسان پوشاک پہنے ہوئے تہیں۔ ایک بڑی سنہری کشتی جسپر غلاف پڑا ہوا تہا لئے ہوئے آئیں چونکہ محل کے آداب سے واقف تہی۔ اوٹہہ کھڑی ہوئی۔ اور ملازموں نے میرے نقابچے اوٹہا کر کشتی میں رکھدیا۔ اور مودبانہ طریقہ سے ہٹ گئیں۔ اُن کے جاتے ہی تین دوسری عورتیں آئیں جو یکساں پوشاک پہنے ہوئے تہیں۔ مگر جنکی پوشاک اوّل الذکر عورتوں کی پوشاکوں سے جداگانہ تہی۔ وہ عورتیں تین خوبصورت قہوہ کی پیالیاں جنمیں جواہرات جڑے ہوئے تہے لئے ہوئے تہیں۔ ہر ملازم نے ہم میں سے ہر ایک کے روبرو قہوہ کی پیالی پیش کی۔ اور اُن لیڈیوں کی مدد سے جو ترجمہ کرتی جاتی تہیں گفتگو کا سلسلہ جاری ہوا۔ مینے گفتگو کے اس حصہ کا بالخصوص خیال کیا۔ جو سلطانہ فرماتی تہیں۔ اور مینے مشاہدہ کیا کہ حد درجہ کی خلیق و ذہین تہیں۔ حالانکہ وہ کم سخن تہیں۔ لیکن اُنکی رائیں اسقدر پر مغز اور معنی خیز ہوتی تہیں کہ اُنکی زبان سے کوئی لفظ ایسا نہیں نکلتا تہا۔ جو اون کی خودداری پر حرف لاسکتا۔ میں اُنکی تفصیل نہیں لکھوں گی۔ بلکہ میں جو کچھہ لکہتی ہوں وہی ہماری ہیز بانہ کی لیاقت کا کچھہ خیال پیدا کرنے کے لئے کافی ہوگا +

شہزادی میں یہہ سُنکر بہت خوش ہوئی۔ کہ آپ اپنا مذہب تبدیل کر کے مسلمان ہوگئیں +

مبیں میرے دل میں ابتدا ہی سے اسلامی خیالات پیدا ہوگئے تہے۔ اور میں کئی برس تک اپنی والدہ کے ہمراہ عرب میں رہی۔ اور اسوقت مینے اپنے آبائی خیالات ترک کئے +

شہزادی آپکا اسلامی نام کیا ہے +

میں میرے شوہر نے میرا نام "جمیلہ بیگم" رکھا ہے۔ لیکن بغداد میں مجھ کو "لولو خانم" کہتے تھے ۔

شہزادی کیا آپ عربی میں گفتگو کر سکتی ہیں ؟

میں جی ہاں کر سکتی ہوں۔

شہزادی آپ اسنبول میں کتنے دن قیام کرینگی ۔

میں پانچ دن اَور۔

شہزادی ۔ یہ سنکر مجھے بڑا افسوس ہوا۔ اگر آپ کو اسقدر جلدی ہی جانا تھا تو اس سے یہی اچھا تھا۔ کہ مجھ سے نہ ملتیں کیا آپ یہاں سے مکہ شریف کو جانے کا قصد کرتی ہیں ؟

میں میری پیاری شہزادی ۔ مجھکو خود اپنے چلے جانیکا افسوس ہے آپ بڑی خلیق اور مہربان ہیں (عثمان پاشا کی خاتون کیطرف مخاطب ہوکر) اور آپکے اخلاق اور مادرانہ توجہ مجھے آپکو چھوڑکر جانیکی اجازت نہیں دیتی مگر میں افسوس کرتی ہوں کہ میرا سفر میری خواہش پر مبنی نہیں ہے۔ اور حج کی تاریخ نہیں بدلی جاسکتی لیکن میں آپکے اور آپکے محترم والد کیلئے بارگاہ کعبہ معلےٰ میں دعا کروں گی ۔

شہزادی (خوشی سے) خدا آپکو حج نصیب کرے۔ آپ بہت سفر کر چکی ہیں۔ اور اب بھی بڑا سفر باقی ہے جب حج ہو جائے تو مہربانی فرماکے مجھے یاد رکھیئے گا۔ اور تھوڑا سا آب زمزم میرے لئے بھیجدیجیئے گا (بمبئی کے کونسل جنرل کے ذریعہ سے سلطانہ کے پاس آب زمزم کا ایک بڑا گھڑا بھیجدیا گیا ہے)

شہزادی کیا آپ دنیا کی سیر کر آئی ہیں ؟

میں ۔ جی ہاں ۔ اور اس سفر کے متعلق مجھکو یہ عرض کرنا ہے۔ کہ چین میں تقریباً چھ ملین مسلمان آباد ہیں۔ اور چینی شہر کنشاں میں آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ایک چچا کی قبر ہے۔ جسکی میںنے دو مرتبہ زیارت کی ہے اسکے علاوہ اس شہر میں چار مسجدیں ہیں۔ جنکو چینی مسلمان مشرق کے کعبہ کی طرح مانتے ہیں۔

شہزادی عرصہ ہوا میںنے سُنا تھا۔ کہ چین میں مسلمان رہتے ہیں۔ اور میں امید کرتی ہوں کہ وہ بخلاف چینیوں کے حلال وحرام کا خیال رکھتے ہوں گے۔ کیا نماز پڑھتے ہیں ؟

میں جی ہاں۔ چینی مسلمان حلال وحرام اور روزہ نماز کے بڑے پابند ہیں۔ سلطنت کیطرف سے کسی قسم کی مداخلت نہیں ہے۔ بلکہ برخلاف اسکے ہر مسجد میں اسمضموں کا ایک اعلان آویزاں ہے۔ کہ غیر مذہب کے لوگ جو مسجد میں نظر آینگے مار ڈالے جاینگے ۔ مگر چینی مسلمان مدتوں سے چینی رسوم کی پابندی کرتے آتے ہیں اور وہ چینیوں کیطرح چھوٹی رکھنے کیلیے مجبور ہیں۔ وجہ کیا کہ فغفور کا یہی حکم ہے اور جو پابندی نہ کریگی۔ وہ فعل سے جانیکا مستوجب سمجھا جاتا ہے ۔

اس اثنا میں ہم قہوہ پی چکیں۔ اور مجھکو یہ معلوم کر کے بڑی خوشی ہوئی۔ کہ شہزادی کی گفتگو اور سوالات نہایت عاقلانہ اور پر مغز اور اُس شخص کے لئے شایان تہے جنکی پولٹیکل حالت اسقدر اعلیٰ تہی۔ میرے جوابات پر انکی رائیں بڑی بردست ہوتی تھیں۔ اور اُن سے ظاہر ہوتا تھا۔ کہ انکی واقفیت اور معلومات کا ذخیرہ اُن معاملات پر بہت بڑا تھا جنپر ہم میں گفتگو ہوئی۔ اور جو سلطانہ نے یا تو سیاحوں سے گفتگو کر کے یا کتب بینی کے ذریعہ حاصل کیا ہوگا۔ تھوڑی دیر بعد چند عورتیں جو یکساں لباس پہنے ہوئے تہیں آئیں اور ایک سنہری پیالہ میں بہت اچھا شربت لا کر پیش کیا۔ اور اُسکے پندرہ منٹ بعد مٹھائی کی ایک کابی پیش کیگئی۔ یہ مشہور بات ہے۔ کہ ترکی مٹھائی اور مٹھائیوں سے بہتر ہوتی ہے لیکن وہ مٹھائیاں جو شاہی خاندان کیلئے بالتخصیص بنائی جاتی ہیں۔ نہایت ہی خوش ذائقہ ہوتی ہیں پندرہ منٹ کے بعد کوئی اور نئی خوشگوار مٹھائی ہمارے روبرو پیش کیگئی۔ اخیر کھانا ختم ہوا +

سلطانہ اُٹھیں اور ایک خوبصورت باغیچہ کیطرف تشریف فرما ہوئیں۔ باغیچہ سے گذرتے وقت ہمنے چند پھول توڑے جو ہماے گرد ہزاروں لگے ہوئے تہے۔ اور چلتے چلتے ایک بڑے محل میں پہونچیں۔ جہاں چند ترکی لڑکیاں مختلف صفوں میں اپنے اپنے منصب کے مطابق بیٹھی ہوئی تہیں۔ وہ سلطانہ کی نہایت تعظیم سے آداب بجالائیں اور گانے لگیں۔ چونکہ مجھکو بھی نغمہ سرود سے بڑی دلچسپی تہی۔ اسلئے مجھکو اُنکا گانا سنکر بڑی خوشی حاصل ہوئی گو وہ ترکی ہی۔ لیکن فرانسیسی ٹہنگ میں گائی جاتی تہی۔ یہ نظم سلطانہ مہمان اور موسم کی تعریف میں گائی جارہی تہی۔ اور اسمیں ایک شعر خصوصیت کے ساتھہ گایا جاتا تھا۔ اور ایک خوبصورت لڑکی اس سوز و گداز سے اسکو بالحان داؤدی گا رہی تہی۔ کہ اسکا سارا جسم اُسکے جذبات سے کانپ رہا تہا۔ میرے استفسار کے جواب میں ایک مترجم نے مجھکو مطلع کیا کہ اس شعر کا مطلب یہ ہے کہ "ایک معشوقہ اپنے عاشق کی جدائی کا افسوس کر رہی ہے اور اپنی تکلیف کو مچھلی سے مشابہ کر رہی ہے۔ جسکو پانی سے نکال لیا ہے۔ اور وہ پانی میں جانیکے لئے نہایت بیقرار و آرزومند ہے" اس شعر کا خواہ کچھہ ہی مطلب ہو۔ خیالات کی عمدگی میں شک نہیں اور گانیوالی اس تکلیف کو خوب ظاہر کر رہی تھی

جب گانا ختم ہوچکا ایک عجیب تماشا دیکھنے میں آیا۔ جسکا مجھکو خیال بھی نہ تہا۔ یہ لڑکیاں یا تو اپنی خوشی سے یا سلطانہ کے حکم سے غائب ہوگئیں۔ (لیکن میں نے سلطانہ کو کوئی اشارہ کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ ہمارے روبرو آہستہ آہستہ ایک پردہ اوٹھا۔ اور خوبصورت لڑکیوں کا ایک گروہ نظر آیا۔ جنکے غمگین راگ سے مجھے اسقدر دلچسپی نہیں معلوم ہوئی جسقدر انکی خاص انداز سے معلوم ہوئی۔ اس راگ سے عشاق کی جدائی کا غم ظاہر ہوتا تہا۔ اور بڑی لے سے گایا جا رہا تہا۔ ان گانیوالیوں کے بعد دوسری گانیوالیاں آئیں جو باجا ہی بجاتی تہیں۔ اور ناچتی بھی تہیں۔ جس سے کچھہ کچھہ فرانسیسی تہیٹر کا لطف آتا تہا۔ یہ تماشے ایسے پر لطف تہے کہ انکی بیان کرنے میں زبان قاصر رہی۔ صرف فوٹو اور فوٹوگراف سے ناظرین انکی خوبیوں کا کافی طور پر اندازہ کر سکتے ہیں۔ اینک

سلطانہ ہمسے گفتگو کرتی رہی۔ اور مختلف امور۔ مثلاً نہٹیر قسطنطنیہ کی آب و ہوا۔ شاہی فوج اور جنگی بلٹ وغیرہ پر میری رائے دریافت کرتی رہیں۔ اور میں جو جوابات موزوں سمجھتی تہی۔ دیتی رہی ✦

شہزادی نے مجھسے پوچھا کہ کیا کانوں میں بھاری زیور پہننے سے آپکو تکلیف تو نہیں ہوتی ہے میں نے جواب دیا کہ اگر اِس سے بہاری بہی زیور ہو تب بھی عورتوں کو جواہرات اچھے معلوم ہوتے ہیں اور علاوہ اوسکے چونکہ یہ زیور ہندوستانی ساخت کے ہیں۔ اسلئے ہندوستانی فیشن کے موزوں ہے۔ اور میں اُنکو پہننے کیواسطے مجبور ہوں۔ جب سلطانہ او رترکی لیڈیوں کی فرانسیسی پوشاکوں کا ذکر آیا۔ تو میں نے اپنی پسندیدگی ظاہر نہیں کی۔ لیکن عرب اور ٹرکی کی قومی پوشاکوں کی تعریف کی۔ سلطانہ نے نہایت اخلاق سے قدیم عربی اور ترکی پوشاکوں کی برتری قبول فرمائی۔ لیکن بیان فرمایا کہ ان دنوں ترکی میں فرانسیسی پوشاک پہننے کا رواج ہو گیا ہے۔ اسکے بعد شہزادی نے مجھہ کو اپنی شادی کی پوشاک دکھائی جو نہایت محنت سے تیار ہوئی تہی۔ یہ لباس اس نفاست اور نزاکت سے بنایا گیا تہا۔ اور اسمیں اس کثرت سے جواہرات ٹہکے تھے آنکھیں چوندھیائی جاتی تھیں۔ اسکے بعد مجھکو ایک تاج دکھایا گیا۔ جسمیں بہت بڑے بڑے ہیرے جڑے ہوئے تہے اور دو زنجیریں دکھائیں جو کانوں میں پہنی جاتی ہیں۔ اور پاؤں تک لٹکتی رہتی ہیں۔ چونکہ اُنمیں ہیرے اور مختلف رنگ کے جواہرات جڑے ہوئے تہے۔ اسلئے وہ اسقدر آبدار نظر آتی تہیں کہ اُنکے دیکھنے سے بڑی خوشی پیدا ہوتی تہی سلطانہ نے اپنی شادی کی کل رسوم (مثلاً شاہی محل سے برات کی روانگی اور عثمان پاشا کی محل میں داخلہ وغیرہ) بیان کیں چونکہ سلطانہ سلطان کی بڑی چہیتی لڑکی ہیں۔ اسلئے سلطان اُنکا اپنے پاس سے علیحدہ رہنا پسند نہیں کرتے۔ اور یہی سبب تہا کہ شاہی محلات میں اونکے اور اُنکے شوہر کیلئے مکانات مختص کر دیئے گئے ✦

کاغذخانہ قسطنطنیہ سے تقریباً پانچ میل پر ایک بڑا عمدہ محل ہے۔ جسمیں جمعہ کی شام کو مرد اور عورتیں تفریح کیلئے جاتے ہیں۔ وہاں نور الدین پاشا کیطرف مجھہ کو اشارہ کیا گیا۔ اور میں نے سلطانہ سے اثنائے گفتگو میں کئی مرتبہ اُنکے شوہر کا ذکر کیا۔ انہوں نے کنایتاً جواب دیا کیونکہ مسلمان لیڈیوں میں اپنے شوہروں کا صراحتاً ذکر کرنا خلاف ادب سمجھا جاتا ہے۔ میں دیکھتی تہی۔ کہ جب میں نے اُنکے شوہر کی خوبصورتی کی تعریف کی تو اطمینان ہوا کیونکہ اُنہوں نے ایک دھیمی آواز میں میرا شکریہ ادا کیا اور اُنکی ایک تصویر دی۔ میں اُنکی عنایت کی بڑی مشکور ہوں میں نے اثنائے گفتگو میں کئی مرتبہ رخصت چاہی مگر شاہزادی نے نہ سُنا اور زیادہ دنوں تک ٹھیرنے کا اصرار کرتی رہیں کہا میں دس دن رہیں جیسا کہ وہ چاہتی تہیں نہیں ٹھیر سکتی میں نے بکمال ادب مثل ماں عرض کی کہ مجھکو زیادہ قیام نہ کرنیکا بڑا افسوس ہے کیونکہ حج کی تاریخ بہت نزدیک رہ گئی ہے۔ اسپر اُنہوں نے جواب دیا کہ اگر آپ چند روز اور ٹھیر جائیں تو میں آپکو اپنی دادی کے پاس لیچلتی۔ میں نے اُنکے اخلاق کا شکریہ ادا کیا اور اس عزیز لیڈی سے نہ ملنے کا افسوس ظاہر کیا ✦

سلطانہ سے گفتگو کرنے کے وقت میں نے ذکر کیا کہ میرے شوہر بہی مُتَوَلّی لڑکی اور بھتیجے کو تعلیم کی غرض سے قسطنطنیہ

بھیجنا چاہتے ہیں۔ اسپر سلطانہ نے فرمایا کہ اگر وہ آئینگے تو انکی بڑی خبر گیری کیجاویگی۔ لڑکی عثمان پاشا کی خاتون کی سپردگی میں رہیگی۔ اور لڑکا سلطانی مدرسہ اور ملٹری کالج میں بھرتی کرا دیا جاویگا۔ اور فوجی افسروں اور عثمان پاشا کی نگرانی میں رہیگا۔ سلطانہ نے بچوں کی تعلیم میں اسقدر دلچسپی ظاہر کی۔ کہ میں یہ نتیجہ اخذ کرنے پر مجبور ہوئی۔ کہ خدا نے ان میں بڑی علمی قابلیتیں دی ہونگی۔ جب مینے اس عنایت کا شکریہ ادا کیا۔ تو انہوں نے مجھ سے وعدہ کرایا۔ کہ قسطنطنیہ میں پھر آؤنگی۔ اسوقت مینے رخصت کی اجازت چاہی۔ عثمان پاشا کی خانم اٹھ کھڑی ہوئیں اور ہم لوگ چلے گئے۔ اور جو رسمیں ہماری آمد پر برتی گئی تھیں۔ وہی روانگی کے وقت میں عمل میں آئیں۔ واپسی کیوقت ہم کچھ دیر کیلئے عثمان پاشا کی محل میں قہوہ پینے کیلئے ٹھیر گئیں۔ اور اسکے بعد اپنے مکان کو گاڑی پر سوار ہوکر چلے آئے۔

(جمیلہ بیگم)

ڈیوک آف ویسٹ منسٹر نے لارڈ سالسبری کو ارمنی امدادی فنڈ میں سے اور زیادہ رقوم بھیجتے ہوئے ساتھ ہی یہ امید ظاہر کی ہے۔ کہ وزیر اعظم کمیٹی کیساتھ اس امر میں متفق ہونگے۔ کہ سفارتنامہ وپیام اور گفتگوی مصالحت کرنیکا وقت گذر گیا ہے اور اب دوسرے وسایل کو کام میں لانا ضروری ہوگیا ہے۔

بابعالی نے اپنے ٹارپیڈو بوٹ باسفورس کے دہانوں کی مضبوطی سٹر ترین سے کرانی شروع کردی ہی جو کہتا ہے کہ اب نہ صرف کسی ایک سلطنت بلکہ کل روئے زمین کی طاقتوں کے جنگی بیڑونکی یہ مجال نہیں کہ ان دونوں پانیوں میں قدم رکھ سکیں۔

قسطنطنیہ سے خبر آئی ہی۔ کہ ضلع اسمیند کے مختلف مقامات پر سخت فساد ہوا۔ بہت آدمی قتل ہوئی۔ ٹھیک تعداد ابھی معلوم نہیں۔

روسی اخبار نووستی لکھتا ہی۔ کہ برطانیہ کلاں نے مسئلہ آرمینیا میں حد اعتدال سے گذر کر گرمجوشی دکھلائی ہی جو معقولیت اور انصاف پسندی سے بعید ہے۔ اور جس سے مصر کے سوالکے چھیڑ جانیکا اندیشہ ہے۔ اخبار مذکور امید کرتا ہی کہ بابعالی دول عظام کی متفق درخواست دربارہ اصلاح آرمینیا کو قبول کریگی۔ اور اگر انہوں نے ایسا نہ کیا تو روس وفرانس اس امر کا تقدم خود کرینگے۔ کہ انگلستان ۱۸۸۲ء کے محاصرہ وگولہ باری اسکندریہ کیطرح قسطنطنیہ کو اپنی توپوں کا نشانہ بناسکے۔

اسکندریہ میں عہد جلوس حضرت سلطان المعظم کی خوشی میں بڑا جشن منایا گیا۔ رات کے وقت بندرگاہ میں تمام جہاز وکشتیاں بیرقوں اور بادبانوں اور طرح طرح کی روشنیوں سے آراستہ کئے گئے۔ صبح کو طلوع ہونیسے پہلے ہی قلعہ سے سلامی کی توپیں سر کی گئیں اور تمام ملازمین سرکاری عمایدین شہر ومعززین وکلاء دول اجنبیہ فوج در فوج غازی مختار پاشا ومصری پاشا اہتمام خدیوی کے محلات میں دعائے تہنیت کہنے اور مبارکباد دینے کیلئے حاضر ہوئے۔

برلن کا ایک اخبار اپنے پیرس کے نامہ نگار کی سند لکھتا ہی۔ کہ روس اور فرانس نے باہمی یہ طور پر یہ سمجھوتا کرلیا ہے۔ کہ جاپان کو کوریا سے نکالنے کیلئے عنقریب جو کچھ کارروائی روس کریگا۔ فرانس اسمیں معاون ہوگا۔ اور اسکے عوض مصر سے انگریزوں کے نکالنے میں روس فرانس کی مدد کرے گا

انگلستان فرانس و روس کے سفرائے نے بڑے پرزور الفاظ میں باب عالی سے مکرر مطالبہ کیا ہے۔ کہ انکے مقتول و مجروح کونسلوں کا معاوضہ جسکی تعداد بیس ہزار پونڈ تین لاکھ روپیہ مقرر کیگئی ہے فوراً ادا کیا جاوے۔ اور نیز اس بلوہ کی پوری تحقیقات ہوکر مجرموں کو سزا مناسب دیجاوے +

۱۵۔ اکتوبر کی تار برقیوں سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ قسطنطنیہ میں حالت روبہ بہتری ہے۔ اور لوگوں میں امن و امان ہے۔ حضرت سلطان المعظم نے اصلاحات آرمینیا منظور کرلی ہیں۔ مگر ساتھہ ہی یہہ بھی لکھا ہے کہ ہتھیلی پر سرسوں جمانا تو ہمارا کام نہیں۔ رفتہ رفتہ اصلاحیں کیجاوینگی اور ضرور کیجاوینگی۔ اس سے مجھے کبھی انکار نہ تھا۔ اب چونکہ طاقتیں دباؤ ڈال رہی ہیں۔ اگر یہ دباؤ سے چاہیں۔ تو مجھ سے کچھہ امید نہ رکھیں۔ ورنہ درحقیقت وہ کونسا دن ہے۔ جس روز سلطان نے ملکی اصلاحات کے بار گران سے اپنے آپکو سبکدوش خیال کیا ہے انہوں نے اور آپکے والد بزرگوار نے ملکی خدمات اور ملکی اصلاحات کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ اور ٹرکی کو اب جو دیکھہ رہے ہیں یہ انہی حضرات اقبال بادشاہوں کی ہمت بازو کا نتیجہ ہے +

هفته مذکور کی دیگر خبریں

بڑے بڑے فرمانرواؤں کی روزانہ آمدنی یہ بیان کیجاتی ہے۔ زار روس ۶۰۰۰ پونڈ۔ سلطان روم ۴۰۰۰ پونڈ۔ شہنشاہ آسٹریا ۲۵۰۰ پونڈ۔ شاہنشاہ جرمنی ۲۰۰۰ پونڈ۔ شاہ اٹلی ۶۰۰۰ پونڈ۔ ملکہ معظمہ ۱۶۰۰ پونڈ۔ شاہ بلجیم ۴۰۰ پونڈ۔ پریسیڈنٹ فرانس ۲۲۴ پونڈ۔ پریسیڈنٹ صوبجات متحدہ امریکہ ۲۵ پونڈ +

ایک انگریزی اخبار لکھتا ہے۔ کہ انگریزی ملاحوں پر بمقام پورٹ سعید وہاں کی پولیس نے بڑا سخت تشدد کیا ہے۔ جسکا جواب مصری گورنمنٹ سے سرکار انگلشیہ طلب کریگی۔ اور اس زیادتی کے کافی تدارک کئے جانیکا سخت مطالبہ کریگی۔ ہم حیران ہیں کہ جب مصر کی عنان حکومت ایک طرح سے انگریزوں ہی کے ہاتھہ میں ہے۔ تو پھر مصری گورنمنٹ سے کیا مراد لیجاتی ہے۔

هفته مذکور کے دیگر مضامین

انگریزی اخباروں کی نئی گلگپ۔ سلطان المعظم اور خدیو مصر

انگلستان کی اخبارونکی جدت پسند طبعیتیں اور مخترع دماغ غضب کرتے ہیں۔ خدیو کی خلوص عقیدت۔ اور حضرت سلطان المعظم کی انکی حال پر شاہانہ بلکہ پدرانہ الطاف اکرام مبذول رکہنے کو کون نہیں جانتا۔ لیکن ہماری شوخ طبع انگریزی اخبارات نے خیال کیا۔ کہ خدیو المعظم کے اپنی شہنشاہ کی دربار میں حاضر ہونیکے اس واقعہ کو بغیر کسی گل کہلائے اور محبین خلافت کے ولولوں میں کسیطرح کی تشویش ڈالنے کے خالی نہیں چھوڑنا چاہئے۔ چنانچہ ان بیفکروں نے یہ نیا شوشہ چھوڑ دیا ہے۔ کہ خدیو موصوف قسطنطنیہ سے خوش نہیں واپس آئے۔ اور اگر آئندہ کبھی سلطان المعظم سے ایسے ہی سلوک ہونیکی امید ہوئی۔ تو اگلے سال دار الخلافہ تشریف نہیں لیجاوینگے۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ سلطان المعظم اثنائے ملاقات میں اگر کوئی پولیٹکل تذکرہ درمیان آجاتا تھا۔ تو اُسے ٹال دیتے تھے۔ اور خدیو کو واٹینا اور جزیرہ تہاسوس جانیکی اجازت نہ دی۔ ماسوا اسکے رنجش کی بڑی وجہ یہہ

بیان کیگئی ہو۔ کہ عباس پاشا کے چند مقدمات ذاتی جائداد و نیز اسمٰعیل پاشا مرحوم کے ترکہ کی بابت ترکی عدالتوں میں دائر تھے۔ جنکا فیصلہ جیسا کہ وہ چاہتے تھے اُنکے حق میں نہیں ہوا۔ ان وجوہات کو پڑھکر ناظرین خود سمجھ سکتے ہیں۔ کہ کیسی پوچ اور لغو ہیں۔ اوّل تو اُسکا کوئی ثبوت ہی نہیں کہ جو کچھ کہا جاتا ہے وہ صحیح ہو۔ اگر بفرض محال ہو بھی تو ثابت ہوتا ہی کہ اس ملاقات میں پولٹیکل معاملات پر ہرگز گفتگو نہیں ہوئی کہ جسکا اثر کہ یورپین طاقتوں کے دل کو لگا ہوا ہو۔ قطع نظر اسکے عدالتی کارروائی کو شہنشاہ اور اسکے نائب السلطنت کے ذاتی و سرکاری تعلقات سے کیا واسطہ۔ کہ عباس حلمی پاشا ایسے غیر منصف مزاج اور ناداں ہیں۔ کہ یہ خواہش کریں۔ کہ جوڈیشل عدالتیں انکی ناجائز طرفداری کریں انگریزی اخبارات کو معلوم رہنا چاہیے۔ کہ ہرگز ہمارا یورپین جوری موجود نہیں۔ جو قتل عمد کے مجرموں کو فضول بنیاد تجاویز بری کر دیتی ہیں۔ اور کیا کوئی انسان کو بھی سچ مان سکتا ہی کہ ہندوستان جیسے جاہل ملک کا بچہ بچہ تک تو پولٹیکل معاملات پر ہر وقت رائے زنی کرتا رہے۔ اور وہ ذی علم شخص جنہیں شہنشاہ و نائب السلطنت کا تعلق ہو۔ اور جنکے سر پر اسوقت ایک سخت مصیبت عظیمہ نازل ہو رہی ہو۔ اس بلائے بے درماں کے دفعیہ کے متعلق کوئی گفتگو نہ کریں۔ باقی رہا لیتا تھا سو نہ جانے دینا۔ سو صریحاً غیر اغلب سا معلوم ہوتا ہی۔ کہ کریمیا اور اوڈیسہ جانیکی اجازت ملجاوے۔ اور آسٹریا جانے سے باز رکھا جاوے۔ ہاں اگر لندن کہدیا ہوتا تو کچھ ٹھیک بھی تھا۔ فقط کوتاہ یورپ کی اخبارات اپنے عالی دماغ مدبروں کی طرح جھوٹ بولنے اور افترا باندھنے میں بھی غیر مہذب ممالک کی اخبارات سے بدرجہا بڑھکر گوئے سبقت لیگئے ہوئے ہیں۔ کیوں نہ ہو۔ موجودہ تہذیب و شائستگی کے بھی تو کرشمے ہیں +

ہفتہ مختتمہ ۲۸ اکتوبر ۱۸۹۵ء کی تار کی خبریں

تار کی خبریں

لندن ۲۱ اکتوبر جزیرہ کی بندرگاہ دمباط میں ہیضہ پھوٹ نکلا ہے۔ جمعہ کو ۵۔ اور ہفتہ کو ۲۔ موتیں ہوئیں۔ مقام مصوّرہ میں بھی یہاں دمباط کے سیکڑوں باشندے ہیضہ کے شروع ہوتے بھاگ گئے تھے کئی واردایں ہو چکی ہیں +

لندن ۲۴۔ اکتوبر۔ اسٹانڈرڈ کا نامہ نگار قسطنطنیہ سے تار دیتا ہی کہ ترکی جنرل فریق نے ۵ ممبرونکو سرسری تجویز کے بعد سزائے موت کا حکم دیا ہے سینٹ پیٹرزبرگ ۲۴۔ اکتوبر۔ روئٹر کا خاص نامہ نگار متعینہ قسطنطنیہ اس اطلاع کی تصدیق کرتا ہی کہ ریفارم پارٹی کے بہت سے سرگروہں کا کوئی پتہ نہیں کہ کہاں غائب ہو گئے۔ حلقہ دارلامن تشویش بڑھتی جاتی ہی اور اندیشہ ہی کہ عیسائی بغاوت کرنیوالے ہیں ۲۵۔ اکتوبر۔ سینٹر ڈ کا نامہ نگار متعینہ سلانیکا روپورٹ دیتا ہی کہ جنرل پارٹی کے سرغنوں کو ایک جنگی جہاز کی کشتیوں پر سوار کرا کر سمندر میں لیجا کر غرق کر دیا گیا ہے +

۲۵ اکتوبر۔ تازہ ترین خبروں سے معلوم ہوتا ہی کہ آرمینیا کے مختلف حصوں میں سخت خوفناک ہنگامے اور کشت و خون واقعہ ہوئے ہیں۔ قصر ...الم ... سیان سا ...ارمنی قتل کئے گئے ہیں +

قسطنطنیہ - ۲۶ - اکتوبر - سرفلپ کری سفیر انگلستان نے آج سلطان المعظم کیسا تھہ برابر ایک گھنٹہ تک ملاقات کی جسکے دوران میں شہنشاہ موصوف نے اطمینان بخش یقین دلایا کہ وہ ان ترمیم شدہ اصلاحات کو جنکو طاقتیں منظور کر چکی ہیں نیک نیتی سے آرمینیا میں جاری فرماوینگے - اور لائق اور ہوشیار افسروں کو ترویج کی نگرانی کرنیکیواسطے مقرر فرمادینگے +

ہفتہ مذکور کی دیگر خبریں

منظالم آرمینیا کی کمیشن تحقیقات نے ثابت کر دیا ہے - کہ ابتداے فساد آرمینیوں ہی نے کی تھی - انہوں نے بیچلو ڈر اتفلوں اور بم گولوں سے کام لیا - اور تعداد مقتولین جو ۰۰۰ ، ۶ مشہور کیجاتی ہے - بالکل غلط ہے وہ پانسو سے ہرگز کسی طرح متجاوز نہیں + قسطنطنیہ کے ارمنی ہنگاموں کے متعلق جو مزید حالات معلوم ہوئے ہیں - اُنسے واضح ہوتا ہے - کہ آرمینیوں ہی نے یہاں بھی ابتدا فساد کی ہے - اور پادریوں نے باوجود قانونی ممانعت کے جلوس نکالنے سلح ہو کر جانے پر اصرار کیا - اور جسوقت پولیس نے بموجب اپنے فرائض کے جلوس کے منتشر ہو جانے کا حکم دیا - تو آرمینیوں نے اسپر فائر کرنا شروع کر دیا اور پہلی ہی باڑہ میں ثروت بے ایڈیکانگ - زیر پولیس دو ماتحت عہدہ دار اور متعدد سپاہی شہید ہو گئے +

مینڈ ھرادلگانو لگا دے ڈیلی کرانیکل میں ایک مضمون دیتا ہے - اور اُسمیں لکھتی ہیں - کہ مسئلہ آرمینیا کی موجودہ مشکلات کی اصلی وجہ مشرقی مسئلہ کی پرانی دشمنی اور مشکلات ہیں - وہ کہتی ہیں کہ روس اس سفارتی شکست کو جو اُسے برلن کانگریس میں ملی تھی کبھی نہیں بھول سکتا - اور انگلستان کو لازمی طور پر یہ توقع رکھنی چاہئے کہ وہ اسی فرو مجمعے میں اکیلا چھوڑ کر خود الگ ہو جائے گا - یہ راز اب عام افشا ہو گیا ہے - کہ روس نے باب عالی کو در پردہ جتلا دیا ہے کہ وہ صرف ظاہری طور پر دوسری طاقتوں کے ساتھہ شامل ہے اور روم کے برخلاف کسی جابرانہ کارروائی کرنے میں وہ ہرگز شریک نہ ہوگا +

ہفتہ مذکور کے دیگر مضامین

منقول از وکیل مورخہ ۲۸ اکتوبر ۱۸۹۵ء

معاملات ٹرکی - اور انگریزی پالیسی پر ایک نظر

ولایت کی تازہ ڈاک سے معلوم ہوا کہ ہفتہ مختتمہ ۴ - اکتوبر ۱۸۹۵ء میں سلطنت عثمانیہ کے اندر بڑی ہولناک فساد وقوع پذیر ہوئے ہیں - سب سے بڑا فساد انطاکیہ (واقعہ ملک شام) میں ہوا ہے - عیسائی اخباروں کا بیان ہے - کہ چند عثمانی افسروں نے مسلمانوں میں یہ افواہیں مشتہر کر کے کہ ارمنی لوگ خفیہ طور پر اسلحہ جمع کر رہے ہیں - اور مسلمان باشندوں کو قتل کرنا چاہتے ہیں بڑا جوش پھیلا دیا جسپر مسلمانوں نے آرمینیوں کے گھروں کی تلاشی لینی شروع کر دی - پولیس نے اس کارروائی میں مسلمانوں کی اعانت کی اور چند افسر اونکے ہمراہ ایک ارمنی گرجا میں جا گھسے - جہاں انہیں یقین تھا کہ قربانگاہ کے پردوں کے نیچے آرمینیوں نے ہتھیار چھپا رکھے ہیں انہوں نے متبرک میزوں اور منبروں کو توڑ پھاڑ کر پھینکدیا اپنی معبد کی یہ توہین دیکھکر آرمینیوں کو سخت اشتعال پیدا ہوا اور وہ مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے - نتیجہ یہ ہوا کہ دس ارمنی مقتول و مجروح ہو گئے

وہی اخبارات لکھتے ہیں۔ کہ اضلاع کیماخ اور ارزن گیہان میں ترکی عہدہ داروں اور باشی بزوق سرداروں کے ظلم وستم سے
نہایت خوف چہا رہا ہے۔ ان خبروں کے مطالعہ سے علاوہ اسباب کے معلوم ہونے کے کہ سلطنت عثمانیہ کا کوئی حصہ فتنہ
وفساد سے خالی نہیں رہا۔ یا رہتا دکہائی نہیں دیتا۔ بظاہر یہ مستنبط ہوتا ہے۔ کہ ہر موقعہ پر ابتدا اور زیادتی ترکوں ہی کی طرف سے
ہوتی ہے۔ مگر ناظرین سمجھ سکتے ہیں کہ جسوقت دنیا میں چاروں طرف ترکوں ہی کا دور دورہ تہا۔ اور کوئی اُنکا مدمقابل نہ تہا
اُسوقت تو وہ عیسائی رعایا کو بڑے امن وامان سے رکہیں اور اُنکو وہ حقوق عطا کریں جو آجتک کسی مہذب عیسائی
سلطنت نے بہی اپنے غیر مذہب رعایا کو نہیں دیئے۔ اور اب جبکہ ہر ایک طرف سے اُنپر جھوٹوں سچوں مارا مار ہو رہی ہے۔
اور بڑی بڑی زبردست عیسائی طاقتیں ترکوں کا ادنیٰ ادنیٰ سی باتوں پر قافیہ تنگ کر رہی ہیں۔ تو ایسی صورت
میں کیا یہ ممکن ہے۔ کہ ترک اپنی ذاتی رحمدلی اور رعایا پروری چہوڑ دیں۔ اور اُسپر زیادتی کرنا اور اُن فسادوں میں خود
ابتدا کرنا شروع کر دیں۔ حاشا وکلا یہ ہرگز ممکن نہیں۔ بلکہ تجربہ ہمیں بتا رہا ہے۔ کہ ایسے معاملات میں جو کچھ یورپین
حضرات تحریر کریں۔ اصل واقعہ اور کیفیت ہمیشہ اس کے برعکس ہوتی ہے۔ جس قاعدہ کو اگر مدنظر رکہا جائے۔ تو ان
خبروں کا ماحصل یہ نکلتا ہے۔ کہ ارمن اور دیگر عیسائی رعایا ہمسایہ زبردست طاقتوں کا غلبہ اور ترکوں کی بیبسی
دیکھکر نہیں بلکہ عیسائی طاقتوں کی جابرانہ اور حملہ آورانہ کارروائیوں سے دلیر ہو کر خود ابتدا کرتے ہیں کہ ترک خواہ مخواہ
فساد فرو کرنیکی کوشش کرینگے۔ جس سے ایک تو اُنکی حکومت کو اور زیادہ مشکلات پیش آتی جائینگی۔ اور دوسری
اُنمیں سے جسقدر شہید ہوں گے وہ تو الگ رہے۔ خود مفسدوں میں سے بہی لازمی طور پر کچھ نہ کچھ مقتول ومجروح
ہو رہینگے۔ جو دوسری عیسائی طاقتوں کے ترکوں کو مجبور کرنے کے لئے معقول حجت اور بہانہ کا کام دیجائینگی۔

باقی رہا ہمارا یہ دعوی کہ یہ تازہ فسادات صرف عیسائی طاقتوں کی حمایت سے ہو رہے ہیں۔ سو اسکی تصدیق
اسی سے بخوبی ہو رہی ہے۔ کہ گو مظالم آرمینیا کا قضیہ تقریباً دو برس سے جاری ہے اور وہ بہی اسواسطے کہ روس کی ہمسائگت
کا بڑا اثر اس صوبہ کے عیسائیوں پر پڑتا تہا۔ مگر سلطنت عثمانیہ کے دیگر حصص میں جدہ کے بلوہ سے پہلے کوئی ہنگامہ
نہوا۔ کیونکہ وہاں کی عیسائی رعایا کو کوئی مسیحی طاقت قریب نظر نہیں آتی تھی۔ اور نہ اُسکو کسی طاقت کے حمایتی ہونیکی
توقع تہی۔ لیکن اس نامراد بلوہ جدہ کے بعد جونہی انگریزی بیڑہ جہازات کو ترکی سمندروں کیطرف حرکت دیگئی۔
تو اول سقدونیہ والوں نے فساد کیا۔ جنکو اگرچہ اس انگریزی بیڑہ کی حمایت کے علاوہ زیادہ تر بلگیریا کی طرفداری کا
بہی گہمنڈ تہا۔ مگر جسوقت بلگیریا والوں کی گوشمالی کر دیگئی۔ اور انگریزی بیڑہ جہازات بجائے بحیرہ مجمع الجزائر کی
طرف بڑہنے کے سواحل شام کی جانب چلا گیا۔ تو اُنکی اُمنگیں سرد ہو گئیں اور اسکے ساتہہ ہی وہ فتنہ بہی
فرو ہو گیا۔ لیکن اسکے عوض جبکہ یہ بیڑہ مذکور نہر سویز کے دہانہ پر کچھ عرصہ قیام کرنے کے بعد سواحل شام کے کنارہ
کنارہ ڈارڈنلز کی طرف آ نکلا۔ ملک شام میں بہی فساد شروع ہو گیا۔ آج جا فہ میں فساد ہوا۔ تو دوسرے دن عکہ میں

اور اسیطرح انطاکیہ اور لبنان میں (ناظرین کو خیال رہے۔ کہ گو انطاکیہ کے فساد کی خبر اب ملی ہی مگر اُسکا وقوعہ ستمبر میں فساد اسمد و قسطنطنیہ سے پہلے ہوا تھا) اور پھر یہاں تک کہ جسوقت وہ لارڈ ڈنلز کے دہانہ پر پہونچگیا۔ تو باسفرس کے دونوں طرف اسمد اور قسطنطنیہ میں بد باطن مفسدوں نے فساد کر دیا۔ اور انمیں اسقدر جسارت پیدا ہو گئی۔ کہ پستولوں اور خنجروں سے مسلح ہو کر خاص دار الخلافہ میں نہ صرف ترکی پولیس کے مقابل ہوئے۔ اور پولیس کے افسر اور متعدد سپاہیوں کو قتل کیا۔ بلکہ خاص بابعالی کے جوار میں وزیر صیغہ خارجہ اور وزیر صیغہ داخلہ اور وزیر محکمہ پولیس کی گاڑیوں پر جنمیں سوار ہو کر وہ دار الوزارت کو جا رہے تھے بندوقوں کی باڑھیں سر کیں۔ اور اُنکی گاڑیوں کو مارے گولیوں کے چھلنی بنا دیا۔ یہ کچھہ اُنکی زندگی باقی تھی۔ کہ خود بچگئے۔ اور پولیس نے باوجود اپنی فوج کے بہت سے سپاہیوں کے مارے جانے کے اُن شریر النفسوں کو جو چاروں طرف سے آزادی یا موت کے نعرے بلند کرتے ہوئے وحشیوں کی طرح بابعالی کی طرف بڑہے چلے آ رہے تھے بس پا کر دیا۔ ورنہ وہ محلسرائے خاص میں پہنچ جاتے تو خدا جانے کیا غضب ڈہاتے۔ اور نیز اسیطرح سے اُنہوں نے بیت العدالت میں گہسکر دو ترکی ججوں کو عین بر سر اجلاس قتل کر دیا۔ اور وہاں سے صاف بچکر نکلجانے ہی کو تھے۔ کہ پولیس نے اُنکو گرفتار کر لیا۔ آرمینیوں کے یہ تازہ ظلم اس ہفتہ کی ولایت کی ڈاک سے معلوم ہوئے ہیں اور ہم اُمید کرتے ہیں کہ اس مختصر سے بیان سے ہمارے دعوے کی بخوبی پوری تصدیق ہو گئی ہو گی اسمیں کوئی شک نہیں کہ سانحہ ناشنیدنی کے بعد دوسرے دن مسلمان رعایا اور طلبا۔ ورنہ کہ ترکی پولیس و سپاہ نے بھی جسقدر اُنسے ہو سکا اُس ظلم کا انتقام لیا۔ مگر ہمیں تو سب سے بڑھکر افسوس خود انگریزی گورنمنٹ کی خونخوار پالیسی پر آتا ہے کہ بظاہر کہا جاتا ہے کہ یہ سب کوششیں ہمدردی انسانی کیوجہ سے کیجا رہی ہیں اور عمل ایسے کئے جاتے ہیں کہ جن سے خونریزی تباہی اور بربادی کو ساعت بساعت ترقی ہو بحیرہ شام اور پھر جزیرہ لیمناس پر جہازات بھیجے جانے کا نتیجہ دیکھہ لیا کیا نکلا یہ بھی خدا کا شکر ہے کہ آبنائے ڈارڈنلز کچھہ ایسی محفوظ کیگئی تھی کہ بیڑہ انگریزی اُسمیں داخل نہیں ہو سکتا تھا۔ ورنہ خدا جانے ان مفسدوں اور دوسری عیسائی رعایا اُسکی شہ میں آ کر کیا کر گذرتی +

لارڈ سالسبری صاحب کے ترکی مسلمانوں اور آرمینیوں کو اس برہمی سے آپسمیں لڑا دینے سے بدیہی طور پر معلوم ہوتا ہے کہ ہمدردی کا بہانہ کرنا یا اُسکی آڑ پکڑنا آفتاب کے چہرے پر ایک باریک جالی کا نقاب ڈالنا ہے اور دراصل کوئی سخت ناگزیر ملکی مفاد درپیش ہے جسکو اس جابرانہ ہمکی سے سلجھانیکی کوشش کیجا رہی ہے۔ لیکن لارڈ موصوف ایسے معاملہ فہم اور دیرینہ تجربہ کار مدبر کی ان چالوں کو دیکھکر ہم حیران ہو رہے ہیں کہ ایک طرف شمال مغربی سرحد ہندوستان کی طرف سے نو خشہ لگ رہا ہے۔ اور گویا سر کمیشن حد بندی کر رہی ہے اور چترال پر قبضہ کر لیا گیا ہے۔ گو اس نے صرف دور طرف ہی میں ہمارے لئے مشکلات پیدا کر رکھی ہیں۔ بلکہ ہر روز اس جانب ہی قدم آگے بڑہتا چلا آ رہا ہے۔ اور اس امر کے حفظ ما تقدم کیلئے کہ اس طرف جنگ چھڑ جانے کے وقت جاپان جو ایک سچی اندیشہ ناک طاقت انگلستان کی فی الحال یہاں موجود ہو گئی ہے سامنے بہار پر جائے تو بہ دو ...

اپنے ایشیا کے مشرقی سواحل کو لگاتار مضبوط کر رہا ہے اور وہاں فوجیں بھیج رہا ہے۔ ساتھ ہی ایسکے امیر صاحب فوجی سامان ہی فراہم نہیں کر رہے۔ بلکہ کئی ایک سرحدی علمار کو جو جہاد کا وعظ کرتے رہے انعام واکرام دے رہے ہیں اور عمرا خان باغی سابق مہم چترال اور دیگر مفسدوں پر خاص عنایات مبذول فرما رہے ہیں اُدہر دوسری طرف لارڈ موصوف امریکہ میں سلطنت بنی زد لا کو الٹی میٹم دے رہے ہیں۔ نوا فریقہ میں شاہ اشانٹی پر نوجکشی کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ بحرین۔ سرحد سیام۔ معاملہ تبت وغیرہ معاملات ان سے الگ رہے۔ اور سب سے اہم معاملہ خلوی مصر پر دول یورپ کا دباؤ ڈالنا مزید برآں ہے۔ اب ہم دریافت کرتے ہیں کہ اتنی جگہو نپر ٹانگیں پھیلائے ہوئے ہونے پر کیا روم سی اسد تک بگاڑ پیدا کرنا کہ نوبت بجنگ پہنچنے کا اندیشہ ہو۔ خطرہ کی بات نہو گا۔ معاملہ آرمینیا کے سلجہاؤ کے متعلق یہ خبریں کہ سلطان المعظم نے اصلاحات کا جاری فرمانا منظور کر لیا ہے۔ معاملہ سُلجھ گیا ہے۔ اور لارڈ وزیر صاحب سابق وزیر اعظم۔ وزیر اعظم حال کو اس تصفیہ پر مبارکباد دیتے ہیں۔ کچھہ ایسی معتبر نہیں ہیں اگر ہوں بھی تو کیا حاصل۔ انکی بعد کی تاریں کہہ رہی ہیں کہ سلطان المعظم کے اصلاحات کو منظور کر لینے سے بھی یہ معاملہ کماحقہ نہیں سُلجھا۔ نصرانی خوش ہی نہیں بلکہ بطور سابق فساد پر برابر تلے ہوئے ہیں اور آزادمنش سلطان سے بھی چنداں خوش نہیں۔ پس تعجب نہیں ہیں کہ ابھی تک لارڈ سالسبری اس قضیہ سے فارغ نہیں ہوئے بنابریں ہماری التجا ہے۔ کہ وہ سلطنت کے جمیع اطراف مدِنظر رکھکر جو پالیسی مناسب وقت ہو اُسپر عمل فرماویں۔ کیونکہ بسا اوقات بڑے بڑے مدبروں کو بھی غلط فہمیاں ہو جاتی ہیں۔ اور بعض اوقات ان غلط فہمیوں کا اثر بہت مضر پڑتا ہے +

ہفتہ مختتمہ ۹ نومبر ۱۸۹۵ء کی تار کی خبریں وغیرہ

تار کی خبریں

لنڈن۔ ۲۰ اکتوبر معاملات آرمینیا کے تصفیہ کی نسبت مسٹر گلیڈسٹون نے میدم ماویگاف کو ایک چٹھی لکھی ہے۔ اسمیں بیان کیا ہے کہ کمبخت سلطان بنی آدم کیلئے خدا کیطرف سے بمنزلہ لعنت کے ہے اسکو فتح نصیب ہوئی اور روس و فرانس و انگلستان اُسکے قدمونپر جا پڑے چٹھی کے اخیر میں مسٹر موصوف نے یہ اُمید ظاہر کی ہے کہ خداوند عالم زمانہ ہائے ترک کا بمعہ اُسکے تمام کاموں کے بہت جلد خاتمہ کرے گا +

قسطنطنیہ ۲۷ اکتوبر جمعہ گذشتہ کو ایشیائی روم کے مقام بطلس میں مسلمانوں اور نصرانیوں کے درمیان ایک خونخوار ہنگامہ ہوا۔ ترک بیان کرتے ہیں۔ کہ نصرانیوں نے مساجد پر حملہ کیا تہا۔ اس ہنگامہ میں بہت سے قتل اور مجروح ہوگئے +

ایضاً۔ ۲۷ اکتوبر ترک قبول کرتے ہیں۔ کہ ارزن گیہان میں نصرانیوں نے ایک امام کو قتل کیا۔ اور اسپر قتل عام کا بازار گرم ہوا ایک جرمنی نے اس ہنگامہ کی چشمدید کیفیت ظاہر کی ہے۔ کہ ۱۸ اکتوبر کو طرابزند میں ایک تعداد نصرانیوں کی بیرحمانہ طور پر قتل کیگئی۔ جرمن مذکور اندازہ کرتا ہے کہ چھہ سو آدمی قتل ہوئے تھے +

ایضاً ۔ ۲۸ - اکتوبر کو ترکوں نے صوبہ آرمینیا کی مقام بیوت میں ۱۵۰ - آدمیوں کو قتل کر دیا اور بہت سے عورتوں کو مجروح اور بیحرمت کیا ہے ترکوں نے اکثر مکانات جلا دیئے اور اسیطرح کی زیادتیاں طرابزون کے نزدیک بمقام گمشانع کیگئی ہیں۔

لنڈن ۔ ۳۰ - اکتوبر لارڈ سالسبری نے بمقام واٹ فوڈ آج شام تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ یورپ منگلی و تواتر کیخاطر وہ اپنے قبل نشینوں کی خارجیہ پولیسی پر کاربند ہونیکی کوشش کرتے رہینگے +

لارڈ موصوف نے سلطان المعظم اور مسئلہ آرمینیا کے متعلق مسٹر گلیڈسٹون کی ورفشانی پر سخت افسوس ظاہر کرکے کہا ہے کہ اس سے دول کو اصلاحات کے متعلق نامہ و پیام کرنے میں اور مشکلات حادث ہو جائینگی +

لارڈ سالسبری نے یہ بہی بیان کیا کہ آئندہ سشن میں گورنمنٹ کیطرف سے جو بڑا اہم ملکی مسئلہ پیش ہوگا ۔ وہ پبلک کی سوشل ترقی کی بارہ میں ہوگا ۔ انہوں نے کہا کہ آزاد تجارت کے باعث قیمتیں اسقدر گہٹ گئی ہیں کہ اکثر اضلاع میں زراعت کا نقریباً استیصال ہو گیا ہے ۔

قسطنطنیہ ۔ ۳۰ - اکتوبر روسی ناظرین ہنگامہ جرمن کے اس بیان کی تصدیق کرتے ہیں ۔ کہ ترکوں نے طرابزون میں بہت زیادتیاں کی ہیں ۔ اور بیان کرتے ہیں ۔ کہ سات آٹھ سو کے درمیان ارمنی مر مارے گئے ۔ اور دیہات متصلہ کو فوج نے بمعاونت پولیس جلا دیا۔

ایضاً ۔ ۳۰ - اکتوبر ۔ ترکی روایت کے مطابق ضلع زیتون کے کوہساروں میں ۲۶ ہزار ارمنی باغی موجود ہیں +

قسطنطنیہ یکم نومبر ۔ ایک نئی سازش طشت از بام ہوئی ہے جسمیں شک کیا گیا ہے کہ مسلمان لبرلوں نے محل یلدز سرائے کی البانی گارڈ فوج کی سپاہیوں کو بہی اپنے ساتھ شریک کر لیا ہوا تہا ۔ گارڈ کے آٹھ سپاہی سرکاری حکم سے قتل کئے گئے ہیں ۔ بڑا سخت اندیشہ ہو رہا ہے ۔ کہ مسلمان اور ارمنی جو حکومت سے ناخوش ہیں عنقریب کوئی فساد مچانیوالے ہیں ۔

لنڈن یکم نومبر ۔ روسی سرکاری اخبار کیبونک لکھتا ہے ۔ کہ پولیٹیکل آثار ٹرے اطمینان بخش اور باامن ہیں ۔ اور بنا بریں تشویش پیدا ہونیکی کوئی وجہ نہیں ہے +

ہفتہ مذکور کی دیگر خبریں

مولوی محمد سعید صاحب مکہ معظمہ سے ایک مفصل خط دربارہ تکالیف قرنطینہ اودہ اخبار کو بہیجکر تحریر فرماتے ہیں ۔ کہ حجاج کو بیشک کامران میں بہت سی تکلیفیں ہوتی ہیں مگر اُنکا بہت سا حصہ صرف اُنکی اپنی بے سمجہی سے واقعہ ہوتا ہے ۔ وہ تحریر فرماتے ہیں ۔ کہ امسال حج کیوقت مولوی رفیع الدین صاحب کی شکایات پر حضرت سلطان المعظم نے رفعت پاشا کو خاص طور پر حجاز روانہ کیا تہا ۔ کہ وہاں جسقدر شکایات تحریری یا زبانی حجاج کیطرف سے پیش ہوں ۔ وہ اُن سب کو براہ راست حضرت سلطان المعظم کے حضور میں پہنچا دیں ۔ لیکن ہندی صاحبان میں سے جو بڑے بڑے لائق شخص تہے اسموقعہ سے اُنہوں نے بہی کچہہ فائدہ نہ اوٹھایا ۔ اور یہ کہکر ٹالدیا کہ جو کچہہ ہم پر گذرنا تہا گذر چکا ۔ اب کون مفت میں دردسری کرے ۔

مولوی صاحب مسلمانوں کی بداقبالی اور نافہمی پر افسوس کرنیکے بعد اس بات پر زور دیتے ہیں ۔ کہ حجاج کامران کے

قرنطینہ آویں تو عدن میں ہوا کرے۔ اور اگر یہ ناممکن ہو تو با مر مجبوری جارہ ہیں اور آخر میں حسینی نامی جہاز کو بیالیس دنکے بعد جزیرہ کامران سے حج کا موقعہ گذر کر واپس کر دینے کے متعلق تحریر کرتے ہیں کہ اسکی وجہ دراصل وباء حجاج کی بیماری نہ تھی۔ بلکہ یہ بات تھی کہ بمبئی کی کمپنیوں نے عبد القادر نامی ایک ترکی جہاز پر جو جدہ سے حاجیوں کو لیکر بمبئی گیا تھا۔ بوجہ رقابت اور حسد کئی ایک جھوٹے دعوی دایر کر دیئے تھے جنکے باعث وہ آٹھ ماہ تک بمبئی میں رکا رہا۔ پس حکام ترکی نے اس بد معاشی کا عیوض بمبئی کی کمپنی والوں سے آگ بوٹ سے اسطرح لیا کہ انکی جہاز حسینی نامی کو تکلیف دی اور حاجی بیچارے مفت میں آٹے کے ساتھ گھن کیطرح پس گئے +

اگر پچھلی بات درست ہے۔ تو ہم حیران ہیں یہ بدقسمت قوم کیونکر حضیض ادبار سے نکل سکیگی۔ عیسائیوں کے ساتھ تو انکا بگاڑ رہتا ہی ہے۔ مگر آپسمیں بھی رہتے ہیں۔ تو انکے ساتھ فساد اور آپسمیں یہ حسد و رقابت و نا اتفاقی۔ اور زیادہ افسوس اسبات کا ہے کہ یہ الزام بمبئی کی مسلمان تاجروں پر عائد کیا گیا ہے (کیونکہ عموماً مالکان جہاز جنپر حجاج سفر کرتے ہیں وہی ہیں) جنکی نسبت یہ عام خیال ہے کہ وہ اتفاق و اخوت کے بڑے شیدا اور پکے متدین اور ہمدرد ہیں۔ لیکن اس واقعہ کی پوری تصدیق ہونیسے پہلے ہم سردست اس معاملہ پر زیادہ رائے زنی کرنا نہیں چاہتے۔ اور بمبئی کے مسلمان عمائد اور ذی مقدرت تجار سے درخواست کرتے ہیں۔ کہ وہ اصلیت کو ظاہر کرکے پبلک کی بدگمانی کو رفع کریں اور خدانخواستہ یہ معاملہ درست ہو تو آیندہ آپسمیں صلاح و مشورہ کرکے ایسی نامناسب کارروائیوں کے انسداد کی کوشش کریں۔

ھفتہ مذکور کے مضامین

منقول از وکیل مورخہ ۔ ۴ ۔ نومبر ۱۸۹۵ء

[دی گرینڈ اولڈ مین اور سلطان المعظم]

اُن بزرگوارونکی زبانی جنہوں نے غدر ۱۸۵۷ء کے واقعات اپنی آنکھوں سے دیکھے ہیں۔ اکثر سننے میں آیا ہے کہ جب انگریزوں کی توپوں کے گولے دلی شہر کے اندر آکر گرتے تھے۔ تو وہاں کی سن رسیدہ بڑی بوڑھی عورتیں مکانات کی دیواروں کو گولوں کی ضربات سے گرتا ہوا دیکھکر سہمناک اور پردرد لہجہ میں بددعائیں دیتی نہیں کہ "اے الہ العالمین ان موئے فرنگیوں کی توپوں میں کیڑے پڑیں"+

۲۹ ۔ اکتوبر ۱۸۹۵ء کے سول اینڈ ملٹری گزٹ میں روئٹر کی تار برقی شایع ہوئی ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اسی طرح پر دی گرینڈ اولڈ مین یعنے مسٹر گلیڈسٹون نے میڈم نووی گاف کو جسنے تھوڑا عرصہ ہوا ہے۔ انگریزی پولیسی پر ایک اعتراضی مضمون انگلستان کے اخبار ڈیلی کرانیکل میں دیا تھا۔ ایک چٹھی جو غالباً اسی مضمون کے جواب میں ہوگی لکھکر بوڑھی عورتوں کیطرح یہ رونا رویا ہے کہ "کمبخت سلطان (خاک بروئے دشمنانش) جسکو خدا نے بنی آدم کیلئے ایک قہر بنایا ہے۔ آخر منتصاب ہوا اور روس اور فرانس اور انگلستان اوسکے پاؤں پر گرے ہوئے ہیں۔

مسٹر گلیڈسٹون
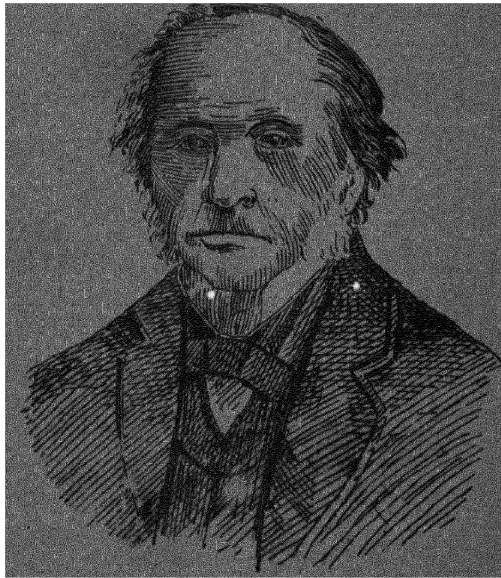
خدا کرے ترکوں کی حکومت اور اونکی ظالمانہ کارروائیوں کا جلد خاتمہ ہو، گویا آخری وار تھا جو ہمارے بہادر گلیڈسٹون نے ترکوں کے برخلاف کیا ناظرین جانتے ہیں کہ یہی ذات اقدس اس سارے شور شر کے بانی مبانی تھے اور اُنہوں نے ہی ایک طرف آرمنیوں کو اُکسا کر آمادہ فساد کیا۔ اور دوسری طرف اپنی ملک کی گورنمنٹ کو جو اسوقت اُنہی کے چیلے چانٹوں کے ہاتھ میں تہی مجبور کیا تہا۔ کہ وہ دو ایک دیگر دول یورپ کو ساتھ ملا کر ٹرکی گورنمنٹ کے برخلاف بڑے زور شور سے کارروائی کرے +

پہلے پہل تو اُنہوں نے جعفر زٹلی کے رستم کیطرح ترکوں کے ڈرانے دہمکانے کیلئے بہت سے ہوائی گولے چلائے۔ لیکن متحمل مزاج جری ترک اُنکی کچھہ پرواہ نہ کر کے مفسدوں کو قرار واقعی سزا دیتے رہے۔ اور دول ثلاثہ کو بھی دہتا بتانے رہے مگر آخر کار جب سلطان المعظم نے دیکھا کہ روس و فرانس انگلستان سے الگ ہوگئے ہیں۔ اور وہ اکیلا رہجانے سے ایسا کھسیانا ہوگیا ہے۔ کہ تمام جہان میں بزدل مشہور ہونیکی خفت سے بچنے کیلئے جنگی داؤ پیچ پر آمادہ ہو جائیگا۔ تو اُنہوں نے قدیمی خاقت کا پاس کر کے چند ضروری اصلاحات کا نفت مناسب پر منظور فرمانا منظور کر لیا اور سطرح انگلستان کو اس ناگوار مخمصے سے بچ جانیکا ایک اور موقعہ دیدیا +

فی الحقیقت سلطان المعظم نے بڑا غضب کیا کہ دول ثلاثہ کے لئے کوئی حجت ایسی باقی نہ چھوڑی کہ وہ جیسا کہ مسٹر موصوف کی عین دلی خواہش اور آرزو تہی اُنکے ممالک محروسہ پر چاروں طرف سے حملہ آور ہو کر اُنکی سلطنت کو ملیامیٹ کر دیتیں۔ اور بیشک دول ثلاثہ اور خاصکر انگلستان نے یہ بڑی بزدلانہ کارروائی کی کہ باوجود ارمنی مفسدوں کے ہر روز کیفر دار کو پہنچتے رہنے کے ترکوں کے برخلاف جنگ کا اعلان نہ دیدیا +

اپنی پُر فتن پالیسی کی ناکامیابی پر ہمارے بہادر مستعفی وزیر اعظم جو عملاً پہلے ہی مردانگی کو خیر باد کہہ چکے تھے اب خالی ہاتھہ ہو کر چہوٹے ہتھیاروں پر اُتر آئے اور اُن بڑی بوڑہی عورتوں کیطرح جنکا ذکر ہم تمہید میں کر آئی ہیں کوسنے پر کمر باندھ لی اُنکا مردمی کو چھوڑ عورتوں کے فرقہ میں آجانیکا بدیہی ثبوت یہ بہی ہے کہ مخاطب کرنیکو واسطے اُنکو کوئی مرد نہ ملا بمصداق کند ہم جنس باہم جنس پرواز ایک متمول عورت میڈم نوویکاف کے سر سے سر جوڑ کر اپنا دکھڑا رونے پر آمادہ ہوگئے ان حالات پر اگر ہم اُنکے حق میں بجائے گرینڈ اولڈ مین کے گرینڈ اولڈ وومین کی پہبتی جمائیں۔ تو بیجا نہ ہوگا بلکہ اُنکے حالات کی مناسبت کے لحاظ سے بالکل ٹھیک ہوگی +

ہم افسوس کرتے ہیں کہ صاحب موصوف ایم ڈی لیسپ بانی مبانی نہر سویز کی طرح آخر عمر میں اپنی مٹی خراب کرانے کی فکر میں لگے ہوئے ہیں۔ جسطرح مانشیو لیسپ نے خاکنائے پاناما میں ایک عظیم الشان نہر سویز کھودنیکا کام شروع کیا اور خود غرضی سے اُسکو ایسا بگاڑا کہ آخر کار جیلخانے میں موت کا شکار ہو کر اپنی سابقہ نیکنامی اور ملک کی عزت کو خاک میں ملا دیا۔ اسیطرح یہ حضرت بھی اتنا عرصہ اپنے ملک کی ناؤ کو کامیابی کے ساتھہ چلانے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ اس کو ڈبونے کے فکر میں ہیں یا شاید اپنے مجوزہ ہوم رول بل اور پیرش کونسل بل کی ناکامیابی سے اُنکا دل جل رہا ہے۔

اور یہ چاہتے ہیں کہ ایسی ناسپاس قوم کو اپنی آنکھوں سے ذلیل ہوتا دیکھکر مریں جسنے اس پچھلی عمر میں انکو ساتھہ اسطرح بیوفائی کی اور یہی وجہ ہے کہ وہ قوم اور گورنمنٹ کو اب جو صلاح دینگے اوندہی اور مخرب۔ مگر خدا کا شکر ہے کہ انگلینڈ والے ایسے نادان نہیں ہیں۔ کہ اُنکے چنگہ میں آکر اپنی عاقبت خراب کرالیں وہ بڑے مآل اندیش ہیں۔ اور باستثناء چند ایک فتنہ پرداز افراد کے مسٹر موصوف کی زہریلی پند ونصایح اور گورنمنٹ کی پولیسی دربارہ مسئلہ آرمینیا کو بڑی حقارت سے دیکھہ رہے ہیں ۔

یہ اُنہی کی دور اندیشی کا نتیجہ ہے۔ کہ حضرت رانڈوں کیطرح ہاتہہ اوٹھا اوٹھا کر کوسنے دے رہے ہیں۔ ادہر تو سلطان المعظم خلد اللہ ملکہ کو نہر خدا بنا کر جلے پھپھولے پھوڑ رہے ہیں اور اُدہر روس اور فرانس اور انگلستان کو بزدل اور ذلیل بنا رہے ہیں۔ اور بمصداق "قحبہ چوں پیر شود" خود تو کسی لایق رہے نہیں۔ آرمینیوں کو بغاوت اور دول ثلاثہ کو لڑائی پر اُکسا کر باقی ماندہ حسرتوں کے نکالنے کے فکر میں لگے ہوئے ہیں۔ ڈر ہے کہ حضرت کے سر پر کوئی بہوت سوار نہ ہو گیا ہو۔ یا تقاضائے سن کیوجہ سے دماغ میں کچھہ فتور نہ واقعہ ہوا ہو۔ اس عمر کا جنون اچھا ہوتے بہت کم دیکھا گیا ہے زیادہ جوش یا ناکامی میں جلنے سے تنگ آکر کہیں خودکشی نہ کر بیٹھیں ہاں ایک شکر ہے۔ کہ خوش قسمتی سے آپنے اس قسم کی کارروائی یا مجنونانہ حرکت آئرش پارٹی یا سوشلسٹوں کے خلاف میں نہیں کی ورنہ اُنمیں سے کسی بگڑے دل نے ابتک کبھی کی حضرت کو ان مخمصات اور تلخ زیست سے نجات دلوادی ہوتی یہ ترکوں ہی کی عالی حوصلگی ہے کہ بفحوائے۔ اذا خاطبھم الجاھلون قالوا سلاما۔ چپکے بیٹھے اس مجنونانہ ٹرکوسن رہے ہیں اور ان گیدڑ بھبکیوں اور مجنونانہ حرکات کی کچھہ بھی پروا نہیں کرتے نہ مسلمانوں کا پاک اور سچا مذہب انہیں اس قسم کے بزدلانہ حملہ کی اجازت دیتا ہے ۔

سچ تو یہ ہے کہ عیسویت کے تعصب نے اس گرگ کہن کو نفس اسلام کا دشمن بنا رکہا ہے۔ اور یورپ و امریکہ میں مذہب اسلام کی اشاعت اور بہت سے انگریزوں کے مسلمان ہو جانے نے آپکی حالت دیوانہ بندر کی سی کر رکھی ہے۔ ورنہ ہمدردی بنی نوع انسان کیلئے تو ہمیشہ اور ہر روز بہت سے مواقع پیش آتے رہتے ہیں۔ اگر ایسا ہی جوش ہمدردی ہے۔ تو خدارا ذرا غریب اور نیم وحشی ہندوستانیوں کے حال پر بھی نظر الطاف مبذول فرماویں اور دیکھیں کہ انکی حالت کیسی قابل رحم ہو رہی ہے ۔

آخیر میں ہم ناظرین کو آمین کے لئے کہتے ہیں۔ اور خود سچے دل سے دعا کرتے ہیں کہ خداوند کریم اپنے لطف عمیم سے اس گرینڈ اولڈ وومن کو تعصب کی اندہیری غار سے نکالکر سچی ہمدردی انصاف پسندی۔ اور ایمان وعرفان کے سیدہی راستہ کی طرف رہنمائی کرے۔ اور گورنمنٹ انگلشیہ کو ایسے بغلی گھونسوں کی زد سے محفوظ رکھے۔ تاکہ دنیا میں امن وامان قایم رہے ۔

ہفتہ مختتمہ ۱۱۔ نومبر ۱۸۹۵ء کی تار کی خبریں وغیرہ

تار کی خبریں

قسطنطنیہ ۲۔ نومبر۔ یہاں مالی حالت سخت نازک ہو رہی ہے۔ باب عالی نے چار ماہ کیواسطے سورا تورئیم (ادائیگی روپیہ کی روک) کا اعلان دیا ہے +

ارمنی بغاوت کے متعلق تازہ ترین خبروں سے معلوم ہوا ہے کہ باغیوں نے زیتون کے قلعہ گیر فوج کو جو تعداد میں صرف چارسو ہے چاروں طرف سے گھیر لیا ہے اور اُسکی حالت سخت تشویش ناک ہو رہی ہے ترکی حکام بسرعت تمام کمک کی فوج کو موقعہ جنگ پر روانہ کر رہے ہیں۔ ارض روم میں بھی نہایت خطرناک بلوے وقوع میں آئے ہیں۔ ایک لڑائی ترکی فوج اور ارمنی باغیوں کے مابین ہوئی۔ متعدد ارمنی مقتول و مجروح ہوئے ہیں۔ کمیشن نگرانی اصلاحات آرمینیا کے ممبروں کا انتخاب اطمینان بخش ثابت نہیں ہوا۔ کامل پاشا وزیر اعظم نے مستعفی ہونا چاہا۔ مگر سلطان المعظم نے منظور فرمانے سے انکار کیا +

قسطنطنیہ ۔ ۴۔ نومبر۔ مالی خطرہ کم ہوتا جاتا ہے۔ اسکی وجہ یہ ہوئی تھی کہ ارمنی تاجروں نے ہنڈویات کو نامنظور کر دیا تھا۔ اور غلغلہ مچانیوالے گماشتے عثمانیہ بنک کے اُٹھہ دوڑے۔ مگر بنک مذکور نے تمام نوٹوں کو منظور کر لیا +

ایشیائی روم کی حالت نہایت ہی خطرناک ہے۔ اور ایک عام بغاوت کی حد تک پہنچ رہی ہے۔ بنابریں باب عالی نے ہر ایک ضرورت کیلئے تیار رہنے کو چالیس ہزار فوج طلب کی ہے۔ ترکوں کے متواتر ظلم سے تنگ آ کر ارمنی زار کے پاس درخواست کرنیکی تیاریاں کر رہے ہیں کہ وہ انہیں اپنی حفاظت میں لے لیں +

قسطنطنیہ ۔ ۵۔ نومبر۔ دُوَل اجنبیہ کے تمام سفیروں نے آج فرداً فرداً باب عالی پر زور ڈالا ہے کہ ملک میں سے موجودہ بدامنی کے دُور کرنیکے لئے جو کل اقوام کے عیسائیوں کے حق میں مضر ہے۔ فوراً بندوبست کیا جاوے۔ ورنہ ضروری انتظامات کے متعلق وہ خود اکٹھے ہو کر تجاویز کرینگی +

قسطنطنیہ ۔ ۶۔ نومبر۔ کامل پاشا جو سعید پاشا کی بجائے وزیر اعظم مقرر کئے گئے تھے۔ علیحدہ کر دیئے گئے +

ایشیائی ۔ روم کی تازہ خبروں سے معلوم ہوا ہے۔ کہ کردوں نے دیار بکر پر حملہ آور ہو کر متواتر تین دن تک عیسائیوں کو قتل کیا۔ اور انکے گہروں کو لوٹا۔ اور محض فرانسیسی گورنمنٹ کے سخت دباؤ ڈالنے پر جسکے کونسل کی سلامتی معرض خطر میں تھی حکام نے بدامنی کو رفع کیا +

قسطنطنیہ ۔ ۶۔ نومبر۔ دمیاط سے ہیضہ بالکل جاتا رہا +

قسطنطنیہ ۔ ۷۔ نومبر۔ یہاں نئی وزارت قایم ہو گئی ہے۔ احمد توفیق پاشا ترکی سفیر متعینہ برلن وزیر صیغہ خارجہ صابری بے۔ وزیر صیغہ مال۔ رضا پاشا وزیر صیغۂ جنگ مقرر ہوئے ہیں۔ خلیل رفعت پاشا وزیر اعظم

مدحت پاشا کے سابقہ طرفداروں میں سے ہیں۔ اور ایک لائق اور قابل منتظم ہیں۔ لیکن صدارت عظمیٰ کے عہدہ پر انکا تقرر موجودہ خطرناک حالت کو سنبھالنے میں چنداں کامیاب ہوتا معلوم نہیں ہوتا۔ سفیران دول نے ۵۔ ماہ حال کو موجودہ حالت بدامنی کے دور کرنے کیلئے فوراً مناسب تدارک کرنیکے متعلق بابعالی پر سخت اصرار کرتے وقت سلطان المعظم کو ۱۸۶۰ء میں شام پر دول اجنبیہ کے قبضہ کر لینے کا واقعہ بھی یاد دلایا تھا۔ اور اس امر کا اشارہ کر دیا تھا کہ دول کیطرف سے ویسی ہی مداخلت کرنا اب بھی ضروری ہو جائے گا۔

سلطان المعظم نے نرمی اور مصالحت کی پالیسی ترک کر دی ہے

لنڈن ۹۔ نومبر۔ نئی ترکی وزارت سے یہ خیال کیا گیا ہے کہ سلطان المعظم نے مشورۂ دول کا جواب نفی میں دیا ہے۔ ہزاہیریل مجسٹی نے حال ہی میں بحری پاشا کو سب سے اعلیٰ امتیاز عطا فرمایا ہے۔ جنکو آرمینیوں کیساتھ برا برتاؤ کرنیکی وجہ سے سر فلپ کری سفیر انگریزی کی تحریر پر ترکی گورنمنٹ نے صوبہ وان کی گورنری سے موقوف کیا تھا۔ تمام آثار نہایت ہی خطرناک تصور کئے جا رہے ہیں +

ٹائمیز۔ ایک تازہ تار آمدہ از روم (پایہ تخت اٹلی) کے حوالہ سے لکھتا ہے کہ اطالین بیڑہ جہازات کو حکم دیا گیا ہے۔ کہ جہاں کہیں یورپ کی امن و امان کی اغراض اسباب کے متقاضی ہوں۔ وہ انگریزی بیڑہ کے قدم بقدم چلنے کے لئے تیار رہے +

قسطنطنیہ ۸۔ نومبر۔ جو رعایت عثمانیہ بنک کو ملی ہوئی تھی سلطان المعظم نے اسی او بارہ برس کیلئے بڑھا دیا ہے اور بنک کو اختیار دیا گیا ہے کہ طلائی سکوئیں جو قرضی لئی گئی تھیں ان کے تمسکات کو ترکی پونڈوں میں بدلے جانیکے دوران میں نوٹوں کے عوض طلائی سکہ دینا بند کر دے۔ لیکن یقین کیا گیا ہے۔ کہ بنک کو اس اجازت سے فائدہ نہیں اٹھائیگا +

لنڈن ۸۔ نومبر۔ ایک جرمن شخص نے طہران سے بغداد تک سڑک بنانیکی اجازت حاصل کر لی ہے۔

قسطنطنیہ کامل پاشا مستعفی وزیر اعظم حلب کے گورنر جنرل مقرر کئے گئے ہیں +

مصر سول اینڈ ملٹری گزٹ لکھتا ہے کہ ڈیوک آف ڈیون شائر ایسے متحمل مزاج اور مآل اندیش مدبر کی اس تقریر سے کہ انگریزی قوم اور دول اجنبیہ کو ہر امر کے لئے تیار رہنا چاہئے اور ٹائمیز کی بحری طاقت پر زور دینے۔ لنڈن و ممالک غیر کے تبادلوں کے مذبذب ہو جانے اور سفیر انگلستان متعینہ واشنگٹن کی امریکہ کو ساتھ ملانیکی کوشش کرنیسے صاف ظاہر ہو رہا ہے۔ کہ صورت حال سخت خطرناک ہو رہی ہے۔ اور اسبات کا بڑا اندیشہ پیدا ہو گیا ہے کہ سلطان المعظم ایسی مشکلات کے حادث ہو جانیسے جنکا سنبھالنا ان کے حیطۂ اقتدار سے خارج ہو۔ لاچار اور سازش و بغاوت سے خوف زدہ۔ سفرائے ممالک غیر کی رنجش آمیز تنبیہوں سے برافروختہ۔ اپنے گرد و پیش کے مذہبی اور پر تعصب

عناصر سے مجبور اور دول یورپ کی باہمی رقابت سے دلیر ہو کر کہیں کوئی ایسی حرکت نہ کر بیٹھیں۔ جس سے دول مذکورہ کو انکی حمایت یا مخالفت میں مجبوراً جنگی کاروائیاں کرنی پڑیں۔ انگلستان نے ابھی سے جابرانہ کاروائیاں کرنیکی دھمکی دیدی ہے۔ اور صوبجات متحدہ سے شامل ہونیکی درخواست کردی ہے۔ لیکن روس اور فرانس پیشرو بننے سے کبیدہ خاطر ہو رہے ہیں۔ اور بیدلی سے اُنکے ساتھ شامل رہے ہیں چنانچہ ان سلطنتوں نے اگرچہ انگلستان کے ساتھ ملکر باب العالی کو متفقہ یادداشتیں تو بھیجی ہیں۔ لیکن سابقہ تجربوں سے ثابت ہو رہا ہے کہ عملی طور پر متفقہ کاروائی کرنا اور معنی رکھتا ہے۔ فی الحال مشرقی مسئلہ کی اس تیزی سے چھڑ جانیکے علاوہ دور مشرق میں بھی (یعنی چین کیطرف) تباہی بخش آثار نمایاں ہو رہے ہیں۔ اور ان سب باتوں کو اگر مد نظر رکھا جاوے۔ تو معلوم ہو جائیگا کہ ڈیوک آف ڈیون شائر کی تقریر بڑے گہرے معنے رکھتی ہے۔ اور سرسری طور پر ٹالدیئے جانیکے قابل نہیں ہے +

ہفتہ مذکور کی دیگر خبریں

اخبار ٹائمز کا نامہ نگار قاہرہ سے لکھتا ہے۔ کہ علمائے مصر نے قسطنطنیہ میں اپیل کیا ہے کہ ایک کی افسر نے تیس ہزار پونڈ رشوت لیکر تین لاکھ پونڈ کی رقم غیر مستحق اشخاص کے ہاتھ میں دیدی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ گر سلطان المعظم نے ہماری دادرسی نہ کی تو ہم انگلستان سے اپیل کرینگے +

سلطنت روم کے میدانی توپخانہ میں ۲۵۲ باتریاں اور بھاری توپخانہ میں ۵۰ باتریاں فی باتری چھ چھ توپ کی ہیں جو کل کرپ کی ساخت کی ہیں۔ قلعوں کی توپیں انسے علیحدہ ہیں اور وہ بھی یا کرپ کی ساختہ ہیں یا کرپ ہی کے نمونہ پر قسطنطنیہ کے شاہی توپخانہ میں تیار کیگئی ہیں +

دمشق میں فرانسیسی قونسل گاڑی پر سوار جارہا تھا۔ کہ چند لڑکوں نے گاڑی میں خربوزوں کے چھلکے پھینکنے شروع کردیئے۔ اردلی نے اتر کر ڈانٹا تو بازار والوں نے اُنکی حمایت کرکے اُسکو سخت سست کہا جس پر قونسل صاحب نے گاڑی سے اتر آئے لیکن تماشائیوں نے اُنکو بھی ذلیل کیا۔ اُنہوں نے اس امر کی والی کے پاس شکایت کی۔ جسنے اُس محلہ کے ۱۲۰ اشخاص کو زیر حراست کردیا ہے۔ کہا جاتا ہے۔ کہ روسی قونسل کی بھی دمشق میں اسیطرح بے حرمتی کیگئی ہے +

ہفتہ مذکور کی دیگر مضامین

اینگلو انڈین اخبار سول ملٹری گزٹ گورنمنٹ کو نصیحت کرتا ہے کہ مشرقی سلطنتوں سے مہذب دول کی طرح درباری سفراء و محکمہ ہائے خارجیہ کی وساطت سے نامہ و پیام کرنا بالکل بے سود ہوتا ہے۔ ایسا ہرگز نہیں کرنا چاہئے بلکہ سرزمین یورپ سے نکل کر جسوقت ہم مشرقی سمندروں میں جا پہنچیں۔ تو صرف جنگی جہازوں کے کپتان ہی بخوبی عمدہ ایلچیوں کا کام دیسکتے ہیں۔ مشرقی سلطنتوں سے ہمارے مہذب ہمعصر کی مراد سلطنت ہائے روم چین و جاپان ہیں دیکھئے گورنمنٹ اس مدبر پرچہ کی نصیحت پر کاربند ہوتی ہے یا نہیں +

ہفتہ مختتمہ ۱۸۔ نومبر ۱۸۹۵ء کی تار کی خبریں وغیرہ

تار کی خبریں

لنڈن ۱۰۔ نومبر۔ تبادلہ دو طرفہ کی دو کانیں آج نہایت ہی مدہم ہیں۔ اور لنڈن اور برّ اعظم میں ترکی معاملات کیوجہ سے نہایت تشویش ناک حالت طاری ہو رہی ہے +

ایضاً۔ اصلاحات آرمینیا میں لارڈ سالسبری نے کسی طرفداری کرنیکے الزام سے بچنے اور ہمارے ہمعصر مسلمانوں کو جو ملکہ معظمہ کی نہایت ہی وفادار اور امن پسند رعایا میں سے ہیں۔ یہ جتانے کیلئے کہ وہ شہنشاہی گورنمنٹ سے ہمیشہ اُسی غیر طرفداری اور انصاف کی توقع رکہیں جسکے وہ زیادہ از یکصدی سے گورنمنٹ ہند کے برتاؤ سے عادی ہو رہے ہیں۔ مسلمانوں کی جگہہ عیسائی عہدہ دارونکے مقرر کئے جانیکی سخت مخالفت کی +

ایضاً ۱۱۔ نومبر۔ انجمن اسلام نے کل لنڈن میں ایک جلسہ کرکے باتفاق رائے لارڈ سالسبری کے شکریہ کا ایک رزولیوشن پاس کیا کہ لارڈ موصوف نے آرمینیا میں مسلمان افسروں کی جگہ عیسائی عہدہ داروں کے تقرر کی مخالفت کی۔ رزولیوشن میں یہ بہی اُمید ظاہر کیگئی ہے کہ ترکی ممالک محروسہ کو محفوظ و قائم رکہا جاویگا۔

ایضاً ۱۱۔ نومبر۔ انگریزی پریس یک زبان ہو کر لارڈ سالسبری کی تقریر کو جو اُنہوں نے گلڈ ہال میں کی پسند کیا ہے۔ خاصکر اوسکے اس حصہ کو جو ترکی کے متعلق تہا اور جسمیں لارڈ موصوف نے سلطان المعظم کو متنبہ کیا تہا +

قاہرہ ۱۱۔ نومبر۔ نوبار پاشا پریسیڈنٹ کونسل اور وزیر داخلہ بوجہ پیرانہ سالی کی مستعفی ہو گیا ہے۔ مصطفےٰ فہمی پاشا اُسکی جگہ مقرر ہوئے ہیں۔ اور ابانی پاشا وزیر صیغہ جنگ بنائے گئے +

قسطنطنیہ ۱۲۔ نومبر۔ یروشلیم کے قریب قصبہ نابلوس کے انگریزی پادریوں کے مکان پر ایک مجمع نے حملہ کرکے کئی نوکرونکو قتل کر دیا ہے۔ پادری جان بچا کر بھاگ گئے +

کامل پاشا باوجود بیمار ہونے کے براہ سمندر سمرنا جانے پر مجبور کئے گئے ہیں +

پیرس۔ ۱۲۔ نومبر۔ ایک خاص فرانسیسی بیڑہ آج مشرقی سمندروں کیطرف روانہ ہوا ہے +

قسطنطنیہ ۱۲۔ نومبر۔ خبر ملی ہے کہ زیتون کی قلعہ گیر فوج نے باغیوں کے آگے ہتھیار رکھدیئے ہیں۔ باب عالی نے اور ریزرو فوج کو جہنڈوں کے تلے جمع ہونیکے لئے طلب کیا ہے اور اُسکا ارادہ اناطولیہ کے ہر ایک کارآمد ناکہ پر قبضہ کرلینے اور ہنگاموں کے فرد کرنے کے لئے ایک سبکسار دستہ بنانیکا ہے +

لنڈن ۱۲۔ نومبر۔ ٹائمز نوبار پاشا کے مستعفی ہونے پر نہایت افسوس ظاہر کرتا ہے کہ مشرقی مدبروں میں وہ ایک نہایت ہی لائق اور مشہور شخص ہے۔ فہمی پاشا نوبار پاشا کی پالیسی کو قائم رکہیں گے۔ اور وہ ثابت کر چکے ہیں کہ وہ برٹش خیالات کے طرفدار ہیں +

روم۔ ۱۳۔ نومبر۔ اطالین بیڑہ کو بحیرہ لیوانٹ جانیکا حکم دیا گیا ہے +

ایضاً۔ بعد کی خبر ہے۔ اطالین بیڑہ غالباً انگریزی بیڑہ کو سالونیکا میں جا ملیگا +

قسطنطنیہ۔ ۱۳۔ نومبر۔ بابعالی نے ایک سرکلر جاری کر کے گورنران صوبجات کو بڑی مستعدی سے امن قایم رکھنے کا حکم دیا ہے لیکن اس کام کیلئے روپیہ اور فوجیں بکفایت موجود نہیں ہیں +

لنڈن ۱۴۔ نومبر۔ آسٹریا بحیرہ لیوانٹ میں جنگی جہاز بھیجنے والا ہے۔ دول ترکی معاملات کی نسبت دائنا کو مقام بحث مقرر کر کے تبادل آراء کر رہی ہیں +

سینٹ پیٹرزبرگ۔ ۱۴۔ نومبر۔ پانچ روسی جنگی جہازوں کو فوراً لیوانٹ کیطرف جانیکا حکم ملا ہے +

قسطنطنیہ ۱۴۔ نومبر۔ پیرا (قسطنطنیہ کا ایک محلہ) میں سونیکے بافراط آجانے پر لوگوں نے خوفزدہ ہو کر بنکوں سے جو لگاتار روپیہ نکال لینا شروع کر دیا تھا۔ وہ تلاطم اب ختم ہو گیا ہے۔ اور اعتبار اب پھر قایم ہو گیا ہے +

لنڈن۔ ۱۵۔ نومبر۔ گورنمنٹ صوبجات متحدہ امریکہ نے ایک بیڑہ جہازات کو بحیرہ لیوانٹ جانیکا حکم دیا ہے +

تازہ ترین خبروں سے معلوم ہوا ہے۔ کہ صوبہ لبنان میں تشویش اور بے امنی پھیلی ہوئی ہے اور دمشق کے مسلمان عیسائیوں اور کمزور ترکی گورنمنٹ دونوں کے برخلاف سخت پر جوش ہو رہے ہیں +

ٹائمز اپنے خاص نامہ نگار متعینہ قسطنطنیہ کی مرسلہ تار خبر کے حوالہ پر لکھتا ہے۔ کہ ترک بڑی مستعدی سے جنگی تیاریاں کر رہے ہیں۔ ڈارڈنلز میں افواج قلعہ گیر دو گنی کر دیگئی ہے۔ اور دہانہ ڈارڈنلز سے پرے جزیرہ ٹنی ڈوس میں دن اور رات کی دیدبانی کرنے اور اعدار کی حرکات کا خیال رکھنے کیلئے پہرہ دار مقرر کئے گئے ہیں +

ہفتہ مذکور کی دیگر خبریں

۹۔ کی شب کو لارڈ سالسبری نے لارڈ میور کی دعوت پر بمقام گلڈہال دوران تقریر کہا کہ "روس اگر بندر آرتھر پر نظر رکھے ہوئے ہے۔ تو انگلستان بھی اُسطرف ہر ایک اجتماع کیلئے خواہ وہ جنگ کے لئے ہو یا تجارت کیلئے۔ ہمہ تن تیار ہے۔ اور اُس شخص سے بڑے استقلال کے ساتھ نظر ملا سکتا ہے۔ جو یہ خیال کرتا ہو کہ ہمکو اُس ذخیر ملک سے باہر نکال سکتا ہے۔ میں لارڈ بیکنسفیلڈ کے یہ الفاظ ناظرین کو یاد دلاتا ہوں کہ "ایشیا میں ہم سب کیلئے کافی جگہ ہے" مجھے اسمیں شک ہے کہ سلطان آرمینیا میں ضروری اصلاحات جاری کرینگے لیکن تمام دولتیں یورپ کے امن کو قائم رکھنے میں یکساں ساعی و خواہشمند ہیں۔ اور اگر سلطان نے اصلاحات مطلوبہ کو جاری نہ کیا۔ تو ترکی گورنمنٹ کا ضرور خاتمہ ہو جائیگا۔ مگر مجھے یقین ہے کہ دول یورپ ٹرکی کے قیام کی ضرورت تسلیم کئے ہوئے ہیں اور وہ یورپ میں تباہی بخش جنگ کے چھڑ جانے سے بچتی ہیں۔ دول یورپ کے باہم ملکر کارروائی کرنے کی طرف مائل ہونے اور علیحدگی کے مہیب خطرہ کو سمجھنے سے مجھپر بڑا گہرا اثر پڑا ہے +

ولایت کی تازہ ڈاک سے معلوم ہوا ہے کہ فراسو ۔ موداینا اور ایشیائی روم کے دیگر مقامات میں بہی عیسائیوں نے بلوے کئے ہیں ۔ اور دول ثلاثہ کے سفراء نے باب عالی کو یہ نوٹ بھیجنے کا فیصلہ کر لیا ہے ۔ کہ حسب مسودہ اصلاحات گورنروں کی قابل اعتراض تقرری پر انکو معترض ہونیکا حق حاصل ہوگا +

اطلاع ملی ہے ۔ کہ اہل مقدونیہ کے ایک مسلح گروہ نے جو ایک ترکی گاؤں کو تباہ کر کے واپس جا رہا تہا ۔ ترکی فوج کا جو اُسکے تعاقب میں بھیجی گئی تہی ۔ بڑی کامیابی سے مقابلہ کیا ۔ اور ۲۵ سپاہیونکو قتل کر کے باقی ماندہ کو بھگا دیا +

مصر کے محکمہ آبپاشی کی رپورٹ بابت ۱۸۹۴ء شائع ہوگئی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں زراعت نے پچھلے چند برسوں میں بہت ترقی کی ہے ۔ اور دریائے نیل میں بھی حسب دلخواہ طغیانی آتی رہی ہے ۱۸۹۳ء میں کپاس کی پیداوار ۴۲ لاکہہ قنطار تہی ۔ جو اس سال باوجود طرح طرح کی بیماریوں اور کیڑا پڑ جانے کے ۵۲ لاکہہ قنطار ہوئی ۔ شکر ۱۸۸۲ء میں صرف ۳۰۵۰۰ ٹن تیار ہوئی ۔ لیکن ۱۸۹۴ء میں ۶۹۰۰۰ ٹن کی معقول مقدار تک پہنچ گئی ۔ کل خرچ اس محکمہ پر سال زیر ریویو ۱۷۰۰۰۰ پونڈ ہوا جس میں ۴۰۹۰۰ پونڈ ان کاموں پر خرچ ہوا ۔ جو پہلے بیگار کے ذریعہ سے مفت کرائے جاتے تہے ۔ جنوبی مصر میں پانی کے نکاس کا کچھ انتظام نہ ہونے کیوجہ سے زراعت کو سخت نقصان پہنچتا تھا ۔ اس سال نوّے میل نکاس کیلئے نہر تیار کیگئی ہے پچھلے بارہ برسوں میں بارہ سو میل لمبی نالی تیار ہو چکی ہے ۔ جو ۴ لاکہہ ایکڑ زمین سے پانی کو نکالتی ہے ۔ جنوبی اور وسطی مصر میں مزروعہ رقبہ ۲۷ لاکہہ ایکڑ ہے یعنی ابہی ۲۳ لاکہہ ایکڑ زمین پر نکاسی آب کا کوئی بندوبست نہیں ہوا لیکن ایسی اراضیات پر نالی لگانے نکاس کا بنانا جہاں بوقت ضرورت پانی بکفایت میسر نہ ہو سکتا ہو ۔ کسی قدر مضر امر سمجہا گیا ہے ۔ فی ایکڑ تقریباً ۲ شلنگ خرچ نالیاں بنانے پر صرف آتا ہے اس سال ۱۲۵ میل زرعی سڑکیں بنائی گئیں ۔ جن سے کل میزان ان سڑکوں کی لمبائی کی ۴۰۰ میل ہوگئی ہے ۔ مصر میں نیشکر کی کاشت کرنا بڑا فائدہ مند تصور ہوا ہے +

پیرس کے مشہور ساہوکار مانشیور ایلی بیرن کی میم صاحبہ نے قسطنطنیہ کے محتاج خانہ اور میونسپل ہسپتالوں کو پانچ ہزار تمسیں بھیجی ہیں ۔ جس فیاضی کے صلہ میں اعلےٰ حضرت سلطان المکرم نے لیڈی صاحبہ کو طبقہ شفقت کا اعلےٰ نشان عطا فرمایا ہے +

مشہور مفسدہ پرداز کپتین میک کول صاحب نے مسئلہ آرمینیا اور حضور سلطان المعظم کو چہوڑ کر اب امیر عبد الرحمن خانصاحب والی دولت خداداد افغانستان کیطرف توجہ مبارک کو مبذول کیا ہے اور رسالجات فورٹ نائٹلی ریویو و کولونیل ریویو میں حضور ممدوح کے برخلاف اندہا دہند مضامین شائع کر رہے ہیں +

عرب اور کردستان کیطرف سے ہر روز تازہ درخواستوں کے آنے پر کہ انکے لڑکوں کو جمناسٹک کے مدرسہ

عشیرت میں داخل کیا جاوے۔ ارادہ سنیہ ظاہر فرمایا گیا ہے۔ کہ اس مدرسہ میں ایک اور جماعت کہول دیجاوے +

اعلیحضرت خلافت پناہی نے اسلامبول کے مدرسہ محمد آغا کی فقہ پڑہنے والے طالب علموں میں تقسیم کئے جانیکے لئے نقد روپیہ اور ماکولات ارسال فرمائیے +

گورنمنٹ عثمانیہ نے طبقہ سینٹ جوسف کی خواہروں کو حلب میں ہسپتال تعمیر کرنیکی اجازت عطا فرمائی ہے۔

سالونیکا میں دار الخلافہ کی انجمن کے نمونہ پر ایک طبی مجلس قایم کیگئی ہے۔ جس میں ۳۰ ڈاکٹر ممبر ہیں۔ اور ڈاکٹر اسکندر پاشا اسکے میر مجلس ہیں +

حکومت سنیہ سلطانیہ نے صوبہ معمورۃ العزیز کے ضلع چار سنجق کے کاشتکاروں کو تخم ریزی کے لئے ۳۰ ہزار قیلوس گندم مرحمت فرمائی ہے۔ ان لوگوں کی پچھلی فصل گندم بوجہ آفت سماوی برباد ہوگئی تہی +

سلطنت روس نے اپنی مملکت میں ٹرکی کے خلاف اظہار مخالفت کئے جانے کو گوارا کرنا ترک کردیا ہے قصبۂ ٹفلس اسکندراپول اور قارص میں کئی معزز اور بارعب شخص روم کے برخلاف جوش پھیلانے کے جرم میں قید اور گرفتار کئے گئے ہیں ان میں مشہور افسانہ نویس ایم کزروس اغنی آتر عہدہ دار ٹفلس کمرشل بنک۔ ایم۔ ایوان آغا۔ میرزیان سوداگر ایم اسکندر شیفانسیاں اور کئی مدرس شامل ہیں +

خدیو المعظم کے چچا حس پاشا کی بیٹی شاہزادی فریل کا حج بیت اللہ سے بخیریت قاہرہ پہونچ گئی ہیں۔ یہ پہلی مصری شاہزادی ہیں۔ جنہوں نے موجودہ زمانہ میں حجاز کا سفر اختیار کیا +

ہفتہ مذکور کی دیگر مضامین

نوبار پاشا وزیر اعظم مصر بوجہ ضعیفی ۱۱۔ نومبر کو مستعفی ہوگیا ہے۔ اور اُسکی جگہ مصطفےٰ فہمی پاشا مقرر کئے گئے ہیں نوبار پاشا عیسائی اور ارمنی ہے۔ اُسکی عمر ستر برس کی ہے۔ جو مسٹر گلیڈسٹون یا پرنس بسمارک کی عمر سے کئی برس کم ہے ضعیفی محض بہانہ ہے۔ دراصل بات یہ ہے۔ کہ وہ انگریزوں کا بڑا خیرخواہ اور بوجہ قومیت و مذہب ارمنی مفسدوں کا بڑا ہوا خواہ ہے۔ اسلئے سلطان المعظم کو یہ کبہی گوارا نہیں ہوسکتا تہا۔ کہ ایک ایسا شخص انکی نایب السلطنت کے دربار میں موجود رہے۔ چنانچہ خدیو المعظم کو دار الخلافہ میں شرف باریابی حاصل کرنیکے وقت یہ ایما کردیا گیا تہا۔ کہ اُس شخص کو پہلا موقع ملتے ہی برطرف کیا جاوے۔ ورنہ کون شخص خود بخود ایسے عہدہ جلیلہ سے الگ ہونا پسند کرتا ہے۔ مصطفےٰ فہمی پاشا کی تقرری پر اگرچہ انگریزی اخبارات اسوقت تو بڑی خوشنودی ظاہر کررہے ہیں لیکن ناظرین کو خیال رہے۔ کہ یہ وہی صاحب ہیں جنکو دو ڈیڑھ سال ہوئے خدیو المعظم نے جسوقت وزیر اعظم مقرر کیا تہا۔ تو لارڈ کرومر سخت برافروختہ ہوگئے تہے۔ اور انگریزی گورنمنٹ نے اُنکی آزادانہ پولیسی سے مخوف ہوکر خدیو کو مجبور کیا تہا کہ اُنکی جگہ نوبار

جیسے دشمن وطن یا محسن کش کو مقرر کریں۔ جو واقعہ صاف طور پر ثابت کر رہا ہے۔ کہ انکی یہ تازہ تقرری وزارت عظمیٰ اور صدارت کونسل وزرا پر پولٹکل اسباب پر مبنی ہو سے خالی نہیں ہے اور انگریزی اخبارات اور بالخصوص ٹائمز کا خوشنودی ظاہر کرنا اصل میں اس انگریزی رعب کی ہوتری کو چھپانا ہے۔ جسکے وجود کے سر نہ بن مصر میں موجود ہو جانیکو رد و بدل بغیر کسی زیادہ غور و تحقیق کرنے کی ظاہر کر رہا ہے ٭

ہفتہ مختتمہ ۲۵۔ نومبر ۱۸۹۵ء کی تار کی خبریں وغیرہ

تار کی خبریں

لنڈن ۱۶۔ نومبر۔ ٹائمز ایک خاص آرٹیکل میں بیان کرتا ہے۔ کہ یہ خیال روبہ ترقی ہے۔ کہ ٹرکی میں مصیبت کے وارد ہونیکو ٹلا دینے کیلئے فوراً کچھہ نہ کچھہ کرنا چاہئے۔ اور کروں کا موجودہ اتفاق سب سے بہترین عمل ہے۔

لنڈن ۱۷۔ نومبر۔ روم میں قومی اور مذہبی جوش اس زور سے بڑھ رہا ہے کہ حکام کیلئے اُسکا قابو کرنا مشکل ہوتا جاتا ہے اور یہ مشکوک خیال کیا گیا ہے کہ ہنگاموں کے فرو کرنے میں ترکی سپاہیوں پہ اعتبار کیا جائیگا۔ اگر سلمانو نے ہر بندوقیں چلائینگے۔ آرمینیا میں ہر ایک جگہ عیسائی نہایت سخت خطرہ میں ہیں۔ بمقام خربوت واقعہ آرمینیا عیسائیوں کو بڑی بیرحمی سے قتل کیا گیا ہے۔ مقتولین کی تعداد آٹھہ سو ہے۔ امریکن مشن کی عمارت بھی جسکی مالیت پندرہ ہزار پونڈ لگائی جاتی ہے جلا دیگئی۔ لیکن پادری جان بچاکر بھاگ جانے میں کامیاب ہو گئے ٭

لنڈن ۱۸۔ نومبر۔ تازہ ترین خبروں سے معلوم ہوا ہے۔ کہ ایشیائے کوچک کے مختلف مقامات میں عیسائیوں کا قتل عام برابر جاری ہے۔ ارمنی ایجنٹ متعینہ قسطنطنیہ نے بذریعہ تار لنڈن درخواست بھیجی ہے۔ کہ اس خونریزی کے بند کرنے میں مدد دیجاوے۔ نوجوان پارٹی کے سرغنہ سلطان المعظم سے ذاتی دشمنی رکھنے سے انکار کرتے ہیں اور صرف انصاف اور انفرادی آزادی کی خواہش کرتے ہیں ٭

لنڈن ۱۹۔ نومبر۔ بروئے معتبر خبروں کے اسکندرونہ اور نواح حلب میں عیسائیوں کا قتل عام ہوا ہے ٭

لنڈن ۱۹۔ نومبر۔ ترکی حکومت کے برخلاف یمن میں بڑی سخت بغاوت پھیلگئی ہے۔ پینتالیس ہزار عرب نے جو مارٹینی ہنری رائفلوں سے مسلح ہیں۔ ترکی افواج کو تین لڑائیوں میں شکست دی۔ اور اب صنعا میں ترکوں کا محاصرہ کئے ہوئے ہیں۔

قسطنطنیہ ۱۹۔ نومبر۔ آرمینیا اور سلطنت عثمانیہ کے دیگر مقامات میں معاملات کی نازک حالت سے سلطان المعظم سخت متاسف ہو گئے ہیں۔ اور گورنران صوبجات کو بدامنیوں کے فرو کرنے کیواسطے پے درپے تاریں بھیج رہے ہیں۔ اعلیحضرت نے پانچ لاکھہ فوج اکٹھی کئے جانیکا حکم دیا۔ لیکن اس حکم کی تعمیل کیواسطے روپیہ موجود نہیں ہے۔ باب العالی اب قرضہ کا انتظام کرے گا ٭

لنڈن ۱۹۔ نومبر۔ آج شام لارڈ سالسبری نے بمقام برٹین ایک جلسہ میں سلطان المعظم کا پیغام پڑھا جو انکو

اعلیٰحضرت کیطرف سے موصول ہوا ہے۔ اور جس میں حضرت سلطان المعظم فرماتے ہیں۔ کہ انکو لارڈ موصوف کی دعوت گلڈ ہال کی تقریر پڑھکر سخت رنج ہوا جس میں انہوں نے اصلاحات کے آرمینیا میں جاری کئے جانے کے متعلق شبہ ظاہر کیا تہا اعلےٰ حضرت اپنے سخن عزت کی قسم پر یقین دلاتے ہیں۔ کہ اصلاحات ضرور جاری کیجاوینگی۔ اور وہ اس معاملہ میں بذات خاص نگرانی فرماوینگے۔ آخر میں انہوں نے یہ امید ظاہر کی ہے کہ لارڈ سالسبری ایک دوسری تقریر کر کے سلطان المعظم کا منشا اور ارادہ پبلک پر واضح کر دینگے ✦

اسکے بعد لارڈ موصوف نے اس اتفاق کے قائم رکھے جانے پر زور دیا۔ جو دول یورپ میں اسوقت موجود ہے۔ انہوں نے افسوس کیا۔ کہ سلطان المعظم کے اردگرد لائق اور بہادر شخص نہیں ہیں۔ اور کہا کہ نئی قوانین لائق گورنروں کا کام نہیں دیسکتے ✦

لنڈن۔ ۲۰۔ نومبر۔ لارڈ سالسبری نے جو کل بمقام برائیٹن سپیچ کی تہی۔ اُس میں اسبات پر بہی زور دیا تہا۔ کہ ہمیں اپنی بحری فوقیت کو قائم رکھنے کی بڑی ضرورت ہے۔ کیونکہ گو سلطنت روم کے جلدی نسیاً منسیاً ہو جانے کی امید نہیں ہے لیکن پہر بہی ممکن ہے کہ وہاں اور نیز دیگر ممالک میں کچھ ملکی اور پولٹیکل تغیرات واقع ہوں۔ جنکے واسطے تیار رہنا برطانیہ کلاں کو لازمی ہے ✦

قسطنطنیہ۔ ۲۰۔ نومبر روسی سفیر ایم۔ نیلی ڈوف نے آنہ میدان کے کیتہولکوں کے میموریل کے جواب میں کہا ہے کہ اکثر آرمینیوں ہی نے ان ہنگاموں کو برپا کیا ہے۔ جن میں عیسائی ترکوں کے ہاتہ سے قتل کئے گئے ہیں۔ اور وہ آرمینیوں کو نصیحت کرتا ہے۔ کہ اس بیہودہ امید کو چہوڑ دیں کہ یورپ مداخلت کریگا۔ بلکہ اُن کو باہم ملکر اس نئے انتظام کی مدد و اعانت کرنی چاہئے ✦

قسطنطنیہ ۲۱۔ نومبر۔ سفرائے دول نے سلطان المعظم سے درخواست کی ہے۔ کہ ہر ایک سفارت کو قسطنطنیہ میں ایک ایک دوسرا حفاظتی جہاز رکہنے کی اجازت عطا فرمائی جاوے ✦

وائینا۔ ۲۱۔ نومبر۔ ہنگری کے وزیر اعظم نے آج ایک تقریر میں کہا کہ طاقتوں کے کہنے سننے سے نہایت ہی اطمینان بخش اثر پیدا ہوا ہے۔ اور اسکی وجہ سے باب عالی نے عیسائیوں کی حفاظت کرنے اور اُن اضلاع میں جہاں فساد برپا ہوئے ہیں امن قائم کرنیکا پختہ ارادہ کر لیا ہے۔ اُسنے یہ بہی کہا کہ کل طاقتیں امن اور ملکی صورت موجودہ کو قائم رکہنے پر بالکل متفق ہیں اور انہوں نے بحیرہ لیوانٹ میں صرف اسی مقصد کیلئے اپنی بحری بیڑے بہیجے ہیں

قاہرہ۔ ۲۱۔ نومبر۔ آج انگلستان اور مصر کے درمیان ایک زبردست معاہدہ بردہ فروشی کے بارے میں ہوا ہے۔

لنڈن۔ ۲۲۔ نومبر۔ سلطان المعظم نے ایک خاص کمیشن مقرر کی ہے۔ کہ اناطولیہ میں امن قائم کرنیکے واسطے جو تدابیر کیگئی ہیں۔ انکو

نتیجہ سے منسب روز اطلاع دیتی رہے۔ کہا گیا ہے کہ سلطان المعظم نے ضروری فرمان جاری کر دیئے ہیں۔ کہ سفرائے دول ایک ایک جہاز حفاظتی اور بڑھالیں۔ ارادہ کیا گیا ہے کہ تمام دول کے ان جہازوں کے بحری سپاہیونکی تعداد ٹھیک ایک ہزار ہوجاوے۔ باب عالی نے گورنران صوبجات کو بذریعہ تار تاکید کی کہ بدامنیوں کو رفع کریں۔

ہفتہ مذکور کی مضامین

پارلیمنٹ صوبجات متحدہ کے ممبر مسٹر شینڈلر صاحب اپنے اخبار میں ایک خاص مضمون لکھکر پیشین گوئی کرتے ہیں۔ کہ صوبجات متحدہ و برطانیہ کلاں میں ضرور لڑائی ہوگی۔ برطانیہ کلاں صوبجات متحدہ کی ملکی اغراض کی کوئی پرواہ نہیں کرتا۔ اور دوسری قوموں کے برخلاف بلا فکر مناصبانہ کارروائیاں کرتا ہے جسکا لازمی نتیجہ یہ نکلیگا کہ لڑائی ہو۔ اس لڑائی میں روس صوبجات متحدہ کا معاون ہوگا۔ اور اسمیں کوئی شک نہیں ہے کہ کینیڈا ہمکو ملجاویگا۔ ادھر دوسری طرف شاہی بحری صیغہ کے کپتان کمر صاحب حالہ فورٹ نائٹلی ریویو میں ایک مضمون بعنوان "انگلستان کی خارجی حکمت عملی" نہایت زور شور سے تحریر کرتے ہیں اور اسمیں گورنمنٹ برطانیہ کو مشورہ دیتے ہیں۔ کہ وہ ٹرکی وغیرہ کی طرفداری چھوڑکر روس کو اپنا مخلص دوست بنانیکی کوشش کرے۔ فرانس ہمارا کبھی خیرخواہ نہیں ہوسکتا۔ اسکا بچہ بچہ تک انگریزوں کے خون کا پیاسا ہے۔ ہمارے موجودہ دوست دول ثلاثہ (جرمنی۔ آسٹریا۔ اور اٹلی) پر کبھی بھروسہ نہیں ہوسکتا کہ وہ اڑے وقت ہمارا ساتھ دینگے۔ اسلئے نہایت ضروری ہے۔ کہ ہم روس کو اپنے ساتھ ملالیں اور اسبات کی کچھ پرواہ نہ کریں۔ کہ وہ قسطنطنیہ لینا چاہتا ہے یا ایشیائے کوچک۔ ترکوں سے ہمکو کبھی فائدہ نہیں پہنچ سکتا بلکہ مصر کی فوجوں کو قواعددان بنانے سے ہم اپنے واسطے ایک زبردست دشمن کو تیار کر رہے ہیں۔ مصر ہمکو فوراً خالی کردینا چاہئے۔ اسکا قبضہ ہمارے مقبوضات کی نگہداشت میں کوئی مدد ہمکو نہیں دیسکتا۔ ہماری تجارت کی توسیع و ترقی اور مقبوضات و سلطنت کی سلامتی کیواسطے روس کی دوستی سے بڑھکر کوئی اور چیز کفیل نہیں ہوسکتی الخ۔ کپتان مذکور اپنے دعوی کی تائید میں بہت سے دلائل پیش کرتے چلے گئے ہیں۔ جنکا مفصل ذکر کرنا باعث طوالت ہے۔ قصہ مختصر دیکھنا یہہ ہے کہ دیکھیے ہماری گورنمنٹ کی پالیسی کس کروٹ بیٹھتی ہے۔ ابھی تک یہی معلوم ہورہا ہے۔ کہ ہماری گورنمنٹ ایک مذبذبانہ چال چل رہی ہے۔ آج اس پہلو پر ہے۔ تو کل دوسرے پہلو پر۔ کبھی روس سے صلح اور ٹرکی کی مخالفت کیجاتی ہے۔ اور دوسری ہی دن خبر آجاتی ہے کہ روس سے بگڑ گئی اور فلاں سے آشتی ہوگئی ہے۔ بہرکیف صورت حال اس امر کی متقاضی ہو رہی ہے۔ کہ اس پرآشوب زمانہ میں ایک مستحکم پالیسی اختیار کرکے اسکی تکمیل پر کوشش کیجاوے ورنہ تذبذب اور ہیرا پھیری کا نتیجہ اکثر اوقات مضر ہوتا ہے۔

ہفتہ مختتمہ ۲۔ دسمبر ۱۸۹۵ء کی تاریخی خبریں وغیرہ

تار کی خبریں

قسطنطنیہ ۲۲۔ نومبر۔ حلب کے نزدیک بمقام عین تاب عیسائیوں کے تازہ کشت و خون ظہور میں آئے ہیں اور وہاں دو سو مارے گئے ہیں۔ بمقام مراش بھی بہت سے عیسائی مارے گئے ہیں۔

ایضاً۔ متوسط اناطولیا میں بے عملی و بدنظمی مستولی ہو رہی ہے۔ اور اسجگہ کے رؤسا باب عالی کی حکومت سے خود سری کر رہے ہیں۔

لنڈن ۲۳۔ نومبر۔ ٹائمز ایک تار آمدہ از سباسٹوپل کی سند پر لکھتا ہے۔ کہ بحیرہ اسود کا روسی بیڑہ سب طرح سے لیس کیا گیا ہے۔ اور اوڈیسہ کی فوجیں جنگی کارروائیوں کیلئے بالکل تیار ہیں +

لنڈن ۲۴۔ نومبر۔ سر فلپ کری سفیر انگلستان قسطنطنیہ واپس پہنچگیا ہے +

قسطنطنیہ ۲۵۔ نومبر۔ کریٹ سے خبر آئی ہے کہ صدر مقام قینیا کے قریب باغیوں اور ترکوں میں لڑائی ہوئی ہے جسمیں ترکوں نے شکست کھائی اور اُنکے ۴۰ آدمی قتل اور زخمی ہوئے۔ ایشیائی کوچک میں حالت درست ہو رہی ہے سفرائے دول متعینہ قسطنطنیہ یقین کرتے ہیں کہ ترکی معاملات کی درستی کیلئے کانفرس کا انعقاد لابدی ہے مگر سر دست سوائے سفارت خانوں کے حفاظتی جہازوں کے دوگنا کرنیکے وہ کوئی اور کارروائی کرنا پسند نہیں کرتے۔ لیکن باب عالی اجازت دینے میں ابھی تک عذر کر رہا ہے +

لنڈن ۲۶۔ نومبر۔ ترکی مسئلہ کے متعلق کانفرس کی جانبکی کوئی تجویز دول کے روبرو پیش نہیں ہے اور جملہ سلطنتیں یہی خیال کرتی ہیں کہ کانفرس قائم کرنے کے واسطے کوئی کافی وجہ موجود نہیں ہے +

لندن ۲۷۔ نومبر یہ عام مفہوم ہے کہ باوجود باب عالی کے عذرات اُٹھانیکی دول اپنی حفاظتی جہازات متعینہ قسطنطنیہ کو دوگنا کرنے پر اصرار کرینگی

قسطنطنیہ ۲۷۔ نومبر۔ مراش کے امریکن پادری اطلاع دیتے ہیں۔ کہ وہاں ۱۹۔ ماہ حال کو سخت خوفناک کشت و خون ہوا ہے اور کئی سو آدمی مارے گئے ہیں۔ ارمنی اندازہ لگاتے ہیں۔ کہ پہلے واقعات میں ۴۰ ہزار ارمنی مارے گئے ہیں +

قسطنطنیہ ۲۸۔ نومبر ترکی وزیر صیغہ خارجیہ نے کل سر فلپ کری برٹش سفیر کو اطلاع دی۔ کہ حفاظتی جہازوں کے دوگنا کرلینے کی اجازت دول اجنبیہ کو ملجاویگی +

قسطنطنیہ ۲۹۔ نومبر سلطان المعظم محلسرائے کے ملازمان خاص کے ہاتھوں پیر جنکا افسر عزت بے ہے از حد چڑھے ہوئے ہیں اور ابھی تک سفارت خانوں کے حفاظتی جہازات کے دوگنا کرنیکے واسطے ضروری فرامین صادر فرمانے سے انکار کر رہے ہیں وزرا ہر وقت محل ہمایوں میں حاضر خدمت رہتے ہیں تازہ ترین خبروں سے معلوم ہوا ہے۔ کہ ارض روم میں جدید ہنگامے واقع ہوئے ہیں۔ جنمیں بارہ ۱۲ ارمنی مقتول و مجروح ہوئے ہیں +

ایضاً۔ انگریزی جہاز موسومہ ڈرایڈ جو انگریزی دار السفارت کیلئے ایک زائد حفاظتی جہاز مقرر کیا گیا ہے ڈاردانیلز کے دہانہ پر رکا ہوا ہے کہ سلطان المعظم فرمان اجازت صادر فرمائیں تو آگے بڑھے +

قسطنطنیہ - ۲۰ - نومبر - باوجودیکہ منگل کے دن ترکی وزیر صیغہ خارجیہ سر فلپ کری کو یہ یقین دلایا تھا۔ کہ باب عالی دُوَل اجنبیہ کے حفاظتی جہازوں کا درگذرا کیا جانا منظور کر لیا ہے۔ ابتک اس بارہ میں کوئی فرمان صادر نہیں کیا گیا۔

روما - ۲۰ - نومبر - آج شام بیت الوکلا میں دوران مباحثہ سگنر کرسپی وزیر اعظم اٹلی نے کہا کہ مجھے یقین ہے کہ امن و صلح قایم رہیگی۔ لیکن بدقسمتی سے اگر یہ قایم نہ رہی تو اٹلی کے حقوق کی حفاظت کیجاویگی +

بیرن بلینگ نے اُن پرزور کوششوں کا ذکر کیا جو اٹلی نے تمام دوستوں میں مصالحت اور اتفاق قایم رکھنے کے بارہ میں کیں۔ اور کہا کہ باب عالی غلطی کرے گا اگر اُسنے یہ خیال کیا کہ گذشتہ واقعات کی نسبت بحث مباحثہ اوٹھانے سے فوائد فتح کر سکیگا اور نیز اگر اُسنے دول اجنبیہ کو اپنی اغراض مصالحت کی بحری حفاظت کرنیسے روکنے کی خواہش کی +

قاھرہ - ۲۰ - نومبر سنہ ۱۸۹۶ء کی مصری بحث میں ۶۰ لاکھ ۹۵ ہزار پونڈ کی زیادتی خرچ پر کہا گئی گئی ہے +

ھفتہ مذکورہ کی دیگر خبریں

گورنمنٹ روس نے گورنمنٹ بلغاریا کو لکھا ہے۔ کہ اگر یہ چار شرطیں مان لی جاویں تو ہم خوش ہوتے ہیں۔ شرطیں یہ ہیں (۱) پرنس فرڈیننڈ تخت چھوڑ دیوے (۲) معصوم شہزادہ بوریس (فرزند پرنس فرڈیننڈ) کو باپ کے تخت چھوڑنیسے پہلے کلیسیا یونانی کے مطابق بپتسما دیا جاوے (۳) شہزادہ مذکور کے بالغ ہونے تک تبع الحجت کارروائی سلطنت کا کریں۔ اور شہزادہ کا اتالیق ایک روسی پادری مقرر کیا جاوے۔ (۴) وزیر صیغہ جنگ روسی ہو۔ کہا جاتا ہے۔ کہ پرنس فرڈیننڈ نے اصولاً ان شرائط کو مان لیا ہے +

اعلیحضرت سلطان المعظم نے میجر ثروت بے مرحوم کے خاندان کو جو ہنگامہ قسطنطنیہ میں ۳ ستمبر کو شہید ہوا تھا پچاس پونڈ صرف خاص سے عطا فرمائے ہیں +

بوشر ھا مخوط۔ الحواس سٹر گلیڈسٹون اب انگلستان کو مشورہ دیتا ہے کہ جزیرہ قبرس یونان کو دیدیا جاوے ہم پوچھتے ہیں۔ کہ مالٹا اٹلی کو اور جبرالٹر ہسپانیہ کو کیوں نہ دیدیا جاوے +؟

لنڈن کی اینگلو آرمینین کمیٹی نے بصدارت ڈیوک آف و سٹ منسٹر ۲ - نومبر کو ایک جلسہ کیا کہ سلطان المعظم کی گورنمنٹ کے برخلاف ریزولیوشن پاس کئے۔ اور دُوَل عظام کے پاس درخواست کی ہے کہ انگلستان کیساتھ متفق ہو کر سلطنت عثمانیہ کی عیسائی رعایا کی حفاظت جان و مال اور دین و ایمان کا مستقل انتظام کریں۔

آرمینیوں کے واسطے آٹھ ہزار پونڈ کے امدادی چندہ کی ایک اور فہرست کھولی گئی۔ پانسو پونڈ اسیوقت اکٹھا ہو گیا۔ یہ رقم بھی بطور سابقہ رقوم کے برٹش سفیر متعینہ قسطنطنیہ کے پاس بھیجی جاویگی۔ کہ ارمنی محتاجوں میں تقسیم کیجاوے۔

ترکی سفارت متعینہ برلن نے اس خبر کی تردید کی ہے۔ کہ غازی عثمان پاشا کی ہیر پر ایک مفسدانہ خط پڑا ہونے کیوجہ سے محل یلدیز میں ۱۴ ارکین خاندان شاہی قتل کئے گئے ہیں۔ ایک جرمن اخبار لکھتا ہے۔ کہ یہ خبر بھی

انگریزوں کی ۔ پسند طبیعت کا ایک نیا گل تھا +

مانٹی نگرو سے خبر آئی ہے ۔ کہ بمقام سکوٹرا ترکوں اور برون کیتھولکوں میں خوفناک لڑائی ہوئی ہے جسمیں فریقین کے بہت سے آدمی مارے گئے +

مصر کے علما زور دیتے ہیں ۔ کہ ملا ابو الہدیٰ جو مدت سے سلطان المعظم کا مشیر خاص ہو گیا ہے دربار سلطانی سے خارج کر دیا جاوے ۔ اُسنے اپنا اقتدار ایسا بڑھا لیا ہے ۔ کہ کسی کی فریاد سلطان المعظم تک پہنچنے نہیں دیتا ۔ اور مسلمانوں کو انکے خلیفہ کیطرف سے بدظن کر رہا ہے ۔ علما جامع ازہر نے ایک طویل عرضداشت مصری گورنمنٹ کی وساطت سے دربار سلطانی میں ارسال کی ہے جسکے اخیر میں وہ لکھتے ہیں ۔ کہ جو تعلق سپاہیوں کو بادشاہ سے ہے وہی تعلق علما دین کو خلیفہ سے ہے ۔ (اس خبر کا ماخذ انگریزی اخبار ہیں)

جناب عالی نے جو اصلاحات آرمینیا کی منظور کی ہیں وہ یہ ہیں (۱) چند جوڈیشل انسپکٹر جیلخانجات کا معاینہ کیا کرینگے (۲) ہر ایک صوبہ کی آبادی کے لحاظ سے جنڈرمہ (مسلح پولیس) اور دیہقانی پولیس مقرر کیجاویگی (۳) زمیندار اور دوسری رعایا جب اپنی پہاڑی چراگاہوں کو جائیں تو سوار پولیس اُنکی حفاظت کیلئے ہمراہ جایا کریگی ۔ (۴) خانہ بدوش قومیں سرکاری زمینوں پر آباد کیجاویگی (۵) حمیدیہ فوج کیلئے وزیر صیغہ جنگ خاص قواعد منضبط کریگا (۶) چار ممبروں کی ایک کمیٹی بصدارت ڈائرکٹر محکمہ پیمائش ہر ایک لائیت اور سنجق میں ملکیت ارضی کے دعاوی کی تصدیق کیلئے مقرر کیجاویگی ۔ (۷) ہر سال چار عہدہ دار اس امتحان کیلئے قسطنطنیہ سے بھیجے جایا کرینگے کہ نئے انتظام کے عملدرآمد میں کوتاہی تو نہیں کیگئی (۸) محاصل کی تحصیل مختار اور محصلان کرینگے ۔ جنکو رعایا منتخب کیا کریگی (۹) اجارہ عشر گاؤں میں علیحدہ علیحدہ نیلام ہو گا (۱۰) بیگار قطعاً موقوف کیجاویگی (۱۱) جو اشخاص سرکاری یا غیر سرکاری قرضوں کی علت میں گرفتار کئے جاوینگے اُنکی زمینیں اور مویشی نیلام نہیں ہوں گے +

پوپ روم نے بیروت کے نجیب آفندی البوستانی صاحب کو طبقہ سینٹ گریگوری اعظم کا امتیاز عطا کیا ہے +

۹۰ مسلمان مہاجرین کستنجی سے پچھلے مہینہ کی پہلی جمعرات کو قسطنطنیہ میں پہنچے ۔ جو اسیونت صوبہ بروصہ بھیجدیئے گئے جہاں اُنکو سرکاری زمینوں پر آباد کیا جاویگا +

عثمانی گورنمنٹ نے پروٹسٹنٹ عیسائیوں کے قبرستان کیلئے بصرہ میں ایک قطعہ اراضی اور چار دیواری بنانے کے لئے نقد روپیہ عطا کیا ہے +

قسطنطنیہ کے جنگی مدارس میں عنقریب رد و بدل ہونیوالا ہے ۔ منجملہ ازاں ایک یہ ہو گا کہ مدرسہ اعلیٰ کی تین جماعتوں میں سے سب سے ادنے جماعت اعدادیہ (درمیانی) مدرسہ کو منتقل کیجاویگی اور اعدادیہ سکول کی تین جماعتوں میں سے سب سے ادنی جماعت رشدیہ (ابتدائی) مدرسہ میں بھیجی جاویگی ۔ جنکا اس انتظام سے اب چار جماعتیں ہو جاوینگی

۲۵- اکتوبر کو بروز جمعہ بطلیس کے مسلمان نماز جمعہ پڑھ رہے تھے۔ کہ آرمینوں نے اُنپر حملہ آور ہو کر بہت سے مسلمانوں کو قتل کر دیا۔ مسلمانوں کے پاس کوئی ہتھیار نہیں تھی۔ وہ کچھہ عرصہ پتھروں اور لاٹھیوں سے مقابلہ کرتے رہے تھوڑی دیر میں حکام پولیس کچھہ فوج لیکر آپہونچے۔ جنکو دیکھتے ہی آرمینیوں نے متعدد مسافرخانوں میں گھسکر اُنکے دروازے بند کر لئے اور اندر سے بندوقیں مارنی شروع کر دیں اور بڑی مشکل سے گرفتار کئے گئے +

ہفتہ منکو کے مضامین

منقول از اخبار وکیل مورخہ ۲ دسمبر ۱۸۹۵ء

(سلطنت عثمانیہ اور اُسکی اندرونی حالت)

سلطنت عثمانیہ کو صرف عیسائی رعایا کی بغاوت اور دول اجنبیہ کے حملوں کا ہی دن رات اندیشہ نہیں ہے بلکہ ایک اور بہت بڑا چور بھی اُسکے گہر میں عرصہ سے نقب لگا رہا ہے۔ اور اگر چندے یہی حالت رہی۔ تو ہمکو اس سلطنت کی بربادی پر کچھہ تعجب نہیں ہوگا۔ بلکہ اس امر پر تعجب ہوگا۔ کہ وہ کیسے قایم رہی۔ سلطان المعظم کی سعی محنت و جانفشانی لیاقت خداداد اور حسن انتظام کے نہ صرف ہم مسلمان ہی بلکہ متعصب سے متعصب عیسائی تک مقرّ اور معترف تھے۔ اور ہیں۔ مگر اس کیفیت کے معلوم ہونے پر جو ہم آگے چلکر بیان کرینگے۔ اگر ہمیں اعلیٰحضرت پر بالکل بے اعتباری اور بے یقینی نہیں ہوگئی۔ تو اسمیں کچھہ بھی شک نہیں کہ جو اعتماد اور بھروسہ ہمکو اُنپر پہلے تھا۔ اُسمیں اب بہت کچھہ کمی ہوگئی ہے۔ شاید اُسکا جواب یہ دیا جاوے۔ کہ سلطان المعظم بذات خاص تو بہت کچھہ اصلاح کی کوشش کرتے ہیں۔ مگر اُنکی پیش نہیں چلتی اور وہ بالکل بے اس ہیں۔ اسصورت میں یہ سوال ہوگا کہ پھر کس کائنات پر یہ فخر و ناز کیا جاتا ہے کہ سلطنت عثمانیہ کی جنگی اور مالی حالت اب نہایت مضبوط ہے۔ بقول مرزا حیرت صاحب[1] دارالسعادت جواہرات اور سیم و زر سے مالا مال ہے۔ اور مرد بیمار نہ صرف تندرست ہے۔ بلکہ اعدا کا قافیہ تنگ کرنے کیواسطے کافی توانا اور مضبوط ہو گیا ہے۔ دارالسعادت کے زر و سیم سے مالا مال ہونیکا قصہ شاعرانہ بلند پروازی اور بے حقیقت فسانہ سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔ اور اُسکی پوری کیفیت اسی سے معلوم ہو سکتی ہے۔ کہ ۱۸۷۹ء میں روزمرہ کے اخراجات کے واسطے بھی کوئی روپیہ خزانہ عامرہ میں نہیں رہگیا تہا۔ اور اعلیٰحضرت کو اپنے سیمین و طلائی ظروف کے ٹکسال میں بھیجنے کی مجبوری پیش آئی تھی۔ ہم مانتے ہیں۔ کہ ان گہر جواہرات سلطان کے پاس بے تعداد مالیت کے ہیں۔ لیکن پہلے اونکو لاکھوں روپیہ خرچ کرکے اسٹرڈم کے الماس تراشوں سے درست کرایا جاوے تو وہ موجودہ زمانہ کے مذاق کے مطابق قابل فروخت ہو سکتے ہیں۔ مگر اس درستی کے بعد بھی انکا خریدار کہاں سے پیدا ہوگا۔ وہ زمانہ ہی نہیں رہا۔

[1] مرزا صاحب کا یہ مضمون تفہیم مدعا کے لئے اس مضمون کے آخر پر درج کیا جاتا ہے۔ (مولف)

کہ اس قسم کی بے مصرف چیزوں کی کچھ قدر و منزلت کیجاتی ہے۔ آجکل کے جواہرات آہنی جہاز اور کروپ توپیں ہیں۔ سوائے حضور نظام کے ہمنے موجودہ سلاطین یا اُمرا میں سے کسی کا نام نہیں سُنا جسنے مدت العمر میں پچاس لاکھ کے جواہر بھی خرید کئے ہوں۔ خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا۔ ہم اس امر کے ماننے کو تیار ہیں کہ فوجیں آراستہ ہیں مالی حالت سنبھلی ہوئی ہے۔ اور اشد ضرورت کے وقت سلطان المعظم حوض میں غوطہ لگاکر ایک آہنی بُرج میں سے جسقدر سونا چاندی اور لعل الماس چاہیں باہر نکال سکتے اور اپنے مصرف میں لا سکتے ہیں۔ لیکن اس بے بسی کا کیا علاج کہ مشیران دربار ہمایوں سے لیکر ایک نئے ڈیپارٹمنٹ کے اعلےٰ عہدہ داران تک اکثر وہ شخص ہیں جو نہ صرف غیر مذہب کے پابند ہیں۔ بلکہ غیر ممالک اور مخالف سلطنتوں کے جاسوس یا کم از کم انکی وفادار اور مستعد ایجنٹ اور گماشتے ہیں۔ ایک لاکھ نمک حلال اور جانباز سپاہی اُس نقصان کی تلافی نہیں کرسکتے۔ جو ایک نمکحرام جرنیل کی بے ایمانی سے پہنچے۔ ایک سو خیرخواہ وزراء کی جان توڑ کوششیں اس زخم کو مندمل نہیں کرسکتیں۔ جو ایک نمکحرام رازدار سلطنت کسی نازک وقت پر پہنچا سکتا ہے نپولین بوناپارٹ کئی لاکھ جانثار بہادروں کے دلوں کا مالک اس بے ایمانی کا شکار ہوا۔ سلطنت عباسیہ کا چراغ اسی نمکحرامی کی بدولت گُل ہوا۔ ہندوستان اسی کیوجہ سے آماجگاہ اغیار بنا۔ اور خود سلطنت عثمانیہ کئی صدیوں سے اسی بلائے بے درمان کے اسفل حضیض ادبار میں گرتی چلی جارہی ہے۔ مگر افسوس صد ہزار افسوس عبد الحمید سا لائق سلطان۔ جسمیں کل دنیائے اسلام کی امیدیں مجتمع ہو رہی ہیں اُسکا کوئی علاج نہیں کرسکتا۔

اعلیحضرت خلافت پناہی کی ایڈیکانگ (یاوران مخصوص خاص) میں ایک یاور ہے۔ بیرن۔ وان گلٹس پاشا جرمنی عیسائی ہے جو جنگی سفا کا پریسیڈنٹ بھی ہے۔ دوسرا یاور ایک اور جرمن جنرل کیمفر پاشا ہے۔ اور یہ بھی جنگی سفا کا ایک اعلےٰ عہدہ دار ہے۔ تیسرا یاور ایک آسٹرین جنرل سنرشنی پاشا ہے۔ جو ساتھ ہی وزارت داخلیہ کا ایک ممتاز عہدہ پر مامور ہے جو تھا ایک اٹالین جنرل وتالیس پاشا ہے۔ جو ترکی صیغہ بحریہ کا بھی ایک افسر ہے۔ وزیر بلدہ خاص ہز ایکسیلنسی میکائیل پاشا ایک ارمنی عیسائی ہے اعلیحضرت کا طبیب خاص ہز ایکسیلنسی روجنی پاشا ایک یونانی ہز ایکسیلنسی نیکولائی بی ڈائرکٹر امپیریل سیکرٹریٹ بھی یونانی ہے۔ علاوہ ازیں وزارت جنگی درحقیقت جرمنیوں کے ہاتھ وزارت بحریہ انگریزوں کے قبضہ میں۔ وزارت صیغہ خارجیہ تمامہا آرمینیوں کے پاس۔ وزارت معدلت عامہ یونانی اور آرمینیوں کے ہاتھ میں۔ وزارت انتظام اندرونی آرمینیوں کے اقتدار میں۔ وزارت تعمیرات عامہ فرانسیسی اور آرمینیوں کے زیردست۔ وزارت تعلیم عامہ بالکل فرانسیسیوں کے تصرف میں۔ اور محکمہ جات ڈاک ٹیلغرافی اور زراعت وفلاحت سر سے پاؤں تک آرمینیوں اور شامی عیسائیوں کے ہاتھ میں ہیں +

اب بتلائیے۔ یہ ایک اسلامی سلطنت ہے کہ معجون مرکب۔ جس سلطنت کی کل تار و پود غیر ملک اور غیر مذہب کے لوگوں کے ہاتھ میں ہوں۔ اس ملک کا خدا ہی حافظ و ناصر ہو سکتا ہے۔ ورنہ اسکا بچا رہنا عجائبات روزگار سے کم نہیں اس سے بڑھکر کیا لاچاری ہوسکتی ہے۔ کہ اگر کسی غیر مسلم وزیر یا عہدہ دار کی نمکحرامی معلوم ہوجاتی ہے

تو اعلیٰحضرت اسے برطرف نہیں کر سکتے۔ کسی نہ کسی غیر سلطنت کی اغراض اُس سے وابستہ ہوتی ہیں۔ اور اگر شاذ و نادر وہ کبھی موقوف بھی کر دیا جاوے۔ تو اُسکی معاون سلطنت اُسے پھر بحال کرا دیتی ہے۔ بطور مثال ہم اُس وقت ایک شخص کا نام پیش کئے دیتے ہیں۔ ہز ایکسلنسی آرتین وادیان پاشا ایک ارمنی عیسائی ہے۔ باوجودیکہ ترکی وزارتیں پچھلے دس پندرہ برس میں کئی دفعہ بدل چکی ہیں۔ مگر وہ برابر مدت مدید سے نائب وزیر صیغہ خارجہ چلا آتا ہے۔ اور اُسکی نمک حلالی کا یہ ادنیٰ ثبوت ہے۔ کہ جسوقت ارمنی باغیان قسطنطنیہ سے دریافت کیا گیا کیا چاہتے ہو۔ تو جواب ملا کہ آزادی و خود مختاری۔ پھر پوچھا گیا۔ اپنا بادشاہ کسکو بنانا چاہتے ہو۔ تو اُنہوں نے جواب دیا کہ پرنس آرتین وادیان پاشا کو۔ ممکن ہے۔ یہاں یہ سوال اوٹھایا جاوے۔ کہ یہ ارمنی باغیوں کی خواہش تھی نہ کہ خود اُسکی۔ اچھا اسے جانے دو۔ یہ امر کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔ کہ وہ روسی سفیر سے ایسا خلط ملط ہے کہ کوئی روسی بھی ویسا نہیں۔ چنانچہ اوسکی نمکحرامی اور بدذاتیوں سے تنگ آکر عالیجناب سعید پاشا سابق وزیر اعظم نے بکرات و مرات خدمت سلطانی میں اُسکے الگ کر دینے کی التجا کی۔ لیکن سلطان المعظم روسی سفیر کے کہنے سُننے کیوجہ سے ٹال دیتے رہے۔ آخر کار سعید پاشا نے صاف صاف عرض کر دیا کہ اگر آرتین کو برطرف نہیں کرنا تو بندہ کا استعفا منظور فرمایا جاوے۔ جسپر سلطان المعظم نے وادیان کو برطرف کر دیا۔ مگر تھوڑے ہی عرصہ کے بعد جناب سعید پاشا کے وزارت عظمےٰ سے مستعفی ہونے پر سفیر کی سعی و سفارش سے وہ پھر بحال ہو گیا۔ اب فرمائیے جہاں یہ کیفیت ہو۔ وہاں جانباز ترک سپاہی کیا کر سکیں گے۔ اگر سلطان المعظم نے عیسائی سلطنتوں سے دبکر یہ پالیسی اختیار کر رکھی ہے۔ اور ان کافران نعمت کو سیاہ و سفید کا مالک بنایا ہوا ہے۔ تو یہہ ظاہری کھڑاگ اسلامی حکومت کا ہی کاہیکو بنا رکھا ہے۔ کھلم کھلا ملک عیسائی سلطنتوں کے حوالہ کیوں نہیں کر دیا جاتا۔ اب بھی وہی مالک ہیں پھر بھی وُہی ہوں گے۔ اور اگر فی الواقع سلطان المعظم کو اپنی قوم و مذہب کے لائق آدمی میسر نہیں آتے اور نہ ترک لائق ہونیکی کوشش کرتے ہیں تو اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ہ اکیلے سلطان المعظم یا غازی عثمان و غازی احمد مختار کیا کر سکتے ہیں۔ اس سے زیادہ بد انتظامی کیا ہو سکتی ہے۔ کہ سلطنت عظمےٰ کے کسی نہائت ہی دلی رفیق اور خیر خواہ سلطنت کے طفیل یمن کی عربوں کو بیالیس ہزار مارٹینی رائفلیں بہم پہونچ جاویں۔ اور وہی سلطنت عرصہ سے اُنکو بغاوت پر تیار کر رہی ہو۔ مگر حکام صوبکان پر جُوں تک نہ چلی اور اُنکو اسوقت ہوش آئی جبکہ سرکاری افواج کو پے درپے چند شکستیں ملگئیں۔ مگر خدا کا شکر ہے۔ کہ دو ہفتہ سے اس بغاوت کے متعلق کوئی اور خبر نہیں آئی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں کا انتظام معقول ہوگیا ہوگا۔ ورنہ اگر صورت دگرگوں ہوتی۔ تو حضرت روٹر صاحب جوٹرکی کے برخلاف تاروں کے بھیجنے پر ادھار کھائی بیٹھے ہیں۔ کبھی نہ چوکتے اسی طرح سے اس ہفتہ کی تاروں سے معلوم ہوتا ہے کہ دول اجنبیہ کا جوش و خروش کچھ مدھم پڑ گیا ہے اور قضیہ نامرضیہ رد با صلاح ہو رہا ہے۔ البتہ اٹلی کے وزیر اعظم اور وزیر صیغہ خارجہ نے

اب اخیر پر اگر کچھ نصیحت و مشورہ دیا ہے کہ وہ بھی پانچوں سواروں میں گنے جاویں۔ مگر یہ اب باسی کڑہی میں اُبال ہے۔ اور اُنکا نہ بانی جمع خرچ چنداں قابل غور نہیں ہے۔ مسودہ اصلاحات شایع ہوگیا ہے۔ اور اُسکا خلاصہ ناظرین کیلئے اسلامی دنیا کی خبروں کے ضمن میں درج کر دیا ہے۔ مفصل پھر کسیوقت شایع کیا جاویگا +

سِک مین اور اُسکا دار السعادت

یہ عجیب سرخی دیکھکر ناظرین کو تعجب ہوگا۔ کہ سِک مین کے ساتھ دار الشفاء تو موزون ہو سکتا ہے۔ مگر دار السعادت تو کسی طرح موزونیت نہیں کھاتا۔ حقیقت میں جبتک اس راز سربستہ کا اظہار نہوگا۔ جو اس سُرخی میں کہا گیا ہے۔ کبھی تعجب رفع نہیں ہو سکتا +

یورپ اور خصوصًا انگریزی اخبار سِک مین اُسے کہتے ہیں۔ جو ہمارا امیر المومنین ہے۔ اور جسے ہم حافظ حرمین شریفین امیر المجاہدین اعلےٰ حضرت سلطان المعظم کے نام سے پکارتے ہیں۔ دار السعادت اُسکے خزانہ کا نام ہے جہاں تمام ملکی زر و جواہر اور شہنشاہان سابق کی دولت ٹھساٹھس بھری ہوئی ہے +

جو کہ اس مختصر توضیح سے ناظرین کا تعجب دور ہوگیا ہوگا۔ اسلیئے دونوں الفاظ کی نوعیت پر کچھہ بحث کرتا ہوں۔ کہ سِک مین کیونکر نام پڑگیا۔ اور خزانہ سلطانی میں کتنی دولت ہے۔ یا بیچارہ دار السعادت انگریزی اخبارات اور بعض نئی روشنی کے ہندو مسلمانوں کے خیال کے موجب خزانہ خالی پڑا ہوا ہے۔ یا اُسی طرح سے بھرے ہے جیسا سلطان سلیمان کے زمانہ میں تھا +

یہ کہنے سے مَیں کبھی باز نہیں رہ سکتا۔ کہ انگریزی اخبارونکو خواہ لنڈن کے ہوں یا ہندوستان کے ترکوں سے جانی دشمنی ہے۔ اور یہ متعصب جب میں آکر اپنی آزادی اور راستی بھی کھو بیٹھے ہیں۔ ترکوں کے کسی تھرڈ کلاس اخبار کا نامہ نگار بناکر جو جی میں آتا ہے کہہ گذرتے ہیں۔ اور خداوند مسیح اور اپنے تثلیثی دین مسیحی کو بدنام کرتے ہیں +

چونکہ اس اخباری دنیا میں میری عمر کا بہت سا حصہ ہوشیاری اور سمجھہ کے ساتھہ گذر چکا ہے۔ اس نظر سے میں دعوی کرتا ہوں کہ فیصدی ایک بات ہی جو وہ سلطان اور ترکونکی نسبت لکھتے ہیں مشکل سے صحیح ہوتی ہوگی +

حال کے جنگ روم و روس کی نہایت شرح کیفیت بصورت کتاب دو جلد میں لنڈن میں بڑی ضخامت کے ساتھہ مہین ٹائپ میں طبع ہوئی ہے۔ اور اُسکا نام "رشیا اینڈ ٹرکس وار" رکھا گیا۔ بس مصنف سے خداوند مسیح ہی سمجھیں کیا عرض کروں وہ وہ زہر اگلا ہے۔ اور ترکوں کو جنہیں تمام یورپ مرد میدان بہادر اور ٹڈر تسلیم کر چکا ہے۔ ایسا بزدل اور بیجر ابنایا ہے اور انہیں خدا واسطے ساٹھہ ساٹھہ ہزار اور ایک ایک لاکھہ کی تعداد میں روسیوں کی چند پلٹنوں سے وہ شکست دلوائی ہے کہ کچھہ بیان نہیں کیا جاتا۔ جب میں نے رپوٹر کی تاریخوں اور لنڈن ٹائمز وغیرہ اخبارات سے اُسکی تحریرات کا مقابلہ کیا تو عظیم الشان فرق پایا علاوہ مبالغہ آمیزی کے غضب خدا کا

واقعات غلط کہیں ترک پھوٹ پھوٹ کے رو رہے ہیں۔ کہیں سلطان بیٹھے کانپ رہے ہیں اور کہیں حرمسرا یا اندرون محلمیں نالہ و بکا کی صدائیں بلند ہو رہی ہیں۔ غرض ایسی لایعنی خرافات باتوں سے یہ ضخیم کتاب بھری پڑی ہے۔ اور پیٹ بھر کر ترکوں اور اسلام کو گالیاں دیگئی ہیں۔ یہ ان ہی لوگوں اور ایسی ہی بے بنیاد تحریروں کا طفیل ہے۔ کہ نہایت مکروہ لفظ سِک مَین اعلےٰ حضرت سلطان المعظم کیساتھ چسپان کیا جاتا ہے۔ اور اسے تمام جہان میں شہرت دیجاتی ہے +

یہ بیان کرنا اور بھی زیادہ دلچسپ ہوگا۔ کہ لفظ سِک مَین کی ایجاد اور اشاعت کب اور کیونکر ہوئی اور اسے شہرت زیادہ کس نے دی +

نکولس زار روس نے سر جارج سیمور سفیر انگریزی متعینہ روس سے معمولی طور پر اثنائے گفتگو میں ٹرکی کی نسبت "سِک مَین یعنے بیمار کا لفظ ۱۱ جنوری ۱۸۴۴ء کو استعمال کیا تھا۔ نکولس کی غرض اسکے کہنے سے یہ نہیں تھی۔ کہ اس لفظ کو شہرت دیجاوے۔ اور ہمیشہ ٹرکی اور والی ٹرکی کے نام کیساتھ زبردستی چسپان کیا جائے۔ نہ انگریزی سفیر نے اسپر زیادہ توجہ کی۔ ہاں یہ ضرور ہوا کہ اُسکے کان میں اس لفظ کی آواز گونجتی رہی۔ اُسکے بعد دو مرتبہ اور بھی ٹرکی کی نسبت اس لفظ کا استعمال کیا گیا۔ اور بڑا غضب یہ ہوا کہ لندن کی پارلیمنٹ میں بھی کہیں اتفاق سے اسکا ذکر آگیا۔ اب کیا تھا یہ ہوا لنڈنی پرچوں کو پہنچی وہ ٹرکی کی مخالفت میں ادھار کہائے بیٹھے تھے۔ اُنہوں نے اسقدر رنگ آمیزی کرکے اُسکو شہرت دی۔ اور تمام دنیا میں اس لفظ کو ایسا شہو کیا کہ آخر کار یورپ میں یہ لفظ گویا ٹرکی کا مترادف ہوگیا۔ یہ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ یورپ کے کل اخبار ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہیں۔ مگر فرانسیسی انگریزوں کی دشمنی میں آکر ان کی بہت سی قلعی کھول دیتے ہیں۔ اور کبھی کبھی بعض باتیں صحیح بھی چھاپ دیتے ہیں +

جب انگریزی اخباروں نے سِک مَین کو بانس پر چڑھایا۔ اور تمام جہان میں شہرت دی۔ تو روسی اخبار والوں نے دھواں دھار تحریریں لکھنی شروع کیں کہ یہ ہمارے شہنشاہ کی ہرگز مرضی نہیں تھی۔ کہ اپنے ہمسایہ اور دوست سلطنت کا مترادف ہمیشہ کیلئے یہ لفظ قرار دیا جاوے۔ مگر انگریزی اخباروں کی شرارت نے اس لفظ کو ٹرکی کا خواہ مخواہ مترادف کرکے دکھایا" +

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ آیا سِک مَین ابھی اپنی اُسی حالت میں ہے یا صحیح و تندرست اور قوی ہوگیا ہے؟ ہم اسکا جواب ٹرکی کی موجودہ حالت پر موقوف رکھتے ہیں۔ اور اپنے اس مضمون کیطرف جو چودھویں صدی میں چھپ چکا ہے۔ اور جسکی سرخی "اعلیٰحضرت سلطان المعظم کا زمانہ سلطنت" ہے۔ ناظرین کی توجہ پھیرنا چاہتے ہیں +

گو ٹرکی کا نام ۱۸۵۳ء میں سِک مین تسلیم ہو چکا تھا۔ مگر ۱۸۷۷ء کی جنگ میں بھی سِک مین ایک بڑے قوی ہیکل پہلوان سے ہمزور ہو چکا ہے۔ اسکی مفصل کیفیت بعض انصاف پسند انگریزوں نے بھی قلمبند کی ہے۔ کہ سِک مین نے کیسے کیسے پٹخنے دیو کو دیئے اور کتنے کتنے زخم کے ریلے اُسکے سنبھالے۔ اس معرکہ کی مفصل کیفیت بیان کرنی لاحاصل ہے بیسیوں کتابیں ان حالات سے بھری پڑی ہیں۔ اور لاکھوں آدمیوں کو سِک مین کی کُشتی کے داؤ پیچ اور کئی کئی بار قوی خوفناک پہلوان روس کو چت کر کر دینا یاد ہے +

زمانہ کی موجودہ حالت برابر اسکی پشینگوئی کر رہی ہے۔ کہ ایکدن یہی سِک مین ایک بہت بڑی سلطنت کا مالک بنیگا کیونکہ یہ ہم جانتے ہیں کہ جسطرح سِک مین ٹرکی کا مترادف ہے۔ اسی طرح متعصب اخباروں کی نظروں میں اسلام کا بھی مترادف قرار پاچکا ہے۔ روز ازل سے یہ فیصلہ ہو چکا ہے۔ کہ ایکدن اسلام دنیا بھر کا مذہب ہو کر رہیگا۔ اور اب الحمد للہ دن بدن روز ازل کے اس فیصلہ کی تصدیق ہو رہی ہے۔ دیکھئے کہ سِک مین کتنے تندرستوں کو میدان عالم میں پچھاڑتا ہے۔ اور یورپ کسوقت تک اُس سے بچا بچا رہتا ہے +

علیگڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ مورخہ ۴۔ اکتوبر ۱۸۹۲ء میں سر سید نے پروفیسر مسٹر ایڈوارڈ مونٹیٹ صاحب (جو سوئٹزرلینڈ کے شہر جنیوا میں عبرانی کے پروفیسر ہیں) کا لکچر نقل کیا ہے۔ اُسکا ایک جملہ بطور تمثیل کہ ہم بھی یہاں نقل کر دیتے ہیں۔ جس سے اندازہ ہو گا۔ کہ سِک مین کی کیا حالت ہے۔ اور اُسکے اعضا کتنی کمزور یا قوی ہیں چنانچہ وہ لکھتے ہیں:-

"ایشائے کوچک۔ کردستان۔ میسوپوٹیمیا۔ عراق عرب۔ شام۔ عرب۔ فارس۔ افغانستان۔ بخارا۔ ترکستان وغیرہ یہ مذہب اسلام کے قلعے تصور کرنے چاہئیں۔ لیکن اُسکے مقبوضہ ممالک گو کتنے ہی وسیع خیال کر لئے جائیں مگر محدود نہیں ہو سکتے" جن ملکوں کے اوپر نام لئے گئے ہیں۔ انمیں سوا دو مؤخر الذکر ناموں کے سب ملک اسی سلطنت میں ہیں جسے سِک مین کے نام سے پکارا جاتا ہے اور انہی کو اسلام کے قلعے فاضل پروفیسر تسلیم کرتا ہے۔ آگے جاکر ان قلعوں کی بینظیر مضبوطی کی نسبت لکھتا ہے۔

"ایشیا میں اسکی (یعنے اسلام کی) بالکل مختلف صورت ہے۔ اسلام اس وسیع براعظم کے ہر حصہ میں پھیلا ہوا ہے اکثر مقامات میں نہایت مضبوطی کیساتھ قایم ہو گیا ہے۔ اور روز بروز تعجب انگیز استحکام مستقل کامیابی اور کامل فتحمندی کے ساتھ آگے بڑھتا جاتا ہے" +

اب بھی سِک مین کی صحت میں کسیکو شبہ باقی ہے ؟ ہم سٹری ہوئی مچھلیاں اور دال بھات یا پوری کچوری کھانے والوں سے نہیں دریافت کرتے۔ جو آئے دن اپنے ذلیل پرچوں میں ٹوٹی ہوئی کرسی پر بیٹھکر تین پلے کی میز لگاکر ٹرکی کے حصے کر کے مختلف سلاطین یورپ کو تقسیم کیا کرتے ہیں اور ان کا تقسیم کرنا ایسا ہی ہوتا ہے جیسا حافظ

اپنے معشوق کے سیاہ تِل پر سمرقند اور بخارا کو بخش دیا ہے۔ ہمارا سوال ان روشن دماغوں سے ہے۔ جو زمانہ کی موجودہ رفتار کو دیکھ رہے ہیں۔ اور جانتے ہیں کہ اس رفتار کا مفہوم کیا ہے منصف ہیں۔ حق کی جانبداری کرتے ہیں اور اپنی آزادانہ منصفانہ آراء کو تلوار کے سایہ میں بھی نہیں چھپاتے۔ ایسے لوگ پکار پکار کر کہہ رہے ہیں۔ کہ ایکدن یورپ کی سرزمین پر اسلامی پرچم اُڑ کر رہیگا۔ اور عیسائیوں کی تمام نمائشی شان و شوکت مشکر رہیگی۔ حضرت عیسیٰ کے قول کے مطابق عیسائی مذہب تمام دنیا کا نہیں ہو سکتا۔ جیسا کہ وہ خود فرماتے ہیں "میں اسرائیل کے گھر کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا (متی ۱۵۔ باب ۲۴ آیت) مگر حضور انور جناب محمد عربی رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو رحمتہ العالمین کا لقب خدا کیطرف سے ملچکا ہے اور تب ہی پورا صادق آسکتا ہے۔ کہ جب تمام دنیا میں اسلام پھیلجائے۔ متعصب خواہ کتناہی زہر اسلام کی نسبت کیوں نہ اُگلیں اور اسکی موجودہ سلطنت کو خواہ سِک مَین ہی کے نام سے کیوں نہ پکاریں مگر ایک ایکدن خدا کی مرضی کے پورا ہونیکا دن ضرور آئیگا۔ زمین و آسمان کا ٹل جانا آسان ہے۔ مگر اس ربانی بشارت کا ٹلجانا ممکن نہیں پر ممکن نہیں +

اسکے بعد اب میں دار السعادت کی کچھہ دلچسپ کیفیت لکھتا ہوں۔ جو سب سے زیادہ لطف افزا اور عجیب وغریب ہے۔ یہ میں پہلے گذارش کر چکا ہوں۔ کہ ترک سلطانی خزانہ کو دار السّعادت کہتے ہیں۔ اس خزانہ کی جگہ اور کیفیت بہت کم لوگوں کو معلوم ہے۔ اور کوئی شخص سوا اعلیحضرت سلطان المعظم کے یا جسے حضور اپنے ساتھہ لیجائیں کوئی شخص حتے کہ ولیعہد یا بیٹے یا وزیر اعظم بھی نہیں جا سکتا۔ حاکم وقت کو اسے اپنے تصرف میں لانے کا اسوقت اختیار حاصل ہے۔ کہ جب سلطنت کے تحفظ میں دم آجائے اور یہ یقین کر لیا جائے کہ اب یہ سلطنت نہیں بچیگی اور بغیر خرچ کئے چارہ نہیں۔ دار السّعادت کے دروازہ پر ایک قیمتی پتھر لگا ہوا ہے۔ جسپر حکمران وقت کو اُس خزانہ کے بیجا صرف کرنیکی قسم دیگئی ہے۔ اور یہ تمام ہدایتیں روشن خط میں کندہ ہیں۔ جب کوئی سلطان تخت نشین ہوتا ہے اور پہلی مرتبہ اس خزانہ میں جاتا ہے۔ تو پتھر کی ہدایتوں کو دیکھکر یہ عہد کر لیتا ہے۔ کہ میں کبھی ان ہدایتوں سے روگردانی نہ کرونگا۔ اور اپنی زندہ و توانا خدا کے آگے سچے اور خالص دل سے قسم کھاتا ہے۔ جب یہ سب کچھہ ہو چکتا ہے۔ پھر دار السعادت کے اندر جا کر سیر کرتا ہے جدید ایوان میں جو دو طلا باغیچہ کے قریب ہے۔ ایک بہت بڑا سنگ مرمر کا دیوان عام ہے اسکے گرد بلند بلند دیواریں بغیر کھڑکیوں کے ہیں۔ اور اُسکی چھت حمام کیطرح پٹی ہوئی ہے۔ اسکا فرش بالکل گلابی پتھر کا ہے۔ اسکے وسط میں ایک حوض ہے۔ جسمیں ہر وقت پانی بہتا رہتا ہے۔ اور یہ پانی باسفورس سے آتا ہے۔ اور پھر چند گز آگے بڑھکر اپنے آپ پانی نکلجاتا ہے تاکہ کبھی صفائی کیلئے ملازموں کی ضرورت نہ پڑے۔ اسمیں ایک چھوٹے سے برنجی دروازہ سے داخل ہو سکتے ہیں۔ جو حرام سرا یا اندرون کے کمرہ میں لگا ہوا ہے۔ اور اس دروازے کی کنجی ہر وقت سلطان وقت کے پاس رہتی ہے + حوض پر ہمیشہ سرو کی لکڑی کا بڑا تختہ ڈھکا رہتا ہے۔ جب سلطان وقت خزانہ میں جانا چاہتا ہے۔ تو اس حوض میں

تختہ ہٹا کر کود پڑتا ہے۔ اور تہ میں پہنچکر ایک پیچ پھیرتا ہے۔ پیچ پھیرتے ہی چھوٹا سا آہنی برج پانی پر نکل آتا ہے۔ سلطان
عبدالعزیز کبھی کبھی اسی برج کے راستہ سے دارالسعادت میں داخل ہوئے ہیں۔ اور باہر نکال نکالکر جواہرات وغیرہ کا
معاینہ کیا ہے۔ یہ تحقیق نہیں معلوم کہ اس برج میں مکان کسقدر بڑا ہے۔ اور کس قرینہ سے جواہرات یا نقد روپیہ رکھا
ہوا ہے مگر ہاں ایکدفعہ سلطان عبدالعزیز نے چند بیش قیمت چیزیں حوض کے کنارے پر نکلوا کر ملاحظہ فرمائی
تھیں دو غلام خاص اور ایک سرکیشیا کی لونڈی تھی۔ جنھوں نے ملکر سلطان عبدالعزیز کے آگے چمڑے کی تھیلیاں جنمیں جواہرات
بھرے ہوئے تھے لاکر رکھی تھیں۔ ان جواہرات سے دارالسعادت کی بے انتہا اور لازوال دولت کا کافی اندازہ ہو سکتا
ہے یہ جواہر جو تھیلیوں سے نکال نکالکر سلطان کے آگے رکھے گئے تھے۔ بیشتر الماس اور زمرد تھے۔ جنمیں چھوٹے بڑے
سب ہی قسم کے معلوم ہوتے تھے۔ کچھ زیور میں جڑے ہوئے تھے۔ کچھ پیٹیوں تلواروں کے پرتلوں اور شاہان یورپ وایشیا
کے تاجوں سے نچے ہوئے معلوم ہوتے تھے۔ علاوہ تھیلیوں کے ایک بڑا اگٹھا ریشمی رومالوں کا بھی سلطان کے حکم سے لایا گیا تھا
ان رومالوں میں بڑے بڑے ہیروں اور بیش قیمت موتیوں کی جھالریں ٹانکی ہوئی تھیں۔ چھوٹے چھوٹے صندوقچوں
میں بڑے بڑے ہیرے اور یاقوت روئی کے پھاہوں میں لپٹے رکھے تھے۔ ایک خنجر کا قبضہ بالکل زمرد کا ہی نظر آیا۔ صندوقچوں
میں یاقوت اتنے بڑے تھے۔ جنکی معقول طور پر ڈبیاں بن سکتی ہیں۔ اور صاف حروف میں پورا قرآن مجید کا ایک سورہ
کندہ ہو سکتا ہے۔ بعض الماس اتنے بڑے تھے جیسے چڑیا کا انڈا۔ بہت سے ہار ایسے نکلے۔ جنمیں اٹھانوے اٹھانوے یاقوت کے
تھے۔ انکے علاوہ لاجورد زنا شرے اور سیاہ موتیوں کے بھی ہار تھے۔ غلام بہت سی کشتیاں نکالکر لائے۔ جو سنگ یشب۔ مرجان۔
عنبر اور طلائی تھیں۔ اور یہ سب مکلل اور مرصع تھیں۔ ان چھوٹی چھوٹی تھیلیوں میں جو کپڑے کی تھیں۔ ان میں بیس
بیس فیروزے ہم شکل اور ہم قامت تھے۔ اکثر تھیلیاں جن میں کروڑہا روپیہ کے جواہرات نکلنے کی اُمید تھی۔ کھولی نہیں
گئیں۔ جب دیکھتے دیکھتے سلطان کی تسکین ہو گئی اور جواہرات لانیکے لئے منع فرمایا گیا۔ تو ابھی تک دارالسعادت کا ایک کونہ
بھی خالی نہ ہوا تھا۔ اگر کل جواہری جواہر سلطان المعظم دیکھنا چاہتے۔ شاید دو تین مہینے میں ہی مشکل سے ملاحظہ فرما سکتے*
جہانتک مجھے خزانہ دارالسعادت کی بابت تحقیق ہوا ہے۔ اور جسکی چیزیں سلطان عبدالعزیز ملاحظہ فرمایا کرتے تھے۔
انکی کیفیت تو اختصار کے طور پر ہدیہ ناظرین کر سکتا ہوں۔ زیادہ حالات سے مجھے قابل اطمینان واقفیت نہیں ہے *
یہ تحقیق معلوم ہو گیا ہے۔ کہ دارالسعادت میں جواہرات اور موتیوں کے بُنے فرش بچھے ہوئے ہیں۔ عمدہ عمدہ
زین۔ زرہ بکتر۔ اور گھوڑوں کا ساز و یراق مرصع۔ بندوقیں مرصع۔ الماس اور کلغیاں مرصع۔ اور درباری کرسیاں
مرصع۔ ہاتھی دانت کے قیمتی گھنٹے اور پھولدان ہمئیل سنگھار میزیں۔ اور آئینے بکثرت رکھی ہوئی ہیں۔ بہت سی میزیں ایسی
دیکھی جائینگی جنکے تختے لاجورد کے ہیں۔ بلوری ڈنڈے۔ اور بیٹھک بالکل ہیروں زمرد اور لعلوں کی ہے۔ سوا اس کے
اور کچھ بیان نہیں ہو سکتا کہ اگر یہ کل زر و جواہر فروخت کیا جاوے تو یورپ کی دولتمند سے دولتمند سلطنت بھی ابھی نہیں خرید سکتی

یہ اُن جواہرات کا ذکر نہیں۔ جو محل یلدز میں کھنڈ ہوئے ہیں۔ اور جن سے اعلیحضرت سلطان المعظم کی بیوی اور بیٹیوں کے رہنے کے کمرے سجے ہوئے ہیں۔ اُسکی مختصر کیفیت جمیلہ بیگم نے ٹائمس آف انڈیا بمبئی اخبار میں دو تین ہفتے ہوئے طبع کرائی تھی۔ اور لکھا تھا کہ جب مجھے اعلیحضرت سلطان المعظم کی صاحبزادی عثمان پاشا فاتح پلونا کی بہو کی حضوری حاصل ہوئی۔ تو مینے ہر مجسٹی کی پٹی میں ایک ہیرا دیکھا جو کوہ طور اور کوہ نور ہیروں سے بہت بڑا تھا۔ اُسکے علاوہ جمیلہ بیگم نے اور بھی جواہرات کا بیان کیا ہے۔ جو اُنہوں نے اپنی آنکھوں دیکھا۔ اور جس سے ہر مجسٹی کے رہنے کے کمرے سجے ہوئے تھے +

یہ سیک مین تھا۔ اور اب یہ اُسکا دار السعادت ہے؟ جیسا ایک انگریزی اخبار نے چھاپ دیا تھا۔ کہ اس مفلسی کی یہ کیفیت ہے۔ کہ سلطان کو قصائی گوشت بھی کھانیکو نہیں دیتے۔ اور اُسکی تائید ایک جلسہ میں جسمیں میں بھی شریک تھا بڑے بڑے بیرسٹر ہندو اور ڈاکٹر کر رہے تھے۔ یہانتک کہ بعض سے میری گفتگو سخت ترشی تک پہنچگئی تھی +

یہ تو دار السعادت کی توضیح یا خفت بیان ہوئی۔ اب ملکی یا مہاجنی اور قومی قرضہ کی تعداد بھی ذیل میں لکھتا ہوں جسے میں اپنے ایک مضمون میں لاہور کے پرچہ میں لکھ چکا ہوں +

سنہ ۱۸۹۶ء میں ترکی قومی قرضہ کی صورت حسب ذیل تھی۔ گو ابھی ٹھیک ٹھیک میں نہیں بتا سکتا مگر یقیناً تین حصے قرض کے اُتر چکے ہیں +

(۱) گلاٹا کے ساہوکاروں کی دستاویزات کی بابت	۷۰۰۰۰۰۰ - پونڈ
(۲) راس المال مجتمع " " " "	۸۰۰۰۰۰۰۰ - پونڈ
(۳) قرضہ ضمانتی خراج مصری بکفالت دول فرانس و انگلستان	۱۴۰۰۰۰۰۰ - پونڈ
(۴) دستاویزات ریلوے " " "	۱۴۰۰۰۰۰۰ - پونڈ
(۵) اندرونی قرضہ قریباً " " "	۱۸۰۰۰۰۰۰ - پونڈ
(۶) بقایا تاوان جنگ روسی جسکی بابت ہر سال اقساط ادا کی جاتی ہیں	۳۰۸۰۳۵۰۰ - پونڈ
میزان کل	۱۶۳۸۰۳۵۷۰ - پونڈ

اگر ہم بفرض محال یورپ کی پھبتی سیک مین کی ٹرکی کے لئے موزون بھی سمجھ لیں۔ پھر بھی ہمیں مجبوراً یہ تسلیم کرنا پڑیگا۔ کہ سیک مین تندرستوں سے زیادہ چاق اور چست ہے۔ بلغاریا کے وکیل نے سفرائے دول کی تقلید پر باب عالی میں آکر صوفیہ میں ایک مفتی کے زیادہ ہونیکی اجازت چاہی سعید پاشا نے (یہ حال ہی کا ذکر ہے) باب عالی میں سے دھکے دلوا کر نکلوا دیا۔ اور کہا کہ تو ایک ماتحت صوبہ کا وکیل ہے عرضی دی ہوتی۔ کیا بیہودگی کی کہ دول عظام کے سفراء کی برابری کرکے اپنی ریاست کو خود مختار بنانا چاہتا ہے یہ جگر ہے اس سیک مین کا کہ اب بھی اسی قوت اور خونخواری سے سلطنت کر رہی ہے جیسے اُسکے بزرگوں نے کی ہے

حسن بے
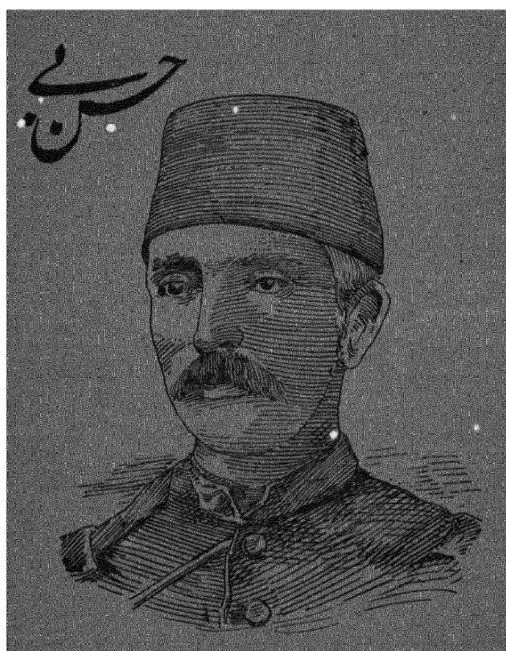
آرمینیا کا فیصلہ ہو چکا۔ سلطان المعظم نے دول یورپ کے انتظام کی بابت ترمیم تسلیم کرلی لارڈ روزبری نے لارڈ
سالسبری کو انکی کامیابی کی مبارکباد دیدی۔ مگر اسکے بعد پھر گونگی ہڑپ کا سا معاملہ ہوا نہ منظور شدہ ترمیموں کی بابت مہر
چھپی۔ نہ یہ لکھا گیا۔ کہ عملدرآمد کب سے ہوگا۔ ریوٹر کی ایجنسی بھی منہ میں گھنگنیا بھر کر چپکی ہو رہی۔ صوبوں میں ارمنی
بغاوت کر رہے ہیں اور برابر قتل ہو رہے ہیں اسمیں کوئی نہیں سمجھتا کہ اپنی جانیں ناحق ہلاکت میں ڈالتے ہیں بڑے
بڑے متعصب مشنریوں کی شہادتوں سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ سک مین کی رعایا نہ متعصب ہے نہ عیسائیت سے
عداوت رکھتی ہے۔ آج جو خلق انکا ہے دنیا کی کسی قوم کو بھی نصیب نہیں ہے نہ ہوگا جبتک وہ مسلمان نہ ہو جائیں اپنے
دعوے کے ثبوت میں میں مسٹر ایس ڈبلیو کولی پی ایچ ڈی آر کا چالیس برس کا تجربہ جو انہیں سک مین کی مسلمان
رعایا کا ہوا ہے صاحب موصوف کی کتاب محمد اینڈ محمدنزم مطبوعہ لنڈن ۱۸۸۹ء صفحہ ۵ تمہید کا قول نقل کرتا ہوں +

میرے مسلمانوں سے میری عملی واقفیت چالیس برس اوپر سے ہے جب میں مغربی افریقہ کے ساحل پر آیا تو فرج میں چرچ
مشنری کالج میں عبرانی کا پروفیسر تھا۔ میں اپنے قریب اسلامی گاؤں میں اکثر جایا کرتا تھا۔ مجھ سے انکا معتقد یا شیخ الاسلام
اسقدر محبت اور ایسی مہربانی سے پیش آتا تھا کہ اپنے ساتھ مسجد میں لیجایا کرتا تھا۔ مصر۔ فلسطین۔ یورپین ٹرکی میں مجھے
بعض سے مجھے بہت سے موقعے اسلام اور مسلمانوں سے تعارف پیدا کرنیکے ملے ہیں۔ ہر قسم کی اعلیٰ اور ادنیٰ اسلامی سوسائٹی
میں نہایت خوشی سے شریک ہوا ہوں جس میں ملا اسے سچی محبت والا۔ ایماندار اور نیک فطرت کی ذات وصفات سے ملو پایا
مسلمانوں کی اصلی کیفیت تو یہ ہے۔ پھر ہم انگلینڈ کی سلطنتی تقریروں اور تحریروں کو کیونکر یقین کریں جو محمدی تہذیب
اور خلق کے منافی بکی اور گھسیٹی جاتی ہیں مضمون کو طول ہوا جاتا ہے۔ اسلئے اسی پر بس ختم کرتا ہوں انشاء اللہ تعالیٰ
آئندہ اور بھی ترکوں کی حالت پر مضامین لکھونگا۔ راقم مرزا حیرت دہلوی۔

ہفتہ مختتمہ ۹ دسمبر ۱۸۹۵ء کی تار کی خبریں وغیرہ

تار کی خبریں

قسطنطنیہ۔ ۳۰۔ نومبر۔ ترکی میں پھر بڑی سخت نازک حالت ہوگئی ہے سلطان المعظم باب عالی کے مشوروں کیخلاف جو وہ
سفارت خانوں کی حفاظت کیلئے زاید جہازات کے بڑھانے کی اجازت دینے کے بارہ میں متواتر دیا ہے۔ کچھ پرواہ نہیں
کرتے ملکہ معظمہ کا جہاز ڈرایڈ ناٹ ڈارڈنلز سے واپس آگیا ہے +

دریو لا ینفام عین تاب عیسائیوں کے جدید کشت وخون ہوئے ہیں۔ کرد اور عسکر حمیدیہ جو اپنے سرداروں کے
ماتحت ایک فوج ملیشیا ہے اور فوج امن کی ساتھ شامل ہے کل صوبہ میں تاخت وتاراج اور نہایت خوفناک ظلم
کر رہے ہیں موضع برطالوس کے کل باشندے جو شمار میں دو سو سے زیادہ تھے قتل کر دیئے گئے ہیں ؏

ایضاً۔ ۳۔ دسمبر۔ سلطان المعظم ابھی تک اپنی ضد پر قایم ہیں اور حالت اور بھی نازک ہوگئی ہے +

برلن۔ ۳۔ دسمبر۔ ریکسٹاگ (جرمن پارلیمنٹ) کا آج افتتاح ہوا۔ شہنشاہ ولیم نے اپنی تقریر از جانب تخت میں کہا۔ کہ جرمنی کے تعلقات خارجیہ برابر دوستانہ ہیں۔ جنگ کیوجہ سے جاپان اور چین کے درمیان جو مزید مشکلات حادث ہونے کو تھیں انکے دور کرنے میں جاپان کی منصفانہ صلاحیت کی طفیل جرمنی روس اور فرانس کی کوششیں کامیاب ہوئی ہیں اور اونکے نتائج جرمنی کی صنعت اور حرفت اور تجارت کے کیلئے بامن محنت و مشقت کے میدان کو قایم رکہنے اور وسیع کرنے میں مد ہونگی۔ ٹرکی میں قابل افسوس واقعات کے ظہور سے جو حالت قایم ہو رہی ہے اسکی طرف جرمنی کی خاص توجہ مبذول رہی ہے اور وہ اپنے اتحادات اور اپنی پالیسی کے اصولوں کی خالص متابعت میں ان سلطنتوں کے ساتھہ ملکر کارروائی کرنیکو ہمیشہ تیار رہی ہے جن کا اغراض و مقاصد اُنسے اسبات کے متقاضی ہیں۔ کہ وہ قیام صلح کیواسطے کوئی کارروائی کریں۔ تمام دول کے اس متفقہ ارادہ سے کہ حالات موجودہ کو رو باصلاح لانے میں عہدناموں کی نگہداشت اور سلطان المعظم کی حکومت کی تائید کیجاوے۔ یہ امید کچھہ بیجا معلوم نہیں ہوتی کہ انکی کوششیں ناکامیاب نہیں رہینگی ✦

لنڈن ۴۔ دسمبر۔ آرمینین کمیٹی کے قاصد جنوبی روس میں وارد ہوکر آرمینیوں کو ترکوں کے برخلاف بغاوت میں شامل ہونیکے لئے اکسانیکی کوشش کر رہے ہیں۔ مگر روسی گورنمنٹ انکی سازشوں کو دبا رہی ہے۔ زاید حفاظتی جہازات کے بارہ میں ابہی تک وہی انکار قایم ہے ✦

قسطنطنیہ ۵۔ دسمبر۔ سلطان المعظم نے روس آسٹریا۔ فرانس اور جرمنی کے پاس درخواست کی تہی۔ کہ قسطنطنیہ کے سفارتخانوں کے لئے زاید جہازات کے مسئلہ پر زیادہ اصرار نہ کریں مگر اسکا کچھہ اثر نہیں ہوا ✦

پرنس لابناف روسی وزیر صیغہ خارجیہ نے دوسری گورنمنٹوں کا عندیہ معلوم کرنے کا ذمہ اُٹھایا تھا مگر اُسے کہیں سے حسب دلخواہ جواب ملا۔ اور اوسنے بابعالی کو اطلاع دی ہے۔ کہ وہ خود کو دوسری دول سے علیحدہ نہیں کر سکتا ✦

کونٹ گلوچوسکی آسٹرین وزیر صیغہ خارجیہ نے سلطان المعظم کی درخواست کے جواب میں دول کے اتفاق موجودہ پر بڑا زور دیا ہے اور سلطان المعظم کو صلاح دی ہے کہ وہ اپنے لیت ولعل کی پالیسی کو ترک کر دیں ✦

ایضاً۔ سفراے نے بابعالی کو معاملہ زاید جہازات کے متعلق پہر تحریر کیا ہے۔ یہاں کے ایلچیوں کی راے بڑی وثوق کے ساتھہ یہ ہے۔ کہ اگر انکی درخواستوں کے ماننے میں توقف کیا گیا۔ تو اور زیادہ صبر نہیں کیا جاویگا ✦

ایضاً۔ سعید پاشا سابق وزیر اعظم کو محل سلطانی میں رہنے کا حکم دیا گیا۔ مگر اُسنے قتل کی خوف سے انگریزی دارالسفارت میں پناہ لی ہے ✦

لنڈن۔ ۵ دسمبر۔ رستم پاشا مرحوم کی جگہ قوستاقی پاشا لنڈن میں ترکی سفیر مقرر ہوئے ہیں ✦

قسطنطنیہ۔ ۶ دسمبر۔ سعید پاشا کے سلطان المعظم کے احکام کی نافرمانی کرنیسے یہاں سخت تشویش پھیل رہی ہے۔ اعلیحضرت نے مختلف وزیروں اور اپنے پرائیویٹ سکرٹری کو اُسکے پاس بہیجا کہ کوشش کریں اور اُسکو انگریزی سفارت سے

چلے آنکی ترغیب دیں اور آنسے یہ یقین دلادیں کہ اُسے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ مگر سعید پاشانے تعمیل حکم سے صاف انکار کر دیا۔ سر فلپ کری نے بھی سعید پاشا کو جانے پر راضی کرنے سے انکار کر دیا۔

سلطان المعظم نے حکم دیا ہے۔ کہ جن اخبارات میں لارڈ سالسبری کی برائیٹن والی سپیچ درج ہو۔ وہ قلمرو عثمانیہ میں داخل نہ ہونے دیئے جاویں +

قسطنطنیہ، دسمبر۔ زیتون کے باغی گروہوں کے سرغنے آرمینین بتائے جاتے ہیں +

گورنمنٹ صوبجات متحدہ نے ٹرکی سے مطالبہ کیا ہے۔ کہ اُس افسر کو سزا دیجاوے جس نے فساد مراش کی موقعہ پر امریکن مشن کے پادریوں کی حفاظت کرنے میں کوتاہی کی۔ اور نیز اُن ٹرکی سپاہیوں کو سزا دیجادے جو مشن خانوں کو لوٹنے کے مجرم ہوئے ہوں۔

ہفتہ مذکور کی دیگر خبریں

۱۶۔ نومبر کو ۱۰۸ مسلمان مہاجرین وارنا سے جہازات بوریس اور اپیرو پر قسطنطنیہ پہنچے +

ٹرکی صیغہ خارجیہ نے ایک جرمن پرچہ عثمانش پوسٹ کو جو قسطنطنیہ میں چھپتا تھا غیر معین وقت تک بند کر دیا ہے۔ اُس نے ایک مضمون بلا اجازت محتسب مطابع شایع کیا تھا +

ٹرکی جدید وزارت کے ارکان حسب ذیل ہیں :۔ وزیر اعظم خلیل رفعت پاشا (سابق گورنر آیدین و سالونیکا و سمرنا) وزیر بے سلطنت سعد عبد الرحمٰن پاشا (گورنر ایڈریا نوپل) وزیر جنگ رضا پاشا۔ وزیر بحری حسن پاشا۔ پریسیڈنٹ سٹیٹ کونسل سعید پاشا۔ وزیر خارجیہ توفیق پاشا (سفیر دربار برلن) وزیر داخلیہ ممدوح پاشا (گورنر انگورا) وزیر اوقاف غریب پاشا۔ وزیر تعلیم زہدی پاشا وزیر تجارت و تعمیرات محمد جلال الدین پاشا۔ وزیر مال صابری پاشا۔ عارفی پاشا جسکے کوئی سر رشتہ متعلق نہیں +

اعلیحضرت سلطان المعظم نے مندرجہ ذیل اشخاص کو نشانات امتیازیہ عطا فرمائے ہیں :۔ ڈاکٹر فنو اٹلو پرنسپل جرمن سکول و مانسیو ارنسٹ لینگ سابق پروفیسر مدرسہ مذکور۔ اور فرزند جنرل سٹریکر پاشا مرحوم کو نشان مجیدیہ درجہ چہارم دختر سٹریکر پاشا کو نشان شفقت درجہ سوم۔ سگبر گریگوری گریک اسقف اعظم جزیرہ سموس۔ ولفٹینٹ کرنیل ڈاکٹر حمیدی بے پروفیسر امپریل میڈیکل کالج کو نشانات عثمانیہ درجہ دوم و سیوم۔ اور برگیڈیر جنرل نجیب پاشا امپریل گارڈ متعینہ ریزرو فوج کے بریگیڈ اول کے کمانڈر کو نشان مجیدیہ درجہ چہارم +

اعلیحضرت سلطان المعظم نے جناب احمد آفندی مدیر عثمانیہ مدرسہ عربی کے معرفت کمبرلی (واقعہ جنوبی افریقہ) کی مسجد نور حمیدیہ کیواسطے نہایت بیش قیمت تحائف ارسال فرمائے ہیں +

ہفتہ مذکور کی مضامین

منقول از اخبار وکیل مورخہ ۹ دسمبر ۱۸۹۵ء

{معاملات ٹرکی پر ایک نظر}

فرانس کی مشہور و معروف مسز ڈیل صاحبہ لکھتی ہیں۔ کہ وائیکونٹ ڈی کرزن نے ایک پمفلٹ بنام "بغاوت آرمینیا اسکی بنیاد اور اسکا مدعا" پیرس میں شایع کیا ہے جسمیں وہ قطعی طور پر ثابت کرتے ہیں کہ یہ بغاوت چند ارمنی سازشیوں کا کام ہے۔ جنکو کسی مغربی دولت عظمیٰ نے خفیتاً امداد دی اور بغاوت پر ابھارا انگریزی صیغہ خارجیہ نے کھلم کھلا کوئی اعانت نہیں کی مگر در پردہ ان انگریز فتنہ پردازوں کا معاون رہا ہے۔ جسکو اُسنے پچھلے دنوں اسکندریہ کریٹ اور عرب میں بغاوت کرنے پر مامور کیا تھا اور جو آجکل مقدونیہ میں بڑی گرمجوشی کیساتھ اسی قسم کی ہتھکنڈے دکھلا رہے ہیں۔ یہ انگریزی فتنہ پرداز صیغہ خارجیہ کے خفیہ گماشتے ہیں۔ وہ جوش پھیلانے کیلئے منادی کرتے ہیں مضامین لکھتے ہیں اور جلسے کرتے ہیں۔ اور اس اثنا میں انگریزی گورنمنٹ بظاہر بڑی خاموشی سے مناسب وقت کا انتظار کرتی ہے اور موقعہ ملتے ہی بہ جھٹ اُن تمام سازشوں اور ہنگامہ پردازیوں کے بار ور نتایج سے فایدہ اوٹھالیتی ہے۔ گورنمنٹ کی سفارتانہ چالبازی اور حکمت عملیوں کا یہی سب سے بڑا داؤ ہے۔ جس دلیرانہ اور وحشیانہ طریق سے اُسنے مصر پر قبضہ کرلیا ہے۔ اُس ڈھنگ سے وہ ایشیائی روم پر قابض نہیں ہو سکتی اور وہ اُسجگہ صرف سازشیں اور بغاوتیں ہی برپا کر سکتی ہے۔ کردستان جسمیں ۱۵ لاکھ کرد آباد ہیں خواہ مخواہ کچھہ مدت سے آرمینیا کے نام سے موسوم کر دیا گیا ہے۔ اسملک میں صرف ڈھائی لاکھہ ارمنی بستے ہیں۔ اور یہ لوگ بڑے خوبصورت۔ صلح پسند۔ ذہین اور قانع ہیں۔ اور علاوہ ان خوبیوں کے اپنے فوایدکو بھی اچھی طرح سے سمجھتے ہیں۔ اور سلطنت عثمانیہ کے زیر فرمان جو کچھہ آزادیاں اُنکو ملی ہوئی ہیں۔ اُنسے بہت خوش ہیں وہ اپنی زبان بولتے ہیں اُنکے مذہب میں کوئی مداخلت نہیں کیجاتی اور اُنکی مدارس شفاخانے معابد اور تمام خیراتی یا تمدنی انجمنیں برابر قایم ہیں۔ اور اسبات کے کوئی آثار نہیں پائے جاتے۔ کہ یہ امن پسند نرم دل ملنسار قوم خانہ جنگی کیواسطے تیار ہے +

جب جلال الدین پاشا کی کوشش اور مستعدی اور عقلمندی سے کریٹ کا فساد دور ہو گیا تو انگریزی سفیر متعینہ قسطنطنیہ نے ٹرکی کو ان تازہ مصایب میں اس شرط پر امداد دینی چاہی۔ کہ سلطان المعظم انگلستان کے مصر پر پوری طرح قابض ہوجانیکے راستہ میں اب اور زیادہ کوئی مشکلات نہ پیدا کریں۔ اس اینگلو آرمینین قضیہ نامرضیہ کا یہی اصلی راز جادو وہ جو سر پر چڑھکے بولے جب سلطان المعظم نے انگلستان کے اس ارادہ کو معلوم کرلیا۔ تو یہ کسطرح ممکن ہو سکتا تھا۔ کہ وہ اسکو اپنا دوست سمجھکر اُسکی نصیحت و مشورہ پر کاربند ہوتے۔ یہ وجہ اگرچہ ہم سب سے پہلے جولائی کے مہینے کی کسی پرچہ میں اپنے ناظرین کو بتا چکے ہیں۔ مگر اسوقت ہمارا یہ قیاس تھا۔ اور اب اُسکا کافی ثبوت ملگیا ہے۔ گو اسوقت بھی ہمنے اس قیاس کی درست ہونیکو بدلایل شافی ثابت کردیا تھا۔ اس افشاء راز سربستہ سے بالوضاحت پتہ ملگیا ہے کہ سلطان المعظم کا انکی رای پر مصر رہنا اور کل یورپین طاقتوں پر بالعموم اور انگلستان پر بالخصوص ذرہ بھر اعتبار نہ کرنا بالکل حق بجانب ہے اسمیں کوئی کلام نہیں ہے۔ کہ اگر سلطان المعظم سلطنت عثمانیہ کی حدود میں ان قواعد کے خلاف جو بزمانہ آشتی دیگر

سلاطین کے ساتھ قرار پا چکے ہیں۔ ایک سپاہی یا ایک کشتی کو بھی آنیکی اجازت دیں۔ تو وہ اپنی سلطنت کے بیخکنی کی موجب ہونگی لیکن نہیں یہ یورپین سلطنتیں خواہی نخواہی سر شکیں وہ ہرگز اُن کی جہازات کو اپنے دار الخلافہ کے قریب نہیں آنے دینگے۔ اور بظاہر یہ قریباً بالکل ناممکن معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان یورپین طاقتوں کے جہازات جبراً ڈارڈنلز میں داخل ہوسکیں۔ ورنہ یہ چھٹ دے کب صبر کرنیوالے تھے کبھی کے دار الخلافہ پر آ دہمکتے +

محسن کُش اور کورنمک نوبار کے مستعفی ہونیکی بھی جو اصلی وجہ ہمنے بیان کی تھی۔ اُسکی اب کماحقہٗ تصدیق ہوگئی ہے وہی وائسکونٹ صاحب اپنے رسالہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ" اس عجیب غریب بادشاہت آرمینیا کی بادشاہ بننے کا جہاں ارمن لوگ کل آبادی کا صرف چھٹا حصہ ہیں نوبار پاشا کو خبط سمایا ہوا ہے۔ یہ شخص انگلستان کا آلہ ہے اور اسی نے مصر کو انگریزوں کے حوالہ کیا ہے اور اب آجکل باوجود نوجوان خدیو المعظم کی مخالفت کے جو وہ از راہ حب الوطنی بڑی زور سے کر رہے ہیں وہ وادی نیل میں انگریزی اقتدار کے بڑہانے اور دیسی ریاست کے ملیامیٹ کرنیمیں بڑی کوشش کر رہا ہے"+

آگے چلکر امیر موصوف لکھتے ہیں۔ کہ" انگلستان کی تحریک پر مفروضہ مشکلات آرمینیا کی تحقیقات کرنیکے لئے ایک انٹرنیشنل کمیشن مقرر کیگئی ہے۔ انگلستان روس فرانس نے اپنے اپنے نایب اسمیں شامل کئے۔ اس کارروائی سے حکومت عثمانیہ کی عزت و وقار پر صریحاً حملہ کیا گیا۔ پچھلے دنوں میں جو کشت و خون فرانس کے تصبہ فورمیز میں ہوئے تہے۔ انکی تحقیقات کے لئے اگر دول اجنبیہ کوئی اجنبی کمیشن بھیجدیتیں تو کیا فرانس اعلان جنگ نہ کردیتا؟ بنابریں یہ تحقیقاتیں تعلقات باہمی و رقانون بین الاقوام کے تمام قواعد اور اصولوں کے بالکل برخلاف کیگئی ہیں +

" فرانس اور روس کے انگلستان کیساتھہ شریک ہوجانیکو دنیا نے تعجب کی نگاہ سے دیکھا ہوگا۔ لیکن اسکی تشریح بہت آسان ہے انگلستان کا تو منشا ہی یہی تھا کہ وہ اکیلا تحقیقات کرے۔ اور پھر یورپ میں اپنے من گھڑت قصص و افسانہائے جور و تعدی و ظلم و ستم سے جنکے گھڑنے میں اسے خاص ملکہ حاصل ہے ایک طوفان بے تمیزی کھڑا کردے۔ اُسکو اگر یہ موقعہ نصیب ہوجاتا تو اُسے اور کیا چاہیئے تہا۔ وہ بہرحال یہ ثابت کردیتا۔ کہ نہایت خوفناک کشت و خون ہوتے ہیں ارمنی ہر روز بہ تعداد کثیر قتل کئے جاتے ہیں۔ اور یورپ کی دول عظام کی مداخلت از بس ضروری ہے +

" کیا صرف عربی پاشا کی سرکوبی کیلئے مصر پر قبضہ نہیں کیا گیا تہا؟ کیا اندرون ملک میں امن قایم کرنیکی غرض سے اسکندریہ پر امیر البحر سیمور نے گولہ باری نہیں کی تہی؟ کیا ایکدفعہ سرزمین فراعنہ پر قابض ہوجانیکے بعد اُسنے باوجود بابعالی کے متواتر تقاضوں اور فرانس کے لگاتار زور دینے کے ابتک اُسکو خالی کیا ہے؟ اس مکارانہ فتح مصر سے انگریزوں نے فرانسیسی پلومیسی کو بڑی سخت زک پہنچائی تہی۔ اسواسطے اب انگلستان نے جسوقت یہ ظاہر کیا کہ ایشیا طوبیہ میں تحقیقات کا ہونا بڑا ضروری ہے۔ تو فرانسیسیوں نے فوراً جواب دیا۔ ہاں بیشک تحقیقات ہونی چاہئے۔ مگر ہم سب ملکر کرینگے۔ اور ہم اپنے دوست روس کو بھی ساتھہ ملائینگے۔ تاکہ اکیلا انگلستان ہی شتر قمیص خدائی کو توال نہ بنا رہے۔ اسی

شمولیت کی وجہ سے تحقیقات بلا رورعایت ہوئی۔ اور یہ واضح ہو گیا۔ کہ چند باغی آرمنیوں نے انگلستان کی انگیخت پر اور وہیں سے ہتیار لا کر بغاوت کے اس دفتر بیمعنی کی ورق گردانی کی تہی۔ اور یہ بخوبی ثابت ہو گیا کہ بہادر اور شریف دل مارشل ذکی پاشا کے برخلاف تمام الزامات محض افترا تھے۔ اور اُنہوں نے بغاوت کو بڑی بردباری اور متانت اور حلیمی سے فرو کیا تھا۔ چھہ مہینہ کی محنت شاقہ کے بعد ایک مسودہ اصلاحات گورنمنٹ عثمانیہ کے روبرو پیش کیا گیا جو محض ناکارہ بلکہ پوچ تہا۔ پالمال گزٹ اسکی نسبت لکہتا ہے کہ۔ اگر وہ ریاست کانگو (وسط افریقہ کا ایک وحشی ملک) کے لئے بہی ہوتا۔ تو بہی سخت بیہودہ۔ مضحکہ خیز پُر از تضادات اور نہایت قابل افسوس لغو تحریر تصور کیا جاتا تعجب ہے کہ انگریزی سفیر متعینہ قسطنطنیہ نے اُسپر دستخط کیسے کر دیئے "

اسکے بعد امیر موصوف نے ابتدائی مسودہ اصلاحات کے حسن و قبح اور کُردوں کی وفاداری اور اُنکی آزادانہ طرز معاشرت پر جرح و قدح کر کے اپنی مضمون کو اسطرح ختم کیا ہے "ابتک صرف اعلیحضرت سلطان المعظم کی تدبیر اور دانائی نے یورپ کو ایک عالمگیر جنگ کی تباہی سے بچایا ہے۔ اور اسصورت معاملات کو قایم رکہنے کیلئے روس و فرانس کا فرض ہے کہ وہ سلطان المعظم کی ذات بابرکات کو بالکل بیغرض مستعدی اور استقلال سے وفاداری کیساتھہ امداد دیتے رہیں۔ مشرق میں امن قایم رہنا یورپ میں امن قایم رکہنے کے معنے رکہتا ہے"! اس ہفتہ کی تاریں پہر بہت مخدوش ہیں پریسیڈنٹ امریکہ علانیہ طور بر اور شہنشاہ جرمن ایچ بیچ ڈالکر متفقہ کارروائی کو پسند کرتے ہیں۔ روٹر نے سعید پاشا کی نسبت عجیب بے سر وپا خبر اڑائی ہے۔ جو ناظرین نے تاروں کے کالم میں پڑہ لی ہو گی۔ یاروں کو بہی دور کی سوجہی ہے۔ انگریزی سفارت نہ ہوئی سباسٹوپل کا قلعہ ہوا کہ سلطان سے بگڑے اور جہٹ اُسمیں داخل ہو کر مامون و مصئون ہو گئے اور بگڑے بہی کون؟ سعید پاشا سابق وزیر اعظم اور حال پریسیڈنٹ سٹیٹ کونسل جو آرنیاں داویان کو نمکحرامی کیوجہ سے سلطان المعظم سے بالضد ہو کر موقوف کرائے۔ انگریزی پالیسی کو بڑی حکمت سے ترک پر ترک دینا رہے اور اگر سلطان المعظم اسکو محل سلطانی میں رہنے کا حکم دیں تو وہ انگریزی سفارت میں پناہ جالے۔ خلافت پناہی اُسکو بار بار طلب کریں اور وہ عورتوں کیطرح جان کے خوف سے دبکا بیٹھا رہے۔ اور انگریزی سفر اُسکو منشار سلطانی کے برخلاف اپنی پناہ میں لیوے +

الغرض یہ خبر بادی النظر ہی میں اپنی تکذیب کر رہی ہے اگر یہ نہیں تو اس چالبازی کے پردہ میں ضرور کچھہ نہ کچھہ بہید کی بات پوشیدہ ہے جسکا مقصود اصلی غالباً یہ ہوگا کہ بیچارے سلطان کو سر اوٹھانیکی مہلت نملے +

ہفتہ مختتمہ ۱۶ دسمبر ۱۸۹۵ء کی تار کی خبریں وغیرہ

تار کی خبریں

قسطنطنیہ۔ ۷ دسمبر۔ تمام سفرا بلکہ ترک بہی سرفلپ کری کے اس فعل کو بالعموم پسند کرتے ہیں کہ آسنے سعید پاشا کو برٹش سفارت میں پناہ دیدی ہیں بہت اچہا کام کیا ہے سلطان المعظم قاصد پر قاصد بہیجکر سعید پاشا کی منت (!!) کر رہی ہیں

کہ برٹش سفارت سے چلا آیا ہے۔ مگر تمام کوششیں بیہودہ ثابت ہوئی ہیں ۔

ایضاً۔ ۸ دسمبر۔ سفراء دُوَل کو یہ ہدایت کیگئی ہے کہ زائد حفاظتی جہ رات کی اجازت پر اصرار کریں دول کیطرف سے مزید کارروائی کیجانی اب ٹل ہوگئی ہے۔ پنجشنبہ کی تمام رات کو ترکی پولیس کی کشتیاں ملکہ معظمہ کے جہازات ڈاک مو سومہ کو کاٹرالیس اور ایموجین کا جو باسفرس میں لنگرانداز ہیں محاصرہ کئے رہیں کہ سا دا سعید پاشا جنہیں پناہ گزین ہونیکی کوشش کریں اور طلوع آفتاب پر واپس چلی گئیں سرفلپ کری نے اس حرکت کے برخلاف بازپرس کی ہے ۔

قسطنطنیہ ۹۔ دسمبر روسی سفیر ایم نیلڈوف زار روس کا خط پیش کرنے کیلئے کل اعلیٰحضرت سلطان المعظم کیخدمت میں حاضر ہوا

ایضاً ترکی وزارت کے بہ ہدیلنیکی توقع ہے۔ سعید پاشا سابق وزیر خارجہ دو وزیر اعظم جو قوم کی گردہیں) کہا جاتا ہی کہ وزیر اعظم ہوں گے ۔

قسطنطنیہ ۱۰ دسمبر۔ سعید پاشا جسنے برٹش سفارت میں پناہ لی تہی۔ کل شام اپنے گہر واپس آگیا ہے ۔

قسطنطنیہ ۱۰ دسمبر سلطان المعظم نے فرمان جاری کرکے دولتوں کے زائد جہازات کو ڈارڈنلز سے گذرنیکی اجازت دیدی ۔

قسطنطنیہ ۱۱ دسمبر۔ سعید پاشا نے برٹش سفارت چھوڑنیسے پہلے سرفلپ کری کو لکہا کہ سلطان المعظم کے متواتر اصرار کیوجہ سے مجہے اپنا ارادہ جو صحت کے بحال کرنے کے لئے باہر جانیکا تہا ترک کرنا پڑا اور اس امر کے اظہار کے لئے کہ مجہی سلطان المعظم کے ان تسلی آمیز الفاظ پر کہ وہ مجہہ پر ویسے ہی مہربان ہیں پورا یقین ہے۔ میں اپنے گہر کو لوٹ آیا ہوں مگر میری صحت ایسی خراب ہوگئی ہے کہ میں اپنے عہدہ پر نہیں جا سکونگا ۔

قسطنطنیہ ۱۲۔ دسمبر۔ معلوم ہوا ہے کہ ایم نیلڈوف روسی سفیر نے زار کیطرف سے اعلیٰحضرت سلطان المعظم کیخدمت میں گذارش کیا تہا کہ وہ زائد حفاظتی جہازات کے مسئلہ پر مُصر رہنے سے دُوَل کو الٹی میٹم پیش کرنیکا موقعہ نہ دیں۔ چنانچہ اعلیٰحضرت نے اسدرخواست کو قبول کرکے اجازت عطا فرمائی ۔

ایضاً۔ برٹش اور اطالین زائد حفاظتی جہازات قسطنطنیہ جانیکے لئے آج آبنائے ڈارڈنلز میں سے گذری ۔

ٹرکی کی حالت اور مسلمانوں کی عام رائے

انجمن اسلامیہ لنڈن نے ۱۰ اکتوبر کو ایک جلسہ منعقد کیا۔ اور اُسمیں بالاتفاق مندرجہ ذیل رزولیشن پاس کیا گیا۔

یہ انجمن اسلامیہ لنڈن کو جو کئی مہینوں سے برٹش پبلک جماعت اور حضور ملکہ معظمہ کی گورنمنٹ پر اس امر کی ضرورت ظاہر کرتی آئی تہی۔ کہ مسلمانان ہندوستان کہ مذہبی خیالات اور خواہشات کا معاملات ٹرکی کے متعلق برتاؤ کرنیمیں لحاظ رکہا جائے۔ اسبات کے دریافت ہونے سے بہت اطمینان ہوا کہ مارکوئس آف سالسبری نے اپنی تقریر گلڈہال میں حضور ملکہ معظمہ کی مسلمان رعایا تعدادی پانچ کروڑ کی خیرخواہی اور اُنکے خیالات کی پاسداری کی ضرورت کی جانب توجہ دلائی۔ اور اسوجہ سے انجمن موصوف اسموقعہ پر اپنا دلی شکریہ مارکوئس موصوف کی نسبت ظاہر

کرکے امید کرتی ہے کہ مسئلہ ٹرکی نے اگر کچھ طول کھینچا تو آئندہ کسی موقعہ پر برٹش گورنمنٹ قدیم حکمت عملی انگلستان پر عمل کرکے قلمرو حضرت سلطان المعظم امیر المومنین امین کعبہ کی سلامتی اور خود مختاری کو قائم رکھے گی" +

انجمن اسلامیہ نے ایک نمود ار درجے تک وہ خیالات ظاہر کئے ہیں جو حضور قیصرہ ہند کی مسلمان رعایا کے ہندوستان کے طبقہ کثیر میں پائے جاتے ہیں۔ اور بمبئی اور دوسرے مقامات میں جو تحقیقات اس بارہ میں کیگئی۔ اس سے بھی مزید کی تصدیق ہوئی چنانچہ اسکا آگے ذکر آتا ہے +

ہمارے ہمعصر بمبئی گزٹ نے کسی قدر زحمت اٹھا کر پہلے تو اس طرف کے مسلمانوں کی رائے کا رخ دریافت کیا ہے اور ان باتوں کی بالکل ان خیالات سے مطابقت پائی جاتی ہے جو لکھنؤ اور مسلمانوں کی آبادی کے دوسرے بڑے بڑے مقامات میں پائی جاتے ہیں تمام سر برآوردہ مسلمان باشندگان بلاد ہندوستان میں اس امر کی تفتیش کرنے پر دریافت ہوا کہ معاملات ٹرکی اور ان پولٹیکل معاملات کیجانب جو مسائل مشرقی کے نام سے مشہور ہیں ہندوستان کی مسلمان آبادی کا خیال اُس سے کہیں زیادہ رجوع پایا جاتا ہے۔ جسکی امید کیجا سکتی تھی +

اس امر کی تحقیقات میں کہ "یہ مسلمان عوام الناس کو پولٹیکل معاملات یورپ کی کیا خبر ہے" معلوم ہوا کہ ہندوستان کے مسلمانوں میں جو لوگ خواندہ ہیں۔ وہ دیکھتے رہتے ہیں کہ اونکی طبقہ کے دیسی اخبارات انہیں مضمونوں سے بھرے ہوئے ہیں۔ اور جو لوگ ناخواندہ ہیں وہ مختلف مقامات پر جہاں لوگ یکجا جمع ہوا کرتے ہیں۔ اخباروں کو پڑھوا پڑھوا کر اُنکے مضامین سنتے رہتے ہیں ایک جنٹلمین نے جو گذشتہ چند مہینے سے ہندوستان کی سیاحت کرتا آیا ہے۔ ہمکو یقین دلایا کہ عرصہ سے اس معاملہ پر مسلمانوں میں نہایت محویت اور توجہ کیساتھ بحث ہو رہی ہے۔ جو حضور ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کے مطیع پائے جاتے ہیں سلطنت کے مختلف مقامات میں ضابطہ اور بیضابطہ طور کے مختلف جلسے منعقد ہوگئے اور مختلف قابلیتوں اور صلاحیتوں کے لوگ ان جلسوں میں تقریر کرکے صورت معاملات پر بحث کرتے اور اُسکے مختلف پہلوؤں کو سمجھاتے رہے۔ پس یہ لوگ اگرچہ یورپین سلطنتوں کے حقوق متعلقہ معاہدات باہمی کے بارہ میں بہ نسبت اس امر کے کہ وہ کہانتک سلطنت عثمانیہ کے متفقہ کارروائی کرسکتی ہیں۔ چنداں معین خیالات نہیں رکھتے ہیں۔ لیکن اس بات سے بہت اچھی طرح واقف ہیں کہ انتزاع۔ سلطنت مذکور میں فی الواقع بہت بڑے بڑے خطرات ہیں اور یہ ایک ایسا معاملہ ہے جسکی طرف سے انکو مطمئن نہ رہنا چاہئے کیونکہ اس سے اُنکے خلیفہ کا حاکمانہ اقتدار بالکل سلب ہوا جاتا ہے اور اہل اسلام کی حکومت کے آخری آثار بھی اوٹھے جاتے ہیں۔ معاملات ٹرکی میں یورپین سلطنتوں کے دست انداز ہونیکی خلاف اُنکی متفقہ کارروائی کی ایک۔ اور وجہ یہ بھی پائی جاتی ہے۔ کہ انکو شبہ ہے۔ کہ خاص مذہب اسلام کو اول درجہ مسلمانان سلطنت ٹرکی کے متعلق کم و بیش ضعف پہنچیگا۔ اور جسوقت یہ بیڈھب سوال انکے روبرو پیش آیا کیا تم لوگ یہ چاہتے ہو کہ سلطنت عثمانیہ کو دو ملی یورپ کے اختیار پر چھوڑ دیں کہ وہ اہل آرمینیا پر اسی طرح ظلم کرتی رہے تو

ٹرکی کی بحری فوج کے بارہ میں سوال کیا گیا۔ تو جنٹلمین موصوف نے بڑی متانت کیساتھہ سر ہلا کر جواب دیا کہ سلطنت عثمانیہ نے اپنی حالت قایم رکھنے کیلئے فوج بحری پر نہیں۔ بلکہ فوج بری پر ہمیشہ بھروسہ کیا ہے اسلئے اس امر کی بحث کرنے سے انکار کیا۔ کہ ٹرکی کی تقسیم کن اصولوں کی بنیاد پر عمل میں آسکتی ہے۔ کیونکہ اُسکو یقین ہے کہ یورپ کی سلطنتوں کے مابین سلطنت ٹرکی کے باہم تقسیم کرلینے کے متعلق کسی تصفیہ پر اتفاق ہونا سخت دشوار پایا جاتا ہے۔ آخر میں اُسنے کہا کہ:۔

یورپ کی سلطنتوں سے اسبات کا یقین ہے۔ کہ وہ موجودہ حالت کے قایم رکھنے میں اپنی بہترین مساعی کا کوئی دقیقہ اوٹھا نہ رکھینگی اور اس ذریعہ سے روس کو دوہری بازی جیتنے کا موقعہ نہ حاصل کرنے دینگی۔

ہفتہ مذکور کی دیگر خبریں

ولائت کی ڈاک مورخہ ۲۲۔ نومبر مخبر ہے کہ آرمینیوں نے زیتون اور مرعش کے قریب مسلمانوں کی ایک گاؤں کو لوٹ لیا۔ اور پچاس مسلمانوں کو قتل کردیا۔ اور اُسی گروہ نے پہر مسلمانوں کے ایک دوسرے گاؤں موسومہ قیصر طال کو لوٹا اور کل باشندوں کو بلا تمیز زن و مرد تہ تیغ کیا۔ ادہر دوسری طرف ولائت سیواس کے قصبہ گیدوم میں کردوں نے چار ہزار آرمینیوں کو محصور کیا۔ اور پہر ۱۵ نومبر کو انہیں قتل کر ڈالا۔

حمیدان کے کل دروس ہتیار بند ہوگئے ہیں۔ اور انہوں حشیمہاے جارڈن کے قریب متعدد دیہات کو لوٹ لیا ہے۔

انگلستان کے اخبار زور دے رہے ہیں۔ کہ سلطان المعظم سے کردستان کا فساد دفعہ نہیں ہوسکیگا۔ کردوں کی بغاوت فرو کرنیکے واسطے روس کو مامور کیا جاوے۔

ٹائمز لکھتا ہے۔ کہ سلطان المعظم کو آگاہ رہنا چاہئے کہ اگر وہ اپنی ضد پر قائم رہی۔ تو کل یورپ اُنپر حملہ کردیگا۔ ان سب کے بیڑے کے جہازات بحیرہ روم کے سواحل کے تمام بندرگاہوں کو گولہ باری سے نیست نابود کردینگے۔ اور اگر دوسری طاقتیں ساتہہ نہ شامل ہوئیں تو بہی انگلستان اکیلا ہی حملہ آور ہوگا۔ اور وہ بڑی آسانی سے بحیرہ قلزم اور خلیج فارس کے بنادر کو تباہ کرسکیگا۔

رستم پاشا مرحوم سفیر روم متعینہ دربار لنڈن مسلمان نہیں تہی۔ بلکہ اطالین نسل کے عیسائی تہی رومن کیتہولک مذہب کے پابند تہے۔ اور ہیم برگ (واقعہ جرمنی) میں پیدا ہوئے تہے۔ ۱۷ نومبر کو انکی طبیعت بگڑی اور ۲۰ نومبر کو ۳ بجے صبح کے وقت اس جہان سے چلدیئے۔ سینٹ جیمس چرچ کی پادری کینن بیری نے اتوار کے دن عیسائی طریقہ کے مطابق مذہبی سوم ادا کیں انکی وفات پر سلطان المعظم۔ زار روس۔ شہنشاہ جرمن اور یورپ نے ہمدردی کی تاریں بہیجیں پاشا مرحوم ساری عمر مجرد رہے۔ اور آسٹریا کی ایک تجارتی کمپنی کی کلرکی سے بڑہتے ہوئے سلطنت روم کے ایک جلیل القدر عہدہ دار یعنی فواد پاشا کی توجہ انکی طرف مبذول ہوجانے سے وہ بتدریج ترقی پاتے گئے۔ اور کئی صوبوں کے گورنر۔ دربار سینٹ پیٹرز برگ

اور روما ، اٹلی وغیرہ میں سفیر رہنے کے بعد ۱۸۸۶ء میں دوبارہ لنڈن میں سفیر مقرر کئے گئے۔ سلطان المعظم نے اُن کو کئی دفعہ وزیر صیغہ خارجیہ بنانا چاہا۔ مگر انہوں نے لنڈن کی سفارت کو ہی پسند کیا۔ سلطان محمود کے عہد حکومت میں وہ ترکی سرکاری ملازمت میں داخل ہوئے۔ سلطان مرحوم کو اپنی مخلصانہ خدمت سے بہت خوش کیا۔ سلطان عبد المجید اور عبد العزیز کے وقت میں بھی بڑی نیکنام رہے اور اعلیحضرت سلطان المعظم کو تو اُنپر بیحد اعتبار اور بھروسہ تھا مگر ہمیں تو اس بات پر سخت افسوس آتا ہے۔ کہ سلطنت روم میں ابھی تک ایسے مسلمان پیدا نہیں ہوئے جو اپنی اسلامی سلطنت کے رازدار عہدہ ہائے جلیلہ کو خود سنبھال لیویں۔ اور حضرت خلافت پناہی کو غیر قوموں کے لوگوں کا محتاج اور دست نگر ہونے سے بچالیں ✦

ہفتہ مختتمہ ۲۳۔ دسمبر ۱۸۹۵ء کی تار کی خبریں وغیرہ

تار کی خبریں

قسطنطنیہ۔ ۱۳۔ دسمبر۔ جمعرات گذشتہ کو کسی خانگی تنازعہ میں پستول کے چل جانے پر تمام قسطنطنیہ میں ایک سرے سے دوسرے سرے تک عیسائی اور ارمنی خوف کے مارے ایسے بوکہلا گئے کہ دوکانوں اور بازاروں سے بھاگ گئے اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ابھی تک ہاں کیسی از حد بے اعتباری مستولی ہو رہی ہے ✦

ایضاً ۱۴۔ دسمبر۔ جسوقت ملکہ معظمہ کا جہاز ڈرایڈ جو برٹش سفارت کیواسطے نیا سفارتی جہاز مقرر کیا گیا ہے۔ دار دانلز کے قلعہ کے پاس سے گذر رہا تہا۔ تو قلعہ والوں کو آگاہ رہنے کا نشان دیا گیا تہا۔ جسپر تمام گولنداز اسی لمحہ اپنی توپوں کے ارد گرد تیار ہو کر کہڑے ہو گئے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ آبنائے مذکور کی حفاظت میں بڑا انداز خبرداری کیجاتی ہے

لنڈن ۱۳۔ دسمبر۔ آرمینیا سے کئی رسایل سے معلوم ہوا ہے کہ وہاں پوری پوری تباہی برپا ہے۔ اور ہزاروں آدمی بے خانماں ہو کر اور سردی سے تباہ ہو رہے ہیں ✦

قسطنطنیہ۔ ۱۴۔ دسمبر۔ آج سلطان المعظم نے ایک فرمان نافذ فرما کر حکم صادر کیا ہے۔ کہ تمام لٹیروں اور قاتلوں کو سخت بیرحمی سے سزا دیجاوے۔ اور فوجیں جہاں کہیں فساد ہو جبراً فرو کریں ✦

ایضاً ۱۵ دسمبر۔ ایک ہزار آرمینیوں نے بحیرہ اسود کے بندرگاہوں میں پناہ لی ہے۔ کرد بلا مزاحمت تمام اطراف میں قتل و غارت کر رہے ہیں۔ اور پچھلے دو ہفتوں میں ایک سو ساٹھ مواضعات لوٹ چکے ہیں۔

ایضاً ۱۶۔ دسمبر۔ آرمینیا میں حالت نہایت خوفناک ہے۔ ہزاروں آرمینیوں نے قتل سے بچنے کیلئے مجبور ہو کر اسلام قبول کر لیا ہے فرانسیسی اور آسٹرین زائد حفاظتی جہازات باسفرس میں پہنچ گئے ہیں ✦

ایضاً ترکی فوج کے ایک حصہ نے زیطش مصلحین پر حملہ کیا تہا۔ مگر ۲۴ مقتول اور ۶۳ مجروح ہوئے۔ اور باقی پسپا ہو گئے۔ کمکی افواج اُنکی امداد کیواسطے بہیجی جا رہی ہیں ✦

روسی زائد حفاظتی جہاز باسفرس میں آگیا ہے +

قسطنطنیہ ۱۷۔ دسمبر۔ عام حالت اب یہاں تشویش ناک نہیں ہے۔ لیکن صوبجات سے ابھی خبریں برابر غیر اطمینان بخش آرہی ہیں۔

قسطنطنیہ ۱۹۔ دسمبر۔ ترکی خزانہ بالکل خالی پڑا ہے۔ اور عثمانیہ بنک اور قرضہ دینے سے انکار کرتا ہے +

ایضاً۔ کریٹ سے خبر آئی ہے کہ تمام جزیرہ میں عام بغاوت ہوجانیکا اندیشہ ہو رہا ہے۔ گورنر نے ملکی افواج کی درخواست کی ہے

لنڈن ۲۱۔ دسمبر۔ اٹلی بحیرہ لوانٹ سے اپنی بیڑہ جہازات کا بہت سا حصہ واپس بلا لینے والی ہے۔ دول سردست ٹرکی میں عملی دست اندازی و مداخلت کرنیکے مخالف ہیں۔ آرمینیوں کے رفیق اور طرفدار اسپر سخت جھلا رہے ہیں!!! وہ سب کو اپنے گھر کی پڑی تو ٹرکی سے دُم دبا کر بھاگے +

ہفتہ منکورکی دیگر خبریں

مسئلہ زائد جہازات کے متعلق دول عظام نے کوئی متفقہ نوٹ دوبارہ سلطان المعظم کی خدمت میں پیش نہیں کیا تھا مسئلہ آرمینیا کے متعلق روس اور فرانس نے دیگر دول کا ساتھ چھوڑ دیا ہے۔ اور باضابطہ طور پر اس مخمصہ سے الگ ہوگئے ہیں۔

سلطنت اٹلی نے کئی مرتبہ کی لگاتار کوششوں اور معاہدوں کی بے انداز خلاف ورزیوں سے مشرقی افریقہ کے سواحل پر حبش اور سوڈان کے مقابل کچھ ملک حاصل کیا تھا۔ اور دوسری یورپین سلطنتوں کی طرح یہ سمجھ بیٹھی تھی۔ کہ باشندگان ایشیا و افریقہ کی کیا بساط ہے۔ کہ اُسکے مُنہ آویں۔ مگر حبش والوں کے ایک ہی حملے میں اُسکے چھکے چھوٹ گئے ہیں۔ اور اندرونی مقبوضات چھوڑ کر ساحل کے قلعوں کو مورچہ بند کرنے پر نوبت آپہنچی ہے۔ ناکام اٹلی اس جنگ کے واسطے سر توڑ تیاریاں کر رہا ہے۔ اُسنے جنگی اخراجات کے واسطے ایک معقول رقم پارلیمنٹ سے منظور کرالی ہے۔ امدادی فوجیں بھیجنے کا انتظام کر رہی ہے۔ لیکن خرچ کا منظور کرنا اور روپیہ کا بہم پہنچانا دو مختلف امر ہیں۔ اٹلی کی مالی حالت ایسی خراب ہے۔ کہ پچھلے سال بجٹ میں دس کروڑ چالیس لاکھ روپیہ کی کمی تھی۔ ٹیکسوں کی اسقدر بھرمار ہے۔ کہ خود یورپین رعایا بغاوت پر تلی ہوئی ہے۔ اور سرکاری ملازموں کی تنخواہوں میں اسیوجہ سے کمی کردیگئی ہے۔ کہ وہ رعیت کو لوٹ کر اپنا پیٹ پالتے ہیں۔ اور دوسری طرف سے حبش کی حملہ آور فوج کی موجودہ تعداد ۵۰ ہزار کے قریب ہے۔ اور خدا معلوم ابھی ریزرو میں کسقدر ہوگی۔ علاوہ ازیں یہ کسیطرح ممکن نہیں کہ سلطنت روس جسنے حال میں سلطنت حبش کو اپنی زیر حفاظت کرلیا ہے۔ یا اس سے رشتہ مودت مستحکم کیا ہے۔ اُسے سپاہی اور افسروں سے نہ سہی اسلحہ وغیرہ سے مدد نہ دے۔ اور فرانس تو پہلے ہی سے اٹلی کا پورا رقیب ہے۔ پس بحالات موجودہ یہ رائے لگانا کہ اٹلی اس جھگڑے سے مدت مدید تک فارغ نہ ہوسکیگا غلط اور پیش از وقت نہیں ہوگا۔ اور یقین واثق ہے۔ کہ وزراے اٹلی سلطنت عثمانیہ کے متعلق جو اسقدر شیخی بگھارتے تھے۔ کہ اگر سلطان نے یہ نہ کیا تو وہ یوں انتظام کرینگے۔ خلاف تدارک کرینگے ساری چوکڑیاں بھول جائینگے۔ اور مشرقی مسئلہ کو خیرباد کہنے کے علاوہ انکو اپنے ہی مقبوضات کے سنبھالنے کے لالے پڑجائینگے۔ (اس نوٹ کے لکھے جانیکے بعد تار کے ذریعہ سے معلوم ہوگیا ہے کہ ہمارا یہ قیاس بالکل درست ثابت ہوا ہے

ہفتہ مذکور کی مضامین خاص

منقول از وکیل مورخہ ۲۳۔ دسمبر ۱۸۹۵ء

ہر ایک بات پہ کہتے ہو تم کہ تو کیا ہے
تمہیں کہو کہ یہ انداز گفتگو کیا ہے

۲۰۔ اکتوبر کے لیڈر میں معاملات ٹرکی اور انگریزی پولیسی پر بحث کرتے ہوئے ہمنے صاف جتلا دیا تھا کہ انگلستان کو ہرگز واجب نہیں ہے۔ اور اسکے لئے سخت مضر ہے۔ کہ وہ دنیا کے ہر ایک حصہ میں بکھیڑے سے ہتھیار پھیرے اور اگر ان قضیوں کا حادث ہونا لابدی ہو تو کم از کم اسقدر عقلمندی تو ضرور ہے تہ کہ سلطنت عثمانیہ سے جس کو اسکے ساتھ کوئی رقابت نہیں اور جو آیندہ فتوحات کی اُمنگ کہنے کی بجائے۔ صرف اپنی جان بچائے بیٹھی ہے ہرگز ہرگز بگاڑ نہ کرے بلکہ اسکے ساتھ ایسا برتاؤ رکھے کہ آڑے وقت پر وہ اُسکی امداد کرے مگر افسوس کہ وہی پیش آیا جو مدت سے نہایت کھٹکا ہمکو انگلستان کے دشمن روس اور فرانس اپنی چالوں میں کامیاب ہوئے۔ اور اسکو ہر طرف سے نیچا دیکھنا اُٹھا اور ابھی آیندہ بہت کچھ ذلت اٹھانیکا اندیشہ ہے۔ جاپان کے معاملہ میں اُسنے سخت منہ کی کھائی۔ اور فرانس اور جرمنی اور روس بازی لیگئے۔ انگلستان نے اگر عالی ہمتی دکھائی تو صرف یہ کہ بدعہدی کرکے چین کا کچھ ملک برہما کی حد و پر دبا لیا۔ روم کے معاملہ میں بھی اسکے دشمنوں کو پوری کامیابی نصیب ہوئی۔ انگریز سلطان المعظم سے نہ تو پہلے جنگ کر سکتے تھے۔ اور نہ اب ہی ان میں سلطان کے مقابلہ پر بلا امداد دیگر دُوَل یورپ کے کھڑے ہونے کا حوصلہ ہے۔ اس سارے شور و غل مچائے پکار سے منشا صرف یہی تھا کہ خالی دھمکیوں اور گیدڑ بھبکیوں کے ذریعہ قبضہ مصر کے متعلق اپنا الو سیدھا کر لیا جائے ؎

ارمنی قضیہ اک بہانہ تھا۔ مدعا مصر کا دبانا تھا

مگر یہ پالیسی کچھ ایسی الٹی پڑی۔ کہ انگلستان نے سلطان المعظم کو ہمیشہ کیلئے بدظن کر دیا بلکہ اپنا دشمن بنا لیا اب انگلستان لاکھ دوستی کے نقشے جمائے اور سلطان گو کیسے ہی کمزور ہوں مگر وہ اسکے ہتے پر کبھی چڑھینگے۔ اور ہمیشہ اس سے متنفر رہینگے۔ کوماسی کے معاملہ میں بھی انگریزی پولیسی ناکامیاب رہی ہے۔ اور شاہ اشانٹی پر فوجکشی کرنی پڑی۔ مان لیا کہ شاہ اشانٹی کی انگریزوں کے مقابلہ میں کچھ حقیقت نہیں۔ لیکن اس زمانہ میں جنگی کارروائی کی ضرورت آپڑنا ہی سخت سفارتانہ شکست تصور کیجاتی ہے۔ تین براعظموں میں تو انگلستان کی یہ گت ہو ہی رہی تھی امریکہ وہاں بھی وینی زویلا کا معاملہ الجھن میں پڑا ہوا ہے۔ اور اگرچہ امریکہ کے چند نامور اور سربرآوردہ مدبر (جیسا کہ ہم ۲۵۔ نومبر کے ایڈیٹوریل نوٹس میں لکھ چکے ہیں) انگلستان کے بارہ میں اچھی رائے نہیں رکھتے مگر بدیں خیال کہ دونو فریق عیسائی بہائی ہیں۔ امید کیجاتی تھی کہ معاملہ صلح و صفائی سے نپٹ جائے گا۔

اور اُسکے جواب میں اُنکی جانب سے یہ بیان ہوا کہ مظالم آرمینیا کے بارہ میں انتہا مرتبہ کا مبالغہ کیا گیا ہے۔ اُنکو اس امر کی پذیرائی سے انکار ہے۔ کہ جن مظالم کی شکایت کیجاتی ہے۔ وہ ٹرکی کے سپاہیوں کے اغوا سے وقوع پذیر ہوتے ہوں اور اُنکی طرف سے یہ بیان کیا گیا کہ اُنکی گورنمنٹ نے اُنکا جیسا حکم دیا۔ اُسکی اُنہوں نے تعمیل کی۔ ایک جنٹلمین نے تو اپنے عدم یقین کی باتوں کو اس حد تک بیان کر دیا کہ گورنمنٹ ٹرکی کی حالت مظالم آرمینیا کے متعلق اسیطرح کی پائی جاتی ہے۔ جیسی برٹش گورنمنٹ کی حالت فساد اور زور آور زیادتی کی ان دوسری وارداتوں کے بارے میں پائی جاتی ہے۔ جو برٹش ہندوستان کے بعض اضلاع میں ظہور پذیر ہوا کرتی ہیں۔ اُس نے بیان کیا کہ:۔

"یہاں بالعموم یہ رائے پائی جاتی ہے۔ کہ سلطان کیلئے اس تمام امداد کی ضرورت ہے جو انگلستان امن و امان قائم کرنیکے لیے دے سکتا ہے۔ اور برٹش سلطنت کیلئے بہ نسبت اس امر کے کہ وہ بحیرہ لوانٹ میں یورپین سلطنتوں کی بحری قوت کے اظہار میں سرغنائی کرے یہ بات زیادہ مناسب ہے کہ وہ امن و امان قائم کرنے میں سلطان کی مدد کرے۔ اس کام میں سلطان کو مدد کی ضرورت پائی جاتی ہے نہ کہ اس امر کی کہ اُنپر جبر کیا جائے اگر اُنکو ایسی مدد ملتی تو بڑی تقویت ہو جاتی اور سلطنت کو معمولی حالت پر قائم رکھنے میں اصلاح کی صورت پیدا ہوتی"۔

ایک اور مسلمانوں کے قائممقام نے یہ دلیل پیش کی کہ سلطنت عثمانیہ کو ان بلوؤں کے بزور تیغ دور کرنیکا ویسا ہی حق حاصل ہے جیسا برٹش لوگوں کو ۱۸۵۷ء کی تاریک یادہ میں ہندوستان میں تھا۔ اور اُسکی رائے میں ارمنی باغی اُسی انجام کی سزاوار ہیں۔ جو باغی دیسی سپاہیوں کا ہوا تھا۔ کہ غدر میں بغاوت کرنے کے جرم میں اُن کو پھانسی دیگئی۔ ایک یہ حجت پیش کیگئی کہ سلطان کی دوسری رعایا کی طرح اہل آرمینیا پر ٹکس بہت ہلکا پڑتا ہے۔ اور بہت کم ٹکس دیگر ملک میں بنتے ہیں۔ اور اہل آرمینیا اور دوسرے عیسائیوں کو جو آزادی عطا کیگئی ہے۔ اُسکی نظیر یہ بیان کیگئی ہے۔ کہ اُنکو ہتھیار باندھنے کا پورا اختیار دیا گیا ہے اور اس بارہ میں کوئی قید و شرط نہیں رکھی گئی ہے۔

جماعت اسلامیہ کے بعض واقفکار ممبر جنکی رائیں دریافت کی گئیں اسبات کا یقین کرتے ہیں کہ یہ بات ہر طرح سے ممکن معلوم ہوتی ہے۔ کہ اگر دول عظام یورپ کی جانب سے سلطنت ٹرکی کے باہم تقسیم کرلینے کا تقاضا کیا گیا۔ تو سلطان (جو ان حالات میں ہمروقتی علمائے مذہب کی مشورت پر عمل کرتے ہیں) خاموشی کیساتھ اسباب کو قبول نکرینگے۔ بلکہ جہاد کا اعلان دیدینگے معمولی حالتوں میں سلطان المعظم کو جنگجو جماعت کے بہم پہنچنے کے متعلق صرف اپنی خاص رعایا پر بھروسہ کرنا پڑا لیکن اگر جہاد کا اعلان دیا گیا۔ تو اُس قابل ہو سکینگے کہ

افریقہ اور ایشیا کے جن ممالک میں مسلمانوں کی آبادی کثرت سے پائی جاتی ہے۔ وہاں کے بیشمار لوگ سلطان کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو جائیں۔ ممکن ہے کہ شیعہ لوگ تو جلتش سے باز رہیں۔ لیکن پیغمبر اسلام کے پیروؤں میں انکی تعداد بہت کم ہے۔ اور یہ لوگ بھی اسبات کی دعا اور خواہش کرینگے۔ کہ مسلمانوں کی ایک عظیم الشان سلطنت قائم و موجود ہے۔ اسکو فتحمندی حاصل ہو۔ ایسی جنگ کے نتیجہ کے متعلق ہندوستان کے مسلمانوں کو خاص طمع رکھنا تعلق رہیگا۔ لیکن بعض صریحی وجوہ سے امید نہیں ہے کہ وہ اس جہاد میں شریک ہونیکا ارادہ کریں لیکن افریقہ کے مسلمان بہ تعداد کثیر سلطان کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو جائیں گے ۔

ایک جنٹلمین نے یہ رائے ظاہر کی (اور اسکو وہ بہت قرین قیاس سمجھتے ہیں) کہ عرب بھی اس میں شریک ہوجائینگے اور جہانتک انکا امکان میں ہے۔ نہر سویز کو بند کر کے دنیا بھر کی پیچیدگیاں پیدا کرینگے۔ جنٹلمین مذکور نے یہ بھی بیان کیا کہ :۔

"عام خیال یہ پایا جاتا ہے۔ کہ سلطنت ٹرکی کو شکست ہوئی۔ تو وہ صرف ایک خاص وقت کیلئے ہوگی اور اس مقصد کیلئے بیشمار مسلمان جنگ کرینگے۔ کیونکہ وہ سلطان کے مطیع ہیں۔ جنکو وہ صرف ایک بنا دی ہی حاکم نہیں سمجھتے بلکہ ایک دینی پیشوا بھی تصور کرتے ہیں۔ لیکن مجھکو اسبات کا یقین نہیں ہے۔ کہ آجکل کے زمانہ میں عیسائی سلطنتیں بار دگر عیسائی جہاد کیلئے متفق ہونگی" ۔

جسوقت جنٹلمین موصوف کو یہ یاد دلایا گیا۔ کہ سلطان عبد الحمید کی مسلمان رعایا میں سے بہت لوگ ناراض پائے جاتے ہیں۔ اور یمن میں عربوں نے بلوہ کیا ہے۔ تو جنٹلمین موصوف نے بیان کیا۔ کہ یہ بات صوبے کے گورنروں کی بد انتظامی کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے۔ اور اگر وہاں کے بلوائیوں کو معلوم ہوا کہ ایک ایسی جنگ پیدا ہوئی ہے۔ جس میں انکی مذہبی نقصان متصور ہیں تو اسصورت میں انکی خیر خواہی کچھ کم نہو گی ۔

ایک اور واقفکار نے بیان کیا۔ کہ مسلمانوں میں جو ناراضی پائی جاتی ہے وہ بوجہ سلطان کی اس کمزوری کے پیدا ہوئی ہے کہ انھوں نے ابتدا ہی میں اس مطالبہ کو قبول کر لیا کہ ناراض آبادی کے صوبجات میں جہاں اب تک کہ لوگ مقرر ہوتے آئے عیسائی کمشنر مقرر ہوں۔ جو واقعات جنٹلمین مذکور کی اطلاع میں آئے خاص انکی بنیاد پر اپنا عقیدہ یہ ظاہر کیا۔ کہ عبد الحمید کو لوگ ناپسند نہیں کرتے اور سلطان نے بہت سی باتوں میں اپنے پیشرو سلاطین کی نسبت زیادہ تر روشنضمیری ظاہر کی ہے۔ علی الخصوص معاملات مملکت کی اصلاح اور اس امر میں کہ انتظامی عہدوں پر تعلیم یافتہ اشخاص مقرر کئے جاویں ۔

جنٹلمین موصوف نے بیان کیا کہ :۔

"چونکہ طالبان اصلاح انتظامات اور درباریوں کی جماعت میں اختلاف عظیم موجود ہے۔ اسوجہ سے ہر مجلس کو

معاملات کے طے کرنے میں بڑی بڑی دقت ہوتی ہی۔ لیکن میں یقین کرتا ہوں کہ اصلاح معاملات کی جو کوششیں انکو امکان میں ہیں اُنسے وہ غافل نہیں ہیں" +

مسلمان جماعت کے بہت سے سرآوردہ اشخاص سے پوچھا گیا تہا کہ اگر کسی صورت میں انگلستان ملک عرب کے مقدس شہروں کا محافظ ہو تو انکے نزدیک اُسکا کیا نتیجہ ہوگا۔ (اور یہ بات اس صورت میں واقع ہوگی جب ٹرکی سلطنت کا انتزاع عمل میں آئیگا) اسکے جواب میں اُنہوں نے برٹش حکومت کی بے لوثی کی نسبت اپنا عقیدہ ظاہر کیا۔ اور لکھا بہ نسبت اس امر کے کہ یورپ کی کوئی دوسری سلطنت بحیرہ قلزم کے سواحل پر قبضہ کرے یہ انتظام بہتر ہوگا۔

ایک جنٹلمین نے عند الملاقات بعض سوالات کے جواب میں بیان کیا کہ۔

" اسمیں شک نہیں کہ مسلمان لوگ ہمیشہ اسبات کو ترجیح دینگے کہ انکے مقدس شہروں کی محافظ وہ سلطنت رہے جسکا فرمانروا مسلمان مذہب رکہتا ہو۔ لیکن اگر یہ نہ ہو سکا تو انگلستان کا یہ کام اپنے ذمہ لینا مرجوع دعوے کا کام ہوگا اور بہ نسبت کسی اور سلطنت کے انگلستان کی مخالفت عربوں کی جانب سے بہت کم ہوگی پہر پولٹیکل وجوہ سے یہ بات بھی نہایت ضروری ہے۔ کہ سلطنت مصر پر قابض ہو اور جسکے نہایت ضروری مقاصد نہر سویز اور بحیرہ قلزم کے راستہ میں فوت ہونیوالے ہوں۔ وہی معاملات عرب کا بھی انتظام کرے ہم اسبات پر بہروسہ کر سکتے ہیں۔ کہ مسلمان سلطنتوں کے جنکے جہازات بحیرہ لوانٹ میں جمع ہوے ہیں۔ برٹش لوگ عرب کے مقدس شہروں کا انتظام مسلمانوں کی خیالات کی نگہداشت کے ساتھہ اور حاجیوں کی راحت رسانی کا خیال کرکے زیادہ عمدگی کے ساتھہ کر سکینگے۔ با اینہمہ میں یہ خیال نہیں کرتا کہ مسئلہ کے مقاصد کی حاجت ہو اور سلطنت ٹرکی کا باہم تقسیم ہونا ایک آخری کارروائی اسوقت کی ہے۔ جب اور تمام کارروائیاں ہو چکیں گی "

ایک جنٹلمین نے جسکو معاملات سلطنت عثمانیہ کی کیفیت دریافت کرنے کے خاص موقعے حاصل ہیں بوقت گفتگو ہمارے ایک ہمعصر اخبار کے کارسپانڈنٹ سے بیان کیا کہ۔

" اہل آرمینیا کو ٹرکی حکومت کے خلاف اہل امریکہ اور دوسرے اجنبی باشندے بھڑکاتے رہتے ہیں۔ اور اس جوش و خروش کے پہیلانے کیلیے پیرس اور وینس میں خفیہ سوسائٹیاں قایم ہیں۔ اسی قسم کی ایک سوسائٹی یونان میں بہی ہی۔ اور حال میں ایک سوسائٹی نیو یارک میں قایم ہوئی ہی۔ ٹرکی کے ارمنی باشندے جو اعلیٰ طبقہ کے ہیں۔ علی الخصوص جو دار السلطنت میں رہتے ہیں۔ ان جھگڑوں سے بالکل علیحدہ ہیں۔ اور بالکل ادنی درجہ کے لوگ اس فتنہ فساد سے تعلق رکہتے ہیں۔ اناطولیہ اور دیگر مقامات سے جو حالات پرایویٹ وسائل سے معلوم ہوئے ہیں انکی بنیاد پر میں یقین دلا سکتا ہوں کہ ان فسادات کے جو حالات انگلش اخباروں میں چہپتے ہیں۔ انکے بیان میں نہایت ہی مبالغہ کیا جاتا ہے۔ جن لوگوں کی نسبت بیان کیا جاتا ہے۔ کہ قتل کرڈالے گئے انکی تعداد صدہا

انخاص تک ہو تو ہو لیکن ہزارہا تک نہیں ہے۔ اور مجھکو یہی اطلاع ملی ہے۔ کہ ان بلووں کی ابتدا ہمیشہ اہل آرمینیا کی جانب سے ہوتی ہے۔ مسلمانوں کی جانب سے نہیں ہوتی۔ آپنے مجھسے دریافت کیا ہے کہ مسلمان آبادی کی جانب سے جو ناراضی کی علامتیں پائی جاتی ہیں۔ اُسکا کیا سبب ہے۔ اسکی نسبت آپکو معلوم ہونا چاہئے کہ ایک جماعت ایسی پائی جاتی ہے جو درباری جماعت کے خلاف ہے۔ اور یہ جماعت "نوجوان ٹرکش پارٹی" کے نام سے مشہور ہے اور تمام جوش و خروش جو سننے میں آتا ہے اسی کی وجہ سے قایم ہے اصلاح کوش اشخاص کو اسبات کی بڑی حیرت ہے کہ تمام انتظامات ملک کی اصلاح کی اس کارروائی میں وہ کیوں نہیں شریک ہوتے۔ اور انکی اس علیحدگی کے معنے یہ سمجھے جاتے ہیں۔ کہ اس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ انکی خواہش یہ پائی جاتی ہے۔ کہ ملک آرمینیا اہل آرمینیا کے لئے ہے۔ مجھکو یقین ہے۔ کہ جیسا جیسا زمانہ گذرتا جاویگا۔ نوجوان ترکوں کی جماعت کی تعداد اور اثر بڑھتا جاویگا۔ اور جمہوری اصولوں کی حکومت جس گورنمنٹ کے کہ وہ خواہاں ہے۔ انکو حاصل ہو جائیگی۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ یہ بات کس حد تک صحیح ہے کہ اس جوش خروش کے فرو کرنے کیلئے اس گروہ کے سرغنہ لوگ رات کو گرفتار کر لیئے جاتے اور باسفرس میں ڈبوئے جاتے ہیں۔ لیکن اتفاق سے مجھکو یہ بات البتہ معلوم ہو گئی ہے کہ نوجوان ٹرکی جماعت کے ایک سربرآوردہ ممبر عفت آفندی کی آزادی صرف اسوجہ سے جاتی رہی کہ وہ برٹش سفارت کو لارڈ سالسبری کے نام ایک خط بھیجتا ہوا گرفتار کیا گیا۔ ٹرکی میں بہت عمومیت کے ساتھ یہ خیال پایا جاتا ہے۔ کہ سلطنتوں کو اسی طریقہ پر عمل کرنا چاہیئے۔ کیونکہ سلطان کی تعلیم یافتہ رعایا باوصف اس امر کے کہ وہ اپنے بادشاہ کی خیر خواہ ضرور ہے۔ اس امر کی سخت ضرورت دیکھہ رہی ہے۔ کہ قوم ترک کو اگر اپنی موجودہ حالت قایم رکھنا ہے۔ تو اُسکے معاملات کی عام اصلاح ہونی چاہئے۔ اس بیان کی ابہی تک تصدیق نہیں ہوئی۔ کہ عربستان میں عرب بلوہ کر رہے ہیں۔ لیکن مجھکو اس خبر کی صحت میں شک نہیں ہے۔ گو میرا یہ خیال دم بھر کیلئے بھی نہیں ہو سکتا کہ پینتالیس ہزار آدمی اس بلوہ میں شریک ہوں گے +

جنٹلمین موصوف نے اس بیان کی جو دوسرے مقامات پر کیا گیا ہے تصدیق کی کہ فوج عثمانیہ جیسی عمدہ حالت میں اسوقت پائی جاتی ہے دو سو برس کے زمانہ سے کبھی ویسی نہ پائی گئی ہو گی۔ اور اُنھوں نے یہ بہی بیان کیا کہ سلطان کی سلطنت میں فوج محفوظ کی بہی ایک بڑی تعداد پائی جاتی ہے۔ جسکو گورنمنٹ ٹرکی عند الضرورت فوراً طلب کر سکتی ہے۔ جو لوگ فوج میں ملازمت کر چکے ہیں۔ وہ بہی ہمہ وقت بہم پہنچ سکتے ہیں۔ کیونکہ ترک لوگ اپنا وطن کبہی نہیں چھوڑتے اور اس امر کی تصدیق کے لئے جنٹلمین مذکور نے نظیراً بیان کیا کہ گو عرب اور دوسری رعایائے سلطنت ترکی میں سے ہزارہا آدمی بمبئی میں موجود ہیں لیکن خاص الخاص ترکوں کی تعداد ہندوستان میں جسقدر قلیل پائی جاتی ہے کہ وہ سب کے سب ریلوے گاڑی کے ایک کمپارٹمنٹ میں بیٹھہ سکتے ہیں

سلطان عبد الحمید خان
بست سالہ عہد حکومت
محمد علی پاشا
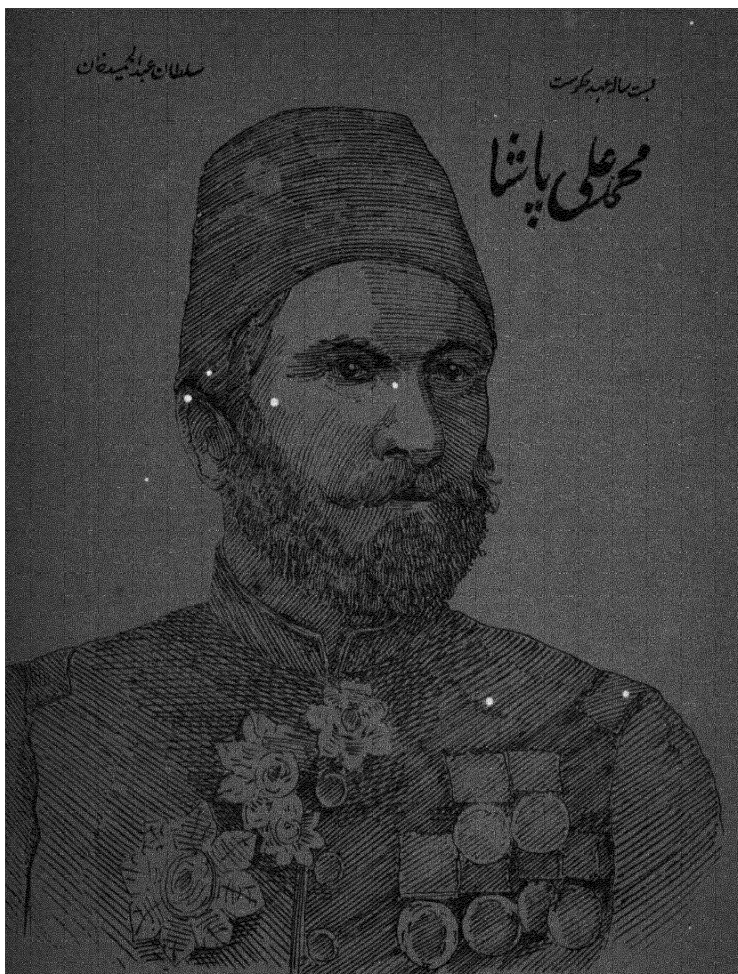
اور سفیر انگلستان متعینہ واشنگٹن نے جو گورنمنٹ صوبجات متحدہ سے معاملہ آرمینیا میں انگلستان کے ساتھہ شامل ہوجانیکی
درخواست کی تھی۔ اس سے گمان ہوتا تھا۔ کہ صوبجات متحدہ کے تعلقات انگلستان سے دوستانہ ہوں گے۔ مگر سہ
غلط
خود بود آنچہ ما پنداشتیم۔ اب سوال یہہ ہے کہ انگلستان کی خارجی حکمت عملی معاملہ وینی زولا کی متعلق براعظم امریکہ
میں کچھہ کامیاب ہوئی یا کہ نہیں ؟ اور اسوقت اس مغربی کرہ میں انگلستان کے موافق یا مخالف پولیٹیکل آثار کیسے ہیں ؟
قبل اسکے کہ اس سوال کا جواب دیا جاوے۔ یہ مناسب معلوم ہوتا ہی کہ اصل بنائی تنازعہ اور اُسکے متعلقہ حالات ناظرین کی آگاہی
کے لئے ظاہر کردیئے جائیں +

وینی زولا جنوبی امریکہ میں ایک جمہوری ریاست ہے جسکے اندرونی انتظام کے انگریز آجکل کچھہ ایسے شاکی
ہیں۔ کہ آرمینیا میں حکومت عثمانیہ کو اُسکے مقابلہ میں نہایت معقول اور ایک رحمت بیان کیا جاتا ہی اس ریاست کے
حدود ملک برٹش گائنا سے ملتے ہوئے ہیں۔ جسے انگریزوں نے تقریبًا سو سال ہوئے ہالینڈ والوں سے فتح کیا تھا
وہ حصہ ملک جسپر اب تنازعہ ہے دریائے ایسی کیبو کی وادی ہی۔ فتح برٹش گائنا سے چالیس سال بعد تک وینی زولا نے
اسپر کوئی دعوی نہیں کیا۔ اور انگلستان اسکو اپنی ممالک محروسہ میں تصور کر کے اہل ہالینڈ کی طرح وہاں کے سرخ اندام
دیسی باشندوں کو سالانہ امدادی رقوم دیتا رہا۔ اور ملک مذکور بجز اسکے کہ اسمیں سے تھوڑے سے دیسی باشندے آباد
تھے غیر آباد پڑا رہا۔ سنہ ۱۸۵۰ء میں وہاں سونے کی کانوں کے برآمد ہوجانے سے نقشہ بالکل بدل گیا۔ اور ملک
مذکور تھوڑے دنوں میں آباد ہوگیا۔ اسپر وینی زولا اور انگلستان میں اسکی ملکیت کے متعلق جھگڑا کھڑا ہوا۔ چنانچہ
کچھہ حصہ وینی زولا نے اور کچھہ انگلستان نے دبالیا۔ لیکن سرحد کی نسبت کوئی فیصلہ قرار نہ پایا۔ پچھلے برس وینی
زولا نے ایک خاص قطعہ اراضی سے انگریزی پولیس اور آبادکاروں کو نکالکر باہر کیا۔ اور خود قابض و متصرف ہوگیا۔
جسپر دونوں سلطنتوں کے سفارتی تعلقات بالکل منقطع ہوگئے۔ سنہ ۱۸۲۵ء سے پہلے صوبجات متحدہ کے پریزیڈنٹ
منرو صاحب نے یہ اصول مقرر کردیا تھا کہ "مغربی کرہ میں کسی یورپین طاقت کو اپنی قلمرو یا مقبوضات بڑھنے دینا
صوبجات متحدہ کی پالیسی کے برخلاف ہوگا" اس اصول کو تمام ملک نے نہایت خوشی سے تسلیم کرلیا۔ اور یہی اصول تنازعہ
وینی زولا کے تصفیہ میں مرجح رہا ہے امریکن لوگوں کے دلوں میں اسکا اثر یہاں تک ہوگیا ہے۔ کہ کسی انگریز رعایا
اور باشندہ امریکہ میں کوئی ذاتی جھگڑا ہوجاتا ہے۔ تو وہ کہتے ہیں کہ ہم انگلستان سے اس انگریز کی زیادتیوں اور بدعنوانیوں کا
عوض طلب نہیں کرینگے انکا عام مقولہ ہی کہ "انگلستان امریکہ کے خوف سے اپنی رعایا کی امداد کرنے سے بالکل بے بس ہے
اور اس لئے اگر کسی انگریز سے زیادتی ہوجاوے تو امریکہ بھی براہ عالی حوصلگی اس سے بدلہ نہیں لیگا" مذکورہ بالا اصول پر
کاربند ہوکر جولائی گذشتہ میں پریزیڈنٹ امریکہ نے انگلستان کو لکھا کہ تنازعہ وینی زولا کا تصفیہ بذریعہ پنچایت کرلو۔
اور اگر تمہارا منشا وینی زولا سے جنگی کارروائی کرنیکا ہو تو ہم اسکو کبھی روا نہیں رکھیں گے۔ اسپر انگلستان نے حال ہی میں

یہ جواب دیا کہ اگر فی الحقیقت کوئی اراضی متنازعہ ہو۔ تو ہم خوشی سے پنچایت قبول کرنے پر تیار ہیں۔ لیکن یہ تو ہماری ہی زمین ہی۔ اور ہم ہی ابتک قابض و متصرف رہے ہیں۔ وینی زولا کبھی اسپر حکمران نہیں ہوا۔ اس صورت میں ہم کیونکر اسکا تصفیہ پنچایت پر چھوڑیں۔ اس جواب سے پریزیڈنٹ امریکہ سخت برافروختہ ہو گئے ہیں۔ اور انگلستان اور امریکہ کی تعلقات میں اس قسم کی کشیدگی پیدا ہو گئی ہے۔ کہ جنگ چھڑ جانیکا اندیشہ ہی۔ تھوڑا عرصہ ہوا کہ انگلستان امریکہ کو ٹرکی کی برخلاف اپنی ساتھہ گانٹھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ آج اُسی امریکہ کا پریزیڈنٹ کلیولینڈ انگلستان کی ناکارہ حکمت عملی کی بدولت مندرجہ ذیل پیغام جو تار آمدہ ۱۷ دسمبر سے معلوم ہوا ہے۔ اپنی ملک کی کانگرس کو بھیجتا ہی "چونکہ سرحد وینی زولا کے مسئلہ کی متعلق انگلستان نے تقرر پنچایت کے قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ اسلئے میں کانگرس کے پاس سفارش کرتا ہوں۔ کہ وہ درست سرحد قایم کرنے کیلئے ایک کمیشن مقرر کرے۔ اور وینی زولا کی جو سرحد کمیشن مقرر کردی اسسے تجاوز کر کے اگر انگلستان کسی ملک کے لینے کی کوشش کرے۔ تو امریکہ کا فرض ہوگا کہ تمام وسائل مزاحمت جو اُسکی طاقت میں ہوں عمل میں لائے۔ ممکن ہی کہ اس تجویز سے نہایت اہم نتایج پیدا ہوں مگر اس سے ڈر کر امریکہ اپنی فرض کی پورا کرنے میں پہلو تہی نہیں کرنی چاہئے۔ لارڈ سالسبری نے اپنے جواب میں تحریر کیا ہے۔ کہ امریکہ اصول منرو کو ایسی جدید اور عجیب توسیع دے رہی۔ جو قانون تعلقات باہمی میں اسسے پہلے بالکل نامعلوم تھی۔ اور کم از کم وہ اصول اس موجودہ مسئلہ وینی زولا سے بالکل متعلق نہیں ہے۔ مگر لارڈ موصوف کی یہ رای درست نہیں اصول منرو کو اس مسئلہ سے بالکل متعلق ہی"

اس پیغام کے موصول ہونے پر تمام ممبران کانگرس نے بڑے زور سے نعرے بلند کئے اور اُسکو نہایت خوشی سے سنا۔ انگلستان کے اخبارات اور دوسرے انگریزی اخبارات بڑی لن ترانیاں دکھا رہے ہیں۔ اور جوش میں آکر لکھہ رہی ہیں کہ ممالک متحدہ امریکہ کو ہرگز یہ حق حاصل نہیں کہ وہ انگلستان کی خارجی معاملات میں کوئی دست اندازی کرے یا اُسے اپنی اصولوں کا پابند گردانے۔ لیکن امریکہ کی تمام اخبارات باستثنائے نیویارک ہیرلڈ کے جو پیغام مذکور کو سخت غلطی پر مبنی قرار دیتا ہے۔ پریزیڈنٹ کے پیغام کی تعریف کر رہی ہیں۔ اور صوبجات متحدہ کی کانگرس نے پیغام مذکور کے بھیجنے سے دوسرے دن یعنی ۱۸ دسمبر کو باتفاق رای قانون پاس کر کے پریزیڈنٹ مذکور کو مسئلہ وینی زولا کی قرارداد کیلئے کمیشن مقرر کرنیکا اختیار دیدیا۔ اور اُس کے اخراجات کیلئے ایک لاکھہ ڈالر کا دیا جانا منظور کر لیا ہے۔ اور حفظ ما تقدم اور انگلستان کی تسخیر کرکری کرنیکی غرض سے سات لاکھہ بندوقیں ایک ہزار میدانی توپیں۔ اور پانچہزار قلعجاتی توپیں اور بڑے جہاز جانیکے لئے دس کروڑ ڈالر کا خرچ منظور کئے جانیکی غرض سے بل بھی پیش کر دیا ہے۔ جو انتظام کے لئے جنگی کمیٹی کے پاس بھیجا گیا ہے +

ان حالات سے ناظرین کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ انگلستان کی حکمت عملی معاملہ وینی زولا کی متعلق کچھہ کامیاب نہیں ہوئی۔ اور اسوقت امریکہ میں انگلستان کے برخلاف پولیٹیکل مطلع میں ایک گھنگور سیاہ گھٹا چھائی ہوئی ہے انگلستان کی جوانمردی سے یہ توکبھی توقع نہیں ہو سکتی کہ وہ لڑائی پر آمادہ ہو۔ دوسرے کا پلڑا بھاری دیکھکر دب جانیکو اُسنی

ایک دور اندیشانہ پالیسی سمجھ رکھا ہے۔ اور گو دوسرے اسکی بزدلانہ پالیسی کو کیسا ہی ذلیل سمجھیں مگر وہ اس قسم کی ذلتیں اور خفتیں اوٹھانے کا عادی ہے۔ خبر کچھ ہی کیوں نہو اسمیں کلام نہیں کہ مدبر ذنکی ناعاقبت اندیشی سی جابردانطرف سے انگلستان کی سخت بے آبروئی ہو رہی ہے۔ انگلستان کو اب مناسب ہے کہ ان متواتر زک و تجربہ حاصل کرکے اپنے کمزور اور امن پسند ہمسایوں اور دوستوں کے برخلاف جابرانہ اور غاصبانہ کارروائیاں کرنا چھوڑ دے۔ یا کم از کم ایسا کرنے سے پہلے اپنی نفع ونقصان کو اچھی طرح سمجھ لیا کرے۔ انگلستان کو سلطان المعظم کا نہ دیسے مشکور ہونا چاہئے ... وہ وفا تحمل سے کام لیکر اسکی مخالفانہ حرکتوں سے ذرا بھی برافروختہ نہیں ہوئی۔ اور قدیمی واقفیت کا پاس کرکے اسکی متواتر چھیڑ چھاڑ سے درگذر کرتے رہے +

اسمیں کلام نہیں کہ اردو اخبارات کی وقعت جسقدر گورنمنٹ و مدبران سلطنت انگلشیہ کی نظروں میں ہے اس سے ہم بھی واقف ہیں۔ مگر جوش خیر خواہی ہمیں مجبور کر رہا ہے کہ معاملہ فہمی کے متعلق جو خیالات باشندگان ہندوستان کے ہوں انہیں بے کم و کاست ظاہر کر دیا جاوے۔ انگلستان کی طاقت برقرار رہنے سے ہندوستان کی روز افزوں ترقی کسی نہ کسی دن اس درجہ پر ضرور پہنچ جائیگی۔ کہ ہماری رائے کو فرمانروایان ملک اسقدر حقارت کی نظر سے نہیں دیکھینگے۔ جیسا کہ اب دیکھ رہے ہیں +

ہفتہ مختتمہ ۳۰ دسمبر ۱۸۹۵ء کی تار کی خبریں وغیرہ

تار کی خبریں

قسطنطنیہ ۲۴ دسمبر۔ ترکی افواج نے ۱۹۔ ماہ حال کو دروسوں کو ہزیمت دی۔ صوبجات سیواس بطلس اور ارض روم میں عیسائی نایب گورنر مقرر کئے گئے ہیں +

لنڈن ۲۵۔ نومبر آرمینیوں کی حمایت میں دست اندازی کرنیکے لئے انگلستان میں جو تحریک ہو رہی ہے اسپر رائے زنی کرتے ہوئے ٹائمز رقمطراز ہے۔ کہ یہ بالکل ناممکن ہے کہ ہم اسمعاملہ میں تن تنہا کارروائی کریں۔ ایڈیٹر کیوں ٹائمز کی وہ مجذوبانہ بڑ کیا ہوئی کہ "سلطان کو اگر انہوں نے ہماری شرائط کو نہ مانا تو ہم تن تنہا ہوش میں لاینگے۔ اور بحیرہ شام اور خلیج فارس وغیرہ کی تمام ترکی بنادر کو ایک پل میں غارت کر دینگے" اللہ اکبر! کہاں وہ تعلی اور نخوت اور کہاں یہ عاجزانہ انکسار۔ الحمد اللہ ہم تو ایسی توقع میں بیٹھے تھے۔ کہ یورپین قانون بٹوارہ کے رو سے جو ڈگری تقسیم کی صادر ہوئی ہے اسکے مطابق چند دنوں تک انگلستانی پھریرا وادی فرات اور حجاز پر لہرا رہا ہوگا۔ کہ ادہر آرمینیوں کی حمایت تو کیسی اسکا نام تک لینے کی جرأت نہیں رہی۔ کیوں سلطان کی زبردست پالیسی پر اب بھی یورپ کو کچھ شبہ باقی رہ گیا ہے کیسے سب کے سب تبھی ...

لنڈن ۲۶۔ دسمبر۔ قیصرہ ہند نے نوبار پاشا مستعفی وزیر اعظم مصر کو انگلستان اور مصر کے درمیان دوستانہ تعلقات برقرار رہنے کے متعلق حسن خدمات کے صلہ میں طبقہ ستارہ ہند کے نایب کمانڈر کا اعزاز عطا فرمایا ہے۔ مصر میں انگریزی اور دیسی عہدہ داروں میں ایسا پورا اتفاق اور اتحاد پہلے کبھی نہیں ہوا تھا جیسا کہ اب ہے۔ اور مصطفیٰ فہمی پاشا برابر نوبار پاشا کی پالیسی پر قدم بقدم چل رہے ہیں +

ایضاً۔ انگلستان میں ڈیوک آف آرگائل کی اس تجویز کی تائید ہیں کہ آرمینیا میں امن قایم کرنیکا ذمہ اٹھانے کی روس سے درخواست کیجاوے۔ تحریک پیدا ہونی شروع ہوگئی ہے + کیا لبرل پارٹی کی ترکی تمام شد؟

ایضاً۔ ترکی افواج نے زیتون فتح کرلیا ہے۔ مگر مفصل حالات ابھی معلوم نہیں ہوئے +

قسطنطنیہ ۲۷۔ دسمبر۔ ترکی فتوحات بمقام زیتون کے تفصیلی حالات سے واضح ہوتا ہے کہ قصبہ کو رکے فتح ہونےسے پہلے بڑی سخت لڑائی ہوئی۔ آرمینیوں کے اڑھائی ہزار آدمی مقتول ہوئے اور ترکوں کے اڑھائی سو +

قسطنطنیہ ۲۸۔ دسمبر۔ تمام طاقتیں باب عالی پر زور دے رہی ہیں۔ کہ باغیان زیتون کیساتھہ جو پہاڑوں میں پناہ گزین ہو رہی ہیں۔ نرمی کا برتاؤ کرے +

ٹرکی کی انتہامی حالت پر ایک سرسری نظر

گزشتہ ہفتہ میں ہم نے ٹرکی کے معاملات پر کچھہ رائے ظاہر نہیں کی یہ امر محض بے پروائی سے تہا۔ کیونکہ ہمارے خیال میں جو کچھہ ہونا تہا وہ ہو چکا۔ انگلش اخبارات کی ہرزہ درائی ہمیشہ تعصب سے تہی۔ اور یقیناً انکا اگلا نا بہی سی میں گزریگا واقعی بات یہ ہے کہ اس تمام برہمی کا جو کچھہ تار و نہیں ظاہر کیجاتی تہی۔ اور ٹرکی اور سلطان المعظم کی کمزوریاں جس طرح بیان کیجاتی تہیں انکا انداز بیان اون کو بے اصل بتاتا تہا یورپین مدبران اور انگلش اخبارات لنڈن کا کیا ذکر پانیر نے بھی نہایت کشادہ دلی سے ٹرکی کی فاشبین نام بنام نزاشکر ایک قالب میں کہہ دی نہیں۔ تمام انگلش اخبارات روزانہ ان کو ایک ساتھہ نکلتے تہے۔ کہ تمام سلمانوں کے دلپر یہ امر نقش ہو جاوے۔ کہ سلطان المعظم کسقدر نا قابل فرمانروا ہیں۔ اور ان کے وزراء ارکین انسے زیادہ سبک دماغ۔ اسی کیساتھہ ان تمام مظالم کا بہی ذکر کیا جاتا تہا۔ جو آرمینیا کی علاوہ خاص ترکی لبرل مسلمانوں کیلئے تہے۔ انکی حالتکو اسقدر ترقی دیگئی تہی کہ گویا تمام نوجوان ترک سلطان کے خلاف اپنے ملک مذہب کے لئے جاں نثارانہ آمادگی ظاہر کر رہے ہیں۔ غایت اسکی یہ تھی۔ کہ جب نہیں پرجوش مسلمان ٹرکی سلطان المعظم سے اسقدر منحرف ہیں۔ تو سلطان المعظم کیلئے روئے زمین پر کسی مسلمان کو دل میں ہمدردی پیدا نہیں ہوسکتی۔ اور یہ ایک واقعی کیفیت ہے کہ اگر ایک منٹ کو بہی سلطان المعظم کی نسبت ان خیالات کا ذکر کیا جائے جو مخالف اخبار بیان کر رہے ہیں تو سلطان المعظم سے زیادہ قابل نفرت شخص کوئی موجودہ دنیا میں نظر نہ آئیگا۔ غرضیکہ جہانتک جن جن حکمت عملیوں سے ممکن تہا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا گیا۔ اور اسکے اثر نے یہانتک ترقی کی۔ کہ بعض تعلیم یافتہ مضمون نویس مسلمان ہوں یا ہمدرد مسلمانان بہت کچھہ بہک گئے۔ اور اس ہفتہ میں کئی مضمون ایسے نکلے جو خیالات کے افسردہ کرنیوالے تہے۔ بہت بڑا اثر چند اہم خبروں کی اشاعت کیوجہ سے پیدا ہوا (۱) سلطان المعظم کا پیام بنام لارڈ سالسبری (۲) یمن کے بیالیس ہزار عربوں کی سرکشی اور جنگ آزمائی متواتر ٹرکی فوج کی شکستیں ٹرکی فوج کا محصور ہو جانا۔ بیالیس ہزار مارٹینی رائفل بندوقوں سے اہل یمن کا مسلح ہونا۔ اور اس خیال کا اظہار کہ کسی غیر سلطنت نے انکو یہ اسلحہ پہنچائے ہیں (۳)

وزرار کا جلد جلد تغیر (۴) سعید پاشا کا انگلش سفارت میں پناہ گزین ہونا۔ (۵) مختلف صوبوں میں عام غدر (۶) حفاظتی زائید جہازات کیلئے سلطان المعظم کی ۔۔ رجا آخر منظوری (۷) خزانہ اور فوج کی کمی (۸) سلطان المعظم پر رعب کا حاوی ہونا۔ (۹) سلطان المعظم کی دماغی کمزوری اضطراب پریشانی وغیرہ وغیرہ۔ بیشک ترینبی دفعات اور انکی تائیدی خبروں کا یہ تقاضا تھا۔ کہ جنکو کسیقدر بھی سلطان کیساتھ ہمدردی تھی۔ وہ بالکل از کار رفتہ ہوجاتے تھے۔ اور انکے ہاتھ پاؤں اسطرح پھول جاتے تھے کہ رائے قائم کرنیکی بھی قابلیت جاتی رہتی تھی۔ اسی اثر کیساتھ جب یہ خیال کیا جاتا تھا۔ کہ تمام یورپ ٹرکی کی مخالفت پر تلا ہوا ہے۔ تو سلطان المعظم کے دل ودماغ کی کیا کیفیت ہوگی۔ جلسۂ زار کی حالت سلطان سے بدتر سمجھی جاتی تھی۔ کہ انپر تین جانب سے دہشت غالب تھی۔ سفیران یورپ کا انپر اثر۔ سلطان المعظم کے رعب جانکاہ کا انپر اثر۔ عام پرجوش رعایا ٹرکی کا انپر اثر۔ غرضیکہ ٹرکی یک شبہ و دو شبہ مہمان تھی۔ وہ بھی اس اعتبار پر کہ یورپ غفلت کرے۔ ورنہ ساعت دو ساعت کی مہمان تھی۔ فوج اسکے پاس نہیں خزانہ اسکے پاس نہیں۔ ہر صوبہ میں غدر۔ غیر مذہب کی رعایا اسکی دشمن۔ اہل مذہب اسکے دشمن۔ سلاطین یورپ اسکے دشمن۔ اور تمام سلطنتیں اسکے حصے کرنیکو تیار۔ مگر باینہمہ دشمن سلطنتوں کو خدا جانے کیا ترس آتا تھا کہ اسکی سنبھل جانیکی کوششیں کرتی تھیں۔ مگر یہ رحم بے موقعہ اور بہت ہی بے محل تھا۔ جس جلاد سلطنت نے اتنے بڑے مظالم آرمینیا کے لوگوں پر روا رکھے ہوں کہ یقین ہونے پر مسلمان تک ضبط کی تاب نہیں لاسکتے۔ باوصف قومی اور مذہبی ہمدردی کے ایسے دشمن پر رحم اور دشمن بھی ایسا متعصب کہ لاکھ ضدی کہ ہزار کہئے ہزار سمجھایئے کسی طرح کہنا ہی نہیں مانتا۔ پھر بھی رحم کی خواہش یہ سمجھنا اور یقین کرنا کسی مٹی کے پتلے کا کام نہیں +

بات یہ ہے کہ تمام اصلی حالات پردے میں تھے۔ اور ابتک ہیں مصنوعی واقعات کہانتک کارروائی کو ترقی دے سکتے ہیں۔ ابھرنے کو مسٹر گلیڈسٹون کہانتک نہیں ابھرے۔ مگر عرصہ ہوا کہ ٹھنڈے ہوکر بیٹھ رہے ہیں۔ لارڈ سالسبری کی تقریریں کسقدر رکھ رکھاؤ کے ساتھ تھیں۔ مگر نامعلوم نتائج کیواسطے احتیاط کو لئے ہوئے سرسری طور پر ان اہم اخبارات پر غور کیجئے جنکو ہم نے اوپر بیان کیا ہے۔ تو کچھ بھی اثر نہیں پیدا ہو سکتا +

(۱) سلطان المعظم کا پیام لارڈ سالسبری کے نام

یہ تو بہت ہی نئی بات ہے۔ کہ سلطان المعظم کا پیام براہ راست لارڈ سالسبری کے نام آیا ہو۔ جسپر خود انہیں اخبارات نے تعجب ظاہر کیا ہے۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے۔ کسی وزیر نے سلطان کے خیال کا اظہار اپنے الفاظ میں کیا ہو۔ ہاں شاید اس طریق سے ٹرکی نے مناسب خیال کیا ہو۔ کہ لارڈ سالسبری پر اثر ڈالکر ان خرابیوں کو روکا جائے۔ جو انگلستان کی لاطائل دعود سے پیدا ہوئی ہیں۔ کیونکہ سلطان المعظم نے باوصف عظیم کارروائی و آمادگی جنگ ہر موقعہ پر اسکا ثبوت دیا ہے۔ کہ وہ تمام معاملات کو باشتی طے کرنا چاہتے ہیں۔ اور سلطان المعظم کی یہ زبردست پالسی ہمیشہ بہت ہی قابل قدر سمجھی گئی ہے۔ کہ انہی اغراض کی

نگہداشت کیساتھہ جنگ کو ٹرکی کی ترقیات میں خلل انداز نہ ہونے دیں۔ گویا اس پیام سے ایک آخری حد پر انگلستان کو روکنا تھا لعد کوئی وجہ اسکی باقی نہیں رکھی تھی کہ انگلستان کو کچھہ بھی سلطان المعظم کے دعدوں میں تامل ہو سکے۔ یہ لارڈ سالسبری کی سبک خیالی اپنی اظہار عظمت کیلئے تھی۔ کہ اُنہوں نے موزوں الفاظ استعمال نہیں کئے۔ اور اپنے شک کی وہی حالت قایم رکہی جو پہلے تھی۔ جو نتایج اتفاق دول یورپ سے اُنکے ذہن میں تہے اُنہیں کے اعتبار پر بعید دور اندیشی اور نازک حالت کے قیاس کے بدنما الفاظ اپنی زبان سے نکلنے میں اُنہوں نے تامل نہیں کیا۔ جو لوگ اس پیام کو انشر طیکہ اُسکا وجود مان کر دہ طرف برہیہ سلطان کی کمزوری کا سبب سمجھتے ہیں سخت غلطی کرتے ہیں ایسے خلفشار کی حالت میں اس خیال کا اعلان بہت ہی پسندیدہ تھا اور یہ الضرور ان الفاظ کا اثر اکثر اخبارات خیر سند طلب نے جو یورپین سلطنتوں کی زبان میں ہے قبول کیا۔ روس کے اخبارات نے سختی سے لکہا کہ ایسے شاہی رازوں کا افشا بالکل خلاف ادب بے اعتباری کا باعث ہے ؎

(۲) یمن کی بغاوت

اسکی واقعیت صرف اسی سے ظاہر ہو سکتی ہے کہ ۲۴ ہزار مارٹینی رائفل اُنکے پاس کہاں سے پہنچے۔ اول تو عرباے یمن بہت معمولی حالت میں ہے۔ اتنی استطاعت نہیں کہ خریداری کر سکے۔ دوسرے اگر ایسا کیا گیا تہا۔ تو کون سلطنت زمانہ امن دوستی میں اُسکو روا رکھہ سکتی تھی بغرض محال کسی شریر النفس سلطنت نے یہ روا رکہا تہا تو اس سلطنت کو کیا اعتبار مسلمان رعایا یمن پر ہو سکتا تہا۔ جبکہ ہر فرد کفر و اسلام کے فرق کو عمدہ طور پر سمجھنے کی قابلیت رکہتا ہے۔ تیسرے ناممکن تہا کہ ایسا راز عظیم کہ یہ سازند محفل تہا۔ ترکی حکام یمن سے چہپا رہتا۔ اب یہ سب باں بھی لیا جائے تو کیا مزے کی بات ہے۔ ۲۴ ہزار عرب کی سرکشی اور جنگ آزمائی۔ متواتر ترکی فوج کی تین شکستیں۔ بقیہ فوج کا محصور ہو جانا۔ اور ایسے ہی دیگر امور کا اظہار صرف ایک ہی تاریخ کے تار میں۔ کم سے کم پہلے باغیانہ خیالات کی خبر آتی۔ پہر ایک شکست کی پہر دوسری تیسری شکست کی پہر محصور ہونے کی اور اگر اتفاق سے کوئی فوری ذریعہ رائٹر کو اس آگاہی کا پیدا ہوا تہا تو اسکے بعد ۲۴ ہزار عرب کی کارروائی سرکشی کیا ہوئی محصورین کا کیا حشر ہوا یمن ٹرکی کی محافظت سے نکلا کسکی حکومت میں آگیا۔ آجتک اسکا ذکر کچھہ ہی نہیں ہے۔ ہم یہاں تک لکہہ چکے تھے کہ اسی وقت ڈاک میں ہمنے دیکہا کہ بابعالی نے اس خبر کی سخت تردید کی ہے۔ اس سے زیادہ بدیہی ثبوت اس امر کا کیا ہو سکتا ہے کہ کسطرح غلط بیانیوں سے ٹرکی کے خلاف ازدڈالا جاتا ہے ؎

(۳) وزرا کا جلد جلد تغیر

وزرا کے جلد جلد تغیر سے سلطان کی پوری قوت دماغی قابلیت اعلے حکمت عملی کا اظہار ہوتا ہے۔ یہاں کے بیٹھنے والے قیاس کر لیں کہ یہ کمزوری کا ثبوت ہے۔ اگر سلطان المعظم میں کمزوری ہوتی۔ تو وزرا اسقدر بے اختیاری کیساتھہ تعمیل احکام پر مجبور نہ ہوتے۔ اور اگر دو ایک مرتبہ ایسا ہوا تہا۔ تو وزرا میں نہایت بددلی پیدا ہو جاتی اور انتخاب وزرا دشوار کیا محال ہو جاتا۔ خیال انتخاب کے ساتہہ ہی عظیم واقعات کشت و خون ظہور پذیر ہو جاتے

اور سلطانی ایوان جیسا کہ اب قتل گاہ بیان کیا جاتا ہے۔ واقعی مقفل ہونے پر در زحال سلطان المعظم کیلئے زندان ہوتا۔ درپردہ وزارتوں کے تغیر و تبدل سے سلطان المعظم نے یورپین پالیسیوں کو بالیقین متواتر شکستیں دی ہیں جسکا بدیہی ثبوت یہ ہے کہ تمام معاملات میں باوصف اسقدر پر شور زمانہ گذر جانے کے ہنوز روز اول ہے۔ اور تمام یورپین قومیں بعد کچھ اتفاق کی داستانیں سُنا رہی ہیں۔ جلسۂ وزراء کی طاعت شعاریاں علاوہ تعمیل احکام کے اس کیفیت سے ظاہر ہو رہی ہیں کہ وزارتوں کا تغیر ایک صیغہ سے دوسرے صیغہ پر یا وزارت عظمےٰ پر یا وزارت عظمےٰ سے وزارت خارجیہ وغیرہ پر نہ باہم رشک و حسد کا باعث ہوتا ہے۔ نہ کوئی خرابی اس سے ظاہر ہوئی اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ تمام وزراء ایک ہی سلسلہ سے وابستہ اپنی فرائض انجام دیتے ہیں۔ کامل پاشا کا تقرر وزارت عظمیٰ پر بالیقین کسی مصلحت سے تہا جسکا فوری اثر طاقتوں کی سفارتوں پر پیدا کرکے کسی تجویز کو تامل میں ڈالنا مقصود تہا جسکا بدیہی ثبوت یہ ہے کہ فوراً تقرر کیساتہہ کامل پاشا کی تعریف اور اپنے اطمینان کے نارآئے لگے۔ اور وہ اسوقت تک اپنے عہدے پر رہے۔ جبتک اسکی ضرورت تہی۔ اس عہدے سے علیحدہ ہونے پر مخالفین نے یہ معنی لگائی۔ کہ وہ جلا وطن کیئے گئے۔ اگر کسی صوبہ کی گورنری کا اعزاز یہ معنے پیدا کر سکتا ہے تو ہزارہا افسر سلطنت کے سزایاب جلا وطنی سمجھے جاتے ہیں +

(۴) سعید پاشا کا انگلش سفارت میں پناہ گزین ہونا

اس خبر سے ضرور حیرت کو ترقی ہوئی۔ اور متحیر ہونیکے یہ اسباب تھے کہ سعید پاشا اس تمام زمانہ معاملات آرمینیا میں نہایت ہی اعتبار اور روشن ضمیری کیساتہہ اپنی فرائض انجام دیتے رہے اور کئی وزارت عظمےٰ کا چارج بہی انکے ہاتہہ میں رہا۔ سلطان المعظم نے اکثر انکی رائے سے کام لیا مجوزہ اصلاحات آرمینیا میں جو کچھہ ترمیمیں ہوئیں انہیں کی اعلیٰ پولیسی اور مدبرانہ بحثوں کا نتیجہ تھیں۔ ایسے شخص کا بلا کسی خاص وجہ کے جسکا اظہار آجتک نہیں کیا گیا۔ محض کسی قیاس و شک پر اتنی بڑی حرکت کا گزرنا جو اُس کے اعزاز کو پامال کرنیوالی تہی۔ محض فرضی خیال حفاظت جان کیواسطے جسکی بہادر ترک کبھی پروا نہیں کرتے اور اُسکے لئے ضرب المثل ہیں ضرور حیرت افزا ماجرا تہا مگر حیرت افزائی خود دانشمندانہ خیالات پر اثر ڈالنے والی تہی۔ اور ضرور یہی امر قابل قبول تہا کہ یہ فعل کسی بڑی اہم مصلحت پر مبنی ہے ایک نادان ترک بہی سمجہہ سکتا تہا۔ کہ اگر مینے صرف چند روز کیلئے اپنے اعزاز کو پامال کرکے جان بچائی۔ تو اسکا فائدہ چند روز کے بعد وہ کیا اٹہا سکتا ہے۔ کیا کوئی سلطان جو سلطان عبد الحمید خان کے معزول ہونے پر تخت نشین ہوتا۔ وہ انکو کامل اعتبار کیساتہہ وزارت عظمےٰ کا چارج دیدیتا۔ یا انکی ذلیل حرکت بدنام کنندہ قوم و سلطنت سے متاثر ہو کر ان کو حوالہ زندان کرتا۔ کوئی نادان ترک اپنی جان بچانیکے لئے وہ بہی محض ایک فرضی شک پر اپنے تمام خاندان و مال و متاع و ناموس کو عتاب سلطانی کیلئے سلطان کے قبضہ میں چہوڑ سکتا تھا۔ کبہی نہیں۔ بس ضرور یہ کارروائی کسی مصلحت خاص پر مبنی تہی۔ اور اس سے ہم یہ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ یہ کارروائی محض اس ضرورت سے تہی۔ کہ وہ سفراء انگلش کی حفاظت

میں جاکر انگلش جہاز پر پوشیدہ نکلنے کی کوشش کریں۔ اس یقینی کارروائی کا ثبوت اس سے ملتا ہے۔ کہ جو فرار داد ہوکر احکام خفیہ جاری ہو چکے تھے۔ انکے مطابق انگلش جہاز کو ٹرکی بحری جنگی بوٹوں نے گھیر لیا۔ اور جبتک انکو طمینان نہیں ہوا کہ سعید پاشا جہاز پر نہیں ہیں۔ انکا محاصرہ روز روشن تک برابر قایم رکھا یقیناً اسی مصلحت سے سعید پاشا کی یہ کارروائی تھی۔ کہ اگر پورے طور پر اسکا ظہور ہوجاتا۔ اور سعید پاشا کی گرفتاری انگلش جہاز پر عمل میں آجاتی۔ توٹرکی انگلستان سے وہ بازپرس کرتی کہ معاملات آرمینیا کا پورا معاوضہ ہوجاتا اور اعلان جنگ میں کچھہ شک باقی نہیں رہتا اور یہ فعل سفیر انگلش کا ایسا تھا کہ کسی سلطنت کو سوا الزام دہی انگلستان کوئی چارہ نہ تھا۔ اور نہ اس معاملہ میں کوئی سلطنت نثر کسا انگلستان کیلئے معقول وجہ رکھتی تھی۔ یہ دوسری بات ہے کہ انگلستان ایک ایسی عظیم طاقت ہے۔ کہ وہ تنہا ٹرکی کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیتی۔ ٹرکی کے لئے گو کچھہ نتیجہ پیدا ہوتا۔ مگر وہ اس حکمت عملی میں ضرور بازی جیت لیتی کہ انگلستان کو تنہا اپنا مدمقابل پاتی ٭

(۵) مختلف صوبوں میں عام غدر

اسکی بنیاد ابتک صرف اسقدر پائی گئی کہ جن جن مقامات میں عیسائیوں اور آرمینیوں نے سرکشی کی انکو سزا ملی دیگیر جہاں گردوں سے انہوں نے چھیڑ کی وہاں انکو سزا ملی۔ مختلف مقامات میں ان امور کا ظہور ہوا۔ اور اسی کا افسانے سنے گئے۔ صرف یہ حالت ہی عام غدر کی تعریف میں نہیں آسکتی۔ نہ اس سے بڑھکر مختلف تمام کیساتھہ خبریں تراشی گئیں انکی اس سے تصدیق ہوتی ہے ٭

(۶) حفاظتی زائد جہازات

انکی منظوری صحیح ہے تو زار روس کے پیام پر ہے۔ جو نہایت ہی دوستانہ طریق پر خاص مصلحت کیساتھہ تھا۔ اور چونکہ سلطان المعظم کو برابر اسکے موقعے حاصل ہوئے۔ کہ وہ یقین کریں کہ روس اور جرمنی کو کوئی دلچسپی ان معاملات سے نہیں ہے اسلئے نہایت ہی عالی خیالی سلطان کی تھی۔ کہ ایک بہت ہی چھوٹے سے امر کو جسکا کچھہ بھی اثر وقت جنگ مثل ارڈنلز اور ٹرکی پر نہیں ہوسکتا قبول کرلیں اور جبکہ تمام سلاطین یورپ کا اس امر کی منظوری کیلئے اتفاق ہوگیا۔ تو کچھہ سلطان المعظم کی توہین اس منظوری سے متصور نہیں ہوسکتی سلطان المعظم کی تمام کوشش اس نفقتیہ کی طوالت سے یہ تھی۔ کہ ایسے موقعے پیش آئیں جنسے یورپین سلطنتوں میں نفاق پیدا ہو۔ اور ایسی کوئی صورت پیدا ہو جاوے پائنیر نے بھی ولایت کے اخبار کے حوالہ سے اسکا اظہار کیا ہے۔ کہ یہ سلطان روم کو ان تمام معاملات میں بخوبی واقفیت حاصل ہوتی ہے جو دربارہ ٹرکی یورپ اخبارات میں شائع ہوتے ہیں اور جب دیکھتے ہیں کہ انگلستان کی مشرقی حکمت عملی کو جرمنی اور روس کے لوگ نگاہ شک سے دیکھتے ہیں یا وہ سلطنتیں دوستانہ اتفاق سے گریز کر رہی ہیں اور جب دیکھتے ہیں کہ اخبارات جرمن نے اظہار ہمدردی علاوہ اس طلاع کے کیا ہے۔ جو سفیر جرمن نے دی ہے تو سلطان

کے نزدیک یہ خیال کرنا ذاتی ہے۔ کہ اتفاق سلاطین صرف ظاہری ہے جسکی کوئی اصلیت نہیں۔ پس یہ چاہتے ہیں۔
کہ اپنا فایدہ حاصل کرنیکی غرض سے شاہوں میں نقیض پیدا کریں۔ مثلاً ایک ایسا ہی فقرہ ڈیلی ٹیلیگراف میں شایع
ہوا ہے۔ کہ انگلش کیطرف سے بوجہ ترکی کی حکمت عملی کے جرمنی میں کسیقدر بے اعتباری ہے۔ ڈیلی کرانیکل میں بھی ایسا ہی بیان
شایع ہوا ہی کہ بوجہ اخلت آسٹریا کے اتفاق یورپ میں بہت کچھ کمزوری پیدا ہوئی ہے وغیرہ وغیرہ اسوجہ سے سلطان اپنی ضد پر قائم ہیں"

(۸) خزانہ اور فوج کی کمی

روس کیلئے بھی اکثر خزانے کی کمی کا ذکر ہوا ہے مگر جو کچھہ عملی کارروائی سے اس نے ظاہر کیا وہ تمام دنیا پر روشن ہے۔
پہلے کہا گیا کہ سلطان نے حکم یافوج پر قوت نہیں کیا تہہ غدر رفع کرے تو حاشیہ چڑہا گیا ہے کہ نہ خزانہ ہے نہ فوج ہے تعمیل
کیونکر ہو۔ جب سلطان نے حکم دیا ۵ لاکھہ فوج تیار ہو تو صرف خزانہ کی شکایت باقی رہی اور اسکی تاویل یوں کیگئی کہ ٹرکی نے
قرض کا اعلان دیا ہے۔ اور پھر اسکے بعد کوئی خبر اسکے متعلق نہ آئی اگر فرض کیا جائے ٹرکی نے قرض لینا چاہا تو کس سلطنت
کو ضرورت قرض پیش نہیں آتی۔ ایک دیسی مضمون نگار صاحب جنکی طرز تحریر سے پایا جاتا ہے کہ وہ مسلمان ہیں۔
تحریر فرماتے ہیں کہ دار السعادت کا ذکر محض افسانہ ہے ۹۷ء میں سیمین اور طلائی ظروف سلطان نے ٹکسال کو
بھیجدیئے خزانہ عامرہ میں انکے ذاتی صرف کو روپیہ نہ تھا تو نامہ نگار صاحب کو ہی تحقیق ہوگا۔ کہ سلطان کے ذاتی صرف
کو روپیہ نہ تھا۔ سلطان کے ذاتی مصارف کے لئے خزانہ علیحدہ ہے۔ اور ہزارہا کام ابتک سلطان نے اس سے رفاہ عام
کے کئے ہیں۔ جن سے تمام اخبار بھرے پڑے ہیں تین کروڑ کے تحائف قیصر جرمن کو دیئے گئے تھے۔ یہ علاوہ اس
مقدار مصارف کے ہیں جو انکی مہمانداری میں صرف ہوئے۔ صدہا تعمیریں مدرسے اور رفاہ عام کے کام سلطان المعظم
اپنے جیب کے خزانہ سے کرتے رہے ہیں۔ شاید ہی کوئی لا یعقل اسکے خلاف قیاس کر سکے ٹرکی نے جنگ روس کی بعد
اسقدر طویل زمانہ کس عافیت سے بسر کیا۔ مصارف جنگ کی قسطیں بھی ادا کیں۔ اپنے تمام صیغوں کو سنبھالا کہاں تک
اسکی توجہ اپنے خزانے کی طرف ان خرابیوں کیلئے نہ ہوگی۔ جو اتفاقات سے پیش آسکتی ہیں۔ ٹرکی کو اگر اپنی حالت
پر بھروسہ نہ تھا تو اس نے انگلستان کی عظیم الشان سلطنت اور متفقہ دول ہائے یورپ کے مقابل میں ایک بہت ہی
چھوٹی سی بات کو جو کسی قدر شایان شان نہ تھی۔ کسقدر طوالت دی اور کس حد تک غیر سلطنتوں کو عاجز اور
پریشان کیا۔ جسکے لئے بے اختیار مسٹر گلیڈسٹون کی زبان سے نکلا۔ انگلستان روس و فرانس سلطان کے قدموں پر گرے
ہوئے ہیں۔ اور اسنے نمایاں فتح حاصل کی ہے یہ ٹرکی ہی کا کام تھا کہ سلاطین یورپ سے کیسی نازک گفتگو کس
بر انگیختگی کیساتھ چھڑی ہوئی تھی۔ سازشی کمیٹی آرمینیا کے لوگوں کی شیطانی حرکات کو کسقدر ترقی دے رہی تھی
مسلمان بھی در پردہ برانگیختہ کئے جاتے تھے۔ ترکی ماتحت صوبوں پر ہر جگہ اثر ڈالا جاتا تھا۔ بہت خیالات پیدا کئے جاتے
تھے مگر سلطان المعظم کا استقلال اور تیور کچھہ اور ہی کہہ رہے تھے۔ پس ظاہر ہے کہ ایک دولۃ الیہ سلطنت ایک
بیمار سلطنت یورپ کو بغیر مالی اور فوجی حالت کی عمدگی کے ... تاریخ ہنر ... سکتی تھی۔

(۵) سلطان المعظم پر غربت بے کا حاوی ہونا

یہ بیان انہیں شگوفوں میں سے ایک شگوفہ تھا جو اوپر بیان ہوئے وزیر اعظم اور دیگر وزراء و سفراء سلطنت کے بس میں تو سلطان آئے ہیں ایک ایرانی داروغہ اصطبل کے بس میں سلطان کا آجانا کس کے خیال میں آسکتا ہے ایسے روشن دماغ سلطان کی نسبت عجب بہت ہی نازک نازک اتہام تراشے گئے۔ تو یہ اتہام ایک بہت ہی موٹی بات ہے۔ بڑی بڑے باعتبار تجربہ کار غازی عثمان پاشا غازی مختار پاشا وغیرہ کا کبھی نام ہی نہیں سُنا گیا۔ کہ سلطان المعظم انکی مشورے کے محتاج ہیں یوں مشورت کے لئے ارکین سلطنت کی کیا کمی ہے مگر سلطان المعظم کسی کی رائے کے پابند نہیں ہیں وہ بہت ہی گہری نگاہ سے تمام معاملات کو دیکھکر اور عمدہ مشورے لیکر اپنی رائے قائم کرتے ہیں۔ شاذ بھی غلطی کیطرف لغزش نہیں کرتے ہیں۔ اسیلئے کہا جاتا ہے کہ پولٹکس میں بھی یورپ کو ٹرکی کا لوہا ماننا پڑا ہے ✦

(۶) سلطان المعظم کی دماغی کمزوری وغیرہ

یہ بھی بیانات بالا سے ظاہر ہے روز تخت نشینی سے تمام یورپ جسکے اوصاف میں تر زباں رہا سلطان حال کی زمانہ کی مختلف تاریخیں تالیف ہوگئیں اور انکی دل و دماغ کو سراہنا پڑا۔ اس یاوہ گوئی کا دنیا پر کیا اثر پڑ سکتا ہے۔ تمام اخبارات متفق اللفظ اگر لکھیں تو بھی دنیا یقین نہیں کر سکتی ایک کمزور دماغ کا سلطان جو سفیر انگلستان کی تقریر کیوقت کانپ جاتا ہو خوف سے گوشہ گزیں ہو۔ اضطراب و اضطرار نے جسکے دماغکو بیکار کر دیا ہو اسی کی یہ کارنامے ہیں جو اکیس سال سے مشتہر ہو رہے ہیں۔ اور ان کارناموں کا نتیجہ کیا ہے۔ ۲۰ دسمبر کا تار کہ

"اٹلی بیشتر بیڑہ جہازات موجودہ لیوانٹ کو واپس طلب کر رہا ہے۔ سلاطین فی الحال نہیں چاہتے کہ کارروائی کے ساتھ ٹرکی سے مداخلت کریں۔ لہذا طرفداران آرمینیا کو اس بات سے سخت خفت ہوئی"۔

یہ نمایاں فتح ایک بیمار سلطنت اور کمزور دماغ سلطان کی ہے جسکے گرد نہ دلاور مشیر ہیں نہ جسکے فرمان عمدہ گورنروں کا کام دیسکتے ہیں نہ جسکے پاس فوج ہے نہ خزانہ ہے ✦

اب تسلیم کرتے ہیں کہ انگلستان اور دیگر سلطنتہائے یورپ نے سلطان المعظم پر رحم فرمایا۔ ٹرکی کی حالت زار پر رحم فرمایا یا ان اندیشوں سے جو ٹرکی کی تقسیم میں ہنگامہ قیامت برپا کرنیوالے تھے یا ایسی ہی دیگر مصلحت سنجیوں سے موجودہ حالت ٹرکی کو قائم رکھا۔ یہ دنیائے اسلام کیلئے ایک ایسا عظیم الشان احسان ہے۔ جسکے لئے وہ ہمیشہ سند مدعا رہیگی مسلمانان ہند خصوصاً ملکہ وکٹوریہ القیصری کی شکر گذار ہیں۔ جنہوں نے اپنے خاص تعلق کا اظہار مسلمانوں سے کیا ہے۔ اور فی الواقع نہایت صحیح اور بہت مناسب ہے۔ مسلمان اگر دل و جان سے ٹرکی کے والہ و شیدا ہیں تو جہاں ہر حال سے ملکہ معظمہ کی گورنمنٹ پر بھی فدا ہیں۔ اور دونوں شہنشاہوں کی ترقی دولت و اقبال کے ہمیشہ خواستگار ہیں۔ خداوند عالم دونوں شہنشاہوں میں صلح و آشتی کو قائم رکھے اور دونوں ایک دوسرے کی ہمیشہ شریک حال رہیں۔ آمین ثم آمین ✦

تازہ ٹاک لائیت کی خبروں کا اقتباس جو شایع ہوا ہے۔ وہ عجیب کیفیت کیساتھہ ہر ایک اخبار کچھہ کہتا ہی دوسرا کچھہ ہر ایک کو دعوے ہے کہ راستی و صداقت جو کچھہ ہے۔ وہ اسکے بیان میں ہی ڈیلی ٹیلیگراف لکھتا ہے کہ سلطان ایوان یلدیز میں بند رہتے ہیں فریمسنون کی سی کارروائی تنہا خفیہ پردے میں کیجاتی ہی کچھہ کسی کو معلوم نہیں ہو سکتا۔ انہہ ڈیلی ٹیلیگراف وغیرہ کو سب کچھہ معلوم ہو جاتا ہے۔ غالبًا مسمریزم کے قاعدے سے وہ لکھتا ہے۔ سلطان نہیں جانتے کہ باہر کیا ہو رہا ہے۔ گویا منتظم سلطنت کوئی اور شخص ہے۔ وہ لکھتا ہے سلطان رعایا و سلطنت کے معاملات سے قطعی بیخبر ہے۔ اسپر طرّہ یہ بیان ہے۔ کہ جن لوگوں کے ہاتھہ میں سلطان کی باگ ہے۔ وہ بہی ملکی معاملات سے قطعی بے خبر ہیں۔ اسی کیساتھہ ظاہر کیا جاتا ہے۔ سلطان اپنی حکومت کے کاروبار انہیں کے راے سے چلاتے ہیں۔ ماشاء اللہ عجب بیان ہی جب وہ لوگ بھی قطعی بیخبر ہیں جنکے ہاتھہ میں سلطان ہیں۔ اور وہی کاروبار حکومت بہی چلاتے ہیں۔ انہی کی راے پر وزیروں کا تغیر و تبدل بہی موقوف ہے۔ یہ لوگ غیر تعلیم یافتہ ہونے پر سازش میں ید طولی رکہتے ہیں۔ بیخبری پر سازشی کاموں میں ید طولی عجب داستان ہے۔ یہ خوش ہیں تو وزیر بیفکر ہیں ناراض ہیں تو انکی سلامتی معلوم نہیں ہے ہیں۔ سلطان کا اعلی مشیر ایک خدمتگار ہم تو سمجھتے تہی کہ سائیس یا حلال خور بتلایا جاویگا۔ یہ خدمتگار سلطان کا مالک او مختار ہے۔ معلوم ہوتا ہے عزت بے کے سوا یہ کوئی اور شخص ہی۔ کیونکہ عزت بے کو ایوانی اصطبل کا چارج ہے اسکے سوا ایک عرب شیخ۔ اور اسکے شامل ایک وہ پاشا۔ اور انکی خانگی خدمتگار سلطان کے ذاتی خدمتگار کا رعب اسقدر ہے کہ سلطان حکم عدولی پر بہی اسکا کچھہ نہیں کر سکتے اسکے بعد اخبار مذکور لکھتا ہے۔ کہ دو دو قسم کے مختلف احکام سے سلطنت کا کام خراب ہوتا ہے اور سلطانی احکام کی وقعت بالکل اٹھہ گئی ہے۔ اسکا مطلب یہ ہے۔ کہ سلطان کچھہ حکم دیتے ہیں اور سلطان کا خدمتگار اسکے خلاف کچھہ حکم دیتا ہے۔ دونوں حکم مختلف اور قابل تعمیل سمجھی جاتے ہیں۔ یہ عجب بات ہے۔ کہ خدمتگار کا جب سلطان کچھہ نہیں کر سکتے تو وہ سلطانی حکم اپنے حکم کے خلاف کیونکر جاری ہونے دیتا ہے۔ طوالت کیساتھہ یہ اخبار ہیبتناک تصویر کھینچکر لکھتا ہی کہ خاص قسطنطنیہ میں بغاوت کا مواد پہوٹا چاہتا ہے۔ اور اسکی میعاد مارچ یا اپریل تک ہے۔ قتل آرمینیا کی نسبت لکھتا ہے کہ بگل کی آواز کے اشاروں سے قتل عام ہوا ہے۔ جسمین ترکی حکام اور سپاہ کا بالکل دخل ہی +

وسٹ منسٹر گزٹ نے اور ہی پہلو اختیار کیا ہے۔ اسنے سلطان المعظم کے حالات صداقت کے پیرایہ میں اسطرح لکھی ہیں۔ سلطان شب کو پلنگ پر استراحت نہیں فرماتے۔ مکلّف فرش پر آرام کرتے ہیں۔ تو سکے تڑکے اٹھتے ہیں۔ قدیم زمانہ میں وہ اسوقت اٹھتے تہے۔ جب نجومی نیک ساعت بتاتے تہے۔ اب ایسا نہیں ہی۔ وہ وضو کرکے نماز پڑہتے ہیں پہر ناشتہ کھاتے ہیں۔ مگر تنہائی میں کہانا کہاتے سلطان کو کسی نے نہ دیکہا ہوگا۔ سفیروں کو جو دعوتیں دیجاتی ہیں سلطان انمیں موجود ہوتے ہیں۔ مگر کہانا نہیں کہاتے۔ مہمانوں کے لئے چیزیں بہم پہنچانیکا زیادہ خیال رکہتے ہیں۔ اسکی بعد مسلسل محنت و جفاکشی کا وقت کئی گھنٹے ہے۔ سلطان ہر مراسلت کو اوّل سے آخر تک دیکہہ لیتے ہیں۔ تب دستخط کرتے ہیں۔

مگر اسقدر نیز اور جلد دیکھتے ہیں۔ کہ اسطرح صبح کے اخبارات بھی نہیں دیکھے جاتے سلطان نیز اور تجربہ کار کام کرنیوالے ہیں۔ مراسلات کے متعلق مخبروں سے گفتگو بڑے غور کے ساتھ کرتے ہیں۔ اور ہر امر کو خوب سمجھتے ہیں۔ پھر غیر ممالک کے اخبارات کا ترجمہ کمال دلچسپی سے سُنتے ہیں۔ صبح سے تمام کام تنہائی میں انجام دیتے ہیں۔ سکرٹری مختلف کمروں میں سلطان کی نشستگاہ کے گرد ہوتے ہیں کہ جسوقت کسی امر کے دریافت کیلئے دستک دیں فوراً روبرو جائیں۔ دوپہر کو ایک گھنٹہ کیلئے کام چھوڑ دیتے ہیں یہ وقت پر فضا باغ میں یا خوشنما جھیل میں گذارتے ہیں اور دماغی تفریح حاصل کرتے ہیں اس آرام کو ترکی اصطلاح میں کیف کہتے ہیں۔ کوئی ساتھ نہیں ہوتا مگر ایک میر حاجب جو بالکل خاموش رہتا ہے۔ سلطان سکوت میں قدرت کے تماشے دیکھتے ہیں۔ سگرٹ بکثرت پیتے ہیں +

سگرٹ تمام دن لبوں سے جدا نہیں ہوتا۔ دماغی تفریح کے بعد تمام کسل و غنودگی کے آثار دفعتاً دور ہو جاتے ہیں۔ اور دربار شروع ہوتا ہے۔ وزراء باریاب ہوتے ہیں۔ مختلف امور سلطنت کی رپورٹیں پیش ہوتی ہیں۔ پھر سائل معہ عرضیوں کے پیش کئے جاتے ہیں۔ اُنکی فریادیں نہایت تحمل کیساتھ سُنی جاتی ہیں اور اُنکی دلجوئی کیجاتی ہے سلطان المعظم نے ایک مرتبہ فرمایا کہ کوئی شخص میرے پاس نہیں آتا تا وقتیکہ یہ خواہش نہ ہو کہ مجھ کو اسکے لئے کچھ کرنا چاہئے۔ پھر بشیار مذہبی ارکان پیش ہوتے ہیں۔ پھر غیر سلطنتوں کے سفیر۔ سلطان نہایت لیاقت کے ساتھ انسے گفتگو کرتے ہیں۔ اور ہر ایک کا مافی الضمیر دریافت فرماتے ہیں اسوقت سلطان کی قابلیت کا جوہر بدیہی طور پر نمایاں ہوتا ہے۔ کبھی کبھی سفیروں کی گستاخانہ پرواز تقریر پر سلطان نے افسوس کیساتھ فرمایا کہ ایسے سفیروں کے قید کرنیکا پرانا طریق اب مروج نہیں ہے سفیروں کی رخصت ہونے پر خفیہ پولیس کے لوگ پیش ہوتے ہیں۔ وہ اپنی رپورٹیں سُناتے ہیں۔ مثلاً فلاں وزیر پرائیوٹ طور پر روسی سفیر کے پاس گیا تھا۔ فلاں نصرانی ایک نصرانی کے ہاتھ سے بزخم خنجر ہلاک ہوا۔ الزام مسلمانوں پر لگایا جاتا ہے۔ فلاں شہزادہ ایک حسین عورت کیساتھ محبت کے آثار ظاہر کر رہا ہے اسکے بعد سلطان پرائیوٹ دروازے سے باہر چلے جاتے ہیں۔ اور ایک گھنٹہ کھلے میدان میں کھلے آسمان کے نیچے ہوا کھاتے ہیں۔ شام کے کھانے میں اکثر یورپین لیڈیاں بھی شریک ہوتی ہیں۔ سلطان قابل قدر مردانہ تکلفات اسطرح پیش آتے ہیں کہ لیڈیاں گرویدہ ہو جاتی ہیں۔ اور تعریف کرتی ہیں۔ کبھی سلطان اپنے ہاتھ سے جواہرات و تحائف عطا فرماتے ہیں کبھی انکی جسم پر مزین فرماتے ہیں پھر حرم سرا میں جاکر اپنے بال بچوں سے دلچسپی رکھتے ہیں۔ اپنی والدہ کے ساتھ با ادب گفتگو فرماتے ہیں +

یہی اخبار ویسٹ منسٹر گزٹ لکھتا ہے کہ قسطنطنیہ کے قریب گولڈن ہارن سمندر میں ایک جدید گھاٹ کے لئے مجلس بنانے کی ضرورت پیش آئی ایک غوطہ زن جب تہ میں پہنچا تو کیا دیکھا کہ اسکے چاروں طرف کئی آدمی کھڑے ہیں۔ بغور دیکھنے پر معلوم ہوا یہ طلباء کی لاشیں ہیں جنمیں کئی طلباء کو وہ ذاتی طور پر پہچانتا تھا۔ یہ وہ بدنصیب طلباء تھے جو پہلے دنوں کشتی پر سوار کر کے باسفورس میں غرق کیے گئے تھے۔ ان سب کے پاؤں میں وزنی مقدار سنگ کی بندھی ہوئی تھی

کے پاؤں کے بل ایستادہ ہیں صاف پہچانے جاتے تھے۔ غوطہ زن نے ان کو شمار کیا قریب پچاس کے تھے +

جس اخبار نے صداقت کے پیرایہ میں سلطان کی تعریف لکھی ہو۔ جب وہی اخبار یہ کیفیت شایع کرے تو کیونکر دہوکا نہ ہو۔ جو اوپر حالات بیان کیئے ہیں اُنکی صداقت کا اثر اسلیئے دلپر ہوتا ہے کہ پہلے ہی کئی بار اس کیفیت کے ساتھہ سلطان کی حالات شایع ہوئے ہیں جو عموماً لوگوں کی نظر سے گذر چکے ہیں اسکے بعد ظلم کی تصویر صداقت کے آئینہ میں دکھائی گئی ہے مگر خدا جانے ان نامور اخباروں کی عقل کو کیا ہوگیا ہے کہ وہ لغو افسانوں کیطرف کچھہ بھی شبہ نہیں کرتے۔ اول تو طلبا رکا ڈبویا جانا اس کیفیت کے ساتھہ کہ انکی لاشیں کھڑی ہیں۔ معلوم نہیں کس ضرورت سے یہ طریقہ اختیار کیا گیا۔ اور کیوں ایک عظیم وقت ایسے پوشیدہ اور جلدی کے کام کیلیئے روا رکھی گئی۔ اور ایسے لنگر کی ضرورت پڑی جو انکو کھڑا رکھے۔ پل کی ضرورت اور اُسکی میخیں گاڑنے کی ترکیب بھی اس مقام پر جہاں وہ لاشیں اس صنعت کیساتھہ تھیں اسپر طرہ کہ جب تک وہ غوطہ زن وہاں اُترا تھیں نہ لاشیں خراب ہوئی تھیں نہ مچھلیوں نے انکی طرف توجہ کی تھی معلوم ہوتا ہے ڈبونے سے پہلے کوئی مصالحہ زندہ طلبا رکے جسم پر لگایا گیا تھا۔ پھر غوطہ زن کسقدر پُرانا آشنا ان طلبا رکا تھا جسنے سمندر میں تہ آب انکو پہچانا۔ نہ اسے خوف پیدا ہوا نہ کچھہ اور اثر پڑا۔ بلکہ اُسنے تفریح حاصل کی۔ ایک ایک کو تہ آب پر پہچانتا پھرا اور اُنکا شمار بھی کیا معلوم نہیں غوطہ خور کیسی لباس میں تھا کہ تہ آب بے تکلف وہ ہر ایک کو دیکھتا اور چلتا پھرتا تھا غرضیکہ یہ ڈھکوسلے ہیں جو مشتہر کیئے جاتے ہیں۔ نہ ان اخباروں کو شرم آتی ہے۔ نہ انکے یقین کرنیوالوں کو

ہفتہ مذکور کی دیگر خبریں

روما پایہ تخت اٹلی میں یہ خبر سننے سے کہ فرانس اور روس آرمینیا کے معاملہ میں سلطنتوں کے اتفاق سے علیحدہ ہوگئے ہیں سخت تہلکہ پیدا ہوا ہے۔ پائنیر جسکے پاس نمایندوں کے حالات بتلانیکے لیئے وحی منزل ہوتا ہے۔ اس خبر پر مضحکہ اُڑاتا ہے کہ یہ خبر ایسی ہی سچی ہے۔ جیسی کہ پیرس کی یہ افواہ ہے کہ لارڈ سالسبری صیغہ خارجیہ کی وزارت لارڈ ڈفرن کے حوالہ کرکے اب اس سے دست بردار ہونیوالے ہیں۔ مگر کیا پائنیر اسے ناممکن سمجھتا ہے۔ ہمارے خیال میں تو اسقدر نکمی خارجیہ معاملات میں لارڈ سالسبری کو جو وزیر اعظم و نیز وزیر صیغہ خارجیہ بھی ہیں اُٹھانی پڑی ہیں کہ انہوں نے لارڈ موصوف پر بخوبی واضح کردیا ہوگا کہ اب وہ معاملات خارجیہ نپٹانے کے قابل نہیں رہ گئے اور کہ انکی سنبھالنے کیلیئے لارڈ ڈفرن ایسے دوراندیش اور عاقبت بین کی سخت ضرورت ہے۔

معاملات ٹرکی پر ایک خامہ نگار کی تحریر۔ آجکل مغربی ممالک نے فنون حرب میں بحد ترقی کی ہے اور ان چمکدار ہتیاروں اور زرق برق کی مدد سے انہوں نے مشرقی ممالک پر اپنا رعب جما رکھا ہے ادہر عیسائی اخباروں نے اور وہاں کی زبان آوری سیکھکر دوسروں نے اور بھی عنان ناز ملکر اسطرح ڈرا رکھا ہے۔ کہ جسطرح بچے جو نکو ہوّے سے ڈرایا کرتے ہیں۔ اور انہیں باتوں سے انکی حکومتیں نیلام ادہر سلطان روم خلد اللہ ملکہ کے معاملات آرمینیا۔ مقدونیا۔ بلغاریا۔ مصر کے متعلق ہر روز نئے نئے مضامین شایع ہوتے ہیں جنکو سنکر ناواقف لوگ ایسا ہی تصور کرلیتے ہیں۔ کہ جسطرح گورنمنٹ انگریزی کسی چھوٹے سے جاگیردار

کو دہمکا کر کہ یوں نہ کرو گے تو تمہارا ملک چھین لیا جائیگا۔ اسیطرح مسٹر گلیڈسٹون یا لارڈ سالسبری سلطان کا ملک چھین لینگے۔ اور روم پھر بنسبت وناابود کر ڈالینگے۔ پھر یہ مسلمانوں کا ایک ٹکڑا ہی جاتا رہیگا چنانچہ کسی خشلمین نے یہ چھاپ بھی دیا تھا کہ رستم پاشا سفیر قسطنطنیہ سے لارڈ سالسبری نے یوں فرمایا کہ اگر گورنمنٹ ٹرکی اصلاح آرمینیا کو قبول نہ کریگی۔ تو ما بدولت اسکو چورا چورا کر دینگے۔ یہ سنکر رستم پاشا کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ اور لگے ہاتھ جوڑ کر سامنے تنکا لیکر عاجزی کرنی اور انکی بوٹ پر آنکھیں رگڑنے کہیں کسی لُست گو نے یہ لکھ مارا تھا کہ فوجی پریڈ پر کسی بات پر مسٹر پامر نے خدیو مصر کو آنکھیں دکھا کر بڑے طنطنہ میں آکر یہ کہا کہ خبردار رہ۔ نہ گوشمالی کر دیجاویگی۔ بیچارہ خدیو سنکر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔ ہندوستانی تعلیم یافتہ جماعت کے نزدیک انگریزی اخباروں کی یہ گپیں جو بازاری شیخی خوروں کے قلم کے نکلے ہوئے مقرے ہوتے ہیں۔ الہامی خبریں سی بڑھکر ہیں۔ اسلئے وہ بیچارے ادہر ہندوستان میں ادہر انگلینڈ میں محض ہمدردی اسلامی سے بار بار کبھی مسٹر گلیڈسٹون کے آگے ہاتھ جوڑتے ہیں کہ نہیں نہیں حضور رحم کیجئے۔ ہم ہندوستانی کالی بھیڑوں پر رحم فرمایئے کہیں لارڈ موصوف کا شکریہ کرتے ہیں بعض خبطی حکام ضلع کے پاس گھبرائے گھبرائے دوڑے جاتے ہیں کہ حضور وفادار رعیت اہل اسلام دست بستہ عرض کرتے ہیں کہ ہماری سرکار سلطان سے نہ لڑے۔ ورنہ ہم بیچارے خدا کے مارے رو رو کر مرجائینگے اور کرتیوں سے منہ ڈھانپ کر رہینگے مگر دنیا و مافیہا کی خبر نہیں۔ آنکھ کھولکر شوکت دیکھی تو عیسائیوں کی حکومت دیکھی تو نصرانیوں کی جھوٹی سچی گپ تر سنی تو انہیں کی۔ الٹ پھر کر تعریفیں سنیں۔ تو کہیں جرمن کی کہیں فرانس کی کہیں روس کی اور سب سے بڑھکر شیر انگلینڈ کی +

اب ذرا کان کھولئے۔ اور سنئے تھوڑی دیر کیلئے ہوش میں آجائیے۔ یہ حضرات گلیڈسٹون اور انکی جماعت نہ کسی سے لڑے نہ لڑسکے۔ نہ آجتک کسی ہم پلہ سے لڑے ہیں۔ زبردست یا مساوی دیکھا۔ خود جھک گئے زیردست دیکھا۔ اور اندرونی طور پر اسکے اعیان کو بہی توڑ لیا۔ تو جو حصہ دوڑے کوئی دنمیں سن لوگے کہ لارڈ سالسبری کہکر یہ کہیں گے کہ ہم نہیں چاہتے کہ آرمینیا میں عیسائی حاکم ہو کیلئے کہ اس سے ہماری رعیت ہندی برا مانیگی۔ حالانکہ ان بیچاروں کے دلمیں خطرہ بہی نہیں گذرتا۔ کہ ہمیں ہمارے ملک کا حاکم ہو اسیطرح یہ بہی کہدینگے کہ آرمینیا والے اصل شریر اور باغی ہیں ہم اپنے قدیم محسن سلطان کو ناراض کرنا نہیں چاہتے۔ اسیطرح اگر مصر بہی سلطان کیطرف سے کچھ دباؤ پڑگیا۔ تو یہ کہکر چلے آوینگے کہ ہم تو مصر کی بہبودی کے لئے اپنا روپیہ صرف کر کے وہاں ٹھہرے تھے۔ اب وہ اپنی حالت آپ درست کرنیکے قابل ہوگیا۔ سلطان نے ذمہ واری کرلی اسلئے چلے آتے +

اور اگر خدا کو دنیا میں انقلاب عظیم پیدا کرنا ہی منظور ہے اور معلوم بہی یہی ہوتا ہے اور مسلمانوں کے دن پہلے آنیکو ہوئے۔ تو پھر اسلام اور صلیب کے دو دو ہاتھ کر کے رہینگے۔ حال کی تحقیقات نے ثابت کردیا کہ دنیا میں چوراسی کروڑ مسلمان اور تیس یا چھتیس یا اٹھتیس کروڑ عیسائی ہیں پھر دیکھیے دنیا میں کیسی خون کی ندیاں بہینگی۔ اور کئی صدیوں سے جو مسلمان دب گئے ہیں پھر ابھرینگے ضرور ابھرینگے۔ رب الافواج بدکاروں شراب خوروں کو زیادہ مہلت نہیں دیتا۔ یوپ کے پاپ کا

گھٹرا ابھر گیا ہے۔ اسکا ڈوبنا ہی ضرور ہے +

جسوقت اسلام کا جھنڈا صرف مدینہ منورہ ہی کے پہاڑوں پر لہرا رہا تھا اہل بصیرت جان چکے تہے کہ یہ قوم عنقریب دنیا پر تسلط کریگی۔ اور ایسا ہی ہوا ہے۔ کہ سب سے پہلے دولت قیصریہ کا خاتمہ انکی ہاتھوں سے بہت جلد کرا دیا جسکی شوکت کا کچھہ انتہا نہ تھا۔ اسوقت کے مسلمانوں کی حالت ظاہری اسباب میں قیصرہ سلطنت کی نسبت اس سے کہیں پست تھی جو اب اہل یورپ کے مقابلہ میں ہے۔ پہر اگر یہ مذہبی لڑائی ہوئی (خدا کرے نہ ہو) تو اسکی آگ مغرب سے لیکر مشرق تک شعلہ زن ہوگی۔ اور روس جو کروڑوں مسلمانوں پر حکمران ہے بہت جلد جہادی لشکر کے آگے پست ہوگا۔ اور اسکے چمکیلے ہتیار ان ترکوں کے پاس ہوں گے جو ایک بار دنیا کو لقمہ کر چکے ہیں +

اسیطرح فرانس کی گت الجیریا اور ٹونس کے جہانسوز عربوں کے ہاتھوں سے ہوگی۔ جنکی بابت تھوڑے ہی پچھلے دنوں ٹونس کی لیجیل میں ستر ہزار فرانسیسی لشکر طعمہ اجل ہوا تہا۔ اس بیان کی تصدیق سوڈانیوں اور افغانستان کی جنگ سے بخوبی ہو سکتی ہے۔ یورپ کے لشکر اسوقت تک بہادر ہیں۔ جب تک انہیں تین بار تر اور پیٹ بہر کر کھانا ملے اور رستہ بہی ہموار ہو رستہ کا سامان بہی کافی ہو اور غنیم کا رعب بہی طاری نہ ہو اور اگر یہ باتیں نہیں بلکہ جا بجا سے شبخون رستہ بند اور دل ٹوٹ رہا ہو تو سمجھو کہ انسے زیادہ بہر کوئی اور قوم نامرد ہی نہیں۔ فرانسیسیوں نے جرمن کی لڑائی میں جیسی نامردی کی اسکی آج تک دنیا میں نظیر پیدا نہیں ہوئی۔ اسی لوے ہزار لشکر نے باوجود ساز و سامان کے ہتیار رکھدیے اور لٹ گئے۔ روس کے مقابلہ میں بہی اسی ہزار آدمی ترکوں کے ستہ۔ کہ پلیونا کے جنگ میں اسکے تین لاکھہ لشکر کا کام تمام کر دیا اور خبر یہ گذری کہ انکو کئی روز سے دانہ پانی نہ ملا تھا نہ میگزین رہا تھا۔ محاصرہ توڑنے کے دن بہی تو بیس ہزار لشکر روسیہ کا کام تمام کر دیا۔ باوجودیکہ جرمن کے بڑے بڑے تجربہ کار افسر روس کے جھنڈے تلے تھے۔ پیچھے ملک میں امن تہا یورپ کی اکثر طاقتیں طرفدار تھیں۔ برخلاف اسکے ترکوں کے گھر میں کئی پاشاؤں کی الٹی ملٹی پھوٹ تھی۔ بڑے بڑے صوبہ باغی تہے۔ عیسائی رعایا منحرف تہی +

پچھلے جنگ صلیب میں جسکو سات سو برس ہوئے تمام یورپ کی فوجیں نہیں اور پادریوں کے جہادی لشکر تہے۔ اور مسلمانوں میں باہم نفاق تھا پہر بہی جو کچھہ منہ کی کھائی ہے اسکی تلخی صدیوں تک انکی دلوں میں رہ گئی ہے۔ پہر وہی بیت المقدس عیسائی کا گھر ابتک مسلمانوں ہی کے قبضہ میں ہے۔ ترکی سلطنت بقول اہل یورپ بیمار ہے۔ ایران میں کچھہ دم نہیں۔ کابل کا کچھہ وجود ہی نہیں۔ بخارا روس کا ماتحت ہے۔ مصر اب انگریزی قبضہ میں گرفتار ہے۔ پہر یہ عیسائی اسکو لے کیوں نہیں لیتی۔ اگر کہو اب مذہب عیسوی کی پروا نہیں رہی تو پہر ان عیسائیوں کی ہمدردی میں کیوں اندھا دھند عمل چہار کہا ہے۔ روس نے یہودیوں پر ظلم کیا۔ امریکہ میں لاکھوں کو گولیوں سے مار ڈالا اور ہر ملک میں عیسائیوں نے بندگان خدا کے خونوں سے ہاتھہ رنگے۔ وہاں انسانی ہمدردی کہاں چلی گئی تھی +

زمانہ کے حالات تغیر پذیر رہتے ہیں۔ کہ ا فرانس ... ننگے بھوکے مسلمان جو ... ابواب ... بیدار ...

گئے ہیں۔ یورپ میں آگھسینگے جو ایک ماہ جبین دولہن کیطرح آراستہ و پیراستہ شوہر کے انتظار میں بیٹھی ہے دیکھو قضاء و قدر نے جاپان میں علوم جدیدہ پھیلاکر دکھا دیا کہ یہ اختراع اسلحہ کچھہ یورپ ہی کا حصہ نہیں +

اب مَیں اپنی مہربان گورنمنٹ انڈیا کی خدمت میں موٴدبانہ عرض کرتا ہوں اور ناصح مشفق ہوں اور سچا خیرخواہ ہوں آپ اگر دنیا میں ہمیشہ کیلئے تاج و تخت برقرار رکھنا چاہیں تو اسلام کی مدد کیجیے۔ کیونکہ سچی عیسائیت اور اُسکا عطر اسلام ہی ہے جیساکہ فرانس کے محققین کا قول ہے اور اگر یہ بھی نہ کرنا چاہو تو ادنے درجہ یہ تو کیجیے کہ اسلام کی تیز دھار کے سامنے بھی نہ آئیے۔ اس سے بہرحال موافقت رکھیئے اور ان بوسیدہ مغز بدخواہ تاج و تخت یورپین کے منہ پر مہر لگائیے۔ جو شراب کے نشے میں زہر اُگلتے ہیں۔ اور اپنے گھر میں بیٹھکر زمین و آسمان کے قلابے ملاتے ہیں۔ سنت اللہ یونہی جاری ہے کہ جو اسلام کا مقابل ہوا غارت ہوا۔ ترکوں پر جو یہ نرغہ ہے تو اُنکی بعض بیدین غدار رشوت خوار افسروں کی وجہ سے ہے جنہوں نے طریقہٴ اسلامی چھوڑکر نئی روش اختیار کر لی ہے۔ اگر یہ انہیں رستوں پر چلیں جنپر اُنکے باپ دادا چلاکرتے تہے۔ تو پھر انسے کون آنکھہ ملا سکتا ہے یہ وہی ترک ہیں جنہوں نے یورپ کی پگڑی سر سے اُتار لی تھی۔ حضرت سلطان عبد الحمید خان خلد اللہ ملکہ کی ذات سے امید ہے کہ وہ پہر اسلامی محور پر حرکت کریں گے + (الراقم ایچ ماہر)

ہفتہ مختتمہ ۶ جنوری ۱۸۹۶ء کی تار کی خبریں وغیرہ

تار کی خبریں

قسطنطنیہ ۲۹ ڈسمبر۔ سلطان نے عارف پاشا کو بیش قیمت تحائف دیکر بمقام سنٹ پیٹرزبرگ شہنشاہ روس کے پاس بہیجا ہے افواہ ہے کہ وہ ایک خاص امر کیلئے گئے ہیں۔ اور کہ حال میں ٹرکی اور روس کے درمیان رابطہ دوستی مستحکم کیا گیا ہے۔ یہاں بیشمار ترک گرفتار کئے گئے ہیں جنمیں تین سرکاری کلرک بھی ہیں۔ الزام یہ ہے کہ موجودہ گورنمنٹ کے انتظام کے خلاف کارروائی کرتے ہیں +

ایضاً۔ ۳۰ ڈسمبر۔ زیتون کے باغیوں کو امداد پہنچ گئی ہے۔ اور وہ ایک دوسرے مقام پر قابض ہو گئے ہیں +

" ۳ جنوری۔ سلطان المعظم نے منظور کرلیا ہے۔ کہ کانسلان مقیم حلب باغیان سے ہتھیار رکھوانے اور انکے سپرد کرینکا انتظام کریں +

(اس ہفتہ میں خبروں کی اسلئے کمی رہی کہ منازعات وینزویلا و ٹرانسوال نے گورنمنٹ انگلستان اور ریوٹر کی توجہ کو غریب ٹرکی کیطرف سے ہٹا دیا ہے۔ چونکہ آیندہ چند ہفتوں میں یہی کیفیت رہیگی اسلئے بطور یاد دہانی یہ ذرا سا اشارہ کردیا ہے۔ (مولف)
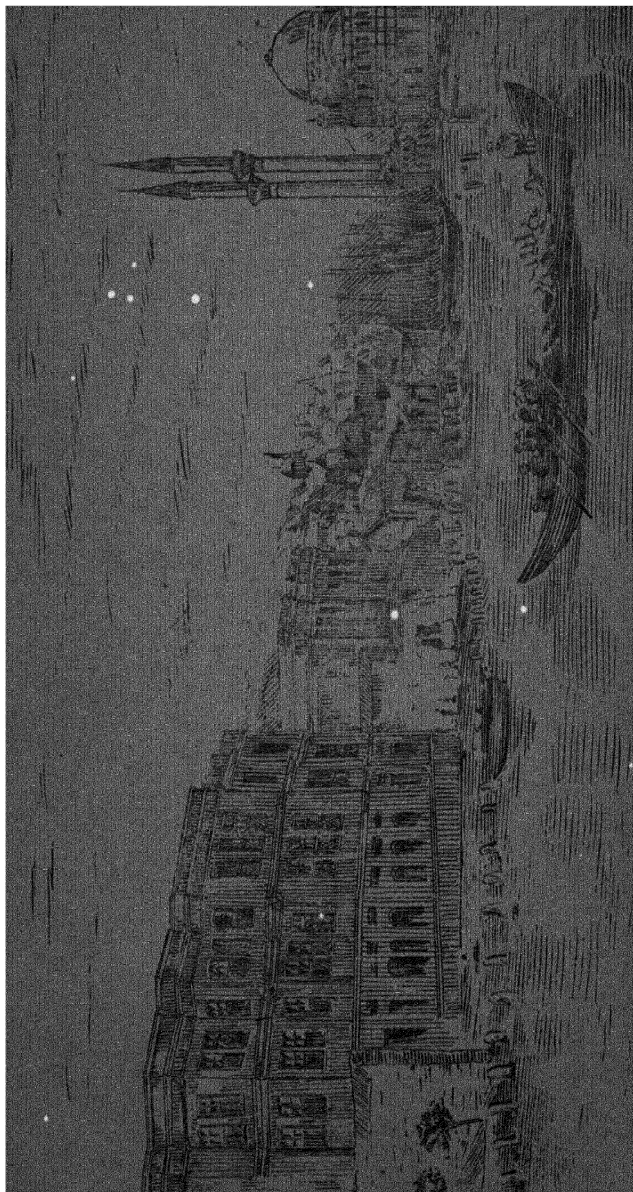
ٹرکی کے سلطان المعظم اور مغربی سلطنتیں

ٹرکی کی نازک حالت ہونیکی وجہ یہ نہیں تھی۔ کہ اُسکی قدیمی حکومت میں نقص آرہا ہے یا اُسکے پاس کافی فوج نہ تہی یا اُسکی

قسطنطنیہ قصر چراغان

حالت ابتری کی نہی یا کہ اسکی رعایا باستثنائے ارمنی مفسدوں کے اسپر جان و دل سے فدا نہیں یا کہ سلطان المعظم میں کوئی فتور حسن تدبیر ہوا تہا جسکی سبب سے وہ نازک حالت تک پہنچگیا ہو تہا یا کسی آپنی پارٹیوں میں بادہ انتظام اور نظم ونسق موجود نہ تہا یا کہ تمام دنیا کے مسلمانونکو بحیثیت اسکے خلیفۃ المسلمین ہونیکے اسکی انسانیہ ہمدردی نہ تہی بلکہ اسکے نازک ہونیکی وجہ یورپ کا وہ دباؤ تہا جو متعصب عیسائیوں اور گلیڈسٹونی تقریروں کیوجہ سے پیدا ہورہا تہا +

انگریزی صحائف میں ٹرکی کی سلطنت پر گوناگون الزامات عائد کئے جاتے ہیں اور ٹرکی پر وہ پھبتیاں اوڑائی جاتی ہیں جو آجتک بھانڈونکو بہی نہ سوجہی ہونگی۔ مگر دنیا جانتی ہے کہ ٹرک کس عقل شریفانہ سے اُن سے متاثر رہے ہیں ان افترا پردازیوں اور رخنہ اندازیوں سے اگر یورپ کی تہذیب کا پتہ ملتا ہے۔ تو انکی برداشت کرنیسے ترکوں کی صلح پسند پالیسی کا بہی ثبوت ملتا ہے۔ ان سب چالبازیونکی غرض بجز اسکے اور نہیں کہی جاسکتی (۱) ٹرکی میں تشویش پہیلائی جاوے (۲) ارمنی اسیے ابہریں (۳) عام مسلمانونکو جو سلطان المعظم سے خلیفۃ المؤمنین ہونیکی وجہ سے تعلق رکہتے ہیں برگشتہ کیا جاوے (۴) یورپ کا اندرونی نفاق اس مذہبی ورقومی خبط سے اشتعال میں آکر اتفاق سے بدلے اور ٹرکی کی بربادی کیلئے ایک سبب ہو (۵) سلطان المعظم پر تخویف ڈالکر پولٹیکل مطالب حاصل کئے جاویں۔ مگر یاد رہے کہ سلطان المعظم اور اُسکی بہادر ترک ان گیدڑ بہبکیوں سے خوف نہیں کہائینگے اور آسانی کیساتہ مخالفین سے نیچا نہیں دیکھینگے۔ تاریخ عثمانیہ پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بہادر ترک پر ہمیشہ سے مخالفین کی نگہ رہی ہے مگر وہ نہ کبہی کسی سے دبا اور نہ کسیکی تابع ہوا اور اپنی جرات اور عمدگی انتظام کیوجہ سے آجتک محفوظ رہے اور قیامت تک رہیگا ؎ دشمن چہ کند چو مہرباں باشد دوست

ہم تو حیران ہیں کہ گریٹ برٹن بالخصوص اتنا کیوں اثر دکہا رہا ہے۔ شاید مسلمانونپر یہ اپنی قوت کا نمود ہو۔ مگر نہیں اُسکو اُن مسلمانوں کی دل شکنی اور کوفت جگری کی پروا ہونی چاہئے جو اُسکے تابع اور زیر حکومت ہیں۔ جنکی تعداد ہند میں پانچ کروڑ سے زیادہ ہے مگر یہ مسلم ہے کہ مسلمانوں کی آبادیاں جو ملکہ وکٹوریہ قیصرۃ الہند کے مقبوضات میں ہیں۔ بجز اسکے کہ انکی گورنمنٹ برطانیہ سے جو سلطان المعظم کی ہمدردی سے پیدا ہوگی۔ اور وہ گریٹ برٹن کی پالیسی کی منصوبوں میں کسیقدر خلل انداز ہوگی۔ کوئی زیادہ فتنا تشویش پہیلا نہیں سکتیں۔ بنظر اُس ارادت اور عقیدت کے جو اُنکو ملکہ ممدوح سے ہے مگر ایسی توقع اُن آبادیوں سے نہیں کہی جاسکتی جو خارج ہیں۔ بلکہ اُنسے جو توقع ہے وہ خوفناک ہے۔ لہذا گریٹ برٹن کی یہ پالیسی جو اسوقت خصوصیت سے ٹرکی اور عام مسلمانوں کے حق میں برتی جاتی ہے۔ اور چونکہ غالباً گلیڈسٹونی مذاق پارٹی اور انگریزی اخبارات کے شعبدوں اور خود گلیڈسٹون کی تقریروں سے جو کہ اسلام کا ایک سخت دشمن ہے۔ پیدا ہورہی ہے ہم خیال کرتے ہیں کہ پسندیدہ نہیں ہے اور قابل ترک ہے +

یہ خیال کرلینا کہ انگلیڈسٹ سے بڑہکر کیوں اپنا اثر دکہلا رہا ہے۔ ایک ایسا خیال ہے جسکی وجہ اُسیقدر معقول ہوگی جسقدر اسکا یہ اثر ہے یہ وجہ اگر ارمنی لوگوں کی حمایت ہے تو ہم نہیں سمجہہ سکتے کہ عیسائی طاقتونکو کیوں زور کیساتہ اُن سے شمولیت

نہیں ہے اور نہ ہمسر کوئی وجہ ترجیح کی معلوم ہوتی ہے جو بالخصوص انگلینڈ میں موجود ہونی چاہئیے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ وجہ ایسی معقول نہیں ہوسکتی۔ جسپر اس دباؤ کو منحصر رکھا جاوے۔ وہ وجہ اور ہونی چاہئیے۔ ہاں اگر مسئلہ تخلیہ مصر کو اس دباؤ کی وجہ قرار دیا جاوے۔ تو پھر ہمکو شک نہیں۔ بلکہ یقین سے کہنا پڑیگا کہ اور سلاطین کیوں انگلینڈ کیساتھ معاونت کا دم بھرتے ہیں گو اُسکی وقعت ہاں میں ہاں ملا دینے سے زیادہ نہ ہو خصوصاً روس اور فرانس جنہوں نے بشمولیت ٹرکی اپنی طرف سے یہ یادداشت تحریر کری تھی کہ "انگلینڈ مصر کو خالی کردے" جسکا جواب یہ دیا گیا تھا کہ "ابھی خالی کرنیکی پوری مہلت نہیں ہوئی"۔ مگر جب ہم واقعات پر نظر ڈالتے ہیں۔ جو قریبا برس سے زیادہ کی ہماری نظروں سے گذرتے ہیں۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ ٹرکی کی بربادی پر سب طاقتیں انگلینڈ کے ساتھ دل سے تیار نہیں ہیں۔ ایسا علم ہونے سے اسباب کے باور کرنے میں شک باقی نہیں رہتا کہ انگلینڈ مسئلہ تخلیہ مصر کو حل کرنا چاہتا ہے۔ اور یہ وجہ معقول بھی ہو سکتی ہے۔ کیونکہ جتنا تعلق مصر کے ساتھ ٹرکی کو ہے۔ روس اور فرانس کو نہیں ہے +

انگلینڈ نے سوچا تھا کہ اگر سلطان دباؤ میں آگیا۔ تو پھر مسئلہ مصر کا تصفیہ تخمندی کیساتھ عمل میں آجائیگا۔ اور روس اور فرانس بجز ٹرکی کے انگلینڈ پر زور نہیں ڈال سکیگا۔ اور اگر وہ دباؤ سے متاثر نہوا۔ تو روس اور فرانس کی شمولیت پر اُسکو پورا اعتماد رہیگا جس سے وہ تخلیہ مصر پر آسانی کیساتھ انگلینڈ پر زور نہیں ڈالسکیگا۔ گو یہ خیال ہے کہ ٹرکی کی بے اعتباری کیوجہ تخلیہ مصر اُس صورت میں ہوسکتی ہے جبکہ یہ ثابت ہوجاوے کہ روس اور فرانس دلسے انگلینڈ کیساتھ نفاق نہیں رکھتے مگر آجتک یہ بات دلائل سے ثابت نہیں ہوئی۔ کہ روس فرانس بھی انگلینڈ کے ساتھ ہیں۔ اگرچہ لارڈ سالسبری اسبات پر زور دے رہے ہیں کہ یورپ کی گورنمنٹوں میں اتفاق ہے۔ یہ زور محض اس خیال کے باطل کرنے پر دیا جاتا ہے جو ٹرکی کی رائے ہورہا ہے کہ "یورپ کی گورنمنٹوں میں نفاق ہے" جو کہ دباؤ کے آثار کو معطل ٹھیرا رہا ہے +

ہم خیال کرتے ہیں کہ مذکورہ دونوں حالتوں میں مسئلہ تخلیہ مصر حل نہیں ہوسکتا۔ بلکہ اس وقت کی چھیڑ چھاڑ سے اُسمیں اور اُلجھاؤ واقع ہوگیا ہے۔ اور ادنے تامل کے بعد یہ نقشہ دل میں قائم ہوتا ہے کہ اُسکے ہولناک نتائج ٹرکی کی نسبت بہت سے زیادہ ہونگے بلکہ ٹرکی کے دلیں اصح اور بیّن طور سے یہ ثابت ہوگیا ہے۔ کہ مذکورہ جواب جو انگلینڈ نے دیا ہے وہ رفع الوقتی سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا +

اگر ہم ٹرکی کی تقسیم کو خیالی پلاؤ کی وقعت نہ دیں تو کہہ سکتے ہیں کہ اُسکا تسخیر کرنا اگر ہزار درجہ مشکل ہے تو اُسکی تقسیم لاکھ گنا کٹھن ہوگی کیونکہ ہر ایک سلطنت اپنی اپنی مراعات کو فوقیت دینے پر دوسرے کی مزاحم ہوگی جس سے اُنکو امن و امان کی بجائے خوف کے قریب ہوجائینگی اور اگر قرعہ اندازی کرینگی۔ تو اس سے بھی وہی خرابی واقع ہوگی جو پہلی حالت میں نمودار ہوتی تھی۔ یعنے مثلاً انگلینڈ روس کی مجاورت نہیں چاہیگا۔ اور فرانس انگلینڈ کی مقاربت سے نفرت ظاہر کریگا۔ اور اگر بفرض محال کسی طور سے تقسیم ٹھیک بیٹھ جائیگی۔ تو بھی آئندہ خطرات کو دور نہ کر سکیگی۔ کیونکہ تقسیم کرنیوالی سلطنتیں

پہلے جسقدر ایک دوسرے سے دور تھے اب اُسیقدر نزدیک ہو جاوینگے اسمیں نہیں بر دست چالبازی کی پالیسی بھی صاف من و امان سے بسر نہیں ہوگی اور کمزور کی تشویش تو ہر وقت موجود رہیگی کیونکہ باہمی پھیلاؤ تو اسی جگہ کے اندر رہیگا جسکے وہ قابض ہونگی اور اس پھیلاؤ کے دفعیہ کی فکر خود اُنہوں ہی پر پڑا کریگی ہر ایک حق شفع کی منتظر رہیگی۔ پس جو خرابی ٹرکی پر اُنکی درمیان ہونیکی وجہ سے عاید ہوئی تھی۔ وہی اُنکی درمیان واقعہ ہوگی۔ پس جو لوگ کہتے ہیں کہ "وہ دن قریب آگئے ہیں کہ ٹرکی کی تقسیم کیجاویگی" اُنکو اس قول کی یہ معنے سمجھنے چاہئیں کہ "یورپ کے آئے دن کے امن و امان کے خاتمے کے ایام پہنچگئے ہیں"

اگر عیسائی مشرب کے لوگ ٹرکی کی ہمدردی کے آرٹیکلوں کو پڑھکر مضحکہ اُڑاتے ہونگے۔ اور دلمیں سوچتے ہونگے کہ ہماری افترا پردازیوں اور محض تخویف کی تحریرات سے ٹرکی اور اُسکی ہمدرد یا رٹیوں میں ایک حد تک تھلکہ اور تشویش پھیلی ہوئی ہے اور محض ہماری من گھڑت خیالات پر لفظی مباحثے شروع ہو رہی ہیں تو گویا وہ یہ کہ ٹرکی اور اُسکی ہمدردان چالوں سے نابلد نہیں ہیں اور اُنکی مباحثوں کا مذاق کچھہ گھرا ہے اور اُسکی معنی یہ ہیں کہ عیسائی مشرب لوگونکے یہ موجودہ من گھڑت خیالات اگر بجائے واقعات بھی بنجائیں تو بھی ٹرکی کا خاتمہ ہو جانا کوئی سہل امر نہیں ہے۔ بس ٹرکی ان خیالات کو ایک افعات شدنی سمجھکر بمقتضائے حزم ملکداری اپنی سلطنت کے محفوظ رکھنے میں مصروف ہے +

پس جو لوگ ٹرکی کی اس مصروفیت کو تخویف پر عمل کرتے ہیں وہ پولٹیکل علوم سے محض ناواقف ہیں جنہیں خیالات کو واقعات سمجھا گیا ہے۔ اور تعجب نہیں کہ لارڈ سالسبری کی سپیچ کو جو یورپ کے بعض حصوں میں تخویفی کہا گیا ہے وہ دیدہ ٹرکی کو غفلت میں ڈالنے والی ایک چال ہو اور یا ایک احتمال ہے۔ مگر ٹرکی تا حال جس طریق پر چل رہی ہے وہ نہایت مدبرانہ ہے اور بلا شک کہا جاسکتا ہے کہ اُسکا وہ انتظام سلطنت آیندہ خرابیوں کے انسداد پر جسکا آنا محتمل ہے ہر وجہ سے کافی ہے بڑی سرعت اور ہوشیاری کیساتھہ اُن حدود کو مستحکم اور مضبوط کر لیا ہے جنپر یورپ کے حملوں کا احتمال تھا۔ اور اُسکے ساتھہ ہی سامان حرب اور رسد رسانی کے بہم پہنچانے اور افواج کے تقسیم میں عمل لائے جاسکتا انتظام بھی عمدگی سے ہو چکا ہے اب باقی یہ تماشا رہا ہے جو کھلیں گے جو ہر پیادروں کے ادہر یا اُدہر تنہا رستے

ہم یہ حیرانی ظاہر کرتے ہیں کہ یورپ کی نصف بیگ کیا ہوا کہ وہ دنیا صرف [illegible] کو ہی اور متعصب عیسائیوں کی سر پر اتنا بھوت کیوں چڑھا کہ وہ المپسترڈپ تحریروں سے اپنے دلوں کو سیاہ کر رہے ہیں۔ اگر وہ واقعی جانتے ہیں کہ ارمنی لوگ مفسد شریر نہیں ہیں بلکہ ناحق ستائے جاتے ہیں اور کہ انکو اُنکے ساتھہ قومی اور مذہبی حمایت ہے۔ تو پہر کونسا امر مانع ہے کہ ٹرکی پر گولہ باری نہیں کیجاتی۔ یہ منطق پذیرا اور قبول نہیں ہوسکتی کہ ٹرکی کی ضرورت ہے اگر یہ ضرورت سلطنتوں کو عزیز ہوتی تو ممکن نہ تھا کہ ارمنی لوگوں کو حمایت کے دم بھرنے سے ابھارا جاتا یا اگر وے از خود اُبھرے تھے۔ اور دور و دراز کی سازش نے انہیں ایسا اُسوں نہیں ڈالا تھا۔ تو اُن کی دبانے پر ٹرکی کی معاونت کیجاتی۔ حالانکہ اُنکے اس امر کی ضرورت [illegible] کی تھی۔ لہذا یقینی طور پر کہا جاتا ہے کہ یا تو سلطنتیں ارمنی لوگوں پر بہت پرچھائیں نہیں رکھتیں۔ بلکہ اُنکو اس گناہ کبیرہ کا مرتکب

تصور کرتی ہیں جو کیفر کردار رعایا سے بادشاہ عادل کی حق میں ظاہر ہوتا ہے۔ یا اُنکی حمایت پر وہ عملی طور پر آنا پسند نہیں کرتیں یا وہ خود اتفاق نہیں رکھتیں۔ یا وہ صرف دھمکی ہی کافی سمجھتی ہیں مگر ہم کہینگے کہ ارمنی لوگوں کی حمایت صرف ایک آڑ ہی آڑ ہے۔ بلکہ سلطنتیں بلحاظ اختلاف مذہب مذاق عالمگیری اس امر کی خواہاں ہیں کہ اس ایک ترک بہادر کو ہضم کر لیا جاوے مگر کچھہ اسوجہ سے رکاوٹ ہے۔ کہ وہ ترک جسپر غدا کا ہاتھ ہے کوئی نرم لقمہ نہیں ہے۔ جو آسانی کیساتھہ سلطنتوں کے گلے نیچے اتر جاویگا اور کچھہ اپنی اندرونی نفاق کیوجہ سے اور کچھہ اُن خرابیوں کے متخیل ہونیسے جو بصورت تسخیر ٹرکی عمل میں آئینگی۔ التاہم ضرور کہدینے ہیں کہ یورپ کی گورنمنٹوں میں ضرور نفاق ہے۔ اور اگر بزعم باطل وہ اتفاق سے بالجاوے تو بہی وہ ٹرکی پر حملہ آور ہونے کیوجہ سے جو مفاد حاصل کرینگی۔ اُسکا ہضم کرنا اُنکو زہر کے برابر ہوگا +

یہ امر بہی قابل ذکر ہے۔ کہ ٹرکی کی پالیسی اس درجہ تک بے رو رعایت ہے۔ کہ اُسنے باہر کے عیسائیوں کو اور اُن فتنہ پرداز آرمینیوں کو وہ عہدے دے رکہے ہیں۔ کہ بعض وزارت تک پہنچ گئے ہیں۔ مگر اِن احسان فراموشوں نے اس ایسے دلنواز آقا سے یہ سلوک کیا کہ ہ رموز سلطنت کو یورپ تک پہنچایا غدر اور فساد برپا کئے۔ اور یہ کہدیا کہ ترکی حکومت ترکوں کی خالص حکومت نہیں کہی جا سکتی۔ کہ اکثر نظم و نسق ہمارے ہاتھوں میں ہے" اور کہ وہ اپنی آزادی اور خود مختاری کا دعوی نہیں کر سکی جبکہ کئی دفعہ انگلینڈ نے خاص اپنی حفاظت و معاونت سے اُسکو معرض زوال سے نکالا ہے۔ نظر ابریں ہم بہی کہتے ہیں کہ اگر اسوجہ سے سلب حقوق اور انتقال سلطنت لازم آتا ہے تو وہ زمانہ دور نہیں۔ کہ جب ترکی گورنمنٹ اپنی اس پالیسی کی ترمیم کریگی اِن لوگوں کی بے رخ تحریروں کی شکایت کہاں تک کیجیئگا۔ چنانچہ ایک اخبار لکھتا ہے کہ " ٹرکی میں ایک تضحیک کی صورت پیدا ہو رہی ہے جسنے اس موجودہ نشوونش کو بہلا دیا ہوا ہے۔ سعید پاشا سلطان کے غصب سے برٹش سفیر کی پناہ میں چلا گیا ہے سلطان اُنکو بلاتا ہے کہ آجاؤ تمہارا توقیر کیساتھہ استقبال کیا جائیگا۔ مگر اُسکو سلطان کے اطمینان پر تامل ہے وہ آتا نہیں لعریہ مشرقی حکومت کی کمزوری کا ایک نمونہ ہے انتہے" ہم کہتے ہیں یہ کوئی تضحیک نہیں ہے۔ (بلکہ ایسا کہنا ایک تضحیک ہے) بلکہ اس سے سلطان المعظم کا اخلاق اور تدبر نمایاں ہوتا ہے۔ کیا سلطان المعظم کو یہ ضرور نہیں تہا کہ وہ سعید پاشا کو جسکی مواجہ میں تمام ارمنی واقعات ۱۲ ماہ سے گذر رہے تھے۔ اور جو کہ اکثر رموز سلطنت پر مطلع تہا۔ ایک ایسی جگہہ سے نکالکر اپنے پاس لے آتے۔ جہاں پر سلطان کی ہمدردی کا نام ونشان نہ تہا۔ اگر یہ واقعہ سلطان المعظم کے اخلاق اور تدابیر کی نفی کر کے تضحیک پیدا کرتا ہے تو کیا وہ صورت تضحیک نہیں کہی جا سکتی ہے کہ جب گلیڈسٹون نے وزارت سے استعفا دیا تہا تو انگلینڈ کی جانب سے از روئے اخلاق یہ ظاہر کیا گیا تہا کہ " ای گلیڈسٹون تم استعفانہ دو ملکہ معظمہ تمکو اعلیٰ درجہ کی اعزاز دینا چاہتی ہے" مگر گلیڈسٹون نے انکار کیا تھا اور آخر کار الگ ہو گئے۔ حالانکہ انگلینڈ میں وہ وقت امن امان کا تھا اور ٹرکی میں یہ وقت غدر اور فساد کا ہے +

ہم مسلمانان ہند بالخصوص اگرچہ چاہتے ہیں۔ کہ حضور ملکہ معظمہ کی سلطنت آئے دن وسیع ہوتی رہے مگر اسکے معنے یہ نہیں ہیں کہ اسکی آئندہ پارٹیشن تقسیم سلطنت کیلئے ایسے اصولوں پر پابند ہوں جو بلحاظ اعمال ملکداری کے قابل افسوس اور لائق نفرت ہوں یا انہیں کسی وقت جابرانہ اور ظالمانہ الفاظ کا اطلاق وارد ہو سکے انگلینڈ کیساتھ جو دو سلطنتیں اسوقت ٹرکی کے معاملات میں غلط ڈالنے پر شمولیت کا دم بھرتی ہیں انکی ہمکو کچھ پروا نہیں ہے۔ اور نہ ہم ان پر اپنی تشویشوں اور اضطرابی کا اظہار کرتے ہیں۔ وہ بلا سے مگر ہم نہیں چاہتے کہ انگلینڈ ہماری تشویشوں کی قدر اور مواز نہ کرے اور سلطان المعظم پر وہی دباؤ رکھے جو اسکے آئندہ فرقوں میں یورپ کی تحریکوں اور ترغیبوں کی وجہ سے پیدا ہو رہا ہے ہم حیرانی کیساتھ یہ ظاہر کرتے ہیں کہ اگر انگلینڈ کی یہ پالیسی ہے تو موجودہ حالتمیں وہ قابل ترمیم ہے +

لارڈ سالسبری نے برٹین کی سپیچ میں بہت ہی معقول کہا تھا۔ کہ حضور ملکہ معظمہ کی زیر اطاعت جتنی مسلمان آبادیں ہیں۔ اتنی سلطان عبد الحمید کے تابع نہیں ہیں۔ تو گویا ملکہ معظمہ مسلمانوں کی نگاہ میں ایک خلیفہ سے کم نہیں ہے گو اس خیال کو بعض سلطنتوں میں پسند نہیں کیا گیا۔ اور ظاہر کیا گیا کہ ملکہ معظمہ کو خلیفہ کے مقارن دکھلانا مناسب نہیں ہے الا ہم کہتے ہیں کہ اگر یہ خیال صحیح ہے تو اسکے معنے یہ ہونے چاہئیں۔ کہ مسلمانوں کی تشویش کو ٹرکی کے برباد کرنیسے نہ بڑھایا جاوے جنکو سلطان المعظم کیساتھ مذہبی اور اخلاقی تعلق ہے۔ بلکہ انکی حکومتی اور آئینی منصبوں کو جو کہ انکو ملکہ معظمہ کیساتھ ہیں ان تعلقات مذہبی اور اخلاقیہ کے بجوف رکھنے سے جو کہ وہ سلطان المعظم کیساتھ رکھتے ہیں تقویت دیجاوے۔ اس بنا پر ہم لارڈ سالسبری کی وزارت پر اگر افسوس کیساتھ ظاہر کریں کہ اسنے کیوں ~~پالیسی~~ پالیسی کو پسند کر رکھا ہے۔ جسسے انگلینڈ کے اخبارات کی وہ رنجیدگی اور منہ زوری کو آئے دن ترقی ہو رہی ہے۔ جسکو سلطان المعظم اور اسکی ترک اور تمام دنیا کے مسلمان نہایت تحمل اور تامل کیساتھ سن رہے ہیں تو بیجا نہ ہوگا وزارت موصوفہ کو مدبرانہ طور پر ٹرکی کی شائستہ اور صلح پسند پالیسی کی قدر کرنی چاہیئے اور سلطنتوں کی ہاں میں ہاں ملا دینے کی حکمت عملی پر اترانا نہ چاہیے اور تعصب اخبار و نکو روکنا چاہیے کہ وہ معاملات کی حالتکو نازک نکریں اور ترکوں کو اشتعال نہ دلائیں اور انکو اس خاموشی کی بزدل قرار دینا نہ چاہیئے۔ اور سلطنتوں کو یہ سمجھنا چاہیئے کہ ترک اپنی چالوں میں وہمی اور خفتہ نہیں ہیں۔ وہ برابر ہوشیار اور بیدار ہیں۔ اگر بالفرض وہ کاہل اور خفتہ بھی ہیں۔ تو بھی انکو چھیڑنا نہ چاہیئے +

زخر گوش خفتہ غافل مشو زینہار۔ کہ چند انکہ خسپد دد دو وقت کار

ذیل کے بیانات ہمکو ایک سیاح کی زبانی معلوم ہوئے۔ جبکہ اتفاقیہ طور پر ہم سے وہ ملاقی ہوا یہ سیاح بلحاظ اپنی عمر و وجاہت اور تجربہ اور علمی لیاقت کے قابل الاعتماد سمجھا جاتا ہے۔ اور ہم اسکے ان بیانات کو اسوجہ سے اس جگہہ درج کرتے ہیں۔ کہ انسے کسیقدر ہمارے معلومات اور خیالات کی تصدیق اور تائید ہوتی ہے۔ ہمنے اس سے ذیل کے طریق پر سوال کیا + ہم کیا مولا آپکا گذر کبھی ٹرکی میں بھی ہوا ہے؟ اسنے جواب دیا ہاں پچھلے دنوں میں ٹرکی میں تھا۔ جبکہ ارمنی لوگوں اور

ترکوں کے درمیان فساد ہوا تھا۔ مینے کہا کیا آپ بتلا سکتے ہیں کہ ابتدا سے فسادوں کی بنیاد کسنے ڈالی۔ اُسنے کہا کہ ارمنی لوگوں نے پہلے پہل فساد کیا۔ اور ترکوں نے انکو بغرض احیاء امن و امان کے روکا مگر دی جرأت سے پیش آئی اسلئے انکو سیاست کے طور پر منتشر کر دیا گیا۔ مینے کہا انکی اسقدر ناجائز جرأت کی وجہ کیا ہے۔ اُسنے جواب دیا کہ مجھے غیر معمولی طور پر اسوقت یہ معلوم ہوا تھا کہ یورپ سے انکی سازشوں کا سلسلہ ملا ہوا ہی۔ مینے کہا کمیٹی انقلاب سلطنت اور لبرل پارٹی کے مسلمانوں کی کیا کیفیت ہے۔ اُسنے کہا کہ میں اپنے سات ماہ کی تحقیقاتوں کے رو سے جو کہ ان واقعات کے ظہور کے بعد تک ٹرکی میں کیگئی ہیں کہہ سکتا ہوں کہ یہ پارٹیں بالکل معدوم ہیں۔ اگر ہیں تو وہ مسلمان ہیں جنکو زیادہ تر ارمنی لوگوں کی صحبت اور مشورت رہتی ہی انکی شدو مد سے بیان کرنیسے یہ غرض ہی کہ دنیا پر کہا یا جاوے کہ سلطان المعظم کی بدنظمی سے صرف ارمنی اور یورپ ہی شکایت نہیں کرتا بلکہ اندرونی حصہ ٹرکی کے مسلمان بھی ناراض ہیں۔ اور ایسا کرنیسے مخالفین اسلام سمجھتے ہیں کہ سلطان المعظم کی وقر اور ہمدردی کم ہو جاویگی۔ مینے کہا کہ سلطان المعظم کی رعایا اور دیگر مسلمانان جو ادہر آباد ہیں اُسکے ساتھ کیسے خیالات رکھتے ہیں اُسنے کہا نہایت مخلصانہ اور وفادارانہ۔ مینے کہا کہ وہاں سے پہر آپ ادھر کب آ ئے۔ جواب دیا کہ میں کوئی پانچ چھہ ماہ سے چلا آیا ہوں۔ اور براہ عدن کراچی سیر کرتا ہوا کابل ہرات وغیرہ امصار میں ہوتا ہوا یہاں ہند میں پہنچا۔ مگر اس دورہ سیاحت میں اپنے معمول سے بڑھکر کسی جگہ قیام نہیں کیا۔ مینے کہا اب معلوم ہے کہ ٹرکی کی کیا حالت ہے۔ اُسنے کہا جب میں عدن میں پہنچا تہا تو مینے انگلینڈ کے اخبارات کی تحریریں پڑہیں۔ اور مجھے معلوم ہوا کہ ٹرکی میں قیامت ہو گیی۔ کچھ عرصہ بعد مینے معاملات آرمینیا میں اور زیادتی دیکھی۔ اور مجھے حیرانی ہوئی۔ اور مجھپر کہلگیا کہ یہ سب باتیں بناوٹی ہیں۔ اور مجھے ایسا یقین کرنے پر کچھ تو ذاتی تجربہ تہا اور کچھ اُن معززاور محقق لوگوں کی صحبت سے حاصل ہو جنکو پختہ ذرایع سے اصل کوائف پر علم تہا۔ مینے کہا کہ کیا آپ بتلا سکتے ہیں۔ کہ دنیا بھر کے مسلمانونکو ٹرکی سے کہانتک ہمدردی ہے۔ اُسنے بیان کیا کہ میں اپنے مختلف تجارب سے کہہ سکتا ہوں کہ سلطان المعظم سے دنیا بھر کے مسلمانوں کو بوجہ خلیفۃ المومنین ہونیکے اظہار ہمدردی ہے اور ہر جگہ بر اس ہمدردی کے ذریعے موجود ہیں۔ اور مختلف طور پر اسپر کوششیں ہو رہی ہیں۔ اور عموماً یہ ہمدردی اکثر خواندہ پارٹیوں اور شہروں میں کثرت کے ساتھ ہی جو کہ عام مسلمانوں میں انکی ذریعہ سے تازہ ہو رہی ہی۔ مینے کہا کہ ہمدردی کا گہراؤ کہانتک ہے۔ اُسنے بیان کیا کہ مجھے دورہ سیاحت میں معتبر اسناد سے معلوم ہوا ہے کہ جو مسلمان آبادیں یورپ کی تابع ہیں۔ انکی ہمدردی صرف اخلاقی اور قلبی ہے الا جو آبادیں ایسی حالت میں نہیں ہیں۔ انکی حالتمیں کسقدر سرگرمی اور تیزی پائی جاتی ہے۔ مینے کہا کہ اُن ماتحت آبادیوں کی ہمدردی سے ٹرکی کو کیا فائدہ پہنچنے کی اُمید ہے۔ جبکہ اُسپر یورپ کی طرف سے بربادی اور حملوں کا برتاؤ ہوگا۔ اُسنے کہا لاریب یہ آبادیں بدنی طور پر امداد دیکر ٹرکی کو بچا نہیں سکینگی۔ مگر اسمیں شک نہیں کہ وے نہایت مصیبت کیوقت اپنے خلیفہ اسلام کو اپنی اندوختہ سے امداد دینگی۔ الا جو آبادیں یورپ کے تابع نہیں ہیں وہ کرید لی × × × × × × × × × ×

امداد سے ٹرکی کی حمایت پر بنیاد معلوم ہوتی ہیں۔ مینے کہا کہ تابع آبادیں ملی امداد سلطان المعظم کو کیونکر پہنچا سکتی ہیں۔ جبتک کہ خود انکی گورنمنٹ اس امداد کے پہنچانے پر اپنی رضامندی کیساتھ ضامن نہ ہو۔ اُسنے جواب دیا کہ دانا گورنمنٹیں اپنی رعایا کی اخلاقی ہمدردی کو جو اُنکو سلطان المعظم سے بحیثیت خلیفہ کے ہے۔ روک نہیں سکتی ہیں۔ کیونکہ ایسا کرنے میں اُنکو احتمال ہے کہ رعایا کے پاکیزہ ارادوں میں تکدر نہ پھیل جاوے۔ جو کہ ملکی حکمت عملی کے لحاظ سے مبداء خطرات ہے۔ مینے کہا کہ انگریزی صحائف کے جو بیجا حملے ٹرکی پر ہو رہے ہیں۔ اور تخویف اور توہین کی گردانیں پڑھی جا رہی ہیں اُنکی انتہا کیا ہے جواب دیا کہ اُنسے ٹرکی کے تخت کو لغزش نہیں پہنچ سکتی۔ مینے کہا کہ پھر کیوں ایسا ہوتا ہے اُسنے بیان کیا یورپ کی آئینی پارٹیوں کی حکمت عملی کی کمزوری ہے۔ مگر تاہم یہ پارٹیاں اُنکی سب باتوں کا نوٹس نہیں لیتیں اور نہ وہ اپنی پولٹیکل یا سفارتی داؤں کو چھوڑتی ہیں اور یہ جانتی ہیں کہ اخباری دنیا کے شعبدہ بازوں کی تحریروں میں رنگ آمیزی زیادہ ہے اور وہ صرف اس رنگ آمیزیوں سے ٹرکی کو بدنام اور دنیا بھر کے مسلمانوں کو اُس سے بدگمان کرنیکی غرض سے پیدا کیجاتی ہیں۔ مگر ٹرکی کا حوصلہ اور مسلمانوں کی ہمدردی اُنسے نیچا نہیں دیکھ سکتی ہے۔ مینے کہا کہ اچھا مان لیا۔ ان رنگ آمیزیوں اور بناوٹوں سے ٹرکی اور مسلمانوں پر اثر بد نہیں پڑ سکتا لیکن کیا یورپ جیسے مہذب ملک کی تہذیب پر دھبہ نہیں آ سکتا۔ اُسنے جواب دیا کہ یورپ کی تہذیب کا زیادہ حصہ زیادہ تر اُن پولٹیکل فرقوں سے وابستہ ہے جنکا ذکر ابھی میں نے کیا ہے۔ اسلئے وہ خیال نہیں کر سکتا۔ کہ ان شعبدہ بازوں کی رنگ آمیزیوں سے کوئی صدمہ اُنکی تہذیب کو پہنچ سکیگا۔ مینے دریافت کیا کہ کوئی سبیل ایسی ہے کہ انکے منہ بند کئے جائیں۔ اُسنے جواب دیا کیا ضرورت۔ یہ آواز بجائے اسکے کہ یورپ کو فایدہ دیں ٹرکی کے لئے مفید ہیں کہ وہ اپنی آئندہ کے دن ہوشیاری کر رہی ہے جسمے آئندہ خطرات کے نا سور بند کئے جاوینگے۔ مینے کہا کہ ٹرکی نے کیوں انکے منہ بند کر دیئے ہیں۔ اُسنے جواب دیا کہ سلطان المعظم ایک بہادر۔ مرد میدان ترک ہے۔ اُسکی پالیسی ہے اگر مردی احسن لیے من اصابہ پھر مینے سوال کیا کہ آپ بیان کر سکتے ہیں سلطان المعظم پہلے سلطنتوں کی یادداشتوں کے پیدا اگر ضمیں کیوں انکا کرتا ہے۔ اور بعد میں تسلیم کر لیتا ہے۔ اُسنے بیان کیا کہ سلطان المعظم کیلئے یہ تسلیم کرنا کوئی دباؤ کی وجہ سے نہیں کہا جا سکتا بلکہ وہ عرصہ انکار میں اپنی کسی مطلب حل کرنا چاہتا ہے اُسنے آجتک کوئی ایسا مسئلہ تسلیم نہیں کیا جسمیں اُسکا نقصان متصور ہوا ہو جن لوگوں نے سلطان المعظم کی منظور کردہ تجاویز آرمینیا کو پڑھا ہے۔ جنکو سلطنتوں نے آرمنی لوگوں کی امداد پر پیش کیا تھا وہ جانتے ہیں۔ کہ وہ تسلیم کیا ہے۔ بوڑھے گلیڈسٹون نے اسیوجہ سے اپنے دستخطوں میں لکھا تھا کہ ہائے آخرکار سلطان فتحیاب ہو گیا۔ اور روس اور فرانس۔ انگلستان اُسکے پاؤں پر گر پڑے جسکے بعد لارڈ سالسبری نے خود بظاہر حیرانی کری نہتی کرتے ہیں۔ افتحیاب ہوئے تو ہم ہوئے یہ کیونکر مشہور ہو گیا کہ سلطان فتحیاب ہوا۔ لارڈ موصوف کے یہ معنے نہیں ہیں کہ وہ اس فتحیابی پر علم نہیں رکھتا تھا بلکہ اُسکی حیرانی اور تعجب کی وجہ یہ تھی کہ۔

مسٹر گلیڈسٹون نے سلطان کی اس فتحیابی اور کامیابی کے نکتہ کو کیوں عوام پر ظاہر کر دیا چنانچہ گلیڈسٹون کو بھی اپنی خود رائی پر ندامت آئی اور اسنے اسکی نسبت یہ معذرت کی کہ وہ چٹھی پرائیویٹ تھی۔ مگر بوجہ لفظ پرائیویٹ نہ لکھی جانیکی مشہور اور شائع ہوگئی۔ یہ معذرت اس مخالف اسلام کی کوئی اسوجہ سے نہ تھی کہ خود یورپ نے اسکے اُن ردی الفاظ پر جو اُسنے اپنی چٹھی میں اپنی قلم سے سلطان المعظم کی شان میں لکھے تھے بنظر افسوس دیکھا تھا اور اُس سے اسکو یہ شرم یا ندامت آئی تھی سے من کجا و بہار کجا این شرم مس؛؛

شائع کرنیوالوں نے گو گلیڈسٹون کی منشا بھی مرعی رکھی مگر شائع کرنیکی بھاری وجہ اس پیشینگوئی کا اثبات تھا۔ جو گلیڈسٹون کے حق میں ایک مدبر وزیر نے عرصہ سے کر رکھی تھی۔ کہ یہ گلیڈسٹون ملک کو برباد کر لیگا اور خود دیوانہ ہو کر جہل میں مرے گا؛؛ شائع کرنیوالا مدبر بند کور کے مذاق کا تھا۔ گویا اسنے دنیا پر ظاہر کیا کہ کیا گلیڈسٹون کے خیالات سے جو بیکیا پدی کیا پدی کا شوربا؛؛ جو اُسنے ایک خود مختار سلطان کے حق میں ظاہر کئے ہیں اُن سے دیوانگی اور بربادی کے آثار نمایاں نہیں ہوتے اور مدبر بند کور کی پیشینگوئی کا اثبات نہیں ہے۔ پھر مینے سوال کیا کیا سلطان المعظم نے ارمنی لوگونکی نگرانی کیلئے حسب خواہش سلاطین ایک مسلمان گورنر منظور کیا ہے۔ اس سے ٹرکی پر کوئی بُرا پولیٹیکل اثر تو نہیں پڑا اُسنے بیان کیا کہ یہی ایک مسئلہ تھا کہ جسپر نہایت غور کیساتھہ سلطان کو سوچنا پڑا تھا مگر اسکی ڈگری بھی سلطان کو ملی یہ گورنر خاص سلطان المعظم کی حفاظت اور نگرانی میں کام کریگا۔ اور اپنی تمام کارروائیوں میں سلطان کا تابع ہوگا۔ اور اپنی تمام کارروائیوں کا جوابدہ سلطنتوں کے آگے ہوگا سے ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

پھر مینے دریافت کیا کہ سلطان المعظم سے بعد انکار کے کیوں پہرہ کے زائد جہازات کی منظوری عمل میں آئی کیا انکی ایک فوج کے قسطنطنیہ میں جمع ہو جانے سے کسی پولیٹیکل خطرے کی اُمید تو نہیں ہے اُسنے بیان کیا کہ قسطنطنیہ کی پولیٹیکل جمعیت کے مقابلہ میں جو کافی سے بڑھکر حافظ تخت ٹرکی ہے۔ یہ معمولی تعداد کی فوج کیا نسبت رکھتی ہے خصوصاً خوف کیوقت جبکہ یقین کیا جاتا ہے۔ کہ آبنائے ڈارڈنلز کے قلعجات اُس فوج کی کُمکی جہازوں کو آسانی کیساتھہ روک سکتے ہیں۔ سلطان المعظم نے انکی منظوری پر جو آجتک انتظار کیا تھا۔ اُسکی وجہ یہ تھی کہ سلطان نے سمجھہ لیا تھا کہ اگر سلطنتونکی اس خواہش کو اُسیوقت جبکہ غدر زور پر تھا۔ منظور کر لیا تو ارمنی لوگوں کے فسادات کو اور بھی استحکام کیساتھہ ترقی ہوگی اور سازش بڑھہ جاویگی۔ کیونکہ وہ سمجھہ لینگے کہ سلطان دب گیا۔ اور جہازی فوج ارمنیوں کی امداد کو پہنچ گئی۔ اور علاوہ اسکے عام رعایا کے دل ہلجاوینگے اور ٹرکی میں ایک وسیع گھبراہٹ پھیل جائے گی سلطان المعظم کی اس حکمت عملی نے یہ فائدہ دیا کہ جہازات کے روکنے پر مفسدین کے حوصلے پست ہوگئے اور نسبتاً سابق کے غدر کالعدم ہوگیا۔ اور ترکی نے نہایت خورم اور بیفکری کیساتھہ اپنے ملک کے کام کرلئے اب جو سلطان المعظم نے اُن جہازات حفاظتی کے آنیکی اجازت دیدی ہے تو اُسکی وجہ یہ ہے کہ سلطان نے سوچا کہ جس غرض پر انکی منظوری نہیں دیجاتی

تہی۔ اسمیں تو کامیابی ہوگئی۔ اب انکار پر اصرار کرنا لازم نہیں ہے کیونکہ اسمیں دوبارہ فسادوں کے برپا ہو جانیکا احتمال ہے
اسواسطے کہ جب جہازات بعد ناامیدی اپنے اپنے مکانوں کو واپس جائینگے تو سلطنتیں اپنی تحقیر اور توہین تصور کرکے
مشتعل ہونگی۔ جسکے علاوہ ارمنی لوگ پہر فسادات پر آمادہ ہو جائینگے اور کہینگے کہ اب سلطنتیں ضرور ہماری مدد
پر آئینگی بعد ٹرکی سے اپنی ناکامی اور ہمارے کشتہ دوں کا انتقام لینگی۔ دوسری وجہ منظوری کی یہ ہے کہ سلطان المعظم
نے سوچا تہا کہ اب جہازات کی منظوری نہ دیجاویگی تو سلطنتیں مشتعل ہو کر اعلان جنگ دیدینگی۔ پس سلطان المعظم نے
قرار دیا کہ وہ از خود وجہ اعلان جنگ کی پیدا نہ کرے تاکہ باعث کشت و خون خلق خدا نہ ہو اور سلطان کا یہ تدبر اور
تعقل ایک اصول اسلام کی بنیاد پر تہا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ سلطان کہانتک پاکیزہ اصول اسلام کی قدر کرتا ہے۔
تیسری وجہ منظوری کی اُس فتحیابی کا قایم رکہنا تہا۔ جو سلطان المعظم کو تجاویز آرمینیا میں حاصل ہوئی تہی۔ جس کا
ذکر ہم نے اوپر کیا ہے۔ کیا معنے۔ کہ سلطان المعظم نے سوچا کہ اگر وہ اپنے اصرار پر مُصر رہا تو سلطنتیں بھڑک کر بطائف الحیل
اور نا معقول تاویلات سے اُن تجاویز کی تنسیخ اور ترمیم کی کوشش کرینگی۔ جنمیں اُنکو نسبتۃً ناکامی ہوئی ہے اور یہی وجہ تہی۔
جسپر زار روس نے اپنی چٹھی میں جو کہ سلطان المعظم کو دی تہی اشارہ کیا تہا کہ سلطان انکار پر قایم رہنے سے سلطنتوں کی
اور تجاویز کی نوبت آنے نہ دیں جنسے پوچہا کہ زار روس کی یہ صلاح کیا حقیقت رکہتی ہے اُسنے جواب دیا کہ زار روس
اگرچہ ٹرکی کا بہی بدخواہ ہے مگر انگلینڈ کو وہ زیادہ مخالف سمجہتا ہے اور اوسکی ترقی کو ترچہی نظر سے دیکہتا ہے۔ اُسنے
سوچا کہ مبادا سلطان کے انکار و اصرار سے انگلینڈ دوسری سلطنتوں کی شمولیت دکہلا کر کوئی اور وجہ دباؤ نہ سوچے
اور سلطان کو گہیر کر کوئی ملکی مفاد حاصل کرے جیسا کہ اُسنے جنگ سنہ ۷۷ء روس میں بعوض صلح کرانیکے عدن[1] اور جزیرہ قبرس
ٹرکی سے لے لینے کی خواہش ظاہر کی تہی اور اُسنے مصلحت وقت کے لحاظ سے دیدیئے اور جن کے دیدینے سے اب انگلینڈ
کو ہند اور یورپ سے ٹرکی پر گولہ باری کرنا آسان ہو رہا ہے اور وہ دور دراز کا سفر جو افریقہ کے اوپر سے ہو کر برٹش کے[2]
بعد ہند میں آنا ہوتا تہا صرف ۷ یوم کا رہگیا ہے اور جسکی وجہ ہند کی حفاظت معمولی جہد کیساتہہ انگلینڈ بلا دقت
خاص کر سکتا ہے پہر جنسے کہا کہ بالفرض اگر سلطنتیں ایکا کرکے ٹرکی پر حملہ آور ہوں تو پہر کس حالت کی توقع
رکہی جا سکتی ہے اُسنے بیان کیا کہ ؎ ایں خیال است و محال است و جنوں۔

بحالات موجودہ باور نہیں کیا جا سکتا کہ جنگ ہوگی البتہ یہ ممکن ہے کہ سفارتی کارروائیوں پر پالیٹیکس کیساتہہ زور ڈالا جائیگا
مگر اُن زوروں سے کوئی وجہ ٹرکی کے نیچا دیکہنے کی نہیں ہے اور سلطان المعظم سلطنتوں کی پولیٹیکل چالوں کو اچہا اور
قابلیت کے ساتہہ سمجہتا ہے اور اگر جنگ کبہی ہوگئی تو ٹرکی کی اردگرد کی مسلمان آبادیں ٹرکی کو برباد ہونے نہیں دینگی
اور فوج اور رعایا ایک جگہ ہو کر مخالفین ٹرکی پر حملہ کرینگی۔ ترکوں کی بہادری اگرچہ صفحات تاریخ پر ستارہ ہو کر چمکتی
ہے مگر عربوں کی مردانگی صفحات آسمانیہ پر خورشید ہو کر اپنی شعاعیں دکہلا رہی ہے دیکہنا یہ ہے کہ اس نازک وقت میں مسلمانان ہند کی

[1] یہ شہر ۱۸۳۹ء سے انگریزوں کے قبضہ میں ہے۔ مضمون نگار نے شاید سہواً درج کر دیا ہے۔ مولف
[2] دخانی جہاز اس راہ کو اب دو ماہ سے کم عرصہ میں طے کر سکتا ہے۔ مولف

کیا حالت ہوگی۔ اُسنے بیان کیا کہ گو انکو تشویش ہے مگر اُسمیں آثار غضب و بغاوت بالکل معدوم ہیں اور نہ وہ اپنی امن و
امان ہیں جو ملکہ وکٹوریہ علیا کے عہد میمنت مہد میں انکو حاصل ہے زیادہ از اظہار تشویش اور کارروائی جائز کہتے ہیں لحاظ
ملک اور مذہب دونوں کے۔ اور مجھے معلوم ہے کہ ملکہ معظمہ کے آئینی فرقوں میں ہند کے مسلمانوں کی تشویش کا قدر ہے اور
اسیوجہ سے اُسکے حکمران ٹرکی کے معاملات میں زیادہ دست اندازی کرنا پسند نہیں کرتے پھر مینے کہا کہ کیا یہ صحیح ہے
کہ سلطان المعظم انگلینڈ جانیکا ارادہ کرتے ہیں۔ اُسنے کہا یہ وہ جھوٹ ہے جسکو سُننے سے سلطان بھی شرماتا ہے یہ صرف
سمجھ انہیں ننگ آمیزیوں کے ہے جنکو انگریزی اخبارات نے مشہور کیا ہے۔ بھلا یہ کیونکر باور کیا جا سکتا ہے کہ وہ ایسے نازک
وقت میں تخت معلّے کو خالی چھوڑ کر انگلینڈ میں جانیکا عازم ہو اور وہ کونسی اہم ضرورت اُسکو لاحق ہوئی ہے جس کے
انفصال کیلئے وہ بذات خاص انگلینڈ میں حاضر ہو اصل میں اُسکا موہومی ماخذ وہ ہے جو سلطان المعظم کی چٹھی میں
موجود ہے۔ یہ چٹھی سلطان نے لارڈ سالسبری کے نام لکھی تھی لارڈ ممدوح نے برٹین کے اجلاس میں اُسکا ایک حصہ پڑھکر
سنا دیا اور باقی ایک حصہ مخفی رکھا۔ اخبارات اور گلیڈسٹونی پارٹی نے اسپر یہ رنگ چڑھایا کہ جو حصہ فرمان سلطان
کا پوشیدہ رکھا گیا ہے اُسمیں سلطان کیجانب سے یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ "میں موجودہ معاملات ٹرکی کے تصفیہ کے
لئے خود انگلینڈ میں حاضر ہوتا ہوں" چنانچہ ان شعبدہ بازوں نے اس خبر کے شائع کرنے کے بعد یہ اضافہ کیا
کہ "سلطان نے کئی کروڑ روپیہ کے نوٹ بہم پہنچائے ہیں اور اب وہ یہ ارادہ کرتا ہے کہ چپکے سے تخت ٹرکی کو خالی کردے
تاکہ وہ نازک وقت بھی نہ دیکھنا پڑے۔ جسمیں مجھ سے جبراً تخت خالی کرایا جائیگا اور اولاد عثمانیہ میں کوئی اور شخص
اسپر بٹھایا جاویگا" ان افترا پردازیوں کی واہی تباہی خیالات کے رد کی اور مکروہ ہونیکا اس سے بڑھکر کیا ثبوت ہے
کہ خود دیگر سلطنتوں نے ان کی شمولیت سے الگ رہنے کی پالیسی رکھی اور انکو معلوم ہوگیا کہ جہانپر ایسے اخبارات
بدنام کنندہ نکومائے چند ہونگے وہاں بجائے اسکے کہ کسی معاملہ کا سلجھاؤ واقع ہو اُلجھاؤ پڑیگا۔ انہوں نے یہ سمجھکر اپنے
تئیں الجھاؤ میں نہ ڈالا اور الگ رہے اب انکو ندامت آئی کہ ہائے حسب ہم آرٹیکلوں کے آرٹیکل لکھ لکھ کر ہرگز
مگر ہمارے رواویلا اور بیہودہ شور پر عملدرآمد نہ ہوا۔ اور ٹرکی پر گولہ باری نہ کیگئی اور سلطان سر مو ہم سے نہ دبا اور ہمارا
کوئی پولیٹیکل مسئلہ حل نہ ہوا اور نہ ہماری مرادیں پوری ہوئیں۔ اب اُسکو رفع کرتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ اگر سلطان کو
کسی دوسری سلطنت کا اشارہ نہ ہوتا۔ تو وہ سلطنتوں کو ایسے سخت جواب نہ دیتا اور ہر معاملہ پر انکار نہ کرتا۔ اور یہ
کہتے ہیں کہ وہ سلطنت جسنے سلطان کو سہارا دیا تھا وہ ملزم نہیں کیجاویگی۔ ہاں حضرت کیوں نہیں یہ منطق معقول ہے
مگر سمجھنے والے سمجھ سکتے ہیں۔ کہ اسکے کیا معنے ہیں اور آپ ایسا کیوں لکھ رہے ہیں۔ پھر مینے کہا کہ سفارتی کار
روائیوں کی کیا حالت ہوگی اور وہ کس بنیاد پر اٹھائی جاویگی جو آئندہ امن و امان ٹرکی کے قائم رکھنے اور گذشتہ
واقعات کی پوری تحقیقات عمل میں لانیکے لئے بالکل راست ہونگی۔ پاشا نے جواب دیا۔ اسوقت میں قطعی

طور سے یہ نہیں کہہ سکتا۔ کہ انکی بنیاد کن کن اصول پر قائم کیجاویگی مگر میں کہتا ہوں کہ گورنمنٹ ٹرکی اگر سفارتی کارروائیوں پر پوری غور سے نگاہ ڈالتی رہیگی۔ تو ضرور انکی نتائج اطمینان بخش ہونگی۔ اور ثابت ہو جائیگا کہ وہ تمام قسم کی اناپ شناپ جو ٹرکی اور ترکوں پر انگریزی صحائف نے تعصب کے بلہ پر تلکر لکھہ ماری ہی۔ پورے افسوس کیساتھ واپس لینی کے قابل ہی اور ظاہر ہو جائیگا کہ جو بغاوت اور غدر ارمنی لوگوں کیطرف سے بغرض آزادی یا انقلاب سلطنت پیدا ہوئی تھی۔ وہ افسوس کیساتھ نوٹس میں لانیکے قابل ہے۔ جسکا نتیجہ یہ ہونا چاہئے کہ ٹرکی کو ان تمام کاموں میں بری سمجھنا چاہئے جو اُسنے بطور سیاست امن و امان قائم رکھنے کیلئے کئے ہیں اور آیندہ کو وہ کافی انتظام ہونا چاہئے جسسے یہ ناسور اپنی موسم پر پھر نہ پھوٹ نکلے۔ باقی حالات میں بشرط فرصت اور ملاقات کے پھر آپکو سناؤنگا اب میں جاتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ توفیق خدا ساتھہ میرا اور تمہارا دونوں کا ہو (آمین ثم آمین) الراقم ابو البرکات ملا جیلانی ماخوذ از سراج الاخبار

ہفتہ مختتمہ ۱۳ جنوری ۱۸۹۶ء کی تار کی خبریں وغیرہ

(اس ہفتہ امریکہ اور افریقہ کے اسقدر جھگڑے رہے کہ ٹرکی کے متعلق ہونے سے بھی ایک تار نہ آئی۔ لہذا ناظرین کی دلچسپی کیلئے اس ہفتہ میں تاروں کی جگہ خیر الدین پاشا کی سوانح عمری درج کیجاتی ہی مولف)

خیر الدین پاشا

پچھلی صدی کی اسلامی تاریخ میں خیر الدین پاشا نہائیت قابل وقعت جگہ رکھتا ہی اور بلحاظ علمی و دماغی ملکی اور فوجی اعلے درجہ کی لیاقت کے اس زمانے کے اسلامی ہیروز میں شمار کئے جانیکے قابل ہی۔ جو نمایاں کام ٹیونس میں اسکی ذات سے ظاہر ہوئی جو اصلاح سلطنت ٹیونس کے ہر امور جزوی و کلی میں اسکے ہاتھوں سے ہوئے۔ جس خوبی اور لیاقت اور روشن ضمیری سے عہدہ وزارت ٹیونس کا کام اُسنے انجام دیا اور جس حسن انتظام اور لیاقت کیوجہ سے سلطان المعظم عبد الحمید نے اُسکو سلطنت ٹرکی کا وزیر اعظم بنایا یہ سب فخر کیساتھہ بیان کئے جا سکتے ہیں۔ اور جو مقصد کہ ایک سوانح عمری سے ہوتا ہے یعنے آیندہ نسلونکو اہم اور اعلے امور پر تحریص اور تنبیہ۔ وہ ان واقعات سے پوری طرح حاصل ہو سکتا ہے۔ چند سال گذری ایک نہائیت مفید کتاب "اقوام المسالک" جو اسی لائق مصنف کے قلم سے نکلی ہی۔ عربی زبان سے اردو میں ترجمہ کرکے "نظم الممالک" کے نام سے علیگڈھ سائینٹفک سوسائٹی نے شایع کی ہے۔ اس نامور شخص کا مختصر حال اور چند مختصر اصلاحوں کا جو اسکے ہاتھہ سے ظہور میں آئیں مختصر ذکر ہدیہ ناظرین ہے۔

وزیر خیر الدین کا اصلی وطن جبال قوقاز میں تھا۔ قسطنطنیہ میں پیدا ہوا اور ٹیونس میں احمد پاشا کے سایہ عطوفت میں پرورش پائی۔ شروع زمانہ طالب علمی میں ہی اُسکی ذہانت اور اولو العزمی کے آثار ظاہر تھے چنانچہ تحصیل قرأت اور کتابت کے ساتھہ ہی فوجی تعلیم پالٹیکس۔ تاریخ فقہ کو نہائیت توجہ سے پڑھا اور زبان فرنچ میں ملکہ پیدا کیا اور اگرچہ یورپین علوم اور زبانوں سے بخوبی ماہر تھا۔ باینہمہ شریعت اور علماء شریعت کی نہائیت وقعت کرتا تھا۔

مذہبی رسوم کا محافظ تھا۔ بلند ہمت تھا۔ اسکے مزاج میں اسقدر وقار تہا کہ جو شخص اس سے واقف نہ ہوا اسکو متکبر سمجھتے تھے مگر ملاقات ہو جانے پر انکو معلوم ہو جاتا تہا کہ وہ خوش خلق۔ تکبر سے پاک۔ راسخ الطبع۔ ثابت قدم اولوالعزم تہا۔ مدامانہ احمد پاشا میں فوجی صیغہ میں ایک اعلیٰ عہدہ تک پہنچا۔ اور وزیر مصطفےٰ افسر خزانہ کی بیٹی سے شادی کی۔ اسکے بعد ۱۲۷۱ھ میں احمد پاشا نے اسکو امیر الامرا مقرر کیا۔ کریمیا کی لڑائی میں بہی اسنے بڑا حصہ لیا یعنی ٹرکی سلطنت کی مدد کیلئے فوجی اور مالی قوت فراہم کرنے میں مشغول رہا +

محمد پاشا نے ۱۲۷۴ھ میں اسکو عہدہ وزارت بحریہ پر مامور کیا۔ وہ اس عہدہ کا کام دیتا رہا۔ اور چونکہ والی ملک کو اسپر پورا اعتماد تھا اسلئے انتظامات ملکی میں بہی ہمیشہ اس سے مشورہ لیا جاتا تہا اسوقت خلق الوادی کی جو ٹیونس کا سب سے بڑا بندرگاہ ہے حتے الامکان حالت درست کی اسوقت تک محکمہ وزارت کا کام کسی قواعد کی پابندی سے نہیں ہوتا تہا وزیر موصوف نے ہی اول اول تمام کارروائی روزانہ کیلئے ضوابط مقرر کئے ٹیونس کی اکثر اراضی پر غیر ملک والوں نے بلا وجہ قبضہ کر رکہا تہا انکی اس تبدیلی کی بابت مختلف معاہدہ تحریر کرائے۔ ان معاہدات سے دول خارجیہ کے سفیروں نے اتفاق کیا۔ اور اس تجویز سے بڑا نفع ہوپہنچا۔ اور جو کرایہ اراضی کا ان معاہدات کے رو سے مقرر ہوا وہ جامع مسجد خلق الوادی پر وقف کیا اور اسطرح اس جامع مسجد کو بہت رونق ہوگئی حسنا ئی پل کا از سرنو بنوانا اور سڑکوں کو وسعت دینا اور پوری طرح انکا انتظام کرنا۔ محکمہ وزارت کیلئے ایک عالیشان عمارت بنوانا وغیرہ وغیرہ یہ سب ترقیاں وزیر موصوف کے زمانہ وزارت بحریہ میں اور خاص اسکی کوشش سے ہوئیں +

چونکہ وزیر خیر الدین کا میلان آزادی اور عدالت کی طرف تہا اور نہایت خوش تدبیر اور فصیح تہا۔ اسلئے قوانین کو وضع کرنے میں اسکو بہت کامیابی ہوئی اور مجلس واضع والوں کا عرصہ تک صدر رہا +

جس زمانہ میں کہ وزیر موصوف مجلس الخاص کا ایک ممبر تہا۔ اسوقت ایک مسئلہ پیش ہوا کہ اوقاف سے جو بعد اخراجات کے رقوم فاضل ہوتی ہیں۔ انکو اخراجات فوج میں صرف کرنا جائز ہے یا نہیں۔ ایک عالم مالکی نے جو اسوقت مفتی تہی اس بنا پر جواز کا فتوی دیا کہ اوقاف کی بچی ہوئی رقم کا نیک کاموں میں صرف کیا جانا امام مالک بن انس سے مروی ہے اور چونکہ فوج کا قیام نیک کام نہیں ہے۔ اسوجہ سے اس آمدنی کا فوج میں صرف کرنا جائز ہے وزیر خیر الدین نے اسکی مخالفت کی۔ اور یہ دلیل بیان کی کہ فوج کے مصارف کے لئے بیت المال سے ایک حصہ شرعاً مقرر ہے۔ پس جب یہ مصرف اخراجات فوج میں تمام وکمال صرف ہوچکے اور پہر بہی ضرورت رہجائے تو اسوقت یہ فتوی جائز ہے مگر جب بیت المال کی آمدنی مصارف بیجا اور غیر مشروع میں صرف کیجاوے۔ جیساکہ سب کو معلوم ہے کہ ہوتا ہے تو ایسی صورت میں اوقاف کی رقم کو قیام فوج میں صرف کرنا بالکل ناجائز ہے۔ حقیقت میں امر حق یہی ہے +

نہایت قابل قدر صفت جو وزیر خیر الدین میں تہی اور جو امرائے اسلام میں فی زمانہ بہت کم ہوگئی ہے یہ تہی کہ جب امور ملکی میں سرگرمی کم ہوجاتی تہی۔ اور مشاغل علمی کے لئے فرصت ملتی تہی۔ اسوقت مطالعہ کتب تصنیف

اور تالیف میں سرگرمی سے مصروف ہو جاتا تہا۔ چنانچہ کتاب اقوام المسالک ایسی ہی فرصت کے زمانہ کی تصنیف ہے۔

جب کبھی معاملات ملکی میں پیچیدگی ہو جاتی تہی۔ تو وزیر خیر الدین پر ہی سب ملک۔ والی ملک۔ اور غیر قوموں کی نظر پڑتی تہی۔ ایسے موقعہ پر جو تقریر وزیر موصوف کی ہوتی تہی وہ ہمدردی اور حب الوطنی اور وفاداری سے بہری ہوئی ہوتی تہی۔ چنانچہ جب دول ثلاثہ۔ فرانس۔ اٹلی۔ اور انگلینڈ نے ۱۸۶۹ء میں نسبت تشکیل ممبران کمیشن مالی زور دیا۔ اور والی ٹیونس نے مجلس شوری میں اُسپر رای چاہی اور سب نے باتفاق رائے وزیر خیر الدین کا اُسکی تحقیقات اور علدرآمد کے لئے مقرر کیا جانا تجویز کیا۔ اُسوقت وزیر موصوف بہی موجود تھا۔ اور اُسنے ان دلچسپ الفاظ میں گفتگو کی "آپ صاحبوں نے جو یہ خدمت میرے سپرد کی ہے مجہی کچہہ عذر نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ہمارے آقا والی ملک اور ہمارے ملک کی خدمت ہر حالت میں مجہپر فرض ہے۔ البتہ اس امر اہم میں آپ سب صاحبوں کی امداد کی ضرورت ہے۔ اگر آپ سب صاحب مدد کرینگے تو آپکی مہربانی ہے اور اگر مجہپر ہی بار رہیگا۔ تب بہی کسیطرح مجہسے پہلوتہی نہ ہوگی میرے کہنے کی یہ غرض ہے۔ کہ میں کچہہ عرصہ تک خدمت کروں۔ اسکے بعد کوئی دوسرے صاحب اس خدمتکو انجام دیں"

اُس موقعہ پر وزیر موصوف نے نہایت قابلیت کیساتہ حقوق حکومت کا پورا خیال رکھکر کمیشن کے حقوق کا خاطر خواہ تصفیہ کیا۔ یہ ایسی نازک حالت تہی کہ اگر دوراندیشی سے کام نہ لیا جاتا تو ممبران کمیشن کو اندرونی انتظام ملکی میں دخل ہو جاتا۔ مگر اسنے والی ٹیونس کو ہدایت دی کہ کمیشن کے پریسیڈنٹ کو اپنا ایک وزیر بنائیں اور وزیر الاکبر کا خطاب دیدے تاکہ وہ بہ نگرانی حکومت اپنی خدمت انجام دے۔

اب ہم چند خاص الخاص اصلاحوں کا ذکر کرتے ہیں جو وزیر خیر الدین کی ہاتہہ سے ظہور میں آئیں۔

(۱) سابق میں زیتون پر اسقدر سختی سے خراج مقرر کیا گیا تہا اور ایسی سختی سے وصول کیا جاتا تہا کہ جو لوگ زیتون کی زراعت کرتے تہے۔ انہوں نے اس خیال سے کہ بیجا مطالبات حکومت سے محفوظ رہیں زراعت چہوڑ دی تہی۔ اور اُن جنگلوں کو جسمیں زیتون کے درخت تہے جلا کر صاف کر دیا تہا۔ وزیر موصوف نے اس خراج میں تخفیف کی اور بجائے دو ریال[1] فی درخت کے ایک ریال سے نصف ریال تک فی درخت مقرر کیا اور اکتیس ہزار درخت کا خراج جو جلا دیئے گئے تہے معاف کر دیا۔ اسکے بعد خراج شرعی یعنے جسقدر زیتون پیدا ہو اسکا عشر مقرر ہو گیا۔ اس سے زمینداروں و عام رعایا کو بیحد نفع پہنچا

(۲) زیتون اور خرما کی زراعت بڑہانے کیلئے یہ ترغیب دلائی۔ کہ جو شخص نئی زراعت زیتون اور خرما کی کرے اس سے پندرہ سال تک محصول نہ لیا جاوے۔

(۳) اہل ساحل کو قرضخواہوں کے پنجوں سے رہائی دلائی۔ یہ قرضخواہ اسقدر ظلم کرتے تہے کہ جائداد پر قابض ہوکر قرضداروں کو قید کر دیتے تہے اور جو جائداد منقولہ اور غیر منقولہ قرضداروں کی غیر اشخاص کی شرکت میں ہوتی تہی اسکو

[1] ریال تقریباً ۲ روپیہ کے برابر ہوتا ہے۔

بچہ دیتے تھے اور سب پر قبضہ کر لیتے تھے اور مدیون کو دیوالیہ ثابت کرنے سے پہلے ضامن طلب کرتے تھے۔ اور جو قرضدار مر جاتا
تھا اسکی جایداد متروکہ پر قبضہ کر کے بغیر اجازت عدالت کے بیچ ڈالتے تھے۔ اور اگر قرضدار دیوالیہ ثابت ہو جاتا تھا تو
اسکے بدن پر کپڑا اور گھر میں کھانے کے لئے آلہ تک نہ چھوڑتے تھے۔ قرضدار کو بلا قید مدت قید میں رکھتے تھے وزیر خیر الدین نے
ان تمام تعدیوں کو یکقلم موقوف کرا دیا اور بجائے انکے احکام شرعی قایم کئے +

(۴) جو لوگ ٹکسوں کی سختی۔ یا ارتکاب جرائم کیوجہ سے ملک سے نکل گئے تھے۔ انکے لئے امن اور عفو منظور کرا کر اور
انکو مطالبات حکومت سے بری کرا کر بلوا لیا اور اسیطرح فوج کے جو لوگ بھاگ گئے تھے۔ انکو بھی بار الملک میں آنیکی اجازت دی

(۵) جو قرضے کہ ٹونس والوں پر غیر ملک والوں کے تھے انکو محدود کیا اور ایسی تجویز اسکے متعلق کی کہ جانبین کیلئے
مناسب ہو۔ یعنے سود کا غیر معمولی حد تک بڑھنا موقوف کر دیا گیا اور قرضہ کے ادا ہونیکے لئے چند طریقے مقرر
کئے گئے تھے مثل تعیین اقساط وغیرہ وغیرہ +

(۶) سرکاری مطالبات جو لوگوں پر مدت سے چلے آتے تھے۔ ان سب کو چھوڑ دیا اور اسکی وجہ سے جو زمینیں
غیر آباد پڑی ہوئی تھیں۔ کیونکہ مالکان اراضی کو یہ خیال ہوتا تھا۔ کہ انکی ساری محنتوں کا ثمرہ ان بقایا
سابقہ کے ادا کرنے میں چلا جاتا ہے وہ سب آباد ہو گئیں +

(۷) بعد معزولی وزیر مصطفےٰ کے وزیر خیر الدین کو وزیر اکبر کا خطاب ملا۔ شہر رمضان المبارک سنہ ۱۲۹۰ھ
میں باشندگان شہر و اعیان مملکت نے اس موقعہ کی خوشی میں تمام شہر میں روشنی کی۔ اور اور شہروں میں بھی
ایسی ہی خوشی منائی گئی کیونکہ وزیر خیر الدین بسبب اپنی نیک نیتی۔ حب الوطنی اور فیض رسانی۔ اور محنت اور
جانفشانی کے ہر دلعزیز تھا۔ اسی سنہ میں اسنے اوقاف کے انتظام کیلئے ایک کمیٹی قایم کی۔ اور تمام علاقوں پر
نگرانی اوقاف کیلئے مختلف جماعتیں (کمیٹیاں) سربرآوردہ لوگوں کی مقرر کیں۔ ہر کمیٹی میں ایک رئیس (پریسیڈنٹ)
اور ایک نائب (وائس پریسیڈنٹ) اور دو عضو (ممبر) مقرر کئے اس زمانہ میں اوقاف کی حالت بہت اچھی
ہو گئی اور ہر جگہ جامع مسجد اور دیگر مساجد اور مدارس قایم ہوئے اور قرآن مجید کی تعلیم اور دیگر مختلف مدات خیرات کیلئے
اوقاف مقرر ہوئے +

(۸) جامع زیتونہ جو تمام ممالک مغربی کی یونیورسٹی ہے اسکے مدرسین کی تنخواہیں بڑھائیں اور تمام اضلاع میں قاضی
اور مفتی مقرر کئے اور انکی تنخواہیں مقرر کیں +

(۹) جو لوگ مفلسی کی وجہ سے عدالت میں مقدمات رجوع نہیں کر سکتے تھے انکے لئے وکلا مقرر کئے اور انکی تنخواہیں
سرکاری خزانہ سے مقرر کیں +

ہفتہ مذکور کی دیگر خبریں

سعید پاشا سابق وزیر اعظم ٹرکی کی سالانہ پنشن چار ہزار پونڈ مقرر ہوئی ہے +

۲۶ - نومبر کو سفیر انگلستان کی بیٹی کی شادی استنبول میں ہوئی - سلطان نے ایک بیش بہا ہیروں کی پہونچی دلہن کو دی +

اخبار انگلش مین میں مولوی عبد الجبار خان صاحب بہادر سی ایس آئی ای نے عرب میں ٹرکی حکومت کی حمایت میں ایک دلچسپ چٹھی چھپوائی ہے - مولوی صاحب موصوف عرب میں ٹرکی انتظام کی بہت تعریف کرتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ سلطان المعظم نے اپنی رعایا کی بہبودی اور خوشحالی قایم رکھنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا +

انگلستان کے اخباروں نے قسطنطنیہ کے کارسپانڈنٹوں کے اعتبار پر جو خبر شایع کر دی تھی - کہ سلطان المعظم کے دشمنوں کی طبیعت علیل ہے بالکل بے بنیاد اور غلط ہے نومبر کے اخیر میں ایک مشہور انگریز باشندہ ٹرکی نے سلطان المعظم سے ملاقات کی وہ لکھتے ہیں کہ سلطان المعظم کو انہوں نے اس سے پہلے کبھی ایسا تندرست نہ دیکھا تھا - وہ غازی عثمان پاشا سے بہت گرمجوشی سے گفتگو کرتے رہے اسیوقت کے قریب سفیر انگلستان نے بھی سلطان المعظم کی خدمت میں باریابی کا شرف حاصل کیا وہ لکھتے ہیں کہ سلطان المعظم بہت مدبرانہ اور باحوصلہ طریق سے معاملات ٹرکی پر دلایل و براہین کے ساتھ گفتگو فرماتے رہے +

قسطنطنیہ کی خبر ہے کہ عارفی پاشا سابق وزیر اعظم ۸۰ سال کی عمر میں فوت ہو گئے +

سلطان المعظم نے رستم پاشا متوفی کی بجائے انترو پولس کو سفیر لنڈن مقرر کیا ہے یہ بھی عیسائی ہے +

منیر بیگ وزیر خارجہ بجائے ضیا پاشا کے سفیر دربار پیرس مقرر ہوئے +

سلطان المعظم نے گورنر قیصریہ کو بوجہ نالائقی اور انتظام میں رخنہ انداز ہونیکے موقوف کر دیا ہے +

قسطنطنیہ میں تمام مفلس آوارہ ارمنی جہاز پر بٹھا کر وطن کو روانہ کئے جا رہے ہیں +

بطلس - ارضروم - سواس - گرون - گوپری - مناستر - کلس - سوتشہر - چورم - ارض روم - معمورۃ العزیز - دیار بکر طرابزون - قسطمونی - شناکمر ولو وغیرہ مقامات کی بشپ ڈیکن اور پادری صاحبان نے متعدد ٹیلیگرام بذریعہ صدارت عظمی سلطان المعظم کے حضور میں بھیجے - اور اُنکے جوابات نہایت تشفی اور طمانیت بخش دیئے گئے خلاصہ مضامین ٹیلیگرام کا یہ ہے :-

"ہم جملہ بشپ ڈیکن و دیگر پادریان اپنے ہم قوم اور ہم مذہب اشخاص کیطرف سے حضور والا میں عرض پرداز ہیں کہ آجکل بدقسمتی سے ہماری اور حضور کی وفادار رعایا اسلام میں جو نزاع ہو گئی تھی - اب بیمن سایہ خداوندی رفع ہو گئی اور جو انتظام باب عالی سے ہوا ہے - اس سے ہمکو اطمینان تشفی اور طمانیت حاصل ہو گئی ہے - ہم اپنے حقوق اور مذہبی امورات کو آزادی کیساتھ عمل میں لا رہے ہیں فتنہ و فساد بالکل رفع ہو گیا ہے - ہمارے مکانات محفوظ

ہیں اور ہم اپنے معبدوں اور کلیساؤں میں حضور سلطان المعظم خلد اللہ ملکہ کے بقار ذات والا اور دیا واقبال کیلئے دست بدعا رہتے ہیں۔ اور تہ دل سے اس پادشاہوں کے شہنشاہ سے حضور والا دباب عالی کی قوت وشوکت وعظمت وہیبت کی روزافزوں ترقی کے خواہشمند ہیں۔ اور سچے دل سے اقرار کرتے ہیں کہ اسی سلطنت ابد پیوند میں ہماری ہر طرح کی بہبودی اور سلامتی متصور رہے"۔

ہفتہ مختتمہ ۲ جنوری سنہ ۱۸۹۶ کی تار کی خبریں وغیرہ

تار کی خبریں

لنڈن ۱۵ - جنوری - بجیرہ روم کے انگریزی بیڑہ جہازات کا دوسرا دستہ سالونیکا سے اسکندریہ کو گیا ہے۔

لنڈن ۱۶ - جنوری - قونسلیں دول اجنبیہ متعینہ حلب زیتون کو روانہ ہوگئے ہیں۔ کہ باغیوں کو مطیع ہوجانے کی فہمایش کریں +

ایضاً - ملکہ معظمہ نے اعلیحضرت سلطان المعظم کو دست خاص سے تحریر کر کے ایک خط بھیجا ہے +

۱۷ - جنوری - فرانس کے اخبارات لکھتے ہے کہ گو مسئلہ سیکانگ کا تصفیہ ہوگیا ہے - لیکن جب تک مصری مسئلہ کا تصفیہ نہ ہوگا تبتک انگلستان اور فرانس کے باہمی کشیدہ تعلقات میں کوئی معتبر تغیر نہیں ہوسکیگا۔ تصفیہ مندرجہ بالا کے رو سے فرانس کو مونگس (شان ریاست کنگچنگ کا دار الحلافہ) اور شمنگ ملے ہیں آسام کی اکثر شیٹ بادی النظر میں بحوالہ خدا کر دیگئی ہے +

ضلع خرپوت کے تمام سرآوردہ آرمنیوں نے بابعالی میں عرضداشت بھیجی ہے کہ ہمارے بچوں کی تعلیم کرنے ہماری اپنی قومی مدارس موجود ہیں یہ پادریوں کے مدرسے صرف ہماری اولاد کے خیالات بگاڑنے اور انکو باغی بنانیکے لئے قایم ہیں پادری لوگ ہی ہماری تمام مصایب کا باعث ہیں۔ ہم چھہ سو برس سے اپنے پیارے سلاطین کے پدرانہ ظل عاطفت میں امن وآرام سے بسر کرتے چلے آرہے ہیں۔ جب سے اُن لوگوں کا قدم بیچ میں آگیا ہے اُنکی اغوا سے خود اپنی کرتوتوں کی طفیل ہمپر بلائیں وارد ہونی شروع ہوگئی ہیں۔ اسلئے مودبانہ التماس ہے کہ ان مدارس کو ہمارے درمیان سے اُٹھا دیا جاوے ،

دیکھئے پادری صاحبان کو اس عرضداشت کے مطالعہ سے بھی کچھہ شرم دامنگیر ہوتی ہو کہ نہیں۔ خدا کی پناہ دنیا میں جسطرف دیکھو ہر ایک فساد کے موجب اور بانی مبانی یہی مقدس آب حضرات پائی جاتی ہیں خداوند کریم اپنے بندوں کو اُنکے شروں سے اپنے حفظ وامان میں رکھے اور ماسوا اس عرضی کے ممالک غیر کے تمام قونسلوں اور مقامی حکام کی رپورٹوں سے بھی یہی ثابت ہوا ہے کہ یہ تمام نایرہ فساد صرف انہی ذات اقدس بزرگواروں کی مہربانی سے مشتعل ہوا تھا۔

سلیمان پاشا

ہفتہ منکورہ کی دیگر خبریں
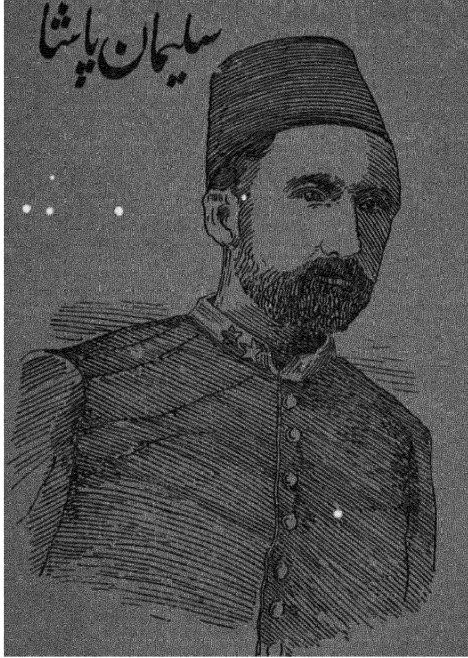
مراد بے۔ سابق امپریل کمشنر قرضہ قومی نے قسطنطنیہ سے پیرس میں آکر سلطان المعظم کے برخلاف ایک پمفلٹ شائع کیا ہے یہ لبرل پارٹی کا ایک سرگروہ ہے مسٹر گلیڈسٹون نے اسکی پمفلٹ کو بڑا پسند کیا ہے اور مراد بے کو ایک چٹھی بھی لکھی ہے

زیتون کی لڑائی میں بارہ ہزار سات سو آٹھ ارمینین قتل ہوئے +

طرابزون میں ارمنی باغیوں کی خفیہ تحقیقات ہو رہی ہے +

مسٹر گلیڈسٹون دشمن اسلام ۲۹ دسمبر کو پورے ۸۶ برس کا ہوا۔

کوریمیا کے ایک اخبار کے صرف قسطنطنیہ ہی میں دس ہزار خریدار ہیں +

ارض روم۔ ارزن گیھان۔ بے بوت وغیرہ مقامات کے مقتول آرمینیوں کے پس ماندگان اور اُنکی بیویاں اور بال بچے برضا و رغبت خود مسلمان ہو گئے ہیں +

انگلستان کے نامور مدبرین اب اس بات کے قائل ہو گئے ہیں کہ انگلستان نے پچاس برسوں سے جو بالکل الگ تھلگ رہنے کی پالیسی اختیار کر رکھی ہے اس سے اسکو سخت نقصان پہونچے ہیں۔ دوسری طاقتوں نے تو باہم سمجھوتا کر کے آپس میں اتحاد پیدا کر لیا ہے۔ اور انگلستان کو تنہا سمجھکر نظر حقارت سے دیکھنے لگ گئے ہیں چنانچہ فرانس نے اُسے سوہسر مڈغاسکر سیام اور مڈغاسکر سے نکال باہر کیا۔ اور جرمنی کیمرون۔ مشرقی افریقہ اور ٹوگولینڈ میں اسکے ساتھ ایسے ہی سلوک سے پیش آیا۔ اگر ہم زیادہ عرصہ تک اسی طرح سے تنہا رہے۔ تو نہایت خوفناک خطرات کے پیدا ہو جانیکا اندیشہ ہے۔ فرانس جرمنی اور روس نے اپنے اپنے دلوں سے پچھلی کدورتیں دور کر کے پختہ ایکا کر لیا ہے کہ انگریزوں کو حتی الوسع نیچا دکھایا جاوے۔ اس لئے اب ضروری ہو گیا ہے کہ یا تو ہم اپنی بحری طاقت کو اس قدر زبردست بنائیں کہ باقی دنیا کی بحری طاقت کو مغلوب کر سکیں۔ اور اگر یہ نہیں تو یوروپ کی ان سلطنتوں سے سانٹھ گانٹھ کر لیں جن کے اغراض و مقاصد مخالف نہیں۔ جرمنی اور روس تو کھلم کھلا ہمارے دشمن ہیں۔ اُن سے اتحاد پیدا کرنے کی کوشش ہی فضول ہے البتہ فرانس کا ہتے پر چڑھا لینا ممکن ہے۔ اسی پالیسی پر کاربند ہو کر لارڈ سالسبری نے انگلستان کی ۵۰ سالہ خود سرانہ پالیسی اور اپنی اکڑفوں کو چھوڑ کر اور فرانس کو کچھہ ملک دے دلا کر اپنے ساتھہ ملا لینے کی سعی کی اور ادھر ملکہ معظمہ نے حال ہی میں ایک خط اپنے دست مبارک سے اعلیٰ حضرت سلطان المعظم کی خدمت میں روانہ کیا ہے۔ جس کا مضمون اگرچہ ابھی معلوم نہیں ہوا۔ مگر یہ پالیسی بتا رہی ہے کہ یقیناً سلطان المعظم کی خفگی دور کرنے اور ان کو اپنا موافق بنانے کے لئے ایسا کیا گیا ہے۔ لیکن آج کی تار خبروں سے پایا جاتا ہے کہ لارڈ موصوف کو باوجود بیکسر اور خفیف بننے کے اس نئی حکمت عملی میں بھی کامیابی نہیں ہوگی

اور جب تک وہ اپنی زیادتیوں کا صاف صاف اعتراف کر کے اور ملک مصر کو اسکے اصلی حقدار کو سپرد کر کے خود اس منبع فساد سے الگ نہ ہو جاوینگے۔ اور اس جلیل القدر حقدار سے اپنی سالقہ تقصیرات کی معافی نہ چاہیں گے تب تک یہ مہلک اور مہیب طوفان جو انگلستان کے سر پر یوماً فیوماً زیادہ تیزی سے بڑھتا چلا آرہا ہے ہرگز دور نہ ہو گا۔

ہفتہ مختتمہ ۲۷ جنوری ۱۸۹۶ء کی تار کی خبریں وغیرہ

تار کی خبریں

لنڈن ۲۲ جنوری۔ اپنے استنبول کے کارسپانڈنٹ کے اعتبار پر پالمال گزٹ نے ایک تار خبر شایع کی ہے۔ جس کا مضمون یہ ہے۔ کہ روس اور روم نے باہم ایک عہد نامہ تحریر کر لیا ہے۔ کہ ایک کا دشمن دوسرے کا دشمن سمجھا جائیگا۔ اور ایک فریق کے ملک کی حفاظت میں دوسرے کا مدد دینا لازمی ہو گا۔ فارن آفس اور سفارت انگریزی دربار استنبول میں اس عہد نامہ کی اب تک مطلق اطلاع نہیں ہے۔

ہفتہ مذکور کی دیگر خبریں

ترکوں نے دروسوں کو پوری پوری شکست دیکر منتشر کر دیا ہے۔ آخر الذکر کے ۱۲ ہزار آدمی مقتول ہوئے۔

سلطنت عثمانیہ کی وزارت صیغہ تعلیم عامہ اسلامی زنانہ مدارس کے لئے نیا تعلیمی کورس تیار کر رہی ہے۔

سلطنت عثمانیہ نے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ غیر مسلم عہدہ داروں سے بھی مسلمان اہلکاروں کیطرح نمک حلالی و وفاداری کی حلف لیجایا کرے

سری پاشا جو بغداد۔ انگورا۔ حلب وغیرہ کے گورنر رہ چکے ہیں۔ ماہ دسمبر گذشتہ قسطنطنیہ میں رگرائے عالم جاودانی ہو گئے۔ اور حسب الحکم سلطانی مقبرہ سلطان محمود میں دفن کئے گئے۔ تجہیز و تکفین کا خرچ بھی خلیفۃ المسلمین نے جیب خاص سے عطا فرمایا۔ پاشا مرحوم بڑے فاضل اور اہل تصنیف تھے۔ کئی کتابیں اپنی یادگار چھوڑ گئے ہیں۔

قہوہ کی کاشت ابتک صرف صوبہ یمن میں ہوتی تھی۔ مگر ٹرکی گورنمنٹ کی کوشش سے اب مغربی طرابلس کے تمام

شہروں میں اسکی پیداوار ہونی شروع ہوگئی ہے۔ اسیطرح عطر گلاب سابق میں صرف آزاد شدہ صوبہ بلگیریا میں گلاب کے پہولونکی پیداوار کی وجہ سے تیار ہوتا تہا۔ لیکن اب گورنمنٹ موصوف کی سرگرم سعی سے صوبجات حمید آباد۔ طیرہ دایدن میں بہی پہولوں کی کاشت شروع ہوگئی ہے۔ گورنمنٹ نے کاشتکارونکو ترغیب و تحریص دلانیکے لئے پانچ برس تک محصول اراضی جسپر گلاب کاشت کیا جائے معاف کردیا ہے اور عطر کشی کے جدید آلات ممالک غیر سے منگواکر انکو دیدئے ہیں۔

ولائت کی اخباروں میں آجکل عام چرچا ہو رہا ہے۔ کہ اعلیحضرت سلطان المعظم نے جو تحائف ارکو بہیجے ہیں۔ انمیں اعلیٰ درجہ کا کچہہ تمباکو بہی روانہ کیا ہے۔ جسکا کنایۃً یہ مطلب ہے۔ کہ منظور شدہ اصلاحات آرمینیا تمباکو کے دہوئیں کیطرح اڑجائینگی۔ اور انکا کوئی نام ونشان باقی نہیں رہجائیگا۔ مگر ہم ان جدت پسند بے پر کی اڑانیوالوں کو بتادیتے ہیں کہ یہہ انکا محض خام خیال ہے اور اعلیحضرت کا گذشتہ طریق عمل انکے اس شیطانی وسوسہ کی پوری تکذیب کرتا ہے عہد سے پہر جانا اور اپنے کئے پر قائم نہ رہنا یہ دول یورپ ہی کا خاصہ ہے۔ حضور ممدوح نے کسی سے دیگر ان اصلاحات کو منظور یا رائج نہیں فرمایا بلکہ جو کچہہ انکو اپنی رعایا کے جمیع فرقوں سے محبت ہے اسکی نظیر فی زمانہ دنیا میں ملنی محال ہے اتنا عرصہ جو جہگڑا رہا ہے وہ اسلئے نہیں تہا کہ اعلیحضرت اپنی رعایا کی بہتری نہیں چاہتے تہے۔ بلکہ اس قضیہ نامرضیہ کے طول کہینچنے کی وجہ دراصل یہ تہی کہ جو اصلاحات سر فلپ کری صاحب نے باغوا رچند متعصبین پیش کیں تہیں وہ صریحاً نامناسب بیموقعہ اور نامعقول تہیں۔ نصہ مختصر ان لوگوں کو مطمئن رہنا چاہیے کہ جس امر کو حضرت ظل سبحانی ایکدفعہ منظور فرماچکے ہیں اسکو اپنے مقدور بہر زیر عمل بہی لائینگے۔ یہ صرف اُن ولائتی صاحبان کا اختلاق ہے۔ ورنہ خود ارمنیوں کی شہادت ان لغو اور پوچ اندیشوں کا کافی بطلان کرد ہی ہے۔

جرمنی انگلستان کا ایسا سخت دشمن ہوگیا ہے کہ پچہلے دنوں اسکا وزیر اعظم صرف اس غرض سے وائینا گیا تہا کہ گورنمنٹ آسٹریا کو اسبات پر آمادہ کرے۔ کہ انگلستان جو اصلاحات آرمینوں کیلئے سلطان المعظم سے منظور کرانا چاہتا ہے۔ ان کو ہرگز منظور اور انگلستان کو اسمعاملہ میں کامیاب نہونے دیں اب یہ امر بہی پایۂ ثبوت کو پہنچگیا ہے۔ کہ فرانس اور روس کو آرمینوں سے مطلقاً کوئی ہمدردی نہ تہی اور نہ ہے۔ ترک فی الواقعہ اگر کل قوم ارمن کو صفحہ ہستی سے نابود کردیں۔ تو وہ دونوں سلطنتیں ہرگز اُن سے بازپرس نہ کریں۔ اسمعاملہ میں بظاہر وہ اسلئے انگلستان کے شریک ہوگئے تہے۔ کہ ذاتی اغراض اور چند متعصب مدبرین اور جنونی اخبارات نے انگلینڈ کو بالکل مست ہاتہی کیطرح بنا دیا ہوا تہا۔ اسلئے فرانس و روس ان دو اصیل ہاتہیوں کیطرح جو مست ہاتہی کو بیچ میں لیکر چلتے ہیں انگلستان کی بدمستی سے روم کو بچانیکے لئے اسکے چپ و راست موجود ہوگئے تہے۔ مگر افسوس کہ انگلستان کو تنگ دلی کیفیت کا حال بعد از وقت معلوم ہوا۔

ہفتہ مذکور کے مضامین خاص

منقول از اخبار وکیل مورخہ ۲۰- جنوری ۱۸۹۶ء

ٹرکی انگلستان اور ہم

جہانتک ہمیں خیال ہے معاملات آرمینیا اور انگریزی مداخلت پر دیسی اخبارات میں سب سے پہلے ہمہی نگراسمیں تو کوئی کلام ہی نہیں کہ اپنے پرچہ کے آغاز اشاعت ہی سے ہمنے خاص التزام کیساتھ مفصل اور مدلل بحث کی ہے - یہ دوسری بات ہے - کہ مہینوں گذرے جو کچھہ ہمنے خارجیہ پالیسی انگریزی پر لکھا تہا گورنمنٹ نے اسپر کچھہ نوٹس لیا یا نہیں ہم تسلیم کرتے ہیں کہ اول تو دیسی اخبارات کی گورنمنٹ انگلستان تک رسائی ہی نہیں اگر ہو بھی تو وہ کیوں نوٹس لینے لگی - کیونکہ گورنمنٹ اور اینگلو انڈین پارٹی انکو حقارت کی نظر سے دیکھتی ہے اور انکی آرا کی ایک پرکاہ کی حقیقت بہی نہیں سمجھتی - مگر ہم خوش ہیں کہ ہمنے اپنا فرض ادا کر دیا - جنکی طرف ہمارا روئے سخن تہا وہ مانیں یا نہ مانیں انکا اختیار ہے - اب اس کوتاہی اور سکبسری کا خمیازہ بہی تو وہی بہگت رہے ہیں - جبکا ہمیں نہایت افسوس ہے

ناظرین کو یاد ہوگا کہ بالعموم اپنے تمام مضامین متعلقہ مسئلہ آرمینیا میں ہمنے بالصراحت اور کنایتاً گورنمنٹ عالیہ کو یہی مشورہ دیا تہا کہ آرمینیا کی حمایت میں جو شور وشغب اور سنعدی اور سرگرمی وہ دکہلا رہی ہے وہ بعینہ اس مثل کے مصداق ہوگی کہ "کوئلوں کی دلالی میں منہ کالا" اور پہر خاصکر ۲۸- اکتوبر اور ۲۳- دسمبر کے پرچوں میں تو ہمنے ڈنکے کی چوٹ لارڈ سالسبری وزیر اعظم و وزیر صیغہ خارجیہ دولت علیہ انگلستان کو مخاطب کرکے التماس کی تہی کہ ٹرکی کی چالوں سے غافل اور اپنی تدبیر و حکمت عملی یا نشہ طاقت و سرمستی پر نازاں ہوکر وہ جسقدر چالیں چل رہے ہیں وہ سب انگلستان کو مصائب شاقہ میں گرفتار اور اسکو ذلیل و خوار کرنیکا موجب ہونگی - لیکن بیچارے لارڈ سالسبری کا بہی کیا قصور - تقریباً تمام انگریز دل اور اہالی یورپ کے دماغوں میں یہی خبط سمایا ہوا ہے کہ جاہل ہندوستانی امور پالیٹکس اور حکمت عملی کے داؤ پیچ کو کیا جانیں - وہ ہمارے سامنے ابہی طفل مکتب ہیں کیا تپدی اور کیا تپدی کا شوربا - وہ کیا اور انکی رائے کیا - مگر ہم پوچہتے ہیں کہ فرض کرو جو کچھہ لاٹ صاحب کے دماغ میں سمایا ہوا تہا صحیح بہی ہو تو انکو ایک پیشینہ دانشمند کے قول پر عمل کرتے ہوئے کونسی رکاوٹ پیش آگئی تہی -

گاہ باشد کہ کودکے ناداں	بغلط بر ہدف زند تیرے

خیر اب گاڑے ہوئے مُردے اکہاڑنے سے کیا حاصل - لارڈ موصوف کی ہٹ دہرمی - تکبر و ہمچومن دیگرے نیست کی مغرورانہ خودستائی کا آج یہ نتیجہ نکلا ہے کہ انگلستان کے مخلص خیر خواہ پکار اُٹھے ہیں کہ اول تو سر فلپ کری سفیر انگریزی متعینہ دربار قسطنطنیہ کو جو ان تمام مشکلات کا بانی مبانی اور مبتدی ہوا ہے استنبول سے واپس بلا لیا جاوے اور پہر (جیساکہ ہم پچھلے پرچہ میں لکھہ چکے ہیں) انگلستان اپنی اکڑفوں چھوڑ کر کسی کا ہوکر رہے - وحدانیت اور انفراد

صرف کسی نہائت ہی بزرگ اور برتر ہستی کی شان کو شایان ہے۔ انگلستان ایسا کہاں کا الو کہا آگیا کہ روس اور جرمنی جیسی عظیم الشان سلطنتیں تو دوسری ایک دو طاقتوں کو اپنی ممد و معاون بنانیکی سر توڑ کوششیں کریں۔ اور انگلینڈ یہی ڈینگ مارتا ہے۔ کہ ہمکو کسی دوسری دولت کے اتحاد و اتفاق کی کوئی پروا نہیں۔ لیکن خدا کی شان ہے کہ ہاتھونکی دی ہوئی گرہ دانتوں سے کہولنی پڑی۔ وہی لارڈ سالسبری جو ایکوقت فلک الافلاک کو بھی خاطر میں نہیں لاتے تھے دنیا کے دور دراز حصوں میں پڑی ہوئی دو گمنام ریاستوں دوینی زولا وانتہ جنوبی امریکہ و ٹرنسوال اتھ جنوبی افریقہ کی ایک ادنےٰ سی حرکت سے ساری چوکڑیاں بھول گئے۔ اور لگے ہر ایک کے آگے ہاتھ جوڑنے۔ مگر ؎

اب پچتائے ہوت کیا۔ جب چڑیاں چگ گئیں کھیت

فرانس کو بالائی برہما میں دو صوبوں کا لقمہ دیکر اپنے ساتھ ملانیکی کوشش کی۔ مگر وہ یار اپنا مطلب نکال بیچ گیا غمگسار بننے کے الٹا اور بگڑا جاتا ہے اور کہتا ہے کہ مصر خالی کر دو نہیں مانتا ہوں ورنہ وہی ہم ہیں اور وہی تم ہو جو پہلے تھے۔ اور جنمیں تلی کتے کا بیر تہا۔ اللہ اکبر اس سے بڑہکر اور کیا سبکی ہو سکتی ہے کہ پرتگال ایسی بحیثیت ملک نے جو چھ مہینے گذر گئے اور ابتک ایک چھوٹے سے صوبہ دگوا کی ملکی بغاوت فرو کرنیمیں کامیاب نہیں ہوا صاف صاف کہدیا کہ ہم خلیج ڈیلیگوا میں جسکو انگریزوں نے ہی ۱۸۷۵ء میں اُسے عنائت کیا تہا انگریزی بیڑی کو نہیں آنے دینگے شاہ جرمنی ملکہ معظمہ کی دختر بلند اختر کا بیٹا۔ اور انگریزونکی ہم نسل قوم جرمن کا بادشاہ انگلستان کی عظمت و جبروت کو پاسنگ برابر نہ جانکر ایک حقیر اور بے بنیاد جمہوری ریاست کے پریسیڈنٹ کو مبارکباد کی تار دی اور روس طوطے کیطرح ہر ایک معاملے میں انگریزونکی طرف سے آنکھیں پھیرلے یہ سب کچھ ہمارے فارن ڈیپارٹمنٹ اور نا کارہ ڈپلومیسی کے کرشمے ہیں۔

انگریزی میں ایک مثل ہے کہ آغاز اچھا ہو تو انجام بھی اچھا ہوتا ہے لیکن سنہ ۱۸۹۶ء انگلستان کیلئے کچھ ایسا منحوس سال چڑہا ہے کہ سر منڈاتے ہی اولے پڑے۔ ادہر یہ تشریف لائی ادہر ایک انگریزی فوج جسے ترک اٹہانیکا خیال تو بجائے خود رہا اپنے زعم میں ملک فتح کرنے جا رہی تہی ایک حقیر دشمن کی قید میں آگئی۔ ادہر صوبجات متحدہ نے وینی زولا سے چڑ کر وہ طوفان بدتمیزی برپا کر رکھا ہے کہ انگلستان کے ہوش و حواس خیرباد کہتے نظر آتے ہیں ٹرنسوال کے معاملے کچھہ دنوں کیلئے اس معاملہ کو پہیکا کر دیا تہا۔ کہ اسنے چپکے سے ایک اور بغلی گہونسہ چہوڑ دیا۔ مسٹر گلیڈسٹون نے نامردی بزدلی اور سنگدلی کے بہتیرے طعنے دئیے۔ آخر جوں توں کر ٹوپی سنبہال آرمینیا کے مخمصہ سے خلاصی کراتی ہی تہی۔ ابہی اس قضیہ سے پورے طور پر فراغت نہوئی تہی۔ کہ امریکہ نے آدبایا۔ ایکطرف ٹرانسوال نے شیخی کرکری کردی۔ یہ قصہ کسیقدر مٹا تہا اور فرانس کو بہی کچھہ دیکر دلاکر راضی کیا تہا کہ ۱۲۔ جنوری کی تار خبر آئی کہ صوبجات متحدہ نے حدبندی وینی زولا کیلئے جو کمیشن مقرر کی ہے۔ اسنے انگلستان اور ریاست مذکور کو طلب کیا ہے کہ اپنے اپنے دعاوی پیش کریں۔ ظاہر ہے لیکن یہ دار نو سے تمتیں کیا ہے

کہ برسوں تک زخم مندمل نہ ہو سکیگا۔ انگریز اپنے دلمیں یہ کہہ رہا ہے پکار رہے تہے کہ یوروپ کی طاقتیں ہم سے بطرح بگڑی ہوئی ہیں۔ اگر وہ سب نرغہ کر کے ہم پر کود پڑیں۔ روس ہند پر چڑہائی کر دے۔ فرانس مصر پر حملہ آور ہو جاوے۔ جرمنی افریقہ میں الجہہ پڑے اور نیوزیلا اور دیگر ریاستہائے جنوبی امریکہ برٹش مقبوضات پر فوج کشی کردیں۔ اور سلطان المعظم بہی اپنا غصہ نکالنے کو ہماری مخالفت پر کمربستہ ہو جاویں تو سب سے اول ہمارا دار و مدار اپنی طاقت بحری پر ہے۔ پہر اپنی نو آبادیہائے آسٹریلیا۔ کینیڈا۔ کیپ کولونی وغیرہ کی امداد بہی پر۔ اگر سخت ضرورت آپڑے تو اپنی نیٹیو ہندوستانی افواج پر۔ (جب انکے افسروں کو موقوف کر کے یوروپین لفٹنٹ رکہنے کی صلاح کیجاتی ہے۔ اسوقت نالائق تہے اب نیٹیو اور قابل اعتبار بنگئے سچ ہے پنجابی مثل ؎ گوں دغرض۔ ضرورت) کھنائے جو ہانویں لگتے ہون) اور سب سے آخر اگر دشمنوں کا خنجر انگلستان کے حلق پر پہرنے کو تیار ہو جاوے۔ تو بحر ظلمات کے پار کی عظیم الشان جمہوری ریاست تمام کدورتوں اور ذاتی عناد کو بہول جاویگی۔ اسکا خون جوش میں آجائیگا۔ اور وہ اپنے ابتدائی مولد و وطن کو دشمن سے بچانیکے لئے دشمن گداز اور خار اشگاف طاقت سے ہماری مدد کو آپہونچیگی۔ مگر ؎

خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم

انگلستان والے تو یہ امیدیں رکہے بیٹھے تہے۔ کہ مذکور الصدر تار نے رہے سہے حواس غائب غلہ کر دئے۔ الغرض انگلستان کی خارجیہ حکمت عملی کے کارن یہ سال بقول ؎

سالے کہ نکوست از بہارش پیدا

ایسا نامبارک شروع ہوا ہے کہ غریب انگلستان چوطرفہ گرفتار بلا ہو گیا ہے اور اسی سلطان کو جسے کبہی لارڈ سالسبری اسطرح سے مخاطب کرتے تہے۔ کہ گویا وہ علاقہ انگریزی کے ضلع کے معمولی ڈپٹی کمشنر ہیں۔ اب حضور ملکہ معظمہ دست خاص سے خط تحریر فرماتی ہیں جو اغلباً گذشتہ زیادتیوں کی معافی مانگنے اور تلافی مافات کیلئے ہوگا۔ ہماری رائے میں انگلستان موجودہ مشکلات سے بچ ہی اسطرح سکتا ہے۔ کہ وہ اعلیٰ حضرت سلطان المعظم سے اپنے سابقہ گناہونکی عفو تقصیر چاہکر انکو اپنا دلی رفیق بنانیکی کوشش کرے اور فرانس اور روس کو جو انگلستان کے برخلاف دانت تیز کرنیکے لئے مصر کا بہانہ ہاتہ آیا ہوا ہے اسکا یہ تدارک کرے کہ ملک مالک کے حوالہ کر کے اس اسٹروں کی مالا کو گلے سے اتار دے۔ اس سے سلطان المعظم انگلستان کے تہ دل سے ہوا خواہ ہو جائینگے اور جب ایکدفعہ انہوں نے انگلستان کی رفاقت کا دم بہر لیا۔ تو پہر انگلستان کو یوروپ کی دوسری طاقتوں کیطرف سے بالکل مامون ہو جانا چاہئے۔ وہ اسکا کچہہ نہیں بگاڑ سکیں گی۔ اور اسطرف سے بیخطر ہو جانے پر وہ افریقہ اور امریکہ کے تنازعات کو باحسن وجوہ نپٹا سکیگا۔ ورنہ یوروپ۔ افریقہ۔ امریکہ کے پولیٹیکل مطلع پر جو گہنگہور کالی گہٹا چہا رہی ہے اس سے اندیشہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ اول تو یہی سال ۱۸۹۶ء اور انیسویں صدی کا یہ آخری حصہ ضرور دنیا کے موجودہ نقشہ میں عظیم تغیرات پیدا کرنیکا موجب ہوگا واللہ الغیب عند اللہ

ہمارے ہندوستان کے سلمانوں کو لازم ہے۔ کہ جب ہماری سرکار انگلشیہ پر چاروں طرف سے روس۔ فرانس وغیرہ دشمن زغہ کر رہے ہیں۔ تو جو کچھہ زیادہ نہیں نادانستہ یا عمداً ہماری مادر مہربان کے چند وزرا سے ہمارے خلیفۃ المومنین کی شان میں ہو گئی ہیں انکو بھول کر جان و دل سے اسکی امداد میں کمر بستہ ہو جائیں کیونکہ اگر بنظر غور دیکھا جائے تو انگلستان کا مخلص دوست سخت مصیبت کے وقت روم ہوگا اور گو چند جنونی انگریز روم کے برخلاف واہی تباہی کیوں نہ بکا کریں لیکن روس کے پنجہ سے بچانے کے لئے انگلستان سے بڑھکر اسکا کوئی ممد و معاون نہیں ہو سکتا۔ و

ماعلینا الا البلاغ المبین

ہفتہ مختتمہ ۳۔ فروری ۱۸۹۶ء کی تار کی خبریں وغیرہ

تار کی خبریں

لنڈن۔ ۳۰۔ جنوری۔ اگرچہ باب عالی نے انکار کیا ہے کہ اسکے اور روس کے درمیان کوئی اتحاد جریہ نہیں ہے مگر یہ عام خیال ہے کہ دونوں سلطنتوں نے معنوی طور پر آپس میں یہ سمجھوتہ کر لیا ہے کہ امن قائم رکھنے کی غرض سے روس آرمینیا پر قابض ہو سکیگا۔ اور وہ ٹرکی کو بعض مواقع پر مثلاً اگر برٹش بیڑہ جہازات ڈارڈینلز میں داخل ہونیکی کوشش کرے مدد دیگا۔

ایضاً۔ ۲۹۔ جنوری۔ انجمن اسلامیہ لنڈن نے کل شام کو ایک جلسہ منعقد کر کے جس میں ہندوستان ٹرنسوال اور دیگر ممالک کے سلمان شامل تھے۔ ایک ریزولیوشن پاس کیا۔ کہ ملکہ معظمہ کے حضور ان کی مسلمان رعایا کی خدمات شہنشاہی اغراض کی حفاظت کیلئے پیش کیجائیں۔ مسٹر مولانا ابراہیم میر مجلس نے کہا کہ اگر مالی حالت درست ہو تو اکیلا ہندوستان کوئی ایک سلطنت ہو اسکا مقابلہ کرنیکے قابل ہے۔

ایضاً۔ ۳۰۔ جنوری۔ پال مال گزٹ تار آمدہ قاہرہ کے حوالہ سے لکھتا ہے کہ خرطوم میں بغاوت ہو گئی ہے اور مہدی معزول کر دیا گیا ہے۔ بغاوت کا موجب قبیلوں کی باہمی نا راضگی بیان کیجاتی ہے

قاہرہ۔ ۳۰۔ جنوری۔ بغاوت خرطوم کے متعلق یہاں کوئی حال معلوم نہیں۔ مگر یہ افواہ اڑ رہی ہے کہ خرطوم کے جنوب میں قبائل نے خلیفہ کے برخلاف بغاوت کی ہے۔

لنڈن۔ یکم فروری۔ زرتہن کنوسٹ والے نے ہوٹل میٹروپول میں جو شب گذشتہ دعوت دی تھی اسمیں لارڈ سالسبری نے دوران تقریر کہا کہ ٹرنسوال نے اجنبی طاقتوں کی اس امداد کیواسطے جو درخواست کی تھی۔ اس سے یہ بخوبی ثابت ہو گیا ہے کہ اگر آئرلینڈ والوں کو ہی ہوم رول (حکومت خود اختیاری) عطا کر دی جاتی تو وہاں کیا

کچھ نہ واقعہ ہوجاتا۔ لارڈ موصوف نے یوٹلینڈرز (انگریز آبادکاران ٹرنسوال) کے دعاوی کی تائید کرکے کہا کہ اگرچہ انکی آبادی
ٹرنسوال میں نسبتاً زیادہ ہے۔ پھر بھی انکے مطالبات کو بڑی بے پروائی سے دیکھا گیا ہے۔ وینیزولا کی نسبت انہوں نے
کہا کہ مینے اصول منرو کی کبھی مخالفت نہیں کی۔ بلکہ جیسا کہ پریسیڈنٹ منرو کا اس اصول کے قائم کرنے سے مدعا تھا میں
اسکا ممد رہا ہوں۔ آرمینیا کی نسبت انہوں نے فرمایا۔ کہ انگلستان آرمینیوں سے چڑکر سلطان سے لڑائی کرنیکے قابل نہیں
ہے اور اُسے لازم ہے کہ اصلاحات کی ترویج کیواسطے متعدی رہیں۔ میں یہ نہیں مانتا کہ سلطان المعظم نے اگرچہ اُس کی
حکومت کمزور ناقابل اور بے اثر ہے آرمینیا میں ظلم کئے جانیکا حکم دیا ہو کل طاقتیں اصلاحات کی ترویج کی نگہداشت کرتی
رہینگی۔ مگر اس سے بڑھکر کوئی کارروائی نہیں کرینگی۔ ان باتوں کے بعد نوآبادیہائے انگلستان کی وفاداری کا ذکر کرکے
لارڈ موصوف نے فرمایا کہ جب تک ہم سب متحد ہیں تب تک ہم خواہ دوسری طاقتوں سے کیسے ہی علیحدہ کیوں نہ ہوں
ہمکو کوئی پروا نہیں ہے۔

ہفتہ مذکور کی دیگر خبریں

سیاہ کاری۔ رپورٹوں سے معلوم ہوا ہے کہ آرمینوں کی حالت سخت مایوسی کی ہوگئی ہے اور وہ تنگ آکر ترکی
دیہات کو جلا رہے ہیں۔

مفصلہ ہمعصر جریدہ روزگار مدراس لکھتا ہے کہ یوں تو ہندوستان سے طلباء تعلیم کیلئے اکثر انگلینڈ روانہ کئے جاتے ہیں
اور بعض جرمنی کو بھی جاتے ہیں۔ مگر ابتک نہیں سنا گیا کہ کوئی طالبعلم ہندوستان سے خصوصاً حیدرآباد سے ترکی کو روانہ
کیا گیا۔ اور وہ بھی معمولی بیرسٹری یا ڈاکٹری تعلیم کیلئے نہیں جسکی آجکل ہندوستان میں خواہش کی ہے بلکہ ایسے
فن شریف کے اکتساب کیلئے جسکا حاصل کرنا مسلمانوں کا کام ہے یعنے تعلیم فوجی کیلئے ۲۴ جنوری کو کپتان احمد عبد اللہ حسب رضا
یار نواب عماد جنگ بہادر کے صاحبزادہ خالدین احمد قسطنطنیہ روانہ ہوئے۔ وہاں مدرسہ حربیہ سلطانیہ میں داخل
ہونگے اور فن سپاہ گری میں تعلیم پاوینگے۔ اس عرب نژاد کا سن تیرہ چودہ سال کا ہے۔ دو ڈھائی سال بمبئی کے
بورڈنگ سکول میں تعلیم دلگئی اور اب ایک اسلامی سلطنت میں اسلامی تعلیم حربی کیلئے روانہ کیا گیا ہے حیرت یہ ہے کہ
تعلیم ولایت کیلئے سرکار سے ہر ایک طالبعلم کیلئے اسکالرشپ مقرر ہے۔ مگر باوجود اس لڑکے کے بزرگوں کا سرکار
میں رسوخ ہونیکے کسی قسم کا اسکالرشپ مقرر نہیں ہوا۔ ہر حال یہ ایک عمدہ نظیر تعلیم کی ہے اور یقین ہے کہ ضرور دیگر بزرگان
دین بھی اسکی تقلید کرینگے اور اپنی اولاد کو اسیطرح استنبول روانہ کیا کرینگے۔

ہم ہمعصر ممدوح کی اس رائے سے بالکل متفق ہیں اور بزرگان ہند اور دکن کی خدمت میں التماس کرتے ہیں
کہ وہ اپنی اولاد کو بجائے لندن اور پیرس بھیجکر بیرسٹری وغیرہ کی تعلیم دلانیکے جہاں سے وہ طرح طرح کی مذبذبانہ
[illegible] ساتھ لاتے ہیں انکو اسلامی سلطنت میں تعلیم دلانیکی طرف راغب ہوں۔ جس سے نہ صرف ان کے

مذہبی عقاید بجائے متزلزل ہونے کے زیادہ مضبوط ہونگے بلکہ وہ ایسے فنون بھی حاصل کرینگے جنکا مسلمانوں کو ابتدا سے فخر رہا ہے اور مزید بران اس طریق سے دونوں قوموں میں دن بدن رابطہ موانست و یگانگت قوی ہوتا جائیگا گو گورنمنٹ ہند کیطرف سے ہندوستان میں جنگی یا صنعتی مدارس و کالج قایم نہیں ہیں لیکن مسلمان اگر ہمت اور عقل سے کام لینا چاہیں۔ تو انکے لئے مصر اور ٹرکی میں کافی ذریعے اس قسم کی تعلیم حاصل کرنے کے موجود ہیں۔ صرف انکی اسطرف متوجہ ہونیکی دیر ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ کپتان احمد عبد اللہ صاحب نے اس معاملہ میں بسم اللہ کردی ہے۔ خدا کرے دوسرے مسلمان بھی انکی تقلید کریں۔ +

چند انگریزی مدبرین نے گورنمنٹ کو صلاح دینی شروع کردی ہے۔ کہ مصر کو چھوڑ دینا چاہئے۔ اور نہر سویز پر زیادہ مدار نرکھنا چاہئے۔ جرمنی کو اسکی مخالفت کا اسطرح سبق دیا جائے کہ فرانس اور روس سے آشتی کرلی جائے اور اٹلی کو جرمنی۔ آسٹریا کے اتحاد ثلاثہ سے جدا کر لیا جائے۔ دیکھئے اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے۔ خلوی مصر کی صلاح تو ہم بھی گورنمنٹ کو عرصہ سے دے رہے ہیں۔ +

لنڈن کا ترکی سفیر روس اور ٹرکی میں کسی اتحاد حربیہ کے ہونیکی تردید کرتا ہے۔ +

لو بڈھے گلیڈ اسٹون اور انگلستان کے متعصب پادریوں نے اپنی جنون آمیز تقاریر اور تحریرات سے گورنمنٹ انگلستان اور اپنے آپکو کچھہ کم ذلیل نہیں کیا تھا کہ اب آخر میں لاہور کے بشپ صاحب بھی مجنونانہ تعصب کی سٹیج پر آکھڑے ہوئے اور لگے واہی تباہی بکنے۔ ۲۶ جنوری کو بروز اتوار آپنے پنجاب اور ممالک مغربی و شمالی کے پادریوں اور مس صاحبات کے روبرو اساسات پر بہت کچھہ زہر اگلا۔ کہ ادہر سلطان المعظم آرمینیا میں عیسائیوں کو بیدریغ قتل کررہے ہیں (پادری صاحب نے شاید پارلیمنٹ کی رپورٹ نہیں پڑھی) ادہر امیر کابل کافرستان میں کافرونکو تہ تیغ کررہے ہیں اور ہندوستان اور انگلستان کی عیسائی گورنمنٹ ہے کہ کانوں میں روئی ڈالے بیٹھی ہے۔ المختصر یہ کہ نہ صرف آپنے گورنمنٹ کو بزدل اور ناکارہ بنایا ہے۔ بلکہ ایک طرح سے کل عیسائیوں کو مسلمانوں کے برخلاف جہاد کرنیکا فتوی دیا ہے بھلا ان سے کوئی پوچھے کہ گورنمنٹ کو کیا فرض پڑی ہے کہ ان متعصب کے پتلون کی باتوں میں آکر اپنے آپ کو خواہ نخواہ مشکلات میں ڈالے۔ اگر جوش مذہبی نے انہیں ایسا اندھا کردیا ہے تو کیوں نہیں کافرستان میں پہونچکر اپنے دل کا بخار نکال لیتے۔ آرمینیا کے معاملہ میں گورنمنٹ نے کچھہ کم خفت نہیں اٹھائی کہ اب یہہ بزرگوار اسے سرحد پر بیحد پیچیدگیوں میں پڑنے کی صلاح دے رہے ہیں۔ ہم بشپ صاحب کی اس ہرزہ درائی کا دندان شکن جواب دیتے مگر چونکہ انکی اس تقریر پر متعصب سے متعصب اخبار بھی شہنشاہی مصلحتوں کا لحاظ رکھکر بہت کچھہ نفرین کررہے ہیں اور سول نے جو کچھہ دہجیاں اس پر شرارت ہذیان کی اوڑائی ہیں۔ وہ بشپ صاحب کو ہوش میں لانے کے لئے کافی ہیں اسلئے ہم اسپر کچھہ زیادہ تحریر کرنیکی ضرورت نہیں سمجھتے۔ +

ریوٹر نے ۲۸ - جنوری کو قسطنطنیہ سے تار بہیجا ہی کہ بابعالی ضروری اخراجات کے لئے عہدہ داران کی پنشن کی مد سے روپیہ نکال رہا ہی - کیونکہ سلطان المعظم کو احتمال ہی کہ مقدونیہ میں پہر عنقریب مادہ فساد و بغاوت مشتعل ہونیوالا ہے +

جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا - مظالم آرمینیا کے متعلق جو کمیشن دول یورپ نے مقرر کی تہی - اُسکی رپورٹ کے حالات پارلیمنٹ کی طرف سے شایع ہو گئی ہین جنمین تسلیم کیا گیا ہے کہ آرمینون کے قتل کی نسبت اخبارات مین نہایت مبالغہ آمیز خبرین شایع ہوئی تھین - قتل ساسون مین فقط ۴۸ - ارمنی قتل ہوئے اور حملہ تو سو آدمی مفصلات میں ہلاک ہوئے - اور کل ۲۲ گاؤں برباد کئے گئے - اب عیسائی اخبارات کے اس مبالغہ اور جھوٹ کو دیکھئے کہاں چالیس ہزار اور کہاں ساٹھ کم ایکہزار ـــہ

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا + جو چیرا تو اک قطرہ خون نہ نکلا

هفته مذکور کی دیگر مضامین

منقول از اخبار وکیل مورخہ ۳ - فروری ۱۸۹۶ء

{ عیسائی قومون کی باہمی اتفاق کے لئے کوشش - اور مسلمانون کے لئے عبرت }

لنڈن میں ایک ماہواری رسالہ یورپ کی متعدد زبانون میں چھپنا شروع ہوا ہی - جرمن - فرانسیسی اور انگریزی زبان میں بالالتزام تینون زبانوں کے نامور اہل قلم کے مضامین درج ہونگے - اور گاہ گاہ اندلسوی لاطینی وغیرہ زبانوں میں بھی مضامین لکھی جاوینگے - بانیان رسالہ کا اسکے اجرا سے یہ مدعا ہے کہ چند برسوں سے انگلستان - فرانس اور جرمن مین مغایرت اور اجنبیت پیدا ہو گئی ہے اسکے دور کرنیکی اس سبیل سے کوشش کیجاوی کہ جب تینون ملکوں کے مشہور و معروف مدبرین اور اہل الرائے کے مضامین ایک ہی رسالہ مین مندرج ہو کر ہر سہ سلطنتون مین مشتہر ہونگی تو خواہ مخواہ تینون قومون مین یگانگت پیدا ہو جاویگی - اس تجویز پر ہماری اینگلو انڈین ہمعصر سول کا لنڈنی نامہ نگار ہنسی اُڑاتا ہے مگر ہماری خیال مین مالکان پرچہ مذکور اس علو ہمتی کیلئے اپنی قوم کی سچے شکریہ کے مستحق ہیں - انہون نے لاکھوں روپے خرچ کر کے ایک ایسی نظیر حب قومی کی قایم کی ہے جسکی پیروی کرنے مین دنیا کے مسلمانون کو سعی کرنی چاہئے اور انکو لازم ہے کہ یورپ - ایشیا - امریکہ اور افریقہ کے مسلمانوں میں سلسلہ اخوت مضبوط کرنیکے واسطے ایک ایسا پرچہ نکالین جو کم از کم عربی انگریزی فارسی - اور اردو مین شایع ہو - اور جسمین سلطنت عثمانیہ - مصر - ہندوستان اور دیگر ممالک اسلامی کے نامی گرامی مسلمان ہمدردان قوم کے مضامین مسلمانون کو آپسمین مکمل بنانے کے لئے شایع ہوا کرین - کسقدر افسوس کی بات ہے کہ جب سفر بحری اور بری مین ہزاروں طرح کی سخت مشکلات و مصائب کا سامنا ہوتا تھا - اُسوقت تو اندلس اور چین کے مسلمان ایکدوسری کے نیک و بد سے واقف اور باہم رنج و راحت مین شریک ہوتے تھے - اور اب اس زمانہ مین جب کہ مہینوں کے راستے نہایت امن اور آسائش کے ساتھ دنون

بیں ملے ہوتے ہیں۔ اور ہزاروں کوس کی خبریں منٹوں میں مل سکتی ہیں مسلمانوں کی یہ کیفیت ہے کہ دور دراز ممالک کے
اہل اسلام تو بجائے خود رہے ایک شہر کے مسلمانوں کو دوسرے شہر کے مسلمانوں سے ہمدردی نہیں رہگئی۔ عیسائیوں کو
دیکھئے اول تو اونکی حکومت ہی چار دانگ عالم میں پھیل رہی ہے۔ پھر اسپر بھی جہاں کہیں انکا ابھی حاکمانہ تسلط قایم
نہیں ہوا وہاں بھی لاکھوں روپیہ کے خرچ سے اپنے سفارتی وکیل یا ایجنٹ مقرر کئے ہوئے ہیں اور جو قصبہ یا شہر ان
ڈپلومیٹک گماشتوں کی دسترس سے بچا ہوا ہے وہاں عیسائی تجار برابر براج رہے ہیں اور اگر کوئی گمنام مقام انسے بھی چھپا
رہا تو وہاں کسی نہ کسی عیسائی ملک کے مشنریوں کا ڈیرہ جما ہوا ہے۔ قصہ مختصر دنیا کا کوئی مقام نہیں جہاں عیسائی نہ
پہنچے ہوئے ہوں۔ برعکس اسکے مسلمانوں کو دیکھئے کہ غیر قوموں سے تو اپنے تعلقات بڑہانے ایک طرف رہے آپس ہی
میں ایکدوسرے کی خبر تک نہیں۔ مگر یہ اہم کام نہ صرف مسلمان بادشاہوں سے سرانجام ہوسکتا ہے اور نہ خالی مسلمان
رعایا اقوام کی کوشش ہی کارگر ہو سکتی ہے۔ بلکہ دونوں کی مجتمع کوشش اور جدوجہد کی ضرورت ہے کل مسلمان
فرمانروایان کو بالعموم اور اعلیحضرت خلیفۃ المسلمین کے لئے بالخصوص ضروری ہے کہ وہ ایک بڑے سکیل پر دیگر سلطنتوں سے
سفارتی تعلقات قایم کریں اور جسطرح عیسائی سلطنتوں نے دیگر مذاہب کی سلطنتوں کے اُن مقامات میں جہاں
عیسائی آبادی موجود ہے یا عیسائی مشنری اور تجار رہتے ہیں۔ اپنے قونسل مقرر کئے ہوئے ہیں اسیطرح وہ بھی عیسائی
اور بودھ ممالک کے اُن اضلاع میں جہاں مسلمانوں کا کوئی تعلق ہے اپنے قونسل یا نائب قونسل مقرر کریں۔ ہندوستان
جیسے عظیم الوسعت ملک میں صرف بمبئی اور کراچی میں ایک ایک برائے نام ٹرکش قونسل جنرل یا قونسل مقرر کردینے
سے کچھ نہیں ہوسکتا۔ وہ اپنے ملک کی طرف دیکھیں کہ اکیلے انگلستان نے علاوہ سفیر قسطنطنیہ اور اسکے متعلقین کے
انکے ممالک محروسہ میں ۱۶ مقامات پر قونسل یا نائب قونسل مقرر کئے ہوئے ہیں۔ جن سب کی صرف تنخواہ ۴۴۸۴۳ پونڈ (لاکھ
۲۰ روپیہ) سالانہ ہوتی ہے۔ روس اور انگلستان نے ایران میں علاوہ طہران کے سفیر اور اسکے متعلقین کے ۱۲ دیگر
مقامات پر اپنے اپنے وکیل بٹھا رکھے ہیں۔ آرمینیا میں عیسائیوں کا ذرا سا فساد ہوا اور انگلستان نے اُس سے فائدہ اٹھا کر
سلطنت ٹرکی میں علاوہ ۱۶ مقامات متذکرہ بالا کے ۱۵۔ اور جگہوں پر اپنے قونسل مامور کردئے اب تناسب سے اگر دیکھا جائے
تو اعلیٰحضرت کو صرف ہندوستان ہندوستان ہی میں کم ازکم ایکہزار ایجنٹ رکھنے چاہئیں +

سلاطین تو صرف اسی قدر کرسکتے ہیں۔ رہیں مسلمان قومیں۔ انکو چاہئیے کہ تبادل خیالات۔ اشاعت و ترویج
اخبارات۔ قیام تعلقات تجارتی۔ اور ممالک اسلامی میں سفر و سیاحت کرنیسے باقیماندہ کمی کو پورا کریں اور عام مسلمانوں
میں سلسلہ مودت و یگانگت کے مستحکم کرنے کی کوشش کریں۔ قاعدہ ہے کہ جس قوم پر نحوست اور تباہی پھیل گئی ہو وہ اپنے
موجودہ وسایل سے بھی کام لینے کے قابل نہیں رہجاتی۔ یہی حالت مسلمانوں کی ہے۔ انہوں نے دیگر قوموں کی دیکھا دیکھی کانفرنسیں
اور سوسائٹیاں بنانی شروع کردی ہیں۔ مگر یہ نہیں دیکھتے کہ جس قسم کی عالمگیر کانفرس انکو میسر ہے وہ کسی دوسرے

مذہب والوں کو نصیب نہیں ہوئی - اور نہ ہو سکتی ہے جو کانفرس انکے لئے قادر مطلق اور انکے ہادی برحق نے قایم کر دی ہے اسکے ذریعہ سے وہ اپنی ہر قسم کی دینی و دنیوی ترقی حاصل کرنے کی کوشش کر سکتے ہین - ہر سال ماہ ذی الحجہ مین میدان عرفات کل دنیا کے مسلمانوں کا کانفرس گاہ بن جاتا ہے چینی - ملائی - مغربی - زنجباری - ہندی - افغانی - ترکستانی عربی عجمی سب ملکوں کے مسلمان وہاں موجود ہوتے ہیں - اور لاکھون کی تعداد میں ہوتے ہیں - تمام دنیا کی مختلف ممالک کے مسلمانوں میں محبت و الفت پیدا کرنے کے لئے جو کچھ وہ اس موقعہ پر کر سکتے ہین کسی اور طرح سے ممکن نہین - اور فی الواقع حج کا مدعا بھی یہی سر نہان اور راز پنہان تھا - کہ تا قیامت کل دنیا کے مسلمانون کو ایکدوسری سے ملاقات کرنے اور اپنی موجودالوقت مذہبی - سوشل اور پولیٹکل حالت پر بحث اور غور کرنیکا نہ صرف موقعہ ہی دیا جائے بلکہ انکو اس سے متمتع ہونے پر بلحاظ استطاعت مجبور کیا جائے - مگر افسوس خلف الرشید ہونہار نسلون نے نہ صرف اپنے سرور عالی مقام کی تعلیمات کو پس پشت پھینکدیا - بلکہ اگر یہ کہنا کفر نہ ہو تو خود باریتعالی کو اسکی اسپلیکیشنز[1] میں ڈسمس اپائنٹ کر دیا - حج فرض تو ہوا تھا - زیادہ تر اغراض مندرجہ بالا کے لئے اور ہمنے اُسے محض سابقہ گناہوں کے بخشوانے کا ذریعہ سمجھ لیا ہی اُدھر ہماری معزز ین قوم ہین کہ نہ صرف اُسکی فرضیت ہی سے منکر ہین - بلکہ میدان عرفات میں جانے سے لنڈن اور پیرس کی سیر کو ترجیح دی رہی ہیں - اب مسلمان مسلمان نہیں تو کیونکر اور وہ اپنی بزرگون کا جاہ و جلال حاصل کرین تو کسطرح - خود غرضی نے ہمکو ایسا کچھ اپنا مفتون بنالیا ہی کہ باوجود اُس بے نظیر الوالعزم پیغمبر کے آخری ہونے کے جو بادم واپسین اُمتی اُمتی پکارتے رہی اس دس بارہ لاکھ کی مجمع مین جو ہر سال مکہ معظمہ مین جمع ہوتا ہی بمشکل کسی مسلمان کو یہ خیال گذرتا ہوگا - کہ اس مبارک مقام پر جہان کی دعا کو دیگر مقامات کی ادعیہ سی لاکھ گنا فضیلت ہے اور جو منزل استجابت سے بہت نزدیک ہو جاتی ہے - مَیں اپنی درماندہ قوم کیلئے اگر ظاہری کوشش نہین کر سکتا - تو بارگاہ رب العالمین مین ہی عجز و نیاز سے کچھ عرض کرون - قصہ مختصر مسلمانوں کو اپنی دینی عظمت و جلال کے پھر دوبارہ حاصل کرنیکے لئے اسی حبل متین کو مضبوطی سے پکڑنا چاہئے - جس سی اُنکے بزرگ ترقی کے معراج پر پہنچے - ورنہ زمانہ کی موجودہ گھوڑ دوڑ مین جسمین دیگر قومین اپنے سمند باد رفتار سرپٹ دوڑائے چلی جا رہی ہیں اور جس مین اُنہون نے ابھی رینگنا شروع کیا ہے اگر وہ اسی حالت مین رہی تو ترقی کجا خود اُن کے وجود کا قیام محال ہے -

وما علینا الا البلاغ المبین +

ہفتہ مختتمہ ۱۰ فروری ۱۸۹۶ء کی تار کی خبرین وغیرہ

تار کی خبرین

[1] یعنی باریتعالی کو جو امیدین تہین اُنکو بھی باطل کر دیا - +

لندن - ۲۸ فروری - ایک مصری کی بریس مصطفےٰ کامل آفندی ایڈیٹر کے خط کے جواب مین مسٹر گلیڈسٹون نے لکھا ہے کہ چند برس ہوئے میری رائے مین تخلیۂ مصر کا مناسب وقت آگیا تہا - اور اسوقت مجہے امید تہی کہ دوسری طاقتین اسبارہ مین میری امداد کرینگی - مگر خدا معلوم کس وجہ سے میری توقعہ پوری نہ ہوئی - +

قسطنطنیہ - ۳ - فروری - بابعالی لائٹ ہوسون (روشنی کے منارجو سمندر مین جہازوں کی رہنمائی کے لئے بنائی جاتے ہیں) کی آمدنی کی ضمانت پر تین کروڑ فرینک قرضہ لینے کا انتظام کررہا ہے - +

ہفتہ مذکور کی دیگر خبرین

ارمینیون نے بابعالی مین درخواست دی ہے کہ انکا اسقف اعظم جو فساد کا محرک ہوا تہا برخاست کردیا جاوے +

۳۴ - بلغاری عیسائی جنہون نے بلغاریا سے آکر مقدونیہ کے مسلمانوں پر شبخون مارا تہا - اور جن مین دو پادری بھی تھے - عدالت عثمانیہ کے حکم سے جزیرہ روڈس کو جلاوطن کردئے گئے - +

بلغاریہ میں عیسائیوں کی زیادتیاں مسلمانون پر اسقدر بڑہ گئی ہیں کہ ٹائمز ایسا متعصب پرچہ بہی شہزادہ بلگیریا کو متنبہ کرتا ہے کہ حال ہی مین جو ۲۰ مسلمان عیسائیوں کے ہاتھ قتل کئے گئے ہین - اور گورنمنٹ نے قاتلون کے سراغ نکالنے مین کوئی کوشش نہیں کی اگر یہی حالت رہی تو انجام اچھا نہین ہوگا - +

صوبہ سالونیکا کے قصبات - سرہی اور جوملک کے درمیان دس لاکھ پیاستر کے خرچ سے پختہ سڑک بنائی جارہی ہے +

گورنمنٹ عثمانیہ ضلع جینیا (واقع صوبہ البانیا) میں ایک بہت بڑا زراعتی فارم قائم کرنیکا انتظام کررہی ہے -

شاکر پاشا - انسپکٹر جنرل اناطولیہ کی کوشش سے قبیلہ ہمدان لی جو فارس سے ہجرت کرآیا تھا ضلع قرابازار مین سرکاری زمینوں پر مستقل طور سے آباد کردیا گیا ہے - +

قسطنطنیہ کی تجارتی کمپنی شرکت خیریہ کے دو اور نئے جہاز نمبری ۵۴ و ۶۴ - انگلستان سے بن کر دارالخلافہ پہنچ گئے ہین - +

ساروینز کے جنگی ضلع مین معلوم ہوا ہے کہ سول حکام کی غفلت سے پچہلے دو برسون میں تین ہزار نوجوان فوج مین بہرتی کئے جانے سے بچ رہے - جسپر گورنمنٹ عثمانیہ نے ان لوگوں کو فوراً داخل فوج اور آئندہ کے لئے سخت احتیاط برتنے جانے کیلئے نہایت تاکیدی احکام جاری کئے ہین - +

شاکر پاشا - انسپکٹر جنرل صوبجات ایشائی روم کے تمام ضلعون کی عدالتون فوجون اور تمام سرکاری محکموں اور صیغوں کا ضلعوار معائینہ کررہے ہین - اور ابتک سرکاری محاصل کے کئے تغلبات اور جوڈیشل افسرون کی بے قانونی کارروائیوں کو منکشف کرچکے ہیں - اور ساتھہ ہی ساتھہ بااختیار خود انکا قرار واقعی تدارک کررہے ہین اور ملزمان کو سزائین دے رہے ہین -

عساکر حمیدیہ کی قواعد دانی چستی وچالاکی اور اسکی جان نثاری پر پاشائے موصوف نے بڑی خوشنودی ظاہر فرمائی ہے

ٖ افسوس یہ نامور محب قوم ۱۹۰۸ء میں فوت ہوگیا - اسکے مفصل حالات اور خدمات کے لئے دیکھو کتاب ترکوں کی موجودہ ترقیات

اسمٰعیل بے سابق گورنر جنرل ٹرپولی (واقعہ افریقہ) کی دس ہزار پیاسٹر ماہوار پنشن مقرر کی گئی ہے -+

حلب اور اسکندرونہ کی سڑک پر ایک لاکھ چورانوے ہزار پیاسٹر کے خرچ سے دس پل بنائے گئے ہین +

کستمبول اور تاش کوپری کے درمیان سات لاکھ پیاسٹر کے صرف سے پختہ سڑک تعمیر ہو رہی ہے -+

اسمد - قرا موصل اور یالووا کے درمیان سلسلہ تار برقی قایم کیا گیا ہے اور صوبہ وان مین ایک اور تار گھر بمقام بارکین کھولا گیا ہے -+

جزیرہ روڈس مین حسب الحکم سلطانی ایک خیراتی شفاخانہ کھولا گیا ہے جسکو خزانہ سلطانی سے پچاس ہزار پیاسٹر سالانہ کی امداد دیجاویگی -+

سلطنت عثمانیہ کو محاصل تمباکو سے دو لاکھ پونڈ (چالیس لاکھ روپیہ) ماہوار کی آمدنی ہوتی ہے -+

لنڈن کے اخبار ٹائمز کا ایک کارسپانڈنٹ ارمنی مقتولین کی فہرست مندرجہ ذیل ہمکو بھیجتا ہے :-

نام قصبہ	تاریخ قتل	تعداد مقتولین	قاتلین	نام قصبہ	تاریخ قتل	تعداد مقتولین	قاتلین
قسطنطنیہ	۲۰ ستمبر ۱۸۹۵ء	۱۷۲	پولیس اور صوفتا	ملاطیا	۶ نومبر	۲۵۰	سرکیشین اور ترک
آق حصار	۹-اکتوبر	۴۵	مسلمان دہقانی	مراشس	۱۸ ″	۱۰۰	سپاہی اور ترک
طرابزون	۸ ″	۸۰۰	جنگی سپاہی ترک اور لازی	عیتاب	۱۵ ″	×	تفصیل معلوم نہین
بے بوت	۱۳ ″	۱۰۰۰	لازی اور ترک	گردن	۱۰ ″	۳۰۰۰	کرد و ترک
گمش آنی	۱۱ ″	۰	تفصیل معلوم نہین	عرب قیر	۶	۲۰۰۰	″
ارزن گہان	۲۱ ″	۱۰۰۰	ترک اور سپاہی	ارغانہ	تفصیل معلوم نہین		
بیلس	۲۵ ″	۹۰۰	سپاہی کرد و ترک اور لازی	سیورق	″		
خرپوت	۱۱-نومبر	۱۰۰۰	″	موش	۱۵ نومبر	۶	کرد
سیواس	۱۲ ″	۱۲۰۰	سپاہی اور ترک	ٹوکٹ	تفصیل معلوم نہین		
پالو	۲۵-اکتوبر	۴۵۰	سپاہی ترک اور کرد	حمص	″		
دیار بکر	″	۲۵۰۰	″	مارسوون	۱۵-نومبر	۱۲۵	ترک
البتان	اکتوبر	۳۰۰	۰	قیصریہ	۳۰ ″	۱۰۰۰	سرکیشن و ترک
ارض روم	۳۰ اکتوبر	۸۰۰	سپاہی اور ترک	گمبرک - ایجن - تربلہ - اور سعرت کی تفصیل معلوم نہین			
اورفہ	۳-نومبر	۳۰۰	″	اربا قلعہ کم روم	۲۸ دسمبر	۳۶۰۰	
قرا حصار	۲۷-اکتوبر	۵۰۰	سیر کیشین اور ترک	میزان		۵۰۰۰۰	

سات ولایتوں میں ارمنی آبادی معہ تعداد مقتولین

ارمنی آبادی بڑے بڑے قصبات میں	۱۷۷۰۰	شہروں کے مقتولین کی تعداد	۲۰۰۰۰
؍؍ دیہات میں	۵۳۸۵۰۰	ارمنی دیہات کی تعداد	۳۳۰۰
تعداد دیہات جو برباد کردیئے گئے	۲۵۰۰	تعداد فاقہ کشون کی شہر میں	۷۵۰۰۰
دیہات کے مقتولین کی تعداد	معلوم نہیں ہوئی	؍؍ دیہات میں	۲۵۰۰۰

ہم تو خوش تھے کہ یہ تعداد درست ہوتی۔ اور ارمینیوں کا نام ونشان ہی صفحہ ہستی سے نیست ونابود ہوجاتا۔ تاکہ آئندہ کیلئے موجب فساد نہ بنتے۔ مگر افسوس ایک تو خود کارسپانڈنٹ صاحب ہی بڑی بھولاپن سی تحریر کرتے ہین کہ اعداد مندرجہ بالا کم وبیش نادرست ہین اور دوسری پارلیمنٹ کے بلوبک نے ساسون کمیشن کی رپورٹ شائع کرکے واقعی مقتولین کی تعداد دنیا پر ظاہر کردی ہے جسے ہم پچھلے ہفتہ کے اخبار مین درج کرچکے ہیں۔ ان راست گوؤں کے حق میں سوائے لعنت اللہ علی الکاذبین اور کیا کہنا چاہیئے۔ کیا کارسپانڈنٹ مذکور کو اُن مسلمان زن ومرد اور بچوں کی حالت پر رحم نہ آیا جو انہی کافران نعمت ارمینیون کے ہاتھ سے ایشیائے روم میں اور اُنکی بلغاری اور مقدونوی بھائیوں کی بزدلانہ شب خونوں سے یورپین ٹرکی میں ہزاروں کی تعداد سے ہلاک ہوئے+ امریکہ کی پارلیمنٹ مین ایک ممبر یہ تجویز پیش کرنیوالا ہے۔ کہ دول یورپ کو تحریک کی جائے کہ سلطنت عثمانیہ کو صفحہ ہستی سے مٹا دیا جائے (سوجھی تو خوب مگر دیر بعد!!) +

ہفتہ مختتمہ ۱۷ فروری ۱۸۹۶ء کی تارکی خبرین وغیرہ

تارکی خبرین

سینٹ پٹرز برگ ۸- فروری- زار نے ایم کولوف کو شہزادہ فرڈینینڈ کے بیٹے کی رسم اصطباغ مین شامل ہونے کے لیئے نامزد کرتے وقت کہا کہ روس پچھلی باتون کو بھلا دینے اور بلگیریا کے ساتھ دوستانہ تعلقات از سر نو قایم کرنے کے واسطے تیار ہے۔ +

صوفیا- ۹- فروری- بلگیرین پارلیمنٹ کی طرف سے آج ایک ڈیپوٹیشن نوزائیدہ شہزادہ کے کلیسائے یونانی عقیدہ کے مطابق بپتسما پانے کا شکریہ ادا کرنے کے لیئے پرنس فرڈینینڈ کی خدمت مین حاضر ہوا۔ پرنس موصوف نے نہائت پرجوش الفاظ مین جواب دیا کہ مینے اپنے خاندانی تعلقات کو خیرباد کہکر بلگیریا کی خاطر اپنے لڑکے کو قربان کردیا ہے اب بلگیریا والون کو لازم ہے کہ اسکے عوض مین خالی زبانی باتین ہی نہ بنائیں۔ بلکہ عملی طور پر خدمت کرین۔

دبلگیریا) والے روسیون کی طرح کلیسائے یونانی کے پابند ہین۔ اور پرنس فرڈینینڈ رومن کیتھولک ہین۔ زار روس اور بلگیرین چاہتے تھے۔ کہ پرنس موصوف کا پہلوٹا بیٹا انکے مذہب کا پابند بنایا جائے۔ اور پوپ روم اور پرنس کی بیوی اسکے مخالف تھے۔ خاندانی تعلقات کو خیرباد کہنے سے پرنس فرڈینینڈ کا اشارہ اسی طرف ہے۔ کہ بخلاف مرضی اُن کی بیوی اور پوپ روم کے انکے نوزائیدہ شہزادہ کو کلیسائی یونانی کے عقیدہ کے مطابق بپتسما دیا گیا۔ زار روس اب اسبات سے ایسا خوش ہوگیا ہے۔ کہ برسوں سے جو مخالفت شہزادہ کی کیجا رہی تھی اب اُسے بالکل فراموش کردیا اور روس کی خاطر سلطان المعظم نے بھی پرنس فرڈینینڈ کو جو ۱۸۸۶ء سے بلگیریا پر حکمران ہے۔ باضابطہ طور پر اپنی باجگذار صوبہ کا حاکم تسلیم کرلیا ہے۔ جس سے یہ امر بخوبی تصدیق ہوگیا ہے کہ سلطنت علیا روم اور روس مین کوئی باضابطہ عہدنامہ نہ ہوا ہو۔ تاہم اس مین کلام نہیں کہ دونون سلطنتون مین ایک مستحکم رابطہ اتحاد قایم ہوگیا ہے۔ جسے انگلستان کی ناکارہ خارجیہ پالیسی کا نتیجہ سمجھنا چاہئے۔ (ایڈیٹر)۔ +

لنڈن۔ ۱۱۔ فروری۔ روسی گورنمنٹ نے صوفیا دارالتخت بلگیریا مین اپنا رزیڈنٹ اور سفارتی ایجنٹ مقرر کرنا منظور کرلیا ہے۔ +

لنڈن۔ ۱۱۔ فروری۔ بمطابق فرمان شاہی آج پارلیمنٹ کا افتتاح ہوا۔ لارڈ چانسلر نے ملکہ معظمہ کی تقریر پڑھی جسکا خلاصہ یہ ہے۔ دُول اجنبیہ سے بدستور دوستانہ خیالات ہونیکا یقین دلایا جاتا ہے۔ انگلو فریح معاہدہ سیام کا سب سے بڑا مدعا یہ ہے۔ کہ سلطنت سیام کی خود مختاری کا قیام اور پختہ کیا جاوے۔ کمشنران حدبندی فی ہندو افغانستان اور مقبوضات روس مین جو بعد مقرر کی ہے اُسے بمعنی زار روس کے منظور کرلیا ہے۔ انگلستان اور وینی زولا مین جو تنازعات برپا ہین انکو بیچ مین پڑکر ٹنیا بنکی صوبجات متحدہ نے خواہش ظاہر کی ہے اور ہمنے اس درخواست کو منظور کیا ہے۔ اور امید ہے کہ مزید خط وکتابت سے اطمینان بخش تصفیہ ہو جائیگا۔ سلطان نے اُن بڑی بڑی اصلاحات کو جنکی بابت انگلستان۔ فرانس اور روس نے زور دیا تہا آرمینیا مین جاری کرنا منظور کرلیا ہے۔ مجھے ترکی آبادی کے ایک حصہ کے متعصبانہ جوش وخروش کا دلی افسوس ہے۔ جسکی وجہ سے آرمینیا مین سلسلہ وار قتل وخون ظہور مین آئے اور جن سے انگلستان مین نہایت سخت غصہ اور ناراضگی پیدا ہوئی ہے۔ اسکے بعد معاملہ ٹرانسوال کے متعلق ملکہ معظمہ نے ڈاکٹر جیمسن کی ناجائز یورش۔ پریسیڈنٹ کروگر کے قیدیوں کو حوالہ کردینے اور ڈاکٹر جیمسن پر مقدمہ چلائے جانیکا ذکر کیا۔ اور مین بعد ہم اشانٹی[1] کے کامیابی سے ختم ہونے پر خوشی کا اظہار کرکے شہزادہ بٹین برگ کی وفات پر افسوس کیا اور اس صدمہ پر رعایا انگلینڈ نے خاندان شاہی سے جو اظہار ہمدردی کیا اسکا شکریہ ادا کیا۔ اور پہر مہم چترال کا ذکر کرکے ارشاد فرمایا کہ سرک چترال و پشاور کی نگرانی وحفاظت کے متعلق جو اقرار اُس نواح کے قبایل سے کئے گئے ہین۔ ان کی پوری پوری تعمیل کی جاویگی۔ سلطنت کی بحری طاقت کو

[1] اشانٹی میں مارچ ۱۸۹۵ء سے بہر خوفناک بغاوت برپا ہوا جو آخر جولائی ۱۸۹۵ء تک برابر زوروں پر تھی +

بڑھانے اور وسیع کرنے کے لئے پارلیمنٹ کو بیحد کوشش کرنی چاہئیے۔ برطانیہ کے کاشتکاروں کی خستہ حالت کی درستی کے لئے مناسب تدابیر کیجاوینگی۔ اور غیر سرکاری مدارس کو مزید امداد دی جاویگی اسکے بعد تقریر مین ان مسودات قانون کا ذکر کیا گیا جو پارلیمنٹ کے اس اجلاس مین پیش ہونگے۔ +

لنڈن۔ ۱۱۔ فروری۔ ہوس آف لارڈز نے بجواب تقریر ایڈریس دیا جانا منظور کر لیا ہے۔ دوران مباحثہ مین لارڈ روزبری نے تقریر کے مختلف مقامات پر نکتہ چینی کی اور خاصکر معاہدہ سیام اور آرمینیا میں کوئی کارروائی نہ کئے جانے پر سخت اعتراض کیا۔ لارڈ سالسبری نے جواب مین کہا کہ سیام کو فرانس کے تصرف سے بچانے کے لئے یہ معاہدہ ضروری تھا باقی رہا مسئلہ آرمینیا۔ سو جس حالتمیں ہم اپنی دہمکیوں کو عملین نہیں لاسکتے۔ تو پھیر جنگی کارروائیوں کی گیدڑ بھبکیاں دینے سے کیا حاصل۔ تنازعہ وینی زویلا کی نسبت امید ہے کہ باہمی مصالحت سے فیصلہ ہو جائے۔ +

ہفتہ مذکور کی دیگر خبرین

آرمینیا کے متعلق بلیو بک شائع کی گئی ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انگریزی سفیر متعینہ دربار سینٹ پیٹرزبرگ نے ۹۔ اگست ۱۸۹۵ء کو لارڈ سالسبری کو تار دیا تھا کہ روسی وزیر خارجیہ پرنس لوبناف نے سفیر مذکور کو یہ اطلاع دی ہے کہ زار روس ٹرکی کے برخلاف نہ خود ہی جابرانہ کارروائی کرنا چاہتے ہین۔ اور نہ کسی دوسری سلطنت کی طرف سے ایسا ہونا پسند کرتے ہیں۔ +

۱۰۔ فروری۔ کوروٹر نے بیٹھے بٹھائے ایک شوشہ چھوڑ دیا کہ ٹرکی مین لبرل پارٹی پھر ہاتھ پاؤں ہلانے لگ گئی ہے۔ اور اسکے بہت سے ممبر گرفتار کرلئے گئے ہیں۔ جن میں غازی احمد مختار پاشا کا فرزند محمود بے بھی شامل ہے۔ مگر ۱۳ کی تار مین خود ہی محمود بے کی گرفتاری کی تردید کرتا ہے۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ اس کی تار کا پہلا حصہ بھی لغو اور خیالی ہے۔ +

اعلیحضرت سلطان المعظم نے جدید محتاج خانہ کے تین سو غربا کی سرمائی پوشاک کیلئے تین سو انیس بسترے اور تیس جوڑے موزے۔ اور اسی قدر نمدے۔ گرم کوٹ۔ اور قمیضین وزیر صرف خاص کی معرفت ارسال فرمائے ہیں۔ +

ہفتہ مختتمہ ۲۴۔ فروری ۱۸۹۶ء کی تار کی خبریں وغیرہ

تار کی خبرین

قسطنطنیہ۔ ۱۴۔ جنوری۔ شہزادہ بورس کو کلیسائی یونانی کے طریق پر اصطباغ دیا گیا۔ ولی عہد کے گریک

چرچ میں شامل کر دئیے جانے پر یہاں تمام لوگوں میں بڑی خوشی ہو رہی ہے - روسی اور ترکی سفیر رسم اصطباغ میں شامل تھے - +

لنڈن - ۱۹ - فروری - سلطان المعظم نے عثمانیہ بنک سے تیس لاکھ پونڈ کا (چھ کروڑ روپیہ) قرضہ لینا منظور فرمایا ہے - +

ایضاً - ۲۰ - فروری - ایم کیمبون فرانسیسی سفیر متعینہ قسطنطنیہ عنقریب مصر جانیوالا ہے - +

ایضاً - ۲۰ - فروری - تمام دول یورپ نے پرنس فرڈنینڈ کو بلگیریا کا حکمران تسلیم کرلیا ہے - +

ہفتہ مذکورہ کی دیگر خبریں

ایم ہانوٹو کو جسنے حال ہیں سلطان المعظم کی نسبت مضمون فرانسیسی میں لکھا تھا - اعلیحضرت سلطان نے ترکی سفیر متعینہ پیرس کی وساطت سے طبقہ امتیاز کا اعزاز عطا فرمایا ہے - +

لیل معراج کو حسب معمول قسطنطنیہ میں رسومات ادا کی گئیں مسجدوں میں روشنی کی گئی اور رات بھر ساری رات کھلی رہیں - دار الخلافہ کے غرباء کو نقد امداد دیگئی - اور روزراء اور اعلےٰ عہدہ داران باریاب حضوری ہوئے - +

واثنا سے خبر آئی ہے - کہ اعلیحضرت سلطان المعظم نے علی ییدیز سے ہٹر یکل جماعت کو موقوف کر دیا ہے - اور آئندہ کیواسطے ممانعت کر دی ہے کہ کوئی تفریحی کھیل یا تماشہ محل میں نہ کیا جاوے +

ضیا پاشا برلن میں سفیر مقرر کئے گئے - مگر شاہ جرمن نے انکا تقرر پسند نہ کیا - اسلئے وہاں غالب پاشا مقرر کئے گئے ضیا پاشا پھر واثنا میں مقرر کئے گئے - تو شاہ آسٹریا نے بھی اعتراض کیا - جسپر محمود ندیم بے سابق سفیر متعینہ دربار روم وہاں بھیجے گئے - +

سلطان المعظم نے نوروز کے موقعہ پر شیخ الاسلام اعظم کو چار سو پونڈ نقد مرحمت فرمائے - +

یورپین ٹرکی کے صوبجات میں ترویج اصلاحات کے مسئلہ پر غور کرنے کے لئے بصدارت محمود جلال الدین پاشا ایک کمیشن مقرر کی گئی ہے - +

ارمنی کمیٹی قسطنطنیہ کے مالدار آرمینوں سے ہلاک کر دینے کا خوف دلاکر روپیہ وصول کر رہی ہے - کئی ارمنی اسی خوف سے ملک چھوڑ گئے ہیں - ٹائمز کا کارسپانڈنٹ تحریر کرتا ہے کہ ایک ارمنی سوداگر پر قاتلانہ حملہ کیا گیا ہے اور یہ بات یقینی ہے کہ حملہ کنندہ غیبار منی کمیٹی کا اجیر تھا - جو قومی مقاصد کیلئے لوگوں سے جبراً روپیہ وصول کرتی ہے - اور بصورت انکار ازراہ حب قومی انکار کنندگان کو ہلاک کر دیتی ہے (یہ ہیں مسٹر گلیڈسٹون صاحب کے مظلوم بیچارے ارمنی!!!)

سفراء دول اجنبیہ باب عالی کی منت سے قتل و خون اور لوٹ مار کا نقشہ جو قونصلوں کی رپورٹ سے تیار کیا گیا ہے بھیجنے والے ہیں +

فرانسیسی قونسل متعینہ دیار بکر نے اپنے سفیر کو تار روانہ کی ہے کہ یہاں حالت ایسی نازک ہے کہ عبد اللہ پاشا کی کمیشن کے جسکو آورفا جانیکا حکم ہوا ہے یہاں سے قدم اٹھاتے ہی پھر تازہ کشت و خون شروع ہو جائینگے بنا بریں ایم کمبون کی تائیدی عرض معروض پر اعلیٰحضرت سلطان المعظم نے کمیشن کو تا حکم ثانی دیار بکر ٹھہرنیکا حکم دیا ہے۔ دریں اثنا موجودہ والی کی جگہ ایک نیا گورنر بھیجا جائیگا۔ +

نائب عالی مراد بے سابق کمشنر کونسل قرضہ قومی کی گرفتاری کی جو کچھ عرصہ ہوا مصر کو بھاگ گیا ہے کوشش کر رہا ہے مگر بقول ٹائمز مصری گورنمنٹ نے بیرحمی سے انکار کر دیا ہے۔ +

اعلیٰحضرت نے ان ماسٹر قسم کی میگزین رائفلوں کے فوج میں تقسیم کئے جانے کا جو برسوں سے ذخیرہ میں پڑی ہوئی ہیں حکم صادر فرما دیا ہے۔ +

مہابری بے کی جگہ ناظف ایشا سابق وزیر صیغہ مال پھر اپنے پرانے عہدہ پر مامور کئے گئے ہیں پاشائے موصوف اب سے دو مہینے پہلے پانچ برس تک اس عہدہ پر رہ چکے ہیں۔ اور اس اثنا میں انہوں نے اس محکمہ کی درستی اور خزانہ عثمانیہ کی ترقی میں استندر کوشش کی تھی کہ انکی واپسی پر بیحد خوشی کا اظہار کیا گیا ہے۔ +

اس موسم اور نیز جدید عہد حکومت کا پہلا عالیشان جلسہ بال (رقص) ۲۳ جنوری کی شام کو زار اور شہنشاہ بیگم کیطرف سے سرمائی محل میں دیا گیا۔ تقریبا اڑہائی ہزار مہمان مدعو تھے۔ شہزادہ بیٹن برگ کی وفات کیوجہ سے انگریزی سفارت کے متعلقین شامل نہیں ہوئے تھے کہانے کیوقت شہنشاہ بیگم کی دائیں طرف ترکی سفیر اور بائیں طرف فرانسیسی سفیر تھا +

ہفتہ مختتمہ ۲ مارچ ۱۸۹۶ء کی تار کی خبریں وغیرہ

تار کی خبریں

لنڈن۔ ۲۱۔ فروری۔ ٹائمز کا کارسپانڈنٹ متعینہ قسطنطنیہ بیان کرتا ہے کہ سلطان المعظم نے ترکی سفیر متعینہ لنڈن کو ہدایت کی ہے۔ کہ گریٹ برٹن کو اس بنیاد پر کہ سوزرین پاور (یعنے شہنشاہی طاقت ترکی) ہندوستان اور انگلستان کے رستوں کی حفاظت کا ذمہ اٹھاتی ہے تصفیہ مصر کیلئے مدعو کرے۔ +

ایضاً۔ ۲۲۔ فروری۔ ترکی سفیر متعینہ لنڈن ٹائمز کے اس بیان کی تردید کرتا ہے کہ اُسے مصر کے متعلق گریٹ برٹن سے سلسلہ جنبانی کرنے کی ہدایت کی گئی ہے۔ +

وائنا۔ ۲۴۔ فروری۔ یہاں کے اخبارات نے اس خبر پر رائے زنی کرتے ہوئے کہ سلطان المعظم نے مصری مسئلہ کو چھیڑنا چاہتے ہیں انکی اس کوشش کو باتفاق رائے نامناسب ظاہر کیا ہے اور لارڈ سالسبری کو تاکید کرتے ہیں کہ وہ اس

مسئلہ پر گفتگو کرنے سے صاف انکار کر دیں۔ +

لنڈن۔ ۲۶ فروری۔ ٹائمز کا کارسپانڈنٹ قسطنطنیہ سے تار دیتا ہے کہ سلطان المعظم کی دعوت دربارہ تصفیہ مسئلہ مصر کے جواب میں لارڈ سالسبری نے بیان کیا کہ ترکی سفیر نے جو تجاویز پیش کی ہیں وہ مہمل ہیں۔ اسپر سلطان المعظم نے مفصل اور واضح تجاویز کے منضبط کرنے کے لیے ایک کمیشن مقرر کی ہے۔ فرانسیسی اخبارات اس مسئلہ پر بڑے شوق سے بحث کر رہی ہیں اور انگلستان اور فرانس کو درمیان انگلستان کو قبضہ مصر کے ترک کر دینے کی بنیاد پر تصفیہ ہو جانے پر زور دے رہی ہیں۔

ایضاً۔ ۲۷ فروری۔ گو انگریزی وزیر صیغہ خارجیہ اور ترکی سفیر متعینہ لنڈن دونوں ٹائمز کے کارسپانڈنٹ کی بیانات کی تردید کرتے ہیں مگر یہ بات ظاہر ہوگئی ہے کہ مصر کے بارہ میں فرانس اور انگلستان کے درمیان گفتگو ہو رہی ہے۔

لنڈن۔ ۲۶۔ فروری۔ بیان کیا گیا ہے کہ سلطان المعظم کی نسبت پر حملہ کرنے کی سازش کے متعلق قسطنطنیہ میں بہت سے لوگ گرفتار کئے گئے ہیں +

ہفتہ مذکور کی دیگر خبریں

لورپول۔ ڈیلی پوسٹ ایک عیسائی اخبار ترکوں کی بے تعصبی کی نسبت تحریر کرتا ہے کہ " یہ گورنمنٹ عثمانیہ کا ہی کام ہے کہ اُسنے متعصب اور بے اصول عیسائی مشنریوں کو اپنی ممالک محروسہ کے جمیع اطراف میں پھیل جانے دیا ہوا ہے۔ باوجودیکہ وہ رعایا کو بغاوت اور فتنہ اور فساد پر برانگیختہ کرتے پھرتے ہیں۔ اور نہ صرف اُنکی حفاظت ہی کرتی ہے بلکہ ان کافران نعمت بدمعاشوں کو وہ مراعات بخشی ہوئی ہیں جسکا عشر عشیر بھی وہ خود اپنی گورنمنٹ سے طلب کرنے کی جرأت نہیں کرسکتے ہماری رائے میں یہ حد سے زیادہ نرم پالیسی بھی اچھی نہیں۔ +

ٹائمز آف لنڈن لکھتا ہے۔ کہ روس اور ٹرکی کے اتحاد کے متعلق جب معاہدہ کا مسودہ سلطان المعظم کے روبرو پیش کیا گیا۔ تو انہوں نے ناراضگی ظاہر فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ ایسے دوستوں کے درمیان جیسے کہ وہ اور زار ہیں تحریری اقرار اور عہد و پیمان ہونے بالکل فضول ہیں۔ +

باب عالی۔ روشنی کے میناروں کی آمدنی کے سرکاری حصے کی کفالت پر تین کروڑ فرینک قرض لینے کا انتظام کر رہی ہے ان میناروں کا اجارہ ایک فرانسیسی کمپنی کو ملا ہے جو پہلے کل آمدنی کا ۳۲ فیصدی عثمانیہ گورنمنٹ کو دیتی تھی۔ لیکن تجدید اجارہ کے وقت سرکاری حصہ پچاس فیصدی مقرر کیا گیا تھا۔ انگریزی سفیر اس مد کے قرضہ میں مکفول کرنے کی مخالفت کریگا۔ اسکا بیان ہے کہ سب سے زیادہ انگریزی جہازوں کی آمد و رفت ہے۔ اور اسلئے وہی سب سے زیادہ ان میناروں کا محصول ادا کرتے ہیں۔ لیکن آمدنی کی نسبت خرچ بہت کم ہے۔ اسلئے موجودہ شرح محصول بجائے کمپنی کے کارندوں کو ادا کرنیکے انگریزی قونصلوں کو دیا کریں۔ دونوں طاقتوں کے تعلقات کی عمدگی کی شہادتیں تو بہت مستقل ملا رہی ہیں +

گورنمنٹ فرانس نے ایک فرانسیسی پادری کے قتل کئے جانے اور مقام مینی جا کل کے راہب خانہ کی لوٹ لئے جانے کی بابت بابعالی سے تاوان کا مطالبہ کیا ہے - +

مسٹر ٹیرل سفیر جو سجات متحدہ نے مراش اور خرپوٹ کے مشن جالون کے مسمار کردیئے جانیکی بابت بابعالی سے ایک لاکھ ڈالر کا بڑے زور سے مطالبہ کیا ہے - اور نیز انکے بہم تعمیر کرنیکی اجازت ملنے کی تاکیدی درخواست کی ہے - +

بابعالی کے حکم سے ۲۶ - ۲۷ - اور ۲۹ جنوری کے تمام انگریزی اخبارات رباستنناء ٹائمز و مارننگ پوسٹ موفہ ۲۹ - جنوری) اور ۹ جنوری کے تمام اخبارات پیرس - اور ۲۸ جنوری کے جملہ اخبارات برلن کے قلمرو عثمانیہ میں داخل ہونیکی ممانعت کردی گئی تھی - +

بیان کیا جاتا ہے کہ سلطان المعظم لارڈ سالسبری کی جنوری والی تقریر سے بہت خوش ہوئے ہیں - اور انہوں نے قسطاقی پاشا کو جو سفیر متعینہ انگلستان کو ہدایت کی ہے کہ وہ لارڈ موصوف سے اس خوشنودی کا اظہار کردیں - +

سلطان المعظم نے بوساطت اپنے سفیر کے ملکہ معظمہ کے پچھلے دستخطی خط کا جواب ارسال فرمایا ہے - +

۳ - فروری کو محل ہمایوں کی فوج کا کرنیل اور دو میجر لبرل پارٹی سے سازش رکھنے کے شبہہ میں گرفتار کئے گئے +

مقام برہ جک کے پروٹسٹنٹ - رومن کیتھولک - اور گرگوریئن ارمنی پادریوں نے اعلیحضرت کو تار بھیجی ہے کہ یہاں کے تمام ارمنی مذہب اسلام قبول کرنا چاہتے - سلطان المعظم نے اس امر کی تصدیق کرنے کے لئے وہاں ایک کمیشن روانہ فرمائی ہے سر فلپ کری سفیر انگلستان نے کمیشن مذکور کے ہمراہ اپنا ایک قونصل بھیجنے کی اجازت طلب کی جو عطا کی گئی - +

ولایت بطلس میں کہا جاتا ہے ۰۰ ۴۴ - ارمنی جبراً مسلمان کئے گئے ہیں - +

باغیان زیتون نے مسلمان قیدیوں پر بڑے سخت ظلم کئے ہیں - اور دو سو پچاس مسلمانوں کو طرح طرح اذیتیں پہنچا کر ہلاک کیا ہے - انگریزی قونصل مسٹر بربن ہم انگریزی سفیر کو مراسلہ بھیجکر اس خبر کی تصدیق کرتا ہے - چاروں سلطنتوں کے قونسل ۳۱ - جنوری کو زیتون پہنچ گئے - اور یکم فروری کو انہوں نے باغیوں سے ہتیار رکھدینے کے متعلق گفتگو شروع کی ہے چیچک اور خارش سے بے تعداد باغی مر رہے ہیں - اور ترکی فوج کے بھی بہت سپاہی مرض اسہال سے فوت ہو رہے ہیں - +

جرمنی اخبار پارلیمنٹ کی بلو بک در بارہ آرمینیا پر رائے زنی کرتے ہوئے قسطنطنیہ میں انگریزی پالیسی کی ناکامیابی پر بڑی خوشی ظاہر کر رہے ہیں - اور کہتے ہیں کہ ترکی کے برخلاف جو الزامات لگائے گئے تھے انکے جھوٹے ہونے کی بلو بک مذکور کافی شہادت ہے - +

فرانس کے اخبارات لارڈ سالسبری کی تقریر میں انگلستان کی کمزوری کا اعتراف بڑی خوشی سے پاکر جاموں میں پھولے نہیں سماتے +

۵۸ معاملہ جون ۱۹۰ تک طے نہیں ہوا مارچ ۱۹۰ میں اسکی بدولت ترکی اور امریکہ میں نہ صرف تعلقات [illegible] جنگ [illegible] امریکہ نے تقاضا کیا - [illegible] ۱۹۰ میں ادا کردیگئی - [illegible] بابعالی [illegible] انگلستان [illegible] کا دعویٰ کیا تھا - اور [illegible] دیا گیا تھا - [illegible] تقاضا کا بہت [illegible] +

اعلیٰ حضرت سلطان المعظم نے سر فلپ گری کی تویلی بیٹی کو اُس کی شادی کے دن ایک بیش قیمت ۳۳ ہیروں کا ہار تحفۃً ارسال فرمایا۔ +

حسن حسین بے اڈیٹر و مالک اخبار النیل کو جو قاہرہ میں شائع ہوتا ہے بارگاہ ہمایوں سے میریہ ان کا خطاب عطا ہوا ہے +

مسٹر لوریل ملازم شاہی کارخانہ (ترکی) کلاہ بافی کو میڈل آف آرٹس عطا کیا گیا۔ +

یورپین ٹرکی کے عدالتی، انتظامی محکمہ جات کی پڑتال کے لئے سلطان المعظم نے سول جوڈیشل اور فنانشل انسپکٹر مقرر فرمائے ہیں۔ ہز اکسلنسی حقی بے مشیر قانون بالعالی سول انسپکٹر بنائے گئے ہیں ہز اکسلنسی خالد بے پریسیڈنٹ عدالت فوجداری جوڈیشل انسپکٹر اور الوری بے فنانشل انسپکٹر مقرر ہوئے ہیں۔ +

احمد حلمی آفندی۔ فرنیق آفندی، آدی دیسیان آفندی، پروانت آفندی اور طمولین آفندی کو جو فرانس اور جرمنی میں زراعتی تعلیم پاکر آئے ہیں۔ بالعالی نے حسب ذیل عہدے عطا کئے ہیں۔ اول الذکر سیواس کے ماڈل فارم کا منیجر۔ دوسرے تین ملکال کے زراعتی کالج کے پروفیسر اور طمولین آفندی انگورا کے ماڈل فارم کا منیجر مقرر کیا گیا ہے۔ +

ایک عیسائی عورت کے لئے جو مسلمان ہو گئی ہے۔ اور جسکا اسلامی نام زہرہ رکھا گیا ہے۔ باب عالی نے پانچسو پیاسٹر ماہوار کا وظیفہ مقرر کیا ہے +

مخصوصہ کمپنی کا جہاز نجد رڈ لبیلے ۲۰۵ مہاجرین وادی آغلاچ لایا ہے۔ جہاں سے یہ عنقریب اناطولیہ روانہ کر دیئے جائینگے۔ +

وزارت صیغہ تجارتی جہاز رانی ان تمام تجارتی جہازوں کی جو سلطنت عثمانیہ میں موجود ہیں فہرست تیار کر رہی ہے جسمیں ہر ایک جہاز کا وزن۔ اور مالک۔ کپتان کا نام۔ تاریخ ساخت۔ نام بندر جہاں سجسٹر ہوا اور تمام دیگر جزئیات درج ہونگی +

پیپر زنونسٹ مسٹر گلیڈسٹون پر کل انگریز ٹری سے ہی کر رہے ہیں۔ کہ انہوں نے مصر کے معاملہ میں پیرس کی ایک مصری باشندہ کو یہ کہکر کہ میری رائے میں تخلیہ مصر کا وقت کئی برس ہوئے پہنچ گیا تہا انگلستان کے مخالفوں کے ہاتھ میں ایک زبردست ہتیار دیدیا ہے جسے وہ اس نازک وقت میں جبکہ ہلائے مصر کا معاملہ غیر معمولی اہتمام سے چھڑنے والا ہے خوب باہ دفعہ استعمال کرینگے۔ انگریزوں کا بیان ہے کہ مسٹر موصوف نے اس سرکاری راز کے افشا سے کل قوم کو اپنی طرف سے بدظن کر لیا ہے افسوس ہو تو یہ ہے کہ نہ ترک خوش رہے اور نہ ہی انگریز ؎

خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادہر کے رہے نہ اُدہر کے رہے

اس کی سزا ہی یہی تہی۔ +

پہلے یہ افواہ مشہور ہوئی تہی کہ حضرت سلطان المعظم نے سر فلپ کری کو بابن وجہ کہ نہایت ذلیل کیا ہے وہ سلام کو لئے محل سلطانی میں تشریف لیگئے۔ تو سلطان المعظم نے ملاقات سے پہلے انہیں گہنٹہ بہر تک ایک ہوادار کمرہ میں منتظر رکہا

جس سے انکو زکام ہوگیا۔ اور جب وہ حضوری میں باریاب ہوئے تو نہایت توجہی سے پیش آئے اور فوراً واپس کردیا لیکن اسکے بعد فوراً ہی اس خبر کی تردید کردی گئی ہے اور یہ ظاہر کیا گیا کہ عزیز مذکو پہلے ہی سے زکام میں مبتلا تھے۔ اور انکو صرف پانچ منٹ تک انتظار کرنا پڑا تھا اور جب شرف اندوز ملازمت ہوئے تو حضرت سلطان المعظم بڑی مہربانی سے پیش آئے اور انکو از راہ تلطف زکام کیواسطے یہ نسخہ بتایا کہ گہر جاؤ اور گرم دودھ پی کر سو رہو۔ +

ایک اور حضرت مسٹر سٹیڈ صاحب بہادر لنڈن کے اخبار نیشنل ریویو میں انگلستان کو مشورہ دیتے ہیں۔ کہ وہ روس اور فرانس سے ملکر سلطنت عثمانیہ کی اسطرح تقسیم کرے کہ قسطنطنیہ روس کو دیدے خود مصر پر باضابطہ قبضہ کرلے۔ آسٹریا کو البانیا اور سالونیکا بخشدے۔ اٹلی کو طرابلس۔ فرانس اگر بضد ہو تو اسے شام اور ایشیائے کوچک عطا کردیا جائے معلوم ہوتا ہے کہ مسٹر بہادر نے لارڈ سالسبری کی تقریر پڑہنے سے پہلے یہ ہوا منصوبے باندھے ہونگے۔ ورنہ اسکے مطالعہ کے بعد تو ہرگز امید نہیں ہوسکتی کہ کوئی انگریز ٹرکی کی قسمت کا مالک مختار بننے کا کبھی ادعا کرے۔ +

لارڈ سالسبری نے ۳۱۔ جنوری کی شام کو لنڈن کے ہوٹل میٹروپول میں فرقہ نن کنفرسٹ کی دعوت کے موقعہ پر معاملات صیغہ خارجیہ پر تقریر کرتے وقت نامساعدت روزگار سے مجبور ہو کر ٹرکی اور مسئلہ آرمینیا کے متعلق جن الفاظ میں انگلستان کی بے بسی اور کمزوری کو تسلیم کیا ہے انکا خلاصہ مطالعہ ناظرین کیلئے ذیل میں درج کیا جاتا ہے اور ساتھ ہی یہ بہی خیال دلایا جاتا ہے کہ لارڈ موصوف وزیر اعظم ہی نہیں بلکہ وزیر صیغہ خارجیہ بہی ہیں :۔

"اگرچہ معاملات خارجیہ پر گفتگو کرنا صیغہ خارجیہ کے اصول و قواعد کے خلاف ہے۔ لیکن اسپر بہی ایک اور معاملہ کے متعلق میں کچھہ بیان کئے دیتا ہوں کیونکہ اس کی نسبت جو اسقدر مراسلتیں میرے پاس موصول ہوتی ہیں وہ سب کی سب مذہبی جماعتوں اور خاصکر فرقہ نن کنفرسٹ کیطرف سے ہوتی ہیں۔ اخلاقی طور پر میں اس امر کو اپنے ملک کے مذہبی لوگوں کے لئے نہایت فخر کا موجب تصور کرتا ہوں کہ انہوں نے آرمینوں کی قسمت کے متعلق ایسا بڑا اور گہرا انٹرسٹ لیا ہے۔ کہ انہیں اس معاملہ میں پولیٹکل لحاظ سے کسی اور طرح پر کوئی ذاتی فایدہ نہ تہا اور نہ ہے بلکہ یہہ سب کچھہ صرف مظلوموں کی عام ہمدردی اور ان مظالم سے نفرت کی وجہ سے کیا جارہا ہے جو وہ برداشت کررہے ہیں اور اسلئے میں دل سے چاہتا ہوں کہ ان لوگوں کی وہ غلطیاں رفع کیجائیں جن میں میری رائے میں وہ اسوقت مبتلا ہورہے ہیں۔ میری اس اصلاح سے انکی اُس ہمدردی میں جو انکو آرمینوں کے ساتھ ہے کوئی فرق نہیں آئیگا البتہ ان آراء میں جو انہوں نے اُن لوگوں کے حق میں قایم کی ہوئی ہے جنہیں مسئلہ آرمینیا سے تعلق ہے بہت کچھ تغیر آئیگا۔ سب سے پہلا امر یہ ہے۔ کہ معتدل تر کا بتو طرز سے لیکر سخت سے سخت انداز میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ ملکہ معظمہ کی گورنمنٹ نے اپنی عزت کی حلف اٹھاکر آرمینوں کی مدد کا ذمہ لیا ہوا ہے جسکا گویا یہ مطلب ہے کہ سلطان کو آرمینوں پر بطریق حسنہ حکومت کرنے پر مجبور کرنے کیلئے اس سے جنگ کریں۔ لیکن اگر وہ اُن ذمہ واریوں پر جو

اُنکے خیال میں ملی ہوئی ہیں۔ غور کرینگے تو انہیں معلوم ہو جائیگا کہ وہ بہت دُور نکل گئے ہیں۔ اس بارہ میں کل عہدنامہ برلن میں صرف ایک ہی دفعہ ہے۔ اور اس میں بھی شش و دول عظام آپسمیں نہ کہ کسی غیر شخص سے یہ اقرار کرتی ہیں کہ اگر سلطان بعض اصلاحات کو جاری کرنا منظور فرمالیں تو وہ سب ان اصلاحات کی نگرانی کرینگے بس یہی کل بات ہے جو عہدنامہ مذکور میں مندرج ہے" [ناظرین کو یاد ہوگا کہ جس پائینٹ کو اب بحالت مجبوری لارڈ موصوف نے ظاہر کیا ہے اُسے ہم کئی مہینے ہوئے مفروضہ مظالم آرمینیا کے مضمون میں جو بصورت رسالہ شائع ہو گیا ہے ہو شگافی بیان کر چکے ہیں۔ اڈیٹر +

"دوسری دستاویز جسکا حوالہ دیا جاتا ہے عہدنامہ قبرس ہے مگر میں نہیں سمجھ سکتا کہ لوگ اس معاہدہ کا کس منہ سے حوالہ دیتے ہیں۔ اس میں تو انگلستان کے اس امر کا ذمہ لینے کا ذرہ بھی اشارہ نہیں پایا جاتا کہ وہ سلطان کی مظلوم رعایا کی حمایت میں کوئی عملی یا جنگی مداخلت کریگا" (قبرس کے معاہدہ پر بھی ہو لنسکے اُسی مضمون میں مفصل بحث ہو کر یہی نتیجہ قایم کیا جا چکا ہے) +

"میں یہ سب باتیں پورے تیقن کے ساتھ کہہ رہا ہوں کیونکہ عہدنامہ قبرس کا مسودہ خود مینے ہی تیار کیا تھا۔ اور عہدنامہ برلن کی ۶۱ ویں دفعہ کے بنانے میں بھی میں شریک تھا" [لارڈ موصوف جنگ روس و روم کیوقت بھی وزیر خارجیہ تھے۔ اڈیٹر) +

"دوسرا امر یہ ہے کہ لوگوں نے اُس مہیب آفت اور لعنت کی اصل ماہیت کے سمجھنے میں غلطی کی ہے جو گذشتہ ماہ نومبر و دسمبر میں غریب آرمینیوں پر وارد ہوئی جو اصلاحیں تجویز کی گئی ہیں وہ بہت عمدہ ہیں اور آخر کار سلطان نے انکو منظور کر لیا ہے۔ مگر کوئی بھی اصلاحیں اُس ملک میں جہان عمدہ حکومت موجود نہ ہو دو ہی مہینے میں عمدہ حکومت پیدا نہیں کر سکتیں انکے موثر ہونے کیلئے وقت درکار ہوتا ہے۔ بیشک مہذب ممالک میں بھی اُنکے واسطے وقت کی ضرورت ہوتی ہے۔ چہ جائیکہ ایسی ملک میں جسمیں نہایت سخت متعصب اور وحشی جماعت موجود ہو۔ میں امید کرتا ہوں کہ اصلاحات مذکور رفتہ رفتہ بہت مفید اثر پیدا کرینگی۔ لیکن یہ توقع رکھنا کہ قانون دو مہینوں میں ہی لوگوں کی اخلاقی حالت کو بدل دیگا یہ امر محال کی خواہش کرنا ہے۔ البتہ ان دو مہینوں میں جو کچھ انکا اثر ہوا ہے وہ یہ ہے مسلمانوں نے خدا معلوم کیوں اور کسطرح یہ سمجھ لیا کہ انکی سلطنت خطرہ میں ہے۔ اور جو قوم اُنکی محکوم تھی وہ حاکم بنائی جا رہی ہے انکے دلوں میں اس خیال کا بیٹھنا تھا کہ وہ مظالم ٹوٹ پڑے جنکا چنگیز خان اور تیمور کے بعد کبھی نام تک بھی نہ سنا گیا تھا مگر تمہیں اسپر متعجب نہ ہونا چاہئے۔ آخر یہ لوگ بھی تو چنگیز خان اور تیمور کی نسل سے ہیں۔ اور اس مذہب کے معتقد ہیں جسنے دنیا میں اگرچہ اعلیٰ درجہ کی تہذیب اور شائستگی پھیلائی ہے۔ مگر جو دنیا کے سب مذاہب سے بڑھکر ظالم اور خونخوار بنایا جا سکتا ہے۔ ایک ترک۔ اور پھر مسلمان اور اسپر جوش مذہبی سے مشتعل ہونیکے باعث انہوں نے وہ وہ ظلم و ستم کئے کہ مسیحی دنیا سکتہ کے عالم میں ہو گئی" لارڈ صاحب شاید اپنی اور ہسپانیہ۔ روس اور امریکہ وغیرہ کی مسیحانہ

سلطان مراد کا استقبال

کر تو تیں بہول گئے ہونگے۔ اڈیٹر) *

"بیان کیا گیا ہے۔ کہ یہ سب کچھ سلطان اور اُسکی گورنمنٹ کے حکم سے کیا گیا ہی اور اکثر واقفکاروں کا بھی یہی خیال ہے۔
لیکن میری رائے میں اگرچہ سلطان کی حکومت واقعی کمزور۔ کم بخت۔ بودی اور بے طاقت ہے۔ مگر یہ خیال کرنا محض
وہم ہے کہ اُس نے سوچ سمجھ کر ان ظلموں کے ارتکاب کا حکم دیا ہے میری رائے میں ایسا گمان کرنے کی کوئی وجہ نہیں بلکہ
محض جوش مذہبی اور تنافر قومی نے نہایت مکروہ اور ظالمانہ شکل اختیار کرکے کم بخت آرمینیوں پر یہ دل ہلا دینے والی اور
سخت ہولناک تباہیاں اور ظلم و ستم برپا کئے تہے۔ تم شاید مجھہ سے اب یہ سوال کرو کہ یورپ نے کیوں دست اندازی نکی؟ اسکیلئے
میں صرف انگلستان کی طرف سے جواب دے سکتا ہوں۔ یاد رکھو صلاحوں پر زور دینے یا ہدایتی مراسلتیں بھیجتے وقت تم سلطان کو
خفیف خفیف سی نقصانات پہنچانے کی دہمکی دے سکتے ہو۔ یعنے یہی کہ اِدہر اُدہر چند پرمٹ خانوں پر قبضہ کر لیا۔ یہی ہم کر بہی سکتے
ہیں۔ لیکن اگر تمہیں ایک ساری کی ساری تعصب بہری قوم کے ایک دوسری ایسی قوم کی مخالفت میں کہڑے ہو جانے
سے سابقہ پڑے جسکے ساتھ اُسکی صدیوں سے سخت عداوت چلی آتی ہو یا ایسی قوم کیواسطے کارروائی کرنی چاہو جو کنارہ سمندر
سے سینکڑوں کوس الگ اور پہاڑوں پر آباد ہو۔ تو اسوقت اگر تم یہ خیال کرو کہ انگلستان کا ہاتھ وہاں پہنچکر اِن بدنصیبوں کو دور
یا کسیقدر خفیف کر دیگا تو تم سخت دہوکہ میں ہوگے یہ امر کسی عیسائی طاقت کے جنگی قبضہ کر لینے سے ظہور میں آسکتا ہے لیکن
انگلستان میں وہاں پر قبضہ کر لینے کی طاقت نہیں ہے۔ مسٹر گلیڈسٹون نے ایک خط میں بیان کیا ہے۔ کہ انگلستان پانچ چھہ
ٹرکیوں یعنے پانچ چہ سلطانوں کا مقابلہ کر سکتا ہے۔ مگر یہ لغو اور فضول بات ہی۔ ہان سلطان کسی سمندر میں اگر ہماری
مقابلہ پر آجاوے۔ تو بیشک ہم اُس جیسے پانچ چھہ کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ لیکن سلطان اگر جہیل وان کے قریب قصبہ تولاریس
میں ہو یا آرمینیا کے ناقابل گذر پہاڑوں پر ہو جہاں کے باشندے نہایت ہی سخت مزاج اور غازی ہیں تو پہر مقابلہ کا نام لینا
ہی فضول ہی۔ انگلستان اکیلا ان صوبوں پر کبہی قبضہ نہیں کر سکتا۔ اسپر تم غالباً یہہ کہوگے کہ پہر یورپ نے کیوں ایسا نہیں کیا؟
اسکا جواب تمہیں یورپ سے پوچھنا چاہئے۔ مگر خیر بتش تمہیں بتائے دیتا ہوں۔ دوَل عظام کہتی ہیں کہ سلطان کی نیت نیک
ہے وہ خود رفتہ رفتہ انتظام کر لینگے۔ ہم میں سے کوئی بھی آرمینیا پر قبضہ نہیں چاہتا۔ اس کام کو سلطان المعظم ہی پورا کر سکتے
ہیں۔ بہرکیف مَیں انکی اس رائے پر کوئی رائے زنی نہیں کر سکتا۔ ممکن ہے کہ وہ درست ہو ممکن ہے کہ غلط ہو البتہ اس امر
سے بہت کچھہ حوصلہ بندھتا ہی کہ پچھلے دو تین ہفتوں سے کشت و خون بند ہو گیا ہے۔ ایشائی سلطنت کے مختلف مقامات
میں فوجیں جمع ہوگئی ہیں۔ جو کردوں اور ترکوں کے جوش کے روکنے میں ابتک کامیاب رہی ہیں ہر جگہہ لوگ اپنے اپنے
کام میں مشغول ہوگئے ہیں۔ اور یہہ پچھلے دنوں جیسا امن قائم ہوتا جاتا ہی۔ گو مجھے ان آثار پر چندان بہروسہ نہیں تاہم مَیں خوش
ہوں کہ دوَل عظام کو جو توقع تہی وہ پوری ہو رہی ہے۔ المختصر جو لوگ ان صوبوں میں امن کی بحالی چاہتے ہیں انہیں اب
دوَل عظام کے فیصلہ پر رضامندی ظاہر کرنی چاہئے۔ اگر تم انکے ساتھ ملکر کارروائی کرنا نہیں چاہتے تو بالضرور تم کو انکی

مخالفت میں عمل کرنا پڑیگا۔ جس سے وہ ہولناک نیا ہئیں اور مصیبتیں حادث ہو جائیں گی۔ جن کے سامنے مظالم آرمینیا بھی ہیچ ہونگے" +

یہ وہی لارڈ سالسبری ہیں جنکو جب یہ یقین تہا کہ ٹرکی کا کوئی معاون نہیں تو بڑے جوش وخروش سے اُسی جنگی کارروائیوں کی دہمکی دیتے تھے۔ اور اب جو یورپ کا رُخ بدلا ہوا دیکھا تو انہیں معاہدوں کو جو کبھی دہمکانے اور کبھی دفن کرنے کا بہانہ بنے ہوئے تہے۔ انگلستان کے ذمہ واریوں سے بری الذمہ ہونے کے ثبوت میں پیش کرتے اور اُس کی کمزوری کا اعتراف کرتے ہیں۔ لارڈ صاحب کا ایک ایک لفظ ظاہر کر رہا ہے کہ وہ نہایت مجبوری اور لاچاری کیوجہ سے ٹرکی کا پیچھا چھوڑتے ہیں۔ ورنہ جو کچھ اُنکے دل میں برچھیاں چبھ رہی ہیں انکا دل ہی جانتا ہی بتاؤ ہے وینی زوئیلا کے سلجھتے ہوئی نظر آتے ہی فرقہ لبرل اور ریاد ریوں نے تو اب پہر اس مسئلہ کو بڑے زور شور سے چھیڑنا شروع کر دیا ہے مگر فرقہ کنسرویٹو گو دل سے انکی رائے کے مخالف نہیں (جسکے ہاتھ میں اسوقت عنان حکومت ہے۔ کئی ایک ملکی مصلحتوں کو ملحوظ رکہکر اس سے کنارہ کش ہو رہا ہے۔ اور واقعی یہ اوسکی دور اندیشی اور تدبر کی ایک کامل دلیل ہے۔ خدا کرے اُسے یہ ہوش بھی آجائے کہ قبضہ مصر ہی کل فسادوں کی جڑ ہے اور اس کمبل کو چھوڑ کر وہ اس دریائے مواج سے الگ ہو جائے۔ ورنہ قرائن بتا رہے ہیں۔ کہ یہ پورانا مواد اب جلد پھوٹنے والا ہے۔ جس کے تعفن سے خدا معلوم کتنی سلطنتوں کے دماغ پراگندہ ہونگے۔ +

ہفتہ مذکور کی مضامین خاص

منقول از وکیل مورخہ ۲۔ مارچ ۱۸۹۶ء

{ مسئلہ آرمینیا پہر چھڑتا نظر آتا ہے }

ناظرین اس عنوان کو دیکھکر غالباً چونک اُٹھینگے۔ کہ الٰہی خیر۔ ہم تو شروع دسمبر سے جبکہ تنازعہ وینی زولا اوّل اوّل شروع ہوا تھا برابر سن رہے تھے کہ آرمینیا کا فساد رفع دفع ہو گیا ہے۔ دوسری طاقتیں ابتدا ہی سے انگلستان کے ساتھ صرف نمائشی طور پر شریک تہیں۔ خود انگلستان کو سر پر ہی جب ٹرانسوال اور وینی زولا کا طوفان امڈ آیا تو لارڈ سالسبری نے صاف صاف الفاظ میں کہدیا کہ ہم اکیلے اس معاملہ میں کچھ نہیں کر سکتے اور سب سے بڑہکر اس معاملہ کے نپٹ جانیکا ثبوت یہہ تہا کہ انگریزی پادریوں اور چند متعصب سربرآوردہ مدبروں نے آرمینی عیسائیوں کی حمایت میں شور مچانا اور گورنمنٹ کو اکسانا چھوڑ دیا۔ پہر نئے سرے سے مسئلہ آرمینیا کا چہڑ جانا چہ معنی وارد۔ +

لیکن ناظرین اگر اُن تمام مضامین کو جو ٹرکی کے متعلق "وکیل" میں شائع ہوتے رہے ہیں بغور ملاحظہ فرماتے رہے ہونگے تو انہیں اس امر کا بالضرور یقین ہو گیا ہو گا کہ انگلستان بنی نوع انسان کی ہمدردی یا عیسائی رعایائے سلطانی کی خیر خواہی کی وجہ سے اس معاملہ کا محرک نہیں ہوا تہا۔ عیسائی سلطنتیں انگلستان ہو یا روس۔ فرانس ہو یا پروسیا سب کی سب

بنی نوع انسان کی ہمدردی کو صرف کمزوروں کے دبالینے اور ہم پلہ مخالفین کو بس چلے پر زک دینے کے لئے اپنا ایک آلہ سمجھے ہوئے ہیں۔ +

اور یہ آلہ چند مفسد طبع اشخاص جو حسب اقتضائے وقت کبھی ہمدردی بنی نوع انسان اور کبھی مذہبی پیشوا اور مجتہد ہونے کے مدعی بن جاتے ہیں۔ عام پبلک میں اپنی زہر آلود تقریروں اور تحریروں کے ذریعہ جوش پھیلانے سے گورنمنٹ کے ہاتھ میں دیدیتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ واقعی چند ایسے جنونی اشخاص بھی ہوتے ہیں جو کسی پولیٹیکل امر کو مدنظر رکھے بغیر صرف تعصب مذہبی سے ہی اپنی گورنمنٹ کو مخالف مذہب کی اقوام سے گتھم گتھا ہونے پر اکسلاتے اور ابھارتے ہیں جیسے کہ حال ہی میں امیر صاحب کو فتح کافرستان سے باز رکھنے کیلئے انگلستان اور ہند میں شور وغوغا برپا کیا گیا۔ لیکن اس قسم کی تحریکوں اور بے سوچی سمجھی ایجی ٹیشنوں کی طرف جنکی بدر اصل گورنمنٹ کی پالیسی محرک نہ ہوئی ہو مطلقاً کوئی توجہ نہیں کی جاتی اور اس بے توجہی کی وجہ سے وہ خود بخود تھوڑے عرصہ میں مدہم پڑ جاتی ہیں برخلاف اسکے جو ایجی ٹیشن گورنمنٹ کے بالواسطہ یا بلاواسطہ ایماء سے شروع ہوئی ہو وہ عین اس کی پالیسی کے زیر و بم کے موافق بڑہتی گھٹتی یا معدوم ہوجاتی ہے اور یہی کیفیت بعینہ اس ارمنی شورش کی ہے۔ +

سات آٹھ مہینے گذرے ہیں کہ یہ معاملہ سخت نازک ہو رہا تھا اور کل اسلامی اخبار گورنمنٹ انگلشیہ کو پرانے تعلقات ایگانگت و یکجہتی یاد دلاکر باغی آرمینیوں کیلئے سلطنت روم کیساتھ بگاڑ نہ کرنے کا مشورہ دیتے تھے۔ مگر انہی دنوں میں مسٹر گلیڈسٹون نے ان سب کی اس غلط فہمی کو کہ انگلستان ترکوں سے آرمینیوں کے باعث بگڑ رہا ہے صاف صاف الفاظ میں دور کردیا تھا اور ظاہر کیا تھا کہ انگلستان دراصل کسی پولیٹیکل رنجش کے باعث سلطان کو دق کر رہا ہے۔ اسوقت تو ہم ملک مصر کو ہی وجہ رنجش خیال کرتے تھے۔ مگر اب ہز ہائینس خلیل رفعت پاشا وزیر اعظم اور نمکحرام مراد بے سابق کمشنر کونسل قرضہ عثمانیہ کے بیانات سے ثابت ہوگیا ہے۔ کہ مسئلہ خلاء مصر کے علاوہ اور بھی بہت سے موجبات عناد موجود ہیں۔ +

بات دراصل یہ معلوم ہوتی ہے۔ کہ جنگ کریمیا کے بعد سے ٹرکی کے متعلق انگلستان کے خیالات ہندوستان کے عمدہ یا طمع ملک گیری کی بدولت بتدریج بدلنے شروع ہوگئے اور جیسا کہ ایک وقت میں وہ اسکا دلی رفیق تھا ویسا ہی رفتہ رفتہ باطن میں اسکی تخریب کے درپے ہوگیا۔ مگر گذشتہ جنگ روم و روس تک اسکا یہ عندیہ ترکوں پر ظاہر نہ ہونے پایا وہ آخر وقت تک یہی سمجھتے رہے کہ انگریز ضرور ان کی امداد کرینگے۔ مگر جبوقت روسی افواج دار الخلافہ تک پہنچ گئیں۔ اور انگریزوں کی زبان سے کوئی حوصلہ بخش کلمہ نہ سنا گیا تو سلطان نے سخت سے سخت اور ذلیل سے ذلیل شرائط پر مجبوراً اپنے جانی دشمن سے صلح کرلی۔ مگر اسکے ساتھ ہی تقریباً تمام ترکوں کے دلوں میں انگریزوں کی جانب سے گرہ بیٹھ گئی اور جو تھوڑے ہی عرصہ بعد انگلستان کی جزیرہ قبرس پر قریباً قابو پالینے اور برلن کانفرس میں صوبجات بوسینا اور ہرزی گوینا

آسٹریا کو دیدینے سے اور بھی زیادہ مضبوط ہو گئی۔ مگر سلطان اپنی کمزوری اور چوطرفہ دشمنوں کے نرغہ میں گرفتار ہونے کی وجہ سے انگریزوں کے ساتھ کھلم کھلا بگاڑ نہیں کر سکتے تھے۔ ان کے دل ہی دل میں کدورت کا مادہ روز بروز زیادہ ہوتا گیا۔ ادہر انگریز اپنی مخالفانہ کارروائیوں میں قدیمی رفاقت کے تمام پاس و ادب کو آخری الوداع کہکر یہانتک بڑہگئے کہ جون ۱۸۸۲ء میں ایک عثمانی شہر اسکندریہ کو گولہ باری سے برباد کر دیا۔ پہر کل ملک مصر پر بلا اجازت سلطان قابض و متصرف ہو گئے +

انگلستان کی یہ سینہ زوری اور غداری دیکھکر سلطان المعظم نے روس اور فرانس کیساتھ دوستانہ تعلقات قائم کرنے شروع کر دیئے۔ اور بالآخر جرمنی کیساتھ اسکو ایک ایسی سلطنت پاکر جسے سلطنت روم کے زوال سے بذات خاص کوئی نفع نہ پہنچسکتا تہا نہایت ہی گہرے تعلقات قائم کرلئے اپنی فوجی افسرون کو اسکی فوج میں بہیجنا شروع کر دیا۔ اور سلطنت عثمانیہ میں تمام بڑے بڑے کاموں یعنے ریلوے لائینوں وغیرہ کے اجارے جو خاص ملکی سرمایہ سے تیار نہیں ہو سکتے تھے بالعموم جرمنی سوداگروں اور خال خال فرانسیسی کمپنیوں کو دینے شروع کر دیئے اور ساتھ ہی اپنی سلطنت کی فوجی مالی۔ ملکی اور زراعتی حالتوں کی درستی اور اصلاح میں ایسی سنعدی سے مشغول و مصروف ہوئے کہ چند برسوں میں اُسی بیمار سے تندرست اور تندرست سے مضبوط کر دیا + اب یہ دونوں امور ایسے ہیں کہ اپنی جدید پالیسی کی وجہ سے انگلستان انکو کبہی ظہور میں آیا ہوا نہیں دیکھ سکتا تھا۔ اول تو وہ یہی نہیں چاہتا تھا کہ ٹرکی میں ریلوں کی اجرا۔ کانوں کے کھودے جانے اور نہروں اور ریلوں کی توسیع ہو لیکن بامر مجبوری اگر یہ ترقیاں رک ہی نہ سکیں تو اسکے خیال کے مطابق یہ سب کام انگریزوں کے ہاتھ میں ہونے چاہئیں تھے۔ اور ٹرکی میں سوائے انگریزی سرمایہ اور انگریزی قوم کے اور کسی کو دخل ہی نہیں ملنا چاہئے تہا مگر سلطان المعظم انگریزوں سے کچھ ایسے بیزار ہو گئے ہیں کہ جدید اجاروں کا عطا کرنا تو درکنار وہ حتی الامکان ان کے پورانے ٹہیکوں اور پٹوں کو بھی منسوخ کرتے چلے جاتے ہیں یہ بہی رنجش کی بہت بڑی وجہ ہے۔ جس کا بدلہ مسئلہ آرمینیا کی شکل میں لیا جا رہا ہے۔ +

اسیطرح سے انگلستان یہ امر ہرگز گوارا نہیں کر سکتا کہ ٹرکی کو اپنی طاقت سنبہالنے اور مضبوط کرنے کیلئے کافی وقت یا مہلت دیجاوے۔ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ جب تک ترکی کمزور ہے اُسوقت تک فرانس اور روس اُسے ہرگز مصر سے باہر نہیں نکال سکتے لیکن اگر سلطان المعظم کو بیرونی اور اندرونی خرخشوں اور بکھیڑوں سے چند ایک برس کا وقفہ ملجاوے تو وہ اس اثناء میں اپنی طاقت ایسی زبردست بنا لینگے کہ انگریزوں کو مصر اور قبرس کا نام لینا بھی مشکل ہو جاویگا۔ اسی قسم کی اور بھی بہت سی باتیں ہیں جنکی وجہ سے دونوں سلطنتوں کے دلوں میں ایک دوسرے کی طرف سے سخت کدورتیں بیٹھی ہوئی ہیں +

پچھلے دنوں جو مسئلہ آرمینیا کا جوش و خروش سرد ہو گیا تہا اسکی بڑی وجہ یہ تھی کہ انگلستان کو کئی ایک ناگہانی مصائب کا سامنا آپڑا تہا جنسے بمشکل خدا خدا کرکے اُسنے اپنا بہت کچھ پیچھا چھوڑا لیا ہے۔ اور اب ان مصائب سے مخلصی پاتے

ہی وہ مسئلہ آرمینیا کو پھر چھیڑنا چاہتا ہے۔ ملکہ معظمہ کی ۱۱۔ فروری والی تقریر کے ایک دو فقرات سے تاڑنے والے تاڑ گئے تھے۔ کہ یہ قضیہ ابھی انجام کو نہیں پہنچا۔ بلکہ انگلستان ایسا جلا بھنا بیٹھا ہے کہ موقعہ ملتے ہی وہ پھر سلطان کو تنگ کرنے پر آمادہ ہوجاویگا۔ خوبی قسمت سے امریکہ کے چند جنونی ممبران پارلیمنٹ کی تجویزیں اور بھی سونے پر سوہاگہ کا کام دے رہی ہیں ۲۴۔ جنوری کو مسٹر کال صاحب نے صوبجات متحدہ امریکہ کی پارلیمنٹ (سینیٹ) میں یہ ریزولیوشن پیش کیا۔ کہ "امریکہ ٹرکی سے خواہ جنگ کرکے خواہ اُسے صلح صفائی سے سمجھا کر اسبات پر مجبور کرے کہ وہ آرمینیون کے کشت وخون کو بند کردے۔" ایک اور ممبر نے اُس کی تائید کرکے کہا "خرپوت میں امریکن مشن کا کالج چالیس لاکھ روپیہ کی مالیت کا برباد کیا گیا ہے پادری وغیرہ جان بچانے کیلئے بھاگنے پر مجبور ہوگئے تھے۔ اگر یہ سلوک کسی اور سلطنت کی رعایا کے ساتھ ہوتا تو وہ فوراً ٹرکی سے اعلان جنگ کردیتی۔ امریکہ کو اس معاملہ میں اُنکی تقلید کرنی لازمی ہے" ان متعصب ممبروں کی تجویز و تائید پر کوئی غور نہ کیا گیا۔ اور وہ باتفاق رائے مسترد کیگئی۔ لیکن صیغہ خارجیہ کی کمیٹی کا یہ ریزولیوشن پاس کیا گیا۔ کہ "گورنمنٹ امریکہ امید کرتی ہے۔ کہ دول یورپ عہدنامہ برلن کی شرائط متعلقہ آرمینیا کو پورا کرانے کی کوشش کرینگی" ہوس آف ریپریزنٹیٹوز نے بھی ۲۶ ووٹوں کی مخالفت اور ۱۴۶ ووٹوں کی تائید سے ۲۷۔ جنوری کو سینیٹ کے اس ریزولیوشن کو منظور کرلیا۔ +

اسی موخر الذکر تاریخ کو ایک پادری صاحب نے سینیٹ سے آرمینیون کی امداد کی استدعا کرکے کہا کہ تمام عیسائی طاقتون کو بیدار و متفق ہونا اور سلطان کو اپنی خون آلود تلوار کے نیام میں کرنے پر مجبور کرنا نہایت ضروری ہے اسی طرح ایک اور جنون مجسم نے پارلیمنٹ میں یہ تجویز پیش کی کہ ٹرکی سفیر متعینہ واشنگٹن کو ٹرکی واپس بھیجدیا جاوے مگر مسٹر ہٹ صاحب میر مجلس فارین کمیٹی نے صاحب بہادر کو متنبہ کیا کہ ہوش کرو۔ اگر ٹرکی سفیر واپس گیا۔ تو امریکن سفیر اور تمام امریکن قونسلون کو بھی اسی دم ٹرکی سے نکلنا پڑیگا۔ اور اسصورت میں ان نوسو امریکن رعایا کا جو سلطنت عثمانیہ میں سکونت پذیر ہیں بتاؤ کیا حال ہوگا +

ٹائمز اف لنڈن کا امریکن نامہ نگار لکھتا ہے کہ یہ صرف چند خبطیوں کی شورش ہے۔ تقریباً کل امریکن مسئلہ آرمینیا مین مداخلت کرنے کے سخت مخالف ہیں اور اُن کو ان تجاویز سے کوئی ہمدردی نہیں ہے اور اسبات کی بہت کم توقع ہے کہ پریسیڈنٹ کلیولینڈ سینیٹ کی پاس کردہ تجاویز کو دول یورپ کے پاس بھیجنا منظور کرینگے - +

مگر اس میں شک نہیں کہ تنازعات ٹرانسوال اور وینی زولا سے فراغت ملنے اور ان چند امریکن جنونیوں کی شورش نے انگریزی گورنمنٹ اور انگریز حامیان آرمینیا کو اس قضیہ نامرضیہ پر پھر شور وشر کرنے کا موقعہ اور جرأت دلادی ہے چنانچہ ڈیوک آف ویسٹ منسٹر نے جو آٹھ مہینے خواب خرگوش میں ہی پڑے سو رہے تھے۔ ۲۵۔ جنوری کو بمقام چیشائر ایک عام جلسہ کی صدارت کرکے یہ ریزولیوشن پیش کیا کہ "ہماری گورنمنٹ کو اس کشت وخون کو بند کرانے کیلئے جو بالعالی آرمینیا میں

کر رہا ہے کوئی کوشش فروگذاشت نہیں کرنی چاہئیے۔ معاہدوں کی رو سے انگلستان باب العالی سے اصلاحات جاری کرانیکا پورا پورا ذمہ دار ہے۔ ہم ہر روز دیکھ رہے ہیں (نقل کفر کفر نباشد) وہ شیطان بشکل انسان سلطان آئے دن تباہی پر تباہی کر رہا ہے۔ مجھے سر فلپ کری نے کہا ہے کہ ترکی وزراء سلطان کے ہاتھ میں محض کٹ پتلیاں ہیں اور اُسکے حکم کے بغیر کچھ نہیں کیا جاتا" +

اُسی تاریخ کو مسٹر چمبرلین صاحب وزیر نوآبادی ہائے انگلستان اپنی تقریر میں وینی زولا پر بحث کرتے وقت مسئلہ آرمینیا کے متعلق امریکہ کو اس طرح مخاطب کرتے ہیں "مظالم آرمینیا پر اس ملک اور صوبجات متحدہ میں سخت ناراضگی اور مظلوموں کیساتھ نہایت ہمدردی ظاہر کی گئی ہے۔ کاش کہ ہم دونوں ملک جنوبی امریکہ کے ایک چھوٹے سے ملک کے خفیف تنازعہ سرحد کو چھوڑدیں اور ایک دوسرے کے ساتھ متفق اور یکدل ہو کر ترکی ظلم ستم اور جبر و تعدی و تعصب کے مظلوموں کیواسطے وہ مراعات حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ جنکے واسطے ہم اب تک لاطائل کوشش کرتے رہے ہیں۔ اِس میں کچھ شک نہیں کہ ہماری تمام کوششیں رائگان گئی ہیں اور آرمینیا کی حالت ویسی ہی پُرخطر اور یورپ کے لئے باعث ننگ ہے جیسی کہ پہلے تھی۔"

ہم امید کرتے ہیں کہ اگر مسٹر موصوف کو ٹائمز کے کارسپانڈنٹ کا خط اس تقریر سے پہلے ملجاتا تو وہ امریکہ یا پریسیڈنٹ امریکہ کی نسبت یہ توقع بھری تقریر نہ کرتے کہ وہ ٹرکی کے برخلاف انگلستان کا ساتھ دینا منظور کرلینگے۔ یہہ تو ظاہر ہے کہ روم و روس کے جدید معاہدہ سے انگلستان اور بھی جل گیا ہے اور وہ ضرور کسی نہ کسی سلطنت کو ساتھ ملاکر روم کو تنگ کرنے کی کوشش کریگا جسکا انجام بہر کیف دونوں سلطنتوں کے لئے اچھا نہ ہوگا۔ اور قیاس گواہی دیتا ہے کہ اگر اب انگلستان نے روم سے چھیڑ خانی شروع کی تو ضرور نوبت بجنگ پہنچ جائیگی۔ جسکے واسطے انگلستان ابھی تک تیار نہیں۔ کیونکہ اس جنگ میں روس اور فرانس ضرور ٹرکی کے معاون ہونگے اور اِن دونوں سلطنتوں کی مجتمع بحری طاقتوں کا انگلستان کی بحری طاقت مقابلہ نہیں کرسکتی اُسکے پاس اسوقت ۲۹ درجہ اول کے اور ۱۲ درجہ دویم کے جنگی جہاز ہیں اور ان دونوں کے پاس ۸۰ درجہ اول کے اور ۳۱ درجہ دویم کے ہیں یعنے ۳۷ جہازوں کی کمی ہے اور علاوہ اِس کمی کے انگلستان کے اکثر جہاز پرانے ہیں اور اِن دونوں کے عموماً نئے بلکہ فرانس کے چند درجہ دوم کے جہاز انگلستان کے کئی اول درجہ والوں سے بہتر ہیں۔ علاوہ ازیں صرف اُس کی جہازی توپیں ہی پُرانی قسم کی نہیں ہیں بلکہ بری توپخانوں میں بھی انگریزی توپیں ہلکے گولوں کی ہیں صرف یہی نہیں بلکہ تعداد میں بھی اسقدر تھوڑی ہیں کہ ایک ہزار فوج پیدل نظام کے حصہ میں صرف چار چار آتی ہیں اور دو لاکھ والنٹیر اور ملیشیا فوج کے لئے ایک بھی موجود نہیں ہے

ہفتہ مختتمہ ۹ مارچ ۱۸۹۶ء کی تار کی خبریں وغیرہ

تار کی خبریں

لنڈن - ۲۸ - فروری - ہوس آف کامنز میں مسٹر کرزن نے بجواب سوال کہا کہ کسی اجنبی طاقت نے کوئی ایسی تجویز پیش نہیں کی کہ انگلستان مصر کو جلد خالی کردے -

قسطنطنیہ - ۲۹ - فروری - کاراتھیو ڈوری پاشا گورنر کریٹ نے اسوجہ سے استعفا دیدیا ہے کہ اسکی تفویض میں کاروبار چلانے کے لئے کافی روپیہ نہیں ہے جزیرہ میں حالت بہت مشوش ہے -

لنڈن - ۳ - مارچ - ٹائمز کا کارسپانڈنٹ قاہرہ سے لکھتا ہے کہ انگلستان کے مصر کو خالی کردینے کے مسئلہ پر یہاں کھلم کھلا بحث مباحثہ ہو رہا ہے اور اس سے تجارت پر برا اثر پڑ رہا ہے تقریباً سب سر کردہ دیسیوں کی رائے تغیر حالت کی مخالف ہے - خدیو بھی انگریزوں کے ساتھ بہت ہی گھلے ملے ہوئے ہیں -

لنڈن - ۴ - مارچ - روٹر کا کارسپانڈنٹ قسطنطنیہ سے خبر دیتا ہے کہ وہاں یہ عام یقین ہے کہ سردست مصری مسئلہ پر بحث مباحثہ نہیں کیا جاویگا -

ہفتہ مذکور کی دیگر خبریں

اعلیحضرت امیر المومنین سلطان المکرم نے ایک نہایت خوبصورت عربی گھوڑا پریسیڈنٹ فرانس کو ایک اور گھوڑا افزائش نسل کے لئے فرانس کے سرکاری سٹڈ کو تحفتہً ارسال کیا ہے -

اعلیحضرت نے ملکہ معظمہ کے خط کے جواب میں تحریر فرمایا ہے کہ مظالم آرمینیا کے متعلق جو افواہیں مشہور ہو رہی ہیں وہ سب بدطینت لوگوں کی گھڑی ہوئی ہیں - ابتدا خود آرمینیوں نے کی کہ مسلمانوں کو مسجد میں نماز پڑھتے ہوئے قتل کرنا شروع کردیا - گورنمنٹ عثمانیہ نے اب ہر جگہ امن قایم کرلیا ہے - صرف زیتون میں کچھ شورش باقی ہے ٹائمز آف لنڈن رقمطراز ہے - کہ زیتون میں امن قایم ہو جانے کی کامل اُمید ہو گئی ہے کیونکہ ترک اب لڑائی سے دل برداشتہ ہو گئے ہیں - بیماری اور معرکوں میں اب تک اُنکے چھ ہزار سپاہی ضائع ہو چکے ہیں - اہالیان زیتون نے ممالک اجنبیہ کے قونصلوں کو اطلاع دی ہے کہ ہم ہتھیار رکھ دینے پر بالکل تیار ہیں بشرطیکہ ہمپر عیسائی گورنر مقرر کیا جاوے -

ایم سٹولاف وزیر اعظم بلگیریا نے بارگاہ سلطانی میں حاضر ہو کر بلگیرین قوم کی وفاداری اور فرمان برداری

کا یقین دلایا - اور التماس کی کہ صوبجات کی درستی انتظام کیلئے جو کارکن کمیٹی اصلاحات مقرر کی گئی ہے اُس میں ایک بلگیرئن بھی شامل کیا جاوے - اعلیحضرت نے اس درخواست پر غور کرنے کا وعدہ فرمایا ہے - +

سفرائے ممالک غیر نے ایک جلسہ کرکے باتفاق رائے یہ منظور کر لیا ہے کہ چونکہ اعلیٰ حضرت روسی سفیر ایم نیلیڈوف کے سوائے اور کسی کی بات پر توجہ نہیں فرماتے اسلئے اصلاحات آرمینیا کے متعلق تمام خط و کتابت بوساطت سفیر موصوف بالعالی اور بارگاہ ہمایوں سے کی جایا کرے - +

ارمنی کوشش کر رہے ہیں کہ اپنے بطریق اعظم کو جو گذشتہ شورشوں کا ایک خفیہ محرک ہوا تھا مستعفی ہونے پر مجبور کریں مگر وہ پیچھا نہیں مانتا - +

گورنمنٹ امریکہ کا جہاز ڈاک دردانیال پر پڑا ہوا ہے داخل ہونے کی اجازت نہیں ملتی - گورنمنٹ عثمانیہ تو شاید اجازت دیدیتی مگر روس نے روکدیا ہے - +

ٹائمز کا کارسپانڈنٹ عراق عرب سے لکھتا ہے کہ یہاں عیسائی اور مسلمانوں میں بڑا اتفاق ہے لیکن کردوں نے اس علاقہ پر بھی یورش کرنی شروع کر دی ہے - +

لنڈن کی کمیٹی امداد آرمینیان کو لارڈ سالسبری نے اطلاع دی ہے کہ سر فلپ کری نے مجھکو ۳ - فروری کو تار بھیجا ہے کہ موش میں بہت سے خاندان بھوک سے مر رہے ہیں اُنکے لیئے نہ روپیہ ہے اور نہ کوئی کام ہے - +

گورنمنٹ مصر نے فلاحین (کاشتکاروں) کو سود خواروں کی دست برد سے بچانے کیلئے سردست بطور آزمائش دہ ہزار پونڈ منظور فرمائے ہیں کہ حاجتمند کاشتکاروں کو دو پونڈ سے لیکر دس پونڈ تک ۶ فیصدی سود سالانہ کی شرح سے قرض دیا جاوے - سود خواروں کی شرح ۳۶ سے لیکر ۷۲ فیصدی تک ہے +

ڈیوک آف آرگائیل نے ملکہ معظمہ کی تقریر پر مباحثہ کرتے ہوئے لارڈ سالسبری کی تقریر کے جواب میں فرمایا کہ تم عنقریب اُن ذمہ واریوں کو بیان کرینگے جو انگلستان نے ٹرکی کی عیسائی رعایا کی نسبت اُٹھائی ہوئی ہیں اس ڈیوک نے یہ بھی کہا کہ آپ شاید کسی پہاڑ کی کھو میں سے اب کوئی نیا عہد نامہ نکالینگے - +

سلطان المعظم نے روم کے پٹریارک کو ۵۰ ہزار اور آرمینیا کے پٹریارک کو ۴۰ ہزار قرش عطا کیئے +

نصرت پاشا گورنر بغداد کی ترقی دینے کے متعلق وزیر اعظم نے ایک مفصل یادداشت لکھکر سلطان المعظم کی خدمت میں ارسال کی ہے - +

جرمن کے ایک مشہور مصنف مسٹر ربیبرز نے جسنے کئی سال مصر میں رہکر تمام حالات سے پوری واقفیت حاصل کی اب ایک کتاب لکھی ہے جس میں اُس نے نہایت تفصیل کے ساتھہ دکھلایا ہے کہ مصر کی حالت انگریزوں کے قبضہ سے پہلے کیا تھی اور اب کیا ہے - اُسنے ہر صیغہ کے متعلق انگریزوں کی غیر انصافانہ کارروائیوں کو نہایت

وضاحت سے لکھا ہے اور سرکاری کاغذات کے حوالہ سے ثابت کیا ہے۔ کہ مصر میں عربی پاشا نے جو بغاوت کی تہی وہ بہی انگریزوں کی تحریک سے ہوئی تھی اس کتاب کا عربی اور فرانسیسی زبان میں ترجمہ ہو رہا ہے اور اس کتاب کے شائع ہونے سے تمام جرمن پبلک مسئلہ مصر کی طرف متوجہ ہو گئی ہے جرمن اخبارات آجکل نہایت زور شور سے اس مسئلہ پر بحث کر رہے ہیں اور سب اس امر پر متفق ہیں کہ تمام یورپ کو ملک مصر کو انگریزوں کے قبضہ سے نکالنا چاہئے - +

دروزون نے جو فساد کیا تھا اُسکا استیصال ہوتا جاتا ہے - شعبان[سلطه] کے مہینہ میں فیضی پاشا اور نعیم پاشا بارہ پلٹنوں کے ساتھ انکے مقامات رہائش میں گئے - تمام دروزون نے خود حاضر ہو کر اسلحہ جنگ حوالہ کر دئیے - تیرہ دن تک سلطانی فوجیں ان مقامات میں برابر دورہ کرتی رہیں جب ہر طرح سے امن ہو گیا تو واپس آئیں +

محکمہ بحریہ کے ایک افسر حسین آفندی[1] نے ایک نئی اسکیم وزیر اعظم کی خدمت میں پیش کی ہے جس میں ۴۶ دفعات ہیں - اس اسکیم پر اگر عمل کیا جاوے تو کروڑ روپیہ کی رقم خزانہ میں اضافہ ہوجاویگی - اسکیم اناٹولیہ[?] ... محکمہ میں غور اور تحقیق کیلئے سپرد کی گئی ہے - +

ترکی پبلک قرضہ کی مدات مکفولہ سے آمدنی پچھلے مہینہ میں ۲۷۳۶۰۰ پونڈ ہوئی - +

سلطان نے حکم دیا ہے کہ آرمینیا کے ہنگاموں میں جو مسجدیں ویران ہوگئی ہیں اور جن لوگوں کو مالی اور جسمانی نقصان پہنچا ہے انکی امانت کیلئے ایک کمیٹی قائم کی جاوے - اس کمیٹی کے پریسیڈنٹ اسمعیل حقی پاشا مقرر ہوئے ہیں جو لوگ اس کام میں مدد دیں گے اُنکو سلطان کیطرف سے تمغے عطا ہونگے - +

سلطان کی ولادت کے دن دار العجزہ (پور ہوس) جو ایک مدت مدید سے زیر تعمیر تہا بڑی شوکت شان سے کھولا گیا یہہ عمارت پوری ۶ برس میں بنکر تیار ہوئی ہے - پانسو مزدور روزانہ اس میں کام کرتے تھے اس میں دو ہزار غریبوں کے رہنے کا بندوبست کیا گیا ہے عمارت کے احاطہ میں ایک وسیع مسجد اور ایک بڑا گرجا بہی ہے سلطان المعظم کو اس سے خاص دلچسپی ہے اور انکی خاص توجہ اور اہتمام میں وہ تیار ہوئی ہے - +

خلیل رفعت پاشا کو جو حال میں وزیر اعظم مقرر ہوئے تھے سلطان نے اعلےٰ تمغہ امتیاز عطا کیا - +

دمشق اور بیروت وغیرہ میں جو فوجیں بہیجی گئی تہیں اب اپنے اپنے مقامات کو واپس جا رہی ہیں +

۳۱ - جنوری کو جو اعلیحضرت امیر المومنین کی سالگرہ پیدائش کا دن تہا تمام شہر بڑی خوبصورتی سے آراستہ و پیراستہ کیا گیا اور رات کیوقت بندرگاہ میں جتنے جہاز موجود تھے انپر روشنی کی گئی سلام لق کی رسم بڑی شان و شوکت سے ادا کیگئی - ہزاروں شخص جن میں سے اکثر دور دراز فاصلہ سے آئے ہوئے تھے - جامع حمیدیہ کے صحن میں بہرے ہوئے تھے - جنہوں نے مسجد کے مسقف حصہ کے بہرے ہوئے ہونے کی وجہ سے وہیں نماز ادا کی - اس موقعہ پر حب الوطنی اور وفاداری کا بے نظیر اظہار کیا گیا - تمام ممالک غیر کے جہازون کے افسر موجود تھے - اعلیحضرت کی اردل میں کوئی

[1] اس افسر نے ۱۸۹۷ء کے محاربہ روم و یونان میں قابل قدر خدمات کیں [؟] ... محاربات تفصیلی +

رباڈی گارڈ) حفاظتی پہرہ نہیں تھا صرف انکا سٹاف ہمرکاب تھا اور امیر المومنین غازی عثمان پاشا کو انہوں نے ساتھ گاڑی میں بٹھائے ہوئے محل ہمایوں سے مسجد مذکور کو تشریف لے گئے اور اسیطرح واپس تشریف لائے ارمنی بے تعداد موجود تھے۔

منیر بے سفیر عثمانیہ متعینہ پیرس نے عثمانیہ رعایا کی ملاقات کیلئے عام دربار لیوی کیا۔ +

عثمانیہ گورنمنٹ نے معاملات متعلقہ بغاوت کی تفتیش و تحقیق کیلئے ایک سپریم کورٹ (عدالت عالیہ) مقرر کی ہے جو دوسری کل عدالتوں سے فائق اور اعلیٰ ہوگی۔ +

اس میں پانچ ممبر اور اعلیٰ اپیل کے دو کونسلر مامور کئے گئے ہیں اسکے پریسیڈنٹ کونسل آف سٹیٹ کے ممبر سعید پاشا جو ایک نامور اور مشہور مقنن اور ڈپلومیٹک ہیں مقرر کئے گئے۔ یہ سعید پاشا سعید کوچک یا وہ سعید نہیں ہیں جو معاملات خارجیہ کا سابق وزیر تھا۔ +

اعلیحضرت سلطان المعظم نے اُن تمام مسلمان اور غیر مسلم لوگوں کی امداد کیلئے جنہیں اناطولیا کے پچھلے ہنگاموں میں نقصان پہنچا ہے۔ بزیر صدارت خود ایک کمیشن قائم کی ہے جسکے وائیس پریسیڈنٹ مارشل اسمعیل پاشا ممبر ہائی ملٹری کمیشن (اعلیٰ جنگی کمیشن) جو محل ہمایوں میں رہائش پذیر ہیں۔ مقرر کئے گئے ہیں یہ کمیشن صوبجات کے اُن مسلمان و غیر مسلمان لوگوں کی سبیل معاش کرنے کے لئے جنکی غربت محقق ہوگئی ہو روپیہ خرچ کرے گی اور نیز اُن لوگوں کو اپنے برباد شدہ مکانات کے نئے سرے سے تعمیر کرنے میں امداد دیگی۔ +

قسطنطنیہ میں شب برات حسب معمول بڑی شان و شوکت سے منائی گئی مسجدوں کے تمام مینار روشنی سے بقعہ نور معلوم ہوتے تھے۔ اور وہ ساری رات مومنین کے ان میں جاکر نماز پڑھنے اور عبادت کرنے کے لئے کھلی رہیں غریب مسلمانوں میں روپیہ تقسیم کیا گیا۔ +

صُرّہ ہمایوں مقدس تبرکات اور اعلیحضرت کے تحفہ تحائف محل یلدیز سے ہز ایکسیلنسی شریف آغا ہی دار السعادت کے مکان کے سامنے خیموں میں لیجا کر رکھے گئے اور دوپہر کیوقت مقدس کاروان کی رخصت کی رسم ادا ہوئی جو سقوطر اسے سپیشل جہاز میں بندر بیروت کو روانہ ہوا۔ جہاں سے وہ براہ ریل دمشق پہنچکر دوسرے قافلوں کو ساتھ لیکر حرمین شریفین کی طرف جائیگا۔ اس جہاز پر بہت سے غریب مسلمان بھی جو استطاعت حج نہیں رکھتے تھے مگر حج کے آرزومند تھے اعلیحضرت نے اپنے خرچ سے حرمین شریفین کو روانہ کئے اس رسم کے دیکھنے کے لئے بے تعداد اجنبی بھی بشکتاش میں جمع ہوگئے تھے۔ +

صوبجات متحدہ کی گورنمنٹ امریکن متعصب پادریوں کے واویلا اور سینیٹ کے ریزولیوشنوں کی جو ٹرکی کی مخالفت میں پاس کئے گئے تھے ایک خس برابر پرواہ نہیں کرتی۔ بلکہ برخلاف اسکے ٹرکی وزیر صیغہ خارجیہ کو ایک باضابطہ مراسلت بھیجکر اس امر کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتی ہے۔ کہ صرف امپیریل افواج ہی نے امریکن رعایا اور اُنکے مکانات کو پچھلے

ہنگاموں میں محفوظ رکھنے کے لئے نہایت قابل قدر کوشش اور جانفشانی نہیں کی۔ بلکہ پرائیویٹ مسلمان لوگوں نے بھی اس بارے میں بمقتضائے انسانیت کمال داد مردانگی دی جن میں سے قصبہ برہجک کے محلہ شیخ بابا کے حاجی حسین آغا اور محمد آغا خاص تعریف کے مستحق ہیں ہم انکے کمال مشکور ہیں۔ اور عنقریب انکی حسن خدمات کا نمایان طور پر اعتراف کرینگے۔ +

ہفتہ مختتمہ ۱۶ مارچ ۱۸۹۶ء کی تار کی خبریں وغیرہ

تار کی خبریں

لنڈن۔ ۱۳۔ مارچ کو ٹائمز کا نامہ نگار قاہرہ سے تار دیتا ہے۔ کہ مصری افواج ڈنگولہ پر قبضہ کرنیکے لئے بہت جلد آگے بڑھنے والی ہیں۔ برٹش گورنمنٹ کو پہلے ہی سے اطلاع دیگئی تھی کہ درویشوں کی جنبش اور ہلچل کرد کرنے کیواسطے فوجی نمایش کی ضرورت ہے مگر اٹلی والوں کے شکست پانے سے اس امر کی ضرورت جلد پڑ گئی۔ +

روٹر کا نامہ نگار مصوع سے تار دیتا ہے۔ کہ درویشوں کی فوج سواران کسالا کے ایسی قریب پہونچگئی ہے کہ وہاں سے نظر آنے لگ گئی ہے۔ +

لنڈن۔ ۱۳۔ مارچ خیال کیا گیا ہے کہ وزیر صیغہ خارجیہ نے ٹائمز کے نگار کی اس خبر کی کہ مصری فوج ڈنگولہ پر پیشقدمی کرنیوالی ہے تصدیق کردی ہے۔ مسٹر کرزن نائب وزیر صیغہ خارجیہ نے ہوس آف کامنز میں آیندہ سوموار (۱۶۔ مارچ) کو اسمعاملہ پر کچھہ بیان کرنیکا وعدہ کیا ہے (درویش مہدی سوڈانی کے پیروں کو کہتے ہیں جنہوں نے متواتر فتوحات کے بعد نوبیا اور مشرقی سوڈان کو مصرا ور انگریزی فوج کے قبضہ سے آزاد کرا لیا تھا۔ ڈنگولہ۔ نوبیا میں مصر خاص کی سرحد کے قریب ایک مشہور قصبہ ہے۔ اڈیٹر) +

لنڈن۔ ۱۳۔ مارچ۔ شہنشاہ فرانسس جوزف (والی آسٹریا) نے آج بمقام سایمنز (واقعہ اٹلی) ملکہ معظمہ سے ملاقات کی وائنا کے اخبارات اس ملاقات کو بڑی نتیجہ خیز بتلاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ اسنے قدیمی باہمی رفاقت اور ہردو ممالک کے مشرقی تعلقات کی یکرنگی کو یاد دلایا ہے۔ (مشرقی تعلقات کی یکرنگی اور رفاقت قدیمہ پہلے تو یہ تھی کہ بوسنیا و ہرزگوینا اس نمسوی (آسٹرین) بادشاہ کو ملا اور قبرس اور بعد ازان مصر پر انگلستان نے قابو کرلیا۔ اور اب یکرنگی یہ معلوم ہوتی ہے۔ کہ مصر انگلستان کے ہاتھ سے نکلتا معلوم ہوتا ہے۔ جسکے بعد قبرس بھی انگلستان کو چھوڑنا پڑیگا۔ اور حضرت نمسوی مسیجسٹی کو بھی بہ تقاضائے یکرنگی وہ دونوں صوبے اگلنے پڑینگے۔ اڈیٹر) +

ہفتہ مذکور کی دیگر خبریں

گورنمنٹ عثمانیہ نے کاراتہیوڈوری پاشا مستعفی کی بجائے ترخان پاشا کو گورنر کریٹ مقرر کیا ہے - +

ٹائمز کا کارسپانڈنٹ متعینہ قاہرہ خبر دیتا ہے کہ درویشوں کی دو بڑی بڑی فوجیں کسالا کی طرف بڑھ رہی ہیں اور ڈنگولہ میں بھی چند جماعتیں مصر پر چڑہائی کرنے کی تیاریاں کر رہی ہیں وہی کارسپانڈنٹ لکھتا ہے کہ درویش کسالا پر قابض ہو گئے تو مہدیوں کا زور سب طرف خصوصاً سواکم اور ٹوکر کی جانب پھر تازہ ہو جائیگا - +

اعلیحضرت سلطان المعظم نے ایم نیلیڈوف (سفیر روس) کو تمغہ امتیاز کا تمغہ عطا فرمایا ہے - عام خیال ہے کہ یہ امر ترکی روسی خفیہ معاہدہ کے اور زیادہ مضبوط کرنیکے لئے کیا گیا ہے - +

مسئلہ آرمینیا کے متعلق گورنمنٹ انگلشیہ نے دوسری بلیو بک شائع کی ہے جسمیں فروری تک کے حالات مندرج ہیں اسکے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے - کہ زار روس نے صاف صاف کہدیا تھا کہ ہم ایسے حفاظتی جہازوں کے متعلق سلطان المعظم پر دباؤ ڈالنے اور ٹرکی کے اندرونی معاملات میں دست اندازی کرنے کے سخت مخالف ہیں - جسکے جواب میں لارڈ سالسبری نے لکھا کہ اس طریق عمل سے نیز جملہ اصلاحات پر بہت برا اثر پڑیگا - کیونکہ یورپ کے صرف متفقہ دباؤ سے سلطان المعظم دب سکتے ہیں مگر زار نے اسکو تسلیم نہ کیا - اسی بلیو بک میں مندرج ہے - کہ مقتولین کی مصدقہ تعداد پچیس ہزار ہے اور اصلی تعداد اس سے بہت زیادہ ہے - اور کہ جس قطعہ ملک کیواسطے اصلاحات تجویز کی گئی ہیں - وہ بالکل ویران پڑا ہے - +

نمک اعظم مراد بے سابق امپیریل کمشنر قرضہ قومی عثمانیہ کو اسکی عدم حاضری میں قسطنطنیہ کی عدالت اپیل سے سزائے موت ضبطی جائیداد اور اسکی کل ملکی حقوق کے چھینے جانیکا حکم ہوا گیا - الزام یہ تہا کہ اسکے طریق عمل سے امن عامہ میں خلل پڑنے کا اندیشہ ہے - اس حکم کو چند متعصب انگریز شاید سخت سمجھیں لیکن ایک منصف مزاج شخص تو اسکی نمک حرامیوں اور سیاہ کاریوں کے مقابلہ میں اسی اس سے بھی زیادہ سخت سزا کا اگر کوئی ہو سکتی ہو مستوجب سمجھیگا - یہ شخص تاتاری النسل ہے رفتہ رفتہ ترقی پا کر محکمہ قرضہ عثمانیہ کا امپیریل کمشنر ہو گیا لیکن مغربی تعلیم اور یورپین آزادی کے خبط نے اسے انسانیت سے خارج کر کے نیم وحشی اور پاگل بنا دیا - کئی دفعہ نوکری سے مستعفی ہو کر ایک آزاد پرچہ نکالا اور اس میں ایسے مضامین لکھنے شروع کئے جنکے مشتہر اور شائع ہونیکی سلطنت عثمانیہ کی اندرونی اور بیرونی امانت اجازت نہیں دیتی تہی چنانچہ اخبار مذکور کو آخر قطعی طور پر حکماً بند کرنا پڑا - گذشتہ جون میں وہ اعلیحضرت امیر المومنین کی خدمت عالیہ میں حاضر ہو کر باریاب ملازمت ہوا اور کوئی دو گھنٹہ کامل اندرونی حالت کی اصلاح اور جدید آئین کے نفاذ کے متعلق حضور ممدوح کی خدمت میں عرض معروض کرتا رہا - اعلیحضرت نے تحمل شاہانہ سے اسکی تمام معروضات کو بغور سماعت فرما کر حکم دیا کہ تجاویز مذکور کو قلمبند کر کے بارگاہ سلطانی میں پیش کرے کہ انپر مناسب غور کیا جائے - چند روز بعد وہ تجویزیں لکھکر پھر در دولت پر حاضر ہوا مگر چونکہ اعلیحضرت نے کئی ایک اہم معاملات مرجوعہ کے باعث اپنے ایڈیکانگ کی معرفت نہایت لطف و کرم کیساتھ اپنی عدم فرصت کہلا بھیجا - اس سے یہ نمک حرام بگڑ گیا اور اپنے پانچ دوسرے صلاح کاروں کے مشورہ سے مصر بھاگ گیا - اور گورنمنٹ عثمانیہ اور خود

جناب خلافت پناہی کی شان میں نامناسب کلمات کہنے شروع کر دیئے جس پر دار الخلافت سے گورنمنٹ مصر کے نام حکم بھیجا گیا۔ کہ اسکو گرفتار کر کے قسطنطنیہ بھیجدیا جاوے۔ انگریزی اخبار تو یہ شیخی بگھار رہے ہیں کہ لارڈ کرومر سفیر انگریزی متعینہ مصر نے اس حکم کی تعمیل سے صاف انکار کر دیا۔ مگر خود مراد نامراد کا اس حکم کی خبر پاتے ہی پیرس بھاگ جانا انکی اس بے سروپا گپ کی تکذیب کر رہا ہے اور اس امر کی صاف شہادت ہے کہ اگر وہ مصر میں ٹھیرنے کی جرأت کرتا تو ضرور تہا کہ خدیو المکرم بہ تعمیل حکم اپنے شہنشاہ کے اُسے پا بجولاں حضوری میں بھجواتے۔ پیرس پہنچکر اُس نمکحرام نے عجب طوفان بے تمیزی برپا کیا۔ جس سے اعلیحضرت سلطان المعظم کے مخالفوں کو ایک عمدہ بہانہ ہاتھ آگیا۔ دسمبر ۱۸۹۵ء میں اُسنے بزعم خود ترکوں کی ہمدردی کی جوش میں ایک رسالہ فرانسیسی زبان میں شائع کیا جس میں اعلیحضرت خلیفۃ المسلمین اور انکے محل ہمایوں کے عہدہ داروں کو بُرے سے بُرے ناموں سے یاد کر کے سارے جہان کے عیوب اور بُرائیاں انکے سر تھوپیں۔ اور پھر کور نمک دشمن ملک و قوم نے ٹرکی کے اندرونی انتظام کی اصلاح کی متعلق یہ لغو و بیہودہ تجاویز قرار دیں۔ کہ (۱) خاص قسطنطنیہ میں ایک صدر کمیٹی قائم کی جاوے جسمیں چھبیس ممبر کمیٹی اصلاحات کے۔ بارہ دار الخلافت کی بڑی بڑی جماعتوں کے منتخب کیئے ہوئے۔ دو عیسائی مذہبی کونسل کی طرف سے۔ دو گریگورین آرمینیون کے۔ ایک کیتھولک ارمنی بطریق کی جانب سے۔ ایک بلغاری مذہبی بطریق۔ اور ایک یہودی مذہبی کونسل کیطرف سے شامل کیئے جاویں۔ یعنی جملہ چھبیس ممبروں کی اسیمبلی (کمیٹی انتظامیہ) بنائی جائے۔ (۲) محل ہمایوں کا اختیار صرف یہ ہو کہ وزیر اعظم مقرر کرے اور باقی وزراء کا تقرر کرنا وزیر اعظم کے اختیار میں رہے وزراء صرف اسیمبلی کو جوابدہ ہوں اور وزیر اعظم شہنشاہ کو اور تمام سرکاری عہدہ دار وزیر اعظم ہی کی وساطت سے بارگاہ ہمایوں میں شرف اندوز ملازمت ہو سکیں (۳) نئی سکیم کی مطابق جو پہلا وزیر اعظم مقرر ہو وہ دُوَل عظام کی منظوری سے مقرر کیا جائے۔" کیا ان تجاویز کو پڑھکر کوئی شخص ایک ثانیہ کیلئے بھی یہ خیال کر سکتا ہے کہ یہ کسی مسلمان یا خیر خواہ سلطنت عثمانیہ کی قلم سے نکلی ہوئی ہیں۔ پہلی تجویز کے مطابق چھبیس ممبروں میں سے بارہ تو پہلے ہی عیسائیوں کیطرف سے ہوئے اور ایک یہودیوں کی جانب سے۔ باقی رہی خاص قسطنطنیہ کی بارہ ممبر جو رعایا کی طرف سے منتخب کیئے جاویں۔ ان میں بھی بہرکیف عیسائی آبادی کے زیادہ سے عیسائی ہی زیادہ ہونگے۔ لیکن اگر بفرض محال مساوی بھی سمجھہ لئے جاوین تو بہی ۹ مسلمان ایک یہودی اور باقی ۱۵ عیسائی ہوئے۔ اس حساب سے سلطنت عثمانیہ اسلامی سلطنت تو نہ ٹھیری اچھی خاصی عیسوی سلطنت ہوگئی۔ دوسری تجویز اپنی لغویت خود ظاہر کر رہی ہے۔ تیسری تجویز کے مطابق سلطان المعظم اور ٹرکی گورنمنٹ کو الگ کر کے سلطنت عثمانیہ کے اصل حکمران دول عظام کے سفراء قرار پاتے ہین۔ اب فرمائیے جو نمکحرام مفسد۔ بد اندیش۔ اپنی قوم کا اس درجہ دشمن ہو۔ اور اپنے ملک کو اسطرح بیچنا چاہتا ہو۔ اس کی بے ایمانیوں اور بد ذاتیوں کے مقابلہ میں جو سزا اُسکے حق میں تجویز کیگئی ہے کیا وہ نہایت خفیف نہیں ہے ؟ ؟

مسلمانوں اور فرانسیسوں کا اتحاد مصر کے اخبار "المؤید" مورخہ ۲۵ فروری ۱۸۹۶ء میں لکھا ہے کہ ہم اس سے چند روز پہلے اخبار "لیسوال افریکین" (ستارہ افریقہ) مورخہ ۱۸ دسمبر ۱۸۹۵ء سے یہ خبر شائع کر چکے ہیں۔ کہ شہر الجزایر میں کمشنگ بالاقسم

مسٹر فیسر اور ڈاکٹر ابن العربی کی سرپرستی میں ایک انجمن موسوم بہ "فرنکو مسلم یونین" (فرانسیسیوں اور مسلمانوں کا اتحاد) کے نام سے قائم ہوئی ہے ہم اُن مصیبتوں اور تکلیفوں کا حال بھی لکھ چکے ہیں۔ جو اس انجمن کو اپنی بنیاد جمانے میں جھیلنی پڑیں اور جو الجزائر کے وائسرائے مسٹر کامبون کی مدد سے آخر کار رفع ہوگئیں ۔+

ہم اس مضمون کو اپنے وعدے کے موافق بہ تفصیل بیان کرنا چاہتے ہیں تاکہ ہمارے ناظرین کو معلوم ہو جائے کہ فرانس کی اصلی غرض اس انجمن کے قائم کرنے اور اپنی افریقہ کی نوآبادیوں میں مسلمانوں کے ساتھ جدید الفت و اتحاد کی بنیاد ڈالنے سے کیا ہے ؟ +

ہمارے معزز ناظرین پر یہ بات پوشیدہ نہیں ہے کہ انگلستان سب سے پہلی سلطنت ہے جس نے زمانہ سابق میں دولت عثمانیہ کے ساتھ دوستی اور باہمی امداد کا معاہدہ کرنے اور اسلامی حکومتوں کی دلجوئی کرنے سے اسلام سے فائدہ حاصل کیا ہے اور تمام قوموں سے زیادہ فرانسیسیوں کی قوم اس بات کو خوب سمجھتی ہے اُنکو معلوم ہے کہ مصر میں انگریزوں کا نازل ہونا اور آرمینیا کے معاملہ میں جو تمام دنیا میں الم نشرح ہو چکا ہے۔ انگریزوں کا سلطان کیساتھ سخت برتاؤ کرنا یہ دونوں ایسے واقعات ہیں۔ جنہوں نے انگلستان کے مرکز سے تمام اسلامی دنیا میں شور و غل پیدا کر دیا ہے اسلئے فرانس نے موقعہ کو غنیمت جانکر مسلمانوں کی دلجوئی اور اُنکو اپنا دوست بنانے کا ارادہ ایسے وقت میں ظاہر کیا ہے جبکہ مسلمان اُن سے تکلیف پا رہے تھے ۔+

اور فرانس کو یہ بھی معلوم ہے ۔کہ قوموں کے حالات بدل گئے ہیں۔ اور مسلمانوں کے دماغوں میں جو خیالات اس سے پیشتر موجزن تھے۔ اب وہ اس قابل نہیں ہیں۔ کہ اُنکو خطرہ کی نگاہ سے دیکھا جائے اسلئے واجب ہے کہ اُن سے دوستی کے ایسے طریقے برتے جائیں جو اُن کے مرتبہ کے مناسب اور اُن تعلقات کے موافق ہوں جو اُنکے اور دوسری قوموں کے درمیان ہیں اور اہل فرانس چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کے ساتھ ایسا سلوک نہ کیا جائے جیسا کہ اس سے پیشتر انگریزوں نے اُنکے ساتھ کیا ہے اور مسلمانوں کو اُنکی مدارات اور دلجوئی سے مبادلہ اور معاوضہ کے طور پر کوئی نفع حاصل نہیں ہوا ہے ۔+

یہی سبب ہے کہ فرانس نے بعض ایسے کام کرنے شروع کئے ہیں جن سے مسلمان خوش ہوں منجملہ اُن کاموں کے ایک یہ ہے کہ پیرس دار الخلافہ فرانس میں ایک عالیشان مسجد کی بنیاد ڈالی ہے۔ اور اُسکی تعمیر جاری ہے اس سے بھی زیادہ کوشش مشہور سیاح اور فرانس کی نوآبادی کونگو کے گورنر جنرل مسٹر دو برازہ کی ہے جس نے ممالک سوڈان میں مسلمانوں کے لئے اسلامی اور علمی مدارس کی بنیاد ڈالی ہے۔ اور وہ ان ایام میں شہر ٹونس میں پہنچا ہے اور جامع زیتونیہ کی سیر کی ہے ۔+

فرانس نے اُس وقت سے پہلے الجزائر کے باشندوں کو فرانسیسیوں کی قومیت میں داخل کرنا چاہا تھا تاکہ وہ فرانس کے قانونی حقوق سے اُسی طرح متمتع ہوں جس طرح فرانس کا ہر باشندہ متمتع ہوتا ہے اور قومیت میں داخل کرنے سے یہ مراد تھی کہ الجزائر کے مسلمان "نکاح" "طلاق" "میراث" وغیرہ شخصی حالات میں شریعت اسلامیہ کے احکام کو بالکل ترک کر دیں۔

مگر سوای چند اشخاص کے جو اپنی ہی ست پر چلتے ہیں - اور جو نہ اہل عرب کی نظر میں کچھ وقعت رکھتے ہیں نہ اہل یورپ کی - اور کسی نے اسکو قبول نہیں کیا - +

لیکن انہی دنوں میں فرانس کے بہت سے حکام اور مجلس سینیٹ کے نائبوں اور مجلس قومی کے ممبروں اور بہت سے نامور مصنفوں - عالموں اور حکیموں نے جن میں سب سے مقدم مشہور فلسفی اور نامور خطیب بشپ سینٹ لوازوں ہی اور جو آجکل مصر میں آیا ہوا ہی بلند آواز سی اس طریقہ کی خرابی کو ظاہر کیا - جو فرلسن نے الجزائر میں ظاہر کیا تھا اور کہا کہ الجزائر سوڈان غربی سینیگال اور کونگو کی تمام مسلمان فرانس کی فوجی خدمت میں داخل ہونیکے لئے اس شرط پر بالکل تیار اور کمربستہ ہیں کہ انکو انتخاب کا حق اور فرانس کی تمام ملکی اور تمدنی حقوق عطا ہوں اور انکو ان شخصی حالات مین سی کسی حالت کے قبول کرنے پر مجبور نہ کیا جائے جو فرانس کی جدید تمدن سی پیدا ہوئی ہیں - اور جن کو عربی نسل باشندی مذہب اسلام کے احکام سے خارج ہونے کے باعث تصور کرتے ہیں - +

اسی بنیاد پر الجزائر مین فرانسیسیوں اور مسلمانوں کے اتحاد کیلئے وہ انجمن قایم ہوئی ہی جسکا ذکر ہم اخبار "لیٹوال فرکین" سی نقل کر چکے ہیں - علاوہ ازین اس انجمن نے یہ ٹھان لی ہی کہ اپنے مقاصد اور اغراض کی حقیقت کو اور فرانس کے ساتھ مسلمانوں کی دوستی کے فایدوں کو عربوں پر ظاہر کرے - اور خالص اسلامی مدارس کی بنیاد ڈالے تاکہ مسلمان اُن علوم کو سیکھنے سی نفرت نہ کریں - جن سی اُن کی عقلیں ترقی پاسکتے ہیں کیونکہ الجزائر کے باشندے ابتک اسلیئے تعلیم سے گریز کرتے رہی ہیں - کہ وہ یورپ کے موجودہ مدارس کو جو انکے سامنے موجود ہیں اور انکے طریقوں کو شک اور شبہ کی نگاہ سے دیکھتے ہیں - +

اس میں شبہ نہیں کہ فرانس اس جدید طریقہ سی اُن تمام مسلمانوں کو فائدہ پہنچا سکتا ہے جو مغربی افریقہ میں اُسکے زیر حکومت ہیں اور خود فرانس اس طریقہ سے بہت زیادہ فائدہ حاصل کرسکتا ہے کیونکہ اُن اطراف میں اسلام بہت پھیلا ہوا ہی اور اسلام نے ہی سب سے پہلے اُس ملک میں قدم رکھا اور اپنا اثر خوب جمایا ہے اور سوائے مسلمانوں کے جو حسن پرست ہیں اور جو شخص اُنسی محبت اور دوستی سی پیش آتا ہے اُسکے وفادار دوست بنجاتے ہین اُس ملک میں کوئی قوم نہیں ہے جو فرانس کی رعب اور اثر ڈالنے اور اپنی حکومت کو وسیع کرنے کی راہ میں حایل ہو - +

سیاحوں کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ مغربی افریقہ کے اُس حصہ کے باشندے جو از روئے انگلستان اور جرمن کے معاہدوں کے فرانس کے لئے واگذاشت کردیا گیا ہے اور جو فرانس کے عملی اثر سے ابتک الگ تھلگ رہا ہے تعداد میں پچاس ملین یعنے پانچ کروڑ کے قریب ہیں [۱] اُنمیں اکثر مسلمان ہیں - +

پس کوئی تعجب کی بات نہیں ہی اگر فرانس کے بڑی بڑی آدمیوں نے مسلمانوں کے ساتھ دوستی اور اتحاد کو واجب قرار دیا ہو کیونکہ اس میں فرانس کو خود بڑی فایدہ کی امید ہے - +

[۱] مگر - اتحاد حالی ار علب نہ تھا دراں ہے لارلغل مسلمانوں کو اس نواح میں سخت نقصان پہونچا ہے - تفصیل کے لئے دیکھو کتاب ترکوں کی موجودہ ترقیات اور اسلامی دنیا کا فوٹو -

علاوہ ازیں ہم کو اُن خطوں سے جو الجزائر کے حالات پر ہمارے پاس آئے اور اپنے بہت سے دوستوں کی تحریروں سے تحقیق کے ساتھ معلوم ہوا ہے کہ الجزائر کے باشندے اس جدید طریقہ سے بہت خوش ہیں اور فرانسیسیوں کی دوستی کو پسند کرتے ہیں اور ان جلیل القدر لوگوں کے مشکور ہیں جنہوں نے فریقین میں دوستی اور اتحاد پیدا کرنے اور اُسکو محکم طریقہ پر قایم رکھنے میں کوشش کی ہے اسیطرح ہمکو یہ بات بھی معلوم ہے کہ فرانس کی گورنمنٹ اس اتحاد کی دل سے قدر کرتی ہے۔ اور جانتی ہے کہ مسلمان باشندے جو اُسکے زیر حکومت ہیں اور جو اب سے پیشتر نہایت تلخی اور تکلیف کی زندگی میں تھے۔ جدید طریقہ سے اُسکی وفادار مخلص اور مفید رعیت بن جائینگے۔ کیونکہ یہ مسلمانوں کا طبعی خاصہ ہے کہ جو لوگ ان سے احسان اور مروت سے پیش آتے ہیں وہ ہمیشہ اُنکے احسان مند اور مشکور رہتے ہیں۔ +

ہمارے ناظرین جانتے ہیں کہ فرانس کی گورنمنٹ نے تین سال سے الجزائر کے باشندوں سے حسن سلوک کی کوشش شروع کی ہے اور اس قلیل عرصہ میں اسکا عمدہ نتیجہ ظاہر ہوچکا ہے اور الجزائر کی فرانسیسی حکومت کو اپنی رعیت کی نیک نیتی اور دوستی کا حال تحقیق کیساتھ معلوم ہوگیا ہے یہانتک کہ جنرل کافانیاک نے فرانس کی چیمبر آف ڈیپوٹیز (نمائیوں کی مجلس) کی خدمت میں ایک درخواست اس غرض سے روانہ کی ہے کہ الجزائر میں فرانسیسی فوج کی تعداد کم کردی جائے کیونکہ اب ملک کی حالت بالکل خطرناک نہیں ہے اور نہ اسقدر مصارف کثیر کی ضرورت ہے۔ +

بیشک چند فرومایہ فرانسیسی اور یہودی ایسے ہیں جو زمانہ سابق میں فرانسیسی حکومت سے بے انتہا متمتع ہوئے ہیں اور الجزائر کے باشندوں کا خون چوس کر بڑے دولتمند اور جاگیردار ہوگئے ہیں۔ اور نہیں چاہتے کہ الجزائر کے باشندوں کیلئے روزی کمانے اور حصول معاش کے رستے کھل جائیں اور وہ اپنے فایدہ اور نقصان کو سمجھنے اور سوچنے لگیں کیونکہ اگر وہ کسی قابل ہوگئے تو اُن رہزنوں اور غارتگروں کی راہ میں حایل ہونگے اور اونکو ہاتھ رنگنے اور خون چوسنے کا موقعہ نہ ملیگا۔ +

ان فرومایہ غارتگروں کو ہرگز گوارا نہیں ہے کہ فرانس کی گورنمنٹ مسلمانوں اور فرانسیسیوں کے درمیان دوستی اور اتحاد کی کوئی راہ نکالے۔ اسی لئے وہ اکثر اخباروں میں زہر اگلتے رہے ہیں اور ایسی مشکلات اور صعوبتیں پیدا کرتے رہے ہیں جن سے وہ انجمن جو فرانسیسیوں اور مسلمانوں کے درمیان اتحاد اور دوستی کی بنیاد ڈالنے کیلئے قایم ہوئی قایم نہ ہونے پائے جیسا کہ اخبار "لیوال افریکن" (ستارہ افریقہ) نے بیان کیا ہے +

لیکن ہم امید کرتے ہیں کہ فرانس کی گورنمنٹ اپنی اصلی غرض اور اصلی مصلحت کو اُن غارتگروں کی عزت و امتیاز قایم رکھنے کی راہ میں برباد نہیں کرے گی جو الجزائر میں تنہا فرانسیسیوں کی حکومت اور آبادی سے متمتع ہیں۔ کیونکہ یہ ہرگز مناسب نہیں ہے کہ فرانس کی گورنمنٹ ہر سال اپنے خزانہ عامرہ سے کروڑوں فرنیک الجزائر میں خرچ کرے اور چند حریص اور طامع لوگ اُس روپیہ کو اپنے منافع کے لئے راس المال بنائیں
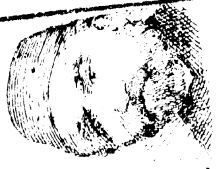
ممبران قسطنطنیہ کانفرنس
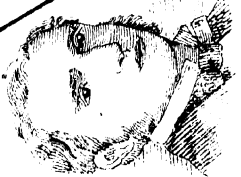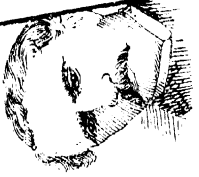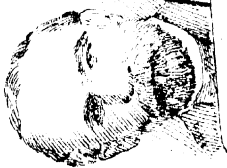
اسلیئے کہ یہ ایک پہلو سے اصول کفایت شعاری کے برخلاف ہے۔ اور دوسرے پہلو سے فرانسیسی قوم کی شرافت اور شان کے مخالف ہے۔ +

ٹرکی کی عورتیں حال میں ایک کتاب بعنوان بالا ٹرکی کی عورتوں کے حالات پر انگریزی میں شائع ہوئی ہے اس ضخیم ۴۳۶ صفحہ کی کتاب کی مصنفہ ایک انگلش لیڈی لوسی ایم جی گارنٹ نامی ہے جسنے سالہا سال تک ٹرکی میں رہکر باوجود غیر زبان اور غیر مذہب اور اجنبی قوم ہونیکے مسلمان عورتوں کے جسقدر حالات قلمبند کرکے مہذب دنیا کے سامنے پیش کئے ہیں۔ آجتک کسی دوسرے نے نہیں لکھے۔ مغربی یورپ ایک زمانہ دراز سے مسلمانوں کی اصلی سوشل حالت کی نسبت بالکل تاریکی میں پڑا ہوا تہا اور ابتدائی محققین کی تحقیقات پر یا تو تعصب یا سخت لاعلمی کا پردہ پڑا ہوا تہا۔ انگلستان کا سب سے پہلا سیاح جسنے ترکوں اور مسلمانوں کے حالات میں قلم فرسائی کی ہے اسکے خیال میں ترک آدم کی اولاد ہی نہیں وہ شخص بیت المقدس کے حج کو آیا تہا اور جب وہ حج سے واپس گیا تو اسنے عجیب و غریب ماجرے و افسانے بیان کئے منجملہ انکے ایک یہ بھی تہا کہ ترکوں کی شکل عام بنی نوع سے مختلف ہوتی ہیں۔ انکے سر میں ایک سینگ ہوتا ہے اور انکی گردن سارس کی سی ہوتی ہے۔ وہ جنات اور انسانوں کے باہمی ملاپ سے پیدا ہوئے ہیں۔ کیونکہ جب حضرت آدم بہشت سے نکالکر زمین پر پھینکے گئے اسوقت انکے ہمراہ دوزخ سے کچھہ بہوت پریت شیاطین وغیرہ بھی زمین پر اتر آئے تھے۔ اور وہ آکر انسانوں میں آباد ہوگئے تھے آخر کو باہمی ناطہ رشتہ ہونے لگا اور نتیجہ یہ ہوا کہ سرہٹیں (مسلمانوں کی) عجیب و غریب سینگدار دوغلی قوم پیدا ہوگئی۔ پہر دوسرا دور تحقیقات کا شروع ہوا اور وہ پہلے سے زیادہ معتبر خیال کیا گیا۔ کیونکہ اب بہی نصف سے زیادہ یورپ اسی خیال کو اپنے دل میں جمائے بیٹھا ہے۔ جو دوسرے دور کی تحقیق سے پیدا ہوا تہا۔ اس دور کی تحقیق نے اسبات کا قطعی فیصلہ کر دیا۔ کہ مسلمان اپنی مستورات کو حیوانات کی طرح بے روح مانتے ہیں۔ اور یہ خیال کرتے ہیں کہ انکے لئے نہ کوئی عذاب دوزخ اور نہ آرام جنت۔ وہ جانوروں کی طرح مٹی ہوکر یہاں کی یہاں رہجائینگی شعرا کے کلام اور بڑے بڑے مصنفوں کی تصنیفات میں اس خیال کو اکثر مسلمانوں کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ ہم دور کیوں جائیں ۱۸۷۰ء میں امریکہ میں مسٹر کلارک نے جو فارن مشن کی کمیٹی کے ایک رکن اعظم تہے بورڈ آف کمشنر کے سامنے اپنی نئی تحقیقات کو بیان کرتے وقت یہ بھی بیان کیا کہ اسلام نے اپنے پیروں کو سکھایا ہے کہ عورتوں کی روح نہیں ہوتی اور اس روشنی کے زمانہ میں امریکہ جیسے ملک کے اسقدر عالم کی تحقیق یہ ہے۔ تو اس سے ایک یا دو صدی پیشتر کے محققین بالکل معذور ہیں۔ اب گو رفتہ رفتہ علما اور حکما نے یورپ کی تحقیق کے مطلع کو اسقدر بے سر و پا باتوں کے غبار سے صاف کرنے کی بہت کچھہ کوشش کی ہے تاہم ماسوا چند مصنفین کے اور سب کی یہی رائے ہے کہ مسلمانوں کی مستورات کی اسیرانہ حالت قابل رحم ہے چنانچہ ایک مشنری لیڈی لکھتی ہے۔ " اگرچہ مشرق میں ہمارے سفر کی غایت یہ قرار پائی تہی کہ ہم حرم سراؤں کی سیر کرینگی۔ لیکن وہاں پہنچکر ہمنے ان ذلت گاہوں میں داخل ہونے سے انکار کیا اگر یہ ممکن ہوتا کہ ہم اسطرح حرم سراؤں میں جاتیں اپنی بہنوں کو اس غلامی سے آزاد کرنے میں مدد کرسکیں گی تو میں بڑی خوشی سے انمیں داخل ہوتی لیکن جس حرم سراؤں

میں جانا اور وہاں جا کر اپنی بہنوں کو اس قابل نفرت جیلخانوں میں محبوس پانا ایسے کام ہیں۔ جنکو ایک انگریزی عورت اپنے اوپر کبھی گوارا نہیں کر سکتی۔" اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یورپ اسلام کے پردہ سسٹم کو کسقدر نفرت اور حقارت کی نگاہوں سے دیکھتا ہے لیکن یہ بڑے تعجب کی بات ہے۔ کہ مسلمان عورتوں کو محض اس بنا پر کہ وہ گھروں میں بند رہتی ہیں قیدی اور لونڈیاں اور کیا کیا کہا جاوے۔ اور ان باتوں کو نظر انداز کیا جائے جنسے کسی آدمی کو اصلی آزادی حاصل ہوتی ہے محض بازاروں میں اور میلہ سیر گاہوں میں غیروں کیساتھ پھرنے کا نام کسی عاقل کے نزدیک آزادی نہیں ہو سکتا۔ اگر ایسا ہوتا تو تمام غلام جنکو بازاروں میں جانیکی ممانعت نہیں آزادی کہلاتے لیکن انسان کی سوشل لائف میں آزادی اور غلامی کے شرائط ہی دیگر ہیں۔ سب سے پہلی اور بڑی شرط آزادی کی حقوق ہیں۔ کتاب زیر ریو کی مصنفہ نے جابجا عیسائی اور مسلمان عورتوں کا بلحاظ حقوق کے مقابلہ کر کے ثابت کیا ہے کہ اسلامی مستورات کی حالت بہ نسبت عیسائیوں کے بدرجہا بہتر ہے گو وہ اسلام کی موجودہ سوسائٹی کے پردہ در پردہ کے خلاف ہے۔ جیسے ہر ایک سمجھدار آدمی کو ہونا چاہئے۔ لیکن اُس پردہ کو جو مذہبی قواعد مبنی ہے بالکل جائز سمجھتی ہے۔"

لوسی ایم جے گارنیٹ کے نزدیک اسلام نے لونڈیوں کو بھی اسقدر بڑے حقوق دئے ہیں کہ عیسائیوں نے اپنی آزاد بیویوں کو نہیں دئے۔ لونڈیوں کے حقوق پر مفصل بحث کے بعد وہ لکھتی ہے "ہم اس سے پیشتر لکھ چکے ہیں کہ لونڈیوں سے اسلام اسقدر مہربانی اور فیاضی سے سلوک کرتا ہے کہ عیسائیت کیطرح اُسکا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ اب ہمیں یہ دیکھنا چاہئے کہ گذشتہ تیرہ سو برس سے آجتک ایک آزاد مسلمان عورت کے قانونی حقوق کیا کیا ہیں۔ بحیثیت بیٹی ہونے کے وہ اپنی باپ کی جائداد کی وارثہ قرار دیگئی ہے۔ باپ کی وفات کے بعد اُسکو اسکی جائداد کا ایک مقررحصہ ملجائیگا جسکو قانون خود تجویز کرتا ہے اور مقررحصہ کے حاصل کرنے میں بی بی ہونے کی حیثیت سے وہ مالک مطلق العنان سمجھی جاتی ہے اُس تمام مال کی جو اسکو اپنے والدین سے ملتا ہے۔ یا شادی کے بعد اپنے شوہر سے ملتا ہے وہ اپنی زندگی میں جسطرح چاہے اپنے مال کو صرف میں لا سکتی ہے اور اپنی وفات پر جسکو چاہے وصیت کر سکتی ہے۔ کو درحقیقت قانون اُسکے لئے بالکل نہیں وہ قانوناً اپنے لیے اور نیز اپنے لونڈی غلام کے لئے اپنی خاوند سے نان ونفقہ لے سکتی ہے۔ اسلام نے جسقدر ماں کو عزت اور وقار اور حقوق کا درجہ دیا ہے ویسی کسی مذہب نے نہیں دیا۔ جب بچہ پیغمبر کے اس قول کو دیکھتا ہے کہ جنت ماں کے قدموں کے تلے ہے۔ تو وہ اپنی والدہ کا جان نثار غلام ہو جاتا ہے۔"

وہ اسلام کے شادی کے طرز کو بہت پسند کرتی ہے نکاح کیوقت مہر کا قرار دینا اُسکے نزدیک تمام قوانین سے بڑھکر مفید ہے۔ کیونکہ اس سے ایک تو بی بی کی سوشل پوزیشن بہت بڑھ جاتی ہے یہی مفید عدم ہے جو تمام طور طلاق کی سد راہ ہے عیسائی جورو اور خاوند کے درمیان بھی ناچاقی اور دشمنی کا ویسا ہی احتمال ہے جیسے مسلمان بی بی اور شوہر میں لیکن عیسائیوں میں نہ تو مرد اور نہ عورت اپنا پیچھا چھوڑا سکتے ہیں۔ تا وقتیکہ پبلک پر اُن تمام ناپاک اور گندے افعال کو ایک دوسرے کی نسبت

ثابت نہ کریں۔ جسکا سرزد ہونا آدم زاد سے ممکن ہوسکتا ہے۔ جن لوگوں نے انگلش طلاق کے مقدمات کو دیکھا ہوگا۔ وہ بخوبی
جانتے ہیں کہ جب جورو اپنے شوہر یا شوہر اپنی جورو کی بیوفائی ثابت کرنے پر آتے ہیں۔ تو بیحیائی اور پردہ دری میں کوئی
دقیقہ اٹھا نہیں رکھتے۔ حالانکہ مسلمانوں میں طلاق کی خبر بجز چند آدمیوں کے جو طرفین کے خویش واقربا ہوتے ہیں باہر
نکلنے ہی نہیں پاتی۔ اسلام نے بی بی شوہر کے تعلق میں زیادہ تر باہمی لگاؤ اور محبت کا جز رکھا ہے اور قانونی رکاوٹیں اور مہر کا
قرار دینا مصلحتاً تجویز کئے ہیں۔ علاوہ اسکے اپنی بی بی سے ناانصافی کرنیوالا مرد سوسائٹی میں سخت ملعون اور مطعون ہوتا ہے
جسکی وجہ سے ہر ایک مسلمان کی جرأت نہیں پڑ سکتی کہ اپنی بی بی کو طلاق دے۔ عملاً ایک عیسائی کو طلاق دینی زیادہ تر آسان
ہے بہ نسبت ایک مسلمان کے اگر ایک مسلمان اپنی بی بی کو طلاق دیگا۔ تو بی بی کو گلے میں جھولی ڈالکر بھیک مانگنی نہ پڑیگی کیونکہ تمام
جائیداد جو طلاق کیوقت تک اسکے قبضہ میں آچکی ہے معہ زیورات و برتنوں وغیرہ کے اپنے ہمراہ لیجاویگی۔ اور علاوہ بریں کا روپیہ
الگ۔ حالانکہ اگر عیسائی لیڈی کو اسکا شوہر قانونی طلاق دے۔ تو اسکی وجہ معاش کی حالت ناگفتہ بہ ہوتی ہے۔ لوسی ایم جے گارنٹ نے
عام طور پر مسلمان عورتوں کی حالت کو عیسائی عورتوں پر فائق ثابت کرنیکی کوشش کی ہے۔ لیکن اسنے جو حالات ترکی کی
عورتوں کے دئے ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ انکی حالت بہ نسبت ہمارے ملک کی پردہ نشینوں کی صدہا اچھی ہے۔ ترکوں
میں سب سے عمدہ یہ قاعدہ ہے۔ کہ مستورات برقع پہنکر جہاں چاہیں جاسکتی ہیں۔ صرف غیروں سے اپنا منہ پوشیدہ رکھنا مطلب ہے
نہ کہ چاند سورج ہر ایک چیز کی جہت سے پردہ کیا جائے اور مدام یا تو گھر کی چاردیواری میں بند اور کبھی کہیں جانے کا اتفاق بھی ہوا
تو پالکی و بنیر پہندوں میں دم بخت۔ ترکوں میں بڑے بڑے پاشاؤں کی بیگمیں اپنی لونڈیوں اور نوکروں کو ساتھ لیکر پہاڑوں کے
پر فضا سبزہ زاروں اور میدانوں اور چشموں کے پر لطف تفرج گاہوں میں سیر کرتی پھرتی ہیں۔ عموماً متوسط درجہ کے ترکوں کی
لیڈیاں بھی گرما میں مگر کسی پہاڑ یا میدان کی سیر کو چلی جاتی ہیں اور صبح سے شام تک کسی مخملی سبزہ زار یا گلگشت کی سیر کے
بعد اپنے اپنے گھروں کو لوٹ آتی ہیں۔ غیر مردوں کی سوا اور جسقدر نیچر نے ہمارے لئے فائدہ کی چیزیں بنائی ہیں۔ ان سب سے
ایک ترک لیڈی فائدہ اٹھا سکتی ہے۔ وہ برقع پہنکر بازاروں میں جاسکتی ہے ہوا خوری کرسکتی ہے۔ نیچر کی نیرنگیوں اور قدرت
کے نظارات دیکھ سکتی ہے۔ جب ہم مقابلتاً ہند کی پردہ نشینوں کی حالت پر غور کرتے ہیں تو سوائے رنج کے اور کوئی نتیجہ نہیں
ہوتا۔ تمام محققین علم حفظان صحت کا اجماع ہے کہ سوائے کسی قسم کی ورزش کے کبھی کسی آدمی کی صحت ٹھیک نہیں رہ سکتی
تمام حکما اور نیز عوام الناس کا تجربہ ہے۔ کہ سوائے اپنے تمام حواس اور قوی جسمانی اور روحانی کو کام میں لانے کے کبھی
انسان کو سچی خوشی حاصل نہیں ہوسکتی۔ لیکن ہماری سوسائٹی کے توہمات کے بادل دریا دل نے اسلامی پردہ پر اسقدر
پردہ در پردہ ڈالا ہے کہ مصیبت زدہ پردہ نشینوں کو اکثر ہوا اور روشنی سے بھی محروم رہنا پڑتا ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ
ہندوستان کی عورتیں بیس اور حد پچیس برس کے اندر ہی اندر اپنی طاقت۔ صحت اور خوبصورتی کو کھو بیٹھتی ہیں
اور اپنی باقی عمر کو مصیبت میں کاٹتی ہیں۔ حالانکہ ترکی میں عورتیں تیس برس تک جوان اور تندرست رہتی ہیں

اور اسکے بعد بھی طرح طرح کی بیماریوں میں مبتلا نہیں ہوتیں۔ +

ٹرکی میں عموماً عورتوں کو ملکی معاملات میں بھی بہت کچھ دخل ہے اور تمام سلطنت کے پالٹیکس پر انکا اثر پڑتا ہے۔ سلطان کا حرم تو سلطنت ٹرکی میں ایک خفیف پارلیمنٹ کا کام دیتا ہے۔ بعض وقت حرم کی مخالفت کے سامنے خود سلطان کی بھی کچھ پیش نہیں چلتی۔ وزراء وغیرہ پر حرم کا بہت بڑا رعب ہے اور سلطنت کی بڑی بڑی باتوں پر اکثر وہاں بحث ہوتی ہے۔ وزیر اعظم کی بی بی کو پالٹیکس میں اسقدر دخل ہے کہ جسقدر اندرونی یا بیرونی معاملات ہوتے ہیں اُن تمام کے بارے میں وزیر اعظم اپنی بی بی سے صلاح و مشورہ کرتا ہے۔ بڑے بڑے ملکی افسروں کی بی بیاں ملکی معاملات سے واقف ہوتی ہیں اور اپنے خاوندوں کو انہیں مشورہ دینے کے قابل۔ +

ترک اپنی ماؤں کی جسقدر قدر و منزلت کرتے ہیں۔ ویسی اور کوئی قوم نہ کرتی ہوگی۔ ترکوں کی ماؤں کو بھی اپنے بیٹوں سے اسقدر محبت مادرانہ ہوتی ہے کہ اور کسی ملک کی عورتوں میں نہیں پائی جاتی۔ وہ بچپن ہی سے اپنے بیٹوں کی سخت تربیت میں مشغول رہتی ہیں۔ تاکہ انکے بیٹے اعلے فوجی اور ملکی افسر بننے کے قابل ہو جائیں۔ بچے کی پیدائش پر بچہ اور زچہ سے تقریباً وہی سلوک ہوتا ہے جو ہمارے ملک میں تنگ مکان میں زچہ کو ایک آدھ ماہ تک بند رکھا جاتا ہے اور کثرت سے عورتیں ہر وقت اسکو گھیرے رہتی ہیں۔ لڑکے کی پیدائش پر باپ کو ایک کثیر رقم خرچ کرنی پڑتی ہے اور وہ سوسائٹی کے قواعد کے رو سے اس رقم کے خرچ کرنے میں مجبور ہوتا ہے۔ شادی عموماً بچپن میں ہوتی ہے۔ چودہ پندرہ برس سے اُدھر کوئی لڑکی کواری نہیں رہتی۔ اگر رہی تو سخت معیوب خیال کیجاتی ہے۔ جب کسی لڑکے کی شادی کا وقت قریب آتا ہے تو لڑکے کی ماں لڑکی کی تلاش میں ہمہ تن مشغول ہو جاتی ہے۔ جہاں جہاں اُسکو اپنی برادری میں لڑکیوں کا پتہ چلتا ہے۔ وہ خود اپنی لونڈیوں کو اپنے ہمراہ لیکر وہاں جاکر لڑکی کو دیکھتی ہے۔ جب وہ لڑکی والے کے گھر جاتی ہے تو دروازے اندر گھستے ہی اپنے آنیکا مدعا ظاہر کرتی ہے۔ جس لڑکی کو دیکھنے آتی ہے وہ فوراً کسی دوسرے کمرے میں چلی جاتی ہے اور بناؤ سنگار جسقدر اُس سے ممکن ہوتا ہے کرتی ہے اس اثناء میں حرم کی تمام عورات مہمان لیڈی سے ملاقات کرتی ہیں۔ اور ادہر اُدہر کی باتوں میں مشغول رہتی ہیں اتنے میں لڑکی بھی آموجود ہوتی ہے۔ لڑکی کے دروازے سے قدم اندر دہرتے ہی تمام محفل اُسکی طرف متوجہ ہوتی ہے اور اُسکی تعریف میں مہمانوں کی طرف سے سخت مبالغے ہوتے ہیں۔ ماشاء اللہ یہ چاند کونسے ابر میں پنہاں تہا۔ بہلا ایسا چاند بھی کہ سورج بھی اسکی روشنی کو ماند نہیں کر سکتا وغیرہ وغیرہ جسقدر ایک عورت کے اعلے درجہ کے حسن کو ایک عورت اپنے الفاظ میں بیان کر سکتی ہے وہ سب بیان ہوتا ہے۔ گو لڑکی بد صورت ہی کیوں نہو اسطرح جب لڑکے کی ماں کم از کم پندرہ یا بیس لڑکیوں کا ملاحظہ کر چکتی ہے۔ اور ہر جگہ لڑکی کی ماں سے چلتے وقت یہ کہتی جاتی ہے کہ اگر قسمت ہوئی تو ہم اس سے پھر ملاقات کرینگے۔ پھر آکر اپنے خاوند اور بیٹے کے روبرو سب لڑکیوں کی الگ الگ سرگذشت بیان کرتی ہے ہر ایک کے حسن و قبح سے اپنے بیٹے کو خصوصاً مطلع کرتی ہے تینوں اپنی اپنی پسند کی لڑکی کے نام لیتے ہیں جس پر اتفاق رائے ہوتی ہے

اُنکے والدین کو پیغام شادی دیا جاتا ہے۔ اور فوراً شادی ہو جاتی ہے۔ اگرچہ اب خاص قسطنطنیہ میں ٹرکش لیڈیوں پر یورپکا بہت کچھ اثر ہو چلا ہے۔ اور وہ گھر کے معمولی کاروبار میں کم مشغول ہوتی ہیں۔ اور عموماً یورپین زبانوں کو حاصل کرنا یا گانا بجانا سیکھنے میں اپنا وقت صرف کرتی ہیں۔ لیکن اطراف کی لیڈیاں اب تک گھر کا کام خود کرتی ہیں اور اسکو اپنے لیئے باعث عار نہیں خیال کرتیں۔ +

ٹرکش لیڈیوں کی تعلیم بھی بمقابلہ ہندوستان کے عمدہ ہے۔ لیکن بمقابلہ یورپ کے اُنکا اخیر درجہ ہے۔ پہلے اعلے خاندانوں کی لڑکیوں کو دینیات اور موسیقی وغیرہ اپنی پُرانی طرز کے سکہائے جاتے تھے۔ لیکن اب عموماً فرنچ اور جرمن تا نبولے سے لڑکیوں کو یورپین زبانیں اور سینا اور کاڑہنا سکہائے جاتے ہیں۔ مصنفہ نے تعلیم پر بہت کچھ نہیں لکھا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اُسکے خیال میں ٹرکش لیڈیوں کی تعلیم ابھی اسقدر کم ہے کہ قابل بیان نہیں۔ چند عالی خاندان کی لڑکیوں نے حال میں فرنچ اور جرمن سی ناولوں وغیرہ کے ترجمے بھی کئے ہیں۔ اور نیز ان زبانوں میں کچھ نظمیں وغیرہ بھی لکھی ہیں +

ہفتہ مذکور کے مضامین خاص

منقول از وکیل مورخہ ۱۶۔ مارچ ۱۸۹۶ء

{ انگلستان اور ٹرکی }

اکثر اخبارات بالخصوص ہمارا اسلامی مصری ہمعصر ایجپشین ہیرلڈ (المبشر المصری) ابتک اس امر پر اصرار کئے جا رہی ہیں۔ کہ یہ دونوں ملک قدیمی دوست اور قدرتی رفیق ہیں۔ مگر ۲۔ مارچ کے وکیل میں ہمنے اس قیاس کو غلط ثابت کر کے صاف طور پر ظاہر کر دیا ہے۔ کہ جنگ کریمیا کے وقت ان دونوں سلطنتوں کو ایکدوسری کی نسبت دوستانہ خیال ہوں تو ہوں (اگرچہ ہمیں اسوقت کی رفاقت بھی اول الذکر سلطنت کیطرف سے خود غرضی پر مبنی معلوم ہوتی ہے) لیکن اسکے بعد قطعی یہ کیفیت نہیں رہی۔ بلکہ واقعات بتا رہی ہیں۔ کہ صورت تعلقات اسکے برعکس ہوتی گئی۔ ہاں قدرتی رفاقت سے اگر یہ مراد رکھی جاوے کہ دونوں سلطنتوں کی ضروری اور اہم اغراض اور انکا دوامی قیام اس امر کا مقتضی ہے کہ دونوں باہم یکجان و یکقالب بنی رہیں تو اس سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا اسصورت میں ہر دو سلطنتوں کی بہی خواہوں کو لازم ہے کہ وہ نہ صرف دونوں سلطنتوں کے دلوں میں تذکرہ بالا امر کے ذہن نشین کئے جانے کی کوشش کریں۔ بلکہ موجودہ رنجش اور کشیدگی کو رفع کر کے وہی مخلصانہ اور سچا باہمی تعلق جو ہر دو کی قیام اور استحکام کے لئے لازمی اور نہایت لازمی ہے قایم کریں یہ ظاہر ہے کہ موجودہ باہمی نزاع کے پیدا کرنے میں سلطان المعظم نے ابتدا نہیں کی۔ بلکہ خود گورنمنٹ انگلشیہ نے بعض کوتہ اندیشوں کو کہنے میں آکر وہ پالیسی اختیار کر لی جس سے بتدریج معاملہ اسقدر طول پکڑ گیا۔ اور رشتہ مودت میں اسطرح کا الجھاؤ پیدا ہو گیا۔ کہ ابتھوڑی کئے اسکا سمٹنا اور سُلجھنا مشکل کیا قریباً محال ہو گیا ہے۔ انگریزوں نے سلطانی مقبوضات کو یکے بعد دیگرے اپنی قبضہ میں کر لینے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ بمصداق مال مفت دل بیرحم۔ عثمانی املاک کو اوروں پر بانٹنا شروع کر دیا۔ جو ایک سچے دوست سے ہرگز ممکن نہیں

جس پر قابو چڑہا دہ تو بخشد بخود اور جسپر دسترس نہیں چل سکتا تہا۔ اُسکے دلوا دینے کا خفیہ طور سے وعدہ کر لیا۔ جنگ روم روس کے بعد جسقدر کمی سلطنت عثمانیہ میں ہوئی اُسکا باعث بہت کچھہ انگلستان کی عنایت سمجھنی چاہیئے۔ ۱۸۷۸ء میں خود جزیرہ قبرس دبا بیٹھا ساتہہ ہی صوبجات بوسینیا و ہرزیگوینا آسٹریا کو دلا دیئے اور غیر مفتوح باطوم روس کی نذر کر دیا۔ ۱۸۸۱ء میں صوبہ تہسلی یونان کو دیدیا۔ ۱۸۸۲ء میں خود مصر پر قبضہ کر لیا جسکی وجہ سے نوبیا اور سوڈان بھی آزاد ہو گئے۔ اور جب دیکہا کہ فرانس بھی طمع کا منہ کھولے ہوئی ہے۔ تو دہن سگ بہ لقمہ دوختہ بہ بکار بند ہوکر ٹیونس اُسکے حوالے کر دیا اور اسپر بھی جب وہ اہل من مزید کا شور مچانے لگا تو اُسکے مقابلہ کے لئے اسکے قدیمی مخالف اور پرانے دشمن (جرمنی) کی رفیق اٹلی کو اپنے ساتھہ گانٹھہ کر مینیو اور سوڈان کا بندرگاہ مسوواسعہ علاقہ ملحقہ کے جو سوڈان کے آزاد ہو جانیکی بعد تک مصری گورنمنٹ یعنی سلطان المعظم کے تابع تہا۔ اسی دیدیا اور مغربی طرابلس (صوبہ سلطنت عثمانیہ) کے آیندہ کسی وقت دلا دینے کا وعدہ کر لیا۔ چنانچہ جو معاہدہ ہر دو گورنمنٹ قرار پایا اُسکی عبارت حسب ذیل ہے "انگلستان مصر میں جو کارروائی کریگا اسمیں اٹلی اُسکی امداد کریگا۔ اور دول یورپ کے روبرو جب کبھی تصفیہ مصر کی بحث چھڑے وہ انگلستان کی حق میں رائے دیگا۔ اور بعوض اسکے بحیرہ قلزم کے سواحل کے اُن ملاقجات پر جو فرانسیسی نوآبادی ادبوک اور بندرگاہ مسووا کے درمیان ہیں قابض ہوگا اور انگلستان ذمہ اٹھاتا ہی کہ اگر طرابلس کے متعلق کبھی کوئی پولیٹیکل سوال پیدا ہوا تو وہ اٹلی کی اس ملک پر قابض کرانے میں امداد کریگا۔ نیز انگلستان افریقہ کی مغربی ساحل پر بھی نوآبادیاں قائم کرنے اور متصرف ہونے میں اٹلی کا معاون ہوگا"

اب اس عہدنامہ کی پڑہنے کے بعد کوئی بھی عقلمند اس امر کے کہنے کی جرات نہیں کریگا۔ کہ انگلستان ٹرکی کا دوست تہا جسنے نہ خود ہی ٹرکی کے مختلف مقبوضات کو دبالیا۔ بلکہ اسکا بہت سا حصہ اوروں کو بھی دیدیا۔ یہ کیفیت دیکہکر اور اسقدر بڑی نقصانات اٹھاکر اگر گورنمنٹ عثمانیہ انگلستان سی بگڑ گئی۔ تو اس سے وہ کسی سمجھدار شخص کی نزدیک قابل ملامت نہیں ہو سکتی اگر انگلستان آج بھی اپنی نیت درست کر لے اور ٹرکی کے مقبوضات جو اُسنے غصب کر رکھی ہیں اُسکو واپس دیدے تو اعلیحضرت سلطان المعظم کے دل سی تمام کدورتیں مرتفع ہو سکتی ہیں۔ اور اسطرح دونوں سلطنتوں کے خیر خواہوں کی خواہشات جو اُنکے یکدل بنانے کی متعلق ہیں پوری ہو جائینگی۔ مگر مشکل تو یہ ہے۔ کہ طمع ملک گیری اور بے اعتباری کی پالیسی نے انگلستان کی آنکھیں ایسی بند کر رکھی ہیں۔ کہ وہ اپنا نیک و بد نفع و نقصان نہیں سمجھہ سکتا۔ مثل ہے کہ ایک زمیندار کی طرف سرکاری معاملہ بقایا میں پڑا ہوا تہا۔ محصل نے جو اُسکے گاؤں میں آیا ہوا تہا۔ تحصیل کا چپراسی اُسی بلانے کو بہیجا۔ زمیندار کی بیوی نے زر بقایا اُسکے دوپٹہ (پگڑی) میں باندھہ دیا اور تاکید کر دی کہ رقم بقایا جاتے ہی ادا کر دینا ایسا نہ ہو کہ محصل بعزتی کرے اور مارے جوتوں کے سر گنجا کر دی۔ جب زمیندار محصل کی روبرو پیش ہوا تو لگا طرح طرح کے حیلے بہانے کرنے۔ جہدہ دار مذکور نے جب دیکہا کہ یہ کسیطرح نہیں مانتا تو جوتے مارنے کا حکم دیا۔ ہائے پکار سنکر زمیندار کی عورت بھی وہاں آپہنچی۔ اور دو ہتہڑ لگا کر کہنے لگی کہ کمبخت جب روپئے تیری دستار میں موجود ہیں تو کیوں خواہ مخواہ بےعزت ہو رہا ہے۔ زمیندار نے کہا کچھہ ہی کیوں

نہ ہو۔ میں تو اپنے ہاتھ سے دینے کا نہیں۔ تو پگڑی میں سے چاہے کھولکر دیدے۔ یہی کیفیت انگلستان کی ہے کہ آرمینیا کے معاملہ میں نیچا دیکھا۔ ٹرانسوال اور وینی زویلا کے جھگڑوں میں زک اٹھائی۔ ہر جگہ مشکلات میں گھرا ہوا ہے مگر وہ ہے کہ بطوع ورغبت خود وادن کا صیغہ پڑھا ہی نہیں۔ ٹرکی روس فرانس۔ جرمنی سے کہہ رہی ہیں کہ مصر خالی کردو۔ مگر یہ ہیں کہ کان پر جوں تک نہیں چلتی۔ خیر ہی نہیں کہ کوئی کیا بک رہا ہے۔ لیکن یاد رکھے آخر یہ پرایا ملک دبا بیٹھنے کی پالیسی ایک نہ ایک دن ضرور رنگ لائیگی۔ اور نہایت خفت کیساتھ مصر خالی کرنا پڑیگا۔ ورنہ ان تمام مشکلات کا سامنا کرنا پڑیگا جنکا اسوقت خاکہ کھینچا جا رہا ہے۔ اب وقت آگیا ہے کہ تخلیہ مصر کا راز جلد منکشف ہو جائیگا۔ اگر اسکا مصر پر قبضہ رہا ہوا تو ظن غالب ہے کہ بروئے اس معاہدہ کے جسکا ہمنے اوپر ذکر کیا ہے۔ وہ افریقہ میں اٹلی کو حبشیوں کے برخلاف ضرور امداد دے گا۔ اور اگر وہ مصر کے خالی کر دینے کی ٹھان چکا ہے تو پھر اس کی بلا سے اٹلی والوں کا افریقہ سے کل قبضہ اٹھتا آج اٹھ جائے وہ سب عہد ناموں کو طاق پر دھر رہنے دیگا۔ لیکن بصورت دیگر اگر اس نے مصر کو بھی ہاتھ سے دینا نہ چاہا اور اٹلی کی بھی امداد نہ کی۔ تو ٹرکی۔ روس۔ فرانس اور جرمنی تو پہلے ہی بگڑے ہوئے ہیں۔ اٹلی بھی اس کی اس بد عہدی سے رنجیدہ ہو کر انہی کیساتھ جا شامل ہوگا اور اس اتحاد خمسہ بلکہ سادسہ (کیونکہ آسٹریا جرمنی اور اٹلی سے الگ نہیں رہ سکتا۔ چنانچہ اسکا وزیر صیغہ خارجیہ اٹلی کی امداد کے متعلق مشورہ کرنے کو برلن پہنچا ہوا ہے) کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ انگلستان کو آخر بہت بڑی خفت اور زک اٹھا کر مصر چھوڑنا پڑیگا۔ اور اس قسم کا تخلیہ مصر ٹرکی کے حق میں بھی کچھ مفید نہیں ہوگا اب تو صرف انگلستان کا قبضہ ہے۔ پھر ایک کی جگہ پانچ کی مداخلت ہو جائیگی جو انگلستان اور ٹرکی دونوں کے حق میں برا اثر پیدا کرے گی۔ اس سے تو یہی بہتر ہے۔ کہ انگلستان ان سب بکھیڑوں سے پہلے سلطنت عثمانیہ ہی سے مسئلہ مصر کا فیصلہ کر کے حقدار کو اسکا حق دیدے ؎ چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار۔

ٹرکی پر احسان کا احسان رہے اور اس خفت اور نقصان سے بچنے کے علاوہ جس کا اندیشہ کیا جاتا ہے اسکے ساتھ پھر سے دوستانہ تعلقات بھی قایم ہو جاویں جو دونو سلطنتوں کے لئے نہایت مفید سمجھے جاتے ہیں۔ لارڈ سالسبری صاحب کو معاملات خارجیہ کی درستی اور بہبودی کی طرف کچھ خیال تو ہو گیا ہے۔ خدا کرے اس پالیسی کے فوائد بھی انکے ذہن میں آجاویں۔ اور ہماری یہ مراد کہ انگلستان اور ٹرکی میں ایک مستحکم سلسلہ مودت و یگانگت قایم ہو جاوے بر آئے ؛

مختتمہ ہفتہ ۲۴ مارچ ۱۸۹۶ء کی تار کی خبریں وغیرہ

تار کی خبرین

لنڈن۔ ۱۴۔ مارچ (دنگولہ پر مصری افواج کی پیشقدمی) مسئلہ مصر۔ دنگولہ پر مصری افواج عنقریب بڑھنے والی ہیں ؛

پیشقدمی میں غالباً ۵ پلٹنیں حبشیوں کی اور سات مصری پلٹنیں سواران اور توپخانہ کی ہونگی۔ برائیگیڈیر جنرل کچنر پاشا سپہ سالار ہونگے۔ +

قاہرہ - ۱۴ - مارچ - انگریزی فوج مقیمہ قاہرہ کی نارتھ سٹیفرڈشایر رجمنٹ کو وادی حلفہ جانیکا حکم ملا ہے - مہم ڈنگولہ میں تمام قسموں کے آٹھ ہزار سپاہی ہونگے۔ +

ایضاً - ۱۵ - مارچ - نارتھ سٹیفرڈشایر رجمنٹ اور چند مصری پلٹنیں بروز جمعہ (۲۰ - مارچ) کو وادی حلفہ کی طرف کوچ کرینگی - لارڈ کرومر انگریزی کونسل متعینہ مصر نے مصری مجلس وزراء کو اطلاع دی ہے کہ ۱۸ - ماہحال کو انگلستان سے ایکہزار کمکی فوج مصر کے لئے روانہ ہوگی۔ +

اخبار ٹائمز بیان کرتا ہے - کہ ڈنگولہ پر پیشقدمی بالائی نیل یا کم از کم خرطوم تک کا ملک وحشیوں سے پھر فتح کرلینے کے لئے پہلا قدم ہے +

فرانسیسی اخبارات غوغا مچا رہے ہیں - کہ یہ مہم محض انگریزی قبضہ مصر کو معرض التوا میں ڈالنے کا بہانہ ہے - +

پیرس - ۱۵ - مارچ - یہاں بیان کیا گیا ہے کہ مصری مجلس وزراء نے مصری قرضہ کی کمیشن سے مہم ڈنگولہ کے اخراجات کے لئے پچیس لاکھ فرنک کی منظوری مانگی ہے - مگر یہ عام یقین ہے کہ فرانس نے بحیثیت ضامن قرضخواہان اس رقم کے دیئے جانے سے انکار کر دیا ہے - +

برلن - ۱۵ - مارچ - سوشلسٹ ممبروں نے دو دن کی مباحثہ کے دوران میں یہ بیان کیا کہ ڈاکٹر پیٹرز نے جبکہ وہ جرمن مشرقی افریقہ کا کمشنر تھا اپنی حبشن معشوقہ کو معہ اُسکے عاشق کے پھانسی دیدیا تھا اور اسیطرح کی بہت سی سختیاں کی تہیں ڈاکٹر مذکور کے برخلاف پرانے الزامات کو پھر تازہ کیا ہے گورنمنٹ نے اُسکے طریق عمل کے متعلق جدید تحقیقات کرنے کا وعدہ کیا ہے - (اخبار ٹائمز کا نامہ نگار متعینہ برلن تحریر کرتا ہے کہ ڈاکٹر مذکور کو گورنمنٹ نے افریقہ میں پھر ایک اعلی عہدہ عطا کرنا چاہا تھا مگر اُسنے انکار کر دیا - مگر تعجب یہ ہی - کہ اگرچہ وہ بالکل بیکار رہی - لیکن گورنمنٹ سی چھ ہزار روپیہ سالانہ کی تنخواہ برابر پا رہا ہے - اور اسکے عوض میں یہ کام کر رہا ہے - کہ ملک میں بحری طاقت بڑہائے جانے کی تحریک پیدا کرنے کی کوشش کر رہا ہے خیر اس سی تو ہمیں مطلب نہیں - کہ وہ آجکل جرمنی میں کیا کر رہا ہے - البتہ اُسکی کمشنری کے زمانہ کی حرکات و افعال کی نسبت جو الزام لگائے گئے ہیں - اگر وہ سچ ہیں تو اُنسے یوروپین لوگوں کی شرافت - نیک بختی - اور تہذیب کا پورا پورا پتہ چلتا ہے - مگر ان الزامات میں شک کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی - انگریزوں نے جو خود کو ان صفات سے نہایت اعلے درجہ تک موصوف سمجھتے ہیں افغانستان میں جو کچھہ حرکات ناشائستہ کی تہیں - یا اب برہما اور انسوال وغیرہ میں کر رہے ہیں کسی سے پوشیدہ نہیں بلکہ اسقدر اظہر من الشمس ہیں کہ برہما کے چیف کمشنر صاحب کو اپنے ماتحتوں کی سخت

گوشمالی کرنی پڑی تھی اور بڑا النوال میں انگریزوں کی زیادتی پر انگلستان کے مدبرین بڑی طول طویل پر تاسف تقریریں کر رہی ہیں پس جب انگریزوں کی یہ کیفیت ہے۔ تو اس سے انکے دوسرے عیسائی بھائیوں کے حالات کا قیاس کر لیا جا سکتا ہے۔ +

لنڈن - ۱۶ - مارچ - (مہم ڈنگولہ - سوڈانیوں کا سر ابھارنا) ٹائمز لکھتا ہے کہ ڈنگولہ کے بعد مقام ابوحامد پر بھی قبضہ کیا جاوے گا۔ +

پیرس - ۱۶ - مارچ - یہاں نیم سرکاری طور پر بیان کیا گیا ہے۔ کہ ریاست کانگو سٹیٹ نے نیل پر ایک چھاونی قائم کی ہے اور فرانس نے باس یہہ تجویز پیش کی ہے کہ درویشوں کے حملہ کو روکنے کیلئے باہم ملکر کارروائی کریں۔ +

لنڈن - ۱۶ - مارچ - ہوس آف کامنز (دار العوام) میں آج رات سر ولیم ہارکورٹ کے جواب میں مسٹر کرزن نائب وزیر صیغہ خارجیہ نے بیان کیا کہ چند ہفتے گذرے ہیں یہ معلوم ہو گیا تھا کہ درویشوں کی زبردست فوج جبر کسالہ اور دیگر مقامات کیطرف بڑھ رہی ہیں اور نیز یہ کہ درویشوں کے لئے ملکی افواج ڈنگولہ کیجانب بھی پیشقدمی کر رہی ہیں۔ اور خیال کیا جاتا ہے کہ اسوقت دس ہزار درویش کسالا پر حملہ آور ہونے کی دھمکی دے رہے ہیں۔ اور چونکہ یہ ظاہر ہے۔ کہ اگر درویش فتحیاب ہو گئے۔ تو نہ صرف مصر اور اٹلی ہی کیلئے نہایت سخت خطرہ پیدا ہو جائیگا۔ بلکہ یورپ کی تہذیب کی ترقی کو بھی بہت نقصان پہنچیگا۔ اسلئے لنڈن میں جو مصر کے مشیران جنگی ہیں انہوں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ مقام عکاشیہ پر پیشقدمی نہایت ضروری ہے۔ اور پھر وہاں سے ڈنگولہ تک۔ لیکن سردست ان تجاویز کا ظاہر کرنا قرین مصلحت نہیں ہے۔ گورنمنٹ کو یقین کامل ہے۔ کہ اسکی اس کارروائی سے دو فائدے مرتب ہو جائینگے۔ ایک تو اٹلی والے کسالا اور اڈوا کے مقامات پر درویشوں کے حملہ اور محاصرہ سے خلاصی پا جائینگے اور دوسرے مصر ان خطرات سے بچ جائیگا۔ جسکے نہایت خوفناک صورت پکڑ لینے کا احتمال ہے۔ +

اس تقریر کے بعد مسٹر لیوشائر (مالک اخبار ٹروتھ و ممبر پارلیمنٹ) نے یہ بیان کرنے کے بعد کہ مہم مذکور محض مصر میں رہنے کا ایک بہانہ ہے۔ یہ تجویز پیش کی کہ پارلیمنٹ اس مہم پر بحث کرنے کے لئے آج برخاست کر دیا جاوے۔ سر چارلس ڈلک نے اس تجویز کی تائید کرکے بڑے زور سے بیان کیا کہ مصری افواج کی پیشقدمی نہایت ہی بے موقعہ ہے۔ +

اسکے برعکس مسٹر بالفور نے کہا کہ سوڈان کے لئے یہ نہایت ہی مفید ہوگا۔ اگر اسکے عرب قبائل ایک ایسی گورنمنٹ کے زیر حکومت کردئے جاویں۔ جو انگریزی گورنمنٹ کی صلاح و مشورہ پر چل رہی ہے۔ آخر کار تجویز مذکور پر ووٹ لئے گئے۔ اور ۲۸۲ کے مقابلہ پر ایکسو دو ووٹوں کی تائید سے نامنظور کی گئی۔ +

لنڈن - ۱۷ - مارچ - (انگریزی اخبارات کی رائے) مصری مسئلہ پر ہوس آف کامنز (دار العوام) میں جمعہ بتاریخ ۲۰ مارچ کو پھر مباحثہ ہوگا۔ اخبار ٹائمز مسئلہ مصر پر بحث کرتے ہوئے امید کرتا ہے کہ پیشقدمی بر مقام عکاشیہ مصر کی حکمت عملی کا پہلا زینہ ہوگا۔ کیونکہ سوڈان مصر کی کنجی ہے۔ انگلستان یہ کبھی روا نہیں رکھ سکتا۔ کہ سوڈان کسی مہذب یا نیم مہذب طاقت کے قبضہ میں چلا جاوے۔ (مہذب یا نیم مہذب طاقت سے ٹائمز والا فرانس یا روس سے مراد لے رہا ہے۔ انکی

تو خیر اشارتاً کام لیا ہے۔ اور صرف یہی کہا ہے کہ ہم سوڈان کو کسی دوسری طاقت کے قبضہ میں جانے نہیں دیسکتے۔ لیکن ایک دوسرے انگریزی اخبار کو بہت دور کی سوجھی ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ سوڈان اور وہ ملک جس میں دریائے نیل کا منبع ہے اگر کسی دوسری یورپین طاقت کے ہاتھ میں چلا گیا۔ تو آجکل دیگر علوم و فنون کی طرح فن انجینرنگ (ہندسہ) کو بھی اسقدر ترقی ہوگئی ہے کہ وہ بڑی آسانی سے دریائے نیل کا رخ مصر کیطرف سے کسی دوسری جانب کو پھیر سکے گی۔ جس سے ملک مصر اسوقت بالکل ریگستان اور بیابان بن جائیگا۔ اور زراعت و آبادی کا نام و نشان باقی نہیں رہجائیگا۔ گویا انگریزی اخبارات ان بعید الفہم والقیاس خطرات سے مصریوں کو خوف دلاکر انگریزی حفاظت و پناہ میں رہنے پر مجبور کر رہے ہیں مگر یہ دیکھنا ابھی باقی ہے کہ انکا مصریوں پر کیا کچھ اثر پڑتا ہے۔ جس سے ان لوگوں کے تدبیر دوراندیشی یا جہالت و کوتاہ اندیشی کا پتہ ملجاویگا + (اڈیٹر) +

لنڈن - ۱۷ - مارچ فرقہ کنسرویٹو کے اخبارات عکاشہ کی پیشقدمی کو بہت پسند کر رہے ہیں۔ مگر لبرل اخبارات سوڈان کے پھر فتح کئے جانیکی بڑے زور سے مخالفت کر رہے ہیں۔ اور گورنمنٹ سے مطالبہ کر رہے ہیں۔ کہ اسمعاملہ پر پبلک کو پوری پوری واقفیت اور اطلاع دیوے مگر ہم پوچھتے ہیں کہ لبرل اخبارات نے سوڈان کا مفتوح ہوجانیکا ابھی سے کیسے تصور کر لیا ہے۔ پیشقدمی یا یورش اور فتح میں ہزاروں کوس کا فرق ہے۔ اٹلی والے بھی تو حبش کو فتح کرنے گئے تھے۔ اور کسکو یہ وہم و گمان بھی ہوسکتا تھا کہ وہ کار ایسی ذلیل و سبک ہونگی۔ نیز ۱۸۸۴ء میں بھی انگریزی مصری اور ہندوستانی افواج سوڈان کو بہرحال فتح ہی کرنے گئی تہیں آج انگریزی نوجمین کوئی اور نہیں ہوگئیں اور سوڈانی کوئی اور نہیں ہوگئے۔ یورپ والوں نے اس عرصہ میں اگرچہ جدید مہلک اسلحہ ایجاد کرلئے ہیں۔ تو سوڈانیوں نے بھی برچھیوں اور نیزوں کی جگہ کارتوسی بندوقیں اور پیچھے سے بھرنے والی توپیں بہم پہنچالی ہونگی۔ کیونکہ جب باوجود اسقدر بُعد اور عدم قربت کے روس حبش کو یورپین اسلحہ سے مسلح کر دینے میں کامیاب ہوگیا ہے۔ تو کیا انگریزوں اور اٹلی کا قدیمی رقیب فرانس باوصف ایسے نزدیک کی قرابت اور ہمسایگی کے درویشوں کو ان کے ہتھیار دینے سے غافل رہا ہوگا۔ ہرگز نہیں +

لنڈن - ۱۷ - مارچ جنرل کمپر کے زیر کمان رائل لنکاسٹر رجمنٹ کا کرنیل ہنٹر صاحب اور رائل آرٹیلری (شاہی توپخانہ) کے کرنل رنڈل صاحب دونوں کے سردار مقرر کئے گئے ہیں۔ +

لنڈن ۱۸ - مارچ (فرانس میں ناراضگی) مہم ڈنگولہ کے متعلق غیر مترقبہ طور پر جو فیصلہ کیا گیا ہے اُس سے پیرس میں بہت سخت ناراضگی اور حیرت پیدا ہوگئی ہے فرانس کے اخبارات لکھ رہے ہیں کہ ایم ہار تہیلوٹ وزیر صیغہ خارجیہ فرانس نے لارڈ ڈفرن (سفیر انگلستان متعینہ پیرس) کو جتایا ہے کہ اس کارروائی سے نہایت خطرناک نتائج پیدا ہونگے۔ پیرس اور سینٹ پیٹرز برگ (یعنی روس اور فرانس) کے درمیان تبادل آرا اور اسمعاملہ پر خط و کتابت ہو رہی ہے۔ +

ایضاً - لارڈ سالسبری نے شب گذشتہ ہوس آف لارڈز (بیت الامراء) میں بیان کیا کہ مصر اور اٹلی کی گورنمنٹوں سے مشورہ کرنے کے بعد ڈنگولہ پر پیشقدمی اختیار کی گئی ہے بلکہ مصری گورنمنٹ نے تو بڑے زور سے تہیہ کر لیا تہا کہ

درویشوں کے آگے بڑھ آنے سے بہت سخت خطرات حادث ہو جائینگے ۔ +

روما ۔ ۱۷ ۔ مارچ ۔ گورنمنٹ اٹلی نے ڈنگولا پر مصری مہم کے بھیجے جانے پر کمال خوشی کا اظہار کیا ۔ اور اطالین بیت الامرا نے انگریزی دار العوام کے اٹلی کے ساتھ ہمدردی ظاہر کرنیکا شکریہ ادا کیا ہے ۔ +

لنڈن ۔ ۱۹ ۔ مارچ ۔ جرمنی نے یہ دیکھکر کہ آسٹریا اور اٹلی ڈنگولا پر فوجکشی کئے جانے کو پسند کرتے ہیں ۔ مصری ریزرو فنڈ میں سے اسکے خرچ کیلئے روپیہ لئے جانے پر رضامندی ظاہر کردی (ناظرین حیران ہوتے ہونگے ۔ کہ ریزرو فنڈ تو مصر کا ۔ پہر اسکے کیا معنے کہ کوئی سلطنت اس میں سے روپیہ خرچ کئے جانیکی مخالفت اور کوئی اسپر رضامندی ظاہر کرتی ہے ۔ اور مصر کو کیا مجبوری یا پابندی درپیش ہے ۔ کہ وہ اپنی ہی روپیہ کو خرچ کرنے کے لئے دوسری طاقتوں سے منظوری مانگتا ہے ۔ اسلئے ہم انکے رفع تردد کے لئے مجملاً بیان کردیتے ہیں ۔ کہ خدیو اسمعیل پاشا کی فضولخرچیوں کی بدولت مصری گورنمنٹ پر مالک غیر کے ساہوکاروں کا اسقدر قرض ہوگیا تہا کہ اصل تو درکنار سود کی ادائیگی کیلئے بہی ملک کی آمدنی مکتفی نہیں ہوتی تہی چنانچہ یورپ کی ہر شش دول عظام نے جہاں کے ساہوکاروں نے کم و بیش روپیہ گورنمنٹ مصر کو قرض دیا ہوا تہا ۔ ۱۸۸۵ء میں ایک معاہدہ کرکے محاصل مصر کی اسطرح سے تقسیم کردی کہ انکا نصف حصہ سرکاری اخراجات وغیرہ کے لئے گورنمنٹ مصر کو ملے اور نصف مصر کے قومی قرضہ کے انتظام کرنیوالی کمیشن کو جو سنہ مذکور سے چند برس پہلے مقرر کی گئی تہی ۔ اس کمیشن میں چھہ ممبر ہیں ۔ انگلستان ۔ فرانس ۔ جرمنی آسٹریا ۔ اٹلی اور روس کیطرف سے ایک ایک ممبر ہے ۔ مگر اس تقسیم کے ساتھ ہی دول عظام نے مصری اخراجات کے لئے ایک خاص رقم مقرر کردی کہ اگر نصف حصہ آمدنی کا کبہی اس سے زیادہ ہو تو فاضل رقم پہر دوبارا مصری گورنمنٹ اور کمیشن انتظام قرضہ میں برابر تقسیم ہوجاوے ۔ اور اگر خرچ مندرجہ رقم مذکور سے زیادہ ہوجاویں یا کسی خاص خرچ کی ضرورت آپڑے ۔ تو کمیشن کی منظوری سے ریزرو فنڈ میں سے روپیہ لیا جاوے ۔ بطور مثال ہم اسی پچیس لاکہہ فرینک کے معاملہ کو جو مصری گورنمنٹ نے کمیشن سے مانگے ہیں پیش کرتے ہیں اگر کمیشن مذکور نے باتفاق رائے اس رقم کا دیا جانا منظور کرلیا تو فبہا ورنہ اگر اسے منظور نہ کیا ۔ اور گورنمنٹ مصر نے اس رقم کو حاصل کرنا ضروری تصور کیا ۔ تو وہ اسکو بطور قرضہ حاصل کرسکتی ہے ۔ جس صورت میں اسکو اس رقم کے سود سے دوگنی رقم سالانہ ملک کے محاصل میں بڑہانی پڑے گی ۔ تاکہ نصف کمیشن کو دیجاوے اور باقی نصف سود میں ادا کی جاوے ۔ لیکن کمیشن نے اگر بذریعہ قرضہ بہی اس پچیس لاکہہ کی رقم کا لیا جانا منظور نہ کیا ۔ تو مصری گورنمنٹ کو اپنی ہی ملک سے ٹیکس وغیرہ بڑہاکر پچاس لاکہہ فرینک حاصل کرنے پڑینگے ۔ تاکہ حسب معاہدہ نصف رقم یعنی پچیس لاکہہ کمیشن کو دیئے جاویں اور پچیس لاکہہ کو وہ اپنے مصرف میں لاوے ۔ اب چونکہ یہ خرچ صرف انگریزی گورنمنٹ کے ایما سے مصری گورنمنٹ کو کرنا پڑا ہے اسلئے کبہی ممکن نہیں کہ فرانس و روس اسکے مصری ریزرو میں سے خرچ کئے جانے کی منظوری دیں ۔ جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ پچیس لاکہہ کے لئے پچاس لاکہہ فرینک کا بوجہہ مصر کی غریب رعایا پر جسکی ہی بظاہر بہبودی اور خوشحالی کے لئے انگلستان مصر میں ونڈار ہے پڑ جائیگا ۔ اور وہ بیچارے ٹیکسوں کی بہرمار سے زیادہ پس جائینگے ۔ مگر یہ کبہی ممکن نہیں

کے لئے یہ نہایت مناسب موقعہ ہے۔ کہ تینوں سلطنتیں انگلستان کے برخلاف یکدل ہو رہی ہیں اسے ہاتھ سے ہرگز نہیں دینا چاہئیے۔ +

سال گذشتہ مصر کی آمدنی ایک کروڑ آٹھ لاکھ پونڈ اور خرچ ننانوے لاکھ پونڈ ہوا۔ ۱۱۔ لاکھ پونڈ کی بچت میں سے چار لاکھ بارہ ہزار پونڈ قرضہ کے تبادلہ پر خرچ کئے گئے۔ ۳ لاکھ ۶۳ ہزار ریزرو فنڈ میں جمع کئے گئے اور تین لاکھ پچیس ہزار پونڈ گورنمنٹ کے تصرف میں رہے۔ +

سلطان المعظم نے شہزادہ فرڈنینڈ کو بلگیریا اور مشرقی رومیلیا کا گورنر جنرل مقرر کئے جانے کے لئے دو فرمانوں کے تیار کئے جانے کا حکم دیا ہے۔ +

ماہ جنوری کے آخری ہفتہ میں سب سے پہلی مرتبہ قاہرہ میں پھل ترکاریوں اور پھولوں کی نمائش ہوئی۔ سب سے اول خدیو المعظم کی والدہ محترمہ اور محل کی تمام بیگمات نے اسکی سیر کی۔ بعد ازاں وہ عام پبلک کے لئے کھولی گئی۔ تقریباً نو ہزار آدمیوں نے اسکی سیر کی خدیو المعظم نے دست خاص سے دو سو ستر پونڈ کے انعامات اور ایکسو ۴۲۔ اول درجہ کے سارٹیفکٹ عطا فرمائے تقسیم انعامات کیوقت تمام وزرائے ریاست عالیجناب غازی مختار پاشا۔ لیڈی کرومر۔ اور ممالک غیر کے قونسل دربار میں موجود تھی +

زینوبیٹ کے باغیوں کی تعداد آٹھ ہزار سے کسیقدر زیادہ ہے۔ مگر چیچک۔ اور خارش سے یومیہ پچاس پچاس سے زیادہ مر رہے ہیں انکی حالت نہایت قابل رحم بیان کی جاتی ہے۔ انہوں نے ہتھیار ترکی حکام کے حوالہ کر دیئے ہیں۔ مگر جاڑے کی شدت کیوجہ سے اپنے مساکن کو جانے سے معذور ہیں۔ ترکی مارشل انکی ہر طرح سے خبرگیری کر رہا ہے اور قرب و جوار کے کردوں اور ترکوں کو طلب کر کے فہمائش کر دی ہے۔ کہ ان پناہ گزینوں کو ہرگز کوئی تکلیف نہ پہنچائی جاوے۔ +

بہ ممکرام رضا بے بحری فوج کے لفٹنٹ کی گرفتاری کے لئے جو مراد نامراد کی طرح بدامنی کا تخم بو کر مفرور ہو گیا ہے۔ پانسو پونڈ کا انعام مشتہر کیا گیا ہے۔ +

انگلستان نے باب عالی کے روبرو تجویز پیش کی ہے۔ کہ سلطنت عظمی کو انگلستان سے قبرص کی بابت جو خراج ملتا ہے اسکو راس المال بنا کر اس راس المال کی بنا پر قرضہ حاصل کرے۔ چنانچہ باب العالی نے تجویز مذکور کو بغرض منظوری اعلیحضرت امیر المومنین کی بارگاہ میں پیش کیا ہے +

قسطنطنیہ کے انگریز باشندے ممالک عثمانیہ میں انگریزی اخبارات کی ممانعت ہونے سے بڑے سٹ پٹا رہے ہیں۔ ان سب نے متفق ہو کر سر فلپ کری سفیر انگریزی کے پاس درخواست دی کہ وہ سعی و کوشش کر کے اس بندش کے ہٹا دینے کی استدعا کریں مگر سر فلپ نے صاف جواب دیدیا۔ کہ اسبارہ میں سلطنت عظمی سے انگلستان کے جو معاہدے ہو چکے ہیں۔ وہ اسے کچھہ نہیں کرنے دیتے۔ انگریزوں کو زیادہ غصہ اسواسطے آ رہا ہے کہ باقی تمام سلطنتوں کے اخبارات برابر داخل ہوتے ہیں مگر انگریزوں کا ایک پرچہ بھی داخل ہونے نہیں دیا جاتا۔ +

جزیرہ کریٹ میں چند مفسدہ پرداز عیسائیوں نے دو ترکوں کو ہلاک کر دیا۔ جس پر برافروختہ ہو کر ترکوں نے دو عیسائی کنبوں کو قتل کر ڈالا اسکے جواب میں عیسائیوں نے جمع ہو کر کئی ترکی گاؤں جلا دیئے اور بہت سے مسلمانوں کو قتل کر دیا۔ اور اب اُلٹے خود ابتدا کر کے وہاں کے مسلمانوں کو ملزم بنا رہے ہیں۔ اور پدی یونان باب عالی کی سمع خراشی کر رہا ہے کہ یونانی مذہب کے عیسائیوں پر کریٹ میں ظلم ہو رہا ہے۔ اور سکارا تھیوڈوری پاشا مسلمانوں کی ناجائز رعایت کرتے ہیں ✣

پرنس لوبناف روسی وزیر صیغہ خارجیہ نے برملا کہہ دیا ہے۔ کہ آرمینیا کا کل فساد انگلستان کی مفسدہ پرداز انگریزی آرمنی کمیٹیوں نے کرایا ہے۔ ✣

باب عالی نے عثمانیہ بنک سے جو قرضہ لیا ہے۔ اُسکی نام نہاد تعداد ۲۳ لاکھ ستر ہزار پونڈ ترکی اور سالانہ سود پانچ فیصدی اور ½ فیصدی سالانہ بیباقی کے فنڈ کیواسطے ادا کیا جاویگا۔ یہ کل قرضہ عثمانیہ بنک نے ۸۵ فیصدی کے نرخ پر خود اپنے پاس سے ہے اور اُسکی ضمانت میں مندرجہ ذیل آمدنیاں مکفول کیگئی ہیں۔ (۱) صوبہ ایدن وسنجق بنغہ (واقعہ ریلیف دارڈنیلز) کا محصول اور عشر جو تیل اور افیون سے وصول ہوتے ہیں۔ (۲) اضلاع سالونیکا ایدن اور خداوندگار کا محصول جو بھیڑوں پر لگایا گیا ہوا ہے۔ ۸۵ فیصدی قیمت کے حساب سے باب عالی کو فی الحقیقت ۲۰ لاکھ ۸۰ ہزار پونڈ ترکی حاصل ہوتے ہیں۔ جن میں سے ۸۰۳۰۰۰ پونڈ قرضہ اتصال ریلوے کے ادا کرنے میں صرف ہونگے۔ اور ساڑھے سات لاکھ پونڈ عثمانیہ بنک کو ان قرضوں کی بابت ادا کئے جاوینگے۔ جو خزانہ عامرہ اُس سے وقتاً فوقتاً دست گردان طور پر برداشت کرتا رہا ہے۔ پس گورنمنٹ کے پاس اس قرضہ میں سے خالصاً صرف بارہ لاکھ پونڈ باقی رہ جاینگے۔ ✣

لنڈن کا مشہور اخبار ڈیلی گرافک "حلق میں ہڈی پھنس گئی" کے عنوان سے لکھتا ہے کہ گورنمنٹ برطانیہ کو جرمن جہاز موسیہ کنزر کے نہر سویز میں بیٹھ جانے اور اسکی وجہ سے سات جہازوں کے کئی روز تک رکے رہنے کے واقعہ سے سبق حاصل کرنا چاہئے کہ یہ مصری خندق (نہر سویز) جنگ کے وقت ہندوستان کی شاہراہ بننے کے متعلق بہت ہی کم کارآمد ہو سکتی ہے۔ ایسے نازک وقت میں اگر دشمن اپنے کسی جہاز کو جان بوجھکر نہر کے کسی تنگ ترین موقعہ پر غرق کر دے۔ اور پھر اُسے ڈائینامیٹ سے اڑا دے تو راستہ کم از کم تین ہفتوں تک رکا رہ سکتا ہے۔ اور اس اثنا میں خشکی کے راستہ ہندوستان پر حملہ کرنیوالا فتحیاب ہو سکتا ہے اسلئے ہمیں لازم ہے کہ نہر سویز اور مصر کا خبط چھوڑ کر ہم اپنے پرانے راستہ کیپ آف گڈ ہوپ کو ہندوستان کی اصلی اور حقیقی شاہراہ سمجھیں۔ ورنہ اس تغافل اور لاپروائی کا خمیازہ بُری طرح بھگتنا پڑیگا۔" ✣

نہر سویز کا اس طرح غیر آمد ہونا کچھ اسی اخبار نے پہلی دفعہ ظاہر نہیں کیا۔ بلکہ تو دس برس پہلے شاہزادی لوسکتان صاحبہ معنفہ کتاب عہد حکومت سلطان عبدالحمید خان نے نہایت وضاحت کے ساتھ اس معاملہ کو اپنی کتاب میں درج کیا تھا۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ لارڈ سالسبری اور گورنمنٹ انگلشیہ کچھ عرصہ سے پولیٹیکل حقیقتیں اور نتیجے اُٹھانے کے بہت مشتاق ہو رہے ہیں۔ خیال تو یہ تھا کہ آرمینیا اور دوسری زیلا وغیرہ کے معاملات نے انپر مسئلہ مصر کی باحسن وجوہ نپٹا دینے کے فوائد

اچھی طرح سے واضح کر دیئے ہونگے۔ مگر جو عملی کارروائیاں کی جا رہی ہیں اُنسے پایا جاتا ہے کہ وہ مصر کے معاملہ میں بھی اپنی بیہودہ پالیسی کی بدولت سخت ذلت اُٹھائے بغیر نہیں رہینگے۔ فرانس اور روس ہیں انگلستان کی جدید چالوں سے جو ہلچل مچ رہی ہے وہ اس ہفتہ کی تار خبروں سے ظاہر ہے۔ یہ مانا کہ اسمعاملہ میں اٹلی انگلستان کا ساتھ دیگا۔ اور اس کی وجہ سے آسٹریا بھی مخالفت نہیں کریگا۔ مگر خود اٹلی کی جنگی وقعت حبش کی غیر مہذب فوجوں نے دول یورپ کی نظروں میں ایسی کم کر دی ہے کہ وہ پرکاہ برابر بھی اُسکی قدر و منزلت نہیں سمجھتیں۔ آسٹریا روس اور ٹرکی سے ایسا گہرا ہوا ہے کہ عملی طور پر اپنے رفیق اٹلی یا اسکے دوست انگلستان کی امداد مشکل سے کر سکیگا۔ باقی رہا جرمنی جسکی نسبت یہ مشہور کیا جا رہا ہے کہ اُسکے تعلقات انگلستان سے بہر دوستانہ ہو گئے ہیں۔ اس سے بھی کسی طرح کی امداد کی امید نہیں کیجا سکتی کیونکہ اُسی نے سلطان المعظم کو مسئلہ مصر کے چھیڑنے کی تحریک کی ہے۔ اور وہاں کے نیم سرکاری اخبارات اعلیٰ حضرت کی شہنشاہی حقوق کی تائید اور انگلستان کے غاصبانہ قبضہ کی برابر تردید کر رہے ہیں۔ فرانس کو سیام میں کچھ ملک دلا کر کسی قدر راضی کر لیا گیا تھا جس سے امید پڑتی تھی کہ وہ انگلستان کا رفیق بن جائے گا۔ مگر اس مصر کے جھگڑے میں وہ پہلے سے زیادہ فرنٹ دکھائی دیتا ہے۔ پس ٹرکی۔ فرانس۔ اور روس کے مقابلہ میں اکیلا انگلستان اپنے دوست اٹلی کو جو افریقہ کے وحشیوں سے شکست فاش پا چکا ہے۔ ساتھ لے کر مشکل سے عہدہ برآ ہو سکتا ہے۔ +

ہفتہ مختتمہ ۳۰ مارچ سنہ ۱۸۹۶ع کی تار کی خبریں وغیرہ

تار کی خبریں مع مختصر حواشی

قاہرہ - ۲۲ - مارچ - مصری قرضہ قومی کے کمشنر مہم ڈنگولہ کے لئے پانچ لاکھ پونڈ منظور کرنے کے مسئلہ پر غور کرنیکے واسطے کل جمع ہوئے۔ مگر کوئی فیصلہ کئے بغیر اجلاس برخاست ہو گیا۔ (پہلے تو سنتے تھے کہ صرف ۲ ½ ملین فرینک طلب کئے گئے ہیں۔ اب پانچ لاکھ پونڈ یعنے سوا کروڑ فرینک بن گئے۔ کیا یہ روس اور فرانس کی مخالفت کا اثر ہے؟ اور کیا انگریزی گورنمنٹ ملک مصر کی اسی خوشحالی کے لئے وہاں ڈیرا جمائے بیٹھی ہے؟ کہ اُسے خواہ مخواہ ایک ایسی مصیبت میں پھنسنے پر مجبور کر دیا ہے جسکے ابتدائی اخراجات کے لئے ابھی سے سوا کروڑ فرینک (فرینک = ۱۲ /) کی ضرورت آپڑی ہے؟ انگلشیہ گورنمنٹ ہمدردی اور تہذیب کا کتنا ہی دعوے کیوں نہ کرے تمام دنیا اُسکی کارروائی کو خود غرضی پر محمول کرے گی۔ اُسے اگر ایسا دعویٰ ہے تو چاہئے کہ بجائے مصری افواج کے کٹوانے اور مصری خزانہ کو برباد کرنے کے اپنی گرہ سے روپیہ خرچ کرے۔ گو اس صورت میں بھی اُسکی یہ کارروائی قوانین ممالک متمدنہ کے مخالف ہو گی۔ (اڈیٹر) +

قاہرہ - ۲۲ - مارچ - جنرل کچنر بہمراہی سلاطین پاشا وادی حلفہ کیطرف روانہ ہو گئے ہیں اور نارتھ سٹیفرڈ شایر

گورہ رجمنٹ جس کی طرف جہاں سے وہ جہاز پر سوار ہو کر وادی پہونچیگی روانہ ہوگئی ہے۔ +

روما۔ ۲۲۔ مارچ۔ مارکوئیس روڈونی وزیر اعظم اطالیہ نے دارالوکلا میں تقریر کرتے وقت کہا کہ انگریزی سلطنت کے ساتھ اب ہماری دوستی ہمیشہ کے لئے رہیگی۔ اور اس تعلق نے ہمارے دوستوں کی فہرست کو مکمل کر دیا ہے۔ اس دوستی کی محرک ہر دو سلطنتوں کی مشترکہ اغراض ہوئی ہیں اور جس نعمت کی نگہ سے اس دوستی کو اٹلی دیکھتا ہے اس کی تصدیق اس سے ہو سکتی ہے۔ کہ گورنمنٹ اٹلی نے مہم ڈنگولہ کے لئے مصری ریزرو فنڈ میں سے روپیہ لیا جانا منظور کر لیا ہے۔ +

روما۔ ۲۲۔ مارچ۔ اطالین بیت العوام نے حبش میں لڑائی جاری رکھنے کے لئے ۱۵ کروڑ لیرہ (لیرہ = ۹ پنس تقریباً ۱۲ آنے) کا خرچ بکثرت رائے منظور کیا ہے۔ +

صوفیا۔ (دارالریاست بلگیریا) ۲۲۔ مارچ۔ شہزادہ فرڈیننڈ والی بلغاریا اعلیحضرت سلطان المعظم کی قدمبوسی کیلئے قسطنطنیہ جانیوالا ہے۔ جہاں سے شرف ملازمت حاصل کرنے کے بعد سینٹ پیٹرزبرگ جائیگا۔ +

قاہرہ۔ ۲۳۔ مارچ۔ کرنیل کالن سن کے دستہ فوج نے عکاشیہ پر جمعہ گذشتہ کو بغیر کسی مزاحمت ہونیکے قبضہ کر لیا ہے اور اب اس مقام کو بڑی مضبوطی سے قلعبند کر رہا ہے۔ +

لندن۔ ۲۴۔ مارچ۔ پیرس میں مشہور ہے کہ انگلستان اور فرانس کے درمیان مسئلہ مصر پر جو تبادل آرا اس وقت ہوتا ہے اس سے امید پڑتی ہے کہ صلح و صفائی کیساتھ یہ معاملہ نپٹ جائیگا۔ +

قاہرہ ۲۴۔ مارچ۔ اڑھائی ہزار فوج بمقام اسوان پہنچگئی ہے +

قاہرہ ۲۵۔ مارچ۔ مصری گورنمنٹ نے ایک پلٹن فوج بندرگاہ سواکم کو روانہ کی ہے۔ +

قسطنطنیہ ۲۵ مارچ (اعلیحضرۃ سلطان المعظم کی ناراضی) امیرالمومنین خدیو اور انگلستان پر سخت برافروختہ ہو رہے ہیں۔ کہ حضور ممدوح سے مہم ڈنگولہ کی نسبت کیوں مشورہ نہیں لیا گیا۔ اور انہوں نے غازی مختار پاشا (عثمانیہ ہائی کمشنر متعینہ مصر) کو ملامت کی ہے کہ پاشائے موصوف نے مہم کو کیوں نہیں روکدیا۔ اعلیحضرت نے فرانس اور روس کے پاس اس معاملہ میں مداخلت کرنے کی درخواست کی ہے اور جرمنی کو بھی لکھا ہے کہ وہ بھی سلطان المکرم کی امداد کرے۔ حضور ممدوح نے اس بارہ میں لارڈ سالسبری کو بھی تحریر کیا ہے۔ عام خیال ہے کہ سلطان المعظم نے یہہ کارروائی روس اور فرانس کے مشوروں سے کی ہے۔ +

ایضاً۔ ٹائمز کا نامہ نگار متعینہ وائنا بیان کرتا ہے کہ یورپ کی گورنمنٹیں اس سوال پر غور کرنیوالی ہیں کہ کیا مصری قرضہ کی کمیشن کے فیصلوں کے قابل نفاذ ہونیکے لئے دول عظام کے متفقہ ووٹ (رائے) کی ضرورت ہے۔ +

پیرس۔ ۲۵۔ مارچ۔ یہاں نیم سرکاری طور پر ظاہر کیا گیا ہے۔ کہ جب تک انگلستان مصر کو خالی کر دینے

کے لئے پختہ وعدہ نہ کرے اور مناسب ضمانتیں نہ دیوے تب تک فرانس مصری ریزرو فنڈ میں سے روپیہ خرچ کیا جانا قطعاً منظور نہیں کرے گا۔ +

روما - ۲۵ - مارچ - اطالیین پارلیمنٹ نے جنگ حبش کے لئے پندرہ کروڑ لائر (لائر = ۱۲ ار) کا خرچ منظور کر لیا ہے۔ +

لنڈن - ۲۷ - مارچ - (ٹرکی وانگلستان) مہم ڈنگولہ کے متعلق ترکی سفیر اور لارڈ سالسبری کے درمیان نہایت دوستانہ طریق سے بات چیت ہوئی۔ +

لنڈن - ۲۷ - مارچ - کمیشن قرضہ قومی نے مہم ڈنگولہ کے لئے پانچ لاکھ پونڈ منظور کر لئے ہیں۔ روس اور فرانس کے وکلا نے اس تجویز کی مخالفت کی اور اعتراضی تحریر داخل کر کے اجلاس سے چلے گئے۔ کمیٹی تمسکداران فرانس نے کمیشن کے برخلاف فوراً مقدمہ دائر کر دیا ہے۔ +

لنڈن - ۲۷ - مارچ - ٹائمز لکھتا ہے۔ کہ مہم ڈنگولہ کیلئے مصری ریزرو فنڈ میں سے روپیہ لئے جانے کی فرانس اور روس جو بہت اصرار سے مخالفت کر رہے ہیں۔ اس سے اس معاملہ کا رخ نہیں بدل سکتا اگر اس فنڈ میں سے روپیہ نہ ملا تو انگلستان اپنی گرہ سے خرچ کریگا جسکا نتیجہ لازمی یہ ہوگا کہ مصر سے اس کا اخلاقی اور مادی تعلق اور زیادہ بڑھ جائیگا۔ +

لنڈن - ۲۷ - مارچ - مسٹر کرزن نے ہاوس آف کامنز میں بیان کیا کہ موسم سرما میں سوڈان کو فوج بھیجنے کا گورنمنٹ کا منشا نہیں ہے۔ اور نہ ہی موجودہ مہم کے لئے کوئی خرچ مانگنے کا ارادہ ہے۔ +

قسطنطنیہ - ۲۷ - مارچ - شہزادہ فرڈیننڈ یہاں پہنچ گیا ہے۔ اسکا استقبال نہایت دہوم دہام سے کیا گیا +

ہفتہ مذکور کی دیگر خبریں

لنڈن کا ٹائمز راوی ہے۔ کہ اعلیحضرت سلطان المعظم نے مراد بے کو اطلاع دی ہے کہ اگر وہ مخالفانہ مضامین شایع کرنے بند کر دے اور قسطنطنیہ میں واپس چلا آوے تو اُسکو بخشدیا جاویگا۔ مگر اُسنے اس عطاے سلطانی سے مستفید ہونے سے انکار کر دیا ہے۔ اور قاہرہ میں بیٹھا ہوا انکی اصلاحات کی تائید میں اخبار نکال رہا ہے۔ +

وہی اخبار راوی ہے کہ امیر المومنین نے ترکی لبرل پارٹی کے دیگر چند سرغناؤں کو بھی جو پیرس میں مقیم ہیں اسیطرح کے پیغام بھیجے اور ساتھ ہی انکو معقول عہدے عطا کرنے کا وعدہ کیا۔ مگر انہوں نے بھی مراد نامراد کی طرح قسطنطنیہ جانے سے انکار کر دیا۔ +

بروز سہ شنبہ (۱۹ - فروری) اعلی حضرت بڑی شان و شوکت اور تجمل شاہانہ سے محل ہمایوں سے محل توپ کاپو تشریف لے گئے اور خرقہ شریف کی رسومات کمال خلوص دل سے ادا فرمائیں۔ +

آپ کے رمضان المبارک میں سب سے پہلا سفیر جو افطاری کیلئے محل ہمایوں میں مدعو کیا گیا۔ فلپ کری تہا وہ آدھ گھنٹہ

تک ملازمت شاہی میں حاضر رہا۔ اور سلطان المعظم انسے بڑی خوش اخلاقی سے پیش آئے اور ترویج اصلاحات کی متعلق سفیر مذکور کو از سر نو یقین دلایا۔ +

انگلستان کے نیم سرکاری اخبار ٹائمز نے انگریزی پالیسی کا رخ بدلتا دیکھکر پھر آرمینیوں کے مارے جانے کی روائتیں لکھنی شروع کر دی ہیں۔ چنانچہ ۹۔ مارچ کے پرچہ میں جو اس ہفتہ موصول ہوا ہے لکھا ہوا ہے۔ کہ صوبہ بطلس میں کردون نے پندرہ ارمنی خاندانوں کو اسلئے قتل کر دیا۔ کہ وہ مسلمان ہو کر پھر عیسائی ہو گئے تھے۔ کیونکہ گورنمنٹ انکا مسلمان ہونا تسلیم نہیں کرتی تہی۔ بلکہ انکو عیسائی رہنے پر مجبور کرتی تہی۔ اس سے کرد نہایت برافروختہ ہو گئے اور انہوں نے اُن آرمینیوں کا سرے سے کام ہی تمام کر دیا۔ اسیطرح سے وہ ضلع قراشہر میں ۱۳۔ آرمینیوں کے مارے جانے اور زمیں کے مجروح ہونے کی خبر درج کرتا ہے کریٹ میں عیسائی مفسدین کی سرکوبی کے لئے ٹرکی فوج کو چڑہائی کرنے کی ضرورت پیش آ رہی ہے۔ +

دریاء دجلہ کی پچہلی طغیانی میں چھ سو عرب اور تیس ہزار مویشی غرق ہوئی فصلوں اور مکانات کا نقصان علیحدہ رہا۔ +

گورنر بغداد نے باب عالی میں سفارش کی ہے کہ شہر بغداد کے درمیان دریائے دجلہ پر آہنی پل تعمیر کئے جانے کی منظوری عطا فرمائی جاوے۔ +

اعلیٰ حضرۃ امیر المومنین نے فساد جدہ کے روسی فرانسیسی اور انگریزی مقتول یا مجروح قونسلین کیلئے حسب تفصیل ذیل معاوضہ عطا فرمائے جانیکا حکم صادر کیا ہے۔ انگریزی قونسل کے لئے جو مر گیا تہا اڑہائی لاکھ فرینک۔ روسی قونسل کیلئے جو مجروح ہوا تھا $1\frac{1}{2}$ لاکھ فرینک۔ اور فرانسیسی قونسل کیلئے ایک لاکھ فرینک +

خدیو المعظم کا عید سے کچہہ دن بعد قسطنطنیہ جانیکا ارادہ تھا۔ مگر شاید اب بہم ڈنگولہ کی وجہ سے ملتوی کر دیا جاوے۔ کہا جاتا ہے کہ امیر المومنین نے انکو اسلئے طلب کیا تھا کہ نمکحرام مراد بے کو ترکی حکام کے حوالہ نہ کرنے کا جواب دیں۔ +

انگلستان کی پارلیمنٹ نے مظالم آرمینیا کا قصہ بڑے زور شور سے پہر شروع کر دیا ہے۔ کئی جوشیلے ممبرون نے صاف صاف کہدیا۔ کہ ٹرکی کو صفحہ ہستی سے معدوم کر دینا چاہئے۔ ترک ہماری کبھی دوست نہیں ہو سکتے۔ اور نہ ہی ہم اپنے ظالمون کو اپنا دوست بنانا چاہتے ہیں۔ مسٹر سٹانلی۔ اور سر ایشمیڈ بارٹلٹ نے البتہ ان متعصبین کو خوب دندان شکن جواب دئے مگر نقارخانہ میں طوطی کی آواز کون سنتا ہے؟ منصف مزاج ممبروں کی کسی نے نہ مانی۔ آخر کار پارلیمنٹ نے ریزولیوشن پاس کیا کہ گورنمنٹ انگلشیہ کو مظلوم آرمینیوں کی حفاظت کے لئے حتی الامکان کوشش کرنی چاہئے۔ گورنمنٹ نے اسکے جواب میں بیان کیا۔ کہ سوائے جنگی کارروائیوں کے اور سب طرح سے ہم ارمنی عیسائیوں کو ترکوں کے جور و تعدی سے بچانے کی کوشش کرینگے۔ اس جواب سے ناظرین گورنمنٹ انگلشیہ کی پالیسی کا رخ باسانی سمجھ سکتے ہیں۔ +

تخلیہ مصر کے مسئلہ پر ایک لیڈنگ آرٹیکل لکھکر لنڈن کا نیم سرکاری اخبار ٹائمز اعلیحضرت سلطان المعظم کی ذات بابرکات پر بہت کچھ بزدلانہ حملے کرتا ہے۔ اور جس بات پر مضحکہ اڑاتا ہے۔ کہ کیا سلطان کو آرمینیا کے انتظام سے اسقدر

فراغت ہو گئی ہے - کہ اب وہ مصر کے انتظام کی طرف متوجہ ہوتے ہیں - مگر وہ یقین کر رکھیں کہ انگلستان ایسی آسانی سے انکو وہاں مداخلت نہیں کرنے دیگا - الخ - قلت گنجائش کے باعث ہم اُسکے ہذیان کو بالتفصیل درج کرنے اور اُسپر رائے لکھنے سے معذور رہیں بشرط خیریت و بصورت گنجائش اگلے ہفتہ میں اس کمی کو پورا کرنے کی کوشش کرینگے - +

لارڈ ہملٹن وزیر ہند نے ۱۲ - فروری کو سر چارلس ڈالک کے سوال کے جواب میں پارلیمنٹ میں بیان کیا - کہ بحرین کا فساد قبیلہ علی بن علی کے شیخ نے ترکوں کے اغوا سے کیا تھا - اُسنے مقام زوبارا پر قبضہ کر لیا - اور بحرین کو وہاں کے شیخ سے چھیننے کیلئے دو سو کشتیوں سے اُسکا محاصرہ کر لیا تھا - مگر چونکہ شیخ مذکور معہ قرب و جوار کے دیگر شیوخ کے گورنمنٹ برطانیہ کے زیر حفاظت ہے - اسلئے انگریزی جہاز سفنکس نامی خبر سنتے ہی فوراً موقعہ پر پہنچ گیا - اور اُسکے کپتان نے حملہ آوروں کو منتشر ہو جانے کا حکم دیا - مگر اُنہوں نے کچھ پرواہ نہ کی - جسپر ۶ - ستمبر ۱۸۹۵ء کو انپر گولہ باری کی گئی - اور اُن کی چند کشتیاں غرق ہو گئیں یہ کیفیت دیکھکر انھوں نے دوسرے دن صلح کر لی اور کل فساد رفع دفع ہو گیا - +

مختتمہ ہفتہ ۱۶ اپریل ۱۸۹۶ء کی تار کی خبریں وغیرہ

تار کی خبریں مع مختصر حواشی

قاہرہ - ۲۸ - مارچ - جنرل کچنر بمقام کراسکو اور دوم مصری دستہ بمقام عکاشیہ پہنچگیا ہے - +

پیرس - ۳۰ - مارچ - ایم بارتھیلوٹ کے مستعفی ہونے کی اصل وجہ وہ حملے ہیں - جو مسئلہ مہم ڈنگولہ کے متعلق اُنکی کارروائیوں پر اور نیز اُس دھمکی آمیز خط پر کئے گئے جو اُنہوں نے ۲۸ - ماہ حال کو لارڈ ڈفرن (سفیر انگلستان متعینہ پیرس) کو بھیجا تھا - گر خط مذکور کو وزیر موصوف نے خود نہیں لکھا تھا - +

سینٹ پیٹرزبرگ - ۳۱ - مارچ - تمام روسی اخبارات مصری مسئلہ کے متعلق فرانس کی پوری پوری تائید کر رہے ہیں - +

لنڈن - ۳۱ - مارچ - مسٹر کرزن نے ہوس آف کامنز میں بیان کیا - کہ خدیو نے سلطان المعظم کو اطلاع دی ہے کہ ڈنگولہ کے فتح کرنے کے لئے ایک مہم روانہ کی گئی ہے - +

پیرس - ۳۱ - مارچ - ایم بورجیس وزیر صیغہ خارجیہ فرانس نے سینیٹ میں آج شام کو تقریر کرتے ہوئے بیان کیا کہ روس اور فرانس کے درمیان اب سے بڑھکر کبھی مضبوط اتحاد نہیں ہوا - مصر کے معاملہ میں روس فرانس کا نہایت ؟ ہے - مہم ڈنگولہ کے متعلق گورنمنٹ برطانیہ سے باہمی خط و کتابت جاری ہے +

لنڈن - ۲۱ - مارچ - خبر آئی ہے - کہ عثمان دغمہ بڑی بھاری جمعیت سے مقام سنکت پر بڑھ رہا ہے اور عام خیال ہے کہ وہ ٹوکر کا محاصرہ کرنیکا ارادہ رکھتا ہے - +

سواکم ۲۱ - مارچ - ایک سوڈانی بٹالین کو ٹوکر جانیکا حکم ملا ہے - درویش مصری پشتہ بندی کو ردکنے کی مترتوڑ تیاریاں کر رہے ہیں اور مقامات سوارودہ و آلد بہ کو مضبوط کر رہی ہیں - +

ایضاً - ۲۱ - مارچ (انگلستان اور ٹرکی کے تعلقات - عہدنامہ قبرص کالعدم کر دیا گیا) شب گذشتہ ہوس آف کامنز میں ترکی انگریزی تعلقات پر مباحثہ ہونے کے دوران میں مسٹر کرزن نے بیان کیا - کہ سلطان المعظم نے اُن ذمہ واریوں کو جو بروے عہدنامہ قبرص انپر عاید ہوتی تھیں پورا نہیں کیا اسلئے بروے عہدنامہ مذکور جو کچھ ذمہ واریاں گریٹ برٹن پر عاید ہوتی تھیں وہ بھی کالعدم ہوگئی ہیں - مگر گورنمنٹ انگلشیا ان ذمہ داریوں کو جو عہدنامجات ۱۸۵۶ء - ۱۸۷۱ء - ۱۸۷۸ء میں مندرج ہیں تسلیم کرتی ہے (عہدنامہ قبرص کیلئے ناظرین اخبار وکیل نمبر ۲ - مورخہ ۱۴ اگست ۱۸۹۵ء ملاحظہ فرماویں مضمون منفرو مظالم آرمنیا میں ان تمام عہدناموں اور اُنکی ذمہ واریوں کی مفصل قلعی کھولی گئی ہے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے) قبرص کی بابت گورنمنٹ انگلشیہ سلطان المعظم کو ۹۲۴۴۰ پونڈ سالانہ خراج دیتی ہے - مگر یہ رقم سلطانی خزانہ میں داخل نہیں ہوتی - بلکہ ان فرانسیسی اور انگریزی ساہوکاروں کو جنہوں نے ۱۸۵۵ء میں سلطان کو ان دونوں ملکوں کی کفالت سے قرض دیا تھا ادا کیجاتی ہے - ۱۸۸۹ء میں انگلستان کو ۴۵ ہزار پونڈ اس خراج میں اپنی خزانہ سے ڈالنی پڑے - ۱۸۹۰ء میں ۳۵۰۰۰ ہزار - ۱۸۹۱ء میں دو ہزار پونڈ - مگر ۱۸۹۲ء میں انگلستان کو جزیرہ کا کل خرچ ادا کرنے کے بعد بھی بارہ ہزار پونڈ اسکے محاصل سے بچ رہے - اب دیکھئے انگلستان کی یہ نئی ادبیچ کیا رنگ لاتی ہے - انصاف اور قانون متقاضی ہیں کہ جب انگلستان ایشیائی مقبوضات سلطانی کی حفاظت کرنے کی ذمہ واری سے سبکدوش ہوتا ہے - تو وہ جزیرہ بھی جو ضمانت مذکور کے بوقت ضرورت زیر عمل لانے میں سہولیت پیدا کرنے کے واسطے لیا گیا تھا - سلطان کو واپس کر دیا جاوے - مگر ہمارے ایماندار عیسائی مدبرین یہ پیچ نکالیں گے کہ تخلیہ قبرص کیلئے یہ شرط ہے کہ اگر روس باطوم اردہان اور قارص کو چھوڑ دے - تو انگلستان بھی اس جزیرہ کو خالی کر دیگا پس جبتک روس مقامات مذکورہ کو خالی نہ کرے - ہم بھی خالی نہ کرینگے - مگر تار کا مضمون نہایت ہی مہمل ہے اور اس سے یہ کسی طرح معلوم نہیں ہو سکتا - کہ قبرص کی متعلق گورنمنٹ انگلشیہ کا کیا ارادہ ہے - البتہ آثار سے اسقدر معلوم ہو سکتا ہے کہ گورنمنٹ اس کا قبضہ نہیں چھوڑیگی - بلکہ شاید ساتھ ہی خراج کو بھی بند کرکے گورنمنٹ عثمانیہ کو جنگ پر برافروختہ کریگی - اور چونکہ قبرص کو حاصل کرنے کیلئے بحری لڑائی ضروری ہوگی - اسلئے انگریز سلطان کو کسیطرح سمندر میں مدمقابل ہونے پر برانگیختہ کرنیکی کوشش کرینگے - تاکہ بقول لارڈ سالسبری مسئلہ آرمینیا میں جو خفتیں انگلستان کو سلطان المعظم کی زبردست پالیسی سے اٹھانی پڑی ہیں انکا عوض جسطرح بن پڑے سمندر میں لیا جاوے جہاں لارڈ سالسبری صاحب فرماتے ہیں کہ انگلستان چھ سلطانوں کو نیچا دکھلا سکتا ہے - مگر سلطان المکرم کی کمال دوراندیشی سے ہمیں یقین کامل ہے کہ وہ انگلستان کی ان لوچھی حرکتوں اور کرتوتوں سے

برافروختہ ہوکر جلد بازی نہیں کر گذرینگے۔ بلکہ اگر صورت معاملہ فی الواقع ہی بالکل بگڑ گئی۔ تو وہ غالباً قبرس روس یا فرانس کو انہیں شرطوں پر دیدینگے جن شرطوں پر انگلستان کو ملا تہا۔ اور پہر آپ الگ بیٹھکر اِن دونوں فریقوں کا تماشہ دیکہیں گے۔

یہاں ہم انگلستان کے مدبروں پر یہ افسوس کرنے سے باز نہیں رہ سکتے۔ کہ وہ اپنے جانی دشمنوں روس اور فرانس کی زبردست چالوں کو قدم قدم پر کامیاب ہوتا دیکھ رہے ہیں۔ پہر بہی اُنکو کوئی ہوش نہیں آتا۔ شاید اب اٹلی کے اتحاد کے بہروسہ پر وہ ٹرکی فرانس اور روس کے اتحاد ثلاثہ بلکہ معہ جرمنی اتحاد اربعہ کی کوئی حقیقت نہیں سمجھتے۔ مگر دونوں فریقوں کی نسبتی طاقتیں بتا رہی ہیں کہ انگلستان اپنے اسقدر زبردست دشمنوں کے مقابلہ میں ہرگز کامیاب نہیں ہوسکتا۔ اچھا ہو یکھیں انگلستان کے وزرار کی بدولت اُس ملک کو ابہی کیا کیا ذلتیں اُٹھانی پڑتی ہیں۔ اڈیٹر) +

لنڈن۔ یکم اپریل۔ ہفتہ کے دن درویشوں کے جم غفیر نے بمقام کسالا اطالین فوج پر حملہ کیا۔ اطالین افواج کا خفیف نقصان ہوا۔ +

لنڈن۔ ۲۔ اپریل۔ (مہم سوڈان) ڈنگولہ میں درویشوں کی ۶ ہزار فوج متعیم ہے۔ اور ضلع سواکم کی چار مصری پلٹنیں محافظت کر رہی ہیں۔ +

لارڈ سالسبری نے اعلیحضرت سلطان المعظم کی خدمت میں مہم ڈنگولہ کے ضروری ہونیکے متعلق جو صورت حال کی رپورٹ ارسال کی تھی۔ اُس سے حضور ممدوح کو کامل اطمینان ہوگیا ہے۔ +

پیرس۔ ۲۔ اپریل۔ ایم بورجیس وزیر صیغہ خارجہ نے دار الوکلا میں آج شام اُن مراسلات کو پڑہا جو گورنمنٹ برطانیہ سے وقتاً فوقتاً مسلسل طور پر موصول ہوئے تھے۔ اور جن میں مصر کو خالی کردینے کے وعدے مندرج تہے۔ وزیر موصوف نے آخر میں اسبات پر زور دیا کہ مصری مسئلہ ایک ایسا سوال ہے جس سے کل دول کو تعلق ہے۔ وزیر موصوف کی تقریر کے خاتمہ پر ایک پرجوش مباحثہ کے بعد ۹۹ رائوں کی کثرت سے گورنمنٹ کی کارروائیوں پر اعتماد رکہنے کا ووٹ پاس کیا گیا۔ +

لنڈن۔ ۴۔ اپریل ٹائیمز لکہتا ہے۔ کہ ایم برتھیلوٹ اسواسطے مستعفی ہوئے تھے۔ کہ بیرن موہرن ہیم روسی سفیر متعینہ پیرس نے اُنکو منع کیا تھا کہ روس سے پہلے مشورہ کرنیکے بغیر دار الوکلا میں مصری مسئلہ کے متعلق کچھہ بیان نہ کیا جاوے +

ہفتہ مذکور کی دیگر خبریں

مسٹر گلیڈسٹون صاحب سے درخواست کی گئی تہی۔ کہ ایک ڈیپوٹیشن لیکر لارڈ سالسبری کے پاس جائیں کہ گورنمنٹ فاقہ کش آرمینیوں کے لئے ایک فنڈ کہولے۔ مگر مسٹر مذکور نے بظاہر خلل صحت اور کمزوری کا عذر کرکے ٹالدیا۔ لیکن دراصل بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ باوجود مسیحی انکسار و آرمینیوں کی ہمدردی کے جہوٹے صاحب موصوف کی نفسانیت نے اپنے رقیب کے پاس التجا لیجانے کی خفت برداشت کرنیکو منظور نہیں کیا۔ ورنہ کیا یہ ممکن ہے کہ فرانس اور اٹلی تک کی تو خاک چھانتے پھریں۔ اور خاص لنڈن میں ایک آدہ میل کا سفر نہ کر سکیں۔ +

ایک ایماندار عیسائی صاحب یہودیوں کو صلاح دیتے ہیں کہ وہ بیت المقدس کے قرب وجوار کی زمین سلطان المعظم سے خریدنے کی کوشش کریں۔ اور اُسی خرید کردہاں قبضہ کرلیں۔ مگر زرقیمت یکبارگی نہ حوالہ کردیں۔ بلکہ تھوڑا سا روپیہ پیشگی دیکر پہلے قبضہ کرلیں اور پھر لیت ولعل کرتے رہیں۔ اتنے میں کسی نہ کسی حادثہ سے سلطنت تباہ ہوجاویگی۔ اور یہودی ہینگ لگے نہ پھٹکری مفت میں فلسطین کے مالک بنجاوینگے۔+

لارڈ روزبری صاحب سابق وزیر اعظم نے پچھلے دنوں ایک عالیشان جلسہ میں تقریر کرکے لارڈ سالسبری کی پالیسی دربارہ مسئلہ آرمینیا کی خوب پرخچے اڑائے اور آخر میں سلطان المعظم کی گورنمنٹ بھی اُن کی بدزبانی سے نہ بچ سکی+

شاہنشاہ جرمن نے توفیق پاشا ترکی وزیر صیغہ خارجیہ کو سرخ عقاب کے طبقہ کا مرصع تمغہ عطا فرمایا ہے+

اعلیٰ حضرة سلطان المعظم نے ابراہیم آفندی قاضی قسطنطنیہ حال قاضی عسکر اناطولیہ کو اعلیٰ درجہ کا نشان مجیدیہ عطا فرمایا ہے۔+

دمشق کے باشندوں نے فوج کے لئے دس ہزار گرم واسکٹ۔ پانسو کوٹ۔ اور چالیس گھوڑے گورنمنٹ عثمانیہ کی نذر کئے۔ دولتو وزیر اعظم نے گورنر جنرل کی معرفت انکو شکریہ کا پیغام بھیجا ہے۔+

افواج متعینہ۔ ارض روم۔ طرابلس الغرب اور حجاز میں ایک ایک ڈویژن فوج اور بڑھا دی گئی ہے+

صوبہ موصل کو دجلہ وفرات کی طغیانی سے بہت نقصان پہنچا۔ شہر موصل کے ارد گرد پانی ہی پانی نظر آرہا ہے۔+

امیر البحر سعید پاشا مرحوم بڑی شان وشوکت سے دفنائے گئے۔ تجہیز وتکفین کا کل خرچ اعلیٰحضرت امیر المومنین نے صرف خاص سے مرحمت فرمایا۔+

اناطولیہ میں اب سب طرح سے امن ہوگیا ہے۔ تقریباً کل فوج ردیف گھروں کو واپس آگئی ہے۔ اُسکی صرف دو پلٹنیں بیروت اور رلتا کیہ میں رکھی گئی ہیں۔+

کارخانہ ظروف چینی جسے اعلیحضرت نے ½ ۱ برس ہوا قائم کیا تھا بڑی کامیابی سے چل رہا ہے اور وہاں کے بنے ہوئے برتن یورپ کے برتنوں کو دساور سے خارج کررہے ہیں۔+

بغداد کی نواح میں طغیانی کی وجہ سے بہت سی جانوں کا نقصان ہوا ہے اور اسباب بھی بیشمار تلف ہوا۔ بہت سے عصہ زمین پر خاص کر ضلع ارفا میں تمام پانی پھیل گیا ہے۔ ۲۰۰ ہزار سے زیادہ مویشی اور عرب کی ایک خانہ بدوش قوم کے قریباً ۲ سو آدمی ہلاک ہوئے بغداد میں ہمیشہ مارچ اور اپریل کے مہینہ میں جب کہ برف پگھلتی ہے طوفان آیا کرتا ہے۔ اس سال گذشتہ سالوں سے زیادہ زور شور کیساتھ طوفان آیا۔ کیونکہ جنوری کے مہینہ میں دجلہ اسقدر چڑھ گیا تھا کہ شہر بغداد بمشکل تباہ ہونے سے بچا۔+

ہفتہ مختتمہ ۱۲ اپریل ۱۸۹۶ء کی تار کی خبریں وغیرہ

تار کی خبریں مع مختصر حواشی

لنڈن - ۴ - اپریل (مہم سوڈان) مقام جنگ کی تازہ خبروں سے معلوم ہوا ہے کہ جو کی سیدیرات کی امداد میں قلعہ کسالا کی کل فوج نے درویشوں پر جو تعداد میں ۵ ہزار تھے - حملہ کرکے انکو شکست دی ہے درویشوں کا بہت نقصان ہوا مگر اٹلی والوں کی صرف ایکسو مقتول و مجروح ہوئے (قضیہ برعکس سمجھنا چاہیے اڈیٹر) لڑائی چار گھنٹہ تک ہوتی رہی +

لنڈن - ۶ - اپریل ۷، درویش مقام ہوگرالہ تک جو اکاشیہ سی ۲۰ میل پر ہے بڑھ آئے ہیں - دوست فرقوں اکاشیہ کے مقابل ایک مقام پر قابض ہیں - اور سواکم کے قریب کے دوست فرقوں نے درویشوں کو شکست بھی دی ہے - +

پیرس - ۶ - اپریل (مہم ڈنگولہ) ٹائمز بیان کرتا ہے کہ ابتداً شاہ ہمبرٹ (والی اٹلی) نے جرمنی اور انگلستان دونوں کے سامنے ایک ساتھ مہم ڈنگولہ کی تجویز کو پیش کیا تھا - +

قاھرہ - ۶ - اپریل - ایک زبردست درویش فوج قلعہ جلیب (واقعہ بحرۂ قلزم) کو دھمکی دے رہی ہے اور انکی ایک دوسری فوج مقام کو کریب پہنچ گئی ہے - ان دونوں کی وجہ سے ایک اور مصری پلٹن کا سواکم کو بھیجنا ضروری ہوگیا ہے +

لنڈن - ۸ - اپریل - اطالین افواج متعینہ کسالا نے ۲ ماہ حال کو درویشوں پر حملہ کیا اور جزوی طور پر انکے قلعوں کو جو تصرف میں تھے فتح کرلیا - اس تاریخ کے بعد جنرل بالڈسرا اطالین سپہ سالار فوج کو کسالا خالی کردینے اور ساگریات کو واپس ہٹ آنے کا حکم دیا - +

لنڈن - ۷ - اپریل - سواکم میں ہندوستانی افواج کے بھیجے جانے کے مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے ٹائمز لکھتا ہے کہ ہندوستان اور افریقہ کے درمیان جو تعلق مدتوں سے چلا آتا ہے - ترسیل افواج اسکا قدرتی نتیجہ ہے - مگر گورنمنٹ کو ان ہندوستانیوں کی حالت پر جو افریقہ میں آباد ہیں غور کرنا چاہیے اور انکو واجبی حیثیت بخشدینی چاہیے - امید ہے کہ انگلستان جب افریقہ کے کارزاروں میں ہندی سپاہیوں کی خدمات کی طرف خیال کریگا تو وہ ہرگز روا نہ رکھیگا کہ تارک الوطن ہندیوں کو برٹش رعایا کی حیثیت سے محروم رکھا جاوے - +

لنڈن - ۸ - اپریل - (مہم سوڈان) یقین کیا گیا ہے - کہ بوقت ضرورت فی الفور سواکم کو روانہ ہوجانے کے لئے ہندوستانی افواج تیار رکھی جارہی ہیں - +

روما - ۸ - اپریل - ۳ تاریخ کی لڑائی میں اطالین افواج کے دس افسر اور تین سو سپاہی مارے گئے - اطالین کمانڈر کو توقع

لارڈ بیکنسفیلڈ

تہی کردہ دوسرے دن درویشوں کے دوسرے قلعے ہی فتح کر لیگا۔ مگر اُسے خالی کر دینے کا حکم دیا گیا۔ +

لنڈن۔ ۸۔ اپریل۔ جنرل کچنر نے محکمہ جنگی سے جواور افسروں کے لئے درخواست کی تھی وہ منظور کر لی گئی ہے درویش سواکم کے قریب۔ بام تامانیت پہنچگئے ہیں (مقام تامانیت سواکم سے ۲۵-۲۶ میل کے فاصلہ پر ہے اور عثمان دغمہ وہی بہادر ہے جسکے ساتھ ۱۸۹۱ء میں سواکم اور ٹوکر کے ضلع میں متواتر کئی مہینے لڑائی ہوتی رہی اور آخر کار برٹش سکلوں سے تعمیہ ٹوکر اُسکے قبضہ سے چھینا گیا۔ مگر اسوقت ان صحرائی جوانمردوں کے پاس سوائے جوش مذہبی اور تہور کے اور کوئی زبردست ہتھیار موجود نہ تھا۔ نیزے تک سب کے پاس موجود نہ تھے۔ برخلاف اسکے اب سنا جاتا ہے۔ کہ اب وہ عموماً جدید اسلحہ سے مسلح ہیں۔ اور کسالا میں صرف ایک ہی ہلہ میں ۱۰۔ ۱۲ اطالین فوج کا مارا جانا اس امر کی کافی شہادت دیتا ہے۔ ایک انگریز سیاح لکھتا ہے۔ کہ خلیفہ عبداللہ کے پاس جسکا دارالخلافہ اومدرمان (من مضافات خرطوم) ہے۔ فقط ۴۵ ہزار فوج ہر قسم کی رہ گئی ہے۔ مگر اسکا یہ اندازہ بہت غلط معلوم ہوتا ہے۔ اُسی سیاح کا بیان ہے کہ ۱۸۹۱ء میں خلیفہ کے پاس ۱۲۔ ہزار ریمنگٹن قسم کی بندوقیں۔ ۹ ہزار مختلف قسم کی رائفلیں یا بندوقیں، ۲۲ پیتل کی کوہی توپیں۔ بھکرپ توپیں چار یا پانچ کلدار توپیں اور چند بان کی توپیں تہیں۔ مگر ان پانچ برسوں میں یہ تعداد جیسا کہ جنرل کے جان رابٹ صاحب کے مضمون سے معلوم ہوتا ہے۔ بہت ترقی پذیر ہو گئی ہوگی + (اڈیٹر) +

لنڈن۔ ۱۰۔ اپریل۔ مسٹر کرزن نے سر ایشمیڈ بارٹلمٹ کے سوال کے جواب میں بیان کیا کہ گورنمنٹ نے دُول سے کوئی ایسا معاہدہ نہیں کیا کہ ڈنگولہ سے آگے پیشقدمی نہ کی جاوے۔ +

ایضاً۔ ۱۰۔ اپریل۔ تقرف کی درویش فوج اپنے مجروحین اور چند خچروں کو جنیر غلہ لدا ہوا تھا پیچھے چھوڑ کر دہ سیدر آ کے راستے اور سوبری کو ہٹ گئی ہے۔ +

ایضاً۔ ۱۰۔ اپریل۔ دسو ڈان، جنرل کچنر کی درخواست کے مطابق ۱۶۔ برٹش افسر مہم ڈنگولہ میں شامل ہونے کیلئے بہت جلد مصر جانے والے ہیں۔ +

مسوواسے تاریں موصول ہوئی ہیں کہ شاہ منیلک درویشوں سے خط و کتابت کر رہا اور انہیں تحفے تحائف بھیج رہا ہے +

پیرس۔ ۱۰۔ اپریل۔ ایک سرکاری مراسلت سے معلوم ہوا ہے۔ کہ لارڈ دفرن پیرس واپس پہنچ گئے ہیں اور مصر کے متعلق پھر گفتگو شروع ہو گئی ہے۔ +

ھفتہ مذکور کی دیگر خبریں

فرانس کے مشہور اخبار ریوڈی پیرس میں ایک گمنام مضمون شائع ہوا ہے کہ وہ دن عنقریب آنیوالا ہے کہ فرانس جرمنی اور روس تینوں ملکر انگلستان پر حملہ آور ہونگے۔ اور اُن کی فوجیں لنڈن کے گلی کوچوں اور محلوں کی مالک ہونگی۔ راقم مضمون کی رائے ہے کہ انگریزوں کی بحری طاقت اتنی وسیع ہے کہ جبتک جبراً نہ پکڑے جاویں اُسکو واسطے کافی آدمی بہم پہنچنے دشوار

ہیں اور اُسکی اِس وسعت نے اُسکو دراصل بالکل کمزور کر رکھا ہے۔ دُوَل یورپ کو اُس سے ہرگز خائف نہیں ہونا چاہئیے۔ عام خیال ہے کہ مضمون مذکور کا راقم فرانسیسی مجلس وزراء کا کوئی ممبر ہے۔ جس سے اُس کی بہت وقعت ہو رہی ہے اور انگلستان کے مدبرین اُسپر کمال غور کر رہے ہیں۔ +

ڈنگولہ کیلئے پانچ چھ ہزار اونٹ خریدے جاینگے۔ مصری فوج حملہ آور جس کی تعداد سات ہے آٹھ ہزار کے قریب ہے قاہرہ سے جرجہ تک جو بالائی مصر ریلوے کا اسوقت آخری اسٹیشن ہے۔ ریلوی پر اور جرجہ سے جہاز پر سوار ہوکر اسوان کی آبشار تک پہنچیں۔ جہاں خشکی پر اُتر کر وہ براہ خشکی آبشار نشلال کو گئیں۔ اور وہاں سے پھر جہازوں پر سوار ہوکر وادی حلفہ پہنچیں۔ جہاں صدر کیمپ قائم کیا گیا ہے۔ وادی حلفہ میں دس جہاز سامان ریلوے سے لدے ہوئے پڑے ہیں۔ سامان مذکور وادی حلفہ سے اِس ریلوے پر سراس پہنچایا جاویگا۔ ۱۸۸۶ء میں سراس سے بجانب اکاشیہ ساٹھ میل ریلوی لائین تیار تھی مگر واپس چلے آنے پر سوڈانیوں نے اکھاڑ دی۔ البتہ مٹی کا بند ابھی تک موجود ہے۔ اور امید ہے کہ اپریل کے اختتام پر یہ ساٹھ میل بالکل تیار ہو جاوینگے۔ +

انگلستان کے نامور مدبر اور جرنیل سر جان رِیڈ صاحب تحریر کرتے ہیں۔ کہ اگر سوڈان کو پھر دوبارا فتح کرنے کے لئے مناسب موقعہ آگیا ہے۔ تو گورنمنٹ انگلشیہ کو اُس سے مستفید ہونے سے پہلے سواکم سے لیکر بربر تک ریلوے بنا لینا چاہئیے۔ اور پھر سوڈان کی طرف پیشقدمی کرنی چاہئیے۔ سواکم اور بربر کا راستہ۔ ڈنگولہ اور نیل کے راستہ سے زیادہ کار آمد اور مفید ہے اور پیشقدمی موسم سرما سے پہلے ہرگز نہیں کرنی چاہئیے۔ اور اسکے ساتھ ہی ہم کو سودانیوں کی مسلم الثبوت جنگی قابلیتوں کو فراموش نہ کر دینا چاہئیے۔ جو اب بہ نسبت سابق عمدہ ہتھیاروں سے مسلح اور علاوہ ازیں اطالین افواج کی شکست سے بہت کچھ دلیر ہوگئے ہیں۔ پس اُنکی سرکوبی کے لئے بہت بڑی فوج کی ضرورت ہے جس میں زیادہ تر انگریزی فوجیں ہوں۔ اور اس فوج کے علاوہ سرحد مصر سے ڈنگولہ تک راستہ کی حفاظت کیلئے ایک دائمی فوج ہونی چاہئیے۔ ورنہ اس بارہ میں تغافل کرنے کا وہی خمیازہ اُٹھانا پڑے گا۔ جو اطالین افواج نے حبشیوں کے ہاتھ سے اُٹھایا ہے۔ +

مصر کے عربی اور فرانسیسی اخبارات مہم سوڈان کی بڑے زور سے مخالفت کر رہی ہیں۔ اور انگلستان کو مطعون کر رہی ہیں کہ وہ اپنے فائدہ کے لئے مصری فوج اور مصری خزانہ کو برباد کرنے لگا ہے۔ اُسے اگر یوگنڈا کی حفاظت اور اٹلی والوں کی امداد مطلوب ہے۔ تو اپنی فوج اور اپنے روپیہ سے کرے۔ نہ کہ غریب مصری گورنمنٹ کا ستیاناس کرنے پر کمر باندھ لے +

لنڈن۔ ٹائمز راوی ہے کہ اورفا (واقعہ آرمینیا) کے چند پادری ہنگامہ میں قتل ہونے سے چند روز پیشتر مندرجہ ذیل پیغام اپنے ہموطن مسلمان بھائیوں کو نام لکھ گئے "اے ہمارے مسلمان بھائیو! تم میں سے اکثر نے مذہبی جوش اور قومی تعصب کو نزدیک نہیں پھٹکنے دیا۔ اور انسانیت کو ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔ تمنے بڑی فیاضی اور فراخ حوصلگی سے اس طوفان بے تمیزی کے زمانہ میں ہماری مدد و اعانت کی۔ ہم تمہاری اِن ہمدردیوں اور مہربانیوں کا سچے دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔ ہمکو صرف تمہارا

ضمیر ہی تحسین نہیں کرتا ہوگا۔ بلکہ کُل بھلے آدمی تمہاری تعریف میں رطب اللسان ہونگے اور ہم تو اُس خداوند کریم سے جس کی ہم اور تم یکساں عبادت کرتے ہیں دعا کرتے ہیں کہ وہ تم کو خوش رکھے۔ ہماری تمام شکایات تو بنی نوع انسان کے مشترکہ حقوق اور تقاضائے انسانیت پر مبنی تھیں اور وہ بیجا نہ تھیں۔ مگر یہ انگلستان ہی تھا جسنے مسودہ اصلاحات پیش کرکے اُسکے منظور کرا لینے کیلئے ہمارے سلطان المعظم پر ایسا ناجائز دباؤ ڈالا کہ وہ سخت برافروختہ ہوگئے اور انہوں نے ہمکو ہی موجب فساد سمجھکر ہماری قلع قمع کرنے کا ارادہ کرلیا کہ جب یہ مادۂ فساد ہی نہ رہا تو عیسائی سلطنتوں کی آئے دن کی دراندازیاں خود بخود ختم ہو جائینگی۔ افسوس انگلستان نے اپنے پولیٹیکل اور خود غرضانہ ذاتی اغراض کو پورا کرنے کے لئے ہمارا بہانہ پکڑا جس کا اب ہم خمیازہ بھگت رہے ہیں۔ اور وہ بے رحم خود غرض مزے سے الگ کھڑا تماشا دیکھہ رہا ہے کیا یہی عیسوی ہمدردی اور اخوت ہے اور کیا اسیکا نام مردانگی ہے؟" +

مسٹر گلیڈسٹون اور اسکے چیلے چانٹے اس پیغام کو پڑھکر دل میں جھینپے تو بہت ہونگے!!!

دجّال کا چھوٹا بھائی پادری کنین میک کول صاحب آرمینیوں کے لئے چندہ کرنے کے واسطے آجکل اٹلی میں جابجا وعظ کر رہا ہے۔ مگر احمق یہ نہیں سمجھتا۔ کہ جب ان بیچاروں کو حبشیوں سے اپنی ہی جان چھوڑانی مشکل ہو رہی ہے۔ تو وہ اس پاگل پادری اور باغی آرمینیوں کے لئے کیا کر سکتے ہیں؟ +

ضلع برجیک (واقعہ آرمینیا) میں پندرہ سوارمنی بطیب خاطر مسلمان ہوگئے ہیں۔ +

مسلمانوں کے سچے خیرخواہ سر الشمیہڈ بارٹلٹ اور مسٹر برڈٹ کوٹس ممبران پارلیمنٹ کی والدہ مکرمہ ۸۰ برس کی عمر میں ۱۴۔ مارچ کو رہگرائے عالم جاودانی ہوگئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون +

ہفتہ مذکور کی مضامین خاص

منقول از اخبار وکیل مورخہ ۱۳۔ اپریل ۱۸۹۶ء

{مہم ڈنگولہ پر برٹش پارلیمنٹ میں مباحثہ}

۱۶۔ مارچ کے اجلاس پارلیمنٹ میں گورنمنٹ اور مخالف فریق کے چند سربرآوردہ اراکین میں مہم ڈنگولہ کی تائید و مخالفت میں جو مباحثہ ہوا۔ اُسی ناظرین کی آگاہی کے لئے ذیل میں درج کرتے ہیں۔ فریقین کے بیانات بالکل صاف صاف اور کھلم کھلا ہیں اور ہماریطرف سے کسی تشریح یا رائے کے محتاج نہیں۔ ناظرین انکو پڑھکر خود ہی نتیجہ نکال سکیں گے۔ +

سب سے اول سر ولیم ہارکورٹ صاحب نے گورنمنٹ سے دریافت کیا۔ کہ وادی نیل میں پیشقدمی کرنے کا مقصد و مدعا کیا ہے اور کسلئے کیجاتی ہے۔ مسٹر کرزن نائب وزیر صیغہ خارجیہ نے جوابدیا۔ کہ اس مہم کے بواعث واسباب یہ ہیں کہ چند ہفتوں سے گورنمنٹ کو اطلاع پہنچ رہی تہی۔ کہ درویشوں کی بڑی بڑی جماعتیں جاہات مراد (واقعہ برلب دریائے نیل) اور نغام کو کریب کی طرف جو سواکم اور بربر کے درمیان ہی بڑھ رہی ہیں اور عثمان دِغمہ ہماری جمعیت کیساتھہ کسالا کی جانب بڑھا چلا آرہا ہے۔ یہ خبریں

گورنمنٹ کو فروری کے اخیر پر موصول ہوئیں۔ اور انگریزی و مصری گورنمنٹوں نے ان سے یہ رائے قائم کی کہ اگرچہ درویشوں کا سردست مدعا صرف کسالا پر پیش قدمی کرنے کا ہے۔ مگر آخر کار مصر بھی اُسکے بُرے اثروں سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔ اس خبر سے ایسے نازک موقعہ پر جبکہ بحیرۂ قلزم کے مغربی سواحل پر اٹلی والے سخت نرغہ میں پھنسے ہوئے تھے پہنچنے سے نہایت تشویش پیدا ہوئی اور تھوڑے ہی عرصہ کے بعد مقام اڈوما اٹلی افواج کی اُس ناگفتہ بہ فاش ہزیمت کی اطلاع آگئی جسکو ہمارے ملک میں کوئی ایسا بشر نہ ہوگا جسنے بڑے افسوس اور رنج کیساتھ نہ سنا ہو اٹلی بہادر سپاہیوں کا ملک ہے۔ وہ ہمارے بڑے پکّے دوست اور ہمدرد و معاون ہیں۔ اور سوائے معدودے چند لوگوں کے سبنے اُن کی اس مصیبت پر کمال ہمدردی کا اظہار کیا ہے اور تمنا ظاہر کی ہے۔ کہ اٹلی اپنی عزت و وقار کو قایم رکھنے میں کامیاب ہو۔ مگر اس مصیبت سے تنہا اٹلی کو نقصان نہیں پہنچا۔ بلکہ مصر کے لیے بھی خطرہ پیدا ہو گیا۔ کیونکہ اطالین صرف حبشیوں ہی سے جنگ نہیں کر رہے۔ بلکہ کسالا میں بھی انہوں نے فوجی چوکی قایم کی ہوئی ہے۔ اور دس ہزار درویش اُسپر دانت تیز کئے بیٹھے ہیں۔ پس یہ ظاہر ہے۔ کہ افریقہ میں اسوقت چند ایسی طاقتیں شتر بے مہار ہو رہی ہیں۔ کہ اگر متواتر فتحیابیوں سے وہ سرمست ہو گئیں۔ تو نہ فقط اٹلی یا مصر یا انگریزی رعب و داب ہی معرض خطر میں پڑ جائیگا۔ بلکہ تمام یورپ کے لئے جو اُس حصہ میں تہذیب پھیلانے کا باعث ہو رہا ہے اندیشہ کا مقام پیدا ہو جائیگا۔ گورنمنٹ انگلشیہ گورنمنٹ مصر سے مسلسل خط و کتابت کرتی رہی ہے اور ہر دو ملک کے جنگی مشیروں نے یہی رائے دی ہے کہ صورت واقعہ ایسی نازک ہو رہی ہے۔ کہ فی الفور کارروائی کرنا نہایت ضروری ہے چنانچہ انکی رائے کے مطابق یہی فیصلہ کیا گیا ہے۔ کہ مصر کی موجودہ و مستقبلہ اغراض و مفاد کے لئے وادی نیل میں پیشقدمی کرنا لازمی ہے مہم کو اکاستہ جانیکا حکم دیا گیا ہے۔ یہ مقام برلب دریائے وادی حلفہ اور ڈنگولا کے راستہ میں اول الذکر مقام سے ہر دو مقامات کے درمیانی فاصلے کے تیسرے حصہ مسافت پر واقعہ ہے انگریزی مہم رفتہ رفتہ ڈنگولا تک بڑھے گی۔ مگر جنگی ملکی اور مالی وجوہات کا عام طور پر بیان کرنا قرین مصلحت نہیں ہے۔ اسلئے مہم مذکور کی نقل و حرکت کے متعلق میں اور زیادہ بیان نہیں کر سکتا۔ اس پیشقدمی سے دو فائدے صریح طور پر مترتب ہونگے۔ ایک تو کسالا میں جو اطالین فوج محصور ہو رہی ہے۔ اُسکو امداد پہنچ جائیگی۔ اور درویش اپنے ملک کو مہم سے بچانے کے لئے وہاں کا محاصرہ اُٹھا لیں گے۔ دوم مصر اُس خطرہ سے بچ جائیگا جو درویشوں کو بالکل کھلا چھوڑ دینے اور انکو اپنی جمعیت کو مضبوط کر لینے دینے سے بہت ہی جلد نہایت خوفناک اور مہیب صورت اختیار کر لیتا" +

سر ولیم ہارکورٹ نے اس تقریر کو سُنکر بیان کیا۔ کہ پچھلے چند مہینوں میں جسقدر واقعات ظہور پذیر ہوئے ہیں اُن سب سے اس پیش قدمی کا واقعہ بہت بڑھکر خوفناک اور مضر اثر پیدا کرنے والا ہے۔ اور اگر گورنمنٹ اس مہم کو سوڈان پر آیندہ پیش قدمی کرنے کے لئے فقط ایک پہلا زینہ بنانا چاہتی ہے تو فریق مخالف (لبرل اور ریڈیکل پارٹی) اس کی نہایت سخت مخالفت کریگا۔ +

اس کے بعد مسٹر لبوشیر نے کہڑے ہوکر ایک نہایت مدلل تقریر میں پہلے انگلستان اور سوڈان کے تعلقات واضح طور پر بیان کئے۔ اور پہر ارشاد کیا کہ "میں بیشک اٹلی والوں کا دوست ہوں۔ مگر جب تک کہ وہ خاص اٹلی ہی میں رہیں اور نہ اسوقت جبکہ وہ اپنے ملک سے نکلکر افریقہ کے آزاد ملکوں اور قوموں کا قلع قمع کرنا چاہیں۔ برخلاف اسکے مجہ ان لوگوں سے پوری پوری ہمدردی ہے جو افریقہ کے اصلی ملک اور اپنے ملک کو اجنبیوں کی دستبرد سے بچانے کیلئے جانیں قربان کر رہے ہیں۔ اور میں اٹلی والوں کے شکست کہانے پر نہایت خوش ہوا ہوں۔ جنگ حبش اٹلی کے وزیر اعظم نے رعایا کی توجہ کو ملک کے اندرونی معاملات سے ہٹانے کیلئے شروع کی تہی اور کل نیک نیت اشخاص اور محبان وطن اس لڑائی کے برخلاف تہے اور ہیں۔ اسلیئے ایسی گورنمنٹ کی امداد کے لیئے جو دشمن ملک ہو خود جنگ کی مصیبت میں پھنسنا نہایت حماقت ہے۔ علاوہ ازیں اس مجوزہ مہم کا یہ لازمی نتیجہ ہوگا کہ اور سو برس کے لیئے ہمارے جھنڈے سرزمین مصر میں پوری طرح گڑ جاینگے۔ اور میرے خیال میں یہ چڑہائی کی بہی اسواسطے جاتی ہے کہ مصر خالی کردینے کے جو وعدے وعید ہم یورپ اور خاصکر فرانس سے کرچکے ہیں۔ انکے پورکرانے کا موقعہ نہ دیا جاوے" +

انکے بعد مسٹر جان مارلے نے نائب وزیر سے دریافت کیا۔ کہ وہ کونسی خبریں ہیں کہ جن کا ذکر انہوں نے اپنی تقریر میں کیا ہے۔ اسپر وزیر موصوف نے چند تاریں پڑہکر سنائیں جو ۲۴-۲۶- و ۲۸ فروری کو لارڈ کرومر نے مصر سے روانہ کی تہیں۔ ان میں تحریر تہا کہ درویش جاہات مراد پر حملہ کرنے کی تیاریاں کررہے ہیں۔ عثمان دغنہ اور اسکا بہائی موسیٰ دغنہ سواکم کے ااا اور کوکریب کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ اور خرطوم سے خلیفہ نے ایک تیسری فوج ڈنگولہ کو بہیجی ہے اور خلیفہ عبد اللہ نے اطالین لوگوں کے برخلاف جہاد کا اعلان دیا ہے اور گورنر بربر نے حسب الحکم خلیفہ ساحل کے ساتھ تجارت کے بند کردینے کا حکم دیدیا ہے۔ ان تاروں کے سننے کے بعد مسٹر جان مارلے نے پہر سوال کیا کہ کیا اس مہم کا سارا خرچ مصر پر ڈالا جائیگا یا کہ انگلستان بہی کچہ حصہ دیگا۔ مگر اسکا گورنمنٹ کی طرف سے کوئی جواب نہ ملا۔ باقی مباحثہ ۲۰- مارچ کو ہوا جس کی مفصل کیفیت اس ہفتہ کی ڈاک ولایت سے معلوم ہوجائیگی +

مختتمہ ہفتہ ۲۰- اپریل سنہ ۱۸۹۶ع کی تارکی خبریں وغیرہ

تارکی خبرین مع مختصر حواشی

قاہرہ- ۱۳- اپریل۔ مصری سرمایہ داروں کا ایک گروہ جنکے پاس دس لاکہہ پونڈ مالیت کے دیسی تمسکات ہیں فرانسیسی تمسکداران کے دعوے کی قانونی مخالفت کررہا ہے اسکا بیان ہے کہ کمیشن قرضہ قومی نے جو روپیہ عطا کیا ہے۔ مہم ڈنگولہ کے

ضروری ہونے کی وجہ سے وہ بجا طور بر دیا گیا ہے۔ فرانسیسی تمسکداروں کا دعوے بنام کمیشن قاہرہ کی ابتدائی عدالت میں دائر ہے اور پندرہ دن کے لیئے ملتوی کیا گیا ہے (مصر کے قرضہ قومی کی چار شاخیں ہیں۔ یونیفائڈ (مجتمعہ قرضہ) پریفرڈ (ترجیحی قرضہ) دائرہ اور ڈومین (املاکی قرضہ) اور اُن کی بازاری قیمت فیصدی علی الترتیب حسب ذیل ہے ۱۰۲ - ۱۰۰ - ۱۰۳ - ۱۰۴ پہلی شق کے تمام قرضہ میں ۳/۲ کے قریب فرانسیسی تمسکداروں نے قرض دیا ہوا ہے اور انکے تمسکوں کی قیمت آجکل بازاری نرخ پر ایک ارب ۸ کروڑ فرینک ہے۔ کمیشن کے مقرر ہونے سے پہلی شق اول یعنی مجتمعہ قرضہ کی بازاری قیمت صرف ۶۲ فی صدی تھی۔ بہرکیف فرانس والے مصری قومی قرضہ کے اسقدر حصہ کے مالک ہیں کہ ان کی منشا کے خلاف عمل کرنا صریح زیادتی اور سینہ زوری ہے۔ ایڈیٹر) +

لنڈن - ۱۵ - اپریل - (مہم سوڈان کے متعلق ہندی افواج کا مسئلہ) شب گذشتہ دار العوام میں مسٹر کرزن نے مسٹر لبوشیر کے سوال کے جواب میں بیان کیا "انگریزی افواج سے وادی حلفہ سے پرے اگر کام لینا ضروری ہوا تو اُس کا خرچ مصر اور انگلستان کے درمیان ایک بحث طلب معاملہ ہوگا۔ +

وزیر ہند نے اس سوال کے جواب میں "آیا گورنمنٹ ہندوستان کی فوجوں سے سوڈان میں کام لینا چاہتی ہے" بیان کیا کہ گورنمنٹ یہ خیال کرنیکی کوئی وجہ نہیں دیکھتی کہ مصری فوج امر مرجوعہ کے سرانجام کیلیئے ناکافی ہے۔ +

قسطنطنیہ - ۱۵ - اپریل - اعلیٰ حضرت سلطان المعظم نے شہزادہ فرڈیننڈ حکمران بلگیریا کو فوج کا فیلڈ مارشل بنایا ہے۔ +

لنڈن - ۱۶ - اپریل - اخبارات ڈیلی نیوز۔ و ڈیلی ٹیلیگراف آج صبح کے پرچوں میں لکھتے ہیں کہ سوڈان فتح کرنے کیلیئے موسم سرما میں سہزار انگریزی فوج ولایت سے روانہ کی جاویگی۔ +

لنڈن - ۱۶ - اپریل - خبر موصول ہوئی ہے کہ ایک روسی مہم جس میں اسی شخص شامل ہیں بظاہر حبشی مرہمین جنگ کی امداد کیلیئے حبش جانیکے واسطے جہاز پر سوار ہوگئی ہے۔ اُن اسی شخصوں میں کئی افسر بھی موجود ہیں۔ +

ٹائمز نے اپنے کارسپانڈنٹ متعینہ روما کی تار خبر چھاپی ہے کہ اس امر کی شہادت موجود ہو رہی ہے۔ کہ روسی اور فرانسیسی حبشیوں اور سوڈانیوں کے اطالیہ اور انگلستان کے برخلاف کمان افسر بننے میں کامیاب ہو رہے ہیں۔ +

قاہرہ - ۱۷ - اپریل - (جنگ سوڈان) ٹوکر کے قریب مصری افواج اور درویشوں میں دو سخت لڑائیاں ہو چکی ہیں درویشوں کا نقصان بہت ہوا ہے مصری صرف ۸ قتل ہوئے۔ +

ہفتہ مذکورہ کی دیگر خبریں

ھز ایکسلینسی توسطاقی پاشا جدید سفیر ٹرکی متعینہ دربار لنڈن جب مراسلات تقرری کے پیش کرنے کیلیئے ملکہ معظمہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور ممدوحہ نے کمال حسن اخلاق سے پیش آئیں اور آنکی خاطر و مدارات میں کسی کی دقیقہ

فروگذاشت نہ کیا گیا۔ کرنیل کالوں صاحب خاص شہنشاہی گاڑی سفیر موصوف کو ترکی سفارت سے ونڈسر کیسل لانے کے لئے لے گئے۔ راستہ میں لارڈ سالسبری بھی انکے ساتھ گاڑی میں سوار ہوئے۔ اور دونوں اکٹھے محل شاہی میں تشریف لیگئے جہاں ملکہ معظمہ کی خدمت میں حاضر ہونے سے پہلے احیان موصوف کی چاء وغیرہ سے تواضع کی گئی۔ حضوری کیوقت شہزادی وکٹوریا بھی ملکہ معظمہ کے پاس موجود تھیں۔ پاشا موصوف کو کل محل کی سیر کرائی گئی اور مراجعت کیوقت بھی کرنیل کالوں صاحب شہنشاہی گاڑی پر انکو سوار کرکے ترکی سفارت میں واپس پہنچا گئے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ پہلی دفعہ شہنشاہی گاڑی ترکی سفیر کے لئے بھیجی گئی ہے۔ +

جزیرہ کریٹ کے مفسدوں کو اعلیحضرت سلطان المعظم نے عام معافی عطا کردی ہے +

مسٹر گلیڈسٹون صاحب نے ارمنی لوگون کے امدادی فنڈ میں ایکسو پونڈ اپنی گرہ سے چندہ دیکر اپنے ہم وطنوں کو اس کار خیر میں گرمجوشی کیساتھ شریک ہونے کی تحریک کی ہے۔ +

قسطنطنیہ میں ۱۸۔ مارچ کو ارمنی سازشی کمیٹی باغیان کے پانچ ممبر معہ اپنی مفسدانہ تحریرون کو گرفتار ہوئے +

پارلیمنٹ میں ۲۰ ماہ گذشتہ کو مہم ڈنگولہ کے مباحثہ کے دوران میں مسٹر جان مارلے اور سر ولیم ہارکورٹ نے گورنمنٹ کی پالیسی پر سخت نفرین ظاہر کرکے بیان کیا کہ کسی گورنمنٹ سے آجتک ایسی بیہودہ اور لغو کارروائی ظہور میں نہیں آئی۔ یہی لارڈ سالسبری صاحب ۱۸۸۷ء میں سلطان المعظم کو کہتے تھے کہ پانچ برس کے عرصہ میں مصر خالی کردیا جائیگا مگر اب باوجود گیارہ برس گذر جانے کے تخلیہ مصر تو بجائے خود رہا۔ الٹی ایسی خطرناک کارروائیاں کی جارہی ہیں۔ کہ انسے انگلستان کے عزو وقار اور فوج اور خزانہ کو سخت نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہورہا ہے +

سلطنت عثمانیہ کے ایک شہر میں سونے کی کانیں دستیاب ہوئی ہیں۔ اللّٰھم زدفزد۔ مابعد میں اسکے متعلق اور کوئی خبر نہیں ملی +

ترکی فوج جنرل دان ڈر گولز نے جو ٹرکی افواج کی درستی و ترتیب میں چند برس صرف کرنے کے بعد اب سلطانی ملازمت سے مستعفی ہوکر جرمن فوج کے پانچویں ڈویژن کے کمانڈر مقرر ہوئے ہیں۔ ٹرکی افواج کی موجودہ حالت کے متعلق ایک شخص کے سوال پر مندرجہ ذیل جواب دیا:—

"مجھے پولیٹکس (امور مملکت) سے کوئی تعلق نہیں رہا۔ سلطانی وزرا نے مجھے بارہا ملکی معاملات کی طرف کھینچنا چاہا مگر میں یہی جواب دیکر ٹال دیتا رہا۔ کہ میں ایک سپاہی آدمی ہوں۔ اور سپاہی بھی ایسا جو اپنے جنگی فرائض کے علاوہ اور کسی معاملہ میں دخل دینا نہیں چاہتا۔ جو شخص یہ خیال کرتا ہے کہ گذشتہ جنگ کے بعد ترکی فوج نے کوئی ترقی نہیں کی وہ سخت غلطی میں ہے۔ بیشک اس امر سے انکار نہیں ہوسکتا۔ کہ جو کچھ ترقی ہوئی ہے اس سے زیادہ ہوسکتی تھی لیکن جرمن کے اخبارات میں جو یہ بیان کیا جاتا ہے کہ جرمنی افسران نے اصلاح کے متعلق جو کچھ کارروائی کی ہے۔ وہ کاغذوں ہی پر ہے اور دراصل اسکا کوئی وجود نہیں محض غلط ہے اصل بات یہ ہے کہ کچھ کام کیا گیا ہے۔ اسکے بہت سے حصے

کے نتیجے کے متعلق دنیا کے سامنے شیخی نہیں بگھاری گئی نہ ہی کوئی شور و غوغا برپا کیا گیا ہے۔ کیونکہ اگر اُسے ڈھول بجا بجا کر مشتہر کیا جاتا تو ضرور تھا کہ دُوَل اجنبیہ جو ترکوں کو ترقی کرتے دیکھ نہیں سکتیں۔ رشک و حسد کے مارے مداخلت کر دیتیں۔ اب سلطنت عثمانیہ کی ضروریات کیلئے بقدر مناسب عثمانیہ فوج کافی موجود ہے۔ جو شخص ترکی فوج میں بحیثیت افسر داخل ہونا چاہے۔ اُسکو پہلے جنگی مدرسے کے تمام امتحانات پاس کرنے ضروری ہیں اور انجنیئرنگ کے اصول سے واقف ہونا نہایت لازمی ہے۔ مگر عثمانیہ فوج کو انجنیروں کی ایسی ضرورت نہیں جیسی کہ افسروں کی۔ جو افسر ترکی سے برلن بھیجے گئے تھے۔ اور وہاں سے ۱۸۹۶ء میں واپس آئے وہی وہ پہلے افسر تھے جنہوں نے خالص عملی تعلیم و ترتیب یورپ کے طور پر حاصل کی۔ اور عملی خدمت کے تمام مراحل طے کئے۔ اور وہ فی الواقع نہایت قابل افسر ثابت ہوئے۔ ہم جرمن افسر جس تعلیمی کتاب کو سب سے عمدہ اور بہترین خیال کرتے ہیں۔ وہ ”مخبرات قلاع“ ہے جسکا مصدر مولف ہمیع بے ترکی سفیر متعینہ برلن کا جنگی اٹاچی ہے جو ہفتہ میں کئی مرتبہ ترکی افسروں کو لیکچر دیا کرتا تھا۔ انکے مباحثہ اور جرح اور قدح سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ جو کچھ سنتے ہیں اُسے نہایت عمدگی سے ذہن نشین کر لیتے ہیں۔“ +

”یورپ جو کچھ چاہے اپنے دل میں خیال کیا کرے۔ مگر یہ تحقیق ہے کہ ترکوں کا قدیمی جنگی شوق اُن میں سے ابھی ضایع نہیں ہوا چنانچہ دو تین اعداد اس امر کے ثبوت کیلئے کافی ہیں۔ جنگی مدرسہ میں ۱۸۷۴ء میں چار سو ترسٹھ طالبعلم تھے اور اب انکی تعداد سترہ سو پچاس ہے۔ البتہ اس بات کا افسوس ہے۔ کہ صرف مسلمان ہی ۲۱ برس سے ۲۶ برس کی عمر تک بھرتی کئے جاتے ہیں۔ اور ان میں سے بھی بہت سے بری الخدمت ہو جانے کی باعث فوج میں داخل نہیں کئے جاتے۔ یہی وجہ ہے کہ فوج ریزرو صرف کاغذوں پر موجود تھی۔ مگر اب فوج ریزرو (ردیف) برابر موسم سرما میں قواعد کیلئے طلب کی جاتی ہے۔ اور فوج نظام کی میعاد ملازمت پانچ سال کی بجائے تین سال کر دینے سے عثمانیہ فوج ردیف کے لئے عمدہ میٹیریل (مصالح) بہم پہنچ جاتا ہے (یعنی فوج نظام کے سپاہی تین برس عملی خدمت کرنے کے بعد ردیف میں بھیج دئیے جاتے ہیں۔ اور اس طرح سے موخر الذکر فوج میں کار آزمودہ سپاہیوں کے شامل کر دئیے جانے سے اُس کی مضبوطی اور کارآمدگی میں بہت کچھ ترقی ہوگئی ہے) عثمانیہ فوج ایسٹینڈنگ آرمی (فوج نظام جو ہر وقت تیار رہتی ہیں) ریزرو اول (ردیف فوج نظام) ملیشیا (مستحفظ) لینڈ سٹرم (محافظ ملک) سیکنڈ ریزرو (ردیف ثانی) اور سوپر نیو میریری بٹالینز (زاید از ضرورت پلٹنوں) پر مشتمل ہے۔“ +

”ترکی افواج کے از سر نو مرتب کرنے میں پہلے ہی بہت سا کام کیا ہے۔ اور اگر ترکی اب ایک ہفتہ میں اپنی فوج کو مجتمع کر سکتی ہے تو یہ اسی ترتیب کی وجہ سے ہے میری خیال میں ترکی اپنی عیسائی رعایا کو فوج میں بھرتی نہ کرنے میں سخت غلطی کر رہی ہے۔ عیسائی رعایا کے بھرتی کرنے سے نہ صرف یہی فائدہ ہوگا کہ فوجی ڈسپلن (ترتیب و قواعد) سے مختلف مذاہب کی جماعتوں میں اتفاق و اتحاد پیدا ہوگا۔ بلکہ حفاظت سلطنت کا بوجھ جو اسوقت صرف اکیلے مسلمانوں پر ہے بٹ جائیگا

جائیگا۔ اور نیز ٹرکی کی ہر ایک لڑائی کو جو مخالفین مذہبی لڑائی قرار دیدیتے ہیں ان کو اس اتہام کے نکالنے کا موقعہ بھی نہ باقی رہجاویگا۔ +

"اعلیحضرت سلطان المعظم کے اوصاف ظاہری و باطنی محنت و مستعدی اور ملکہ و لیاقت خداداد کی جس قدر تعریف کی جاوے تھوڑی ہے اور ہم ان افسروں پر جسقدر الطاف و مراحم خسروانہ مبذول فرماتے رہتے ہیں انکی شکریہ سے جب لوگ کبھی عہدہ برآ نہیں ہوسکتے"

ہفتہ مذکور کے مضامین خاص

منقول از وکیل مورخہ ۲۰ اپریل ۱۸۹۶ء

{سوڈان پر چڑھائی}

یورپ کے مہذب جب کبھی کسی وحشی ملک کو اپنے کنار عاطفت میں لینا چاہتے ہیں تو تہذیب اور انسانیت کا بہانہ آگے رکھ دیتے ہیں۔ والی ملک کی وحشیانہ حرکات و افعال اور باشندوں کی بدتہذیبی اور جہالت کی فرضی کہانیاں مشہور کرنی شروع کر دی جاتی ہیں اور بالآخر آلات تہذیب توپ اور بندوق یا حکمت عملی اور داؤ فریب سے والی ملک کو جلاوطن کر دیا اور اپنا محکوم بنا لیتے ہیں چنانچہ حال میں اسی تہذیب کی آڑ میں سوڈان پر فوجکشی کی جارہی ہے خلیفہ عبداللہ اور اسکے سلف مہدی کے جور و تعدی کی نسبت وہ وہ مبالغہ آمیز روایتیں مشہور کی جاتی ہیں کہ پڑھنے والا خواہ نخواہ متنفر ہوجاتا ہے ہم نہیں کہہ سکتے۔ کہ روایت ملے مذکورہ کہاں تک درست ہیں۔ لیکن تعجب تو یہ ہے کہ طالبین کی شکست اور ملک غمیہ مصر کے شروع ہونیسے پہلے اس بدتہذیبی کی بیخکنی کیطرف کیوں سلطان توجہ نہیں کیگئی۔ +

محمد المہدی کی نسبت بیان کیا گیا ہے کہ بظاہر اپنے پیروؤں میں، تو وہ معمولی جبہ اور سراویل پہنے اور تنکوں کی ٹوپی جسکے گرد ململ کا عمامہ لپٹا رہتا تھا اوڑھے ہوئے عاجزوں اور مسکینوں کی سی شکل بنائے خاکساری محبت الٰہی اور زہد اور اتقا کا وعظ کیا کرتا تھا۔ مگر جونہی محل میں پہنچتا تھا۔ تو یہ سارے کا سارا نقشہ بدل جاتا اور وہاں سوائے لذیذ اور خوشگوار کھانوں اور خوبصورت عورات کی صحبت کے اور کوئی شغل ہی نہ ہوتا۔ سوڈان کی کوئی خوبصورت عورت نہ تھی۔ جو اسنے اپنے حرم سرا میں نہ ڈال رکھی ہو۔ اور کوئی باسلیقہ باندی اور کنیز نہ تھی۔ جو اسکے باورچیخانہ میں مامور نہ ہو۔ یہانتک کہ فتح خرطوم کے بعد تو اسنے کھلم کھلا معصوم مستورات کی عصمت بگاڑنی شروع کر دی۔ جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک خرطومی لڑکی نے اپنے ننگ و ناموس کی بربادی کے عوض میں ۱۴ جون کو اسے زہر ہلاہل پلا دیا جسکے اثر سے وہ تڑپ تڑپ کر ۲۲ جون کو فوت ہوگیا۔ اسی طرح موجودہ خلیفہ سوڈان کی نسبت مشہور کیا جاتا ہے کہ اس کی ۴۳ بیویاں ہیں اور اسنے سارے ملک میں گوئندے مامور کر رکھے ہیں۔ کہ جہاں کہیں کسی خوبصورت عورت کا پتہ ملے اسے خاوند سے طلاق دلوا کر میرے پاس بھجوا دو۔ خاوند اگر انکار کرے تو

ملے اس فوجکشی، فتح سوڈان اور خلیفہ کی شہادت کے مفصل حالات کتاب محاربات مفصلہ، دینزلو کی موجودہ ترقیات میں درج ہیں۔

فوراً مروا دیا جاتا ہے ۔ اب اگر یہ واقعات درست بھی مان لئے جاویں تو کیا بڑے مہذب سے مہذب یورپین ان جرائم کے مرتکب نہیں ہو رہے ؟ ابھی ہفتوں ہی کا ذکر ہے ۔ کہ جرمن شرقی افریقہ کے سابق ہائی کمشنر ڈاکٹر پیٹرز پر اسی قسم بلکہ اس سے بھی بدرجہا بدتر قسم کے الزامات علی رؤس الاشہاد لگائے گئے اور وہ اُن کی تردید نہ کرسکا ۔ ٹرنسوال اور برہا میں خود انگریز مہذبین اسبارہ میں جو کچھ حرکات ناشائستہ کر رہے ہیں ۔ وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ۔ پھر کس منہ سے خلیفہ عبداللہ کو ان افعال کی وجہ سے بُرا کہا جاتا ہے ۔ اٹلی اور فرانس کے بحیرہ روم کے ساحل پر ایک چھوٹی سی ریاست مناکو ہے جسکا رقبہ ۹ میل مربع اور مستقل آبادی ۲۵۰۸۴ ہے موسم سرما میں یورپ کے اُمرا ۔ شاہی خاندانوں کے اراکین ۔ اور معزز ومتمول لوگوں کا ایک جم غفیر وہاں جمع ہوجاتا ہے ۔ یوں تو یہ ریاست برائے نام فرانس کے ماتحت ہے مگر دراصل پوری آزاد ہے ۔ اسکے دار الخلافہ قصبہ مناکو کے قریب شہر مانٹی کارلو میں گورنمنٹ نے ایک کمپنی کو قمار بازی کی دوکان رکھنے کا اجارہ دیا ہوا ہے ۔ اور قمار بازی کے متعلق چند قواعد بھی منضبط کر رکھے ہیں ۔ یہ کمپنی ساٹھ ہزار پونڈ سالانہ ٹیکس گورنمنٹ کو ادا کرتی ہے ۔ اسکا پہلا پٹہ ۱۹۱۳ء میں ختم ہونے کو تھا کہ شہزادہ البرٹ والی مناکو نے انقضاء میعاد سے سترہ سال پہلے ہی دوسرا پٹہ اور پچاس برس کیلئے ۸ ہزار سالانہ ٹیکس پر اُسی کمپنی کو دیدیا ہے ۔ چنانچہ تھوڑے دن ہوئے جب ایک انگریزی اخبار کے کارسپانڈنٹ نے شہزادہ سے ملاقات کرنے کی اثناء میں اس اجارہ پر دبی زبان سے کچھ اعتراض کیا ۔ تو آپنے کمال برافروختہ ہوکر اسے جواب دیا ۔ کہ میں اپنے ملک کا مالک ہوں جو کچھ ریاست کی بہتری کیلئے مناسب سمجھوں گا ۔ اسپر عمل کرونگا ۔ اوروں کو میری کارروائی پر اعتراض کرنیکا کوئی حق نہیں ۔ علاوہ ازیں یوریپیئنوں کی نیک معاشی پر مجھے اسقدر اعتماد نہیں ہے کہ اگر میں اس علانیہ قمار خانہ کو بند کردوں تو وہ قمار بازی چھوڑ دینگے ۔ بلکہ ضرور ہے کہ ناجائز طور پر درپردہ جوا کھیلنا شروع کردینگے ۔ اور بالخصوص انگریز لوگ ۔ تو جنہیں قمار بازی کی سخت دہت ہے بہت ہی بسٹ پٹائیں گے ۔ یہ ہے تہذیب اور شائستگی کا ڈپلوما جو ایک مہذب ریاست کا حکمران تمام یورپین اقوام اور بالخصوص انگلش قوم کو عطا کر رہا ہے ۔ اور یہ ہے یورپین تہذیب کہ قمار بازی کے علانیہ اجارے عطا کئے جاتے ہیں دور کیوں جاؤ خود ہندوستان ہی میں گورہ افواج کیلئے حسین اور نوجوان دیسی مستورات کا کینٹونمنٹ سلاٹ اور جبر سے حاصل کیا جانا کوئی برسوں کی بات نہیں ہے اور مہذب گورنمنٹ کا شراب وافیون کے اجاروں کے ذریعہ رعایا کا کروڑوں روپیہ اینٹھنا اور ساتھ ہی اُنکی صحت و سلامتی کو برباد کرنا کوئی چھپا ہوا بھید نہیں ہے ۔

خیر اس تہذیب اور بدتہذیبی کی بحث کو چھوڑ کر ہم پھر بر سر مطلب آتے ہیں ۔ خلیفہ عبداللہ کی مذاقی وجاہت کا حلیہ اسطرح بیان کیا گیا ہے ۔ وہ ایک دراز قد اور مضبوط آدمی ہے ۔ اُس کی عمر پچاس کے قریب ہے ۔ اور خال خال بال سفید ہونے شروع ہو گئے ہیں ۔ اسکے چہرہ پر چیچک کے داغ نمایاں طور پر موجود ہیں ۔ ڈاڑھی لمبی اور مونچھیں چھوٹی ہیں ۔ الابیض کے محاصرہ میں اُسکی ران میں گولی لگی تھی جس سے وہ کسی قدر لنگڑا کر چلتا ہے ۔ اور وہ اس زخم پہ

بڑا فخر کرتا ہے اور اپنے اس زخمی ہونے کے واقعہ اور دیگر کارناموں کو اکثر بیان کرتا ہے۔ وہ محض جاہل ہے۔ اور کچھ لکھ پڑھ نہیں سکتا۔ مگر موجودہ حکمت عملیوں کے داؤ گھاتوں کو خوب سمجھتا ہے۔ ارادہ کا بڑا پکا ہے۔ اس کی نسبت یہ عام مشہور ہے کہ وہ لومڑی سے زیادہ مکار ہے۔ وہ خود پسند بہت ہے۔ اسکے سامنے اگر اسکے دشمنوں کے زیادہ طاقتور ہونیکا ذکر کیا جاوے۔ تو فوراً بگڑ جاتا ہے اور اپنی تعریف سنکر خوش ہوتا ہے۔ اس کی فوج کی روح رمان بازنگر یا سوڈانی اصطلاح کے مطابق جہادیہ (نظامی فوج) ہے۔ جو سب کی سب رائفلوں سے مسلح ہے۔ اور اسمیں تقریباً حبشی (سوڈانی) بھرتی ہیں۔ نیزہ اور شمشیر بازوں کی فوج میں زیادہ تر مختلف قبیلوں کے عرب شامل ہیں جنمیں سے قبیلہ تعائشیہ اور ہبانیہ خلیفہ کے بڑے معتمد اور اعتباری ہیں۔ کیونکہ خود خلیفہ بھی قبیلہ تعائشیہ میں سے ہے۔ ابتداءً مصری سپاہی بھی فوج میں شامل تھے۔ مگر وہ بتدریج نکال دیئے گئے۔ اور انکی جگہ جنوبی اضلاع کے سپاہی بھرتی کئے گئے ہیں جو آجکل تعداد میں پرانے سپاہیوں سے دگنی ہوگئے ہیں۔ پرانے مصری (فلاحین) سپاہی مطلقاً بھرتی نہیں کئے جاتے ان سے باورچیوں باغبانوں اور سقوں وغیرہ کا کام لیا جاتا ہے۔ خلیفہ سوڈانی سپاہیوں کی جنگی قابلیتوں سے بخوبی واقف ہوگیا ہے۔ اور اسنے حکم دیدیا ہے کہ کوئی صحیح الجثہ سوڈانی (یعنے سیاہ فام) بطور غلام فروخت نہ کیا جائے۔ بلکہ خلیفہ کی فوج میں بھرتی کئے جانے کیلئے حاضر کیا جاوے جسکے عوض میں مالک کو تیس ڈالر قیمت ادا کی جاویگی۔ خلیفہ کی حکومت سوڈان میں اب بھی بڑی زبردست ہے۔ اور تمام ملک اسکے تابع فرمان ہے۔ لیکن انگریز مفرورین جو قید سے بھاگ آئے ہیں بیان کرتے ہیں کہ اب پہلی سی بات نہیں رہی۔ محمد المہدی کیوقت لوگ بطوع و رغبت اسے مذہبی پیشوا سمجھکر امامت قبول کرتے تھے۔ اور اب ڈنڈے کے خوف سے مطیع ہیں۔ سرکش قبیلوں نے آزادی کے لئے ہاتھ پاؤں ہلائے مگر بڑی سفاکی اور بیرحمی سے انکا قلع قمع کر دیا گیا جس سے دوسروں کے حوصلے پست ہوگئے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ خلیفہ کے پاس چالیس ہزار رائفل ہیں۔ مگر بقول سلاطین پاشا توپخانہ کا سامان بہت تھوڑا ہے اور جسقدر ہے وہ بھی بالکل نکما ہے اگر کسی دوسری طاقت نے خلیفہ پر فوج کشی کی تو بہت سے قبیلے حملہ آوروں کے ساتھ شریک ہو جاویں گے۔ لیکن ہمارے قیاس میں سلاطین پاشا کی یہ رائے درست معلوم نہیں ہوتی۔ ضلع سواکن اور ٹوکر میں انگریزی فوج سنہ ۱۸۸۸ء سے سنہ ۱۸۹۱ء تک عثمان دقنہ سے معرکہ آرا رہیں کوئی قبیلہ انگریزوں کے ساتھ شامل نہ ہوا۔ اٹلی والوں نے سنہ ۱۸۹۱ء میں کسالا پر چڑھائی کی۔ لیکن اسموقعہ پر بھی کوئی سوڈانی انکے ساتھ شریک نہ ہوا اور سنہ ۱۸۹۳ء میں کانگو فری سٹیٹ کی بلجین فوج نے وادی بالائے نیل پر منبع دریائے مذکور کے قریب خلیفہ کے ملک پر چڑھائی کی۔ مگر سخت زک اٹھاکر پسپا ہوئی۔ اور کسی سوڈانی قبیلہ نے اسکی حمایت نہ کی۔ اسیطرح سے سلاطین پاشا کا یہ بیان کہ سامان جنگ ناکافی اور ادنے قسم کا ہے صحیح نہیں معلوم ہوتا۔ بلجین افواج کے روکنے کیلئے خلیفہ نے دخانی جہازوں پر اپنی فوج روانہ کی تھی اور اب بھی وہی جہاز دریائے نیل میں مُلک کے علاوہ حکومت کے اندر برابر گشت کرتے رہتے ہیں۔ یہ مان لیا کہ وہ سٹیمر مصری ہیں جو سنہ ۱۸۸۵ء

ہیں فتح خرطوم کے موقعہ پر مہدیوں کے قبضہ میں آ گئے تھے - مگر انجنوں کے چلانے اور اونکی مرمت اور درستی کے لئے بھی تو آخر کسی قابلیت کی ضرورت ہے - یہ بالکل ناممکن ہے کہ وہی انجن بلا مرمت برابر دس برس سے کام دے رہے ہوں - پس جس قوم میں سٹیمروں کی مرمت و درستی کی قابلیت موجود ہو - یہ کبھی یقین نہیں کیا جا سکتا کہ وہ سامان حرب و ضرب کی درستی اور تیاری سے عاری ہو - علاوہ بریں پاشائے موصوف کی رائے کا انگریزی مدبرین تائید کنندگان ہم دیکھو لیکے اس قول سے کنایۃً کافی بطلان ہوتا ہے کہ روس و فرانس کو اب اور زیادہ موقعہ نہ دیا جاوے کہ جس طرح سے انہوں نے حبشیوں کو سامان جنگ و اسلحہ بہم پہنچا کر یورپین افواج کو شکست دینے کے قابل بنا دیا ہے - اسیطرح سے وہ سوڈانیوں کو بھی اس قابل بنا لویں - مگر اب ایسی آل اندیشی سے چنداں فائدہ مترتب ہوتا دکھائی نہیں دیتا - حبشیوں کو ان دونوں سلطنتوں نے جب دو تین برسوں میں اس قابل بنا دیا ہے تو کیا اس بارہ برسوں میں وہ خلیفہ کی افواج کو بھی اس قابل نہ بنا سکی ہونگی - اور ان دونوں سلطنتوں کے علاوہ روم کی نسبت بھی عام خیال ہے - کہ وہ سوڈانیوں کی در پردہ حمایت کرتا ہے - اور پچھلی جنگ سوڈان میں کئی ہزار اٹلی کی فوج کا سوڈانیوں کیساتھ جا ملنا سب پر روشن ہے - پس ایسی صورت میں جبکہ تین سلطنتیں خفیہ طور پر خلیفہ کی معاون ہوں تو کیا یہ ممکن ہے کہ وہ ہتھیار اور سامان جنگ بھی کافی نہ رکھتا ہوگا - عثمان دغنہ سوڈانی الاصل یا عرب نہیں ہے بلکہ ترکی نژاد ہے - اُسکا باپ تجارت غلامان کا کاروبار کیا کرتا تھا - اُسکے بعد اسنے بھی یہی پیشہ اختیار کیا - مگر ۱۸۸۳ء میں اُسکا کل راس المال (یعنی غلام) انگریزی جہازوں نے چھین لیا - اور وہ نادار ہوگیا - اس رنج سے وہ مہدی کیساتھ جو بمقام شیکان تھوڑا ہی عرصہ پہلے ہکس پاشا اور دس ہزار مصری فوج کو تہ تیغ کرکے اپنی بہادری کا شہرہ تمام عالم میں پھیلا چکا تھا شامل ہوگیا - اور رفتہ رفتہ ایسا منظور نظر ہوا کہ خلیفہ نے اسے مشرقی سوڈان کا گورنر مقرر کردیا - اُس عہدہ پر مقرر ہوتے ہی اُسنے سواکن کی طرف چڑھائی کی - مصر سے سواکن کی امداد کو لئے بیکر پاشا کے زیر کمان تین ہزار سات سو فوج روانہ کی گئی - لیکن عثمان نے الطیب کے میدان پر ہکس پاشا کی فوج کی طرح اُسکا قلع قمع کردیا - اور گو اسکے بعد جنرل گراہم کے مقابلہ پر اُسے زک پہنچی - مگر ٹوکر بندر الفریح جو کرو برابر سات برس انگریزی فوج سے جنگ غالبانہ کرتا رہا - لیکن آخر کار ۱۸۹۱ء میں اُسے مقام ٹوکر خالی کر دینا پڑا - جس سے خلیفہ نے ناراض ہو کر اسے ادارامہ بھیجدیا - اور انگریزی فوج کی گلوخلاصی ہوئی - ان سات برسوں میں کوئی مہینہ ایسا خالی نہیں جاتا تھا کہ عثمان کے مرنے کی خبر مشہور نہ ہو - مگر وہ جری اب تک صحیح سلامت موجود ہے - بیان کیا جاتا ہے کہ ترکوں کو اس سے کمال ہمدردی ہے - اور سلطان المعظم کی اُسپر خاص نظر عنایت ہے - ایک نامہ نگار نے تو یہ گپ بھی اڑائی ہے کہ سوڈانیوں کی موجودہ تحریک سلطان المعظم کے اشارے سے ہوئی ہے - مگر یہ خبر قرین قیاس معلوم نہیں ہوتی - سلطان المعظم الملک ثالث ہیں - انکو ان ٹیڑھی چالوں کی کیا ضرورت ہے - اگر چاہیں تو باضابطہ انگریزوں کو مصر چھوڑنے کا نوٹس دے سکتے ہیں - علاوہ انگریزی مدبرین یا اخبارات خواہی اپنی قوت پر کس قدر نازاں کیوں نہ کر رہے ہوں تمام متفکران کی بھی

یہی رائے ہے۔ کہ وہ اگر چاہیں۔ تو ایکدن میں انگریزی فوج کو کان سے پکڑ کر مصر سے باہر نکال سکتے ہیں۔ پس صاف ظاہر ہے
کہ عثمان دقمہ نے سلطان المعظم کے کہنے پر پیشقدمی نہیں کی۔ بلکہ انگریزی وزرا کی ناکارہ پالیسی یا بیجا مرص طمع
کی بدولت یہ طوفان بے تمیزی اب پھر برپا ہونا شروع ہوا ہے۔ مگر اس طوفان برپا کرانے میں بھی وہ ایک فاحش غلطی
کے مرتکب ہوئے ہیں۔ کہ سوڈان کو اس مصری فوج سے فتح کرنا چاہتے ہیں جسکی دس دس ہزار تعدادوں کو ابتدائی بغاوت
میں باوجود تنہا ہونے کے مہدیوں نے ایک ایک دن میں کہیت رکھا اور کوئی خبر پہنچانیوالا بھی باقی نہ چھوڑا۔ شاید
اب انگریزی افسروں پر ناز ہو۔ مگر اسوقت جن جرنیلوں نے شکست کھائی تھی وہ کون تھے؟ مرحوم ہکس پاشا اور بیکر پاشا
بھی تو آخر انگریز اور نامور تجربہ کار افسر تھے۔ سر کمپنر پاشا اور میجر جنرل نولینر اشٹ کوئی بڑے بہادر یا آزمودہ کار تو نہیں
ہیں اگر مصالح اور اغراض ملکی اسی کے متقاضی ہیں۔ کہ سوڈانیوں کی طاقت کو توڑا جائے یا سوڈان کو فتح کیا جاوے تو قواعددان
و سرد و گرم چشیدہ انگریزی افواج سے دشمنوں کے مقابلہ کا کام لیا جاوے۔ اور مصری فوج کو صرف راستوں کی نگہبانی
پر چھوڑا جاوے۔ مگر اس میں بھی شاید انگریزی وزرا نے یہ حکمت عملی سوچ رکھی ہو کہ مصر تو ہمیں اب پھر کیف خالی کرنا
پڑیگا تو جاتی دفعہ بہوت کی طرح کوئی نشان باقی چھوڑ جاویں۔ اور مصری افواج اور خزانہ کا ستیاناس کرنیکے ساتھ
ہی سوڈانی بہڑوں کو اسکے یا اس سلطنت کے جسنے ہمارے بعد قابض ہونا ہے گلے چمٹا جاویں کہ اسے بھی تو کچھ قدر
عافیت معلوم ہو۔ لیکن دوسری طرف جب وزراء انگلستان کے پر زور دعاوی سننے جاتے ہیں کہ تخلیہ مصر کی گفتگو
اسکا اب کوئی وقت نہیں ہے۔ اور ہم اسے ہرگز خالی نہیں کرینگے۔ تو سخت استعجاب پیدا ہوتا ہے کہ پھر مصر کی بربادی کے یہ
سامان کسلئے کئے جا رہے ہیں۔ ممکن ہے کہ شاید یہ انکے زبانی بہڑے ہوں۔ اور فی الحقیقت فرانس روس اور ٹرکی کی
موجودگی میں مصر پر متصرف رہنا مشکل سمجھتے ہوں۔ بہرکیف اس میں کچھ شک نہیں کہ معاملہ بہت نازک ہو رہا ہے یورپ
کی سلطنتوں کو ایکدوسرے پر اعتبار نہیں اور اس بے اعتباری سے انگلستان فایدہ اٹھانیکی کوشش کر رہا ہے مصری
ریزرو فنڈ میں سے روپیہ خرچ کئے جانے کی بحث میں جرمنی کی رضامندی سے انگلستان خوش ہو گیا تہا۔ کہ انکا دلانہ
میری طرفداری میں ہے۔ اور وہ ٹرکی اور روس اور فرانس کا طرفدار نہ ہوگا۔ مگر اسنے جلدی ہی اس موہومہ خوشی کو زائل
کر دیا اور صاف صاف کہدیا کہ میں نے یہ رضامندی فرانس کی مخالفت یا انگلستان کی دوستی کی وجہ سے نہیں دی۔ بلکہ محض اپنے دوست
اٹلی کی خوشی کو ملحوظ رکہا ہے۔ علاوہ ازین یہ بھی عام خیال ہے۔ کہ روس اسبارہ میں اگر اپنی رائے کا اظہار پہلے دیتا تو
جرمنی اٹلی کی خوشی کی بھی کوئی پروانہ کرتا۔ اور روپیہ لئے جانے کی کھلم کھلا مخالفت کر دیتا۔ سب سے بڑی مشکل یہ ہے کہ معتبر
خبر کوئی موصول نہیں ہوتی۔ معاہدہ قبرص کے کالعدم ہونے اور سلطان کی ناراضگی کی خبرین مبہم طور پر واصل ہوتی تہا۔ اور پھر
خبر آئی کہ سلطان المعظم خوش کر لئے گئے ہیں۔ اور بعد ازان رپوٹر پہ بالکل سناٹا چھا گیا۔ لیکن یہ خموشی ہی اسبات کی دلیل ہے
کہ یورپ کی پولیٹیکل ہنڈیا میں حکمت عملیوں اور سفارتانہ چالبازیوں کی کھچڑی خوب زور سے پک رہی ہے اور عنقریب ابال آنا

شکست از بام ہو جاوے گا - +

مگر یہ راز زار روس کی جشن تاج پوشی یا کم از کم اُسوقت سی پہلے نہیں ہوگا جب تک کہ شہنشاہ جرمن اعلیحضرت سلطان المعظم
سے ملاقات نہ کرلیں۔ شہنشاہ موصوف شاہ اٹلی و شہنشاہ آسٹریا سے مل چکے ہیں۔ اب صرف اعلیحضرت سلطان المعظم سی ملنا
باقی ہے۔ اور اس ملاقات میں مسئلہ مصر اور تمام یورپین مسایل کا جو کچھہ فیصلہ کرنا ہوگا۔ دونوں سلاطین باہمی صلاح و مشورہ سے قطعی
طور پر کرلیں گے۔ اور اسکے بعد جو پالیسی قرار پائیگی اُسپر عملدرآمد کیا جاویگا۔ اب یہ خداوند کریم کو معلوم ہی کہ شہنشاہ جرمن
انگلستان کے ہوا خواہ ہیں یا اُنکے مخالفین کے مگر انگلستان کے اخبارات اور مدبرین کے اقوال و تحریرات سی صاف
ترشح ہو رہا ہے۔ کہ گو دونوں سلطنتوں میں بظاہر ایلچیانہ رسم و مراسم برابر قائم ہیں اور بظاہر دوستانہ ہیں مگر انگلستان
اور ٹرکی دونوں ایکدوسرے سے بُری طرح بگڑے بیٹھے ہیں۔ جو امر ہر دو سلطنتوں کے خیرخواہوں کے نزدیک کمال افسوسناک
ہے۔ تا انھوں نے انگریزی وزراء کی طرف سے مایوس ہو کر خداوند کریم کی درگاہ میں بھی لاکھوں مرتبہ بعجز و نیاز التجا
کی کہ اے بگڑی کے بنانے والے تو ہی ان دونوں سلطنتوں کے درمیان رشتہ مودت کو پھر از سر نو مستحکم کرنیکی توفیق عطا
فرما!!! لیکن ابتک ان دعاؤں کا بھی اُلٹا ہی اثر پڑتا نظر آتا ہے۔ اور دن بدن صورت بگڑتی ہی چلی جاتی ہے۔ ادہر
انگریزی وزارت وہ چالیں چل رہی ہے۔ جو سلطان المعظم کو سخت برافروختہ کرنیکا موجب ہو رہی ہیں اور ساتھہ ہی اخبارات
سونے پر سہاگہ کا کام کر رہی ہیں۔ ٹائمز جیسے نیم سرکاری اخبارات نہایت متکبرانہ بلکہ کہیانے والے انداز میں لکھہ رہے
ہیں کہ سلطان المعظم ذرا صبر کریں۔ مہم ڈنگولہ کے متعلق مشورہ نہ لئے جانے پر ہی کیوں جامے سے باہر ہو رہے ہیں۔ ابھی آگے
آگے دیکھیں کہ اُنکے خلاف منشاء و مرضی کیا کچھہ کارروائی ہوتی ہے۔ اُدہر دوسری طرف اعلیحضرت نے اپنی نہایت بردباری
اور تحمل کی پالیسی کو چھوڑ کر عملی طور پر شہنشاہی ناراضگی کے آثار ظاہر کرنے شروع کردئے ہیں جس کی ادنیٰ مثال یہ
ہے کہ امریکہ والوں نے بھی انگریزوں کی طرح آرمینیوں کی حمایت میں ٹرکی کو سخت سست کہنے کا وطیرہ اختیار کرلیا۔ اسپر
اعلیحضرت نے امریکہ کی اُس عظمت و جرأت کا جسکے سامنے بہادر انگلستان کو بڑی ذلت کیساتھہ نیچا دیکھنا پڑا تھا۔ کچھہ پروا
نہ کرکے وہاں سے اپنے سفیر اور سفارت کے اول سکرٹری کو واپس بلا لیا ہے یعنی ایک طرح سے انگلستان کو متنبہ کردیا گیا ہے کہ وہ اپنی
حد سے باز نہ آیا تو اُس سے قطع تعلق کرلیا جاویگا۔ اس انقطاع تعلق کی علامات چھوٹے سکیل پر تو کسیقدر ظاہر بھی ہونے لگ گئیں
ہیں۔ جدہ کی ہنگامہ کے موقعہ پر جیسا کہ عموماً ایسے موقعوں پر قاعدہ ہے۔ گورنر حجاز مقتول نائب کونسل انگریزی کی ماتم پرسی
اور مجروح انگریزی کونسل کی بیمار پرسی کیلئے انگریزی کونسل خانہ میں تشریف نہ لے گئے۔ اور نہ ہی زبانی کوئی پیغام ہمدردی کا
کہلا بھیجا۔ اسکے جواب میں اب عید کے موقعہ پر کونسل انگریزی دربار گورنری میں مبارکباد و تہنیت کیلئے نہیں گیا
اور باہمی سخت رنجش پیدا ہو رہی ہے۔ ہم تو پھر بھی دعا کرتے ہیں کہ خدا کرے دونوں سلطنتوں کے مدبرین اپنے نفع و
نقصان کو سوچ سمجھکر اس باہمی نزاع سے دست بردار ہو جاویں۔ آمین !!!

بیان کیا جاتا ہے کہ روٹر کی اس خبر سے کہ سوڈان میں غالباً ہندوستان کی فوجیں نہیں بھیجی جاوینگی۔ یہاں کی فوجی حلقہ والوں میں کمال بیدلی پیدا ہو رہی ہے۔ انہیں مہم میں شریک ہونے اور مفت میں تمغہ اور انعام کے حاصل کرنیکا کچھ ایسا شوق ہو رہا ہے کہ پچھلے دنوں بیشمار درخواستیں محکمہ جنگ میں اس مضمون کی موصول ہوئیں کہ درخواست کنندگان مہم میں جانے کو تیار رہیں۔ مگر ہماری رائے میں انہیں ابھی بیدل نہیں ہو جانا چاہئے۔ ٹائمز مخبر ہے کہ نہر سویز کے کنارے کے قریب ہندوستانی افواج کے لئے جھونپڑیاں بن رہی ہیں اور روٹر بھی غالباً کا لفظ لکھتا ہے۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ ان فوجوں کی ضرورت آپڑیگی۔ بیشک اگر انگلستان میں یہی موجودہ وزارت رہی تو غالباً کیا ضرور بہت ہی جلد ان بہادروں کو بھی اپنے جوہر دکھلانے کا موقعہ ملجاویگا۔ مگر یہ سمجھ لینا چاہیے کہ مد مقابل عورتیں یا کاشتکار یا باورچی نہیں ہیں۔ درویش ہیں درویش! جو ہکس پاشا اور گارڈن کو ہڑپ کر چکے ہیں۔ اور جنکے چھوٹے بھائی حبشی ابھی حال ہی میں ۲۰ ہزار اطالین فوج کی اچھی طرح گت بنا چکے ہیں۔ آجکل انکے افسر بھی غالباً روسی اور فرانسیسی تجربہ کار جرنیل و کرنیل ہیں اور اب انکے پاس نیزوں اور لکڑی کی کلہاڑیوں کی بجائے لیٹمفورڈ پٹینگ نہ سہی۔ ہنری مارٹینی تو ضرور ہیں۔ پھر ہمارے خس کی ٹٹیوں میں بیٹھنے والے ہندوستان کی فوج کے عہدہ دار اسقدر کیوں بیتابی ظاہر کر رہے ہیں۔ ذرا صبر کریں۔ انکی بھی باری آجاتی ہے۔ موسم گرما تو آرام سے ہندوستان کے جنت نظیر قطعات (شملہ مسوری ڈلہوزی وغیرہ) میں بسر کر لیں۔ شروع سرما میں ہماری مدبر گورنمنٹ انگلشیہ کا ارادہ انگریزی فوج کو بھی روانہ کرنے کا ہے۔ اسوقت یہ بھی تشریف لیجا کر دل کی بھڑاس نکال لیں۔ +

ہفتہ مختتمہ ۲۷۔ اپریل ۱۸۹۶ء کی تار کی خبریں وغیرہ

تار کی خبریں مع مختصر حواشی

لندن۔ ۱۸۔ اپریل۔ قاہرہ میں افواہ ہے کہ مہم ڈنگولہ کے لئے مصری ریزرو فنڈ میں سے روپیہ لئے جانے کی وجہ سے فرانسیسی سنڈیکیٹ نے جو دعوٰے کمشن قرضہ کے برخلاف دائر کیا ہوا تھا۔ اُسے وہ واپس لینے والی ہے +

سینٹ پیٹرز برگ۔ ۱۸۔ اپریل۔ شاہزادہ فرڈیننڈ والی بلگیریا آج یہاں پہنچا۔ اسکا استقبال دھوم دھام سے کیا گیا۔ بعد ازاں وہ محل شاہی کو روانہ ہو گیا اور زار سے ملاقات کی۔ +

قاہرہ۔ ۲۰۔ اپریل۔ دسوڈان کی تازہ ترین خبروں سے معلوم ہوا ہے کہ خلیفہ کی باڈی گارڈ فوج میں باہمی فساد ہو جانے کی وجہ سے جس میں پچاس آدمی قتل ہوئے ہیں ام درمان میں حالت نہایت مخدوش

ہو رہی ہے۔ +

عثمان دغمہ کے پاس ملکی فوج پہنچ گئی ہے۔ +

لنڈن۔ ۲۳۔ اپریل۔ درویشوں کی بابت خبر آئی ہے کہ عثمان دغمہ کی افواج قلت خوراک اور ان نقصانات کے باعث جو انہوں نے حال میں برداشت کئے ہیں۔ بُری حالت میں ہیں۔ +

ہفتہ مذکور کی دیگر خبریں

ولایت کا اخبار ٹروتھہ ایک ظریفانہ نظم میں لکھتا ہے کہ جب کبھی انگلستان پر مصر خالی کر دینے کے لئے دباؤ ڈالا جاتا ہے۔ تب ہی عثمان دغمہ موجود ہوتا ہے۔ باوجودیکہ اُس شخص کے مرجانے کی کم از کم ہزار مرتبہ خبریں مشہور ہو چکی ہیں۔ +

فرانسیسی وزیر خارجیہ نے بیت العوام میں مسٹر نگولہ پر تقریر کرتے ہوئے بیان کیا۔ کہ مصر سلطنت عظمیٰ عثمانیہ کا ایک صوبہ ہے۔ اور سلطنت مذکور کی مقبوضات کی سلامتی کی کل دول عظام ذمہ دار ہیں۔ اسلئے انگریزوں کا سلطان المعظم کے خلاف مرضی مصر پر متصرف رہنا یا اُسکے ماتحت صوبہ کی افواج سے کام لینا قوانین متمدنہ کی صریح خلاف ورزی ہے اور یورپ اس امر کو کسی زیادہ مدت کے لئے جائز نہیں رکھیگا۔ انگلستان نہر سویز کی حفاظت کا جو عذر کرتا ہے وہ بھی محض فضول ہے کل دولتوں نے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ نہر سویز جنگ امن ہر دو صورتوں میں کل دنیا کے جہازوں کے لئے برابر کھلی رہیگی۔ اور کسی سلطنت کو دوسری سلطنت کے جہازوں کو اُس میں سے گذرنے سے منع کرنے کا استحقاق حاصل نہیں ہوگا۔ اس فیصلہ کو سلطان المعظم نے بھی منظور فرما لیا ہوا ہے۔ پس جب انگلستان کے جہازات کی آمد و رفت کو نہر سویز میں سے کبھی روکا نہیں جا سکتا۔ تو امر مذکور کی حفاظت کی حجت پیش کرنا سراسر لغو اور بہانہ ہے۔ +

یورپ میں عام خیال ہے۔ کہ فرانس انگریزی قبضہ مصر کی اسقدر مخالفت کرنے کے بعد اب ہرگز اگر اپنی عزت و وقار کو قائم رکھنا چاہتا ہے تو عملی کارروائی کرنے سے باز نہیں رہ سکتا۔ فرانسیسی اخباروں کا قاعدہ ہے کہ جب کوئی معاملہ بہت پیچیدہ اور نازک ہو جائے تو وہ یک لخت تمام ہلڑ پکار چھوڑ کر نہایت متین بن جاتے ہیں۔ مسٹر نگولہ کی نسبت بھی بہت شور و غل کرنے کے بعد وہ یکبارگی بہت متانت سے رائے زنی کرنے لگ گئے ہیں۔ جس سے یہ یقین ہو گیا ہے۔ کہ مصری مسئلہ کے متعلق کوئی گل کھلنے والا ہے۔ +

اکثر مدبرین کی رائے ہے۔ کہ انگلستان کا یہ خیال بالکل غلط ہے۔ کہ فرانس اور روس سوائے زبانی مخالفت کے کوئی عملی کارروائی نہیں کریں گے۔ حتیٰ کہ انگلستان بلا روک سوڈانیوں کو مصر میں منتشر کر سکے گا۔ اور خلائے مصر کا مسئلہ اور ایک دو برسوں کے لئے دب جائیگا۔ بعض تو انگلستان کی اس زود اعتباری پر بھی متعجب ہو رہے ہیں۔ کہ جبکہ مفتوں کی بات ہے کہ جس ملک (جرمنی) نے انگریزوں کی مخالفت میں کوئی دقیقہ نہیں

جنرل ٹوڈلبین

چھوڑ رہا تھا۔ اسپر انگلستان اسقدر بہروسہ کر رہا ہے مگر یہ یاد رکھے کہ جرمنی کی پالیسی یہ ہے کہ پہلے انگلستان کو روس اور فرانس کے ساتھ ہم گتہا کرا دے اور پہر جبکہ انگلستان کی فوجین ڈنگولہ کے جانستان کشورستان میدان میں شریک رہی ہون اور وہ اس خطرناک معاملہ مین خوب پہنس گیا ہو اُس وقت جبکہ سے بغلی گہونسہ چھوڑ دے اور روس اور فرانس کے ساتھہ مل کر انگریزون کو کہدے کہ مصر خالی کرنے کی تاریخ مقرر کرو۔ ایک انگریزی اخبار کا نامہ نگار لکہتا ہے۔ کہ اسبات کے بیشمار آثار موجود ہین کہ اندر ہی اندر بہت کچہہ کہچڑی پک رہی ہے اور کہ یہ سنہ ۱۸۹۶ء اپنے گذشتہ پولٹکل واقعات کے علاوہ کوئی اور تازہ مگر نہایت عجیب گل کہلائے بغیر نہین رہیگا +

ہفتہ مختتمہ ۴ مئی ۱۸۹۶ء کی تار کی خبرین نمبر ۰

تار کی خبرین مع مختصر حواشی

لنڈن ۲۷ اپریل۔ ٹائمز کا نامہ نگار پریٹوریا (دار الحکومت ٹرانسوال) سے اطلاع دیتا ہے کہ پریسیڈنٹ کروگر نے بجواب مراسلہ مسٹر چیمبرلین اصلاحات پر بحث کرنے سے انکار کیا ہے کیونکہ برطانیہ کلان ٹرانسوال کے اندرونی معاملات مین ہرگز مداخلت نہین کرسکتا۔ مگر پریسیڈنٹ موصوف نے یہ لکہدیا ہے۔ کہ گورنمنٹ انگریزی اگر پرائیویٹ طور پر کچہہ ایما کریگی تو اُسپر برابر غور کیا جایا کریگا اُسکے بعد پریسیڈنٹ صاحب تحریر کرتے ہین کہ اگر گورنمنٹ انگریزی اُسوقت تک سنہ ۱۸۸۴ء کے معاہدہ کی ترمیم اور اسکی جگہ نیا عہد نامہ رفاقت و تجارت کے متعلق نہین کرسکتی جبتک کہ یو ٹیلینڈرز (انگریز آباد کاران) کی بیشتر شکایات پر غور نہ کیا جاوے تو ٹرانسوال کی گورنمنٹ بہی اور زیادہ گفتگو نہین کرنا چاہتی۔ بلکہ ڈاکٹر جیمسن کی چڑہائی کے تاوان جنگ کے مطالبہ پر اکتفا کرکے اور کوئی مطالبہ نہین کرتی۔ پریسیڈنٹ موصوف لکہتے ہیں کہ ٹرانسوال کی پارلیمنٹ مین اُن کی موجودگی ضروری ہے اسلئے انکو انگلستان بلانے پر زیادہ زور نہ دیا جاوے۔ ہان اگر گورنمنٹ انگریزی بحث کی اُس بنا کو جو پریسیڈنٹ نے پیش کی ہے منظور کرے تو انکے آنے مین سہولیت پیدا ہوسکتی ہے۔ (شاباش اچہا ادہم ہاہل مسٹر چیمبرلین کو خوب آڑے ہاتھون لیا۔ مگر تیرا تدبر اور دانائی پہلے ہی سے مشہور آفاق ہے۔ اور تجہہ سے یہی توقع تہی کہ تو مسٹر ممدوح پالیسی کی دہمکی یا ڈاوفریب مین کبہی نہین آئیگا مگر اسپر آخر بچا لیگا

لنڈن ۲۸ اپریل۔ چیمبرلین نے بیت العوام مین پریسیڈنٹ کروگر کے جواب کا خلاصہ پڑہکر سنانے کے بعد بیان کیا کہ مجہے امید ہے کہ ہر دو گورنمنٹون کے درمیان جو مشکلات حادث ہورہی ہین انکا تصفیہ صلح و صفائی سے ہوجاویگا۔ مین نے پریسیڈنٹ مذکور کو جو انگلستان آنے کی دعوت کی تہی وہ مجبوراً واپس لی ہے مگر مینے سر ہرکولیس رابنسن کو تار دیدی ہے کہ اگر معاملات رہوڈیشیا اجازت دین تو سر گریہم بوور کے کیپ پہنچنے پر وہ مزید نامہ و پیام کرنے کیلئے ہدایات حاصل کرنے کی غرض سے انگلستان

آجائین (چچا اوم پال پریسیڈنٹ کروگر کا عرفی نام) نے انگریزی وزیر نوابادیہائے کو ایسا دندان شکن جواب دیا ہی کہ
وہ ساری سٹی پٹی بہول گئے ہین اور اپنی شیخی و تعلی کو چھوڑ چھاڑ انگلستان آنے کی بلا دعوت کو بھی واپس لے رہے ہین
امریکہ تو خیر ایک عظیم الشان سلطنت تہی اور خونخوار کرنیکے بعد اگر آخر مین انگریزی گورنمنٹ اسکی قدمون سے جا لگی تو
اسیکسیقدر معذور بہی سمجھا جا سکتا ہی۔ مگر اس پدی سی ریاست سے جسقدر زیادہ شہنشاہی عز و وقار کی صریح تنقیص لیکن
مجبوری بری بلا ہے بانی جمع خرچ با گھرکیون سے دلاور بوئیر یا انکا جری حکمران پال کروگر کب دبنے والا ہی۔ اسکے اہل جلالت
و سطوت انگریزی سلطنت مین اسقدر طاقت موجود نہین کہ اسپر جنگی چڑھائی کرکے اسکو اپنا مطیع کرے انگریز بوئیر لوگونکی پانچ
چھہ مرتبہ ہاتھ دیکھہ چکی ہین۔ اور خوب منہ کی کہا چکے ہین۔ اور انپر چڑہائی کرنیکے لئے کم از کم [۱۵] ۵۰ ہزار برجستہ فوج چاہیئے جسکا بہم
بہیجنا مشکل بلکہ محال ہے ہندوستان کی رعایا اگر خودسر ہوتی تو جسقدر یہان گورہ اور دیسی فوج ہے۔ وہ ملک مین امن قائم رکھنے ہی
ہی کو بمشکل کفایت کرتی۔ لیکن خوش قسمتی سے یہان کی رعایا جیسی کہ اتفاق مین شہرۂ آفاق ہی ویسی ہی امن پسندی اور تابعداری
مین بھی بینظیر ہی۔ مگر پھر بھی روس کے حملہ کا یہان اتنا خوف غالب ہے کہ ہندوستان سے ایک سپاہی کا بھی باہر بہیجنا قرین
مصلحت نہین سمجھا جاتا۔ یہی کیفیت قریب قریب کل انگریزی مقبوضات کی ہے ان مین بھی مقامی فوجین ضرورت سے
بھی کم ہین۔ باقی رہی برطانیہ کی فوج۔ اس مین سے پچاس ساٹھہ ہزار کا صرف آئرلینڈ مین رکھنا لازمی ہے۔ فوج
ذرا کم ہوئی نہین اور آئرش لوگون نے سر اٹھایا نہین۔ باقی صرف ڈیڑھ پونے دو لاکھہ فوج رہی اس مین سے اگر ۵۰ ہزار ٹرانسوال
پر بہیجدی جاوے۔ تو انگلستان کی حفاظت کون کرے؟ انگلستان کی بحری طاقت پر جو شیر کا خول چڑھا ہوا ہے وہ اترتا معلوم
ہوتا ہے۔ اور یہ عام خیال پیدا ہو رہا ہے۔ کہ آہنپوش جہازات ایسی [illegible] شئے نہین جیسا کہ انکو بنا رکھا ہی بلکہ اندیشہ
ہے کہ وہ جنگ کیوقت بہت کم کارآمد ثابت ہونگے۔ علاوہ ازین انگریزی بحری طاقت مین گو جہاز بکثرت ہین مگر اُن جہازون
کے واسطے آدمی بکفایت دستیاب نہین ہوتے اور بری فوج کی تو کل کائنات دو تین ہفتے پر تباہی جا چکی ہی اسلئے انگلستان
کے مخالفین کو اب خاص انگلستان پر بھی حملہ آور ہونے کی جرأت پیدا ہو گئی ہے۔ اور اس قسم کے مضمون شایع ہونے شروع
ہو گئے ہین کہ عنقریب روسی فرانسیسی اور جرمن فوجین لندن مین خیمہ زن ہونگی۔ انگریز اکثر فخر کیا کرتے ہین کہ ہمارے ملک
پر چارون طرف سمندر سے گھرے ہوئے ہونے کی وجہ سے کوئی غنیم چڑھائی نہین کر سکتا۔ مگر اٹھارہوین صدی مین ہالینڈ
اور حقیر فرانس نے انگریزی جہازونکو تباہ کرکے انگلستان کے کئی شہر برباد کر چکے ہین۔ انہی باتون سے اب انگریزون کے بھی
کان کھڑے ہو گئے ہین۔ اور وہ اپنی بری طاقت کو بڑھانے کیطرف مشغول ہو گئے ہین مگر یہ صدیون کی کمی اب دنون اور
برسون مین کب پوری ہو سکتی ہے۔ قصہ مختصر یہ ہین وہ موانعات جو انگریزونکو ٹرانسوال سے بحقیقت ملک کے سخت سے
سخت تانین سننے پر بھی مشتعل نہین ہونے دیتے۔ اور سچی بات تو یہ ہے کہ انکا اپنا تکبر انکو ذلیل کر رہا ہے۔ چار مہینے کی بات
ہے کہ وہ چیچھودن کی طرح اعلیحضرت سلطان المعظم کو جنگی کاروائیون کی دہمکیان دے رہے تہی مگر وہ قرینہ زمانہ انکی طفلانہ حرکات

۱۵۰ اوسوقت بمشکل اسقدر فوج کافی تہی کیونکہ دشمنون نے زیادہ تقویت پا لی اسکے بعد ہی گئی جنگی وجہ سے ہی بابت ۱۹۰۰ء مین دو لاکھہ انگریزی
فوج کی [illegible]

دل ہی دل مین ہنسکر کوہ وقار تحمل سے کام لیتے اور انکی فون فان سے درگذر فرماتے رہے جس تحمل اور بردباری نے انگریزوں کو ایسا بدمست کر دیا۔ کہ لگے ہر ایک سے الجھنے گر تا بکے با آخر ہر فرعونے راموسٰی۔ سلطان کے پلے ہوئے وہ دوسرون ہی سے ایسے اور اس الجھنے کا یہ خمیازہ بھگت رہے ہین۔ کہ منہ کی کہا رہے ہین مگر ہمین بار بار تعجب ہوتا ہے کہ باوجود ان متواتر ناکامیون اور ذلتون کے انگریزی وزراء چھیڑ خانی سے باز نہین آتے۔ ہمت تو یہ ہے کہ ٹرنسوال ذلت پر ذلت دے رہا ہے ادہر تا دان جنگ مانگ رہا ہے اور ادہر انگریز آباد کارون کو بغاوت کے جرم مین پہانسی اور قید کی سزاؤن کا حکم دے رہا ہے اور انگلستان سے کرتے دہرتے کچھ بن نہین پڑتی۔ اور اسطرف یہ اب سوڈانیون سے جنگ شروع کر بیٹھے ہین اور سلطان کے مصری علاقہ کو اپنا ملک سمجھہ لیا ہے۔ ان سلسلہ یادتیون کا آخری نتیجہ نکلے گا۔ کہ سلطان المعظم ہی جواب ترکی بہ ترکی دادن پر آمادہ ہوجاوینگے۔ اور اس طوفان بے تمیزی کے زمانہ مین اعلیحضرت کا علانیہ مخالف ہو جانا جو کچھ رنگ لائیگا وہ کسی سے پوشیدہ نہین ہے۔ مگر ترکی سوڈان کے معاملہ پر ہم مفصل بحث کر چکے ہین اسکا اعادہ فضول ہے ایڈیٹر) +

پیرس - ۲۹ - اپریل ایم میلین نے فرانسیسی وزارت قائم کر لی ہے +

ایم ہانوٹو وزیر صیغہ خارجیہ - ایم کوشرگ وزیر خزانہ اور جنرل بلٹ وزیر صیغہ جنگ ہوئے ہین (ایم ہانوٹو صاحب وہی ہین جنہون نے کچھ عرصہ ہوا سلطان المعظم کے متعلق ایک مضمون شایع کیا تھا جس سے خوش ہوکر حضور ممدوح نے انکو تمغہ مجیدیہ عطا فرمایا تھا۔ ہمنے اس مضمون کا ترجمہ ذیل مین درج کر دیا ہے ایڈیٹر) :-

مانشیو ہانوٹو وزیر صیغہ خارجیہ فرانس اور مشہور و معروف فرانسیسی مدبر نے کچھ عرصہ ہوا اعلیحضرت سلطان المعظم کی نسبت پیرس کے اخبار ریویو دی پیرس مین ایک مختصر اور جامع مضمون شایع کرایا تھا جسکا ترجمہ بہت بڑی تلاش کے مہیا کرنے کے بعد ملاحظہ ناظرین کیلئے ذیل مین درج کیا جاتا ہے۔

موجودہ ساعت (زمانہ) مین سلطان ترکی ہونا کوئی خوشگوار امر اور مزے کی بات نہین (اعلیحضرت سلطان المعظم) عبد الحمید بیس برس سے حکمران رہ چکے ہین یہ درازی انکی ذاتی لیاقت اور طبعی قابلیت پر جس سے انہون نے رعایا کی پیچیدہ گورنمنٹ کو چلایا ہے دلالت کرتی ہے! ان کا قد میانہ۔ رنگ گندمی۔ اور ہاتھ ایسے نازک اور صاف ہین کہ کسی نازک سے نازک لیڈی کے بہی نہ ہونگے۔ مگر یہی نازک ہاتھ ان تمام ڈوریون کو پکڑے ہوئے ہین۔ جو ایشیا اور افریقہ کے وسط سے لیکر کوہ بلقان تک کے کل مسلمانون کو آپس مین ملا رہی ہین۔ یہی ہاتھ بیت المقدس اور دردانیال کی کنجیان تہامے ہوئے ہین یہی قرآن اور بائبل کو پکڑے ہوئے ہین انہین ہاتھون نے نیزہ و تلوار اور سب سے بڑھکر یورپ کی مشوش طاقتون کی ڈوریان قابو کی ہوئی ہین۔ قصہ مختصر یہ ہاتھ جیسے کچھ نازک ہین ویسے ہی بہت رکے ہوئے اور مصروف بہی ہین +

جو اوصاف ایک واقعی اور سچے سلطان مین ہونے چاہئیں۔ وہ سب اس کی ذات مین موجود ہین دیکھیئے

بھی یورپین نہین۔ اور یورپ کو سمجھہ رکھنا چاہیے۔ کہ وہ کسی محمد علی (یورپین نزاد اور یورپین مشرب) سے معاملہ نہین کرینگے
سلطان خالص ترک اور ایک متقی اور پکا مسلمان ہے۔ جسکا بدیہی ثبوت محل یلدیز کے دیوانخانہ مین داخل ہوتے ہی
ملجاتا ہے۔ دیوارون کے گرداگرد ترکی سوفے بچھے ہوئے ہین جنپر سفید ریش بزرگ جنکے دیکھنے سے الف لیلہ کے زمانہ
کا نقشہ فوراً آنکھون کے سامنے پہر جاتا ہے۔ پگڑیان اور عمامے باندہے اور ہاتھون مین عنبر کی تسبیحین لئے منتظر دیدار اور مشتاق
جناب بیٹھے ہوئے ہین۔ جو ہمیشہ اپنے مدعا مین کامیاب ہوتے ہین۔ ان لوگون کی طرف ایک نگاہ دیکھہ لینا کافی ہے
...دنیا کے تمام اطراف و جوانب سے یہ ثابت کرنے کے لئے وہان آئے ہوئے ہین کہ وہ اپنے امام و خلیفہ وقت کے
جان نثار بندے ہین +

میلان طبعی کہئے۔ یا ضروریات وقت کا مقتضی سمجھئے۔ سلطان المعظم نے جب سے تخت خلافت پر قدم رکھا ہے ارسطو کے
اس مقولہ پر عمل کیا ہے کہ "گورنمنٹون کو طاقت پکڑنے اور استحکام حاصل کرنے کے لئے اپنے قیام و بنیاد کی ابتدائی اصولون
کو اختیار کرنا چاہئے"۔ کیا بحیثیت خلیفہ کیا بحیثیت امیر المومنین۔ کیا بحیثیت سلطان اور کیا بحیثیت بادشاہ۔ اعلیٰ حضرت نے اپنے
منصبی فرائض کی اہم اجزا کی پوری پوری تعمیل کرنے سے کبھی گریز نہین کیا۔ اس اصول کو ایکدفعہ قائم کر چکنے کے بعد
انہون نے اپنی رعایا کے ساتھہ ہمیشہ کمال رحمدلی۔ فیاضی۔ عدل و انصاف و نرمی سے برتاؤ کیا ہے۔ وہ اجنبیون کی بہت
بڑی خاطر تواضع کرتے ہین۔ اور انپر الطاف خسروانہ مبذول فرماتے ہین حکومت کے معاملہ مین جسمے وہ بذات خود دخیل ہین
انہون نے اپنے آپ کو اعلیٰ درجہ کی تدبر اور قابلیت کا مالک اور حیرت افزا محنتی ثابت کیا ہے سب سے بڑھکر عجیب و غریب
اور واقعی کمال جو ان مین موجود ہے۔ اور جو الہام کی حد تک پہنچا ہوا ہے۔ یہ ہے کہ وہ خطرات کو فوراً محسوس کر لیتے ہین
اور ان سے بچ جاتے ہین یہی وہ ملکہ ہے جسکی بدولت وہ آجتک اُن خطرون سے بچے ہین جو قسمت انکے رستہ مین رکھتی
چلی آئی ہے۔ اٹھارہ برس سے وہ اپنی قسمت کو بڑی کامیابی سے سنبھالے چلے آرہے ہین انکی تخت نشینی کے
وقت ملک کی جو کچھہ حالت تہی۔ وہ کسی سے پوشیدہ نہین حالت مذکور کا درست کر دینا ہی انکی قابلیت کا پورا ثبوت ہی
اور انکی اِس خدمت کا پتہ دیتا ہے۔ جو انہون نے اپنے ملک کی کی ہے اور جس کے لئے قیامت تک ملک اُن کا گرویدہ احسان
رہیگا۔ گو اُن وزرا نے بھی جو وقتاً فوقتاً وزارت عثمانیہ کے کفیل ہوتے رہے ہین۔ قابل قدر خدمات کی ہین مگر
اس نیک نتیجہ کا تمام ظہور بلاشک و شبہ اسی فرمانروا کی ذات بابرکات سے ہوا ہے اور ان ارمنی مفسدون کے مسئلہ کا سلجھانا
بھی تنہا اسی کی ذات پر چھوڑ دینا چاہیئے وہی اس کام کے پوری طرح قابل ہے +

طہران۔ یکم مئی۔ شاہ ایران کو جب کہ وہ ایک مسجد مین جو طہران کے قریب ہے داخل ہو رہے تہے۔ آج ایک خبطی درویش نے
دل مین گولی ماری۔ شاہ موصوف فوراً محل پہنچائے گئے جہان وہ آج ۴ بجے سہ پہر فوت ہو گئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ
رَاجِعُوْنَ (شاہ ایران نہین فوت ہوئے۔ بلکہ سلطنت ایران کا خاتمہ ہو گیا۔ آج ہی کے لیڈر مین لکھا جا چکا ہے)

کہ روس خلیج فارس تک پہنچنا چاہتا ہے۔ مگر وہ شاہ ناصر الدین قاچار کی حین حیات اس مدعا کے حصول کیلیے کوئی
کارروائی نہین کریگا۔ سو خدا کی مرضی سے یہ مزاحمت اُسکے راستہ سے خلاف توقع قبل از وقت اور بہت جلد دور ہوگئی ہے
ہرات تک روسی ریلوے بنائی جانے کا عزم بالجزم ہندوستان اور انگلستان کیلئے ایسا خطرناک نہین جیسی کہ شاہ مرحوم کی
یہ ناگہانی وفات شروع سال کے [illegible] جیسا ہم لکھہ آئے ہین کہ یہ سال ۱۸۹۶ء سلطنت انگلشیہ کے لئی بہت منحوس
چڑہتا ہے اور خدا کی شان جو دن آتا ہے۔ وہ اس پیشینگوئی یا قیاس کو زیادہ تقویت دیتا جاتا ہے۔ پولیٹیکل آثار اور زمانہ کے رنگ
ڈہنگ بتا رہے ہین۔ کہ دنیا کے پولیٹیکل نقشہ مین جو تغیرات آئندہ ہونیوالے ہین وہ موجودہ صدی کے اختتام کا بہی انتظار نہین
کرینگے بلکہ اسی سال یا غایت درجہ اگلے برس بہت کچھہ کا یا پلٹ ہوجاویگی۔ اس سانحہ جانگداز سے جو مشکلات حادث ہونے
والی ہین۔ انپر ہم پھر کسی وقت مفصل بحث کرینگے۔ اس وقت شہنشاہ مرحوم کی مختصر سوانح عمری بتا دینے پر کفایت کرتے
ہین شاہ ناصر الدین خاندان قاچار کے چوتہے شاہ تہے۔ اُنکے والد کا نام محمد شاہ تہا۔ آپکی پیدائیش اپریل ۱۸۲۹ء اور بقول بعض
۱۷ و ۱۸ جولائی ۱۸۳۱ء کو ہوئی۔ ۱۴ برس کی عمر مین وہ آذربائیجان کے گورنر مقرر ہوئے اور ۲۰۔ اکتوبر ۱۸۴۸ء کو تخت پر
جلوہ افروز ہوئے۔ ابتدائی حکومت مین مرزا تقی وزیر اعظم نے سلطنت کا نہایت عمدہ انتظام کیا اور شاہ موصوف نے خوش ہو کر
اپنی ہمشیرہ کا اس سے عقد کر دیا۔ مگر بعد ازان حاسدون کی شکایت پر وزیر مذکور جلاوطن یا قتل کر دیئے گئے۔ شاہ موصوف
نے ۱۸۷۳ء اور ۱۸۸۹ء مین یعنی دو دفعہ سفر یورپ کیا۔ اور اب زار کی تاج پوشی پر تیسری دفعہ جانے والے تہے۔ ۶ مئی کو
بروز بدھ آپکو تخت نشین ہوئے پچاس برس ہونے تہے۔ اور جشن جوبلی کی دہوم دہام سے تیاریان ہو رہی تہین۔ زار
روس نے ایک فیلڈ مارشل کے ہاتہہ کرپ توپون کی ایک باتری نذر گذارنے کے لیئے روانہ کی تہی جو آج کل پہنچ گئی
ہوگی۔ مرحوم کی نسبت یہ اکثر شکایت کی جاتی تہی کہ وہ بڑے عیش پسند اور آرام طلب ہین۔ امور سلطنت یا ریاست کے انتظام
مین کوئی دخل نہین دیتے۔ مسٹر کرزن (نایب وزیر صیغہ انگلستان) ۱۸۸۹ء مین ٹائمز کے نامہ نگار ہو کر ایران گئے تہے
اور چھہ مہینے وہان رہے تہے۔ انہون نے خاص شاہ کی لائف اور بسر اوقات کی نسبت بہی مفصل حالات قلمبند کئے ہین
جو انشاء اللہ العزیز ہفتہ آئندہ مین درج کئے جاوینگے لیکن باوجود ان تمام شکایتون کے اس امر سے کوئی انکار نہین کر سکتا
کہ سلطنت کا قیام انہی کی ذات بابرکات سے تہا +

اُنکے قتل کی نسبت ایرانی قونصل جنرل متعینہ بمبئی کو بالتفصیل جو حالات تار کے ذریعہ سے معلوم ہوئے ہین اُن سے واضح ہوتا
ہے کہ شاہ مرحوم جمعہ کے دن دوپہر کے وقت مسجد شاہزادہ عبد العظیم کو جو طہران سے پانچ میل کے فاصلہ پر ہے نماز جمعہ
کیلئے تشریف لیگئے۔ اور جبکہ وہ صحن مسجد مین داخل ہوئے تو فرقہ بابی کے ایک درویش نے اپنے پستول سے وار کیا۔
گولی گردن مین لگی۔ قاتل فوراً گرفتار کر لیا گیا + یہ فرقہ اب انیسوین صدی مین پیدا ہوا ہے اسکا بانی مبانی مرزا علی محمد
بوشہر کا بساطی تہا۔ اسکی وعظ و تلقین سے سلطنت کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہوا۔ جسپر حسب الحکم شاہی وہ ۱۸۴۴ء

مین گرفتار ہوکر گولیون سے ماردیا گیا اور اُسکی پیروؤن کو بھی گرفتار و قتل کیا گیا۔ مگر اس کارروائی سے فرقہ مذکور کی طاقت کمزور ہونے کی بجائے اُلٹی اور مضبوط ہوتی گئی ۱۸۵۱ء مین صوبہ یزد مین انہون نے بغاوت کردی جسکو بڑی سختی سے فرو کیا گیا ۱۸۵۲ء مین چار بابیون نے شاہ مرحوم کو جبکہ طہران کے قریب زین سوار جارہے تھے قتل کرنیکی کوشش کی مگر ناکام رہے۔ تہوڑے ہی برسون کی بات ہے کہ اصفہان کے قریب اکثر بے تعداد دیہات جہان انکی طاقت بہت بڑہ گئی تھی برباد کردئیے گئے تہے۔ ان سختیون سے بابیون کے دل مین کینہ و بغض بڑہتا گیا جسکا جوش یکم مئی ۱۸۹۶ء کو نکالا گیا

شاہ مرحوم کے ۶ بیٹے اور ۴ بیٹیان ہین۔ ولیعہد دوسرا بیٹا مظفر الدین مرزا ہے جو ۲۵ مارچ ۱۸۵۲ء کو پیدا ہوا یہ تبریز کے قلعہ مین ایک طرح سے نظر بند رہا ہے ور امور سلطنت سے بالکل بیخبر ہے سب سے بڑا بیٹا مسعود مرزا الملقب بہ ظل السلطان ۵ جنوری ۱۸۵۰ء کو پیدا ہوا بڑا دانا اور مدبر ہے۔ آج سے دس برس پہلے اسکی طاقت بڑی زبردست تہی مگر ۱۸۸۸ء مین کئی صوبے اسکی ماتحتی سے نکال لئے گئے۔ باندی کے بطن سے پیدا ہونے کی وجہ سے وہ ولی عہد نہین ہوسکا تیسرا بیٹا کامران مرزا الملقب بہ نائب السلطان جو ۲۳ جولائی ۱۸۵۶ء کو پیدا ہوا کمانڈر انچیف افواج ہی مگر اول درجہ کا کاہل اور آرام طلب۔ چوتہا سالار السلطنت ۲۲ مئی ۱۸۸۲ء کو پانچوان رکن السلطنت ۱۴ فروری ۱۸۸۳ء کو اور چھٹا سلطان احمد مرزا ۱۸۹۲ء مین پیدا ہوا +

ہفتہ مذکور کی دیگر خبرین

لنڈن۔ ٹائمز مخبر ہے کہ ادرفا مین آٹھہ ہزار سے زیادہ ارمنی قتل ہوئے اور انکے تمام مکانات اور دوکانین تباہ کردی گئی ہین۔ معلوم ہوتا ہے کہ گورنمنٹ انگریزی کے بڑے معتمد اور معتبر اخبار ٹائمز نے اعلیحضرت سلطان المعظم کی گورنمنٹ کے برخلاف جہوٹی خبرین شایع کرنے کی قسم کہا رکہی ہے۔ وہ ان دونون سلطنتون کو جب تک ایک دوسرے سی پورا برگشتہ خاطر نہ کردے تب تک چپ نہین کریگا +

انگلستان مین ارمنیون کی امداد کے لئے پینتیس ہزار پونڈ چندہ جمع ہوچکا ہے اور ایک لاکھہ کی درخواست کی گئی ہے سنا جاتا ہے کہ ہندوستان کے مختلف مقامات مین بہی پادری لوگ فراہمی چندہ مین کوشش کررہے ہین۔ ۴ اپریل کو لنڈن کی سوسائٹی کو باشندگان لورپول سے ایکہزار پونڈ۔ قصبہ ہیلیفاکس۔ (واقعہ نواسکوشیا) سے ۴۵۵ پونڈ اور آئرلینڈ سے ۱۰۰ پونڈ موصول ہوئے۔ پیرس مین ارمنی کمیٹی (۱۸۰۰۰) فرینک جمع کرچکی ہے عیسائیون کی ان لگاتار کوششون کے مقابلہ مین روئے زمین کے تمام مسلمانون کا بلگیریا اور آسینیا کے مسلمان مقتولین کے ورثا اور مجروحین کی امداد سے بالکل غافل رہنا شائد کچھہ کم تعجب خیز نہ معلوم ہوگا۔ مگر زیادہ تو دکہ کی بات ہے۔ خاص ہندوستان کے مقامات دہولیا اور بانجیری کے مسلمان مقتولین کے ورثاء اور پس ماندگان کی امداد یا زخمیون کی مرہم پٹی کے لئے شاید ایک حبہ بھی کسی مسلمان بہائی کی گرہ سے نہ کہلا ہوگا۔ جب قومی ہمدردی کی یہ کیفیت ہے تو عیسائیون کے روز افزون اقبال و طاقت پر رشک کرنا محض بیہودگی ہے اگلی اچھی تو نہ بر

جو درحقیقت تمہارے ہی اسلاف سے انہون نے حاصل کی ہین عمل کرو تم مین بہی ان جیسی طاقت پیدا ہو جائیگی +

سیواس کے غریب کاشتکارون مین حسب الحکم سلطانی تخم تقسیم کیا جا رہا ہے +

سلطان المعظم نے ایشیائی کوچک اور آرمینیا سے تمام ممالک غیر کے پادریون کو نکال دیئے جانے کا حکم دیدیا ہے

ضلع صعودیہ مین جو انطاکیہ کے جنوب مین واقع ہے۔ سلطانی افواج کے مقیم ہونے سے ارمنی دیہات مین تشویش پہیلی ہوئی ہے۔ کیون؟ بمصداق چور کی ڈاڑہی مین تنکا اپنی کسی کرتوت کا خوف ہوگا۔ ورنہ۔ آنرا کہ حساب پاک ست از محاسبہ چہ باک؟ +

ترخان پاشا کی ستعدی اور سرگرم کوششون سے جزیرہ کریٹ مین امن قایم ہوتا جاتا ہے مگر عیسائی مفسدین کی یکدم بغاوت کر دینے کا ابہی اندیشہ ہے +

ہفتہ مذکور کی دیگر مضامین

منقول از وکیل مورخہ ۴ مئی سنہ ۱۸۹۶ء

(سلطان المعظم اور انکے دوست)

مضمون مندرجہ عنوان کچہہ عرصہ ہوا انگلستان کے مشہور اخبار دی سینٹ مین ایک منصف مزاج عیسائی نے شائع کیا تہا اور گو یہ اسوقت لکہا گیا تہا جب کہ انگریزی سلطنت اور سلطان المعظم کے درمیان جنگ چہڑ جانے مین کوئی شک نہیں رہگیا تہا اور انگریزی متعصبین گورنمنٹ کو جنگی کارروائی کرنے پر جسکی ناقابل ہونیکو لارڈ سالسبری نے بعد مین سخت خفیف ہوکر تسلیم کر لیا برانگیختہ کر رہی تہی تاہم اس نیک مزاج عیسائی نے اکثر باتون کو سچ سچ کہدینے کے علاوہ چند ایسی امور پر بحث کی ہے جو اب بہی ایسی ہی قابل غور ہین جیسی اسوقت تہی۔ اور چونکہ آرمینیا کا ناگوار مسئلہ صرف دیگر مشکلات حادثہ کی وجہ سے معرض التوا مین پڑا ہوا ہے۔ جن سے فرصت نصیب ہوتے ہی گورنمنٹ انگریزی بمنشائے خود یا بمجبوری پہر اسی زور شور سے شروع کر دیگی اسلئے مضمون مذکور کا ترجمہ مطالعہ ناظرین کے لیئے درج کر دینا مناسب و معلوم ہوتا ہی مضمون مذکور بجائے خود ایسا بسیط اور مفصل ہی کہ پہر رائے زنی کرنیکی کوئی ضرورت نہین +

صاحب موصوف لکہتے ہین "یہ عام طور پر دیکہا جا رہا ہے۔ کہ انگلستان سوائے ایک بر اعظم کے باقی ہر ایک مین وسیع مقبوضات پر قابض ہی وہ شمالی امریکہ کی نصف کا مالک ہی افریقہ کو بہی شیر کی طرح نگلے جا رہا ہے ایشیا مین وہ سب سے بڑی طاقت ہی آسٹریلیا تقریباً اسی کا ہے۔ مگر یورپ مین سوائے جبرالٹر کے چہوٹے سے فوجی قصبہ کے اور کوئی خشکی کا حصہ اسکے قبضہ مین نہین ہی۔ اور یہ شان ہی اسکی حاکم ہندوستان ہونیکی وجہ سے موجود ہے۔ ہندوستان کا قبضہ ڈیڑہ سو برس سے زیادہ عرصہ سے اُس کی تواریخ کا بہت سا حصہ رہا ہے۔ ہر برس وہان اسکے اغراض و تعلقات بڑہتے جاتے ہین اور ہندوستان پر اسکی گرفت اور زیادہ مضبوط ہوتی چلی جا رہی ہے۔ یہ قبضہ اسے ایک جنگ عظیم مین پہنچا چکا ہے

اور باغلب وجوہ ایک اس سے بھی بڑی جنگ مین مبتلا کرے گا۔ اسکے طفیل وہ مشرقی دنیا مین سب کا سرپنچ بنا ہوا ہے اور وہ خود اُس کی اپنی رعایا کی قوت متخیلہ اور نیز اجنبیون کی نکتہ چینی کو جو اُسپر کی جاتی ہے بہت متاثر کر رہا ہے۔ پچھلی صدیون مین اس قبضہ نے انگریزون کو مال و دولت سے مالامال کر دیا۔ جو چند برس ہندوستان مین رہکر بیقدر دولت بٹور لائے کہ مدت العمر بڑے عیش و عشرت سے انگلستان کے تفرجگاہون مین لطف زندگی اٹھاتے رہے۔ خود ہمارے وقت مین بھی وہ کئی ہزار انگریزون کے گذارہ کا موجب بنا ہوا ہے۔ قبضہ مذکور کے فوائد خوب ہین۔ مگر اس معاملہ کا ایک دوسرا رخ بھی ہے جسے عموماً نظر انداز کیا جاتا ہے۔ ہم اپنے تعبیر (ملٹو اسوانگ) دال قع ایشیا کے قائم رکھنے کا کچھ تھوڑا خمیازہ نہین بھگت رہے۔ قبضہ ہندوستان انگریزی مدبرین کی تجاویز و تدابیر مین بیجا ابتری پیدا کرنے کا باعث ہو رہا ہے۔ ہماری بری فوج پہلے ہی کوئی حیثیت نہین رکھتی۔ پھر اُس مین سے بھی ستر ہزار فوج وہان رکھنی پڑتی ہے۔ اور مزید برآن یہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ خطرہ کے ابتدائی آثار نمودار ہوتے ہی تیس ہزار اور فوج وہان بھیجنی پڑیگی۔ جبرالٹر اور مالٹا پر اُسی کی بدولت ہمین قبضہ رکھنا لازمی ہو رہا ہے قبرس پر ہند کے لئے ہم ڈیرہ ڈنڈا جمائے بیٹھے ہین۔ اور ہند کی خاطر ہی ہم مصر سے کبھی کا نام نہین لیتے۔ اور باوجود متواتر وعدون کے خالی کر دینے کی کوئی تاریخ مقرر نہین کرتے۔ ہندوستان نے محض نمایشی طور پر نہ کہ فی الواقع انگلستان کو عظیم الشان بنا رکھا ہے۔ اُسنے ایک بہت بڑی حد تک ہماری متفقہ بحری پوزیشن اور طاقت زائل اور ہماری فوجون کو دنیا کے نصف حصہ پر چھوٹی چھوٹی جماعتون اور گروہون مین منتشر کر دیا ہے۔ اور ہر سال انگلستان مین جنگ جوئی کے خیالات کو ترقی دئے چلا جاتا ہے۔ انگلستان کا محکمہ خارجیہ و ہندوستان کا انڈیا آفس دونون ایک ہی مکان وائٹ ہال مین جو اپنے ہم نام غلیظ اور تنگ کوچہ مین ایک عظیم الشان مگر سنسان عمارت ہے براج رہے ہین اور موخرالذکر کے تعلقات اول الذکر سے کچھ ایسے وابستہ ہو گئے ہین۔ کہ انگلستان کے وزرا جو کارروائی کرین۔ ہندوستان کو اُس مین کچھ نہ کچھ دخل ضرور ہوگا۔ اس قبضہ ہند کی بدولت انگلستان کی خارجیہ پالیسی ایسی مضطربانہ غیر مستقل متلون اور بزدلانہ ہو گئی ہے کہ یورپ کی کسی دوسری سلطنت مین یہ کیفیت نہین پائی جائیگی۔ اس مضمون مین ہم اُس پالیسی جو ہندوستان سے اسقدر متعلق ہے بحث کرنا چاہتے ہین یہ مسلّم ہو چکا ہے۔ کہ انگلستان ہندوستان کو کبھی نہین چھوڑیگا۔ ملکہ معظمہ کا قیصرہ ہند کا خطاب اختیار کرنا اسبات کا پورا پورا ثبوت ہے کہ ہم ہندوستان مین ڈٹے رہین گے خطاب مذکور کے اختیار کرنے کیوقت اُسکی سخت مخالفت کی گئی تھی۔ اور ہمکو نہایت نامناسب بتایا گیا تھا لیکن اسوقت ہمارے پاس سوائے اسکے کوئی چارہ نہین ہے کہ حالت موجودہ مین بیشمار نقصان اور وعدہ خلافیان مشکلات اور تناقص موجود ہونیکے باوجود ہم یہی تسلیم کرلین مگر یہ ایک بار اور بہت گران بار ہے البتہ اُسکا دباؤ ہماری خارجیہ پالیسی کے تناقص و تخالف مین سے چند ایک کے دور کرنے سے کسیقدر ہلکا ہو سکتا ہے جن مین سب سے بڑا ہمارا وہ سلوک ہے جو سلطنت عثمانیہ کیساتھ کیا جا رہا ہے +

انگلستان کی خارجیہ پالیسی فی الحقیقت مرادف ہے حفاظت ہند کا اور یہ اپنی باری مین مرادف ہے روس کے ممکن الوقوع
حملہ سے ہندوستان کی حفاظت کرنے کے۔ مگر سوال یہ ہے کہ ہند کی حفاظت کسطرح کیجائے جبکہ دشمن سے ہندوستان کو
خطرہ ہو اسکے پاس فوجین بیشمار ہین مگر انکی ترتیب ابھی نامکمل ہے۔ روس اپنا بچاؤ تو بہت مضبوطی سے کرسکتا ہی لیکن حملہ
آوری کی صورت مین ایسا زبردست نہین ہے۔ مگر باہمہ کئی برسون سے اسنے بہت سا راستہ طے کرلیا ہے۔ اور اس کی پیشقدمی
کا رخ ہمیشہ (جنوب (یعنی ہند) کی طرف رہا ہے۔ اور یہی سیل بلاخیز سے ہندوستان کو محفوظ رکھنے کا سوال درپیش
ہے۔ کئی صاحبون کی یہ رائے ہے کہ روس سے مصالحت کرلی جاوے۔ لارڈ بیکنسفیلڈ بھی انہی لوگون مین سے تھے ان کا
مقولہ ہے کہ "ایشیا دونون سلطنتون کے لئے کافی وسیع ہے یعنی آدھون آدھ بانٹ کر اپنے حصہ پر شاکر رہین۔ اسی خیال
سے وزیر مرحوم نے باوجود ترکون کا بڑا خیر خواہ ہونے کے ۱۸۷۸ء مین روس کو اپنے ارادون مین بہت کچھ کامیاب ہوجانے
دیا تھا ہم اس خیال کو بے وقعت نہین سمجھتے اگر دونون سلطنتون مین ہمیشہ کے لئے کوئی پختہ سمجھوتہ ہوجاوے تو تمام تنازعے
ختم ہوجاتے ہین۔ ہندوستان کی حفاظت کا خطرہ مفقود ہوجاتا ہے انگلستان اور ہندوستان کی رعایا ناقابل برداشت
ٹیکسون کی بھرمار سے کسیقدر سبکدوش ہوجاتی ہے اور ہماری خارجیہ حکمت عملی کی متلون مزاجی اور بے ثباتی پن ابھی معدوم
ہوجاتا ہے اور نہ صرف یہی فوائد ہین جو حاصل ہوسکتے ہین بلکہ اس باہمی مصالحت کے نیک نتیجے مشرق اور مغرب مین بجلی کی
سی رفتار سے پہیل جائینگے۔ مشرق مین جاپان کی بیہودہ خودسری اور مجرمانہ بلند پروازی سے جو دقت طلب سوالات پیدا ہوگئی ہین
انکا فورًا تصفیہ ہوجاتا ہے۔ اور مغرب مین جو فرانس اور جرمنی۔ روس اور انگلستان کی مخالفت سے فائدہ اٹھاکر ایک دوسرے کا گلا
دبانیکے لئے سر توڑ تیاریان کر رہے ہین۔ انکا خاتمہ ہوکر دونون سلطنتون مین دامی صلح قائم ہوسکتی ہے مگر کیا یہ اتفاق و مصلحت
ممکن ہے۔ اس سوال کا جواب ہمین بہت دور لیجاتا ہے۔ لارڈ بیکنسفیلڈ کی رائے تھی کہ روس دنیا کے سمندرون تک
پہنچنے کا عزم بالجزم کئے ہوئے ہی۔ بس سوال مذکور کا جواب دینے سے پہلے یہ نیا سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا انگلستان کو روس کے اس ارادہ
مین مخل ہونا چاہئیے؟ چینی علاقہ مین تو وہ کوئی نہ کوئی بندرگاہ جہان موسم سرما مین سمندر برف سے منجمد نہ ہوجاتا ہو
جلدی یا دیر مین ضرور حاصل کریگا[۱] بحیرہ روم مین داخل ہونیکے لئے کسی راستہ کو حاصل کرنیکا مسئلہ اسقدر طویل و پیچیدہ ہے کہ یہان ہم
اسپر بحث نہین کرسکتے۔ البتہ ایک تیسرا راستہ اور ہے جسکو بیان کیا گیا ہے۔ کہ روس حاصل کرنا چاہتا ہے۔ سو کیا اس معاملہ یعنی
خلیج فارس کے معاملہ مین انگلستان کو روس کا ممد ہونا چاہیے یا کہ مخالف؟ مگر یہ سوال موجودہ شاہ ایران کی زندگی مین کوئی
خوفناک صورت اختیار نہین کریگا۔ قصہ مختصر باہمی قرارداد کا کل مسئلہ دنیا کی سمندرون کی جانب اسی روسی پیشقدمی کے تصفیہ
پر منحصر ہے کئی ملک اور کئی فرمانرواؤن کی قسمتین اس پیش قدمی کی لپیٹ مین آتی ہین۔ اس مسئلہ کے بازو
مشرق و مغرب مین دور دور پہیلے ہوئے ہین۔ اور اسکا قطعی تصفیہ بچون کا کہیل نہین ہے بڑے بڑے مدبرون کو
اپنی اپنی قابلیتون کے سارے جوہر دکہانے پڑینگے اور پہر صورت بھی وہ یکدم ظہور مین نہین آسکتا۔ بلکہ جز اجزا اثر

[۱] یہ قیاس بندر آرتہر پر روس کے قابض ہوجانے سے درست ثابت ہوچکا ہے۔

پذیر ہوگا۔ موجودہ زار کی تخت نشینی کیوقت یہ مسئلہ لحظہ بھر کے لئی چھیڑا تھا مگر اب تو پبلک کو دونون سلطنتون کی مصالحت کا کوئی خیال نہین ہے اور اسپر زیادہ غور کرنا صرف ہوائی قلعے تیار کرنا سمجھا گیا ہے۔ چنانچہ ہمین بہی قیاسات سے درگذر کر واقعات پر تکیہ کرنا پڑتا ہے اور باہمی سمجھوتہ کی نسبت کہنا پڑتا ہے کہ ع

این خیال ست و محالست و جنون

پس نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ہندوستان کو روس کی پیشقدمی سے محفوظ رکھنا ہے۔ لیکن اس پیشقدمی کا کہان اور کسطرح مقابلہ کیا جاوے؟ اس سوال کے جواب مین ہمین مغالطہ مین ڈالنے والا لفظ افغانستان سنایا جاتا ہے۔ مگر ہندوستان کی حفاظت کیلئے اس بے آب وگیاہ اور غیر آباد ملک پر جسقدر دارومدار رکھا گیا ہے حالات موجودہ اسکو درست نہین قرار دیتے۔ یہ عام خیال ہے کہ روس اور انگلستان کے درمیان فیصلہ کن لڑائی افغانستان یا اسکے اردگرد ہوگی مگر ایسا نہین ہوگا۔ وہ ایسا ملک ہے کہ بقول ہنری چہارم شاہ فرانس "اگر تم وہان تہوڑی فوج لیکر جاؤگے تو شکست کہاؤگے اور اگر زیادہ فوج لیکر جاؤ تو بہوکے مروگے"۔ میدان کارزار غالباً ایران مین قائم ہوگا۔ اور یہ بالکل انگلستان کے اختیار مین ہے کہ لڑائی کے رخ کو ہندوستان سے پھیر کر اپنی حسب پسند میدان مین نبرد آزمائی کرے مگر اسکے ساتھہ ایک شرط لازمی ہے کہ اپنے قدیمی اور مخلص رفیق سلطنت عثمانیہ کے ساتھہ اسکو اپنے موجودہ طریقہ برتاؤ اور سلوک کو بدلنا پڑیگا +

ہم انگلستان اور روس مین لڑائی چہڑ جانے کی خواہشمند نہین ہین۔ وہ دونون ملکوں کیلئے نہایت تباہی بخش ہوگی اور سوائے اخبار والون کے اور کسی کو اس سے فائدہ نہین پہنچ سکتا۔ مگر یہ صاف ظاہر ہے کہ قبضہ ہندوستان ایک دن روس سے لڑائی کرادیگا اور انگلستان کو اس لڑائی کیلئے تیار رہنا چاہیئے۔ لیکن جنگ مذکور کے امکان پر غور کرتے وقت ٹرکی کو فراموش کردینا ناممکن ہے وہی ٹرکی جسکے برخلاف انگلستان مین اسقدر طوفان بے تمیزی برپا کیا گیا ہے۔ جسکے فرمانروا پر سفرا دول مسئلہ آرمینیا کے متعلق اسقدر دباؤ ڈال رہے ہین اور بندرگاہ گیلی پولی کے قریب انگریزی بیڑہ دہمکی دینے کی نیت سے لنگرزن ہے +

اب دیکہنا یہ ہے کہ سلطان روم کون ہے اور مسئلہ آرمینیا کیا بلا ہے؟ سلطان المعظم ایک رفیق سلطنت کے فرمانروا ہین جنکے سپاہی انگریزی سپاہیون کے دوش بدوش معرکہ آرا رہچکے ہین اور پہر بہی ایسا کرنے کو تیار ہین۔ فرمانروا موصوف پر ۱۸۷۷ء کے روسی حملہ اور عہدنامہ برلن کے جملہ شرائط خاصکر دفعہ ۶۱ سے بہت کچہہ مشکلات وارد ہوئین اور انہین مین سے مسئلہ آرمینیا پیدا ہوا ہے۔ مسئلہ مذکورہ کے دو پہلو ہین۔ واقعی اور غیر واقعی۔ واقعی یہ ہے کہ کیا آرمینیا اس قابل ہے کہ اسکو خودمختاری عطا کی جاوے اور کیا وہ شرکے امن اور خود اس صوبہ کے اغراض کے نقیض تو نہین؟ مگر سوال دوسرے پہلو یعنے ارمنی ایجیٹیشن مین جسے لنڈن کے چند متعصبین اور مفسدہ پردازون نے برپا کیا ہے چہپ گیا ہے اس تحریک کا محرک خواہ کوئی ہو۔ لیکن اس مین شک نہین کہ ۱۸۷۶ء والے بلغاری ایجیٹیشن کی بعینہ مشابہ ہے

ظلم و مظالم سچے ہون یا جھوٹے - مگر اخبارات مین اسی طرح غوغا برپا ہے مسٹر گلیڈسٹون اسی طرح خطوط لکھ رہا اور تقریرین کر رہے ہین - اور اسیطرح کمیٹیان اور جلسے ہو رہے ہین اور خفیہ انجمنین اور بے اصول گماشتے نائرہ فساد مشتعل کرتے پھرتے ہین - مقدونیہ اور آرمینیا مین ایک ہی وقت بغاوت کا ہونا اس امر کا بین ثبوت ہے اور خود قسطنطنیہ مین مسلح آرمینیون کا فساد برپا کر دینا ثابت کر رہا ہے - کہ یہ کل ہنگامہ بڑی سوچ بچار اور کامل تیاری کے بعد کیا گیا تھا ۔

ہم اوپر بیان کر چکے ہین کہ عہد نامہ برلن سے سلطان المعظم کو بڑی مشکلون سے سابقہ پڑ گیا ہے ! در ۱۸۷۷ع کے نادان جنگ سے ان مشکلات مین اور زیادتی ہو گئی ہے - جب کبھی ٹرکی کسی مصیبت مین مبتلا ہوتی ہے اسیوقت روس کیطرف سے تقاضا شروع ہو جاتا ہے - انیسوین صدی کی تہذیب واقعی ایک عجیب چیز ہے مغلوب دشمن سے اُسوقت جبکہ اُسکے پاس کچھ نہ ہو بہت بڑی رقم کا مطالبہ کرنا اور پھر عہد نامون کے ذریعے سے جدید پابندیون کا جنپر روپیہ صرف ہوتا ہو طومار باندھ دینا اور جبکہ اُسکی آمدنی جنگ مین برباد ہو جانے کے بعد پھر سنبھلنی شروع ہو جائے تو اسی قسطون مین خود قابو کر لینے یہ ہین ہماری موجودہ تہذیب کے ادنے کرشمے جو ارمنی گردون سے کچھ کم شریر نہین ہین - مگر پھر بھی اگر سلطنت ٹرکی انکی آخر الذکر سے کما حقہ حفاظت نہین کر سکتی - تو یہ اسی متذکرہ بالا حملے اور نادان جنگ کی بدولت ہے - روپیہ تو خزانہ عثمانیہ مین چھوڑا نہین جاتا - اور اس پر طرہ یہ کہ ٹرکی کو ایسے کامون کی تکمیل پر مجبور کیا جاتا ہے - جن مین روپیہ بغیر کچھ بھی نہین ہو سکتا - ٹرکی کی بعینہ یہی مثل ہے ؎

درمیان قعر دریا تختہ بندم کردہ
باز می گوئی کہ دامن تر مکن ہشیار باش

مگر ٹرکی کی مشکلات یہین ختم نہین ہو جاتین - اسکا دار الخلافہ ہر ایک قسم کی پولیٹیکل اور فنانشل سازشون کا ڈیرہ بنا ہوا ہے - سلطان المعظم ان سازشون کے دور کرنے مین کوشش کر رہے ہین - اور انہین پر اُنکا الزام لگایا جاتا ہے - لنڈن کے اخبارات باب عالی اور حرم سرا کے برخلاف مغلظات بکنے اور بیہودہ الزامات لگانے سے خود اپنی بدطینتی اور ناانصاف مزاجی کا ثبوت دے رہے ہین اصل بات یہ ہے کہ قسطنطنیہ اپنی بے نظیر اور دلکش سبزی کی وجہ سے مرجع خاص و عام بنا ہوا ہے - ممالک وحشیہ کے سیاحون وغیرہ کا وہان ہر وقت تانتا لگا رہتا ہے اور یہی لوگ بعد اپنے اپنے ممالک کے سفر کی تمام سازشون کے بانی مبانی ہین ۔

اس سوال کا کہ سلطان المعظم کون ہیں ؟ ابھی کمل جواب نہین دیا گیا - وہ صرف ایسی رفیق سلطنت کا جو مشرقی جنگ کے وقت انگلستان کی مددگار و معاون ہوئی فرمانروا ہی نہین ہے - بلکہ اُس سے بڑھکر بھی ہے - وہ پانچ کروڑ رعایائے تاج برطانیہ کا جو ہماری ہندوستانی سلطنت کے مسلمان ہین مذہبی پیشوا بھی ہے - مگر اس امر واقعہ کو بعض مفسد بالکل فراموش کرنا چاہتے ہین اور ہمین اندیشہ ہے کہ ہمارے چند مدبرین بھی جو سلطان المعظم کو انگریزی بیڑہ کی دھمکی دیتے ہین ایسے طرز سے غور نہین کرتے کہ ہم ایک دوست شہنشاہ اور رفیق قوم کو ایسا مجبور کر دین کہ تنگ آمد بجنگ آمد کی نوبت پہنچ جائے - یا محض ایک مٹھی بھر آدمیون کیلئے

جنکی ہیئیت فقط پولیٹکل اور فنانشل وجوہات پر قائم اور بنا دلی ہو اپنی رعایا کی ایک جم غفیر کو جو سلطنت متحدہ کی کل آبادی سے
شمار مین زیادہ ہو آزردہ اور بیزار کرنا دانائی کی بات ہے ؟ خوش قسمتی سے انگلستان ایسے جنونیون سے خالی نہین ہے جو کہتے ہین ۔
کہ ترکون کو برباد کرنیسے بہتر کوئی کام نہین ۔ مسٹر گلیڈسٹون اور پادری میک کول تو صرف اسی صورت مین خوش ہو سکتے
ہین کہ یورپین ٹرکی کے حصے بخرے کر لئے جاوین ۔ اور سلطان المعظم کو بمعہ گٹھری بقچہ باسفورس سے پار نکال دیا جاوے ۔ مگر اس تجویز
کو عمل مین لانیکا کار دار سب سے اول انگریزی بیڑہ کو لینا پڑیگا ۔ ڈارڈنلز پر حملہ کرنا پڑیگا ۔ ہماری بحری طاقت ابھی تک نا آزمودہ تجربہ ہے ۔ آجتک ہم جو صرف توکلت
علی اللہ کروڑہا روپیہ خرچ کرکے آہن پوش جہاز بناتے چلے جاتے ہین ۔ اور انکی جنگی قابلیتون کو محک عیار پر پرکھا نہین گیا
اب انکی آزمایش کا وقت آجائیگا ۔ تیس برس سے ہمارے قابلترین لوگ سر توڑ محنتین کر رہے ہین ۔ کہ ایسے جہاز بنا دئے جاوین
جو سمندر پر تیرتے ہوئے قلعون کا کام دین ۔ مگر ہنوز اطمینان بخش نتائج ظاہر نہین ہوئے ۔ جہاز وان گارڈ آہن پوش
فرائیگیٹ (قسم جہاز) تھا اور وہ ایک ساتھی جہاز کی ذرا سی ٹھوکر سے فی الفور غرق ہو گیا ۔ جہاز کیپٹن ایک ٹرٹ شپ
(قسم جہاز) تھا اور دخانی انجن اور بادبان دونون چیزین رکھتا تھا اور ان دونون طاقتون سے چلائے جانے کی کوشش
مین معہ جملہ ناخدایان کے غرق ہو گیا ۔ جہاز وکٹوریہ مین بادبان اور مستول بالکل ہی نہین رکھی گئی تھی اور سپر ایکسویس ٹن کی توپین
چڑھی ہوئی تھین ۔ وہ بھی ایک ذرا سی ٹھوکر سے گیارہ منٹون کے اندر سمندر کی تہ مین جا پہنچا ۔ چنانچہ اگر ہم اسیطرح سے ان تمام
حادثات کو جو انگریزی بحری طاقت کے جہازونکی ہر ایک قسم مین ظہور پذیر ہوئے درج کرین تو ایک طویل فہرست بنجاتی ہے
بس اگر ڈارڈنلز مین جبراً داخل ہونیکی کوشش کیجائے ۔ تو ہمین انگلستان کی تمام قسمت انہین مشکوک اور غیر مستحکم ساختون
پر جو ایک طرح سے تیرتے ہوئے نا آزمودہ تجربون کا مجموعہ ہین چھوڑنی پڑیگی ۔ یہ ہمیشہ یاد رکھنا چاہئیے کہ ۱۸۷۸ء
مین جب امیر البحر ہارنبائی آبنائے ڈارڈنلز مین داخل ہوا تھا تو وہ سلطان المعظم کے دوست کی حیثیت مین اسکو روسیون
سے بچانے کیلئے جو اسوقت قسطنطنیہ پر بڑھے چلے آتے تھے گیا تھا ۔ سلطان المعظم نے خود اسکو داخل ہونیکی اجازت دی
تھی ۔ اور اس اجازت کے مطابق انگریزی بیڑہ بحیرہ مارمورا مین داخل ہوا تھا ۔ یہ عام یقین ہے کہ اگر اجازت نہ
ملتی ۔ اور انگریزی جہازات جبراً داخل ہونیکی کوشش کرتے ۔ تو نتیجہ غالباً حسب مراد نہ نکلتا ۔ کیونکہ بعض مقامات پر آبنائے
مذکور صرف نصف میل چوڑی ہے اور دونون کنارون پر سطح آب کے برابر چالیس چالیس ٹن کی توپین چڑھی ہوئی تھین ۔ بس اگر
اب ڈارڈنلز مین جبراً داخل ہونیکی کوشش کیگئی تو گو ہم کامیاب ہی ہو جائین ۔ لیکن یہ کامیابی بے شمار جانون ۔ جہازات
اور خزانون کی بربادی کے بعد نصیب ہوگی ۔ اور اگر ناکامیاب رہے ۔ تو انگلستان کی بحری طاقت کی عزت جسپر انگلستان اور انگریزی
سلطنت کا دارومدار ہے ہمیشہ کیلئے خاک مین مل جائیگی ۔ مگر باوجود ایسے مشکوک اور خطرناک نتیجہ کے جو دن گذرتا ہے وہ سلطنت
عثمانیہ کے معاملات مین جنگی مداخلت کے امکان کو زیادہ مضبوط کرتا جاتا ہے ارمنی باغی دلیر ہوتے جاتے ہین نئے نئے ہنگامونکی
خبرین مشتہر کیجا رہی ہین اور انکو جدید مطالبات تسلیم کرنیکے لئے اعلیحضرت کے برخلاف زبردستی زور دیا جاتا ہے بات یہ ہے کہ جو سلوک سلطان المعظم سے کیا جا رہا ہے دنیا کی کسی

گورنمنٹ زیادہ عرصہ تک برداشت نہین کرسکتی۔ اور نہی دشمنون کا یہ منشا ہے کہ سلطان المعظم زیادہ برداشت کرین وہ تو انکو جنگ کی آگ سا ناچاہتے ہین سلطنت روم کے مختلف حصص اور مختلف اقوام کی باغیون کو بڑی سیفہ اور تدبیر سے بغاوت کا سبق سکہلایا جارہا ہے۔ یہ جو مشہور ہورہا ہے۔ کہ روس و فرانس جرمنی یا انگلستان فی زمانا سب سے بڑی اور زبردست طاقتین ہین غلط ہے آجکل کی دو بڑی طاقتین مالی ساشین اور پریس (اخبارات) ہین اسی انٹرنیشنل شاملاک (استعمار) تا قضیہ باقی صحیح اور مالک متحدہ) نے انگلستان کا مصر مین قدم جمایا اور ابہی تک وہان قدم جمے ہوئے ہین۔ اخبارات کا بڑا حصہ یہ کام کررہا ہے وہ نہایت ناپاک اور مکروہ ہے۔ اور با تصویر پرچون مین ایسی تصویرات کا متواتر درج کیاجانا جو قوم کو جنگ کا اشتعال دلائین قوم کے حق مین نہایت مضر ہے اگر انگلستان ان پہندون سے جو دشمنون نے اسکی لئے تیار کئے ہوئے ہین بچنا چاہتا ہے تو وہ سلطان المعظم کو تنگ کرنے سے باز آجائے اور آرمینیون کو انکی حال پر چہوڑ کر سلطان المکرم سے صلح و صفائی کرنیکی کوشش کرے ورنہ موسم سرماکے گذرنے اور موسم بہار کے شروع ہوجانے پر یہ دبے ہوئے شعلے پھر مشتعل ہوجائینگے بہار یواسطے ایک اور مصیبت تیار ہوجائیگی +

ہفتہ مختتمہ ۱۱ مئی ۱۸۹۶ع کی تار کی خبرین وغیرہ

تار کی خبرین معہ مختصر حواشی

قاہرہ - ۱۰ مئی (مہم سوڈان) تین سو درویش شتر سواران اور مصری فوج سواران کے تین رسالون مین اکاشیہ کے قریب سخت جنگ آرائی ہوئی جسمین درویش نقصان عظیم کے ساتھہ پس پا کردئیگئے مصری نقصان خفیف سا ہوا ہے۔ کپتان فٹن کسیقدر مجروح ہوا +

مسووا - ۳ مئی (جنگ حبش) مقام اڈریگاٹ کی اطالین فوج کو دشمنون کے محاصرہ سے نکالنے یا محاصرہ کو اٹھانے کیلئے کل اطالین فوج تین دستون مین ہوکر مقام مذکور کیطرف بڑھ رہی ہے +

مسووا - ۹ مئی (سوڈان) یہ خبر موصول ہوئی ہے کہ درویشونکی فوج باغی ڈالی کا بہت چرچا ہے جو الابیض دار الریاست کردوفان پر حملہ کرنی کی دہمکی دے رہا ہے +

ہفتہ مذکور کی دیگر خبرین

ولایت کی تازہ موصول شدہ خبرون سے معلوم ہوتا ہے کہ اطالین افواج نے درویشون کو بمقام کسالا پے در پے شکست دیکر مقام مذکور کے قرب و جوار سے ہٹادیا ہے۔ اور اب انکو درویشون کے حملہ کا کوئی خوف نہین رہگیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ درویش اپنی جمعیت بمقام بربر اکٹھی کررہے ہین۔ اور انگریزی یا مصری افواج کے روکنے کو [illegible] ہین مصری فوج حلفا اور اکاشیہ سے آگے نہین بڑہی۔ [illegible]

بہرتے ہین ہر ایک عرب کو گورنمنٹ مصر نے ایک ایک رائفل دی ہے اور انکی تنخواہ بہی مقرر کردی ہے۔ مگر سواری کا اونٹ اور
خوراک انکو اپنے ذمہ ہے۔ درویش کاشبہ سے پچیس میل پرے تک کبہی کبہی چکر لگاتے ہین مگر مقابلہ نہین کرتے۔ بلکہ
انگریزی پیشقدمی کا انتظار کر رہے ہین۔ کہ صحرا سے دور آجائین تو پہر دہاتہہ کرین عثمان دغنہ کے ساتہہ سواکم کے ارد گرد
کے اکثر رفیق عربی قبیلے مل گئے ہین۔ اور اندیشہ ہے کہ اگر اُسے ایک فتح بہی حاصل ہوگئی تو باقی قبیلے بہی اُس سے
جا ملینگے **انگلستان** نے زور دیتا تہا کہ صوبہ یمنون کا گورنر عیسائی ہو۔ مگر سلطان المعظم نے انگلستان کی درخواستون
کی کوئی پروا نہ کر کے وہان مسلمان گورنر مقرر کر دیا ہے۔ جس سے انگریزی اخبارات بہت سٹ پٹا
رہے ہین ؛

والی حجاز نے فرانسیسی انگریزی اور روسی قونسلون کے پاس اس حملہ کے لئے جو ماہ مئی مین بدوؤن نے کیا تہا جدہ مین سرکاری
طور پر معافی مانگی ہے۔ لیکن ہرجانہ ادا نہیں کیا گیا۔

بعض انگریزی پولیٹیکل ایجنٹون اور رزیڈنٹون نے ہندوستانی ریاستون اور رئیسون ہی کا ناک مین دم نہین رکہا اور وہ
ہندوستان ہی مین فرعون بے سامان نہین بنے ہوئے بلکہ کل دنیا مین جہان کوئی ریاست یا ملک انگلستان سے سفارتی
تعلقات رکہنے کی بلا مین پہنس گیا۔ وہ آخرکار ان سفیرون اور قونسلون کے دست بیداد سے چلا اٹہا ہے۔ خدا کی شان
جس غریب ملک کے سر پر شامت سوار ہونی ہوتی ہے۔ وہان سب سے پہلے پادری صاحبان کا پیش خیمہ پہنچتا ہے پہر ان کی
اور تجارتی تعلقات کی حفاظت کے بہانہ سے قونسل اور قونسل جنرل متعین کر دیئے جاتے ہین۔ جو رفتہ رفتہ اپنے قدم جماکر
اصل گورنمنٹ کو معطل اور خود مالک بن بیٹہتے ہین۔ زنجبار۔ کیپ کولونی۔ نٹال۔ مصر۔ مسقط۔ اور بلوچستان وغیرہ اس قونسلی
ہتہکنڈے کی زندہ مثالین موجود ہین۔ ان دنون چونکہ مصر کا معاملہ پہر ذرا گرمجوشی سے چہڑا ہوا ہے۔ اسلئے لارڈ کرومر (سابق
سر ایولین بیرنگ) انگریزی قونسل جنرل یا ایجنٹ متعینہ قاہرہ کی کارروائیون کا اجمالی بیان دلچسپی سے خالی نہ ہوگا پیرس کا اخبار
پولیٹیکل کونیل لارڈ موصوف کی نسبت اپنے نامہ نگار متعینہ قاہرہ کی تحریر کی بنیاد پر مندرجہ ذیل عبارت شایع کرتا ہے؛
لارڈ موصوف شکل و شباہت مین تو بعینہ ڈل ہولیل سارجنٹ معلوم ہوتے ہین۔ مگر اکہڑ۔ مستعد۔ تند خو۔ اور نری وحشی۔
انسانی دل کا تو انکے وجود مین نام تک نہین۔ مکاری مین یکتائے زمانہ ہین۔ انکی مکاریان حیلہ سازیان اور روباہ
بازیان احاطہ شمار سے متجاوز ہین۔ ان سے تمام لوگ نفرت کرتے اور انکے اپنے آدمی بہت خوف کہاتے ہین وہ اپنی
جبلی خصلت کو مصنوعی خوش خلاقی کے رنگ پردے مین چہپانا چاہتے ہین۔ انکا مدعا یہ ہے کہ وہ مالک ہون
اور اس مدعا کے حصول کے لئے انہون نے گہرکی کو اپنا ذریعہ بنا رکہا ہے۔ پچہلے تیرہ برسون مین انگلستان کی مختلف
وزارتین بدلین مگر سب نے اسی ظالم کو مصر پر مسلط رہنے دیا۔ مصر مین مامور ہوتے وقت اُسنے ٹہان لی تہی کہ ملک مجہسے نفرت تو
ضرور کریگا۔ آؤ مین بہی دل کا غبار نکال لون۔ وہ سمجہتا تہا کہ مصری انگلستان کو کبہی نظر محبت سے نہیں دیکہینگے؛

ممکن ہے کہ اُنکے دلون مین انگلستان کی ہیبت کا سکہ بٹھا دیا جائے اور اسی امر کے لئے کوشش بھی کی جا رہی ہے۔ چنانچہ اسنے انگلستان کو مصریون کی نگاہ مین یوبپر ارگھسش بنا دیا ہے۔ جو ہر ایک چیز کو جو اُسکے سامنے آئے نیست و نابود کر دیتا ہے۔ لارڈ کرومر کے غیض وغضب کی بجلیان مقہورین پر پولیس کورٹون (عدالتہائے پولیس) کے قہرآلود بادلون سے گرائی جاتی ہین جو اُسکی آدر دون اور پروبدون سے بھری ہوئی ہین۔ وہ اپنے مخالفین کو ہلاک نہین کرتا۔ بلکہ انکو شکنجون مین پہنسا کر برباد و بیعزت کرنے مین خوش ہوتا ہے جس شخص نے انگلستان کی ذرا مخالفت کی وہی فوراً کسی نہ کسی شرمناک جرم کے الزام مین پولیس کے بیلنے سے کچلا یا جاتا ہے۔ تمام مصر اس ہیبہ پولیس کی سولی سے بید مجنون کی طرح کانپ رہا ہے عزتدار سے عزتدار اور بلند مرتبت سے بلند مرتبت بھی اس سے اپنے آپ کو محفوظ نہین سمجھتا جس کسی نے حب الوطنی کا دم مارا فوراً ناگفتہ بہ الزامات کر بدنام کردیا جاتا ہے۔ اور صرف انہین لوگون کی کچھ عزت بچی ہوئی ہے۔ جو انگلستان کی رفاقت کا دم بھرتے ہین۔

تمام ملک مین جاسوسون کا تار و پود پہیلا ہوا ہے۔ (نپولین شاہی زمانہ کی خفیہ پولیس کے اعلی افسر) موچر کی روح مصر مین ایک گشت کر رہی ہے۔ ہر صبح لارڈ کرومر جاسوسون کی رپورٹین سنتے ہین۔ کوئی خاندانی راز نہین جو اُسے پرسید ہو اور مصر کے جنوب سے شمال تک کوئی پوشیدہ بھید نہین۔ جو اسکی یادداشت مین درج نہ ہو۔ اگر لارڈ کرومر مصر مین نہ ہوتا۔ تو ممکن تہا کہ مصری اپنی قسمت پر شاکر ہو کر انگریزی حکومت کو قبول کر لیتے۔ مگر انکے دلون مین اب اُسکی طرف سے قیامت تک نفرت قایم رہیگی۔ کرومر نہ صرف مصر کے صیغہ خارجیہ کا مختار ہے۔ بلکہ خدیو کے محل کا بہی مالک ہے۔ اسنے بڑی دولت جمع کر لی ہے اور یہی وجہ ہے کہ صرافون کا بڑا خیرخواہ ہے۔ وہ مصر کو اپنی مٹھی مین سمجھتا ہے۔ مہم ڈنگولہ کیا بلا ہے وہ جس بہاری سے بہاری مصیبت مین چاہے مصر کو مبتلا کر سکتا ہے۔ انگریزی وزارت نے اسے خود مختار اور مطلق العنان بنا رکہا ہے ایک دفعہ اس نے اپنے ہی حکم سے انگریزی بیڑہ جہازات متعینہ بحیرہ روم کو اسکندریہ منگوا لیا تہا۔ اور مالٹا سے فوج طلب کر لی تہی اور صیغہ امیر البحری کو اس امر کی اُسوقت خبر پہنچی جب کہ بیڑہ مذکور اسکندریہ مین لنگرزن ہو گیا"

اس مختصر بیان سے ناظرین کو ان پولیٹیکل لیڈرون کی کیفیت اور یہ امر معلوم ہو گیا ہوگا۔ کہ انگلش گورنمنٹ کیسے کیسے فرشتہ سیرتون کو پولیٹیکل ایجنٹی ریزیڈنٹی۔ کونسلی۔ کونسل جنرلی۔ وغیرہ کیلئے منتخب کرتی ہے۔ اور ہمدردی بنی نوع انسان کا مدعی یعنی خیر مجسم انگلستان کیسے نیک کام کی تکمیل کیلئے مصروف بوریا بستر جمائے بیٹھا ہے سچ ہے ہاتہی کے دانت کہانیکے اور ہوتے ہین اور دکہانیکے اور

ہفتہ مختتمہ ۸ اگسٹ ۱۸۹۶ع کی تار کی خبرین وغیرہ

تار کی خبرین معہ مختصر حواشی

قسطنطنیہ - ۷ مئی - جزیرہ کریٹ کی ریفارم سوسائٹی نے (یعنے مفسد عیسائیونکی انجمن نے) شاہی معافی کے قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے - ترخان پاشا گورنر جزیرہ نے قربطش پارلیمنٹ کے اجلاس کو اگست تک ملتوی کر دیا ہی **لنڈن** - ۱۱ مئی اسکندریہ مین ہیضہ بڑہ رہا ہے - قاہرہ مین بہی ایک موت واقع ہو چکی ہے +

لنڈن ۱۲ مئی - دار العوام مین لارڈ جارج ہملٹن نے بیان کیا کہ مصری فوج مقیمہ سواکم باستثناء ایک پلٹن کے براہ صحرا نیل کیطرف بہیجی جائیگی - ہندوستانی فوج کے خرچ کے مسئلہ پر غور ہو رہا ہے +

لنڈن ۱۳ مئی ہندوستانی افواج سے سواکم مین کام لئے جانیکے مسئلہ پر مباحثہ ہونیکے لئے دن مقرر کرنیکا مسٹر بلفر سپیکر پارلیمنٹ نے وعدہ کیا ہے - مسٹر کرزن نائب وزیر صیغہ خارجیہ نے بجواب سوال بیان کیا کہ یہ ارادہ نہین ہی کہ ہندوستانی افواج سے رود نیل مین جنگی کام لیا جائے بلکہ وہ حسب اقتضائے رائے سردار فوج یعنی کچنر پاشا کے صرف سواکم اور اسکے قرب و جوار کی حفاظت کا کام دینگے +

لنڈن ۱۳ مئی (مہم سوڈان) سر مائیکل ہکسبیچ وزیر خزانہ نے دار العوام مین بیان کیا - کہ سواکم کو جو ہندوستانی فوج بہیجی جائیگی اسکا معمولی خرچ بطور سابق ہندوستان کے ذمہ ہوگا - مزید اخراجات کی نسبت ابہی تصفیہ نہین ہو سکتا کہ آیا مصری گورنمنٹ دیگی یا کون ؟

لنڈن - ۱۴ مئی - اسکندریہ کل ہیضہ کی ۴۳ وارداتین ہوئین جن مین سے ۲۲ مہلک ثابت ہوئین +

بمبئی - ۱۴ مئی - سواکم فوج کیلئے چہہ دخانی جہاز کرایہ پر لئے جا چکے ہین - اور غالبًا ایک دو اور لئے جاوینگے ۲٦ وین پنجاب انفنٹری ۳۵ وین سکھہ - سفر مینا اور ایک جنگی ہسپتال - ۲۰ مئی کو بمبئی پہنچتے ہی اسیدن تین جہازون پر سوار ہو کر سواکم کو روانہ ہو جائینگی کرنیل اجرٹن اور انکا شاف جہاز وارن ہسٹنگز پر سوار ہوگا جسپر ۲۶ انفنٹری سوار ہوگی - فوج سواران یعنی بمبئی لینسرز ۲۱ کو باقی تین جہازون پر سوار ہوگی - اور پانچوین کوہی باتری اور دوسرا اسپتال جمعہ یا ہفتہ ۲۲ یا ۲۳ - کو دیگر جہازون پر جو ابہی کرایہ نہین لئے گئے سوار ہونگے +

یہ فیصلہ ہو گیا ہے کہ فوجین بمبئی پہنچتے ہی جہٹ جہازون پر سوار ہو جاوین اور جہاز بہی حتے الوسع فورًا بندرگاہ سے رخصت ہو جائین - جہازات سر دست تین مہینون کے لئے کرایہ پر لئے گئے ہین

الہ آباد ۱۴ مئی - پایونیر لکہتا ہے - کہ اگر ممکن ہو تو جو فوج سواکم بہیجی جانے والی ہے اُسکو کارڈایٹ (بے دود باروت) کے کارتوس دیئے جائین - یہ بارود درویشون کے مقابلہ مین بہت کار آمد ثابت ہوگا یہ فوج ہنری مارٹینی سے مسلح ہے اور پندرہ لاکہہ کارتوس اسکے ہمراہ بہیجے جائینگے +

ہفتہ مذکور کی دیگر خبرین

گورنمنٹ مصر نے اسوان کے ایک سربر آوردہ عرب سوداگر کو جس کی سالانہ آمدنی چہہ لاکہہ روپیہ کی ہے

پرنس بسمارک

درویشون کو شورہ اور سے سہم پہنچانے کے جرم مین بذریعہ کورٹ مارشل دس برس قید سخت اور بہت بڑے جرمانہ کی سزا دی ہے +

مکحرام مراد بے کے یار غار اور سیہ کار ساتھی احمد رضا بے نے اعلی حضرت سلطان المعظم کی گورنمنٹ کے برخلاف جو اخبار ترکی مین بمقام پیرس جاری کیا ہوا تھا وہ گورنمنٹ فرانس کے حکم سے بند کر دیا گیا ہے۔ اور رضا بے اڈیٹر کو جو پہلے ترکی انسپکٹر سررشتہ تعلیم تھا فرانس سے چلے جانیکا حکم مل گیا ہے +

اعلےحضرت سلطان المعظم نے تمام ترک طلبا کو جو ممالک غیر مین سرکاری یا ذاتی خرچ سے تعلیم پا رہے ہین واپس آنیکا حکم دیا ہے انکی تعداد دو سو سے متجاوز ہے +

بابعالی نے ملازمونکی تنخواہون کے لئے گورنمنٹ کریٹ کو پچاس ہزار پونڈ روانہ کئے ہین +

انگلستان کے فوجی کارخانہ اسلحہ سازی مین مہم سوڈان کے لئے سرگرمی سے غبارے تیار ہو رہے ہین یہ پہلی لڑائی ہوگی جس مین واقعی طور پر غباروں سے جنگی کام لیا جاویگا +

خلیفہ عبداللہ تعائشی کی فوج کے ایک عرب شیخ نے فرانس کے ایک اخبار کو لکھا ہے۔ کہ ہمارے پاس انگریزی حملے کے روکنے کیلئے کافی سامان اور فوجیں موجود نہین ہے بلکہ کئی یوروپین افسر ہماری فوج مین موجود ہین انہون نے سکو یوروپین آداب جنگ مین بخوبی ماہر کردیا ہے +

بندرگاہ سواکن اور ٹوکر کی حفاظت کیلئے تقریباً ۴ ہزار مصری فوج مامور ہے۔ سواکن کی قلعبندیان ناقابل تسخیر بیان کی جاتی ہین۔ ٹوکر سواکن سے ساٹھہ میل جنوب مین بحیرہ قلزم سے ۱۸ میل کے فاصلہ پر اندرون ملک مین واقع ہے اسکے قلعے کے گرد ساڑھے تین سو گز لمبی کچی دیوار بنی ہوئی ہے جس کی چوڑائی ڈیڑھ سو گز ہے۔ اس مین ایک سوڈانی پلٹن ایک ترپ رسالہ اور ایک دستہ توپخانہ جس مین پانچ کرپ توپین اور ایک گاٹ نر توپ ہے مامور ہین ہر فوج کا کچھہ حصہ قلعے مین رہتا ہے۔ اور کچھہ حصہ پانچ چھہ اردگرد کے قلعون مین۔ ۱۶ مارچ کو لائڈ پاشا ایکہزار فوج لیکر دشمن کی جمعیت کا اندازہ کرنے کیلئے سواکن سے جنوب مغرب کیطرف ونٹری ہلز کو روانہ ہوئے اور سٹڈنی پاشا چار سو سپاہی لے کر ٹوکر سے شمال مغرب کی طرف انہی پہاڑیون کو روانہ ہوئے لائڈ پاشا کو امید تھی کہ عثمان دقنہ کی فوج ان کو راستہ مین آملیگی۔ مگر عثمان دقنہ نے مصری فوج کے پہنچنے سے پہلے ہی اس سے معرکہ آرائی کرکے اس کی فوج کو منتشر کردیا ہوا تھا چنانچہ لائڈ پاشا کو اپنی توقع مین کامیابی نہ ہوئی۔ بلکہ درویشون نے دونون فوجون کے علیحدہ علیحدہ ہونے سے فائدہ اٹھا کر ایک طرف سٹڈنی صاحب کے دستہ پر اور دوسری طرف لائڈ صاحب کے ہراول پر جو فنوک صاحب کی زیر کمان تھا حملہ کیا اور چند گھنٹون تک گھمسان کی لڑائی رہی جس میں بیان کیا جاتا ہے کہ سٹڈنی صاحب کے دستہ مین صرف تین مجروح ہوئے۔ مگر تیرہ سو حملہ آور درویشون کا بہت نقصان ہوا۔ اور اسیطرح دوسرے موقعہ پر مصری فوج کے

فقط ۱۸ سوار جو گھوڑون سے اتر کر لڑتے رہے ضایع ہوے اور درویشونکے ۳۴ مقتول میدان جنگ مین پائے گئے جنکو وہ اٹھا کر لیگئے۔ دہ علیحدہ رہے۔ آخر مین درویش دونون جگہ شکست یاب ہوے گو سیڈنی اور لیمڈ پاشا کی فوجین منتشری پہاڑیون پر ایک دوسرے سے ملاقی ہوئین۔ اور ۱۸ کو اپنی اپنی صدر مقام یعنی سواکن اور توکر کو واپس ہوگئین۔ اسکی بعد تار کے ذریعہ سے خبر موصول ہوئی کہ عثمان دِ غنا کی فوج خود بخود شکستہ دل ہوکر پراگندہ ہوگئی ہی اور عثمان اپس ہٹ رہا ہے۔ اور عمر طیطو نے اُس علاقہ پر جہان درویش قابض تہے تصرف کرلیا ہے۔ بعد ازان خبر آئی کہ عمر طیطو سواکن مین پناہ گزین ہوا ہے اور اسکی فوج پہاڑون مین منتشر ہوگئی ہے جس سے اسبات کا کافی ثبوت ملتا ہے کہ درویشون کی شکستہ دلی۔ پس پائی اور ہزیمت کی خبرین معمولی بناوٹ اور مبالغہ سے خالی نہین ہین بلکہ غالباً واقعی کیفیت تبائیہ ببینہ صورت حال کی بین برعکس ہے۔ ہندوستان سے سواکن کو فوجین روانہ کیجاتی کہ جسکے بکایک حصول ہونے سے بہی آزری قیاس کو بہت کچھہ تقویت ہوتی ہے پچھلے ہفتہ تک برابر یہی سنا جاتا تہا کہ ہندوستان کی فوج نہین بہیجی جائیگی۔ مگر اب یکلخت یہ حکم آگیا ہے۔ کہ جسقدر جلد ممکن ہو مندرجہ ذیل فوج سواکم کو روانہ کی جائے ۲۶ وین بنگال نفٹری۔ ۲۴ وین سکھہ۔ اول بمبئی کیولری۔ مدراس فوج سفر مینا کا ایکدستہ اور پانچوین بمبئی کوہی باتری مقیم ڈیرہ دون۔ کرنیل ایجرٹن صاحب بعہدہ برگیڈیر جنرل اس فوج کے کمانڈر مقرر کئے گئے ہین۔ اور دیگر یورپین افسرون کا بہی انتخاب ہوگیا ہے۔ ۲۱ وین اور ۳۲ وین بنگال انفنٹری کا ہم سکہہ سپاہی ہین ۲۶ وین رجمنٹ مین چار کمپنیان سکھونکی ایک ڈوگرونکی اور تین پٹھانون کی ہین۔ اول بمبئی کیولری مین ایک دستہ مرہٹہ سواران کا ایک جاٹون کا ایک سکھون کا اور ایک پٹھانون کا ہے۔ یہ فوج سواکم مین رہیگی۔ اس سے سردست میدان جنگ مین کام نہین لیا جاویگا۔ اور جو مصری فوج سوقت سواکم مین مقیم ہے۔ وہ بربر یا ڈنگولہ کی طرف درویشون کے مقابلہ پر روانہ کی جائے گی انگلستان سے بہی عنقریب گورہ فوج کی روانگی کی خبرین موصول ہورہی ہین جس سے معلوم ہوتا ہی کہ گورنمنٹ انگلشیہ نے درویشون سے باقاعدہ طور پر جنگ کرنیکا عزم بالجزم کرلیا ہے۔ اچہا خدا اسکی آبرو رکہے فرانسیسی اخبارات تو بڑے دعوی سے لکھہ رہی ہین۔ کہ سوڈان کے سیاہ شیران بیر یعنی درویش انگریزی سرخ ٹڈیون (سرخ وردی کی گورہ فوج) کو آن کی آن مین چٹ کرجائینگے۔ درویشونکی کیمپ مین فرانسیسی نامہ نگار موجود ہین اور انکی مرسلہ مضامین اور خبرین درویشونکی طاقت کو انگریزی مصری حملہ کے روکنے کیلئے کافی سے بڑہکر تبلاتی ہین۔ بلکہ بعض کا خیال ہے کہ شاید اس فوجکشی کا یہ انجام ہو کہ مصر بہی خلیفہ عبد اللہ کے تصرف مین آجائے۔ دوران جنگ مین درست یا مفصل خبرون کا پہنچنا تقریباً ناممکن ہے۔ مگر نتیجہ کا زیادہ عرصہ تک پوشیدہ رہنا بہی ایسا ہی محال ہے البتہ اُس نتیجہ کے ظہور تک ہندوستان کو اُن واقعات سے جو سوڈان مین ظاہر ہوتے رہینگے ایک طرح سے تقریبا بالکل بیخبر رہنا ہوگا۔ اور انہین خبرون پر جو سرکاری محتسب کی قطع وبرید اور اصلاح و ترسیم کے بعد شایع ہوا کرینگی قناعت کرنا پڑیگا

خلیفہ عبد اللہ تعا ایشی نے اسوان کے ایک عرب شیخ کو خط لکھا تھا کہ خدیو المعظم اگر اعلیحضرت سلطان المعظم کے نائب السلطنت ہونیکی حیثیت مین مہیر یا سوڈان پر فرمانروائی کرنا چاہین تو ہمکو انکی اطاعت سے کوئی انحراف نہین لیکن جب تک انگریزون کا سرزمین مصر مین قدم موجود ہے. تب تک مین خدیو سے ہرگز مصالحت نہین کر سکتا! اور اگر وہ انگریزون کی مدد سے سوڈان کو فتح کرنا چاہتے ہین. تو انہین آگاہ رہنا چاہئیے کہ جب تک ایک درویش سوڈانی کے جسم مین جان رہیگی۔ وہ اپنے مدعا مین کبھی کامیاب نہین ہونگے +

اعلیٰ حضرت سلطان المعظم نے بیان کیا جاتا ہے کہ ہیلر میم ڈنگولہ پر یہ اعتراض کیا تہا کہ گورنمنٹ مصر کو اپنی شہنشاہ کی اجازت کے بغیر غیر ممالک پر چڑہائی کرنیکا اختیار نہین ہے اسکے جواب مین غالباً بصلاح وزرا مشورت لارڈ کرومر صاحب لکہا گیا کہ سوڈان غیر ملک نہین ہے. بلکہ مصر کا ایک صوبہ باغی ہے! اور اسکو دوبارہ فتح کرنے کا فرامین شاہی کی رو سے مصر کو اختیار حاصل ہے اس مع اتب موصول ہونے پر سلطان کی گورنمنٹ کیطرف سے یہ عذر پیش کیا گیا کہ سوڈانی مسلمان ہین اور مسلمان قوم یا ملک پر خلیفۃ المومنین کا حکم لئے بغیر فوجکشی کرنا ناروا ہے گورنمنٹ مصر نے جواب دیا کہ درویش سچے مسلمان نہین ہین وہ ایک جہوٹے پیغمبر یا مقتدا کے تابع اور زمرہ مرتدین مین شامل ہین. بلئے حصول اجازت کی ضرورت نہ تہی. کہا جاتا ہے کہ اعلیحضرت نے اسکے بعد کوئی اعتراض نہین کیا اور خاموش ہو رہے ہین. بعض کا خیال ہے. کہ یہ اعتراض انہون نے فرانس اور روس کے اصرار پر کیا تہی۔ ورنہ اس معاملہ مین اتنا دخل بہی نہ دیتے اور بالکل ساکت رہتے. مگر افسوس! نادان نہین یہ سمجھتے کہ حضور ممدوح کا سکوت ہر حال خالی از حکمت نہین بلکہ معنی دارد کہ درگفتن نمی آید آرمینیا کے معاملہ کے ٹھنڈا پڑ جانے پر انگریزی اخبار نویس اور متعصبین دانت پیس رہے ہین. مگر افریقہ کی مشکلات انکی کوئی پیش نہین جانے دیتین۔ صوبہ زیتون مین عیسائی گورنر مقرر کرانے پر عیسائی سفرا اور خاصکر سر فلپ کری نے بے انتہا زور لگایا. مگر صاف جواب ملا. پہر اسنے بکرات مرات التجا کی کہ فاقہ کش (مگر شکم پرور اور باغی) آرمینیون کی امداد کے لئے جو چندہ انگلستان مین ہو رہا ہے اسکے تقسیم کئے جانے کی اجازت عطا کی جاوے. مگر مکرر کوششون کی بعد صرف اسقدر کامیابی ہوئی کہ گورنمنٹ سلطانی نے وعدہ کیا ہے کہ مقامی حکام کو ہدایت کیجاویگی کہ سابقہ قرارداد کے مطابق فاقہ کش آرمینیون مین امدادی روپیہ کی تقسیم کی اجازت دیدین سلطان المعظم کی زبردست پالیسی اور انگلستان کی موجودہ مشکلات نے انگلستان کے جنونی متعصبین کو بہت پست و پاکر دیا ہے. کہ جنگی کار روائیون کی دہمکیان دینے کی جگہہ اب بڑھیا عورتون کی مانند گرجون مین سلطان المعظم کے برخلاف دعائین مانگنے پر کمر باندھلی ہے. مگر ان رحم مجسم عیسائی نیکبختون کو یاد رکھنا چاہئے کہ بری دعا کا اثر ہمیشہ دعا مانگنے والے پر ہی پڑا کرتا ہے! در حسین بیگناہ کے حق مین ہر قسم کی دعا مانگی جاتی ہے۔ وہ اُس کی تاثیر سے بالکل محفوظ رہتا ہے +

ڈاکٹر کونن ڈائل صاحب مصر سے انگلستان کے ایک مشہور اخبار مین مہم ڈنگولہ کی نسبت مضامین شایع کرا رہے ہین ایک مضمون مین درویشون کی جرات و ہمت پر بحث کرتے ہوئے وہ اسلام کی نسبت مندرجہ ذیل عبارت تحریر فرماتے ہین ''وہ اس کا سبب خواہ کچھ ہی ہو۔ مگر دنیا مین کوئی مذہب نہین ہے۔ کہ جو اپنے پیروؤن مین اپنی صداقت کا اعتقاد ایسا کامل و پختہ کر دیتا ہو جیسا کہ حضرت **محمد** (صلی اللہ علیہ وسلم) کا مذہب وہ لوگ اپنی مذہب کے لئے جنگ مین جانین قربان کرنے کو بڑے شوق سے آمادہ ہو جاتے ہین۔ اور موت سے شکل امر ہے اسی بھی بڑی خوشی سے نباہتے ہین۔ یعنی بحالت امن اپنے مذہب کے سخت اور اٹل احکام کی صدق سے تعمیل کرتے ہین۔ وہ مذہب جو اپنے معتقدین کو ہر سال برابر مہینہ بھر کیلئے طلوع فجر سے غروب آفتاب تک کہانے پینے سے قطعی محترز رکھہ سکتا ہے واقعی اُن لوگون کے نزدیک جو اسکا پابند ہین ضرور نہائت ہی سچا مذہب ہے۔ مسلمانون کے عیوب کی نسبت یہ غور کرنا خالی از دلچسپی نہ ہوگا کہ آیا وہ برائیان آب وہوا کی وجہ سے ہین۔ یا کہ مذہب کی وجہ سے۔ وہ مذہب جو ایسی شہرت رکہتا ہو۔ جن مین شراب خوارون اور زناکارون کا نام و نشان تک نہو اہم غور کے قابل ہے۔ اور اس لائق ہے کہ جو کچھہ اُسپر اب غور کیا جاتا ہے اُس سے بدرجہا بڑھکر کیا جاوے ''

ایک سوڈانی کا خط پیرس کے اخبار نگار وں نے ایک سوڈانی کے خط کو جو فرانسیسی مقبوضہ اوبک کے راستہ شیخ ابو نصرہ کے پاس بہیجا گیا تہا۔ ۲۱ ماہ گذشتہ کے پرچہ مین شایع کیا ہے۔ خط مذکور اس طرح سے شروع ہوتا ہے:۔

اے شیخ تو آگاہ ہو اور اپنے ہماری دوست سلطنت فرانس کے باشندگان کو آگاہ کر دے کہ ہم دشمنون کے وہم و گمان سے زیادہ مضبوط اور متفق ہین۔ انکو بتادے کہ صحرا کے سیاہ شیران ببر تعداد مین اپنے ریگستان کی ریت کے ذرون کے برابر ہین۔ حامیان دین و ملت اور محافظان ملک و ریاست یعنی درویشون کے پاس ایک لاکھہ سے زیادہ مردان جنگ آزمودہ موجود ہین۔ جن مین سے تیس ہزار پیدل سپاہی ہین۔ جو غزال رعنا اور عربی سمند باد پا سے زیادہ تیز چلتے ہین۔ دس ہزار سوار ہین جو دشمنون کے سوار ونکو ہلاک کرنے مین ہمیشہ بجلی کی سرعت رکہتے ہین۔ ساٹھہ ہزار سے زیادہ شمشیر باز اور نیزہ بردار ہین۔ اور سُرخ ٹڈیون (گورہ فوج) کے قریب پہنچنے پر بیشمار مجاہدین خلیفہ کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو جائینگے۔ ای بزرگ شیخ یقین جان کہ دشمن کے مقابلہ مین درویش اسی خوشی سے باہر نکلینگے۔ جس خوشی سے شہیدون کی روح بہشت برین کو پرواز کرتی ہے۔ ہم جنگ کے خواہان نہین ہین۔ لیکن دشمن اگر جنگ کو آمادہ ہو تو ہم اُس سے پہلو تہی بھی نہین کرتے ؎

اگر صلح خواہی نہ خواہیم جنگ۔ وگر جنگ جوئی ندارم درنگ

خدا کرے کہ ابتدا کنندگان کے حق مین وہ مہلک ثابت ہو اور اسکی بدولت انکا وہ ظالمانہ جوا ہو چودہ برسون سے

ہماری مصری بھائیون کی گردن مین پڑا ہوا ہے ٹوٹ جائے۔ ہماری پاس تلوارین اور رائفلین اور توپین با فراط موجود ہین ہم اپنا تیار کیا ہوا بارود۔ ٹوپیان اور کارتوس استعمال کرتے ہین۔ اور ہمارے کارخانے کفار کے کارخانون ہی کیسطرح کم نہین ہم دشمن کی آمد کا بڑے استقلال سی انتظار کر رہی ہین۔ ہمین اپنی فتحیابی کا پورا یقین ہے۔ کیونکہ خداوند کریم اُسی کو فتح عطا کرتا ہے۔ جو صداقت اور سچائی کے راہ مین لڑتا ہو۔ سید احمد تعایشی اور عثمان وغنا کے سٹاف مین زیادہ تر مصری افسر موجود ہین اور ہمارے پاس کئی یورپین افسر بھی ہین۔ انگریز اپنی بربادی کرا چکنے کے بعد معلوم کر لینگے کہ ہمارے نیزون کے پھل ابھی تک ویسے ہی ہلاکت بخش ہین۔ وہ فرزندان سوڈان کی بہادری اور تہور سے ناآشنا نہین ہین۔ وہ بڑے ہی نادان ہین۔ جو یہ خیال کرتے ہین۔ کہ وہ طرابلس کے شیخ السنوسی کو دار فور سے ہمپر حملہ کرنے پر تیار کر سکتے ہین۔ وہ بزرگ شیخ اور اُسکی بہادر پیرو ہرگز ہمارے خلاف ہاتھ نہین اٹھائین گے بلکہ ہمین سپر کا کام دینگے البتہ ہمین اپنے مصری بھائیون پہ افسوس ہے کہ انگریزون کے فریب مین آکر اپنے مسلمان بھائیون سے جنگ پر آمادہ ہوگئی ہین۔ خداوند کریم ہمین ان معصوم مسلمانون کی خونریزی سے معاف رکھے جنکے قتل پر ہمین قسمت مجبور کر رہی ہے باقی رہے حبشی جنکی نسبت بیان کیا جاتا ہی کہ وہ ہم پر حملہ کرینگے۔ مگر اے شیخ انکی طرف سے تو کوئی فکر و اندیشہ نہ کر کیونکہ بجائے لڑائی کرنے کے اگر ہم چاہین تو وہ ہماری مدد کرینگے +

انگریزی اخبارات اس خط پر طرح طرح کی طبع آزمائیان کر رہے ہین اور اُسکے مضمون کو ایشیائی مبالغہ آمیزی پر محمول کرتے ہین +

ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہم اس خط پر کوئی رائے زنی نہین کرنا چاہتے۔ کیونکہ عنقریب کھلی طور معلوم ہو جاویگا کہ سوڈانی نویسندہ خط نے کہانتک مبالغہ سے کام لیا ہے +

ہفتہ مختتمہ ۲۵ مئی ۱۸۹۶ء کی تار کی خبرین وغیرہ

تار کی خبرین معہ مختصر حواشی

لنڈن - ۱۶ - مئی - صاحب وزیر ہند نے بسوال و جواب دار العوام مین بیان کیا کہ چونکہ ہندوستان پر اُس ہندی فوج کا خرچ جو ممباسا روانہ کیگئی ہے عائد نہین ہوگا اسلئے اُسکے باہر بھیجنے کی منظوری پارلیمنٹ سی حاصل کرنی فضول تھی البتہ چونکہ اس فوج کا معمولی خرچ یعنی تنخواہ و بھتہ جو سواکم کو بھیجے جائیگی ہندوستان کے ذمہ ہوگا۔ اسلئے بطور سابق اب بھی پارلیمنٹ سے منظوری حاصل کیجائیگی +

لنڈن - ۱۸ مئی (مہم سوڈان) روٹر کا خاص نامہ نگار سعبینا کا شمیہ تار دیتا ہے کہ درویشونکی سکوت اور عدم حرکت سے تعجب پیدا ہو رہا ہے۔ روپیہ عام خیال ہے کہ ایک ہی شکست فاش ملنے پر خلیفہ کی طاقت تباہ ہو جائیگی امید کیجاتی ہے کہ بمقام موکر اکہ لڑائی ہوگی +

قسطنطنیہ ۲۳ مئی (بغاوت کریٹ) جزیرہ کریٹ مین حالت بہت نازک ہی اور بغاوت جزیرہ کے مشرقی اضلاع مین پہیل رہی ہے - باغیون نے جو قلعہ داسوس کی ترکی فوج کا محاصرہ کئے ہوئے ہین اُس ترکی فوج کو جو محصورین کی امداد کے لئے گئی تہی بہت بڑے نقصان کے ساتہہ شکست دی ہے +

قسطنطنیہ (بغاوت کریٹ) باب عالی نے کریٹ کی پارلیمنٹ کو ہفتہ آئندہ مین اجلاس کرنیکی اجازت دیدی ہے عام خیال ہے کہ اس اجازت سے رعایا خوش ہو جائیگی +

لنڈن ۲۴ مئی (مصر مین ہیضہ) مصر مین ہیضہ بڑہ رہا ہے جمعہ و ہفتہ کے درمیان قاہرہ مین ۷ اور اسکندریہ مین ۱۹ موتین واقع ہوئین - سیر و سیاحت کی غرض سے جو لوگ وہان گئے ہوئے تہے۔ وہ اب بہاگ رہے ہین +

ہفتہ مذکور کی دیگر خبرین

گورمنٹ مصر نے اس رعنی کو جس نے دو ایک مہینے ہوئے ایک ترک سارجنٹ کو جو ہوٹل مین بیٹہا تہا قتل سا سون کے متعلق اپنی شرکت کا قصہ بیان کرتا تہا قتل کر دیا تہا - پہانسی کا حکم دیا ہے۔ اڑہائی ہزار لوگون نے خدیو کو معافی کے لئے درخواست دی - مگر نا منظور ہوئی۔ مجرم پہانسی دیا گیا ہے بیان کیا گیا ہے کہ قاتل کو معافی دینے والون مین خدیو کی والدہ اور خانہ بہی شامل تہین +

ان تین ترکی طالب علمان میڈیکل کالج مین سے جنہون نے ترکی سفیر متعینہ پیرس پر حملہ کیا تہا دو گرفتار کر لئے گئے ہین۔ تیسرا بہاگ گیا ہے - دونون ملزم ترکی گورنمنٹ کے حوالہ کئے جاوینگے وہ لبرل ترکی جماعت کے ممبر یعنی نکرام مراد بے کے ساتہی ہین +

مہم سوڈان کی فوج کے لئے صرف جہازان بار برداری کیلئے ۲۰ لاکہہ روپیہ ادا کیا جاویگا۔ اور پانچ لاکہہ روپیہ کا سامان رسد وغیرہ فوج کے ہمراہ جائیگا +

مصری عدالت مین فرانسیسی و روسی تمسکداران کا مقدمہ ابہی تک برابر دائر ہے جو ابہی انگریزی کمشنر کر رہا ہے +

لفٹنٹ کرنیل ہیکرڈ صاحب تعجب کرتے ہین کہ انگریزی گورنمنٹ بڑی بہولی ہے کہ دس ہزار مصری فوج سے سوڈان کو فتح کرنے جاتی ہے۔ مصری سوڈانی پلٹنون سے بہت کم امید ہے کہ وہ درویشونکا مقابلہ کرینگی بلکہ اندیشہ

سے جا ملینگی۔ گورنمنٹ یاد رکہے کہ اگر اُسے ایک ہی شکست ہوئی۔ تو نہ صرف سوڈان بلکہ تمام سرزمین مصر سے درویش عیسائیوں کی بیخکنی کر دینگے! در افریقہ کے تمام مسلمان درویشوں کیساتہہ شریک ہوجائینگے۔ گورنمنٹ کو واجب ہے کہ کم از کم دس ہزار سلاہ و گورکہہ فوج بڑہ سواکم سوڈان پر بہیجے اور کم از کم پانچ ہزار گورہ فوج دریائی نیل پر موجود رکہے +

بیان کیا جاتا ہے کہ لارڈ سالسبری اب پچھتا رہے ہین۔ کہ مہم نیل کیون شروع کی گئی +

بابعالی نے خلیج اسکندرونہ مین بحری اسٹیشن قائم کرنا منظور کر لیا ہے۔ تاکہ ممالک اجنبیہ کے جہازونکی نقل وحرکت اور ارمنی سازشیون کی آمد ورفت کی بخوبی نگرانی ہو سکے +

بابعالی نے روسی فرانسیسی اور انگریزی کونسلون متعینہ جدہ کے قتل اور مجروح ہونیکے عوض جملہ ۲۴ ہزار پونڈ ترکی تینوں سلطنتون کو تین اقساط مین دینا منظور کر لیا ہے +

تعریف وہی معتبر ہوتی ہے جو مخالف یا غیر موافق شخص کی زبان سے نکلے۔ سر فلپ کری سفیر انگریزی متعینہ قسطنطنیہ اگر اعلیحضرت سلطان المعظم کے مخالفون مین سے نہین ہین۔ تو انکے موافقون مین سے بہی شمار نہین کئے جا سکتے انہون نے حضور ممدوح کی نسبت اپنے یورپین دوست سے حسب ذیل گفتگو کی ہے :-

"یہ سراسر جہوٹ ہے کہ سلطان المعظم عیش پرست اور کاہل الوجود ہین وہ نہائت ہی محنت کرنے والے ہین وہ سلطنت کے ہر معاملہ مین نہ صرف ذاتی طور پر حصہ لیتے ہین۔ بلکہ بسا اوقات بہت رات گئے تک وزراء سے مشورہ وصلاح فرماتے رہتے ہین۔ سلطان المعظم یورپین لوگونکے سامنے فرانسیسی نہین بولتے بالعموم وزیر اعظم ترجمان ہوتے ہین۔ مگر موجودہ وزیر اعظم فرانسیسی نہین جانتے۔ اسلئے جب کبہی بارگاہ سلطانی مین حاضر ہوتا ہون اپنی سفارت کے صدر ترجمان ڈاکٹر بلاک کو ساتہہ لیجاتا ہون"

لیڈی کری صاحبہ نے بہی اسی قسم کے خیالات سلطان المعظم کی نسبت ظاہر کئے ہین۔ انکا بیان ہے کہ "مین اکثر سلطان المکرم کی خدمت مین حاضر ہوئی ہون۔ وہ ہمیشہ نہائت ہی خوش خلاقی سے پیش آتے ہین اور مجہے اپنے قریب بٹہاکر ترجمان کی وساطت سے گفتگو فرماتے ہین۔ مین انکی شہانہ رعب داب اور دلفریب انداز کو دیکہکر دنگ رہجاتی ہون۔ انہین اپنے بچون سے کمال محبت ہے خاصکر چہوٹا شہزادہ تو انکو بہت ہی پیارا ہے مین کبہی حرم سرا مین کبہی نہین گئی سال پہلے دونون وزیر اعظمون کے حرم سرا مین جانیکا اتفاق ہوا تہا اُن کی بیگمات فرانسیسی بولتی تہین۔ اور ہر طرح سے مہذب اور شائستہ تہین انکا انداز بیشک دل کو لبہانے والا تہا ایک پاشا کے حرم سرا مین تو بیگمات نے بالکل یورپین لباس اختیار کیا ہوا ہے مین اکثر دیگر پاشاؤن کے ہان جاتی رہی ہون۔ البتہ اب نہین جاتی۔ کیونکہ میرے انگریزی سفیر کی بیوی ہونے کی وجہ سے انکے ساتہہ سقدر ربط ضبط

رکھنے سے خواہ مخواہ شبہ پیدا ہوتا ہے بہت سی ترکی مخدرات اسقدر تعلیم یافتہ ہین کہ وہ اخبارون مین مضامین دیتی ہین۔ مگر ابھی ایسی بیگمات کی تعداد بہت زیادہ ہے جو حرم مین رہنے پر خوش ہین۔ اور ہم یورپین مستورات کی آزادی پر تاسف ظاہر کرتی ہین۔

قسطنطنیہ کی نسبت فلپ کری نے یہ رائے ظاہر کی ہے۔ کہ لنڈن کے غل غپاڑہ اور شور شرابہ کی نسبت یہان بہت آرام ہے۔ یہان کی آب وہوا دلکش اور یہان کی با آرام طرز رہایش عجب فرحت بخش ہے۔ ہان یہ نقص ضرور ہے کہ وہ انسان کو کسیقدر کاہل بنادیتی ہے اور تھوڑے عرصہ کی رہایش کے بعد اُسی محسوس ہونے لگ جاتا ہے کہ اس کی چستی مین فرق آرہا ہے +

ترکون کے بارہ مین انہون نے بیان کیا کہ "وہ یورپین سوسائٹی مین بہت کم شریک ہوتے ہین۔ اور یورپین لوگونکی ہمسائگت اس اجتناب کے دور کرنے مین ابھی کامیاب نہیں ہوئی۔ بلکہ بخلاف ازین ترک اب ان سے پہلے جتنا بھی نہین ملتے۔ سلطان المعظم انکو ایسا کرنے کی ترغیب نہین دیتے۔ بلکہ یورپین سوسائٹی مین شامل ہونے سے اور متنفر کرتے ہین"۔

ہفتہ مختتمہ یکم جون ۱۸۹۶ء کی تار کی خبرین وغیرہ

تار کی خبرین معہ مختصر حواشی

لنڈن - ۲۶ - مئی (بغاوت کریٹ) کریٹ سے تازہ ترین خبرین موصول ہوئی ہین کہ ترکی سپاہیون نے کل خودسر ہو کر اکثر عیسائیون کو قتل کر دیا۔ اور انکا مال و اسباب لوٹ لیا ہے۔ یونانی فرانسیسی۔ ا و ر روسی کونسلین کے ملازمین بھی مقتولین کے زمرہ مین شامل ہین۔ قصبات ریتھمو اور سفاکیہ مین بھی لڑائی جاری ہے انگریزی بیڑہ جہازات متعینہ بحیرہ روم کریٹ کی طرف روانہ ہوگیا ہے۔ اور تمام ممالک جنبیہ کی کونسلون نے اپنی اپنی گورنمنٹون کو جنگی جہاز روانہ کرنے کیلئے تار دیا ہے +

لنڈن - ۲۷ مئی - اب تک صرف ایک جنگی جہاز انگریزی موسومہ ڈوڈ ہریٹ کو کینیا (صدر مقام کریٹ) جانے کا حکم ملا ہے۔ سب سے آخری خبرین مخبر ہین۔ کہ اب نسبتاً امن ہوگیا ہے۔ مگر حکام نے سوائے سرکاری خطوط اور تعدون کے اور باقی سب کی ترسیل و وصولی کی بندش کر دی ہے +

لنڈن ۲۶ مئی - ہندوستان کی بحری فوج کا سٹیمر منٹو سواکم پہنچگیا ہے +

پیرس - ۲۶ مئی (مسئلۂ مصر و زار روس) اخبار گولوس قمطراز ہے کہ زار روس نے ایم فلورنیس کو دراثنائے ملاقات کہا ہے کہ مین معاملہ مصر مین آخر تک فرانس کا معاون رہونگا (انگلستان کو مژدہ باد!)

قسطنطنیہ ۲۷ مئی (بغاوت کریٹ) عبد اللہ بیگ کریٹ کے گورنر مقرر کیئے گئے ہین اور وہ اپنے عہدہ کا چارج لینے کے لیئے روانہ ہو گئے ہین - باب عالی نے انکی افواج بہیجدی ہین +

لنڈن - ۲۸ مئی (قاہرہ مین ہیضہ - ایک گورہ کا مرنا) قاہرہ مین ہیضہ خوفناک حد تک پہیلتا جاتا ہے - گورہ فوج کا ایک سپاہی بہی اس کی نذر ہو چکا ہے +

الہ آباد ۲۸ مئی (جنگ سوڈان) یکم مئی کے جنگ کا کاشیہ مین درویشون کا بیقدر نقصان نہین ہوا جسقدر بیان کیا گیا ہے - انکے صرف ۱۰ - آدمی مقتول ہوئے + البتہ مجروح ۴۰ کے قریب ہوئے +

لنڈن - ۳۰ مئی (کریٹ کی حالت) معلوم ہوا ہے کہ تمام طاقتین مسئلہ کریٹ کے متعلق متفق الرائے ہین بیان کیا گیا ہے کہ فرانس کی تجویز ہے کہ باشندگان کریٹ سے نرم برتاؤ کرنے اور انکو رضامند کر لینے کیلئے سلطان المعظم کیخدمت مین متفقہ عرضداشت ارسال کیجائے +

قاھرہ - ۳۰ مئی (مہم سوڈان کا خرچ) مصر کی عدالت مخلوط دوشنبہ کے دن فیصلہ سنائیگی مگر یہ معلوم ہو گیا ہے کہ اس نے یہ فیصلہ کیا ہے - کہ ریزرو فنڈ کا روپیہ ناجائز طور سے مہم نیل پر خرچ ہو رہا ہے - اور یہ واپس جمع کر دیا جانا چاہیئے (اس عدالت مین پانچ جج ہین - دو مصری ایک اندلسوی ایک ڈچ اور ایک فرانسیسی جو پریسیڈنٹ ہی ہے) مدعیان (فرانسیسی تمسکداران) کا دعویٰ تہا کہ فنڈ مین سے کل ممبرون کی رائے کے بغیر روپیہ خرچ نہین ہو سکتا - انگریزی گورنمنٹ کا جواب تہا کہ صرف کثرت رائے کی شرط ہے - یہ امر پہلے ہی سے معلوم تہا کہ فیصلہ بغالب وجوہ انگریزی یا مصری گورنمنٹ کے برخلاف صادر ہوگا - اب غالباً عدالت بالا مین اپیل دائر کیا جائیگا - انگریزی گورنمنٹ اندہا دہند روپیہ خرچ کر رہی ہے جو دیکہیئے آخر کار مصر کے سر پڑتا ہے یا انگلشیہ خزانہ کے - مگر اس فیصلہ نے یہ اچہی طرح ثابت کر دیا ہے کہ انگلستان نے مصر اور مصریون کے اغراض و مفاد اور نیز قانون و قت کو بالائے طاق رکہکر محض کسی خفیہ غرض و مدعا کے حصول کے لئے مہم سوڈان کو ختیا کیا ہے - اور بغیر کسی نہایت ہی زبردست مخالفت کے اس سے باز نہین آئیگا

قاھرہ - ۳۰ مئی کرنیل ہیجبرٹن بمعہ اپنے سٹاف اور ہندوستانی فوج کے کچہہ حصہ کے آج شام سواکم پہنچگئے ہین +

ہفتہ مذکور کی دیگر خبرین

قسطنطنیہ سے سالونیکا تک اور سالونیکا سے وادی آغاج تک ریلوے لائن جاری ہو گئی ہے +

ہندوستانی فوج مین جو سواکم کو روانہ ہو گئی ہے ۲۷۰۷ افسر و سپاہی ۱۱۵۲ شاگرد پیشہ و قلی وغیرہ - ایکہزار گہوڑے اور خچرین اور کئی سو اس مویشی کے علاوہ گولہ بارود کی بہت بڑی مقدار یہان سے گئی ہے +

روئٹر کا نامہ نگار ۲ مئی کو سواکم سے خبر دیتا ہی کہ عثمان دغنہ آدارہ کو واپس چلا گیا ہے۔ اٹلی والونکے رفیق عربون نے کسالا سے نکلکر آدارمہ کے قریب جوار پر چڑہائی کی اور درویشونکی بہت سی مویشی جہان کہیں واپس آگئی۔ مگر اس یورش سے درویشون میں سخت ہلچل پڑگئی اور عثمان دغنہ بمعہ اپنی قبائل اور درویشونکی آدارمہ کو خالی کر کے دامیر چلا گیا ہی خلیفہ نے اسے حکم بھیجا ہے کہ امیر احمد فضل کو جسنے کسالا کا محاصرہ کیا تہا۔ مدد دو۔ مگر امیر مذکور اس حکم سے پہلے ہی شکست کہاکر انزابہ اور گوز رجب کے علاقہ کو ہٹ گیا ہے اندرون ملک سے تجارت کا سلسلہ ابہی برابر منقطع ہی۔ مگر کہا جاتا ہے کہ خلیفہ اسے پہر قائم کر دینے کے مسئلہ پر غور کر رہا ہے۔ یہہ بہی بیان کیا جاتا ہے کہ عبد اللہ بن السعد جو ہمراہی ۶ سو سپاہیون کے کراسکو اور چاہات مراد کے درمیانی تار برقی کو کاٹنے کیلئے بھیجا گیا تہا بربرکو واپس آگیا ہی اور محمد زین ۱۵ سو فوج نظام اور دو سو سوار ون کیساتہہ فوج ڈنگولہ کی امداد کیلئے روانہ کیا گیا ہے +

اس خبر کی تصدیق ہوتی ہے۔ کہ خلیفہ کی فوج باڈی گارڈ کی آپس مین بمقام ام درمان لڑائی ہوئی تہی جسمین اڑہائی سو کے قریب سپاہی مقتول و مجروح ہوئے مگر آخر کار امیرون نے فساد رفع دفع کرا دیا فساد کی بنا یہہ بیان کی جاتی ہے۔ کہ امیر دلد الحمید کے کسی ملازم نے کہا تہا کہ کیا اچہا ہو اگر ترک (یا بقول بعض مصری) ام درمان پر قابض ہو جائیں۔ خلیفہ کو یقین ہو گیا ہے کہ انگریز سواکن سے بربر پر بہی چڑہائی کرینگے " سمجہدار اس معجون مرکب خبر کو مجذوب کی بڑ سے شاید ہی زیادہ وقعت دین +

ولایت کے اخبارات مصری فوج کی بڑی تعریف کر رہے ہین کہ انہون نے مقام کراسکو سے جو صحرائی نوبیا اور مصر کی ملحقہ سرحد پر واقع ہے۔ چاہات مراد تک جو صحرائے مذکور کے عین وسط مین ہین ۷۵ گہنٹون مین ۱۲۰ میل کا فاصلہ طے کیا ہی اور روز چالیس چالیس میل طے کرتی رہی ہے۔ کپتان حسن فہمی کے استقلال اور مردانگی کی بڑی داد دیجا رہی ہے۔ نصف فوج شتر سوار تہی اور نصف پیدل یہ تمام فاصلہ ریگستان کی جلتی ہوئی ریت پر جس مین کہین کہین گہٹنون تک آدمی دہنس جاتے تہے طے ہوا گرمی کی یہ حالت تہی کہ کراسکو کے مقام پر سایہ مین ۱۱۰ درجہ پر پارہ تہا۔ مگر باین ہمہ صرف دس آدمی راستہ مین گرمی سے بیہوش ہو کر گر گئے +

اس خبر سے جہانتک ہمارا خیال ہی۔ انگریزی اخبارات کو بجائے خوش ہونے کے مصری سپاہیون سے بیحد شفقت لئے جانے پر سخت افسوس ظاہر کرنا چاہیے! ورانکو متانت کیساتہہ غور کرنا چاہیے کہ جس فوج سے ایسا سخت کام لیا جائے۔ وہ کبہی خوشنما دشمن سے جنگی مقابلہ کرنیکے قابل رہ سکتی ہے۔ کیا یہی انسانی ہمدردی ہے کہ گورہ فوج کو اس موسم مین چہاونیون مین بہی خس کی ٹٹیون اور پنکہون سے سرد کئے ہوئے کمرون مین رکہا جائے اور مصری سپاہیون سے افریقہ کے جلتے ہوئے ریگستانون مین ایسی محنت شاقہ لیجائے۔ اسی تشدد کا یہہ نتیجہ ہے کہ گو ابہی درویشون سے پورا پورا مقابلہ نہین ہوا۔ مگر پانچ چہہ سو سپاہی بیمار ہو کر واپس آچکے ہین +

پیرس کا اخبار نگار ورقم طراز ہی کہ شہنشاہ جرمن اور خدیو مصر کے درمیان پچہلے دنون جو تارونکے ذریعہ سے گفتگو

ہوئی ہے اُس سے صاف مبرہن ہے کہ جرمنی اب افسوس کر رہا ہے کہ اُس نے قومی قرضہ کی محفوظ فنڈ میں سے کیون
روپیہ خرچ کرنیکی اجازت دی۔ وہ بہت خوش ہوگا کہ عدالت فرانسیسی تمسکدارون کے حق مین اور انگریزون کے مخالف
فیصلہ کر دی۔ اور آیندہ وہ مصری مسئلہ کے متعلق انگلستان کے مقابلہ مین روس اور فرانس کیطرفداری کو زیادہ پسند کریگا +

مصر کے معزز و نامی گرامی ہفتہ وار و روزانہ عربی اخبارات کے پڑہنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مصری رعایا یا خدیو مصر معہم
ڈگلولہ پر ہرگز خوش نہین ہین مگر وہ انگریزون کے ایسے قابو مین آئے ہوئے ہین۔ کہ انکی کوئی پیش نہین جاتی خدیو مصر نام کیلئے
ہین۔ در اصل لارڈ کرومر صاحب جو کچھہ چاہتے ہین کر رہے ہین۔ اور مصر کو بالکل انگریزی علاقہ سمجہا جاتا ہے۔ مقابل لینڈ کیلئے انگریزو
نے دو تین سو سوڈانی لوگون کو جو مصری رعایا تہے جبراً کرنیل وڈس کے ہمراہ کر دیا کہ ان سے فوجی کام لے۔ کئی بیچارے
ساٹہہ ساٹہہ برس کے بوڑہے پکڑے گئے اور انکے چہوٹے چہوٹے بال بچون کا کوئی محافظ یا پالنے والا پیچہے نہین رہگیا۔ مصریون
نے بہت داویلا کیا مگر انگریزی حکام نے ایک نہ سنی مصر کی پارلیمنٹ نے ریزرو فنڈ مین سے روپیہ لئے جانیکی مخالفت کی
لیکن اُس کی مخالفت کی کوئی پرواہ نہین کیگئی اور فنڈ مذکور مین سے دہڑا دہڑ روپیہ خرچ ہو رہا ہے لیکن کیا
انہی نیک اغراض کیلئے گورنمنٹ انگلشیہ مصر مین ڈیرہ ڈالے بیٹھی ہے۔ انگریزون نے اسقدر جابرانہ کاروائیان شروع کر دی ہین
کہ سوڈانی سرحد کے تمام ناکون اور رستون پر انگریزی فوج کے پہرے بٹہلا دیئے گئے ہین۔ اور کسی شخص کو ادہر سے اُدہر یا مصر سے
سوڈان جانے نہین دیا جاتا اور خبرونکا ایسا انتظام کر رہا ہے کہ خود مصر والون کو معلوم نہین کہ سوڈان مین کیا ہو رہا ہے اور انگریزی
مصری فوجین کیا کر رہی ہین۔ اسی سے ہم ان خبرونکے کذب و صدق کی نسبت رائے لگا سکتے ہین۔ جو وقتاً فوقتاً رویٹر
صاحب یا ولایتی اخبارون کے ذریعہ سے ہند مین موصول ہو رہی ہین اب تک جسقدر ٹوٹی پہوٹی خبرین میدان جنگ سے آئی ہین
اُن مین یہی درج ہوتا ہے۔ کہ عثمان دقنہ کو متواتر شکستین ملین۔ کسالا اٹلی والون نے درویشونکو شکست دی کہ چہٹی کا دودہ یاد آگیا۔ تو قی
اکاشہ کیطرف تین سو مصری سوار دن نے بارہ تیرہ سو سوڈانیون کو مار کر بہگا دیا۔ اور خود خلیفہ کی فوج مین نا چاقی اور نا اتفاقی
پہیلگئی ہے۔ مگر باوجود ان متواتر فتحیابیون کے تعجب معلوم ہوتا ہے کہ کیون مصر کی ساری فوج میدان جنگ مین بہیجدی
گئی چہہ ہزار نئے رنگروٹ کیون اب تک بہرتی کئے گئے! ور لگاتار کئے جا رہے ہین۔ اور اب سب سے آخر ہندوستان کیون فوجین بہیجی
گئین اور اور بہیجنے کا انتظام ہو رہا ہے۔ تہوڑا عرصہ گذرا ہم یہ خبر سنکر نہایت خوش ہوئے تہے کہ لارڈ سالسبری پچہتا رہے ہین
کہ انہون نے کیون یہ مصیبت سہیڑ لی۔ جس سے امید ہوگئی تہی کہ وہ شاید جنگی کاروائیون کے ملتوی کر دیئے جانیکا حکم دینگے
مگر افسوس وہ امید موہوم ثابت ہوئی اور اُس سے کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوا +

مصر کا اخبار المویید راوی ہے۔ کہ خلیفہ عبد اللہ نے ایک خاص ایلچی کے ہاتہہ جناب خدیو المکرم اور جناب غازی مختار پاشا
کو خطوط روانہ کئے۔ مگر قاصد کو انگریزی حکام نے راستہ ہی میں روک لیا اور خطوط چہینکر اُسے حراست مین کر دیا
اور خطوط مذکور ہر دو مکتوب الیہم کے پاس ابہی تک نہین پہنچے اور نہ ہی اب انکے پہنچنے کی امید ہے +

وہی اخبار راوی ہے کہ قبرس مین بیس ہزار ارمنی ترکی علاقہ مین جاکر فساد کرنے کیلئے مسلح ہو رہی ہین
اور انہون نے اب تیاریان تقریباً مکمل کرلی ہین۔ اسلئے بابعالی نے چند جہاز بحیرہ روم مین بہیجدئے ہین۔ کہ سواحل شام
پر دن رات گشت کریں۔ اور تمام ممالک اجنبیہ کے جہازات خاصکر انگریزی جہازون کی پوری پوری نگرانی
کریں۔ اور احتیاط رکہین کہ کوئی ارمنی سمندر کے راستہ قلمرو عثمانیہ مین داخل ہونے پائے بابعالی نے علاوہ بیڑہ جہازات
کے بہیجنے کے ساحل شام پر جابجا حفاظتی چوکیان اور دیدبانیکے لئے برج تعمیر کئے جانے کا حکم دیا ہے جسکی تعمیل مین بڑی
مستعدی سے کام ہو رہا ہے۔ ناظرین کو شاید یہ بتانا فضول ہوگا۔ کہ قبرس عثمانیہ جزیرہ تہا اور اب بہی ہے مگر سنہ ۱۸۷۸ء
سے بوجوہات چند در چند جنکا مفصل ذکر کئی دفعہ ہو چکا ہے۔ انگریزی قبضہ مین آگیا ہے اور اب وہان انگریزونکی حکومت ہے +
ڈنگولہ کی جنگ جو جنگشی مین مصری فوج کا درویشون کیساتہہ یکم مئی کو بروز جمعہ اکاشہ سے چند میل پر مقابلہ ہوا۔
سوڈانی فوج مین دو سو بیس جرار اسی سترسوار اور تقریباً ہ سو قفل بردار پیدل بیان کئے جاتے ہین۔ مصری فوج مین
تین ترپ سالہ اور گیارہوین سوڈانی پلٹن تہی مگر لڑائی صرف سوارون سوارون مین ہوئی +
ٹائمیز کا نامہ نگار لکہتا ہے۔ کہ درویشونکی جمعیت کو دیکہکر مصری سوار جو اپنی پیدل فوج سے بہت آگے نکل گئے تہے
آہستہ آہستہ پیچہے ہٹنے شروع ہو گئے۔ مگر وہ ابہی فوج مذکور سے بہت فاصلہ پر تہے۔ کہ سوڈانی سوار اُن کے سر پر پہنچ
گئے اور دست بدست لڑائی شروع ہو گئی۔ جس مین دس درویش سوار قتل ہوئے اور وہ میدان سے پیچہے ہٹ اور
ترتیب درست کرکے پہر حملہ کرنیوالے ہی تہے۔ کہ مصری سوار بڑی تیزی سے انپر جہپٹ پڑے اور انکو تتر بتر کردیا اور
وہ اپنی فوج پیدل مین جا ملے اسکے بعد انگریزی افسر فوج نے واپسی کا بگل بجا دیا۔ اور مصری سوار ایک چٹان کی آڑ مین
جا پہنچے جہان سے وہ برابر ایک گہنٹہ تک درویشون پر بندوق کی باڑہین مارتے رہے جو پہاڑی مذکور پر قابض تہے
سے نا امید ہوکر آخر کار واپس ہٹ گئے۔ لڑائی مین بیان کیا جاتا ہے کہ صرف ایک مصری سوار اور ایک سب گوئندہ قتل ہوا۔ اور
دس زخمی ہوئے۔ جن مین ایک انگریز کپتان ہو صاحب بہی تہا۔ مگر انکو ایسا خفیف زخم پہنچا کہ وہ مجروحین مین
شمار نہین کیا گیا۔ اور نہ ہی وہ بیمارون کی فہرست مین داخل کیا گیا۔ درویشونکی نسبت کہا جاتا ہے کہ ستر ہلاک ہوئے۔ مگر
تعجب ہے کہ جب تین مصری سپاہی جن مین سے ادو سو ڈہائی سوار تہے۔ تو سو عربون کو شکست فاش دے سکتے۔ اور اپنے
ایک مقتول کے معاوضہ مین انکے ستر آدمی قتل کر سکتے ہین۔ تو ہندوستان سے ہندوستانی اور گورہ فوجین کسلئے دہڑا دہڑ
سوڈان کو روانہ کی جا رہی ہین۔ اور ہر روز کسی نہ کسی نئی رجمنٹ کو میدان جنگ کو جانے کیلئے کیون بالکل تیار
رہنے کا حکم دیا جا رہا ہے۔ گورنمنٹ سے ابتدا مین جب پارلیمنٹ مین سوال ہوا تہا کہ کیا ہندوستان سے مصر کو فوج روانہ
کی جائیگی؟ تو جواب ملا کہ ہمارے خیال مین مصری فوج مہم ڈنگولہ کیلئے ناکافی نہین۔ پس اگر ٹائمز کے نامہ نگار کی مندرجہ
بالا روایت درست ہے۔ تو مصری فوج نے گورنمنٹ کے قیاس کو درست ثابت کردیا ہے۔ اور جتا دیا ہے کہ مہم ڈنگولہ کیلئے وہ

ناکافی نہین۔ پہر ہندوستانی افواج کے بہیجنے سے اس قیاس اور اس روایت کی صداقت مین کسیلئے شبہ ڈالا جاتا ہے۔ کیونکہ فوجونکی تابرتوڑ روانگی سے تو یہی نتیجہ نکل سکتا ہے۔ کہ پہلا مصری فوج کافی سمجھی گئی تہی۔ مگر درویشونکے ساتہہ معرکہ آرائی ہونے پر وہ خیال غلط نکلا۔ مصری فوج ناکافی ثابت ہوئی اور اب سے بلا مزید فوج کے درویشونکے ساتہہ مقابلہ کرنا مشکل کیا ناممکن ہے (بغاوت کریٹ) کریٹ سے خبرین موصول ہوئی ہین کہ قصبہ کولاکی گلیون مین ترکی سپاہیون اور عیسائیون مین دست بدست لڑائی ہورہی ہے اجنبی لوگون کی امداد کے لئے ایک فرانسیسی جہاز مقام مذکور کو روانہ کیا گیا ہے +

جزیرہ کریٹ یا قریطش ایشیائے کوچک سے بہ فاصلہ یکصد میل بجانب غرب اور درہ دانیال سے بجانب جنوب تقریباً دوسو میل کے فاصلہ پر بحیرہ روم مین واقعہ ہے اسکا طول ۱۵۰ میل اور عرض ۶ میل سے لیکر ۳۵ میل تک ہے کل رقبہ تخمیناً تین ہزار مربع میل اور آبادی تین لاکہہ کے قریب ہے جن مین سے ایک ثلث مسلمان اور باقی کل عیسائی ہین۔ عیسائیون مین زیادہ تعداد کلیسائی یونانی کے پیروؤنکی ہے۔ جو انیسوین صدی کے آغاز سے یورپین طاقتون خاصکر روس اور فرانس اور انگلستان کی درپردہ اور علانیہ دسیسہ سے ترکی گورنمنٹ سے برابر برسر فساد چلے آتے ہین اور جبسے ان تینون سلطنتون نے یونان کو آزادی دلادی ہے تب سے ان لوگون کا بہت حوصلہ بڑہہ گیا ہے۔ اور آزاد شدہ یونان کے عیسائی اپنے بہائی بندون کو بغاوت و فساد پر ہمیشہ اُبہارتے رہتے ہین چنانچہ سنہ ۶۶ و ۱۸۶۷ء مین یونان کے بیشمار عیسائیون نے کریٹ مین پہنچکر وہان کے باشندون سے بغاوت کرادی اور خود انکے ساتہہ ملکر ترکی افواج سے لڑائی شروع کردی ترکی گورنمنٹ نے پہلے تو نرمی اور ملائمت سے انکو راہ راست پر لانیکی کوشش کی مگر عیسائیونکے سر پر آزادی کا بہوت سوار تہا۔ ایک سال جبکہ ترکی گورنمنٹ نے سختی سے بغاوت کو فرو کرنا شروع کیا اور جزیرہ مین یونانی بدمعاشونکی آمدورفت کے روکنے کا قرار واقعی انتظام کردیا گیا جس سے یہ بغاوت سنہ ۱۸۶۹ء مین یکلخت فرو ہوگئی۔ مگر گورنمنٹ سلطانی نے اپنی معمولی عفو و ترحم سے کام لیکر باغیونکو نہ صرف عام معافی ہی عطا کردی۔ بلکہ انکو ساتہہ بہت سی رعائتین بہی کردین جن مین سب سے اہم یہ تہی کہ اہالیان جزیرہ کو اپنا پارلیمنٹ بنانے اور اسکے ممبر خود انتخاب کرنیکا اختیار عطا کردیا ممبرونکی تعداد ۴۹ مقرر کی گئی۔ مگر بعد مین گہٹا کر ۴۷ کردی گئی۔ جن مین سے ۲۵ عیسائی ہوتے ہین۔ اور ۲۲ مسلمان اسی نسبتی تعداد سے اسلامی سلطنتون اور خاصکر عثمانیہ سلطنت کی بے تعصبی اور رعایا پروری کا پورا پورا ثبوت ملتا ہے۔ مگر کور چشم عیسائی متعصبین اور کورنمکی و بدطینت عیسائی رعایا ان باتونکی طرف خیال تک کرنا پسند نہین کرتے ۱۸۶۹ء سے لیکر ۱۸۷۶ء تک نسبتاً کسیقدر امن رہا مگر مفسد بلغاریا اور تہوڑاہی عرصہ بعد جنگ روم و روس کے چہڑ جانے پر یونانی بہائیون کے اغواء سے عیسائیان کریٹ نے پہر شورش برپا کردی اور یونان کے ساتہہ ملحق کردئیے جانے پر زور دینا شروع کردیا۔ یہ فساد برابر ۱۸۹۶ء تک جاری رہا۔ اور انگریزی کونسلین متعینہ کریٹ بہی باغیون کی طرفداری کرتے رہے۔ مگر پہر بہی گورنمنٹ عثمانیہ نے چشم پوشی کی۔ اور باغیون کا قلع قمع کرنے کی جگہ انکے ساتہہ نرمی کیساتہہ

برتاؤ کیا اور سمجہا بجہا کر انکو راہ راست پر لے آئی اور اسکے بعد عیسائی رعایا کی دلجوئی کیلئے وقتاً فوقتاً عیسائی گورنر بہی مقرر کرتی رہی۔ مگر شورش آرمینیا کے شروع ہونے پر ان بدبختون نے تمام سابقہ احسانات فراموش کر پہر نائرہ فساد مشتعل اور امن پسند مسلمان ہمسایون کو قتل و ہلاک کرنے پر کمر باندھ لی چنانچہ یہ فساد کئی مہینو سے جاری ہے اور اب آخرکار نوبت یہانتک پہنچگئی ہے۔ کہ ان مین شاہی افواج کے مقابلہ کرنیکی بہی جرءت پیدا ہوگئی ہے مگر انکو یاد رکہنا چاہیے کہ آخرکار صبر و تحمل کی بہی کوئی حد ہوتی ہے جو اب تقریباً ختم ہوچکی ہے اور اگر وہ بہی متمردانہ روش پر قایم رہی تو انکا قرار واقعی ایسا بندوبست کیاجاویگا۔ کہ سر اٹہانے کی سکت باقی نہین رہیگی +

اعلیٰحضرت سلطان المعظم بیحد چشم پوشی کرچکے ہین۔ بلکہ یہ اُسی چشم پوشی اور درگذر کا نتیجہ ہے کہ نمکحرامونکو اسقدر جسارت ہوگئی ہے اگر وہ بمصداق گربہ کشتن روز اوّل پہلے ہی دن ان سرکشون کی کماحقہ گوشمالی کردیتے اور عیسائی سلطنتون کی گیدڑ بہبکیون کی کوئی پروا نہ کرتے تو یہ آئے دن کے فساد مدت کے ختم ہوگئے ہوتے لیکن حضور ممدوح اگر اب بہی صولت و جبروت شہنشاہی سے کام لیکر ان لوگونکی ویسی ہی گوشمالی کرین جیسی کہ ۱۸۵۷ع مین رحمدل گورنمنٹ انگلشیہ کے مخیر طبع انگریزی عمال و فوج نے باغیان ہند کی کی تہی۔ یا روس اور آسٹریا نے پولینڈ اور ہنگری کی تو پہر بہی حالت موجودہ بہت کچہہ سنور سکتی ہے +

اس مین شک نہین کہ عیسائی دول یورپ اور بالخصوص گورنمنٹ انگلشیہ پہلے تو بہت کچہہ زور و شور دکہائیگی مگر اعلیٰحضرت کو لازم ہے کہ انکی طفلانہ بازیچون سے ہرگز نہ دبین بلکہ انکو کلہ بکلہ جواب دیکر ہمیشہ کیلئے انکی ایسی حوصلے پست کردین کہ دست اندازی و مداخلت کرنیکی جرءت باقی نہ رہجاے +

اس جزیرہ کو مسلمانون (یعنے فاتحان عرب) نے پہلی دفعہ ۸۲۲ع مین فتح کیا تہا۔ مگر تہوڑی مدت کے قبضہ کے بعد پہر عیسائیون کے تصرف مین چلا گیا اور ۱۶۶۹ع تک انکی پاس رہا۔ جس سال اسی ترکون نے فتح کرکے اپنے مقبوضات مین شامل کرلیا اُسکے پایہ سلطنت کنیا کا ترکون کو ۲۴ برس محاصرہ کرنا پڑا تہا ہومر کے زمانہ مین یہ جزیرہ بہت آباد تہا۔ اور اُسوقت اُس مین نوے بڑی بڑی شہر تہے۔ لیکن اسوقت صرف تین یعنی کینیا۔ رتیمو اور کاندیا ایسے شہر ہین جن کی آبادی دس ہزار سے اوپر ہے۔ کینیا صدر مقام کی آبادی پندرہ ہزار ہے +

چین مین بغاوت مسلمانان[1] چین کے شمال مغرب مین مسلمانونکی بغاوت پہر تازہ ہوگئی ہے اور انہون نے قصبہ کیاکوان پر قبضہ کرلیا ہے +

یہ وہی بغاوت ہے جس کی نسبت عام افواہ اڑ گئی تہی۔ کہ چینیون نے اُسے فرو کردیا ہے مگر عرصہ ہوا کہ ہم نے اس امر کی تردید کرکے لکہا تہا۔ کہ باغی محض موسم سرما کیوجہ سے اپنے اپنے گہرون مین واپس لوٹ گئے ہین اور چینی گورنمنٹ جو اپنے فوجی افسرونکو انعام و خطاب عطا کررہی ہے وہ صرف دنیا کو دہوکہ دینے یا اپنی طفل تسلی کیلئے ہے۔

[1] گو اس مضمون مین براہ راست ٹرکی کے متعلق کوئی بحث نہین لیکن چونکہ اعلیٰحضرت کو بحیثیت خلیفہ کل روئے زمین کے مسلمانون سے تعلق ہے اسلئے انکو عہد حکومت کے کارنامون اور واقعات مین مسلمانونکی ایک جماعت کی لائق توجہ کوششون کا تذکرہ جو وہ آزادی و خود مختاری کیلئے کررہی ہے درج کردینا شاید ناموزون نہ ہوگا۔ (مولف)

مسلمان لوگ موسم بہار کے شروع ہوتے پر پھر آمادہ کارزار ہو جائینگے چنانچہ پچھلے ہفتہ سے تارین اس امر کی برابر تصدیق کر رہی ہین۔ اور باغیونکی مسلسل کامیابی کی متواتر خبرین موصول ہو رہی ہین۔ اس موقعہ پر ہم مسلمانان چین کی نسبت کچھہ تفصیلی حالات درج کردینا مناسب خیال کرتے ہین۔ خاص چین مین مسلمانونکی آبادی زیادہ تر شمال شرقی اور جنوب مغربی صوبون مین ہے وسطی صوبون مین مسلمان خال خال پائے جاتے ہین۔ یہ لوگ عرب اور ترکمان مسلمانونکی نسل مین سے ہین +

ناظرین کو غالباً معلوم ہوگا۔ کہ زمانہ وسطی مین ایشیا کی تجارت کا بہت سا حصہ عربون کے ہاتھہ مین تھا۔ اور وہ نہ صرف خشکی ہی کے تاجر تھے۔ بلکہ ہزارون کوس طے کرکے دور دراز ممالک سے بھی انہونے تجارتی تعلقات قائم کئے ہوئے تھے۔ اسیوجہ سے حضرت سرور انام (صلی اللہ علیہ وسلم) کے زمانہ نبوت سے بہت پہلے عرب لوگونکی چین مین آمد و رفت جاری تھی چنانچہ جب سرور کائنات نے ممالک اجنبیہ کے بادشاہون کو دعوت اسلام دی تو اپنے ایک صحابی وہاب ابن ابی قبیحہ کو طائی ہنگ فغفور چین کیطرف روانہ کیا جس نے صحابی موصوف کی بہت بڑی خاطر و تواضع کی۔ اور گو خود مسلمان نہ ہوا۔ مگر انکو اسلام کی منادی کرنیکی عام اجازت دیدی۔ اس واقعہ کی تصدیق خود چینیون کی تاریخون سے بھی ہوتی ہے۔ حضرت وہاب کو اپنے مدعا مین بہت کچھہ کامیابی حاصل ہوئی اور چینیون نے مسلمانون کیلئے ہوی ہوئی (یعنے خدا پرست۔ خدا کی رضا کو تسلیم کرنیوالے) کا نام مقرر کیا۔ حضرت وہاب کچھہ عرصہ چین مین اقامت گزین رہکر عرب کو واپس تشریف لائے۔ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے زمانہ خلافت مین قرآن کریم کی ایک جلد ہمراہ لیکر جو اُسوقت کتابی صورت مین جمع ہو چکا تھا۔ پھر دوبارہ عازم چین ہوئے۔ لیکن بندرگاہ کانٹن مین پہنچتے ہی عمر نے وفا نہ کی اور راہی ملک عدم ہو گئے۔ وہانکے نو مسلم چینیون نے انکو بڑی عزت و احترام سے دفن کیا اور انکی مزار پر ایک عالیشان مقبرہ تعمیر کیا۔ جو آجتک بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ فرانسیسی سیاح ایم ڈبری ڈھی تھیرسینت نے پرانے کتبون اور نوشتون کے حوالہ سے ان واقعات کی پوری پوری تصدیق کی ہے سیاح موصوف بہت مدت چین مین رہائش پذیر رہا تھا +

کانٹن کی مسجد جامع سے انکو ایک قدیمی نوشتہ خطائی زبان مین لکھا ہوا ملا جس پر مندرج تھا کہ:۔

"مغرب کے پیغمبر اعظم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنے ایک صحابی کو چین مین اشاعت اسلام کیلئے روانہ کیا۔ جسے براہ سمندر یہانتک پہنچنے مین ایک برس لگا۔ وہ یہان چین مین فغفور کے دسوین سن جلوس کے آٹھوین ماہ کی پہلی تاریخ کو پہنچا۔ اور اپنے مذہب کی اشاعت کرنی شروع کی۔ الخ" +

پہلی صدی ہجری مین مسلمانان عرب کیطرف سے اور کوئی زبردست کوشش چین مین اشاعت اسلام کیلئے عمل مین نہ آئی۔ البتہ تجارتی تعلقات برابر قایم رہے۔ اور چین کے نو مسلم بھی آہستہ آہستہ اپنی تعداد کو بڑھاتے رہے۔ مگر دوسری صدی

کے شروع یعنے خلیفہ **ابو جعفر** عباسی کے عہد مین مسلمانون کو چین مین قدم جمانے کا ایک غیر مترقبہ موقعہ ملگیا آٹھوین صدی عیسوی کے پچھلے نصف مین اِن لوشن چینی نے فغفور وقت کے برخلاف بغاوت شروع کردی۔ رفتہ رفتہ بغاوت نے اسقدر زور پکڑا کہ فغفور کو اپنی ہمسایون اور رفیق سلطنتون سے مدد طلب کرنی پڑی چنانچہ ایکطرف تو اسنے ترکستان کے ترکمانون سے مدد چاہی اور دوسری طرف خلیفہ ابو جعفر کو امداد دینے کیواسطے لکہا خلیفہ نے فوراً چار ہزار جری عرب سپاہی ششماہ مین چین کو روانہ کردیئے۔ جنہون نے جنوبی چین سے بغاوت کا نام مٹادیا۔ اور پہر آخرکار وہین سکونت اختیار کرلی۔ اور چینیون سے ازدواجی تعلقات قایم کرلئے۔ انہی کی اولاد اور نومرید چین کے جنوب مغربی صوبون مین بے تعداد موجود ہین اور انکے اپنے بڑے بڑے آباد شہر دوسرے مذہب والون سے بالکل الگ بنے ہوئے ہین۔ دوسری طرف ترکمانان ترکستان نے حسب درخواست فغفور سید واحد کی زیر کمان ایک جرار لشکر شہنشاہ مذکور کی امداد کیلئے روانہ کردیا جسنے تہوڑے ہی عرصہ مین شمال مشرقی صوبون مین بغاوت کو فرو کردیا۔ اور باغی دونون جانبون سے جری مسلمانون کے قابو مین آجانیکے باعث پے درپے شکستین کہاکر تتر بتر ہوگئے۔ اور بغاوت کا نام و نشان باقی نہ رہا۔ مگر انطفائے بغاوت کے بعد جب سید واحد نے اپنی لشکریون کو وطن مالوفہ کو واپس جانے کیلئے کہا۔ تو انہون نے چین کی زرخیز زمین کو چہوڑکر ترکستان کے غیر آباد علاقہ مین جانا پسند نہ کیا۔ اور اُسی اپنی زبان مین جواب دیا۔ کہ ترگن یعنی ہم یہین پہ رہتے ہین اسی دن سے انکا نام ترگن ہوگیا۔ جو بگڑتے بگڑتے ڈنگن بنگیا۔ پس اسطرح سے قلمرو چین کے دو حصون مین مسلمانون کے قدم اچہی طرح سے جم گئے +

اسکے بعد وقتاً فوقتاً مسلمان ترکمانونکی بڑی بڑی جماعتون کے چین مین آتے رہنے سے شمال مغربی علاقون مین مسلمانون کی تعداد دن بدن ترقی پذیر ہوتی رہی۔ اور خاصکر تیمور کے زمانہ مین انکی جمیعت خاصی مضبوط ہوگئی مگر ان علاقون سے وسطی یا جنوبی چین کیطرف آگے نہ بڑہی اور انکی آبادی وہین تک محدود رہی اُدہر دوسری طرف خلافت عباسیہ کے نیست و نابود ہوجانے پر نہ صرف عربون کی پولیٹیکل طاقت بلکہ انکی تجارت ہی معدوم ہوگئی اور چین مین عربون کا آنا جانا بند ہوگیا۔ جس سے جنوبی چین کے قدیم عرب باشندگان کو اپنی جماعت کو مضبوط کرنے اور اپنا جتہا قوی کرنے کیلئے صرف موجودہ وسایل سے کام لینا پڑا۔ اور گو عرب مہاجرین کی آمد رک گئی مگر انہون نے چینی لوگونکو نومسلم بناتے چلے جانے سے اس کمی کو پورا کرلیا۔ اور یہ نومسلمی کا سلسلہ اب بہی اسی زور شور سے جاری ہے کہ اگرچہ انیسوین صدی کے آغاز و وسط مین مسلمانان چین کی تعداد تین اور چار کروڑ کے درمیان تہی مگر آج چینی ترکستان اور منگولیا کے علاوہ خاص چین مین ۷ کروڑ سے اوپر یعنے ہندوستان کے مسلمانون سے جہان کئی صدیون تک اسلامی حکومت رہی سوا کروڑ زیادہ مسلمان موجود ہین +

چین مین وعظ و منادی اور پیار و احسان سے اسلام کی روزافزون اشاعت اِن کورنش عیسائی متعصبین کے لیئے

پرنس گارچکوف

کافی دندان شکن جواب ہے۔ جو شجاعت اسلام کا باعث صرف تلوار کو قرار دیتے ہین۔ چین کے مسلمان کلہم سنت جماعت ہین وہ
اپنی متانت اور راستبازی۔ جرءت مردانگی اور سلیقہ و کفایت شعاری کے سبب تمام دیگر چینیون سے ممتاز ہین۔ ڈاکٹر
مارٹن اپنی کتاب جغرافیہ چین مین لکھتا ہے کہ چین کے مسلمان تقریباً سب کے سب تجارت پیشہ ہین اور انکی دوکانون کی تختون
پر ہلال کا نشان بنا ہوا ہوتا ہے۔ وہ بہت متواضع مخیر اور مہمان نواز ہین اور ہفتہ مین ایک دفعہ تمام مسلمان اکٹھے
ہوکر اپنی جماعت کے مساکین اور غربا کے لئے آپس مین چندہ جمع کرتے ہین۔ ڈاکٹر موصوف کیطرح تمام یورپین سیاح جنکو مسلمانون
سے ملنے کا موقعہ ملا ہے انکی تعریف مین رطب اللسان ہین۔ ڈاکٹر اینڈرسن لکھتے ہین کہ چینی مسلمان تنومند۔ قوی ہیکل
میانہ قد اور چست و چالاک ہوتے ہین۔ انکی سر کی پوشاک پگڑی یا دستار ہے۔ وہ اکثر غیر متعصب اور صلح کل ہوتے ہین اور انکی راستبازی
اور دیانت داری مین تو مطلقاً کوئی کلام نہین۔ شجاعون مین جو اوصاف ہونے چاہئین وہ ان مین موجود ہین صوبہ
یونان کے مسلمان ایک دفعہ شاہی افواج کے ساتھہ ایک تنگ میدان مین جنگ کر رہے تھے۔ مغربی تبت کا رستہ
اسی میدان مین سے گذرتا تھا۔ عین لڑائی کے موقعہ پر ایک قافلہ تبت کو جاتا ہوا میدان کے قریب آپہنچا مسلمان جرنیل نے
قافلہ کو گذر جانے کیلئے فوراً اپنے حملہ کو ملتوی کر دیا۔ چینی رعایا چینی مامورین (حکام) کی نسبت مسلمان مامورین کو زیادہ
پسند کرتی ہے۔ اسکا بیان ہے کہ مسلمان حکام زیادہ خدا ترس اور زیادہ منصف مزاج ہوتے ہین۔ مگر بدقسمتی سے مسلمان حکام
گورنمنٹ کے صیغہ ملازمت مین بہت تھوڑے ہین۔ چینی حکام مسلمانون پر بہت سختی کرتے ہین اور بے اصل جرمانون
کی آڑ مین انکو ہر وقت لوٹتے رہتے ہین۔ مگر پھر بھی انکی متقیانہ روش زندگی اور صبر و تحمل سے ان کی دولت و تعداد مین روز
دگنی اور رات چوگنی ترقی ہو رہی ہے تمام یورپین سیاح بڑے تعجب سے لکھتے ہین کہ چین مین موجودہ صدی کے دوران
مین اسلام نے حیرت انگیز ترقی کی ہے۔ چینی مسلمان شراب و افیون کے نزدیک نہین پھٹکتے۔ اور سوائے حلال جانور کے
اور کسی جانور کا گوشت نہین کھاتے۔ شریعت محمدیہ کے پکے پابند ہین۔ اپنی اولاد اور مستورات کو عربی کی بھی تھوڑی
بہت تعلیم دیتے ہین۔ اکثر قرآن شریف کو چینی زبان مین تلاوت کرتے ہین۔ تلاوت کلام مجید کو وہ اسقدر شایق ہین
کہ علی الصباح اسلامی قصبات مین سے گذرنے سے کوئی مکان ایسا نہین پایا جاتا۔ جہان سب زن و مرد قرآن شریف نہ
پڑھ رہے ہون۔ دلیری و جرات آزادروشی۔ اور خوش سلیقگی مین دوسرے چینیون سے وہ بہت آگے بڑھے ہوئے ہین چینی
فوج مین اگر کوئی رجمنٹ یا جرنیل کام کا ہے۔ تو صرف مسلمان جرنیل اور رجمنٹین ہی ہین اور ہمیشہ انہی جرنیلون اور فوجون نے
آخری وقت پر چین کو دشمن کے پنجہ سے چھڑایا ہے چینی مسلمانونکی شجاعت و مردانگی کے دو باعث بیان کئے جاتے ہین
ایک تو وہ مسکرات سے بدرجہ اتم محترز رہتے ہین۔ اور دوسرے عرب اور ترک بہادرونکی براہ راست نسل سے ہونے یا ان بہادرون کے
خون کی آمیزش کی وجہ سے ان مین بھی عربون اور ترکون کی شجاعت نسلی موجود ہے تیسری بہت بھاری وجہ
یہ بیان کی گئی ہے۔ کہ جسوقت سے چینیون نے مسلمانونکو دبانا اور انپر بیجا سختی کرنا شروع کیا ہے اسی دن سے

مسلمانون کو اپنی بچاؤ کے لئے مستعد ہوشیار رہنا لازمی ہوگیا اور اس ظالمانہ جبر و تعدی اور ابتدائی کوششوں
سے بجائے دب جانیکے انکی عرق حمیت اور زیادہ مشتعل ہوا اور انکا خون ہاشمی و ترکمانی بجوش موجزن ہوگیا یہی مظالم
سہتے سہتے تنگ آکر ۱۸۲۰ع مین جہانگیر خواجہ نے علم بغاوت بلند کیا جسے آٹھ برسوں کی متواتر کوششوں اور سرگرمیوں کے
بعد چینی گورنمنٹ بمشکل فرو کرسکی۔ پہر انیسوین صدی کے وسط مین جنوبی چین کے صوبہ یونان کے مسلمانون نے چینی ظالمون کی
زیادتیوں سے ناچار ہوکر بغاوت شروع کی جسے کئی برسوں کی مسلسل لڑائیوں کے بعد چینی گورنمنٹ نے ۱۸۵۶ع مین فرو کیا۔
اس بغاوت مین مسلمان ایسی جان توڑ کر لڑے کہ جبتک تقریباً کل قابل جنگ مسلمان قتل نہ ہوگئے اسکا خاتمہ نہ ہوا
اسکے بعد چینی ترکستان کے مغربی حصہ مین ترکی عابانے ۱۸۶۳ع مین چینی فوج کو تہ تیغ کرکے زیر حکومت یعقوب بیگ
مرحوم اپنی ایک علیحدہ خود مختار بادشاہی یارقند کاشغر مین قائم کرلی۔ اور یعقوب بیگ کی تدابیر دانائی اور شجاعت اور
مردانگی سے اس نئی سلطنت نے اسقدر ناموری حاصل کرلی۔ کہ گورنمنٹ روس اور ٹرکی نے اسے خود مختار سلطنت تسلیم کرلیا۔ گورنمنٹ
ہند نے ۱۸۷۳ع مین مسٹر فورسائیتہ کمشنر جالندہر کو خاص سفیر مقرر کرکے والی کاشغر سے معاہدہ دوستی کرنے کیلئے یارقند روانہ کیا۔
ادہر امیر یعقوب بیگ نے اعلیحضرت سلطان عبد العزیز مرحوم سلطان ٹرکی کیخدمت مین اپنا خاص ایلچی روانہ کرکے التجا کی کہ اس قدر
مملکت کو خلافت کے زیر سایہ لیا جاوے۔ اور اس ایلچی کے روانہ کرنے سے پہلے ہی اس امیر غازی نے سکہ و خطبہ خلیفۃ المؤمنین
کے نام سے اپنی مملکت مین جاری کردیا۔ مگر مسلمانون کی بدقسمتی سے وہ دنیا کے مسلمانون یا کم انکم اسلامی سلطنتون کو
آپس مین متفق کرنے کے مدعا مین ابہی کامیاب نہین ہوئے تہا کہ ۱۸۷۶ع مین ادہر جنگ روس و روم شروع ہوگئی جسکا
ناکامراد خاتمہ ایک طرح سے ۱۸۷۹ع کے شروع مین جاکر ہوا۔ اور دوسری طرف ۱۸۷۸ع مین امیر موصوف چینی فوج سے نبرد آزمائی کرتے
وقت بندوق کی گولی سے شہید ہوگئے۔ اور انکی شہادت کے بعد فوراً ہی تمام ملک پہر سترہ برس کے متواتر کشت و خون اور لڑائی ہنگامہ
کے بعد چینیوں کے قبضہ مین چلاگیا۔ ان تمام مذکرہ صدر بغاوتون مین مسلمانون کی ناکامیابی کی بڑی وجہ تہی۔ کہ
تمام مسلمانون نے متفقہ کوشش نہ کی کبہی ایک طرف کے مسلمانون نے ظالمونکا جوا انکے سے اتارنیکی کوشش کی تو دوسری
طرف کے مسلمان بوجہ لاعلمی (کیونکہ اس زمانہ مین خبر رسانی کے وسائل بہت محدود بلکہ ناپید تہی) یا عدم توجہی سے
غافل بیٹہے رہے۔ اور چینیونکو اپنا سارا زور باغیونکی سرکوبی مین صرف کرنیکا موقعہ ملگیا۔ لیکن اب معاملہ دگرگون نظر آتا
ہے اور چین کے کل مسلمان عنقریب اس کوشش مین متفق و یکدل ہوکر کارروائی کرینگے۔ کیونکہ اس سے چند برس
پہلے مسلمانان چین کو پولیٹیکل لحاظ سے اپنا وجود تک قائم رکہنا مشکل ہو رہا تہا لیکن پچہلے چند برسونکے واقعات نے
مدبران عالم کو بتادیا ہے۔ کہ چینی مسلمان بہت کچھ کرسکتے ہین۔ ڈاکٹر مارٹن کی رائے ہے کہ وہ آخر کار ایک نہ ایک
دن چین کے حکمران بنجائینگے۔ فرانسیسی سیاح تہیر سینٹ لکہتے ہین کہ بدہ مذہب اور حکیم کنفیوشس کا مت بمقابلہ اسلام
کمزور ثابت ہوا ہے۔ اور چینیونکے دلون مین ان دونون مذہبونکی بنیاد چندان مضبوط نہین ہے صرف ملمع ہی لوگ

عہ ایک روایت ہے کہ چینیون نے کسی ہمکو ام ملازم کی معرفت انکو زہر دلادیا

انکے پابند ہین۔ باقی رعایا کے لوگ صرف رواجاً اسپر اعتقاد رکہتے ہین۔ علاوہ اسلام کی خوبیون کو دیکہتے ہی فوراً
اُسپر مائل ہوجاتے اور بطیب خاطر اُسکو قبول کرلیتے ہین۔ یہ کوئی نہین کہہ سکتا کہ مسلمانون کی موجودہ بغاوت کا نتیجہ کیا ہوگا؟
مگر تمام ملک چین میں پیشینگوئی عام مشہور ہے کہ موجودہ فرمانروا شاہی خاندان کے بعد سلطنت مسلمانوں کے قبضہ میں چلی جائیگی جسکو سوا شاہی دربار کے
و ارکان ہی لوگ راست و صادق سمجہتے ہیں گزیٹیئر انسائیکلوپیڈیا یعنی انسائیکلوپیڈیا کالان میں چین کے بیان میں اس پیشینگوئی
کا ذکر مندرج ہے۔ اور اگرچہ اس ترقی یافتہ اور دہریت پسند زمانہ مین پرانی روایتون اور پیشینگوئیون پر چندان
یقین نہین کیا جاتا۔ لیکن پھر بھی عوام پر جو کچھ انکا اثر پڑتا ہے وہ داناؤن سے پوشیدہ نہین ہے +

ناظرین کو یہ معلوم کرکے شاید کسی قدر تعجب ہوگا۔ کہ دنیا کا اسوقت کوئی ایسا حصہ نہین جہان مسلمان حسب
اقتضائے وقت و مصلحت ملکی اپنی حالت درست کرنے یا غیر قوم کی ماتحتی سے نکلنے کیلئے تعلیمی یا جنگی ہاتہ نہ مار رہے
ہون یا دیگر قومین انکی آزادی کو چھیننے اور پیشقدمی کو روکنے کیلئے سرتوڑ کوشش نہ کر رہی ہون۔ جیسے (واقعہ سوماٹرا
اور جاوا مین) ہالینڈ والون کی ماتحتی سے نکلنے۔ جزائر فلپائن کے مسلمان ہسپانیہ سے آزاد ہونے ؎۱ مسلمانان چین
چینیون کی حکومت سے آزاد ہونے کیلئے۔ سوڈان مغربی و شرقی و وسطی۔ قصہ مختصر کل افریقہ کے مسلمان عیسائیون
کی دستبرد سے بچنے اور انکے حملون کو روکنے کیلئے ٹرکی اور افغانستان و ایران اپنی طاقت درست کرنے اور عیسائیونکی ایذا
سے محفوظ رہنے کیلئے۔ ہندوستان کے مسلمان دیگر معاصر قومون کے ہمپلہ بننے کیلئے اور اکثر نومسلم یورپ اور امریکہ
مین اشاعت اسلام کیلئے سرتوڑ کوشش کر رہے ہین۔ اور اسیطرح مخالف فریق مخالفت کا کوئی دقیقہ فروگذاشت
نہین کرتے ہین۔ اس امر کی پیشینگوئی صدیون سے ہوچکی ہے۔ اور وہی پیشینگوئی حوصلہ بخشتی ہے کہ مسلمان آخر کار
کامیاب ہونگے وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالْغَیْب +

؎۲ مسلمانون کی حالت جزیرہ سوماٹرا مین مصر کے نامور اخبار ”المؤید“ نے اپنے ایک کارسپانڈنٹ کی طویل اور مسلسل
چٹہی شائع کی ہے جو ۱۹ شوال ۱۳۱۳ھ کو دہلی سے لکہکر بہیجی گئی ہے۔ کارسپانڈنٹ کا نام سید یوسف الدین (بمبئی)
ہے۔ جو چٹہی کی تحریر کرنیکے وقت دہلی مین موجود تہا۔ نامہ نگار مذکور نے جزیرہ جاوا اور جزیرہ سوماٹرا کا حال مین
سفر کیا ہے اور اُن ملکون کی کیفیت کا اور وہان مسلمانون کی جو حالت ہے۔ اُسکا نہایت مفصل ذکر اپنی چٹہیون
مین لکہا ہے جزیرہ جاوا کے حالات مین جو چٹہی اسنے لکہی ہے۔ اسے پہلے ”المؤید“ مین شائع ہوچکی ہے اور جزیرہ سوماٹرا
کے حالات کی چٹہی ”المؤید“ کے تین مسلسل پرچون مین چہپی ہے جو ۲۸-۲۹-اور ۳۰ اپریل ۱۸۹۶ء کو چہپکر
شائع ہوئے ہین۔ اس چٹہی کا خلاصہ ہم ناظرین کی خدمت مین پیش کرتے ہین۔ تاکہ ہندوستان کے مسلمانونکو معلوم ہو کہ انکے

؎۱ ہسپانیہ سے آزاد ہوکر ۱۸۹۸ء مین صوبجات متحدہ امریکہ کے تابع ہوگئے۔ مگر زیر تابع اور رہ بھی با بانت سلطان المعظم

؎۲ یہ مضمون بھی چٹہی خیال سے درج کیا جاتا ہے جس خیال سے چین کے مسلمانون والا لکہا گیا ہے (مولف)

ہم قوم اور ہم مذہب بہائیون کا جو ہندوستان سے دور ایسی گورنمنٹ کے تحت ہین جو ظالم اور بیباک اور متعصب ہے کیا حال ہی؟ اور انکو معلوم ہو کہ بہ نسبت دیگر یورپین حکومتون کے جو کرہ زمین کی مختلف نو آبادیون کی حکمران ہین برٹش گورنمنٹ مسلمانون کے حق مین خدا کی رحمت ہے وہو ہذا۔

سوماترا[۱] بہت بڑا جزیرہ ہے جس کے جنوب مغرب مین سمندر (بحر ہند) موجزن ہے اور شمال مشرق مین سیام کی عملداری اور انگریزون اور ہالینڈ والون کی حکومت ہے +

اس جزیرہ مین بڑی بڑی دریا ہین جن مین مد و جذر ہوتا رہتا ہی اور نہین بہت دن تک جہاز چلتے ہین اُن مین سے بعض دریا دن کا اوسط عرض ایکہزار ہاتہہ ہے۔ جزیرہ کے بیچ مین بہت سے بلند پہاڑ ہین۔ اور اُنمین سونا چاندی سیسہ بسمتہہ الماس اور پتھر کے کوئلے کی کانین ہین۔ اور اُن مین سے اکثر کانین آچین اور پیمکوٹا اور اسکے نواح مین ہین۔ مینے خود اُن کانون کو دیکھا ہے۔ معدنیات کے علاوہ اسکی پیداوار مین عود کی خوشبودار اور قیمتی لکڑی بہی ہے۔ روٹی کا درخت جسکو انگریزی مین بریڈ فروٹ روٹ کہتے ہین۔ اور جزیرہ کی زبان مین سکو مبیا کے نام سے مشہور ہے۔ یہان کثرت سے دیکھا جاتا ہے۔ یہ درخت کہجور کے درخت سے بہت مشابہ ہے۔ اسکی تنہ کو چیرتے ہین اور برادہ کو پانی سے دہوکر صاف کرتے ہین۔ جو دس دن مین درست ہوتا ہے۔ اس درخت کو بونے کے بعد تین برس تک احتیاط کی ضرورت رہتی ہے۔ کہ اسکی آس پاس سی گہاس جہیلتی رہتی ہین۔ اور اسقدر مدت گذرنے کے بعد اسکو صرف ہاتہیون سے بچانا پڑتا ہے۔ دس برس کے بعد یہ ممکن ہے کہ ہر سال جتنا بووین اتنا کاٹین۔ کیونکہ اسکی نسل کثرت کر پہیلجاتی ہے یہ درخت اُن طراف مین دولت اور ثروت کا بڑا ذریعہ ہے +

خشکی کی تمام جانور اس جزیرہ مین پاتی مین جیسے ہاتہی گینڈا۔ شیر وغیرہ اور گہوڑے کی بہت سی قسمین اور بعض عجیب و غریب حیوانات اور پرندے بہی ہین۔ بہت سے بن ہین جو اس جزیرہ کے اطراف مین چہائے ہوئے ہین۔ اُن مین بڑے بڑے اونچے درخت ہین اور سرخ لکڑی کثرت سی ملتی ہے۔ ان سرسبز و شاداب جنگلون مین برابر بارش ہوتی رہتی ہی اعلے قسم کے تمباکو کی زراعت بہی ہوتی ہے اور مختلف قسم کا قہوہ اور چاول بہی اس ملک مین پیدا ہوتا ہے پیداوار کی کثرت سے یہ ملک اس قابل ہے کہ اسمین تجارت کی گرم بازاری ہو +

باشندون کی مردم شماری کی تحقیق نہین ہوئی۔ انکی عادتین اور انکے رنگ مختلف ہین۔ ان مین اکثر مسلمان ہین۔ اور ان مین تہوڑے سی باشندے ایسے وحشی ہین جو کسی مذہب کے قائل نہین ہین۔ انکی تبلیغ۔ انکو رنگ

---

[۱] اس جزیرہ کا رقبہ ایک لاکھہ پچیس ہزار مربع میل ہے اور آبادی ۳۰ لاکھہ کے قریب ہے۔ خط استوا اس جزیرہ کے درمیان سے گذرتا ہے۔ اسکا عرض شمالی ۵ درجہ ۴۰ دقیقہ اور عرض جنوبی ۶ درجہ ہے۔ طول بلد ۹۵ درجہ ۲ دقیقہ ہے +

انکے رواج مختلف ہین۔ لیکن سب کے سب مسلمان ہین کے مطیع اور محکوم ہین +

جب مین سوماٹرا مین تہا۔ تو اُسوقت وہان کا سب سے بڑا حاکم سید قاسم بن محمد بن شہاب الدین تہا جو سلطان عبدالجلیل سیف الدین کے لقب سے مشہور تہا۔ اُسکی خاندان کی ابتدا حضر موت سے ہے جو یمن کا مشہور شہر ہے۔ سلطان قاسم کا دارالحکومت شہر سیاک مین تہا جہاز بے تکلف ایک بڑی دریا مین ہوکر دارالحکومت تک پہنچتے ہین۔ حالانکہ وہ سمندر سے ۹۰ میل کے فاصلہ پر ہے۔ اس دریا کی بہت سی شاخین پہٹ پہٹ کر جزیرہ کے بالائی اطراف مین پہیل جاتی ہین۔ اور انہین شاخون کے ذریعہ سے بہت سی کشتیان شہر سیاک سے بلندی جزیرہ پر چڑھ جاتی ہین۔ بہت سے صوبے جو شہر سیاک کی گورنمنٹ کی ماتحت ہین۔ مگر اندرونی معاملات مین ہر ایک رئیس خود مختار ہے +

سوماٹرا ابتدائے اسلام سے اُسی حال پر رہا یہانتک کہ ہالینڈ کی گورنمنٹ نے مشرق مین نو آبادیان بنانی شروع کین اور سوماٹرا مین اپنی تدبیرون اور فریبون کا جال پہیلا دیا۔ سب سے پہلے ہالینڈ والون نے سید اسمعیل کو جو سلطان قاسم کا بہائی تہا اپنی داؤن مین لانا چاہا۔ اور اسبات مین کوشش کی کہ چین کی حکومت اُسکی ہاتہہ سے نکل جائے۔ لیکن باوجود اسکی کہ انہون نے آچین کے باشندون اور سلطان اسمعیل کی درمیان ناراضی و تفرقہ پیدا کردیا تہا۔ اپنے منصوبہ مین ناکام رہے +

اسکے بعد قوم ڈچ نے سلطان قاسم کو اپنے قابو مین لانا چاہا۔ اور اسکو مخدرات پینے کا عادی کردیا جس سے اسکی عقل تباہ ہوگئی۔ اور خلاقی دلیری جاتی رہی جب انہون نے دیکہہ لیا کہ انکا وار خالی نہین گیا اور اُنکی تدبیرین چل گئین تو اُس سے جسطرح چاہا اپنا کام نکال لیا +

مین نے اس مہیب اور خطرناک حالت مین اسکو دیکہا ہے اُسی حالت مین جبکہ سلطان مسلوب الحواس اور معقل تہا ہالینڈ والون نے اس سے ایک معاہدہ پر دستخط کرائے جسکا مضمون یہ تہا۔ کہ اس دریا کے کنارے جسپر شہر سیاک واقعہ ہے جسقدر افیون کاشت ہوتی ہے اُسکا ٹہیکہ اہل ہالینڈ کو ۱۵ روپیہ ماہوار پر دیا گیا۔ حالانکہ اس دریا کے ساحل جسپر بعض قصبون مین افیون کی کاشت ہوتی ہے انہین پندرہ ہزار روپیہ ماہوار کی آمدنی ہوتی ہے اور اس مین ذرا بہی مبالغہ نہین +

اسکے بعد ہالینڈ نے سلطان سے ایک معاہدہ کیا۔ جس سے اُسکی حکومت کا بہت بڑا حصہ اسکے ہاتہہ سے نکل گیا۔ اور ملک کا تہوڑا سا حصہ جو اسکی پاس باقی رہا اسپر بہی اسکی حکومت برائے نام رہگئی۔ اور اس وقت سے سلطان بالکل احمق یا جانور کی مانند ہوگیا جس مین عقل حیوانی تو ضرور ہوتی ہے۔ مگر جو بات اسکو سکہائی جاے وہی اسکی زبان سے نکلتی ہے۔ سلطان کی افسوسناک حالت مین گونگا ہوگیا۔ اور ایک مدت تک گونگا رہکر مرگیا جسوقت اسکی وفات کی خبر مجکو پہونچی مین اُس وقت سیام مین تہا۔ سلطان قاسم کے بعد اہل ہالینڈ نے اسکے بیٹے سید حسن کو جو تنکو مولوہ کے لقب سے پکارا جاتا تہا تخت پر بٹہایا لیکن جلد ہی اُنسے بہی بگڑ گئے تہا [illegible] سے اُسکے دارالحکومت پر حملہ کرکے دیا اور اُسکے چہوٹے بہائی طاہر و تنکو کو گرفتار کرلیا اور [illegible]

حاکم تہا پرتیج سے نکلکر وہ بٹاویا مین پہنچے اور اس ظلم کی شکایت کی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ جو سہامال وزر بہی انکے پاس تہا انکے ہاتہہ سے نکلگیا اسکے بعد وہ جزیرہ بالیس × × × × × × × کو واپس چلے گئے +

سلطان حسن کے بعد اسکے بہائی سید ہاشم کو جو سلطان قاسم مرحوم کا سب سے چہوٹا بیٹا تہا۔ اہل ہالینڈ نے مسند حکومت پر بٹہایا۔ اور سلطان عبدالجلیل سیف الدین کے لقب سے اسکو ملقب کیا۔ جو اسکے باپ کا لقب تہا۔ جزیرہ کی زبان مین اسکا لقب تنکو تنہ کہا گیا۔ تنکو کا لفظ انکی زبان مین ایسا ہی ہے جیسے اہل یورپ کے نزدیک لفظ پرنس ہے۔ اور جو سلطان کے قریبی رشتہ دارون پر بولا جاتا ہے +

مین نے اس سلطان کو سنگہاپور کے ہوٹل مین جو ڈی۔ رف کے نام سے مشہور ہے۔ بچپن کی حالت مین دیکہا تہا۔ اور مین نے سنا تہا کہ وہ نہائت ذکی اور ہوشمند اور دلیر ہے۔ مین دعا کرتا ہون کہ خدا اسکو دشمنون کے شر سے محفوظ رکہے +

جزیرہ مذکور پہلے سیاک کی گورنمنٹ کے قبضہ مین تہا۔ اور اب ہالینڈ والون کو جبریہ تحفہ کے طور پر پیش آیا گیا ہے اسکا رقبہ سنگہاپور کے رقبہ سے بہت بڑا ہے۔ اور دریائے سیاک کے دہانہ پر واقعہ ہے اس سے پیشتر کہ ہالینڈ کی گورنمنٹ نے سیاک کی حکومت کے بہت سے حصے دبا لئے انکی طرف سے وہ وایسرائے اس جزیرہ مین رہتا تہا۔ جو سوماٹرا کے اس حصہ پر حکمران تہا جسپر ڈچ گورنمنٹ اپنا تسلط کر چکی تہی +

اسکے بعد ہالینڈ کا وایسرائے شہر دیلی مین رہنے لگا۔ اور ہر وقت سے یورپ کے لوگ تمباکو کی کاشت کیلئے کثرت سے آنے لگے۔ یہانتک کہ فقط تمباکو کی کاشت کیلئے جو کمپنیان قائم ہوئین۔ انکی تعداد ۵۰ تک پہنچگئی۔ یہ اطلاع مجہکو مسٹر فلکر سے حاصل ہوئی جبکہ مین اسکے پاس ٹہیرا ہوا تہا۔ مسٹر فلکر نے مجہکو اپنا تمباکو کا کہیت اور بہت سے تمباکو کے کارخانے دکہائے۔ جن مین سے ہر ایک کارخانہ بلحاظ وسعت اور کثرت کام۔ دیار کے ایک صوبہ کی گورنمنٹ کے برابر تہا۔ وہ منحوس معاہدہ جسکا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ اور جسکے سبب سے سوماٹرا کا بہت بڑا حصہ سیاک کی حکومت سے نکل گیا ہے۔ اسکی شرائط کے بموجب ۵ مشہور اور زرخیز بندرگاہ مع اپنے تمام ملحقات اور متعلقات کے ہالینڈ والون کے قبضہ مین آگئے۔ ان مین سے بعض بندرگاہون مین بہت سی عمارتین ہین +

معاہدہ کی دفعات مین پانچ بندرگاہ درج ہین جو درحقیقت شہر ہین کیونکہ ان مین سے ایک بندرگاہ جو بہ ہے اور وہ سمندر کے کنارہ پر بہت بڑا شہر ہے اور اس مین جہازون کا لنگرگاہ نہائت خوشنما اور شاندار ہے اور اس مین زراعت کی بہت سی کمپنیان ہین +

بندرگاہون کے نام لینے اور انکا ذکر کرنے سے ہمارا مقصد یہ دکہانا ہے کہ ان مشہور اور زرخیز بندرگاہون مین سے ہر ایک کی حکومت کے معاوضہ مین اہل ہالینڈ نے بیچارے سلطان کو ایکہزار روپیہ ماہوار دیا۔ اور یہ تہیہ سلطانی جب

یا خزانہ مین داخل نہین ہوا بلکہ اس قرضہ مین ۔ مایا کو دیا گیا جسکی نسبت مشہور ہے کہ سلطان نے کسی ضرورت کے وقت اپنے ملک سے لیا تہا۔ اور اگر سچ پوچہو تو اصلی معاوضہ بندرگاہون کی حکومت کا وہ مخدرات ہین جنکا ذکر اوپر گذر چکا ہے +

اس سے پیشتر کہ اہل ہالینڈ نے سوماٹرا پر قبضہ کیا۔ اس جزیرہ کے تمام سردار جدا جدا حکومت کرتے تہے اور ہر ایک حاکم سلطان کے لقب سے مشہور تہا۔ اہل ہالینڈ نے موقعہ پاکر سلطان سیاک کی مخالفت پر انکو اکسایا۔ جو انکا مذہبی سلطان تہا اور جس کیطرف سے وہ سردار بطور نائب کے سمجہے جاتے تہے۔ سلطان سیاک نے چاہا کہ ان سرکش اور باغی سرداروں سے جنگ کرے۔ لیکن ہالینڈ کی گورمنٹ نے سلطان کو للکارا کہ خبردار اپنی جگہ سے حرکت نہ کرنا تم عربی نسل سے ہو اور اس ملک مین اجنبی ہو اور وہ سردار اس ملک کے باشندے ہین اسلئے وہ ہر حال مین تم سے زیادہ حکومت کے حقدار ہین۔ ڈچ گورمنٹ جو انصاف پرست ہے ان سردارونکی مدد کریگی جو تمہارے برخلاف بغاوت کا علم بلند کرتے ہین +

اسکے بعد ڈچ گورمنٹ نے سلطان کو اشارہ کیا۔ کہ اپنے مخالف اور باغی سردارون سے سختی کیساتہ انتقام لے اور انکو گرفتار کرکے اہل ہالینڈ کے حوالے کرے تاکہ وہ انکو نہایت سخت سزا دین سلطان کی عقل اور اسکے ہوش و حواس جب تک درست تہے انکی نصیحت ماننے سے برابر انکار کرتا رہا۔ مگر جب اہل ہالینڈ کا داؤ چلگیا اور سلطان پر اچہی طرح قابو پاگئے۔ اسوقت انکی مراد پوری ہوئی اور وہ اپنے منصوبے مین کامیاب ہوئے +

اس سے پیشتر اہل ہالینڈ اپنے مراسلات و تحریرون مین سلطان سیاک کو سوماٹرا کا امیر لکہتے تہے لیکن آج وہ اپنے گہر پر بلکہ اپنی ذات پر بہی حکمران نہین ہے +

ہمارے ناظرین پر یہ بات پوشیدہ نہین ہے۔ کہ جزیرہ سوماٹرا حقیقت مین دولت عثمانیہ کا مطیع اور محکوم ہے فقط اس لحاظ سے نہین کہ وہ تمام بلاد اسلامیہ کیطرح سلطان روم کو اپنا مذہبی پیشوا سمجہتا ہے بلکہ اس لحاظ سے کہ سلطان سلیم نے جیساکہ اسکی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے۔ جزیرہ سوماٹرا کو فتح کیا تہا۔ مین نے خود آچین مین سلطان سلیم کی قلعہ شکن توپین دیکہی ہین جنپر سلطان کا نام منقوش ہے۔ مگر اس بات کے سننے سے ہر شخص کو افسوس ہوگا کہ اہل ہالینڈ نے جبکہ مین نے اس بدنصیب ملک کو چہوڑا ان توپون کو بیکر گلالیا۔ اور دولت عثمانیہ کے آثار اس ملک سے یکقلم محو کردیئے اس واقعہ کی شہادت اس جزیرہ کے باشندے دے سکتے ہین۔ کیونکہ یہ بہت مدت کا واقعہ نہین ہے +

مین آچین کے سردارون سے اور انکے بڑے سلطان سے ملاقات کرچکا ہون اور وہ سب اقرار کرتے ہین کہ ہم دولت عثمانیہ کے نائب ہین اور سلطان روم کی اعلیٰ حکومت کو تسلیم کرتے ہین۔ اور وہ اس بات پر تعجب کرتے ہین کہ سلطان روم کیون اسقدر فراموش ہین اور سوماٹرا کے مسلمانون کیطرف سے کیون اسقدر بے پروا ہین۔ سلطان [illegible] سے یہی شکایت کی سوماٹرا کے مسلمانون نے سید عبد الرحمن بن محمد ناہر کو اسی غرض سے قسطنطنیہ بہیجا تہا تاکہ دولت عثمانیہ انکو حال

پر متوجہ ہو اور اُن مظلوم باشندون کی فریاد رسی کرے۔ جو جزیرہ سوماٹرا مین اہل ہالینڈ کے ظلم و ستم سے تنگ آگئے ہین +

سنگاپور کے ایک معزز رئیس نے مجھکو وہ خطوط اور تحریرین دکھائین جو آچین کے تیس داروں نے جبکہ وہ اہل ہالینڈ سے جنگ کر رہے تھے۔ اس رئیس کے پاس بھیجی تھین۔ اُن خطوط اور مراسلات مین اُن سختیون اور تکلیفون کا ذکر تہا۔ جو اہل ہالینڈ کے ہاتھ سے اُنکو جھیلنی پڑین۔ اور یہ بھی ذکر تہا کہ ہماری دلی تمنا یہ ہے کہ دولت عثمانیہ اپنی طرف سے کوئی حاکم ہم پر مقرر کرے۔ روپیہ کی جسقدر ضرورت ہو جنگ کیلئے یا انتظام کیلئے ہمارے پاس موجود ہے۔ اور ہم مسلمان سلطان کی بیعت کرنے کیلئے طیار ہین۔ اُن خطوں اور تحریرون پر جنبیر معزز سردارونکے دستخط تہے۔ اُن مین سے بعض کو مین خود جانتا ہون +

سنگاپور کے ایک باشندے نے جو میرا دوست تہا مجھہ سے بیان کیا کہ وہ تمام خطوط اور تارین قسطنطنیہ مین صدارت عظمیٰ کے نام بھیجی گئین تہین۔ اور بھیجنے والا وہی میرا معزز دوست تہا۔ جو سنگاپور کا رہنے والا ہے۔ اسکا یہ نتیجہ ہوا کہ چند ماہ کے بعد وہ سنگاپور مین گورنر سٹریٹ سٹیلمنٹ کی عدالت مین طلب کیا گیا۔ حاکم نے اُس سے دریافت کیا کہ صدر اعظم کے نام تمنے خط بھیجا ہے۔ اُسنے کہا ہان۔ حاکم نے کہا کہ صدر اعظم نہین چاہتے کہ اپنے بلند مرتبہ سے تنزل کرین اور تم جیسے اجنبی شخص کی تحریر کو قبول کرین اسلئے صدر اعظم نے تمہاری تحریر کو قسطنطنیہ کے ڈاکخانہ مین واپس بھیجدیا اور چونکہ اسپر صدارت عظمیٰ کا نام تہا۔ اس لئے ڈاکخانہ والون نے وہ لفافہ ہمارے سفیر کے پاس بھیجدیا۔ اور اس نے گورنمنٹ برٹش کے نام یعنے ہمارے پاس بھیجدیا +

اسکے بعد حاکم نے کہا کہ رسید پر دستخط کرو۔ اور یہ اپنا لفافہ لے جاؤ۔ میرے دوست نے رسید پر اپنے دستخط کردیئے اور لفافہ کو واپس لاکر غور سے دیکھا۔ تو معلوم ہوا کہ مہر توڑکر خط نکالا گیا ہے۔ مگر خیر گذری کہ اس مین سے کوئی کاغذ گم نہین ہوا تہا۔ میرے دوست نے وہ لفافہ کچھہ دنون تک اپنے پاس رکھا۔ یہانتک کہ عثمان پاشا سنگاپور مین آیا۔ جو جہاز ارطغرل کا کپتان تہا۔ اُسوقت وہ تمام کاغذات پاشائے ممدوح کے سپرد کردیئے اس امید پر کہ وہ بابعالی کو اپنی معرفت بھیجدیگا۔ مگر ہم کو معلوم نہین کہ وہ کاغذات عثمان پاشا نے بابعالی مین بھیجدئے۔ یا اسکے جہاز کیساتھہ سمندر مین غرق ہوئے۔ حالانکہ یہ بات ہمارے دوست کیلئے نہایت آسان تہی کہ اگر دولت عثمانیہ انکے حال پر التفات کرتی ہے تو آچین کے مسلمانون کی طرف سے بابعالی مین چند معتمد وکیل روانہ کئے جاتے ۔۔

ہالینڈ کی حکومت نے جزیرہ سوماٹرا کے مسلمانون سے جو لڑائیان کین اور تمام جزیرہ پر مکر و فریب کے جال پہیلا دیئے اسکا سبب یہ تہا کہ ہالینڈ مین اور انگریزون مین اس سے پیشتر ایک معاہدہ ہو چکا تہا جسکے روسے اہل ہالینڈ

نے کیپ کالونی (راس امید) اور جزیرہ لنکا اور جزیرہ نما ملایا کو انگریزون کے لئے چھوڑ دیا تھا اور انگریزون نے اسکے عوض مین جزیرہ سوماٹرا پر حملہ کرنے اور فتح کرنیکا اختیار اہل ہالینڈ کو دیدیا تھا چنانچہ اسوقت سے لیکر پچیس برس تک اہل ہالینڈ آچین کے مسلمانون سے برابر لڑتے رہے اور اہل ہالینڈ کے مکر و فریب سے مسلمانون نے بہت صدمے اٹھائے اور بہت تکلیفین جھیلین +

اہل ہالینڈ اور اہل آچین کے درمیان جو واقعات پیش آئے انکی تفصیل کرنا مشکل ہے مگر ایک نہایت پوشیدہ اور نہایت نازک واقعہ ہے جسکو ہم بیان کرتے ہین - اور جو نہایت صحیح اور یقینی ہے اور اس عجیب واقعہ سے معلوم ہو جائیگا کہ مسلمانان سوماٹرا کے برباد کرنے مین اہل ہالینڈ نے کوئی دقیقہ باقی نہین چھوڑا +

واقعہ یہ ہے کہ قوم ڈچ کی نوآبادیون کے حاکم اعلی نے دیکھا کہ آچین کے مسلمان دولت عثمانیہ کی دل سے تعظیم کرتے ہین - اور ترکون کی محبت اور اطاعت کو واجب سمجھتے ہین - یہانتک کہ جو شخص دولت عثمانیہ کا مخالف ہو اسکی کافر ہونے کا فتویٰ جاری کرتے ہین اور انکو دولت عثمانیہ کی حمایت اور امداد سے اور اہل ہالینڈ کے پنجہ سے نجات پانے سے مایوسی ہوگئی ہے - اور سید عبد الرحمن بن محمد طاہر جو ظاہر پاشا کے نام سے مشہور ہے اور اب جدہ مین ہے قسطنطنیہ سے ایسی حالت مین ناکام پھرا ہے - کہ اگر اہل ہالینڈ کی سفارتی تدبیرین کارگر نہ ہوتین تو وہ ضرور کامیاب ہوتا - اور انہون نے یہ بھی دیکھہ لیا کہ آچین کے مسلمانون کو اپنا زور صرف کرنیکے بعد بھی ہلاک کر سکا - اور متواتر جنگون اور معرکون مین وہ صبر کیساتھہ ثابت قدم رہے - اور انکے استقلال مین ذرا فرق نہین آیا - اور ہالینڈ کی فوجین متعدد شکستین پا چکی ہین - تاہم وہ برابر اپنے ملک و مذہب کی حمایت مین سرگرم ہین - اور اہل ہالینڈ کیساتھہ معرکہ آرائیان کرنیکو تیار رہین - حالانکہ جو سامان جنگ اور جو طاقتور ہتھیار اہل ہالینڈ کے پاس ہین انکے پاس نہین ہین - اسوقت اسکے دل مین خیال پیدا ہوا کہ اگر دولت عثمانیہ کی طرف سے ہالینڈ کی آبادیون مین کوئی سفیر مقرر ہو جائے - تو اس کی مدد سے آچین کے باشندون کی سرکشی اور مخالفت کو توڑنا اور انکی جمعیت کو منتشر کرنا اور انکو ہالینڈ کی حکومت کے مطیع کرنا ممکن ہے +

چنانچہ ہالینڈ کی نوآبادیون کے حاکم نے اپنی اس رائے کو ڈچ گورنمنٹ کے سامنے پیش کیا - اور اسنے اس رائے کیساتھہ اتفاق کیا - اور فوراً کوشش کی کہ دولت عثمانیہ کیطرف سے بٹاویہ مین جو جزیرہ جاوا کا دار الخلافہ ہے ایک سفیر مقرر ہو - انگلش سفارت نے مدد کی اور دولت عثمانیہ نے انکی درخواست کو منظور کرلیا +

یہ کون کہتا ہے کہ اگر کوئی گورنمنٹ دولت عثمانیہ سے اپنے ملک مین سفیر مقرر کرانا چاہے خاصکر اس صورت مین جبکہ اس سلطنت کی رعایا مسلمان ہون - جو دولت عثمانیہ کیطرف بالطبع میلان رکھتے ہین اور ممبر پر سلطان روم کے نام کا خطبہ پڑھتے ہین - تو سلطان روم کو انکی درخواست منظور کرنا اور اپنا سفیر اس ملک

مین بہیجنا مناسب نہین ہے - مگر ہماری نظر سفارت کی نتیجہ پر اور اُس قوم کی ذاتی غرض پر ہے جو سفیر مقرر کرانا چاہتی ہے +

جب دولت عثمانیہ نے ہالینڈ کی نوآبادیون مین اپنا پہلا سفیر بہیجا اور وہ سنگاپور مین آپہنچا تو مین اُسوقت اُسی شہر مین تہا - سنگاپور کے چند رئیسون کو اُسنے بلایا - مگر اُنسے ملاقات نہ ہوسکی - اور وہ سیدہا سنگاپور سے بٹاوی کو روانہ ہوا - سنگاپور مین اُسنے شاید تین دن قیام کیا تہا - اسکے بعد وہ بٹاوی سے ہالینڈ کے جنگی جہاز پر آچین مین آیا - اور ہالینڈ کی نوآبادیون کا حاکم سایہ کیطرح اُسکے ساتھہ تہا +

آچین پہنچکر اُسنے وہان کے پچاس مسلمان سردارون کو اپنے سامنے بلایا تاکہ سلطان کے احکام اُنکو سنا کر جاوین - مسلمان اس امید پر کہ اب انکی تلخی اور تکلیف کا زمانہ ختم ہوا اور وہ سلطان کی حمایت اور مدد سے اہل ہالینڈ کے پنجہ سے جلد نجات پائینگے - چارون طرف سے جوق جوق دوڑے اور عثمانی سفیر کی خدمت مین حاضر ہوئے - سفیر نے کہڑے ہوکر اُنسے خطاب کیا - اور کہا کہ مجہکو میرے آقا سلطان نے یہان اسلئے بہیجا ہے کہ مین تم کو حکم کرون کہ تم سب ہالینڈ کی حکومت کی اطاعت کرو - جو دولت عثمانیہ کیساتھہ دوستی رکہتی ہے - سلطان کے فرمان پر سفیر نے یہ الفاظ اور زیادہ کئے - کہ اہل ہالینڈ دولت عثمانیہ کی طرف سے نائب اور تم پر حاکم ہین - آچین کے مسلمانون مین سے جو شخص ہالینڈ کی حکومت سے باغی ہوگا - اور اُسکے ساتھہ مخالفت کریگا - وہ سلطان کا مخالف اور نافرمان سمجہا جائیگا - اور عتاب اور ملامت کا مستحق ہوگا +

شاید وہ لوگ جو پالٹیکس کا مذاق رکہتے ہین یہ خیال کرین کہ جس ملک مین کوئی سفیر مقرر کیا جاتا ہے اُسکو اُس ملک کی اعلے حکومت کا لحاظ رکہنا پڑتا ہے - اور اُسکو ایسی مشکلات پیش آتی ہین جنکا حل کرنا اسیطرح ممکن ہے جسطرح عثمانی سفیر نے انکو حل کیا - مگر آچین کے مسلمان پالٹیکس کے اس رنگ سے ناآشنا رہتے - انکے دلپر سفیر کے الفاظ نے الٹا اثر کیا - اور اُنکو سفیر کی یہ حرکت ناگوار ہوئی - اُن تمام مسلمانون مین جو سفیر کی تقریر سننے کے لئے جمع ہوئے رایون کا اختلاف ہوگیا اور قریب تہا کہ ہالینڈ کی نوآبادیون کا حاکم اپنے منصوبے مین کامیاب ہو - مگر انہی مین سے ایک شخص روشن ضمیر اور ہوشیار تہا - اُسنے بتایا کہ یہ محض دہوکا اور فریب ہے - نہ تو یہ ممکن ہے کہ سلطان اسبات پر راضی ہون نہ یہ خیال مین آسکتا ہے - کہ وہ اپنے سفیر کو ایسا حکم دیکر بہیجین - اسلئے میری رائے یہ ہے کہ تم سب اہل ہالینڈ کے مقابلہ مین اسیطرح ثابت قدم رہو جسطرح پہلے تہے - آچین کے مسلمانون نے اس نیکدل اور ہمدرد قوم کی بات کو فوراً مان لیا - اور سب نے متفق ہوکر عثمانی سفیر کو جواب دیا - کہ ہم کو یقین ہے کہ سلطان کبہی ایسی بات زبان سے نہین نکال سکتے - نہ اسپر راضی ہو سکتے ہین اگر تم اپنے تئین سلطان کیطرف سے منسوب کرتے جنکا ہم دل سے ادب کرتے ہین اور اس سے پہلے کہ تم اپنی جگہ سے حرکت کرتے ہم تم کو فوراً قتل کردیتے - عثمانی سفیر انکا جواب سنکر شرمندہ

اور ذلیل ہوا۔ اور اپنی جگہ پر واپس چلا گیا۔ اور ہالینڈ کی نو آبادیون کا حاکم اپنے منصوبے مین سخت ناکام رہا اور اسکے بعد وہ ہالینڈ کی حکومت کی طرف سے اپنے عہدہ سے معزول کیا گیا۔ کیونکہ اس کی تدبیر اور مکر و فریب کا وار خالی گیا +

اسیطرح ایک اور قصہ ذکر کرنیکے قابل ہے کہ دولت عثمانیہ کے سفیر نے یمن اور حضرموت کے بعض باشندون کو بھی پاسپورٹ (راہداری کا پروانہ) دیا تھا کہ وہ اس سلطانی فرمان کے بموجب سلطان کی رعایا ہین جو حضرموت کے حاکم غالب بن محسن کثیری کے نام قسطنطنیہ سے صادر ہوا تھا اور جسکو دولتلو احمد مختار پاشا غازی نے اس زمانہ مین جبکہ وہ یمن کا حاکم تھا حضرموت کے رئیسون کیساتھ خط و کتابت کرکے مستحکم کر دیا تھا۔ ہالینڈ کے حکام کو یہ امر سخت ناگوار گذرا۔ اور انہون نے عثمانی سفیر کو قابو مین لانے کیلئے ایسی تدبیر سوچی جو خونریز فوجونکے جمع کرنیسے زیادہ آسان اور انکے منصوبے پورا کرنے کیلئے زیادہ موزون تھی +

انہون نے ایک شخص کو جو سوئر کا گوشت بیچا کرتا تھا۔ اور لوگونکے گھرون پر گوشت پہنچانے کے لئے پھرا کرتا تھا یہ کہدیا کہ سفیر کے مکان پر بار بار سوئر کا گوشت لیکر جائے اور اگر اسکو دھمکایا بھی جائے تاہم وہ اپنی پھیری کو ترک نہ کرے۔ اس شخص نے حکام ہالینڈ کے حکم کی بموجب سوئر کا گوشت لیکر سفیر کے مکان پر جانا شروع کیا۔ اور اگرچہ کئی بار اسکو سفیر نے دھمکایا۔ مگر وہ انعام کے لالچ سے جسکا وعدہ حکام نے کیا تھا اپنی حرکت سے باز نہ آیا۔ یہانتک کہ ایکدن عثمانی سفیر اپنے چند دوستون کیساتھ بیٹھا تھا۔ کہ یکایک وہ شخص سامنے سے نمودار ہوا۔ اور حسب معمول سوئر کا گوشت پیش کیا۔ سفیر نے لاٹھی کی نوک سے جو اسکے ہاتھ مین تھی مارا وہ فوراً شفاخانہ پہنچایا گیا۔ اور یہ مشہور کر دیا گیا۔ کہ سفیر کی مہلک ضرب سے وہ ہلاک ہوا۔ ہالینڈ کے حکام نے اس موقعہ کو غنیمت سمجھا اور سفیر سے کہا کہ ہم کبھی اس شخص کے بیگناہ مارے جانیکے دعوے سے خاموش نہ ہونگے۔ جب تک کہ تم ہمارے مطالب و اغراض کیساتھ اتفاق نہ کرو۔ یہ ممکن نہ تھا۔ کہ سفیر اس نازک اور خطرناک وقت مین کوئی بات زبان سے نکال سکے اس نے فوراً قبول کر لیا کہ تم آج کے بعد جو کچھ کہو گے مین بسر و چشم اس پر عمل کرونگا اور اسکے بعد سفیر مذکور حکام ہالینڈ کے ہاتھ مین کھلونا ہو گیا +

اسواقعہ کے بعد اہل ہالینڈ نے پاسپورٹ لینے والون کے حق مین جو جو زیادتیان کین اور جس جس طور پر انکو ذلیل کیا قابل بیان نہیں ہے +

پاسپورٹ کے کاغذ انسے واپس کر علانیہ جلا دیئے۔ حالانکہ سفیر کو اس واقعہ کی خبر تھی دولت عثمانیہ کی رعایا کو اس سفیر کے وجود سے سوائے دس بیہودیون کے جو ملک عراق سے آئے تھے اور سید عبد العزیز بغدادی کی اولاد کے اور کسیکو کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ اور اگر انکو بھی کچھ فایدہ ہوا تو اسلئے کہ اہل ہالینڈ نے انکی حفاظت کا ذمہ لیا تھا

اور اُن کو اس بات پر مجبور کر دیا تھا کہ وہ یورپ کا سا لباس نہ پہنین اور اہل ہالینڈ کا نشان اپنے پاس رکھین ۔ اور کوئی ایسی علامت نہ رکھین جس سے اُنکی تمیز ہو سکے عثمانی سفیر نے دانستہ اس واقعہ سے بھی چشم پوشی کی +

یمن حضرموت اور حرمین کی باشندے جو سلطان کی رعایا ہین ۔ جاوا سوماٹرا سیلی بیز تیمور ۔ بورنیو وغیرہ جزائر مین جو ہالینڈ کی نو آبادیان ہین کثرت سے پہونچ گئے ہین ۔ اور انکی مردم شماری ۴۰ ہزار سے زیادہ ہے ۔ سفیر کے مقرر ہونے سے انکو سوائے اسکے کچھہ بھی فائدہ نہین ہوا کہ سلطان نے قرآن مجید کے بہت سے نسخے جو سفیر کے ہاتھہ بھیجے تھے بطور خیرات کے انکو ملگئے ۔ سپر طرہ یہ کہ اہل ہالینڈ نے راہداری کے پروانون کی قیمت جو جلا دیئے گئے تھے ۔ ان سے بطور تاوان کے وصول کی ۔ اور انہون نے سقدر تکلیفین اور ذلتین اہل ہالینڈ کے ہاتھہ سے برداشت کین جن کا بیان کرنا مشکل ہے +

سب سے زیادہ افسوس کی بات یہ ہے کہ جزیرہ نمائے ہند چینی مین جسکا دار الحکومت سنگاپور ہے اور جہان انگریزون کی نو آبادیان ہین ۔ کثرت سے مسلمان آباد ہین جو سلطان کی رعایا ہین ۔ مگر دولت عثمانیہ کی طرف سے کوئی سفیر اس ملک مین نہین ہے ۔ لیکن اگر اس ملک مین ایسا ہی سفیر دولت عثمانیہ کیطرف سے مقرر ہو جیسا کہ جاوا کا عثمانی سفیر ہے جسکا ذکر ابھی گذر چکا ہے تو سفیر ہونے سے اُسکا نہ ہونا کہین بہتر ہے +

ہالینڈ کی حکومت برابر کوشش کرتی رہی ہے ۔ کہ مسلمانان آچین کی جمعیت کو منتشر کرے اور ان مین دینی و دنیوی فساد پھیلائے چنانچہ اسی غرض سے ڈاکٹر سنوک آچین مین بھیجا گیا ہے جو مکہ مین طالب علمی کر چکا ہے ۔ اور جسکا نام اسوقت عبد الغفار تھا ۔ اور درحقیقت وہ قوم ڈچ مین سے ہے ۔ اُسنے آچین پہنچکر مسلمانون مین فتنہ وفساد نفاق اور تفرقہ پیدا کرنے مین طرح طرح سے کوشش کی ۔ اور اس اخیر زمانہ مین اہل ہالینڈ کی تدبیرون نے آچین مین بہت کچھہ اثر پیدا کیا ہے +

اگر آچین کے باشندون مین کچھہ لوگ ایسے ہوشیار ہوتے ۔ جو مشرق کی بیماریون کی کامل تشخیص کر سکتے اور اُن بیماریون کا پورا علاج کر سکتے اور انکے پاس یورپ کے جدید اسلحہ جنگ بھی ہوتے تو مین یقین کرتا ہون کہ وہ اہل ہالینڈ کو چند ہی روز مین اس دلفریب اور خوش منظر بہشت (جزیرہ سوماٹرا) سے نکال دیتے ۔

اہل ہالینڈ کے مکر وفریب کا ایک اور قصہ قابل بیان ہے اور وہ یہ ہے کہ جب اہل ہالینڈ جزیرہ جاوا مین داخل ہوئے اور اسکو نو آبادی بنا کر رہنے لگے ۔ تو اُنکے اور جزیرہ جاوا کے سلطان کے درمیان ایک معاہدہ لکھا گیا تھا جسکی میعاد معین تھی ۔ اور جاوا کے باشندے اُسوقت تک انکے مکر وفریب سے محفوظ تھے ۔ اور انکی عزت اور حشمت مین کسی طرح کا فرق نہین آیا تھا جب معاہدہ کی میعاد ختم ہونے کو تھی اہل ہالینڈ بہت اضطراب مین تھے کہ اس معاہدہ کی تجدید کی جاوے +

اسی اضطراب کی حالت مین انکو ایک تدبیر سوجھی۔ اور وہ یہ تہی کہ انہون نے ڈچ زبان مین معاہدہ تحریر کیا۔ اور اپنی مرضی کے موافق اُس مین ایسی شرطین لکھہ لین جن سے اہل ہالینڈ مستقل طور پر جزیرہ جاوا مین حاکم ہو جائین اور مترجم کو سمجھا یا کہ وہ پہلے معاہدہ کی عبارت کو بجنسہٖ یاد کر لے اسکے بعد انہون نے سلطان جاوا سے درخواست کی۔ کہ پہلے معاہدہ کی تجدید کیجائے۔ سلطان جاوا نے انکی درخوست کو فوراً منظور کر لیا۔ کیونکہ اہل ہالینڈ اس سے پیشتر سلطان اور اسکے وزراء کے درمیان دشمنی پیدا کر چکے تہے۔ انہون نے سلطان کو ایک پُرتکلف اور شاندار ڈنر دیا اور عین مجلس مین اس معاہدہ کو جو انکی مرضی کے موافق دفعات اور شرائط پر مشتمل تہا۔ اور زبان ڈچ مین لکھا گیا تہا پیش کیا۔ سلطان نے عذر کیا کہ مین ہالینڈ والونکی زبان سے ناواقف ہون۔ اہل ہالینڈ نے جو اسوقت میزبان تہے سلطان کے دلمین یہ خیال جما دیا۔ کہ سلطان کا یہ کہنا عوام الناس کے نزدیک اس کی لیاقت اور شان مین ایک قسم کا نقص خیال کیا جاویگا۔ اسکے بعد فوراً اس مترجم کو بلایا جسنے پہلے معاہدہ کی عبارت کو بجنسہٖ یاد کر رکہا تہا اور جسنے نیا معاہدہ ہاتہہ مین لیکر پہلے معاہدہ کی عبارت پڑہنی شروع کی۔ جس سے سلطان کو یہ خیال ہوا کہ وہ نئے اقرار نامہ کا ترجمہ سنا رہا ہے۔ اور اسکو معلوم ہوا کہ پرانے اور نئے معاہدہ مین ایک حرف کا تغیر و تبدل نہین۔ اہل ہالینڈ کا داؤ چلگیا اور سلطان نے اس نئے معاہدہ پر دستخط کر دیئے اب سلطان کے جانشینون پر اس معاہدہ کا لحاظ رکہنا ضروری ہو گیا اور اسوقت سے اہل ہالینڈ نے آجتک مسلمانون پر دل کہولکر ظلم و ستم کرنے شروع کئے اور انکو اس افسوسناک حالت کو پہنچا دیا جسکا ہمنے اس سے پیشتر ذکر کیا ہے +

ہالینڈ کی نوآبادیون مین یہ ممکن نہین ہے۔ کہ سلطنتون کے سفیر اپنے مقام پر اپنی سلطنت کا نشان بلند کر سکین۔ بلکہ وہ مجبور ہین کہ اپنے دروازون پر ایک چہوٹی سی لکڑی کی تختی لٹکائین جسپر انکی سلطنت کے نشان کی تصویر ہو اور ظاہر اسلاطین کے سامنے یہ عذر پیش کرتے ہین۔ کہ اگر کسیوقت بہی مختلف سلطنتون کے نشان بلند کئے جائین تو اندیشہ ہے کہ رعایا بدظن ہو کر آمادہ فساد ہو۔ اور اصلی سبب یہ ہے۔ کہ انہون نے اپنی رعایا مین یہ افواہ اُڑائی ہے کہ کسی سلطنت کی یہ مجال نہین۔ کہ ہالینڈ کی نوآبادیون اور اسکے ممالک محروسہ مین اپنا نشان بلند کر سکے اور تمام سلطنتون سے ہالینڈ کی سلطنت زیادہ شاندار اور طاقتور ہے +

ہر قسم کا مال و اسباب جو باہر سے جاوا مین آتا ہے اور جسکو جاوا کے باشندے پسند کرتے ہین۔ اہل ہالینڈ انکی نسبت کہتے ہین کہ یہ گہوڑے ہالینڈ کے ہین۔ اسیطرح تمام عمدہ جانور لطیف میوے نفیس چیزین۔ جو یورپ یا امریکہ سے جاوا مین آتی ہین۔ انکی سب کی نسبت اہل ہالینڈ مشہور کرتے ہین کہ یہ ہالینڈ کی ہین

جاوا مین جو اخبار چہپتے ہین یہ ممکن نہین کہ انکے مالک یا ایڈیٹر ہالینڈ کی حکومت کے ارادہ اور پالسی کے خلاف ان مین ایک حرف بہی شایع کر سکین۔ یہ تمام بناوٹ اور دہوکہے کی باتین جو اخبارون مین

چہپکر ملک کے اندر شایع ہوتی ہین یہ ممکن نہین ہے کہ ان مین سی ایک بات یا ایک خبر ہی بجنسہ باہر جا سکے۔ کیونکہ اس صورت مین ان کو یورپ کی نکتہ چینیون سی اندیشہ رہتا ہی۔ اسی لئے جب یہ خبرین باہر بہیجی جاتی ہین۔ تو انکی عبارت وہ نہین رہتی جو ملک کے اندر چہاپ کر شایع کی جاتی ہے۔ بلکہ اکثر فقرے بدل دیئے جاتے ہین +

۱۸۷۷ء مین جبکہ ہولناک جنگ روم و روس کے درمیان ہوئی مینے خود اپنی آنکھہ سی دیکھا ہے کہ جو اخبار ڈچ گورنمنٹ کیطرف سی جزیرہ جاوا مین چہپتا ہی اُس مین یہ خبر درج تہی کہ "روم اور روس کے درمیان اعلان جنگ ہو چکا ہے۔ مگر ہالینڈ کی سلطنت اِس جنگ مین الگ تہلگ رہیگی۔ اِس لئی ہماری رعایا کو مطمئن رہنا چاہیئے"

اسکے بعد جب ابتدائی جنگ مین عثمانیہ فوجون کو روس پر فتح حاصل ہوئی جاوا کے اخبارون مین یہ خبر چہاپی گئی کہ "ترکون نے روسیون پر اسلیئے فتح پائی ہے کہ ہالینڈ کی گورنمنٹ نے فریق ثانی کو مدد نہین دی۔ اور اگر وہ روسیون کی مدد کرتی تو یہ بات ضروری اور یقینی تہی کہ انکو ترکون پر فتح حاصل ہوتی" جنگ کے خاتمہ پر جو روسیون نے ترکون کو مغلوب کیا۔ اور انپر فتح پائی تو جاوا کے اخبارون نے یہ لکہا کہ "آخر کار روسی ترکون پر غالب آگئے کیونکہ فریق غالب کو اہل ہالینڈ نے مدد دی" اسی قسم کے خرافات نے اِن جزیرون کے باشندون پر اثر کیا اور سوائے چند آدمیونکے سب کی عقلون پر پردہ ڈالدیا ہے۔ بلکہ خود ہالینڈ کے اندر بہی اِن باتون پر یقین کرتے ہین +

ناظرین کی دلچسپی کیلئے ہم دو واقعہ اور تحریر کرتے ہین :- پہلا واقعہ یہ ہی کہ مین جب شہر سوملف مین تہا جو جزیرہ مدورا مین ہے اور جو جاوا کی عملداری مین شامل ہی اور اسوقت اہل ہالینڈ آچین پر حملہ کرنیکی تیاریان کر رہے تہی مینے سنا کہ انہون نے اپنی فوج کو آچین پر حملہ کرنیکا حکم دیا اور اُس فوج مین اِس ملک کے باشندے بہرتی کیئے گئے تہے۔ انہون نے جواب دیا کہ ہم فوجی خدمت پر راضی نہین ہونگے۔ جب تک کہ ہالینڈ کی فوجونکا سپہ سالار ہم کو یقین نہ دلائے کہ دنیا مین کوئی فرد بشر ہالینڈ کی حکومت کا کہلم کہلا مخالف نہین ہو سکتا۔ اور افسوس ہے کہ ہالینڈ کی حکومت خود ہم کو ہمارے بہائیون اور ہمجنسون سے جنگ کرنے پر آمادہ کرتی ہے۔ ناچار اہل ہالینڈ نے انکو خدمت سی معاف کردیا۔ لیکن اُسکی بعد ہی ایک حکم ناطق جاری کردیا کہ اگر کسی شخص کی نسبت یہ ثبوت بہم پہنچے کہ اُسنے آچین کا لفظ اپنی زبان سے نکالا ہے۔ اگرچہ کیسی ہی مجبوری ہو۔ اور کیسی ہی ضروری بات ہو تو پولیس کا افسر جو سزا اسکے لئے مناسب خیال کریگا اُسکو دیگا یہ ظالمانہ حکم بہت مدت تک جاری رہا +

دوسرا واقعہ یہ ہے کہ ہالینڈ کے انفار مین سے ایک شخص جو ڈیلی کو جاتا تہا سنگاپور مین وارد ہوا۔ اور وہان ایک عرب

سے دوچار ہوا - اسنے عرب سے پوچھا کہ اہل ہالینڈ کا ہوٹل کہان ہے ؟ عرب نے اسکی درشت لہجہ سے جو کسی قدر مغرورانہ تہا یقین کرلیا کہ یہہ قوم ڈچ کا باشندہ ہی اور اسکو جواب دیا کہ یہان کوئی نہین ہے جو قوم ڈچ کے شرفا سے مخصوص ہے . لیکن اگر جناب اپنے مرتبہ سے تنزل کرین اور ایسی ہوٹل مین اترنا چاہین جو سب کے لئے عام اور مشترک ہے تو وہ ہوٹل آپکے سامنے موجود ہے . ڈچ نے بے پروائی سے کہا کہ " خیر ضرورتین ناجایز باتون کو جایز کردیتی ہین ! -

تجارت اور اہل تجارت پر قوم ڈچ جو ظلم ستم کرتی ہے ان مین سے ایک یہ ہے کہ وہ اسبات پر مجبور کئے جاتے ہین . کہ ہالینڈ کی نوآبادیون مین کسی قسم کا مال و اسباب ایسی کشتیون اور جہازون مین نہ لانے پاوین جنپر ہالینڈ کی حکومت کا نشان نہ ہو - اسی لئے اکثر اہل جہاز مجبور ہین کہ اپنے جہازون پر قوم ڈچ کا نشان بلند کرین ورنہ ہالینڈ کی نوآبادیون مین اور انکے ممالک محروسہ مین داخل نہ ہونے پائین (انتہی)

ہندوستان کے مسلمانون اور ہندوؤن کو اس مضمون کے پڑہنے کے بعد جو سیف الدین بمبئی نے اخبار "المویّد" کو بہیجا ہے اور جو اب ختم ہوا اسبات کا اندازہ ہو جائیگا . کہ انگریزون کی سلطنت ہندوستان مین کسقدر عدل اور انصاف پر مبنی ہے . اور کسی قوم پر جو ہندوستان مین ہے وہ ظلم و ستم نہین ہوتے جو ہالینڈ کی حکومت نے اپنی نوآبادیون مین اپنی رعیت پر کئے ہین . خاصکر مسلمانونکو دولت برطانیہ کا ہر طرح مشکور ہونا چاہیئے کہ اسکی شایستہ حکومت کے سایہ مین انکو ہر قسم کی مذہبی آزادی حاصل ہے اور انکے لئے چارون طرف عملی اور علمی ترقیون کی راہین کہلی ہوئی ہین . اور انگریزون کی حکومت امن اور آزادی . انصاف اور تہذیب کی حکومت ہے اسکے ساتہہ ہی انکو افسوس کرنا چاہیئے . کہ انکی دورافتادہ ہم قوم اور ہم مذہب بہائی ہالینڈ کی جابرانہ حکومت سے کسقدر تکلیفین جہیل رہے ہین . اور مکر و فریب کا تو کوئی دقیقہ نہین ہی جو قوم ڈچ نے مسلمانان جاوا و سوماٹرا کی تباہی اور بربادی کیلئے باقی رکہا ہو - مسلمانون کو ہندوستان مین اگر کوئی تکلیف محسوس ہوتی ہے تو وہ حکومت کی طرف سے نہین ہے بلکہ خود اپنی ہی غفلت اور نادانی کا نتیجہ ہی - ایسے مبارک وقت مین جیسا کہ ہندوستان مین انگریزی حکومت کا وقت ہے - اگر مسلمان اپنی حالت کو سنبہالین اور اپنی حریف قومون سے جو گورنمنٹ کی تمام تائید سے روکتے چلی جاتی ہین سخت محنت اور سخت جفاکشی و دماغی اور ذہنی ترقیون کی گہوڑ دوڑ مین سبقت نہ کرین تو ہم سوائے اسکو کیا کہہ سکتے ہین کہ مسلمانون کو اپنی قسمت پر صبر کرنا چاہئے اور وہ چند روز انتظار کرین جبکہ انکے لئے تلخی اور مصیبت کی زندگی ہی ختم ہو جائیگی اور قومی موت ان سب کو فنا کردیگی - کما قال اللہ تعالے " اذا جاء اجلہم لا یستقدمون ساعۃ ولا یستاخرون "

(وحید الدین سلیم)

ہفتہ مختتمہ ۸ جون ۱۸۹۶ء کی تار کی خبرین وغیرہ

تار کی خبرین معہ مختصر حواشی

سواکم ۔ ۳۰ مئی ۔ ہندوستانی فوج آج یہان سے ٹوکر کو روانہ ہوگئی ہے +

قسطنطنیہ ۔ ۳۰ مئی ۔ (بغاوت کریٹ) ترکی فوجین بطور کمک کریٹ مین پہنچ گئی ہین اور ترکی فوج متعینہ واموس سے باغیون کا محاصرہ اٹھا دیا گیا ہے +

روس نے باب عالی کو اطلاع دی ہے کہ کریٹ مین عیسائیون کا کشت و خون ہونے سے ٹرکی کے لئے خطرناک نتائج ہونگے +

قاہرہ یکم جون (مہم سوڈان و مسئلہ ریزرو فنڈ) مہم نیل پر ریزرو فنڈ مین سے روپیہ خرچ کئے جانے کی نسبت مصر کی عدالت مختلطہ نے فیصلہ دنیا ۸ راہ سال پر ملتوی کر دیا ہے +

قاہرہ یکم جون ۔ جنرل کچنر سردار فوج وادی حلفہ سے عکاشہ کو روانہ ہو گئے ہین ۔ جہان اب مہم کا ہیڈ کوارٹر قایم کیا گیا ہے +

لنڈن یکم جون ۔ مسٹر کرزن نائب وزیر صیغہ خارجیہ نے مسٹر جان مارے کے جواب مین دار العوام مین بیان کیا کہ سوڈان کے موجودہ واقعات کے متعلق جرمنی سے کوئی خط و کتابت نہین ہوئی ۔ البتہ اٹلی سے نامہ و پیام ہوا ہے ۔ مگر وہ خالصاً جنگی معاملات کے متعلق تھا ہلئیے پبلک پر انکا ظاہر کرنا ناممکن ہے +

قسطنطنیہ ۔ ۲ جون (بغاوت کریٹ) معلوم ہوتا ہے کہ باب عالی نے بغاوت کریٹ کو بزور شمشیر فرو کرنیکا مصمم ارادہ کر لیا ہے ۔ ترکی فوج نظام کی ۵ پلٹنین (یعنے تقریباً ۳ ہزار فوج) کریٹ کو روانہ کرنیکا حکم دیا گیا ہے ۔ بہت سے باغی پہاڑون کو واپس چلے گئے ہین ۔ اور انہون نے کریٹ کو یونان کیساتھ ملحق کر دیئے جانیکا اعلان دیدیا ہے +

قاہرہ ۲ جون ۔ (قاہرہ مین فساد) جامع ازہر کے طلباء نے جہان ہیضہ کی ایک واردات ہوئی فساد برپا کر دیا جو حکام قواعد متعلقہ صحت عامہ کی تعمیل کرانے کیلئے وہان گئے تھے انکی مزاحمت کی گئی ۔ اور پولیس انکی امداد کو آئی تو اسپر پتھر پھینکے گئے ۔ جن سے گورنر زخمی ہوگیا ۔ پھر پولیس نے بندوقین سر کین جنکی باڑھ سے تین طالب علم مرگئے ایکسو طالب علم گرفتار کئے گئے اور آخر کار امن قائم ہو گیا +

لنڈن ۳ جون ۔ بغاوت کریٹ ۔ کریٹ مین جنگی قانون نافذ کر دیا گیا ہے +

دی گرینڈ ڈیوک نکولس

قاہرہ ۴ جون۔ یہان اور سکندریہ مین اب دونون جگہ ہیضہ کم ہو رہا ہے +

قسطنطنیہ۔ ۴ جون (بغاوت کریٹ۔ ٹرکی اور دول یورپ) دول یورپ کے کل سفرا نے باہم ملکر بابعالی کو متنبہ کیا ہی کہ خبردار کریٹ مین عیسائیون کا کشت و خون نہ ہونے پائے۔ روس نے ہبارہ مین خاصکر زور دیا ہے +

ایتھنز (دارالخلافہ یونان) ۴ جون۔ کریٹ سی یہان تار موصول ہوا ہے کہ باغیون نے ۸۵ ترکون کو جو مقام داموس سے اسباب و سامان لا رہے تہی ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے +

لنڈن ۵ جون (مہم مصر پر دار العوام مین مباحثہ) مسٹر لبوشیر نے تحریک پیش کی کہ مہم نیل کی متعلق مزید کیفیت گورنمنٹ سی دریافت کرنیکی لئے اجلاس ملتوی کیا جائے۔ سر ولیم ہارکورٹ نے تائید کی اور بیان کیا کہ اطالیہ کی کارگزاری کتابون سے (جو حال مین شایع ہوئی ہین) واضح ہوتا ہے کہ مہم مذکور اٹلی کے اغراض کی حفاظت ہی کیلئے اختیار کی گئی تہی اور مصری سرحد کے خطرہ کا خیال خالصتہً بعد مین پیدا ہوا۔ مسٹر کرزن نے جواب دیا کہ اطالین سلات محض ایک روغن قاز ہین جسے اطالین سفیر نے لارڈ سالسبری کی تقاریر پر ملدیا ہے۔ گورنمنٹ نے مصر کی ہی حفاظت کیلئے یہ کارروائی کی ہے جس سے ساتھہ ہی اٹلی کو مدد پہنچانیکا فایدہ بھی نکل آیا ہے۔ مسٹر بلفر نے اسبات کی بڑی زور سی مخالفت کی کہ لارڈ کرومر کی خط و کتابت کو شایع کیا جائے اور اخیر مین بیان کیا کہ اٹلی نے اگر آیندہ زیادہ احتیاط سی کام نہ لیا اور اسیطرح افشاے راز کرتی رہی۔ جیساکہ اسنے پچھلی سرکاری کتابو مین کیا ہے۔ تو کانفیڈنشل (راز دارانہ) خط و کتابت کا ہونا مشکل ہو جاویگا +

ہنگامہ قاہرہ۔ ۱۰ شامی طالب علم جو پچھلے فساد قاہرہ مین شریک تہی ملک بدر کئے گئے +

ہفتہ مذکور کی دیگر خبرین

جنگ سوڈان کے متعلق انگریزی گورنمنٹ کو ایک اور مشکل درپیش آرہی ہے تمام انگریزی گورہ فوج کی لسٹ طفورڈ رائفلون سے مسلح ہے۔ مگر اس کی گولی ایسی کم وزن اور بندوق کا زور اسقدر زیادہ ہی کہ گولی انسان کی ہڈی توڑنے کی بجائے اس مین سے صاف وار پار نکلجاتی ہے اور گوشت مین بھی بدرجہ اولی ایسی صفائی سی گذر جاتی ہے کہ وحشیون کو شاید جنگ کے جوش مین یہ محسوس بہی نہ ہو کہ گولی جسم سی پار ہو گئی ہے۔ سوڈانیون کی پہرتی و چالاکی اور جوش کی یہ کیفیت ہے، کہ باوجودیکہ پچھلے جنگ مین انگریزی فوج سنہری مارٹنی بندوق سی مسلح تہی جسکی گولی بہت ہی بڑی اور ہڈی اور گوشت کو چکنا چور کر دیتی ہے۔ مگر اسکی گولیان کہا کر ہی وہ انگریزی فوج مین گہس آتے اور دست بدست لڑائی شروع کر دیتے تہے۔ اسلئے ہندوستانی اور مصری فوج کو اب بہی سنہری مارٹنی بندوقین ہی دیگئی ہین۔ مگر گورہ فوج کے پاس لی مسٹ فورڈ بندوقین ہین جن کے بدلانے کیواسطے کچھہ وقفہ چاہئے۔ لیکن ادہر لڑائی کا پیش خیمہ پوری طرح سے نصب ہو چکا۔

مسئلہ مصر کے متعلق پھر ہفتہ مانسیو ڈیلونکل ایک مشہور فرانسیسی مدبر نے لنڈن کے نامی گرامی ماہواری رسالہ نیشنل ریویو میں ایک زبردست آرٹیکل لکھکر ثابت کر دیا ہے کہ مصر کی مالی حالت کو درست کرنے پر انگریزی مدبرین جو سقدر فخر و ناز کر رہے ہین۔ وہ بالکل غلط ہے۔ یہ نتیجہ ہے اس قرار داد اور انتظام کا جو مصر کی مالی اصلاح کے لئے ڈوول یورپ نے ملکر ۱۸۸۰ء مین کیا تہا۔ اور برعکس اسکے انگریز مصر کے روپیہ کو برباد کرتے اور اسکی آمدنی سے خرچ کو بڑہا دینے کے پیچہے پڑے ہوے ہین انگریزی اخبارات مانسیو موصوف کے ان اعتراضات کو تسلیم نہین کرتے۔ اور انکی تردید مین پر زور آرٹیکل لکہہ رہے ہین۔ ان اعتراضات کے بعد صاحب موصوف گورنمنٹ انگلشیہ پر یہ الزام لگاتے ہین کہ پولٹیکل راستبازی اور قوانین متمدنہ کی صریح خلاف ورزی کرکے اسنے مصر پر قبضہ تو خیر کر ہی لیا تہا۔ مگر اب تک با وجود متواتر وعدوں کے اسے خالی کرنے کا بہی نام نہین لیتی۔ اس اعتراض کے جواب مین چند منصف مزاج انگریزی اخبارات پہلے تو انکو الزامی طور پر یہ سناتے ہین کہ فرانس بہی تو اسی طرح ٹیونس۔ مدغاسکر اور جنتابون (واقعہ سیام) پر قابض ہوا ہے۔ مگر آخر مین اسبات کو تسلیم کرتے ہین کہ نہ

یہ ایک چور شخص دوسرے کو بہی چور ہونے سے خود بری نہین ہو سکتا۔ فرانس نے اگر غصب کیا ہے تو اس سے یہ لازم نہین آتا کہ انگلستان کے غصب کو غصب نہ کہا جائے۔ انگلستان وادی نیل پر مسلسل قبضہ رکہے چلے آنے کی نسبت جو وجوہات آجتک پیش کرتا رہا ہے وہ کم و بیش حیلہ سازی و ابلہ فریبی سے خالی نہین اور انگلستان کا ہر ایک حکمران فریق یکے بعد دیگرے محض اسی اندیشہ سے مصر پر قبضہ جمائے رہا ہے کہ اسکی خالی کر دینے سے نہ صرف اسی کو بلکہ انگلستان کی اغراض کو نقصان پہنچے گا۔ یہ کسی ایک آدھ خبطی اور مٹری کی رائے ہوگی کہ انگلستان محض مصر کے فوائد کی نگہداشت کے لئے پہر قابض ہے۔ ایم ڈیلونکل بالکل سچ کہتے ہین کہ انگلستان نے کئی دفعہ اسکے خالی کر دینے کا وعدہ کیا۔ اور پہر اسکی ایفا سے گریز کرگیا جو وضع انگلستان نے اسوقت مصر کے متعلق اختیار کر رکہی ہے وہ اس فرانسیسی مدبر ہی کو نہین بلکہ سر ایلفرڈ ملر جیسے منصف مزاج انگریزون کو بہی سخت بری اور ناگوار معلوم ہوتی ہے۔ اگر انگلستان کا ارادہ مصر پر باستقلال ہمیشہ کے لئے قابض رہنے کا ہے تو اسے یہ بات کہلم کہلا کہدینی چاہئے۔ اور پہر جو مشکلات پیدا ہون انکا مردانہ وار مقابلہ کرنا چاہئے۔ اور اگر اسکا ایسا ارادہ نہین ہے تو ہم ڈہنڈ ہولہ ایک احمقانہ وہم سے زیادہ وقعت نہین رکہتی۔ اور صریح حماقت ہے۔ اپنا عندیہ صاف صاف ظاہر کر دینے سے انگریزی صیغہ خارجیہ کو ہمیشہ کے رنجدہ خرخشون سے نجات ملجائیگی۔ اور انگریزی مدبرین اپنی توجہ کو ان ضروری مسائل کی طرف پوری طرح سے مجتمع کر سکینگے جو سلطنت کے دیگر حصص مین انکی توجہ کے محتاج ہیں"! ناظرین یہ انگریزوں کے کسی مخالف یا غیر موافق اخبار کی رائے نہین ہے۔ بلکہ ایک ٹہیٹہ انگلو انڈین کی رائے ہے مگر دیکہئے گورنمنٹ انگلشیہ کب اس قسم کی نیک صلاح و مشورت پر غور کرنیکی طرف مائل ہوتی ہے +

ہفتہ مختتمہ ۱۵ جون ۱۸۹۶ء کی تار کی خبرین وغیرہ

تار کی خبرین معہ مختصر حواشی

لنڈن ۷ جون (مہم سوڈان درویشون کو شکست) مصری فوج نے عکاشیہ سے کوچ کرکے ساری رات سفر کرنے کے بعد آج صبح درویشون پر بمقام فرکہ حملہ کیا۔ اور انکو بالکل منتشر کردیا۔ غنیم کا بہت اور مصریون کا خفیف سا نقصان ہوا +

سردار کچنر نے آج کی رات کی جنگ مین مصری فوج کی بذات خود کمان کی تہی۔ دشمن کی خیمہ گاہون۔ اونٹ گہوڑون اور تمام ذخائر پر قبضہ کرلیا گیا۔ کوئی انگریز افسر یا سپاہی قتل نہین ہوا +

بیان کیا جاتا ہے کہ شاہ مینی لیک والی حبش نے خلیفہ کو مصریون کے برخلاف مدد دینے کے لیئے لکہا ہے

قاهره ۸ جون۔ (مہم سوڈان۔ عدالت مختلطہ کا فیصلہ) مصر کی عدالت مختلطہ نے فیصلہ دیا ہے کہ مہم نیل کیلیئے ریزرو فنڈ مین سے ناجائز طور پر روپیہ خرچ کیا گیا ہے۔ اور حکم دیا ہے کہ گورنمنٹ مصر کل خرچ شدہ روپیہ معہ پانچ فیصدی سود کے واپس کرے۔ مصری گورنمنٹ اور برٹش۔ جرمن آسٹرین۔ اور اطالین کمشنرون نے اس فیصلہ کے برخلاف اپیل دائر کردیا ہے +

سواکم ۸ جون۔ جہاز لواڈا بمبئی سے یہان پہنچگیا ہے طوفانون کی وجہ سے اُسے یہان پہنچنے مین دیر لگی ان طوفانون مین چند مویشی بہی ضائع ہوئے +

عکاشیہ ۸ جون۔ درویشون کو بمقام فرکہ جو کل شکست ملی ہے وہ نہایت ہی مکمل تہی۔ انکے ایک ہزار آدمی قتل ہوئے جن مین امیر حمودہ اور بہت سے نامور سردار شامل تہے اور کئی سو آدمی گرفتار کر لیئے گئے۔ درویش بڑے مضبوط مقام مین مقیم تہے۔ مگر حملہ ایسا سوچ سمجہکر اور ایسی تندی سے کیا گیا کہ وہ بوکہلا گئے۔ مصری اور سوڈانی پلٹنون نے کمال داد مردانگی دی اور انکے فقط بیس مقتول اور اسی مجروح ہوئے +

لنڈن ۹ جون۔ (بغاوت کریٹ) یونانی ذرائع سے کریٹ سے جو خبرین موصول ہورہی ہین اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ ترک اب تک عیسائیون کو لوٹ رہے اور اُنکے مکانات جلا رہے ہین اتہنز مین مسئلہ کریٹ پر بڑی تشویش پہیلی ہوئی ہے +

مسٹر کرزن نے شب گذشتہ ہوس آف کامنز مین متعدد سوالات کے جوابمین بیان کیا کہ انگریزی گورنمنٹ با بعا لی

پر زور ڈال رہی ہے۔ کہ دسمبر گذشتہ سے جزیرہ کریٹ مین جو بدامنی پھیل رہی ہے اُسے دور کرے۔ اور بیان کیا کہ انگریزی قنصل متعینہ کینیا کو ہدایت کی گئی ہے۔ کہ دوسرے قونسلون کے ساتھہ ملکر جو وہان مقیم ہین کارروائی کرے اور ترکون اور باغیون کے درمیان جو خط وکتابت ہو رہی ہے اُس مین مداخلت کرکے باہمی تصفیہ کرا دے +

لنڈن۔ ۹ جون (جنگ نیل۔ کامیاب پیشقدمی قبضہ سوار دا) فوج سواران کے افسر برن مراک نے دراویش کے کیمپ تصرف کرنے اور بہت سے دشمنون کو ہلاک کرنیکے بعد سوار دا پر قبضہ کر لیا ہے۔ فوج پیدل سوار دا پر متصرف ہونیکے لئے آگے بڑھ رہی ہے۔ اِس کامیابی نے سوار دا سے بجانب شمال تمام نیل پر مصری اقتدار قائم کر دیا ہے +

لنڈن۔ ۱۰ جون (مہم سوڈان کا خرچہ) ہوس آف کامنز مین سر میکائیل ہکس بیچ صاحب وزیر خزانہ نے شب گذشتہ بیان کیا کہ گورنمنٹ غور کر رہی ہے۔ کہ آیا پارلیمنٹ کے پاس مصری گورنمنٹ کی امداد کرنیکی درخواست کی جاوے (امداد سے مراد مالی امداد ہے۔ کیونکہ کل خرچ پارلیمنٹ کی منظوری سے ہوتے ہین پس مہم سوڈان کے متعلق اگر گورنمنٹ کوئی خرچ خزانہ انگلستان سے کرکے مصر کو اُس سے سبکدوش کرنا چاہے۔ تو جبتک اس خرچ کی منظوری پارلیمنٹ نہ دے۔ گورنمنٹ اُسے نہین کر سکتی۔ ایڈیٹر) +

وزیر صاحب نے یہ ارشاد کیا۔ کہ مجھہ کو پوری امید ہے کہ مصری عدالت کا فیصلہ عدالت اپیل مین منسوخ ہو جائے گا +

لنڈن۔ ۱۳ جون (مہم نیل۔ گورنمنٹ کی پالیسی) دار الامراء مین شب گذشتہ لارڈ سالسبری۔ نے بجواب سوال بیان کیا۔ کہ سردست مہم نیل کا مدعا ڈنگولہ پر قابض ہونا ہے گورنمنٹ یہ وعدہ نہین کر سکتی کہ اِس برس یا آئندہ برس ڈنگولہ سے آگے پیشقدمی کی جاویگی۔ البتہ اِس مین کلام نہین کہ جب تک مصری جھنڈا خرطوم پر نہ لہلہائیگا۔ تب تک مصر کو محفوظ نہین سمجھا جائیگا۔ سردار کچنر ڈنگولہ تک بلا روک ٹوک جا سکتے ہین۔ ہمارہ مین کوئی مزاحمت نہین ہے۔ مگر اُنکو ہدایت کی گئی ہے۔ کہ ابھی ہم سے آگے پیش قدمی نہ کرین۔ آخر مین لارڈ موصوف نے مصری فوجون کی بڑی تعریف کی کہ پچھلی لڑائیون مین انہون نے پوری پوری داد مردانگی دی ہے +

ہفتہ مذکور کی دیگر خبرین

دریائے نیل مین طغیانی آنے پر پہلی و دوسری آبشار کے درمیان دو نئے بہت ہی مضبوط اگن بوٹ دریائے مذکور مین چھوڑ دئیے جا دینگے۔ اونپر ایک ایک توپ ۱۲۔ پونڈ کی دو دو ۶ پونڈ کی اور دو دو میکسم ہونگی۔ خلیفہ کے پاس پندرہ سٹیمر (دخانی جہاز) موجود ہین۔ جو دریائے نیل کے اُسقدر حصہ مین جو خلیفہ کے علاقہ حکومت سے گذرتا ہے گشت کرتے رہتے ہین۔ اور اُنکے انجنون پر مصری انجنیر مامور ہین۔ یقین غالب ہے کہ موجودہ جنگ سوڈان مین متخاصمین مین بحری لڑائی ہی ہوگی۔ جو دنیا کے اِس حصہ مین پہلی بحری جنگ ہوگی +

اعلیٰ حضرت سلطان المعظم نے ہز ہائینس خلیل رفعت پاشا وزیر اعظم کو طبقہ فتخار کا مرصع تمغہ عطا فرمایا ہے سرکاری گزٹ مین اعلیحضرت کی طرف سے وزیر موصوف کی اعلیٰ خدمات اور مخلصانہ جان نثاری کا بہت اعتراف کیا گیا ہے +

اعلیٰ حضرت سلطان المعظم نے عید قربان سے کچھ دن پہلے تمام پنشن خوارون اور ملازمون مین اپریل کی تنخواہ تقسیم کئے جانیکا حکم صادر فرمایا۔ اس خبر سے گو اسقدر معلوم ہوتا ہے کہ تنخواہ کی تقسیم مین بیس پچیس دن یا غائت درجہ ایک ماہ کا وقفہ ہو جاتا ہے۔ مگر ساتھہ ہی مخالفین کے اس الزام کی پوری پوری تردید ہوتی ہے کہ ملازمین کی کئی مہینون کی تنخواہین چڑھی ہوئی ہین +

ولایت کے اخبار لینسٹ کا نامہ نگار مصر سے لکھتا ہے۔ کہ مصری فوج حملہ آور کے زخمیون اور بیمارون کے لئے طبی انتظام بہت معقولیت کے ساتھہ کیا گیا ہے۔ وادی حلفہ مین ایک بہت بڑا ہسپتال بنایا گیا ہے۔ اور اسکی جنوب مین مندرجہ ذیل مقامات۔ جنائی۔ سروس۔ صمنہ۔ چاہات موگرات۔ وادی اتراہ۔ امبی گول۔ چاہات امبی گول۔ ہنگور اور عکاشیہ مین اور وادی حلفہ کے شمال مین اسوان اور کراسکو مین ہسپتال تیار کئے گئے ہین۔ طبی محکمہ مین کل ۳۵۰ آدمی ہین جن مین آٹھہ یورپین افسر ہین اور ۵۵ مصری ڈاکٹر۔ ان مصری ڈاکٹرون کو صیغہ مین داخل ہوتے ہی ۱۲ پونڈ ماہوار تنخواہ ملتی ہے۔ اور یہ تنخواہ رفتہ رفتہ ۳۵ پونڈ ماہوار تک بڑھجاتی ہے۔ محکمانہ انتظامات کی تشریح و توضیح کرنے کے بعد نامہ نگار مذکور انگریزی افسرون کی بڑی تعریف کرتا ہے کہ یہ انہی کی لیاقت اور حسن انتظام کی وجہ ہے کہ آج پندرہ ہزار فوج بڑی آسانی سے بغیر کسی حادثہ کے وادی حلفہ اور عکاشیہ کے درمیان جمع ہو گئی ہے۔ مگر ساتھہ ہی باربرداری کے لئے مویشی بہم نہ پہنچنے کی سخت شکایت کرتا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ مویشیون کی اسقدر قلت ہو گئی ہے کہ اب یہان کوئی دستیاب ہی نہین ہو سکتا۔ اور فوج کے آدمیون اور گھوڑون کو رسد و چارہ نہ ملنے سے سخت تکلیف پہنچ رہی ہے۔ نامہ نگار کی اس آخری شکایت نے انگریزی افسرون کی تمام تعریفون پر نہ صرف ایک سرے سے پانی پھیر دیا ہے بلکہ ایک طرح سے انکی نالیاقتی کو ثابت کر دیا ہے۔ جو افسر فوج کے آدمیون اور حیوانون کے لئے رسد کا معقول انتظام کئے بغیر فوجکو ہو کا مروانے کے لئے آگے بھیجین۔ انکو کوئی نادان بھی لائق اور قابل اعتبار نہین کہہ سکتا +

ولایت کے اخبارات تحریک کے عیسائیون کی شورش شروع ہوتے دیکھکر مظالم آرمینیا کا پھر پرانا راگ الاپنا شروع کر دیا ہے۔ ریوٹر صاحب کا خاص نامہ نگار قسطنطنیہ سے اپنے مالک کو ایک لمبی چوڑی چھٹی لکھکر اب چھہ مہینون کے بعد اور فا کے آرمینیون کا سوگ نئے سرے سے مناتا ہے + وہ لکھتا ہے کہ ۲۸ و ۲۹ دسمبر کو جس بیدردی اور بیرحمی سے بمقام اور فا عیسائیون کا عام کشت و خون ہوا۔ اسکے مقابلہ مین مظالم ساسون کی کوئی حقیقت باقی نہین رہجاتی۔ ۱۸۰۰ نوجوان ارمنی بکرون کیطرح ذبح کئے گئے۔ اڑہائی تین ہزار زن و مرد گرجا مین تندہ آ

گئے اور ۲۴ ہزار ارمنی باشندگان اور فاہین سے دو دن کے عرصہ مین ۸ ہزار قتل و ہلاک کئے گئے۔

یہ پرانی ایجی ٹیشن صرف اخبارات ہی نے پہر شروع نہین کی بلکہ پادریون کے گروہ مین بہی پہر جنبش پیدا ہوگئی ہے۔ شہزادہ ہنری بٹینبرگ کی وفات پر ہمدردی ظاہر کرنے کیلئے سلطنت کے گروہ پادریان کی طرف سے آرچ بشپ دہقعت عظم آف کنٹربری اور لنڈن کے بشپ صاحب نے ملکہ معظمہ کی خدمت مین ایک ایڈریس پیش کیا اور اس مین ساتھہ ہی عیسائیان آرمینیا کی فرضی مظلومیت کا بہت سا رونا رو کر ملکہ معظمہ کو انکی حالت زار پر متوجہ کیا گیا۔ جس کے جواب مین حضور ممدوحہ نے ارشاد فرمایا کہ مسئلہ آرمینیا پر گورنمنٹ نہایت غور و فکر کر رہی ہے +

اخبارات کی تحریرات۔ پادریونکی سرگرمی در ملکہ معظمہ کے اس جواب سے مترشح ہوتا ہے کہ انگریزی گورنمنٹ اپنی وزیر اعظم لارڈ سالسبری کی پچہلی تقریرون کو فراموش کرکے مسئلہ آرمینیا کے متعلق عنقریب پہر کوئی تازہ کارروائی کرنیوالی ہے۔ جسکی نیک و بد کو اسنے بہرحال بخوبی سوچ سمجہہ لیا ہوگا +

انگلو انڈین اخبارات بہی انیسوین صدی کے دیگر عجائبات سے کچہہ کم نہین۔ ایک نک بخت بغادت کریٹ پر خامہ فرسائی کرتے ہوئے لکہتا ہے کہ ۲۰ دسمبر گذشتہ کے آخری دنون سے قسطنطنیہ سے فوجین بہیجی جا رہی ہین۔ مگر سر فلپ کری سفیر انگلستان متعینہ دربار قسطنطنیہ کو اطمینان دلایا گیا تہا۔ کہ یہ فوجین جبتک باغیون نے اسپر حملہ نہ کیا بالکل کوئی کارروائی نہین کرینگی۔ لیکن ۲ جنوری کو جزیرہ مذکور مین ان تازہ فوجون سے مسئلہ کو تحریک ہونیکی موصول ہونے اور مسیحیوں کے عیسائی معززین کے ساتھہ برابر تاؤ کئے جانے نے ظاہر کردیا کہ یہ صرف ترکی گورنمنٹ کا ایک حیلہ اور بہانہ تہا +

اخبار مذکور کا یہ بیان جس وقعت کی نظر سے دیکہے جانیکے قابل ہے وہ ظاہر ہے۔ اسطرح سے تو گویا سر فلپ کری سفیر نہ ہوا ٹرکی کا حاکم اعلی ٹہیرا۔ اور سلطان المعظم اصل فرمانروائے ملک نہ ہوئے انگریز ونکے تابعدار ٹہیرے۔ کہ اپنے ہی مقبوضہ مین فوجین بہیجنے کے لئے انکو ایسے مذموم اور کریہہ حیلے بہانے کرنے پڑتے ہین۔ لیکن اگر یہ خبر واقعی درست ہے۔ تو اس بیرونی مداخلت اور خواہ مخواہ کی دست اندازی کا جسقدر جلد ممکن ہو دفعیہ کرنا چاہئے۔ ورنہ سلطنت عثمانیہ ایک آزاد اور خود مختار سلطنت شمار کئے جانیکے ہرگز لائق اور قابل متصور نہین ہوگی اور دنیا اسلام مین اسکی ذرہ بہر بہی وقعت باقی نہین رہیگی۔ باقی تمام سلطنتین اپنے اپنے مقبوضات کو ہمیشہ فوجین روانہ کرتی رہتی ہین کیا آجتک کسی دوسری سلطنت کے سفیر کو عترض کرنیکی جرأت ہوئی۔ یا فوج روانہ کرنیوالی سلطنت کو ایسا حیلہ کرنے کی ضرورت پیش آئی ہے اگر نہین تو کیا اکیلے ٹرکی ہی کی قسمت مین یہ خفیتین برداشت کرنا مقدر ہوچکا ہے۔ ٹرکی جب تک دول اجنبیہ کی مداخلت کو نہ روکے گی تب تک اسکا پنپنا امر محال بلکہ ناممکن ہے اور اگر یہ سینہ زوری کی مداخلت کا وہ کوئی تدارک نہین کرسکتی تو ایسی بیعزتی کے جینے سے مرجانا ہزار درجہ اچہا ہے +

مہم سوڈان کے متعلق ناظرین کو تار برقیات کے کالم کے مطالعہ سے معلوم ہوجائیگا۔ کہ ریوٹر صاحب نے ہر تون سے لیکر

۹ جون تک کی خبرون مین مصری فوج کے درویشون کو بمقامات فرکہ و سواردا شکست دینے اور اُن مقامات پر قابض ہو جانے کی خبر تمام دنیا مین بڑی کروفر سے مشتہر کی ہے اور ساتھہ ہی یہ بہی لکھا ہے کہ درویشون کے اکیہتر سپاہی اور کئی افسر قتل و مجروح ہوئے۔ اور انکا بہت سا مال و متاع اور مویشی فاتحان کے قبضہ مین آئے۔ اور مصری فوج کے ۱۰ قتل و ۸۰ مجروح ہوئے۔ مگر اس خبر کی صداقت پر اعتبار کرنیسے ہم کو مندرجہ ذیل امور مانع ہوتے ہین:۔

(۱) سٹینڈرڈ کا خاص نامہ نگار ۵ امئی کو منجملہ دیگر واقعات اپنے اخبار کو قاہرہ سے یہ تار دیتا ہے کہ "یہان بہ عام خیال ہے کہ سردار کچنر پاشا اُس یورش کے جواب مین جو درویشون نے عکاشیہ پر کی تہی بہت جلد بمقام فرکہ پر ویسی ہی بالمقابل نمایشی یورش کرنیکا ارادہ رکہتے ہین مگر میرے نزدیک اس خیال کی کوئی چندان بڑی بنیاد موجود نہین ہے۔ اور جبتک دریا مین طغیانی نہ آجائے غالباً پیشقدمی نہین کیجاویگی"

(۲) رویٹر کا نامہ نگار ۷ امئی کو عکاشیہ سے انگلستان کو تار دیتا ہے۔ کہ "دو سوڈانی ایک مرد اور ایک عورت درویشون کے کیمپ سے بہاگ کر مصری کیمپ مین آج صبح پہنچے ہین۔ کل ہی ایک عورت آئی تہی انکے بیانات اس اطلاع کے بالکل مطابق ہین جو محکمہ خبر رسانی کو درویشون کے متعلق ملی تہی کہ بمقام فرکہ اُن کی حالت رسد کی قلت کی وجہ سے بہت نازک ہے۔ اور وہ بڑی مصیبتین جہیل رہے ہین۔ الخ"

(۳) سٹینڈرڈ کے خاص نامہ نگار نے ۱۸ امئی کو قاہرہ سے تار دیا کہ "ابہی یہ خبر موصول ہوئی ہے کہ آج صبح ایک فوج سواران دشمن کی جمعیت وغیرہ کا پتہ لینے کیلئے عکاشیہ سے روانہ ہو کر فرکہ تک گئی۔ یہ سرحدی چوکی جس پر درویش ابتک قابض تہے بالکل خالی پڑی ہوئی پائی گئی۔ درویش اسے قطعاً چہوڑ چہاڑ کر چلے گئے ہین۔ اس خبر کے ملنے کا غالباً یہ نتیجہ ہو گا کہ عنقریب اُس چوکی پر قبضہ کر لیا جاویگا"۔

پہلی خبر سے فرکہ پر پیشقدمی کرنیکا ارادہ پایا جاتا ہے۔ مگر اس سے ساتھہ ہی یہ بہی مترشح ہوتا ہے کہ چونکہ درویشون کے مقابلہ کرنیکا پورا پورا احتمال ہے۔ اسلئے دریا مین طغیانی آنے سے پہلے دشمن کے مقابلہ مین پیش قدمی کرنا غیر اغلب ہے اور یہ ظاہر ہے کہ دریا مین ابہی تک طغیانی نہین آئی اسلئے اگر عکاشیہ سے آگے پیشقدمی ہوئی ہو گی۔ تو یہ تحقیق کر لیا ہو گا کہ دشمن راستہ مین موجود نہین ہے۔ کیونکہ عکاشیہ کی مضبوط قلعہ بندی ثابت کر رہی ہے کہ مصری فوج کو دشمن کے ملک مین بڑہنا تو بجائے خود رہا۔ سب سے پہلے خود اپنی چوکی کو انکے حملون سے محفوظ کر لینے کا فکر لاحق ہو رہا تہا۔

دوسری خبر سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ فرکہ کی درویش فوج فاقہ کشی اور بہوک سے سخت لاچار تہی۔ مگر فتح کی خبرین بتاتی ہین۔ کہ فاتحان کو بمقام فرکہ بہت سے مویشی سامان رسد اور خزانہ دستیاب ہوا۔ اگر خزانہ اور سامان رسد وغیرہ موجود تہا۔ تو وہ بہوکے کیسے مر رہے تہے۔ بہر حال دونون مین سے ایک غلط ہے۔ تیسری خبر فتح کی خبر کو کم از کم نہایت ہی مبالغہ آمیز ثابت کر رہی ہے۔ وہ صاف کہہ رہی ہے کہ مقام مذکور کے خالی پڑے ہوئے ہونے کی خبر ملنے کا نتیجہ یہ ہو گا کہ اب

کہ اب اسمقام پر عنقریب قبضہ کرلیا جاویگا۔ پس قیاس یہی چاہتا ہے کہ مصری فوج نے اس مقام پر قابض ہونے کے لئے پیش قدمی کی اور اسکو خالی پاکر بلا مقابلہ قبضہ کرلیا۔ یعنی فتح کی خبر قابض ہوجانیکی حدتک تو ٹہیک ہے۔ مگر لڑائی ہونے اور غنیم کا بہ تعداد کثیر مارے جانے کا جو رپوٹر صاحب کے نامہ نگار نے شوشہ چہوڑا ہے وہ انکی من گھڑت کہانی ہے +

اس مین تو کسی کو کلام نہین کہ باہر کی دنیا کو ٹہیک طور پر ہرگز معلوم نہین ہوسکتا کہ سوقت سوڈان مین کیا ہورہا ہے اس لئے کوئی بہی دعوے سے نہین کہہ سکتا کہ یہ خبر غلط ہے یا صحیح۔ البتہ قیاس ہی قیاس ہے۔ ہمنے ناظرین کو تصویر کے دونون رخ دکہا دئے ہین۔ وہ رائے خود قائم کرلین۔ ہان اس قدر اور عرض کردینا ضروری سمجھتے ہین کہ لنڈن کے اخبار ٹائمز نے پچہلے دنون وہان کی سنٹرل نیوز ایجنسی (خبرین بہم پہنچانے کی کمپنی) پر جو دعوی کیا تہا۔ اس مین مدعا علیہ فریق نے جوابدعوی مین اپنی بریت کے لئے یہ عذر بہی کیا تہا کہ یہ عام دستور ہے کہ میدان جنگ سے جو خبرین موصول ہوتی ہین۔ انپر اپنی طرف سے حاشئے لگاکر اور ان کو خوب بڑہا چڑہا کر اخبارون مین بغرض اشاعت روانہ کیا جاتا ہے۔ پس جہان خبرون کو مبالغہ آمیز عبارات مین شایع کرنیکا عام رواج ہو۔ وہان کی خبرین جس وقعت کی نگاہ سے دیکہی جانی چاہئین اسکے بیان کرنیکی ضرورت نہین ہے +

ہفتہ مختتمہ ۲۲ جون ۱۸۹۶ء کی تار کی خبرین وغیرہ

تار کی خبرین معہ مختصر حواشی

لنڈن ۱۳ جون۔ (بغاوت کریٹ) کریٹ سے خبرین موصول ہوئی ہین کہ مختلف مقامات پر لڑائیان ہوچکی ہین مگر انکے نتائج معلوم نہین ہوئے +

لنڈن ۱۵ جون۔ مصر مین ہیضہ پہیل رہا ہے اور اب اسوان تک پہنچگیا ہے +

لنڈن ۱۶ جون۔ (مہم نیل کا خرچہ) مسٹر کرزن نے بجواب سوال دار العوام مین بیان کیا کہ میرے خیالمین مہم نیل کا خرچ ابہی کچہہ اور عرصہ تک ۲½ لاکہہ پونڈ کی رقم تک نہین پہنچیگا (مگر مسٹر ولفرڈ بلنٹ نے لنڈن کے مشہور ماہواری رسالہ نائینٹینتہہ سنیچری (انیسوین صدی) مین ۱۵ اپریل کو مصر کے متعلق ایک مضمون شائع کرکے اس مین لکہا ہے کہ ریزرو فنڈ مصر کے مین سے ۲½ لاکہہ پونڈ لئے گئے تہے۔ وہ کلہم خرچ بہی ہوگئے ہین اور یہی کہا جاتا ہے کہ اصلی پیشقدمی ستمبر سے پہلے ظہور مین نہین آئے گی۔ نائب وزیر صیغہ خارجیہ اب پورے

دو مہینون کے بعد اس کی تردید کرتے ہین اور بیان فرماتے ہین کہ وہ رقم ابھی ساری خرچ نہین ہوئی - راوی دونون معتبر ہین کسے سچا کہا جائے اور جہوٹا کسے ؟

ہفتہ مذکور کی دیگر خبرین

بغاوت کریٹ کی نسبت لنڈن کا مشہور روزانہ اخبار پال مال گزٹ لکھتا ہے کہ کریٹ مین ہمیشہ عیسائی ہی ابتدا کرتے ہین اور جہان کہین مسلمانون کی آبادی کم ہوتی ہے - وہان وہ مسلمانون کو قتل کرنا اور لوٹنا شروع کردیتے ہین - پس اگر گورنمنٹ اپنی ہم مذہب رعایا کو ان ظالمون کی دستبرد سے بچانے کیلئے ان ناہنجارون کی قرار واقعی گوشمالی کرے تو اسے برا نہین کہا جا سکتا +

بمبئی کے اخبار ٹائمز آف انڈیا کا نامہ نگار سواکم سے لکھتا ہے - کہ جہاز وارن ہسٹنگز جنرل ایجرٹن انکے سٹاف اور ۲۶ وین پنجاب انفنٹری کو لیکر ۳ ماہ گذشتہ کو یہان پہنچا - اور جرنیل صاحب انکا سٹاف اور پنجاب انفنٹری کی ایک کمپنی بخیریت جہاز سے خشکی پر اتری اور دوپہر کے وقت باقی فوجکو لیکر جہاز مذکور بندر ٹرنکی تات کو جو سواکم سے بجانب جنوب ۵۰ میل کے فاصلہ پر ہے روانہ ہوگیا - جہان وہ پانچ بجے شام کو جا پہنچا - اور اسیوقت فوج اتارنی شروع کی - یہ کام رات بہر جاری رہا - اور دوسرے دن دوپہر کو ختم ہوا - آدمی - گہوڑے - خچرین - بڑے اہتمام سے اتارے گئے - اور کوئی حادثہ نہ ہونے پایا - رجمنٹ اسی دن شام کو ٹوکر کو جو بندر سے ۱۸ میل کے فاصلہ پر لور دون ملک مین واقع ہے - روانہ ہوگئی تمام سپاہی خوش اور تندرست ہین - وہ ٹوکر جانے پر نہایت خوش ہین - کیونکہ درویش اگر سواکم پر حملہ کرینگے تو وہ ٹوکر ہی کے رستہ سے گذرینگے - وہان سے ایک سو اونٹ مصری فوج کا اسباب لیکر بندر ٹرنکی تات کو آئے ہوئے تہے - اب وہ ۲۶ وین رجمنٹ کا اسباب لیکر واپس جائینگے درویشونکا کوئی نام و نشان معلوم نہین ہوتا - سواکم سے ۱۶ میل کے فاصلہ پر ڈیڑھ مہینہ ہوا جب کہ انکے ساتھ معرکہ آرائی ہوئی تہی - اسکے بعد انکو کہین نہین دیکہا گیا - اسوقت کمی رسد کے باعث انکی حالت بہت خراب تہی - اور انکے اونٹ اور گہوڑے سینکڑون کی تعداد مین مر رہے تہے - سواکم سے ٹوکر تک قیدیون کی معرفت ریلوے بنوائی جا رہی ہے - مگر پٹری بچہانے سے پہلے سٹیشنون کی تعمیر کا کام شروع کیا گیا ہے - جہاز وارن ہسٹنگز چہ جون کو سواکم سے بمبئی لینسر فوج سواران - گودام اور کئی سو ٹن پانی لیکر ٹرنکی تات کو جائیگا - ٹوکر کا پانی بہت ناقص ہے - اسلئے سواکم سے بہیجا جایا کریگا - ٹرنکی تات سے اسے اونٹون پر ٹوکر پہنچایا جاویگا - عام خیال ہے کہ عثمان دغنہ کی دس ہزار فوج لیکر بربر سے چلی آتی کی افواہ درست ہے - ٹوکر سے جو مصری فوج واپس آئی ہے وہ اچھی وضعدار فوج ہے - سواکم مین نرخ اجناس بہت چڑھ گیا ہے +

سواکم کے چند عرب شیوخ کی نسبت یہ شبہ پیدا ہوا ہے کہ وہ درویشون سے خفیہ خط و کتابت کرتے ہین ایک معزز عرب شیخ علی لاب کو انگریزی حکام نے پانچ سال قید کی سزا دی ہے - اس سے تمام عرب برافروختہ ہو رہے ہین اور

انکے شیوخ نے اپنے امیر غو بلور کو طلب کیا ہے کہ بمقام اسو نزابہ مجلس شیخان مین شامل ہو تاکہ اِن زیادتی کا کوئی تدارک کیا جائے ✦

مصر سوڈان کی خبر ونکی نسبت اب یہ پختہ طور پر ثابت ہوگیا ہے کہ اگر وہ سرتاپا غلط نہین کم از کم بعید مبالغہ سی ضرور مملو اور زیادہ تر جہوٹی روایات پر مبنی ہوتی ہین۔ آجتک فتوحات کے متعلق جسقدر تارین موصول ہوئی ہین انکی نسبت ہم ساتھ ساتھ تحریر کرتے رہی ہین۔ کہ اُسکی صداقت مین فلان امر شتباہ پیدا کرتا یا فلان معاملہ اس کی تردید کرتا ہے چنانچہ یکم جون کے پرچہ مین بمقام عکاشیہ درویشونکی شکست یابی اور درویشونکی فتحمندی کی خبر کو درج کرنیکے بعد آخر مین لکھدیا تہا کہ گو ریوٹر صاحب اُور انگریزی اخبارات اِس فتح پر بڑی خوشیان منا رہی ہین۔ لیکن اگر واقعات حوالیہ پر بنظر عمق غور کیا جائے تو یہ خبر پایۂ صداقت سی بہت کچھہ گری ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ ہماری اِس قیاس کی تصدیق اب وے لائیٹ کا ایک اخبار ڈیلی میل کے خاص نامہ نگار کی تحریر سی پوری پوری طرحسے ہوگئی ہے جسکو ہم بجنسہٖ درج ذیل کرتے ہین:۔

"مین پہلے بذریعہ تار بتا چکا ہون اور اب بالتفصیل لکھتا ہون کہ میجر برن مرڈک کی ریرکمان مصری فوج سواران کے قابل تعریف فتح پانیکی جو ابتدائی خبر مشہور ہوئی تہی۔ وہ بالکل خلاف واقعہ ہے۔ برخلاف اسکے اصل بات یہ ہے کہ باوجود انگریزی افسرونکی زبردست کوششون اور بعید سر پٹخنے کے مصریون کے قدم آگے نہین پڑتے تہے اور جب ان کو آخر کار سرتوڑ گہوڑی دوڑا کر حملہ کرنیکا حکم دیا گیا۔ تو اسکی تعمیل یہ ہوئی کہ انہون نے نہائیت ہی سست رفتاری کی سے آگے بڑہنا شروع کیا۔ اگر درویشونکی جمعیت مضبوط ہوتی تو اسکا لازمی نتیجہ یہ نکلتا کہ ہماری پانچ چہہ بہادر انگریز افسر گرفتار یا طعمہ اجل ہو جاتے مصریون مین بہادری کا نام تک نہین ہے اور مین پہر باصرار کہتا ہون کہ مصری فوج کیساتہہ جو انگریز افسر بہیجے گئے ہین۔ انکو جان بوجہکر خطرہ مین ڈالا گیا ہے۔ مصری خود کبہی سوڈان کو نہین فتح کر سکتے۔ مین تسلیم کرتا ہون کہ اسکا فتح کرنا پولٹیکل وجوہات سی ضروری ہوگیا ہے۔ مگر یہ کام مصری فوج سی نہین ہوگا! اسکی لئی انگریزی فوجین درکار ہین اور جسقدر جلد انکو بہیجا جائے اسیقدر فائدہ مند ہے"

ہم نامہ نگار کی تحریر کے آخری حصہ پر کوئی بحث نہین کرنا چاہتے۔ سوڈان کے فتح کرنے پر انگلستان کو اگر ذاتی اغراض ملکی مجبور کرتے ہین۔ تو وہ بیشک اسی کہلے بندون فتح کرے۔ ہمارا مدعا اِس تحریر کے پیش کرنے سے سردست صرف خبرونکی صدق و کذب کے واضح کرنیکا تہا جو امید ہے کہ ناظرین کو اچہی طرحسے واضح ہوگیا ہوگا ✦

فرانس کے اخبارات کریٹ کے فساد کی نسبت تحریر کر رہی ہین کہ آرمینیا کی طرح اِس بغاوت کا بہی در اصل انگلستان ہی محرک ہے۔ اور اسکا دلی منشا یہ ہے کہ کسیطرح اِس جزیرہ کو بہی اپنے تصرف مین کرے۔ مگر اُسے ہوشیار رہنا چاہیئے کہ فرانس اور روس اسکو اِس مدعا مین ہرگز کامیاب نہین ہونے دینگی۔ اِس تحریر سے ریوٹر صاحب کی اس تار کی پوری تکذیب ہوتی ہے کہ روس نے بابعالی کو دہمکی دی ہے کہ اگر عیسائیون کا کشت و خون ہوا

تو ٹرکی کے حق مین اچھا نہین ہوگا۔ روس اسوقت ٹرکی سے کوئی اہم کام نکالنا چاہتا ہے اور اُس کی پالیسی ہرگز گوارا
نہین کرسکتی۔ کہ وہ چند مفسد عیسائیون کی طرفداری کر کے اعلیحضرت سلطان المعظم سے بگاڑ کر لیوے اس امر کا
سب سے بڑھکر یہ ثبوت ہے کہ وہ یونان جو ہمیشہ سے باغیان کریٹ اور مقدونیہ کا حامی بلکہ برانگیخت کرنیوالا رہا ہے۔
اسوقت بالکل خاموش ہی نہین بیٹھا ہوا بلکہ اپنی رعایا کے اُن جلسون کو جو مفسدان کریٹ کی حمایت مین منعقد ہوتے
ہین بڑی سختی سے سنسر کر رہا ہے۔ اور پولیس کو حکم دیا گیا ہے۔ کہ ایسی جلسون کو ہرگز منعقد نہ ہونے دے اور بشرط
ضرورت انپر گولہ باری کرنے سے دریغ نہ کرے۔ پس صاف ظاہر ہے کہ اگر روس اور فرانس نے یونان کو متنبہ نہ کردیا
ہوتا۔ تو وہ ایسی موقعہ پر ہرگز نچلا نہ بیٹھتا۔ یہی حالات دیکھکر لنڈن کے نیم سرکاری ٹائمز نے بھی اپنا رخ بدل دیا ہے
اور اسبارہ مین زیادہ تر عیسایان کریٹ ہی کو ملزم ٹھیرایا ہے اور صاف صاف لکھدیا ہے کہ کریٹ کے عیسائیون کی
سرشت ہی مین فتنہ و فساد پڑا ہوا ہے۔ وہ مسلمانون ہی کے ساتھ ہر وقت فتنہ و فساد نہین کرتے رہتے
بلکہ آپس مین بھی ان کی بڑی سخت دھڑہ بندی ہے۔ کنسرویٹو فریق لبرل کا دشمن جان ہے۔ اور لبرل
کنسرویٹو کا +

ٹائمز ایسے اخبار کے کالمون مین ایسی عبارت کا درج ہونا ہی ثابت کر رہا ہے کہ انگلستان اپنی بے بسی
سے بخوبی واقف ہے۔ وہ بوجوہات چند در چند ٹرکی کے لیئے مشکلات پیدا کرنا چاہتا ہے۔ مگر تنہا ہونے کی وجہ
سے اس کی کوئی پیش نہین چلتی۔ اخبار مذکور انگلستان کی کمزوری کا اس طرحسے بالکنایت اعتراف کرنے کے
بعد آخر مین اپنے دل کو اسبات سے خوش کر لیتا ہے۔ کہ بہرکیف اگر سلطان نے اس جزیرہ مین آرمینیا کی طرح
عیسائیون کو بیدریغ قتل کرنا شروع کیا تو آرمینیا کے برخلاف یہان ہمارے جہاز فی الفور پہنچکر مظلومون کی
دستگیری کرسکین گے +

مگر اُسے آگاہ رہنا چاہیئے کہ اب ان طفل تسلیون سے کام نہین نکلے گا۔ اول تو یہ کبھی ممکن نہین کہ اعلیحضرت
خواہ مخواہ اپنی عیسائی رعایا کو قتل کرائین اور اگر بامر مجبوری انکی قرار واقعی گوشمالی کرنا لابدی ہوا تو انگلستان کے مسلح
جہازات بھی توانکو قہر سلطانی سے محفوظ نہین رکھہ سکینگے انہی آرمینیون کے جور و ظلم سی جنکو ہماری نیم سرکاری انگریزی
اخبارات اور پادری صاحبان ابتک معصوم و مظلوم قرار دے رہی ہین تنگ آکر شام کے کل رومن کیتھولک عیسائیون
نے اپنی بشپ کی معرفت بابعالی مین درخواست دی ہے کہ ہم کو ان بدذاتون کی دست تطاول اور لوٹ مار سی
محفوظ کیا جائے۔ انہون نے پچھلے فساد مین جو ابھی فرو کردیا گیا ہے۔ ہمارے اکثر گھرون کو لوٹ لیا اور بہت سے
لوگون کو قتل کر دیا تہا۔ اور اب بھی در پردہ ہماری تخریب مین مصروف ہین اور حمایت سلطانی کے سوا اور کوئی چیز
ہم کو انسی محفوظ نہین کرسکتی پاپا یہ میموریل قسطنطنیہ کر فرقہ رومن کیتھولک کے بطریق اعظم نی پچھلے مہینہ مین رؤس الاشہاد

بابعالی کی خدمت مین پیش کیا ہے اور کل یورپ کو اس کی اطلاع ہوگئی ہے مگر نیک نیت ٹائمز نے اسکا بہی اسوجہسے ذکر نہین کیا کہ گروہ کرتا کس منہ سے۔ اسی ایک میموریل نے اسکی برسون کی محنت کو خاک مین ملا دیا ہے اور کل دنیا پر اسکی اور انگریز پادریون کی ہٹ دہرمی خلاف بیانی اور تعصب کو اچہی طرحسے واضح کر دیا ہے +

انگلستان مین چند بدخواہون نے مشہور کر دیا تہا۔ کہ اعلیحضرت سلطان المعظم کی طبیعت نصیب اعدا کچہہ ناساز ہے مگر ترکی سفیر متعینہ لنڈن نے باضابطہ طور پر اسکی تردید کر دی ہے اور ٹائمز بہی لکہتا ہے۔ کہ یہ خبر بالکل غلط ہے عید قربان کی موقعہ پر جب اعلیحضرت دوگانہ عید ادا کرنے کے لئے محل ہمایون سے باہر برآمد ہوئے تہے۔ تو انکا چہرہ حسب معمول با رونق اور ترو تازہ تہا +

مارننگ پوسٹ کا نامہ نگار ۲۳ مئی کو قسطنطنیہ سے لکہتا ہے کہ اعلیحضرت بروز شنبہ محل یلدز سرا سے مسجد سنان پاشا کو شاہانہ جلوس سے تشریف لے گئے اور وہان نماز دوگانہ عید الضحیٰ ادا کرنے کے بعد چہار اسپہ گاڑی مین محل دولمہ باغچہ رونق افروز ہوئے۔ گاڑی سے اتر کر اعلیحضرت نے سنہری چہری سے دو دنبون کو ذرا چہو دیا جو بعد مین ذبح کئے گئے۔ اور پہر کمرۂ ملاقات سے (جو دنیا مین سب سے بڑا ایوان ہے اور جسے سلطان **عبد العزیز** مرحوم نے تعمیر کرایا تہا) گذر کر تخت گاہ کے کمرہ کو تشریف لے گئے وہان تمام وزراء حال و سابق۔ اعیان مملکت اور سول اور ملٹری عہدہ داران ایوان کے تینون طرف (تخت کے مقابل اور دونون جانبون) دست بستہ کہڑے تہے۔ اعلیحضرت تخت زرین پر جلوہ افروز ہوئے۔ اور نقیبان شاہی نے دل فریب آوازمین خطاب اور القاب سلطانی پڑہنی شروع کئے۔ اسکے بعد تمام حاضرین نے نذرین گذرانی۔ جس سے فراغت ہونے پر جناب المکرم شیخ الاسلام نے دعا خیر مانگی۔ دعا مانگنے کیوقت اعلیحضرت بہی کہڑے ہو گئے اور ہاتہہ اٹہا کر دعا مانگتے رہے عہدہ دارون کے بعد علماء و فضلاء باریاب حضوری ہوئے۔ اسکے بعد حضور ممدوح تہوڑی دیر استراحت کرنے کیلئے محلسرا مین تشریف لیگئے اور بعد ازان اپنے ذاتی ملازمون کا سلام قبول کیا۔ اس سے فارغ ہو کر امیر المومنین محل یلدز سرا کو واپس تشریف لے آئے اور وہان دول اجنبیہ کے سفراء سے جو سلام کیلئے حاضر تہے ملاقات کی +

ہفتہ مختتمہ ۲۹ جون ۱۸۹۶ء کی تار کی خبرین وغیرہ

تار کی خبرین مع مختصر حواشی

لنڈن ۲۵ جون۔ (سواکم مین ہیضہ) ہندوستانی فوج مقیمہ سواکم کے فناگرد پلٹنون مین ہیضہ کی

ایک واردات ہوئی ہے +

لنڈن ۲۴ جون (آرمینیا مین تازہ فساد) قصبہ وان مین پیر کے دن ترکون نے بہت سے آرمینیون کو قتل کر دیا کئی آرمینیون نے انگریزی سفارت خانہ مین پناہ لی +

لنڈن ۲۴ جون (جنگ سوڈان) سوڈانی مفرورین جو مصری کیمپ مین آ رہے ہین بیان کرتے ہین کہ رعایا خلیفہ کی حکومت سے آزاد ہونے کی بڑی خواہشمند ہے +

لنڈن ۲۵ جون۔ (بغاوت کریٹ) دول مسئلہ کریٹ پر بالکل متفق ہین (آرمینیا کے وقت ہی تو متفق تہین !!) انہون نے عیسائی گورنر کے تقرر اور عام معافی عطا کئے جانیکا مطالبہ کرنیکے علاوہ ۱۸۷۸ء کے معاہدہ حلبیہ کی تعمیل کئے جانے کی بہی سفارش کی ہے (اس تار کا مضمون ہماری تو سمجھہ مین نہین آتا۔ یا ریوٹر صاحب کی عقل چرخ کہا رہی ہے اور یا دول یورپ پاگل ہوگئی ہین۔ کہ تحصیل حاصل کی کوشش کرتے ہین۔ عبداللہ جدید گورنر اور کرستان پاشا کے قبل تیس برس پہلے کاراتہیوڈوری پاشا کئی برسون تک گورنر رہے اور آخر کار انہی عیسائی باغیون کی فتنہ و شرارت سے تنگ آکر ۱۸۹۵ء کے اخیر مین مستعفی ہو گئے۔ کیا اب کوئی اُن سے زیادہ مدبر اور منتظم عیسائی گورنر پیدا ہو گیا ہے؟ قریباً ڈیڑھ مہینہ ہوا اعلے حضرت نے عام معافی عطا کی۔ جسکو باغیون نے عجب بیہودہ تمرد و خودسری سے منظور نہ کیا۔ اور ہتہیار رکہدینے کی بجائے پہاڑون کو مفرور ہو گئے۔ کیا وہ معافی نہ تہی کہ اب پہر تقاضا کیا جاتا ہے؟ حلبہ کا معاہدہ اعلیٰ حضرت نے کسی کے دباؤ سے نہین کیا تہا بلکہ اپنے جبلی ترحم اور شاہانہ عفو سے کام فرما کر باغیان کریٹ کو جو ہمیشہ پانچوین چہٹے برس نائرہ فساد مشتعل کرتے رہتے ہین ۱۸۷۸ء مین چند رعائتین عطا کرکے انکو سند شاہی مرحمت فرمادی تہی۔ اور اس سند کے خلاف ورزی کرنیکا کبہی اعلیٰ حضرت نے ارادہ نہیں کیا یہ مہذب حکومتون کا ہی خاصہ ہے۔ کہ کہنا کچہہ اور کرنا کچہہ پس سند مذکور کی تعمیل کے مطالبہ کے سمجہنے ہی سے ہماری عقل قاصر ہے۔ کہ تقاضا کنندگان کا کیا مطلب ہے)

لنڈن ۲۶ جون۔ (مسئلہ مصر کا پہر چہڑنا بمعنی روسی تجاویز) ٹائمز کا نامہ نگار متعینہ پیرس لکہتا ہے کہ روس مسئلہ مصر کے تصفیہ کیلئے یہ تجویز پیش کرنیوالا ہے کہ مصر کو متفقہ دول یورپ کی زیر نگرانی رکہکر اندرونی معاملات مین بالکل خود مختار کر دیا جائے ’’ بحفظ شاہانہ حقوق اعلیحضرت سلطان المعظم ‘‘ کو مفہوم سمجہنا چاہیئے

ہفتہ مذکور کی دیگر خبرین

ٹائمز آف انڈیا کا نامہ نگار ارباہجال کو سواکم سے اطلاع دیتا ہے کہ وہ تمام فوجین جو مقام ٹوکر کی حفاظت کیلئے تجویز ہوئی تہین۔ وہان پہنچ گئی ہین۔ اور امید کی جاتی ہے کہ ہفتہ رواں کے اخیر تک تین مہینون کا سامان رسد وغیرہ بہی وہان پہنچ جائیگا۔ جہازات باربرداری مین سب سے پیچہے جو جہاز آیا وہ لواڈ تہا اسمین سواریان وغیرہ

اتارنے مین تین دن لگے۔ آج وہ واپس بمبئی کو چلا گیا ہے۔ ۹ خچر رستہ مین مرگئین - ۴۸ کو یہان موصول ہونے
کے بعد خود گولی ماردی گئی اور انکی علاوہ بہت سی سخت مجروح ہونیکے باعث کچھہ عرصہ کیلئے کام کے قابل نہیں رہگئین
ضائع شدہ خچرون کی قیمت کا اندازہ بیس ہزار روپیہ کیا گیا ہے۔ غالبًا جہاز **وارن ہسٹینگز** خچرون کے لئے
بندر بصوع کو جائیگا۔ انکو اطالین سے خریدنے کا ارادہ کیا گیا ہے۔ ان لوگون کے پاس مقام مذکور مین باربردار مویشیون
کا بہت بڑا ذخیرہ موجود ہے +

"بندرگاہ ترنکی تات کے تالابون مین چودہ ہزار گیلن پانی ذخیرہ کیا گیا ہے۔ وہان نزدیک نزدیک سوائے
الطیب کے جو دس میل کے فاصلہ پر ہے کہین پانی نہین ملتا۔ شاہی انجینیر سواکم سے باہر متعدد کنوئین تیار کر رہے ہین
انکا پانی کسیقدر تلخ ہی مگر حیوان اسے پی سکتے ہین۔ انپر ایک انجن دن رات کام کرتا رہتا ہے جس سے پانی کا کافی ذخیرہ
ہر وقت موجود رہتا ہے۔ ایک برف کی کل نصب ہوگئی ہے اور دوسری ہو رہی ہے"

"جرنیل ایجرٹن اور سیکرٹری لیورز ہفتہ (۱۳ جون) کو ہر دو مقامات کا معائینہ کرنے کے لئے ترنکی تات اور ٹوکر
جائینگے۔ ترنکی تات کے بندر مین ایک پیل پایہ بنانا تجویز کیا گیا ہے تاکہ جہازات سے اسباب وغیرہ کشتیون مین
اتار کر ساحل پر لانے کی دقت باقی نہ رہجاوے اور جہاز براہ راست پیل پایہ پر اسباب وغیرہ اتار سکین اور ان پر
وہین سے چڑھایا جا سکے +"

"درویشون کا کوئی نشان نہین دکھائی دیتا۔ دسہزار درویشون کی سواکم پر حملہ آور ہونیکی افواہ
غلط ہے۔ یہان ہر روز اسی طرح کی عجیب وغریب افواہین اڑتی رہتی ہین۔ موسم مناسب سرد اور
فوج کی صحت عمدہ ہے" +

غالب بیگ کے ترکہ مین کچھہ پرانے سکے دستیاب ہوئے ہین۔ چنانچہ قسطنطنیہ کے قدیم اشیا کے عجائب خانہ مین
رکھنے کے لئے انکو ۱۸ ہزار روپیہ کی قیمت پر خریدلیا گیا + عجائب خانہ کے حالات کے لیے دیکھو کتاب حالات قسطنطنیہ۔

جزیرہ کامران مین جہان قرنطینہ کیا جاتا ہے۔ پانی کے صاف کرنے کے لئے ایک کل حال مین روانہ
کی گئی ہے +

خاص عربون کی تعلیم کے لئے قسطنطنیہ مین جو کالج ہے اور جسکا نام مکتب العشیرہ ہے اس مین ایک اور کمرہ بالاخانہ
پر تعمیر کیا جائیگا جس مین پچاس طالب العلم رہ سکینگے +

قسطنطنیہ کی پولیس نے مئی کے آخری ہفتہ مین ینکا لڈہی کے مدرسہ حربیہ کے تیس نوجوانون کو
پولٹیکل سازش کرنیکے جرم مین گرفتار کیا اور ۲۲ آرمینیون کو جن مین سے اکثرون کو جولان پڑے
ہوئے تھے یمن کو جلاوطن کیا ÷

بغاوت کریٹ سے دلیر ہو کر بلغاری لٹیرون اور بدمعاشون نے پھر مقدونیہ مین لوٹ مار شروع کر دی ہے اور مفسدان مقدونیہ کی صدر کمیٹی نے اعلان دیا ہے کہ امن پسند وسائل سے ہمین اصلاحات سے کبھی مستفید نہین کیا جاویگا۔ پولیٹکل خودمختاری حاصل کرنیکے لئے اب کمیٹی اپنی پوری طاقت خرچ کریگی بنظلومیت اگر اسی چیز کا نام ہے تو شاید دنیا مین ظالم کوئی نہین پایا جائیگا۔ کاش! عیسائی سلطنتون مین ہی چند ایک ایسے مظلوم ہوتے تو انکو قدر عافیت معلوم ہوتی اور انکی اخبارات بابعالی کے برخلاف ایسی واہی تباہی باتین نہ بکتے۔ انہی بدمعاشون کی اب جسوقت بابعالی کیطرف سے گوشمالی ہوئی تو پھر سارے جہان مین غوغا برپا ہو جائیگا۔ کہ ترکون نے بیگناہ اور معصوم عیسائیون کو ناحق قتل کر دیا ہے۔ مگر جس وقت وہ ایسی باغیانہ اشتہار و اعلان مشتہر کرتے ہین تو عیسائی لوگ کانون مین کڑوا تیل ڈالے بیٹھے رہتے ہین۔ کوئی مسٹر گلیڈسٹون اور انکے یار غار پادری میک کول سے دریافت کرے کہ کیا عیسوی انسانیت و تہذیب عالم کو یہی سبق سکھاتی ہے +

ترکی سررشتہ تعلیم نے حال مین ایک سرکلر جاری کیا ہے جس مین ان تجاویز کا ذکر ہے جن سے لڑکون کے اخلاق اور تربیت مین نہایت ترقی ہو سکتی ہے +

شہنشاہ روس کے جشن تاج پوشی مین جو ترکی سفارت گئی تہی۔ اس جگہ دہوم دہام سے اسکا استقبال کیا گیا بمقام اوڈیسہ مین جونہی جہاز کنارے پر پہنچا۔ تمام روسی فوجون نے جو ترک کی دونون طرف قطار باندہے کہڑی تہین بڑے زور سے خیر مقدم کا نعرہ مارا شہنشاہ روس نے خود بڑی احترام کیساتہہ استقبال کیا۔ اور ممبران سفارت سے علیحدہ علیحدہ مزاج پرسی کی +

بابعالی نے حکم دیا ہے کہ خاندان قادریہ مین جو لوگ فوجی خدمت سے مستثنے کئے گئے ہین۔ ان کی فہرست مرتب کر کے پیش کی جاوے +

پچہلے مہینہ مین ترکی پبلک قرضہ کی آمدنی مین دو لاکہہ روپیہ کا اضافہ ہوا۔

سلطان المعظم نے حکم دیا ہے کہ شہر سامرہ مین ایک جامع مسجد اور ایک مدرسہ تعمیر کیا جائے جو طالب علم مدرسہ مین تعلیم پائینگے انکے خرچ خوراک کیلئے ۵ ہزار قرش ماہوار مقرر ہوئے ہین +

کینیا۔ صدر مقام کریٹ کے پچہلے فساد کا باعث روسی قونسلیٹ کا قواص ثابت ہوا ہے ۲۴ ماہ گذشتہ کو روسی اور یونانی قواص اپنی اپنی سفارت خانون کو جا رہے تہے کہ بازار مین ہر قواص کو راہ چلتے اژدہام کی وجہ سے دہکا لگ گیا۔ جس سے برافروختہ ہو کر اسنے انبوہ پر ریوالور چلا دیا اور اسکی گولی سے ایک بیگناہ مسلمان جو اپنی دوکان پر چپ چاپ بیٹہا ہوا تہا مر گیا۔ اس سے تمام حاضر الوقت مسلمانون کو سخت طیش آگیا اور انہون نے قواص مذکور کو قتل کر دیا۔ عیسائی اس کی حمایت کو کہڑے ہو گئے۔ اور بلوہ عام ہو گیا۔ جسے پولیس اور فوج نے بروقت پہنچکر فرو کر دیا۔

کلثم ۲۷ عیسائی قتل اور ۴۰ زخمی ہوئے اور مسلمان تین قتل اور چھ مجروح ہوئے +

عبد اللہ پاشا جدید گورنر ۲۹ مئی کو کریٹ پہنچگئے اور دوسرے دن انہون نے تین ہزار فوج مقام واموس کے محصورین کی امداد کے لئے روانہ کی جسنے مقام سیوارا مین سے باغیون کو نکالدیا اور محصورین کو محاصرہ سے چھوڑا لیا۔ بعد ازان دونون فوجین اپنے صدر مقام کو خلیج سیوارا کے قریب ہے چلی گئین۔ باغیون نے بعد مین اگر واموس کی سرکاری عمارات اور دیہات سیوارا۔ دو لیانہ کو جلا دیا۔ عبد اللہ پاشا نے جزیرہ کے مغربی حصہ مین تمام درون اور ناکون پر قبضہ کر لینے کا ارادہ کر لیا ہے +

جرمن کا اخبار ناگرکٹن لکھتا ہے کہ بغاوت کریٹ کا قریبی باعث تو وہ یونانی لوگ ہین جو کئی سو برسون سے کریٹ مین آباد ہین اور ترکون کے برخلاف شورش برپا کر رہے ہین۔ مگر در اصل اس کل معاملہ کی تہ مین انگریزی کارستانی پہان ہے۔ جو باغیون کی زر و مال سے امداد کر رہی ہے۔

سلطان المعظم کے حکم سے ایک اور نیا ہسپتال دار الخلافہ مین خاص غربا کے علاج کے لئے تعمیر ہو رہا ہے

ہفتہ مذکور کی مضامین خاص

منقول از وکیل مورخہ ۲۹ جون ۱۸۹۶ء

(مصری فوج)

سوڈان کے پہر دوبارہ فتح کرنے کے لئے اگرچہ اب یہ تسلیم کر لیا گیا ہے کہ فقط مصری فوج کافی نہین ہوگی بلکہ ہندوستانی اور انگریزی فوجون کی بہی ضرورت ہوگی۔ لیکن تاہم جنگ کا تمام دارومدار سر دست صرف مصری فوج پر ہی رکہا گیا ہے۔ وہی اب تک میدان جنگ کو بہیجی گئی ہے۔ اور اسکا جو قدرے قلیل حصہ متفرق قلعون اور بندرگاہون مین مقیم تہا۔ وہ بہی میدان جنگ مین بہیجا جا رہا ہے۔ اور اسکی جگہ ہندوستانی اور گورہ فوجکوان قلعون اور بندرگاہون مین مقیم کیا گیا ہے۔ اسلئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس فوج کی تاریخ جسکی طرف اسوقت کل دنیا کی نگاہین لگی ہوئی ہین ناظرین کے مطالعہ کے لئے ایک انگریزی اخبار سے ترجمہ کر دی جائے کہ وہ کسطرح سے قایم ہوئی اسنے کیا کیا کارنامے کئے؟ اور کسطرح عدم سے وجود مین آکر رفتہ رفتہ ایک زبردست جماعت بن گئی اور آخرپہر کار ریزدلون اور بھگوڑون کا ایک گروہ رہگئی۔

"ہندوستان کی دیسی فوج دو جماعتون مین منقسم کی گئی ہے ایک وہ جو جنگجو قومون سے بہرتی کیگئی ہے اور دوسری وہ جو غیر جنگجو قومون سے کئی ماہران فن جنگ یہ خواہش ظاہر کرتے ہین کہ آخر الذکر قومون سے سپاہیون کا بہرتی کیا جانا مطلقاً ترک کر دیا جاوے۔ مگر دنیا بہر مین مصریون سے بڑہکر کوئی غیر جنگ جو اور امن پسند قوم نہین ہے۔

حن کو انگریز افسران پچہلے پندرہ برسون سے مشق و قواعد سکہلا رہے ہین۔ اور اب سوڈان کی پر جوش اور بہادر

جنرل سکوبلاف

درویشون کیساتھہ لڑنے کے لئے میدان جنگ کیطرف سے جا رہی ہین +

ایک زمانہ تہا کہ مصری فوج دنیا مین سب سے بڑی جنگی فوج تھی۔ فراعنہ کے دور سلطنت مین انکی بہادری کی دہاک بندہی ہوئی تہی۔ مگر پیدائش مسیح سے پانچسو برس پہلے ایرانیون کے ملک کو فتح کر لینے سے مصری محکوم ہو گئے اور پیشہ سپہگری انکے ہاتھہ سے جاتا رہا۔ ایرانیون کی نیچا بی کے بعد انکو پہر کبہی آزادی نصیب نہ ہوئی فارسیون کے بعد یونانی رومن عرب۔ مملوک اور ترک یکے بعد دیگرے قابض اور متصرف ہوتے چلے آئے۔ مسلمانون کی فتوحات کے بعد قبطیون یعنے اصلی مصری باشندون نے عربون کی قومیت و نام اختیار کر لئے اور ساتھہ ہی فاتحین کی زبان اور مذہب کو اپنی زبان اور مذہب بنا لیا۔ مگر پہر بہی مصری فلاحین آجکل ورن ہی اس سے بڑھکر عرب نہین جیسے کہ ساکنین جزیرہ نما شام مین جو بجز عربی زبان بولتے ہین۔ دونون پکارے تو عرب کے نام سے جاتے ہین۔ لیکن عربون کی بہادری اور شجاعت اور سپاہیانہ اوصاف کا انہین نام تک نہین پایا جاتا۔ جو مصری مسلمان ہو گئے تھے وہ عرب کہلائے اور جن نے مذہب عیسوی کو ترک نہ کیا وہ برابر قبطی کہلاتے رہے۔ مگر ان دونون مین سوا مذہب کے اور کوئی فرق نہین ہے +

عرب فاتحین اور انکے جانشین مملوکون نے دیسی مصریون سے کبہی سپاہی کا کام نہ لیا۔ مملوکون نے مصر کو پہر دوبارہ ایک بہت بڑی جنگی طاقت اور عیسائی مجاہدین کے برخلاف ایک اسلامی سد سکندری بنا دیا تہا۔ یہ وہی تہے جنہون نے تیمور صاحبقران کے لشکر جرار کے کبہی نہ رکنے والے سیلاب عظیم کو اپنے ملک کی سرحد سے پیچھے ہٹا دیا۔ ارض مقدس سے عیسائی مجاہد شہسوارون کے آخری پسماندگان اور بقیہ کو کان سے پکڑ کر باہر کر دیا اور یہ وہی تہے جنہون نے پرتگیز غاصبین کے ساتھہ لڑائی کرنے کے لئے سواحل ہندوستان کو جنگی جہازات کے متعدد بیڑے روانہ کئے شہسواری انکا مخزن ناز تہا۔ ملکی خود اپنی فوج میں سوارون کا کام دیتے تہے۔ اور پیدل فوج کو سوڈان کے حبشی غلامون (جلبانون) اور الغرباء اور عرب کے تنخواہ دار سپاہیون سے جو قورسان کہلاتے تہے۔ تیار کرتے تہے۔ اپنی رعایا پر امداد محنتی رعایا یعنی مصری لوگون کے ہاتھہ مین ہتہیار دیکر ان سے جنگی خدمت لینے کا ان کو کبہی خیال تک نہین ہوا تہا۔ مملوکون کی جنگی جماعت (جسکا ہر ایک فرد بجائے خود زر خرید غلام ہوتا تہا) تحمل مزاج مصری فلاحین کی محنت کے پہل پر بڑے عیش و آرام سے زندگی بسر اور اپنی فوج بہی اس آمدنی سے تیار کرتی تہی +

سولہوین صدی کے شروع مین ترکون نے سلطان سلیم اول کے زمانہ مین مصر کو مملوکون سے فتح کر مگر چوبیس مملوک بے یا سردار اور انکے سوار برابر ملک کی حقیقی (ملکی فوج) کا جزو اعظم بنے رہے۔ ترکی افواج قاہرہ اور اسکندریہ مین مقیم رہتی تہین۔ سلاطین عثمانیہ کی طرف سے مصر مین کئی ہزار ینی شہری سپاہیان فوج

اور دیگر ترکی سپاہی مامور رہتے تھے۔ یہ تعداد مملوکون کے قابو مین رکھنے کے لئے کافی تھی۔ مگر ان سپاہیون کی تبدیلی نہین ہوتی تھی اور یورپ یا ایشیائی فوجون سے انکا کبھی تبادلہ نہین ہوتا تھا۔ اور تعداد مقررہ مین جسقدر کمی ہوتی تھی اسے اپنے لڑکون کے بھرتی کر لینے سے جو عربون یا کنیزکون کے بطن سے پیدا ہوتے تھے۔ پورا کر دیتے تھے جس مخلوط النسل سے ترکی فوج برابر کمزور اور بیطاقت ہوتی جاتی تھی۔ مگر مملوک اپنی جماعت کو قسطنطنیہ کی منڈیون سے نئے نئے سرکیشین اور کاکیشین غلام خرید کر ہمیشہ تازہ دم رکھتے تھے۔+

اٹھارہوین صدی کے اخیر مین نپولین اعظم کے حملہ نے ترکی ضبط و انتظام کو بالکل توڑ پھوڑ دیا۔ اور مملوکون کی جمعیت کو بھی منتشر اور انکی طاقت کو کمزور کر دیا۔ فرانسیسیون کے اخراج کے بعد مصر کو تازہ ترکی فوج بھیجی گئی۔ محمد علی (بانی خاندان خدیویہ) فوج مذکور کے کپتانون مین سے ایک تھا۔ انہون نے اپنی مستعدی اور سرگرمی اور سپاہیون مین ہر دلعزیز ہونے سے رفتہ رفتہ پاشائے مصر کا معزز اور مقتدر عہدہ حاصل کر لیا۔ حیدر علی کیطرح جسے میدان ترچناپلی مین انگریزی اور فرانسیسی سپاہیون کی لڑائی دیکھکر اپنی فوج کو یورپین قواعد سکھانیکا خیال پیدا ہوا تھا۔ وہ بھی یوروپین افواج کی قواعد و ترتیب کے فوائد سے آگاہ ہو گئے اور انہون نے اسی نمونہ پر فوج تیار کرنیکا ارادہ کر لیا۔ مگر اس کام کے لئے روپیہ کی ضرورت تھی اور روپیہ مملوکون کے ہاتھ مین تھا جو ملک کی آمدنی وصول کرتے تھے۔ اس لئے سب سے پہلے انہون نے مملوکون کا خاتمہ بالخیر کرنیکی ٹھان لی پہلے انکے ساتھ علانیہ کھلے میدان مین معرکہ آرائی ہوئی۔ مگر اس مین محمد علی پاشا کو کامیابی نہ ہوئی اور انہون نے انکو فریب سے قاہرہ کے قلعہ مین بلا کر پریڈ کے موقعہ پر قتل کروا دیا۔ روایت مشہور ہے کہ قتل عام کے موقعہ پر ایک سرکیشین سوار قلعہ کی سر بفلک فصیلون سے زمین پر کود پڑا۔ اور اسکو اور اسکے گھوڑے کو کوئی ضرب نہ پہنچی اور وہ اکیلا ہی اس معرکہ سے جانبر ہوا۔ سیاحون کو وہ موقعہ بتایا جاتا ہے۔ جہان سے مملوک سوار کا کودنا بیان کیا جاتا ہے۔ مگر در اصل یہ پھاندنے کی روایت محض من گھڑت افسانہ ہے۔ اس مین کوئی شک نہین کہ ایک مملوک سردار بچ رہا تھا۔ لیکن اسکے بچنے کی وجہ یہ تھی۔ کہ بیماری کے باعث وہ دربار مین شریک نہین ہوا تھا۔ اور اپنے ساتھیون کے قتل کی خبر سنکر روپوش ہو گیا تھا۔ قاہرہ کے مملوک سردارون کے علاوہ مضافاتی اضلاع مین بھی بہت سے مملوک سردار موجود تھے۔ جن مین سے کچھ ملک سے بھاگ گئے اور باقی گرفتار ہو کر جان سے مار دیئے گئے+

مملوکون کی بیخکنی کے بعد مصر کے محاصل محمد علی کے ہاتھ مین آ گئے۔ اور انہون نے باقاعدہ فوج مرتب کرنے کی تیاری شروع کر دی۔ اسی اتفاق سے ایک لائق فرانسیسی جو مصر پر حملہ آور ہونیکے وقت نپولین کی فوج مین موجود تھا۔ ہاتھ آ گیا۔ یہ شخص مسلمان ہو گیا۔ اور اسکا نام سلیمان پاشا رکھا گیا۔ نپولین کے زوال کے بعد اس کی عظیم فوج منتشر کر دی گئی تھی۔ چنانچہ اس فوج کے بہت سے افسر مصر کو چلے آئے اور پاشا نے انکو

بڑی خوشی سے اپنی فوج مین ملازم رکھ لیا محمد علی کا پہلے خیال تہا کہ ترکی فوجکو قواعددان و آئینی سپاہ بناؤ گر
ترک سپاہیون نے ایسی دانت دکہائے کہ اُسنے اس خیال سے درگذر کرنا ہی قرین مصلحت جانا۔ لیکن اس مخالفت سی اُسکو
اپنے ارادہ کو ترک کردیا۔ بلکہ پرانے سپاہیون کو سوڈان فتح کرنے اور وہا بیان عرب کی بغاوت فرو کرنے پر بہیجا
اور اُن دونون مہمون سی بمشکل ہی کوئی سپاہی واپس لوٹ کر آیا۔ ترک سپاہیون سی میدان خالی کرانے کے بعد
اُسنے سوڈان سی حبشی غلامون کی ایک تعداد حاصل کی اور اُنکے متعدد کیمپ قائم کرکے فرانسیسی افسرون کو انہیں
قواعد سکہانے پر مامور کیا۔ اس تجویز مین غالباً کامیابی ہوجاتی۔ مگر حبشیون مین کوئی وبا پڑی اور وہ بے ستی بہیڑون
کیطرح مرگئے۔ پاشائی موصوف کی اب عقل گم ہوگئی۔ کہ فوج کے لیے آدمی کہان سے لائے۔ اور آخر کار اُسے چاروناچار
مایوس ہوکر حقیر و مکروہ مصری فلاحین کیطرف جن نے دو ہزار برسون سی ہتہیار کی شکل نہ دیکہی تہی متوجہ ہونا پڑا
کاشتکارون نے اس بلائے بیدرمان سے ٹالنے کیلئے بہت سی عاجزانہ حیلے حوالے کئے۔ بہرتی کے ڈر سی انکی روح کانپتی
تہی اور اس سی بچنے کے لئے اُنہون نے اپنی ایک ایک آنکہ نکال ڈالنی اور ہاتہون کے انگوٹھے کاٹ ڈالنے شروع کئے۔ مگر
پاشا کو مجبوری نہی اُسنے اپنی بزدل رعایا کی اس بیڈہب نئی جدت طرازی کے دفعیہ کے لئے حکم دیدیا کہ انگوٹہے کٹے
اور کانے بہی برابر فوجمین بہرتی کئے جائیں اس حکم کی بڑی سختی سی تعمیل کیگئی + کاشتکارون کو بیڑیان ڈالکر جیلخانون
مین بند رکہا جاتا۔ اور کوڑے مار مار کر انکو پاؤن کے بل کہڑا کیا جاتا۔ انکو خوراک ناقص ملتی۔ رہایش کو مکانات آرام دہ
نہ تہے۔ وردی کی نئی پوشاک سی اُن کو نفرت تامہ تہی۔ اور ترک افسر انکو بڑی حقارت سے دیکہتے اور اُن سے اچہا
برتاؤ نہ کرتے تہے۔ قصہ مختصر مصری سپاہی کی زندگی عجب پر مصیبت تہی۔ لیکن شب و روز کی مسلسل قواعد اور ڈنڈون
کی برابر بہرمار سے مصری کسان بتدریج جنگی مشین کا ایک جزو بن گئے۔ اور جن کے پرزون کی طرح قواعد کی بولی
پر ٹہیک درستی سی مارچ کرنا۔ چکر لگانا اور بندوق چلانا سیکہہ گئے۔ حتی کہ صحراء عرب کے پرجوش جنوبی وہابیون کی جرأت اور
کوہستان جزیرہ کریٹ کے عیسائی باغیون کی بیعدیل شجاعت کی مصری پلٹنون کی سنگینون کے آگے کوئی پیش نہ
گئی۔ انیسوین صدی کے شروع مین کریٹ کے عیسائیون اور نجد کے وہابیون نے سلطان وقت کے برخلاف علم
بغاوت بلند کرکے ترکی فوجون کو متواتر شکست دی تہی۔ جسپر سلطان المعظم نے محمد علی پاشا گورنر مصر کو باغیونکی
سرکوبی کیلئے فوج بہیجنے کا حکم دیا۔ مصری فوج بسرکردگی ابراہیم پاشا فرزند محمد علی اور سلیمان دونون مقامات پر بہیجی
گئیں۔ میدان جنگ مین مصری پیدل افواج اپنے افسرون کے حکم پر سنگینین تانے ہوئے برابر قدم ملا کر آگے بڑہتے چلی جاتی
تہین اور مخالفین کے پرزور حملے اور سرگرم تیزی انکی صفین توڑنے سے عاجز آجاتی تہی۔

مصر پہلا مشرقی ملک تہا جس نے باقاعدہ فوج تیار کی سلطان نے مصری فوج ہی سے اپنی مینی شہری فوجکو قواعد
سکہانے کیلئے ڈرل ماسٹر (قواعد ماسٹر) منگوائی مینی شہری اس کی اصلاح کے مخالف تہی۔ تمرپر بجائے قواعد سیکہنے کے

وہ جان بوجھکر بیوقوف بن رہتی ایک مصری افسر نے بگڑکر ایک نئی شہری سپاہی کو چھڑی سے مارا جس کے جواب مین سپاہی نے تلوار سے افسر کو درست کیا۔ اور کل فوج نے بغاوت کر دی جسکا نتیجہ یہ نکلا کہ تمام نئی شہری قسطنطنیہ مین قتل کر دیئے گئے۔ اور اس فوج کا جو ساڑہے چار سو برس سے عثمانیہ فوج کی آنکھہ کا تارا تہی قلع قمع ہو گیا۔ ترکی فوج مصری اصول پر از سر نو مرتب کی گئی مگر محمد علی کے باغی ہو جانے پر اس نئی ترکی فوجکو متواتر بمقامات حمص بیلان قونیہ اور آخر کار بمقام نذیب مصری فوج نے شکست دی۔ آجکل جنگی اور غیر جنگی قومون کی نسبت عام بحث ہو رہی ہے اور اس بحث کے متعلق یہ بیان کرنا غیر مناسب اور خالی از تعجب نہ ہوگا۔ کہ وہ مصری فلاحین جو تل الکبیر کے میدان انگریزی فوج کی شکل دیکھتے ہی سراسیمہ ہو کر بہاگ گئے۔ اور جو بمقام ٹوکر درویشون کے ہاتھون سے بھیڑون کیطرح ذبح ہو گئے۔ انہون نے اپنے آن کو ان کو معرکہ کی لڑائیون مین فاش شکستیں دین۔ جنہون نے غازی عثمان پاشا کے زیر کمان پلیونا کی عام مشہور بہادری اور استقلال سے حفاظت کی۔ کس چیز نے مصریون ایسے بزدلون سے ترکون جیسے بہادرون کو شکستین دلوائین تہین؟ قواعد و تربیت اور انکے افسران کی لیاقت نے۔ وہ ہرنون کی فوج تہی۔ مگر انکا سپہ سالار شیر ببر تہا اس فوج نے شیرون کی فوج کو پامال کر دیا تہا۔ کیونکہ اسکے سپہ سالار ہرن تہے۔ محمد علی پاشا کے ترکی النسل ہونے مین شک کیا گیا ہے۔ وہ مصر مین البانی یا ارنوط پلٹن کے کپتان (بولوق باشی) کی حیثیت مین آیا تہا۔ ارنوط آریہ نسل سے ہین۔ اور غالبا وہ بہی اپنے سپاہیون کا ہمقوم ہوگا۔ مگر اس نے اپنے تئین ترک مشہور کرنا ہی مفید تصور کیا گو اس کی ذہانت اور چالاکی اس قیاس کی تائید کرتی ہے کہ قوم سے ترک نہ تہا۔ اسکی اور اسکے بہادر فرزند ابراہیم پاشا کی وفات کے بعد وہ ہتہیار (یعنی فوج) جس سے ان دونون نے ایسے کام لئے تہے کچہہ عرصہ تک خارج الاستعمال رہنے سے کسی قدر زنگ آلودہ ہو گیا تہا۔ مگر سعید پاشا نے اُسے پہر چمکا دیا۔ وہ بڑا تیز نظر سپاہی تہا۔ دیگر شاہان مشرق کے برخلاف اسے فوجی معاملہ سے بڑا شغف تہا۔ وہ اپنا بہت سا وقت اپنی فوجونکو قواعد دان بنانے اور مرتب کرنے مین صرف کرتا تہا۔ اسکے زمانہ مین مصری فوج کی پریڈ دیکھکر طبیعت بشاش ہو جاتی تہی اسکے باڈی گارڈ کی ایک رجمنٹ ٹہیک ایشیائی طمطراق اور شان و شوکت سے چمکدار فولادی خود اور زرہ سے آراستہ تہی۔ لیکن اس کی وفات کے بعد فوج پہر کس مپرسی کی حالت مین پڑ گئی۔ اسمعیل پاشا نہایت مصرف اور فضول خرچ تہے اور باقی تمام چیزون پر بیدریغ روپیہ خرچ کرتے تہے۔ مگر فوج پر خرچ کرنیکی انکو چندان پروا نہ تہی محمد علی پاشا کی وفات کے بعد جو جنگ مصری فوج نے دیکھی وہ فقط جنگ کریمیا تہی۔ انہون نے ۱۸۵۶ع کے موسم بہار مین بمقام یوپاٹوریا (واقع کریمیا) روسی فوجکو کمال مردانگی سے پسپا کیا۔ اسکے بعد اسمعیل پاشا نے اُنسے خط استواء تک سوڈان فتح کرنے کا کام لیا۔ مگر یہ فتح کوئی مصری فوج کی بہادری سے نہین ہوئی تہی برہنہ تن حبشی ہیچ لوگ بندوقون اور توپون کے سامنے ہرگز نہین ٹہیر سکتے تہے۔ جن بیچارون نے اپنے مال مویشی اور عورتون کو حملہ آورونکی دستبرد

سے بچانے کے لئے مقابلہ کرنے کی جرأت کی۔ وہ بیکر پاشا کی زیر کمان مصری فوج کو جدید آلات آتشبار کا طعمہ بن گئے
لیکن برخلاف اُسکے ابی سینیا کے حبشیون نے تہوڑے دانہ سے کام لیا۔ بوسیدہ مصری فوج انسے تاب مقاومت نہ لا
سکی۔ اسمعیل پاشا نے سلطان المعظم سے خدیویا بادشاہ کا خطاب حاصل کرنے کے بعد مشرقی افریقہ مین ایک عظیم الشان
سلطنت قائم کرنے کا ارادہ کیا تہا۔ چنانچہ سوڈان فتح کرنیکے بعد اسنے ابی سینیا کو فتح کرنا چاہا۔ لیکن شاہ جان حالی
حبش کی نیزہ بردار فوج کے سر توڑ حملہ کے سامنے مصری فوج کی مہیب توپین اور کارتوسی بندوقین کسی کام نہ آئین
اور اسکی قواعد دان پلٹنین اور انکے امریکن افسر شکست یاب ہوکر واپس چلے آئے +

اسمعیل پاشا کے ذہن نشین کردیا گیا تہا۔ کہ اس کی فوج کے لئے ممالک غیر کے افسرون کی موجودگی ضروری ہے
اُسنے یورپین طاقتون کی باہمی رقابت و رشک کے باعث کسی یورپین افسر کو نوکر نہ رکہا۔ بلکہ اپنی فوج کی تربیت و تعلیم
کے لئے امریکہ سے افسر منگوائے ان امریکن افسرون نے مصر مین سوائے روپیہ جمع کرنے کے اور کوئی کام نہ کیا۔ وہ
بڑے چیدہ افسر تھے۔ اور انہون نے ۱۸۶۱ء کی جنگ مین جو صوبجات متحدہ کی شمالی اور جنوبی ریاستون کے
درمیان ہوئی تہی کارہائے نمایان کئے۔ لیکن وہ نہ تو ملک مصر کی جغرافیکل اور تمدنی حالت سے واقف تہے۔ اور نہ خود
مصریون اور انکی زبان سے آشنا تہے۔ جب وہ اپنا فرض ادا کرنے کی کوشش کرتے تو چارون طرف سے اُن کی
مخالفت اور مزاحمت کیجاتی اور انکو برا بہلا کہا جاتا۔ اور جب وہ چپ چاپ بیٹہے بڑی بڑی تنخواہین وصول کرتے رہتے
اور کوئی کام نہ کرتے تو سب اُن سے خوش اور خدیو بالکل مطمئن ہوتے۔ حبش کیساتہہ لڑائی ہونے پر یہ افسر بہت
خوش ہوے۔ مگر اسوقت بہی اُن کی نصیحت پر عمل نہ ہوا۔ اور جیسے کہ کیمپون مین وہ مصری فوج کو تربیت کرنے مین
ناکامیاب ہے۔ ویسے ہی میدان جنگ مین انکو کچہہ بن نہ آیا۔ عربی پاشا کی بغاوت کے وقت مصری فوج امریکہ کی
تازہ ساخت کی لمبی نالی والی بندوقون سے مسلح تہی۔ جنکے استعمال سے وہ مطلقاً ناواقف تہے۔ اور اسپر نشانہ
کی سیدہ تک اچہی طرح سے نہین کر سکتے تہے +

عربی پاشا اُن پاشاؤن کی جماعت کا محض ایک آلہ تہا جو مصر کے معاملات کے یورپین اقتدار مین چلے جانے
کے مخالف تہے۔ کیونکہ اُس سے جو لوٹ مار اور غبن و تغلب وہ صدیون سے کرتے چلے آرہے تہے۔ وہ رک گئی تہی
اسمعیل پاشا کے دیوالہ نکلتے ہی امریکن افسر رفوچکر ہوگئے تہے۔ خزانہ مین انکی جیب پُر کرنے کے لئے روپیہ نہین
رہگیا تہا۔ جس بوسیدہ حالت مین وہ مصری فوجکو چہوڑ گئے تہے اسکا پردہ تل الکبیر کے میدان مین فاش
ہوا۔ جبکہ ۲۵ ہزار سپاہی جو خوب مضبوطی سے مورچہ بند تہے انگریزی فوجکی دور سے شکل دیکہتے ہی ایک گولی
چلائے بغیر تتر بتر ہوگئے۔ اسکی بوسیدگی سوڈان کی بغاوت اور ہکس پاشا اور بیکر پاشا کی زیر کمان افواج کی بد
ہزیمت سے اور زیادہ وضاحت کیساتہہ منکشف ہوگئی۔ وہ مصری فوج جسنے ابراہیم پاشا اور ایک فرانسیسی سٹاف

افسرون کی ماتحتی مین یونانیون ترکون اور وہابیون کو پے در پے ہزیمتین دی تہین اب ایک ناکارہ مجمع رہگیا تہا جن مین صرف اسقدر رابطۂ وصلین باقی تہا کہ وہ پریٹ پر ایک جگہہ اکٹھے ہو جاتے تہے -

عربی پاشا کی بغاوت کے بعد پرانی مصری فوج منتشر کر دیگئی اور جدید مصری انگریزی انتظام کے شروع ہونے پر حفاظت ملک کے لئے ایک نئی فوج قایم کی گئی پرانی فوج مین کم از کم ڈیڑھ لاکھ آدمی تھے +

سعید پاشا کے زمانہ مین مصری فوج کا شمار دو لاکہہ تہا نئی فوج کی تعداد ابتدأً دسہزار مقرر کی گئی جو اب بتدریج ۱۵ ہزار تک بڑہا دیگئی ہے اُس کی تفصیل حسب ذیل ہے :-

آٹہہ دستے فوج سواران - ایکدستہ شتر سواران - اسپی توپخانہ میدانی کی ایک باتری - پہاڑی توپخانہ کی ایک خچر باتری - پہاڑی توپخانہ کی ایک شتر باتری - کلدار یعنی ہیکسم توپون کی ایک باتری - قلعجاتی توپخانہ کی تین کمپنیان فوج پیدل کی ۱۶ پلٹنین جن مین دس مصری اور چہہ سوڈانی ہین - فوج سواران توپخانہ چہہ مصری پلٹنون اور تمام سوڈانی پلٹنون کے افسر انگریز اور دیسی دونون ملے جلے ہین - فیلڈ افسر تقریباً تمام انگریز ہین - باقی ماندہ چار مصری پلٹنون کے افسر کلہم دیسی ہین سٹاف افسر تقریباً سب کے سب انگریز ہین انکی خدمات مصری گورنمنٹ کے سپرد کی گئی ہین - اور انگریزی فوج مین انکی جگہ قایمقام مقرر ہین +

فوجی خدمت لازمی ہے - اور یورپین ممالک کیطرح بذریعۂ "کنسکرپشن" (یعنی عمر مقررہ کے نوجوانون کو فوجی خدمت مین داخل کرنا) فوج بھرتی کیجاتی ہے - مگر چونکہ صرف دو ہزار رنگروٹ ہر سال مطلوب ہوتے ہین - اور آبادی پر فوجی خدمت کا بہت کم بوجھ پڑتا ہے بیشمار نوجوان بری کردیئے جاتے ہین اور جو بقرعہ اندازی منتخب ہون انکو بہی اختیار ہے کہ زر معاوضہ ادا کر کے سبکدوش ہو جائین اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ایک شخص زر معاوضہ دیکر بری ہوگیا اور جو اس کی جگہہ منتخب ہوا اُسنے بہی سبکدوشی حاصل کرلی حتٰی کہ یہ سلسلہ ساتوین یا آٹھوین شخص پر جو روپیہ ادا کرنے کی استطاعت نہین رکھتا تہا ختم ہوا - چونکہ ہر سال ضرورت سے بہت زیادہ نوجوان فوجی خدمت کے مستوجب ہوتے ہین - اس لیئے اُن مین سے انہین لوگون کو چنا جاتا ہے جو قوی ہیکل اور مضبوط ہون رنگروٹ ۲۳ برس کی عمر مین بھرتی کیا جاتا ہے - چہہ برس فوج نظام مین کام کرتا ہے اور ۵ برس فوج ردیف مین (پولیس زیادہ تر اسدرجہ کے لوگون سے بھرتی کیجاتی ہے) اور چار برس فوج مستحفظ مین +

فلاحین کو جنگی خدمت سے اب بالکل تنفر نہین رہگیا - انکو تجربہ ہوگیا ہے کہ جب سے جدید انگریزی مصری انتظام شروع ہوا ہے اُس وقت سے سپاہیون کو باقاعدہ تنخواہ ملتی ہے راشن عمدہ ملتا ہے - اور ان سے بہت اچہا برتاؤ کیا جاتا ہے - چنانچہ اب اکثر برضا و رغبت خود آکر بھرتی ہوتے ہین +

مصری پلٹن مین چار کمپنیان اور سوڈانی پلٹن مین چہہ ہوتی ہین - اور ہر ایک پلٹن مین ساڑھے

سات سو سی لیکر آٹھ سو تک آدمی ہوتے ہین۔ مصری پلٹن مین تین اور سوڈانی پلٹن مین چار انگریزی افسر ہین۔ افسرون کے عہدے ترکی ہین۔ لیکن ترکی بٹالین افسر کمانڈر (بن باشی یعنی ہزار سپاہی کا افسر) کے عہدے کو انیگلو مصری فوج مین میجر یا نائب کمانڈر پکارا جاتا ہے۔ اور اسکا اعلیٰ افسر کو قایمقام یا لفٹننٹ کرنیل۔ مصری فوج کے رائٹ ونگ کمانڈر (صاغ کول آغاسی افسر فوج یمین) اور لیفٹ ونگ کمانڈر (صول کول آغاسی افسر فوج یسار) سے فقط ایجوٹینٹ اور کوارٹر ماسٹر کا کام لیا جاتا ہے +

کمان کی بولیان پرانی مصری فوج کے دستور العمل کے مطابق ترکی زبان مین دی جاتی ہین اس فوج مین قریباً تمام افسر ترک ہوتے تھے۔ اور قواعد کی کتابین فرانسیسی زبان سے حسب الحکم محمد علی پاشا ترکی زبان مین ترجمہ کر دی گئی تھین۔ خدیو کی فوج مین صرف ایک انگریزی لفظ ”مارچ“ ابتک مستعمل ہے۔

سوڈانی پلٹنین مصری فوج کی روح رواں ہین۔ مصری دہقان گو انگریزی افسرونکی محنت و مستعدی سے ایک چالاک باکرہ صابر اور مطیع سپاہی بن گیا ہے مگر پھر بھی وہ سوڈانی سپاہی کے مقابلہ مین ویسا ہے۔ جیسا کہ پنجابی اور سکھ سپاہی کے موازنہ مین مدراس کا تلنگا۔ سوڈانی حبشی لڑائی کے لیئے ایک نہایت مفید اور کار آمد حیوان ناطق ہے۔ اور عرب کے خون کی آمیزش نے جو مشرقی سوڈانیون کے رگ و ریشہ مین بالعموم پایا جاتا ہے۔ اسکی قابلیت کو اور بھی بڑھا چڑھا دیا ہے۔ سوڈان کے خالص عرب یعنی قبایل بگارا جالین وغیرہ جو ابتداءً عرب سے ہجرت کر کے آئے تھے درویش فوج کا فخر اور مہدی کے جھنڈے کے پیرو ہین۔ لیکن وہ فرنگیانہ پوشاک اور سخت قواعد سے متنفر ہین۔ وہ اپنی پرانی طرز مین تلوار و نیزہ سے لڑائی کرنے کو پسند کرتے ہین۔ اسلیئے خلیفہ نے بندوقون سے اپنے حبشی سپاہیون کو مسلح کیا ہے جن کو جہادیہ کے نام سے پکارا جاتا ہے اور جو فوج آئین کیطرح مختلف دستون مین منقسم ہین سوڈانی سپاہی شلاک دونکا۔ اور دیگر حبشی قبایل کے لوگ ہین جو نیل ابیض کے سواحل پر آباد ہین۔ وہ مصر مین زیادہ تر غلامون کی حیثیت مین آئے تھے اور پرانی مصری سپاہ مین داخل کئے گئے تھے جنہون نے بمقام دمیاط عبد اللہ پاشا سپہ سالار سمیت ہتھیار رکھدیئے تھے۔ اُن مین سے کئی شخص درویشون کی فوج مین سے بھی بھاگ کر آئے ہوئے ہین۔ وہ مدت العمر کے لیئے بھرتی کئے گئے ہین۔ اور قریباً سب کے سب بیاہے ہوئے ہین انکی بیویون کے لیئے بارکون کے پاس جھونپڑیون کی قطارین بنی ہوئی ہین +

سوڈانی پلٹن کے سپاہی بھی مدراسی پلٹنون کی طرح اکثر متاہل ہین۔ مگر برخلاف مدراسی فوج کے مصری سوڈانیون کی جنگی طاقت مین تاہل کچھہ حارج نہین ہوتا حبشن اپنے خاوند کے لیئے کھانا تیار کرتی۔ اُس کے کپڑے دھوتی۔ اور کوچ کیوقت اسکا اسباب اٹھا کر ساتھہ ساتھہ چلتی ہے۔ حبشیون کا در اصل کوئی مذہب نہین۔ وہ اس لیئے مسلمان ہین۔ کہ ابتداءً مسلمانون کے تصرف مین آگئے۔ اُن کا افسر اُن کا خدا ہے

کپ اونکا وطن ہے۔ اور نوجی علم اونکا معبود ہے۔ ان لوگون مین اسقدر سپاہیانہ اوصاف ہین۔ کہ افسوس ہی کہ ہمارے پاس سلطنت کے گرم حصص مین اسطرح کی اور فوجین موجود نہین ہین۔ پچاس برس ہوئے جزائر غرب الہند مین ہمارے پاس پانچ چھ رجمنٹین انہی لوگونکی تھین۔ مگر اب وہ بتدریج گھٹتی گھٹتی دو رہگئی ہین۔ ڈچ لوگون نے ۱۸۷۱ء مین جب قصبہ المینا (واقع گولڈ کوسٹ مغربی افریقیہ) انگریزون کے حوالہ کر دیا تھا۔ اور اونہون نے اپنی حبشی پلٹنین جو وہان موجود تھین۔ جنگ آچین کو بھیجدی تھین۔ تو آچینی لوگ اون سے اس قدر ڈرتے تھے۔ کہ یورپین افواج کو اونکا اتنا خوف نہ تھا۔ بیان کیا گیا ہے کہ سوڈانی پلٹنون کے سپاہی ضعیف العمر ہوتے جاتے ہین۔ اور اونکی جگہہ نوجوان سوڈانی بڑی مشکل سے ملتے ہین۔ کیونکہ درویشون نے سوڈان مین بھرتی کیے جانیکو بند کر دیا ہوا ہے۔ مگر اسکے فتح کر لینے سے ہمین ایک نہایت شاندار کھیت نوجوانون کو بھرتی کرنیکا ملجائیگا۔ باقی رہی تعیبانی سو یہ چند وقتونکی بات ہی کیونکہ منبع نیل کے قریب یوگنڈا اور دہانہ نیل پر مصر ہمارے قبضہ مین ہے۔ پس درمیانی ملک کا فتح کر لینا کوئی مشکل بات نہین۔ نیل مین ہمارے مسلح سٹیمرون کی پہونچنے کی دیر ہے کہ مشرقی سوڈان فی الفور مفتوح ہو جائیگا۔

سوائے اس آخری بیان کہ ہمین مضمون نویس سے اور سب طرح سے کلی اتفاق ہے۔ مگر کچھ اختلاف بھی صرف ہماری ہی طرف نہین ہے۔ بلکہ آپ کے اکثر بھائی بھی جو آپ سے مدبر اور جہاندیدہ ہین۔ اندیشہ ظاہر کرتے ہین کہ جولائی کی کیا کس طرح سے سوڈان کو فتح کرتے کرتے انگریز کہین اوس ساری مصری فوجکو جسکی درستگی پر وہ ہین اس قدر زر کثیر کے علاوہ اپنی ہی ایک معتدبہ فوج ضائع کر کر ملک مصر کو بھی درویشون کے شکار ہونے کا آماجگاہ نہ بنا دین۔ نویسندہ مضمون نے یہ بالکل صحیح لکھا ہے۔ کہ مصری جو فوج مین بھرتی ہونے کے نام سے بھاگتے تھے ابراہیم پاشا اور اوس کے فرانسیسی افسرون کی محنت و تربیت سے اشجع زمانہ بن گئے۔ مگر عکاشہ کی پچھلی جنگ نے ثابت کر دیا ہے کہ انگریزی افسرون کو مصریون کی بزدلی مٹانے اور اونکو کارآمد سپاہی بنانے مین وہ ہی کامیابی نہین ہوئی جیسی کہ مندرجہ بالا مضمون کے پڑھنے سے معلوم ہوتی ہے۔ بلکہ برخلاف اس کے وہ ابھی تک ویسے ہی بودے ہین جیسے کہ عرابی کی بغاوت یا سوڈان کی پہلی جنگ کے وقت تھے۔

ہفتہ مختتمہ جولائی ۱۸۹۶ء کی تاریخی خبرین وغیرہ

تار کی خبرین مع مختصر حواشی۔

لندن - ۲۹ جون - (بغاوت کریٹ) جارج پاشا ساموس کا شہزادہ کریٹ کا گورنر مقرر کیا گیا ہے - باب عالی کو یقین ہے کہ جزیرہ مین اطفائے فساد بہت جلد ہو جائے گا - (مفسد) علاقون مین گورنرون کے جلد جلد تبدیل کر دیئے جانے سے عموماً حیرانی پیدا ہوتی ہوگی مگر پھر بھی اعلیٰ حضرت سلطان المعظم کی ایک نہایت گہری حکمت عملی ہے جسے ہر شخص نہین سمجھ سکتا - بہرحال عیسائی دول تو خوش ہو گئی ہونگی کہ اون کا ایک مطالبہ تو پورا کیا گیا - مگر جارج صاحب بھی وہی کرینگے جو کارا تھیوڈوری پاشا نے کیا تھا - اس آخر الذکر گورنر کو تبدیل ہوئے ابھی صرف دو تین مہینے ہی ہوئے ہین - یعنے پچھلے پانچ چھ برسون مین صرف دو تین مہینون کے لیئے کریٹ مین مسلمان گورنر رہے ہین - ایڈیٹر -

روما - یکم جولائی - (اطالین پالیسی) ڈیوک سرمونیٹا نے دار الوکلاء مین کل بیان کیا کہ گرمینگ کی اشاعت کے متعلق واقعات سے اٹلی اور انگلستان کے تعلقات کی عمدگی مین کوئی فرق نہین آیا - بلکہ دونون ملکون کے تعلقات ایک مشترکہ دشمن (یعنے دولت عثمانی حکومت) کے برخلاف کارروائی کرنیسے اور زیادہ گہرے ہو گئے ہین -

سرحد طرابلس پر فرانسیسی فوج کی نقل و حرکت کے متعلق بیان کیا کہ اٹلی بحیرہ روم امداد سکے ملحقہ علاقہ مین حالت موجودہ قایم رہے گی -

ایضاً - (قبضہ کسالا) مارکوئیس روڈنی (وزیر اعظم اطالیہ) نے ڈیوک آف سرمونیٹا کی تقریر کے مطابق تقریر کی اور بیان کیا کہ مصری مسئلہ مین اطالیہ کے جائز اغراض کی حفاظت کیلئے کسالا پر قابض رہنا ضروری ہے -

ایضاً - یکم جولائی - (بغاوت کریٹ) جارج پاشا جدید گورنر کینیا پہونچ گئے ہین - عیسائی وکلاء مجلس پارلیمنٹ مین حاضر ہونیسے انکار کرتے ہین -

لندن - ۲ جولائی - (مہم سواکن کا خرچہ اور اخبار ٹایمز) لارڈ ہملٹن نے آکسفورڈ یونیورسٹی کی انڈین انسٹیٹیوٹ کے افتتاح کے موقعہ پر جو تقریر کی تھی اخبار ٹایمز اوسکی بڑی تعریف کرتا ہے - مگر ساتھ ہی افسوس ظاہر کرتا ہے کہ لارڈ صاحب کے اقوال اور انکے افعال کے برخلاف ہین جن سے ثابت ہو رہا ہے کہ ولایت کی پولیٹکل ضروریات کے سامنے ہندوستان کے مفاد و اغراض کو انگلستان بالکل بالائے طاق رکھدیتا ہے - اسکے بعد اخبار مذکور لکھتا ہے کہ سنا گیا ہے کہ گورنمنٹ انگلیشیہ گورنمنٹ ہند کے اعتراضات کے باوجود مہم سواکن کا خرچہ خزانہ ہند پر ہی ڈالنے کا ارادہ رکھتی ہے -

لندن - ۳ جولائی - (آخری فیصلہ) کاغذات متعلقہ سواکن شب گزشتہ پارلیمنٹ مین پیش کیئے گئے - لارڈ ہملٹن کا مراسلہ مورخہ ۲۳ جون جو وائسرائے کے مراسلے کے جواب مین لکھا گیا ہے - یہ اصول قایم کرتا ہے کہ جب انگلستان یا ہندوستان کو ایکدوسرے سے عارضی طور پر فوج عاریت لینے کی سخت ضرورت آپڑے تو تا بامکان وحتی الوسع یہ امداد مفت بغور دیجانی چاہیئے - اسکے بعد مراسلہ مذکور مین تحریر ہے - کہ ہندوستان کا اس سے بڑھکر کوئی انٹرسٹ نہین کہ انگلستان سے آمد و رفت کیلئے

ایک محفوظ اور نزدیک ترین راستہ قایم رکھا جاوے۔ اور یہہ صاف ظاہر ہے کہ اس مدعا کیلئے مصر مین مضبوط اور مستقل اور زبردست حکومت قایم رکھنی اشد ضروری ہے۔ اور کہ موجودہ کارروائیان اوس پالیسی کا اہم جزو ہین جو مصر کی موجودہ حالت کیوجہ سے گورنمنٹ انگلشیہ پر لازمی ہوگئی ہے۔ بنا برین اس پالیسی کی تائید کرنا ہندوستان کا ضروری اور خاص فرض ہے۔ مگر ہندوستان سے صرف یہی چاہا گیا ہے کہ وہ بہی تہوڑی سی فوج عاریتاً دیدیوے کوئی زاید مالی بوجہ اوسکے سر پر نہین ڈالا گیا۔ ہان اگر فوجون کو ۳۱ دسمبر کے بعد بھی سوڈان مین رکھنے کیضرورت ہوئی تو ہندوستان کے ذمہ اخراجات کے کسی جزو کے ڈالنے کے مسئلہ پر پھر دوبارا نہایت ہی احتیاط سے غور کیا جاویگا۔ یہ نظیر جو اب قایم کیگئی ہے وہ صرف تہوڑی تہوڑی فوجون کے تہوڑے تہوڑے عرصون کیلئے ایسے مقاصد کے واسطے جن مین ہندوستان کے بھی اہم اغراض وابستہ ہین عاریت لئے جانیکے متعلق ہوگی۔ اب مومباسا مین چونکہ ہندوستان کا کوئی خاص تعلق نہین۔ اسلیئے ہندوستان سے جو فوج وہان بہیجی گئی تہی اوسکا کوئی خرچ ہندوستان سے نہین لیا گیا۔ مگر یہ قاعدہ سوڈان کے متعلق نہین برتا جاسکتا۔ لارڈ موصوف کا مسئلہ کئی طرح سے نہایت قابل غور ہے۔ ایک تو یہ کہ جو حجت اختیار کیگئی ہے اوس حجت کو اخبارات نے درست مانکر ثابت کر دیا تہا کہ ہندوستان پھر بھی خرچ کا ذمہ دار نہین ہوسکتا۔ ٹائمز وغیرہ اخبارات نے پہلے ہی یہہ لکھ دیا تہا کہ گورنمنٹ برا زور نہر سویز پر دیسکتی ہے کہ ہندوستان کیلئے اوسکی آمدورفت کو محفوظ رکہنا ضروری ہے۔ اور اوس نہر کی خاطر چونکہ مصر پر قبضہ ہوا۔ اور قبضہ کی بدولت سوڈان کا جنگ چھڑا۔ اسلیئے ہندوستان خرچ اور فوج دے۔ مگر اخبارات مذکور نے نہایت ایمانداری سے گورنمنٹ کو جتا دیا۔ کہ نہر سویز سے اکیلا ہندوستان ہی مستفید نہین ہوتا۔ بلکہ سیلون۔ ہانگ کانگ اور تمام آسٹریلیا بھی۔ مگر ان نوآبادیون اور مقبوضات سے ایک سپاہی یا ایک حبہ تک کبھی نہین لیا گیا۔ دوسرا یہ کہ اس نہر سویز کی حفاظت کیلئے عدن مین جو زبردست فوجی چوکی قایم ہے اوسکا تمام خرچ بالمدام ہندوستان کے ذمہ ہے۔ ان اعتراضات کا جواب مطلقاً کوئی نہین دیا گیا۔ دوسرا امر قابل غور ۳۱ دسمبر کے بعد بھی دیسی افواج کے سوڈان مین رہنے کے امکان کا احتمال ہے۔ لارڈ سالسبری صاحب تو فرماتے ہین کہ فقط ڈنگولا تک پیشقدمی ہوگی۔ اور غالباً اس سال کوئی بڑی جنگ نہین کیجاویگی۔ اور لارڈ ہملٹن صاحب ۱۸۹۶ء مین بھی ہندوستانی فوج کا سوڈان مین رہنا ممکن بتاتے ہین جسکا دوسرے لفظون مین یہ مطلب ہے کہ سوڈان کو اب فتح کیئے یا خود شکست کہائے بغیر نہین چھوڑنا۔ ہم نہین سمجھ سکتے۔ کہ انگریزی گورنمنٹ کو کون چیز ایسی مہمل ذومعنی اور ایک دوسرے کے نقیض بیانات کرنے پر مجبور کرتی ہے۔ یہ ہندوستان کے اغراض و مفاد کی حفاظت کی حجت ہی ایک عجیب تمسخر ہے۔ مگر خلوص عقیدت اور سچی لائلٹی ہمین خاص اس بارہ مین زیادہ لکھنے سے مانع ہے۔ اس فیصلہ سے ہندوستان کے سرکاری حلقون مین بھی سخت ناراضگی پھیلگئی ہے۔ ایڈیٹر

ہندوستان۔ ۱ جولائی۔ (قناوس کریٹ) جزیرہ کے مغربی علاقہ مین ابھی تک لڑائی بدستور جاری ہے سفرا دول کا خیال ہے کہ

کہ جب جزیرہ میں عبد اللہ پاشا کو بطور فوجی گورنر جزیرہ موجود رکھا گیا۔ تو عیسائی گورنر کا تقرر محض فضول ہے۔ کیونکہ فوجی گورنر کا مرتبہ ملکی گورنر سے بڑا ہے۔ [مسلا آرمینیا کیطرح سفراء دول (یعنے غالبا سفیر انگلستان۔ کیونکہ دوسرے سفیر بیچارے تو فقط تماشا دیکھنے والے ہیں) لگے اب پھر بکنے۔ اور محال طلبی شروع کرنے جب عیسائی گورنر کے تقرر کیلئے شور برپا کر رکھا تھا۔ اسوقت کیا یہ نہ سوجھا تھا کہ اب یہ خیال پیدا ہونا شروع ہوا۔ مگر مشتے کہ بعد از جنگ یاد آید بر کلہ خویش باید زد۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا یہ عیسائی ایلچی۔ ایمانداری۔ دیانت۔ عدل و نصاف۔ لحاظ و مروت اور ادب و تمکنت کو بالکل خیرباد کہہ چکے ہیں۔ خود ہی رپورٹیں بھیج رہے ہیں۔ کہ عیسائی نہ صرف مسلمان رعایا کو قتل کر رہے ہیں۔ بلکہ اسپیرٹیل نوجون سے بھی اکثر مقامات پر لڑائی کر رہے ہیں۔ اور بقول حضرات موصوف ترکوں کو شکست پر شکست دے رہے ہیں۔ اور ایسی خود سر اور ستمگر دہوگئے ہیں کہ عیسائی ممبران پارلیمنٹ پارلیمنٹ میں حاضر نہیں ہوتے۔ تو ایسی صورت میں بھی اگر فوجی جرنیل مسلمان نہ رکھا جائے تو کیا سرغنہ باغی کو سلطان المعظم سپہ سالار بنا دیں۔ ایڈیٹر

لنڈن۔ ۲ جولائی۔ (وادی نیل میں ہیضہ) وادی حلفہ میں فقط سول آبادی میں ہیضہ پھوٹا ہے۔ فوجی آبادی محفوظ ہے

هفته مل کور کی دیگر خبریں

اخبار المویلد مصری رقمطراز ہے کہ بہت سے حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ روس اور فرانس نے اطالین اور انگریزوں کے برخلاف حبشیوں اور درویشوں سے سازش کی ہے۔

فرانسیسی علاقہ ابوک کے رستہ سے روس اور فرانس حبشیوں اور درویشوں کو ہتھیار روانہ کرتے ہیں۔ پہلے ان ہتھیاروں کو حبشی لیتے ہیں۔ اور پھر ہدیہ اور تحفہ کے نام سے مہدی کو روانہ کرتے ہیں۔ یوں بہت سی ارزانی بندوقیں اور عمدہ اسلحہ حبشیوں اور درویشوں کے ہاتھ لگتے ہیں۔

مصر کی سرحد پر خلیفہ کے انتقال کی خبر زور سے مشہور تھی۔ پر اب اوسکی تکذیب ہوگئی ہے۔

حلب میں بم۔ آرمینیوں کے پاس سے ایک صندوق پکڑا گیا جس میں بغاوتی خطوط بھرے ہوئے تھے۔ مجرموں نے اقرار کیا کہ یہ خطوط انگریزی سوسایٹی نے شایع کرنے کے لیئے ہمیں دیئے ہیں۔ ہم فقط مزدور ہیں۔ ترکیوں میں اسکی تحقیقات ہوئی انگریزی اور روسی سفیروں کے علاوہ دو اور سفیر بھی شامل تھے۔ روسی سفیر نے ملزمین بغاوت سے پوچھا کہ کیا تم عثمانی نہیں ہو انگریزی سفیر نے کلام کو قطع کر کے اون لوگوں سے جواب دیا۔ ہم عثمانی نہیں ہیں۔ ہم انگریز ہیں۔ اسپر انگریزی سفیر اون ملزمین پر آگ بگولہ ہو گیا۔ اور ایک شخص کو طمانچہ کھینچ مارا۔ انگریزی سفیر کی یہ حرکت سب حضار مجلس کو بہت بری معلوم ہوئی آخر روسی سفیر نے کہا ہمکو فقط تحقیقات کرنا چاہیئے نہ مار دھاڑ اور گالی گلوچ۔

اس ہفتہ بھی سوڈان سے کوئی خبر جنگ وجدال در معرکہ آرائی کے متعلق موصول نہیں ہوئی۔

اخبار پایونیر مخبر ہے کہ سوڈان کی جنگی کارروائیان ڈنگولہ پر قابض ہوجانے پر ختم ہوجائینگی۔ اور اس سال مہدی کے خلاف کوئی بڑی جنگ نہین کیجاویگی جس سے پتہ لگتا ہے کہ دیسی افواج کا کچھ حصہ موسم سرما کے شروع مین سواکن سے ہندوستان کو واپس آجاوے گا۔ لارڈ سالسبری صاحب بھی اپنی تقریر مین یہی بیان فرماتے ہین بمبئی کا اخبار ٹائمز لکھتا ہے کہ موسم سرما مین غالباً اور فوج ہندوستان سے سوڈان کو بھیجی جاویگی ۔

مسٹر جان مارلے ممبر پارلیمینٹ و لبرل فریق کے مقتدر رکن نے ۳ ماہ گزشتہ کو مہم سوڈان کے برخلاف بمقام لیڈز ایک پُرزور دلاویز اور برجستہ و مدلل تقریر کرکے گورنمنٹ کو مطعون کیا کہ باوجود متواتر وعدون کے مصر کو خالی نہ کرنا صریح بے ایمانی ہے۔ گورنمنٹ کو جسطرح لارڈ کرومر چاہتا ہے اپنی انگلیون پر نچا رہا ہے سب سے زیادہ تعجب خیز یہ بات ہے کہ گورنمنٹ کا دعویٰ ہے کہ وہ مصر کی مالی حالت کی درستی اور رعایا مصر کی خوشحالی کو تحقیق کرنیکے لیئے مصر پر متصرف ہے۔ مگر اس جنگ سے صرف گورنمنٹ مصر کا ہی دیوالہ نکال رہی ہے۔ بلکہ رعایا کو قحط اور تنگ حالی کے مصائب مین مبتلا کر رہی ہے کیونکہ مہم کیوجہ سے تمام اجناس کا نرخ قحط کی شرح تک پہونچگیا ہے! اور غربا نہایت عسرت سے گذارہ کرتے ہین۔ اسکے بعد صاحب موصوف نے ہندوستانی افواج کا خرچ ہندوستان کے خزانہ سے لیئے جانے کی سخت مخالفت کی اور لارڈ سالسبری صاحب کو اونکے یہ فقرات یاد دلائے جو جنگ حبش کے موقعہ پر اونھون نے ۱۸۶۷ء مین پارلیمینٹ مین کہے تھے۔

”مین اس بات کو پسند نہین کرتا۔ کہ ہندوستان کو مشرقی سمندرون مین ایک انگریزی چھاؤنی تصور کر لیا جاوے کہ جب ضرورت ہوئی بغیر مالی معاوضہ دینے کے جتنی فوج چاہی وہان سے منگوالی۔ تمام فوجی حکام ہمین یقین دلاتے ہین کہ وہان گورنمنٹ نے جس قدر فوج رکھی ہوئی ہے اس ساری کو امن و حفاظت ملک کیلیئے وہان رکھنا ضروری ہے۔ اگر یہ بات درست ہے تو وہان سے فوجکا منگوانا خطرہ سے خالی نہین ہے۔ اور اگر زیادہ عرصہ کیلیئے وہان سے فوجین منگوانے مین کوئی ہرج نہین واقع ہوتا تو ہندوستانی آبادی کو زائد فوجکے خرچ سے زیر بار کرنا سخت نامناسب ہے۔“ خرچہ کے بارہ مین مدلل بحث کرنیکے بعد مسٹر موصوف نے یہہ مہم سوڈان کیطرف توجہ منعطف کرکے ارشاد فرمایا کہ گورنمنٹ نے اوس کے ضروری ہونیکی نسبت کوئی وجہ موجہ ظاہر نہ کی پس یا تو وہ کوئی وجہ معقول بتائے یا اس صریح غلطی پر مصر رہنے سے باز آئے اور وہان سے واپس ہٹ آئے۔“

شہنشاہ۔ آسٹریا نے یکم جون کو بمقام بوڈاپسٹ اہالی شہر کے ایڈریس کے جواب مین منجملہ دیگر امور بیان کیا کہ سلطان المعظم کے شہزادہ فرڈنینڈ کو باضابطہ حکمران بلگیریا تسلیم کرنے سے ریاستہائے بلقان کا امن بخوبی متیقن ہوگیا ہے۔ ترکی صوبجات بوسنیا و ہرزیگوینا نے گورنمنٹ آسٹریا کے زیر انتظام قابل تعریف ترقی کرلی ہے چند برسون سے وہان کی آمدنی، خراجات کو مکتفی ہوتی ہے۔ اور ۱۸۹۶ء مین بھی وہ برابر اپنا خرچ اپنی آمدنی سے پورا کرسکین گے۔ مگر یہہ نہ بتایا کہ اون کو کب خالی کرکے سلطان المعظم کے حوالہ کر دیا جاوےگا؟ اے ہمسایہ

غاصبین! تم سے خدا سمجھے!!!

ٹیجما بر فرڈوک جنہون نے فتح فرکت کے بعد فوراً ہی ڈبل کریج کرکے مقام سوارده پر بھی قبضہ کر لیا تھا کرنیل بنائی گئے ہین بیان کیا جاتا ہی کہ اس لڑائی مین درویشون نے بڑی مردانگی سے مقابلہ کیا۔ مگر مصری فوجکی ثابت قدمی اور رتھیلون اور بندوقون کی آتشباری کو سامنے ٹھیر نہ سکے۔ اونکا ایک ہزار قتل ۵۰۰ اسیر اور بے تعداد مجروح ہیگر مصر کا اخبار **المویل** نوید فتح پر خوشی کا اظہار کرنیکے بعد تیا سا لکھتا ہے کہ مقتولین و مجروحین مین اس قدر درویش سپاہی نہین ہونگے جتنے کہ رعایا کے آدمی۔ اور غالباً انگریزی افسر اپنی نیکنامی کیلئے (جیسے کہ ہندوستان کے پادری اپنی کارگذاری دکھانے کیلئے اپنی رپورٹون مین چوہڑ وغیرہ کمین قوم کے نومسیحون کو شریف ہندوستانی ظاہر کرتے ہین) غریب دہقانون کو گرفتار کرکے درویش ظاہر کر رہے ہین۔ کہا جاتا ہے کہ فرکت اور سوارده مین فاتحین کو ایک ہزار رتھلین ایک ہزار نیزے۔ ۳ سو گدہے ۷۰ گھوڑے سوار ۱۹۰ اونٹ بطور غنیمت ہاتھ آئے۔

خلیفہ عبد اللہ نے خلیفہ شریف سے صلح کر لی ہے۔ جو ایک زبردست فوج لیکر عبد اللہ تعایشی کی مدد کیلئے خرطوم کو آرہا ہے۔

خلیفہ نے سنا جاتا ہے کہ ڈنگولہ کی کمک کیلئے ایک جرار فوج روانہ کی ہے۔ انگریزی اخبارات لکھ رہے ہین کہ خلیفہ بالکل مفلس اور قلاش محض ہے۔ اور درویشون کے پاس سامان رسد مطلقاً موجود نہین ہے۔ مگر سواکم کے عرب سوداگر اسکے برخلاف بیان کرتے ہین۔ کہ خلیفہ بہت متمول اور دولتمند ہے۔ اور درویشون کے پاس سب طرح کا سامان کافی ہے *

ولائیت کے اخبارات راوی ہین کہ خلیفہ کو جب فرکت کی شکست کی اطلاع پہونچی۔ تو وہ بالکل مبہوت ہوگیا۔ اور ۹ گھنٹہ تک ڈاڑھی کے بال نوچنے کے سوا اور کوئی کام نہ کر سکا۔ سنٹرل نیوز ایجنسی مخبر ہے۔ کہ وزارت نے موسم سرما مین سوڈان کو دس یا پندرہ ہزار فوج انگلستان سے بھیجنے کا فیصلہ کر دیا ہے۔ اور یہ فوج حکم پہونچتے ہی میدان جنگ کو روانہ ہوجائیگی اور یہ تیسری خبر ہے جو لارڈ سالسبری کی تقریر کے برخلاف ہے *

المویل راوی ہے کہ خدیو مصر نے سردار کچنر پاشا کو فتح فرکت مین جو تار مبارکباد بھیجا تھا۔ اوس کا جواب سردار موصوف نے نہائیت بے اعتنائی سے صرف چند ایک خشک لفظون مین دیا ہے جس سے تمام ملک مین نہائیت رنج پیدا ہوگیا ہے *

فرانسیسی سفیر متعینہ ایتھنز نے یونانی رعایا کی شورش اور جوش کو دیکھ کر گورنمنٹ یونان کو متنبہ کر دیا تھا کہ رعایا کی خوشنودی کو ملحوظ رکھ کر اگر اوس نے کریٹ کو جہاز بھیجنے کی جرأت کی تو ترکی گورنمنٹ جس کی کل فوجین اس وقت تیار ہین بالضرور یونان پر حملہ کر دے گی جس کا نتیجہ یونان کے حق مین اچھا نہ ہوگا گورنمنٹ مذکور نے کمال

کمال دانائی سے اس مشفقانہ نصیحت کو قبول کرلیا۔ اور اپنے برُے ارادون سے باز آگئی۔

ٹائیمز لکھتا ہے کہ سمرنا قصبہ ریلوے پر کردون نے بشمار ارمنی مزدورون اور کئی انگریز فرانسیسی اور جرمنی انجنیرون کو قتل کردیا ہے مگر باب عالی اس جھوٹی خبر کی باضابطہ تردید کرتا ہے۔

دول یورپ کی درخواست کے جواب مین باب عالی نے لکھا ہے کہ سر دست زیتون مین عیسائی گورنر مقرر کرنا فساد کا موجب ہوگا۔ جس وقت دوسرے صوبون کیلئے عیسائی گورنر تجویز ہونگے۔ اوس وقت صوبہ زیتون کے واسطے بھی کوئی عیسائی گورنر مقرر کیا جاوے گا۔

تین ترکی طلباء احمد حسن حسین کو جو پیرس مین ایک اخبار کے اڈیٹر تھے۔ ہز ایکسیلنسی منیف آفندی ترکی سفیر متعینہ پیرس کی شان مین نامناسب الفاظ لکھنے کے جرم مین فرینچ پولیس نے گرفتار کرنا چاہا۔ پہلے دو پکڑے گئے ہین اور تحقیقات کیلئے قسطنطینیہ بھیجے گئے ہین تیسرا مصر کو بھاگ گیا۔

قاہرہ کے لبرل ترکونکی بدذاتی کی ایک نہائیت حیرت انگیز خبر موصول ہوئی ہے۔ قاہرہ کے مشہور ہفتہ وار اخبار النیل کا سب اڈیٹر محمد ولی الدین یکن اور اوسکا اسسٹنٹ علی بیگ آفندی دار الخلافہ جانے کے لیے اسکندریہ پہونچے۔ جہاز کی روانگی مین ایک آدہ دن کا وقفہ تھا۔ وہ ہوٹل مین جا ٹہیرے۔ دونون دوست کمرے مین بیٹھے ہوئے تھے کہ عزت بیگ لبرل ترک (جو خدیو کے دیوان کا رکن ہے) چند مسلح ساتھیون کو لیکر ہوٹل مین آگیا۔ مالک ہوٹل کے اطلاع کرنے پر ولی الدین نے کمرہ کا دروازہ بند کرلیا۔ مگر حملہ آورون کے اوسے توڑنے پر آمادہ ہوجانیسے مجبوراً کھولدیا۔ عزت بیگ نے اندر آتے ہی ولی الدین کو مغلظات سنانا اور علی بیگ کو مکون اور ٹھوکرون سے مارنا شروع کردیا۔ اور پھر تھوڑی دیر کے بعد علی بیگ کو دو آدمیون کے ہمراہ خدیو کے محل راس التین کو بھیجدیا۔ اور ولی الدین سے قتل کردینے کی دہمکی دیکر معاہدہ لکھوالیا کہ النیل مین آئندہ لبرل ترکون کی مخالفت یا تائید مین کوئی مضمون شایع نہین ہوگا۔ اور (نعوذ باللہ منہا) یہ کہ سلطان المعظم خاین اور غاصب ہین۔ اقرار نامہ لکھوالینے کے بعد اوس نے ولی الدین کو فوراً قاہرہ واپس چلے جانیکا حکمدیا۔ اور دہمکی دی کہ اگر اوسنے قسطنطنیہ جانیکا ارادہ کیا تو اسکندریہ کے بندر تک پہونچنے سے پہلے قتل کردیا جاویگا۔ چنانچہ وہ بیچارہ اوسیوقت قاہرہ چلا آیا۔ تیسرے دن علی بیگ بھی قاہرہ آگیا اور بیان کیا کہ پہلے دن مجھے محل راس التین مین لیگئے۔ اور چند گھنٹہ وہان رکھکر ہوٹل مین واپس لے آئے۔ دوسرے دن علی الصباح خدیو کے محل منتزہ کو لے گئے۔ اور وہان ۱۰ گھنٹے مجھے نظربند رکھا۔ اور کہتے رہے کہ مجھے خدیو کے روبرو پیش کیا جاوے گا۔ مگر آخرکار ڈاکٹر اسمٰعیل ابراہیم خدیوی طبیب کے سامنے پیش کیا گیا۔ یہ شخص مدرسہ طبیہ شاہانہ قسطنطنیہ سے خارج کیا گیا ہوا ہے۔ اور لبرل ترکون کے سرگروہون مین سے ہے۔ اوس نے مجھے سلطان المعظم کی خوبیت اور لبرل ترکون کی مخالفت لکھنے پر سخت تہدید کی۔ اور آخر مین مجھے یہ دہمکی دیکر رہا کردیا

کہ آیندہ کبھی تو نے کوئی کلمہ ابرل نیرتی کے برخلاف منہ سے نکالا یا لکھا تو فوراً پاگلخانے مین بھیجدیا جاویگا۔ اسبارہ مین مفصل عرضداشت خدیو کی خدمت مین ارسال کیگئی ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس معاملہ کی خبر لارڈ کرومر کو کیطرح پہونچ گئی تھی۔ اونسے خدیو کو اوسکے ملازمان نج کی اس زیادتی پر چشم نمائی کی۔ اور اون لوگون کو سزا دئیے جانے کیواسطے تاکید کی۔ جن مین سے ایک موقوف ہوچکا ہے۔ علی بیگ لارڈ کرومر کی خفگی آمیز مراسلت پہونچنے پر رہا کیا گیا تھا۔ النیل نے جو اپنا پرورد وقعۃ لکہا ہے۔ اوس سے تو یہ مترشح نہین ہوتا۔ کہ خدیو نے ایرل ترکون کو ایسی بیجا سینہ زوری کرنیکی جرأت دلائی ہو۔ مگر ٹائمز کے بیان سے خدیو کی سازش کا پتہ لگتا ہے۔ ہماری رائے مین گو خدیو کی خدمت مین ایسے مکرام باغیونکی موجودگی ضرور شہتباہ پیدا کرتی ہے۔ مگر جبتک ٹہیک تصدیق نہ ہوئے۔ اوسپر یقین کرنا ہرگز مناسب نہین ؎

ہفتہ مذکور کے مضامین خاص

منقول از وکیل مطبوعہ ۱۶ جولائی ۱۸۹۶ء

(دول یوروپ و مصر)

کچھ عرصہ ہوا ہمنے ایک لیڈنگ آرٹیکل مین تحریر کیا تھا۔ کہ مسئلہ مصر کیطرف دول یوروپ کی طاقتون کو زار روس کی تاجپوشی سے پہلے متوجہ ہونے کا موقعہ نہین ملیگا۔ البتہ گورنمنٹ روس اوس سے فارغ ہوتے ہی ضرور اس معاملہ کیطرف توجہ کرے گی۔ کیونکہ انگریزی قبضہ مصر سے نہ صرف اوسکے دوست فرانس اور ٹرکی ہی ناخوش ہین۔ بلکہ خود اوسکو بھی کئی ایک پولیٹیکل وجوہات سے مصر مین انگریزون کا اقتدار ناگوار ہے۔

چنانچہ ۲۹ جون کی تار سے جسکو ہم پچھلے ہفتہ کے اخبار مین درج کرچکے ہین۔ ہمارے اس قیاس کی پوری تصدیق ہوگئی ہے۔ ٹائمز کا نامہ نگار مقیمہ پیرس لکھتا ہے۔ کہ روس مسئلہ مصر کے تصفیہ کیلیے سلسلہ جنبانی کرنے والا ہے۔ اور یہ تجویز پیش کرے گا کہ مصر سے انگریزون کو خالی کراکر کل دول عظام کی زیر نگرانی خودمختار رکہا جاوے۔ اس وقت ہم تجویز مذکور کے حسن و قبح پر بحث کرنا نہین چاہتے جو صاف ظاہر ہے کہ موجودہ صورت سے بھی زیادہ خطرناک حالت پیدا کرنے کی موجب ہوگی۔ بلکہ سردست یہ جتادینا چاہتے ہین۔ کہ انگریزون کے قبضہ مصر پر مصر رہنے اور اوسکو اوسکے اصلی حقدار کے سپرد نہ کردینے سے کس قدر سخت مشکلات پیدا ہونے والی ہین۔ اور روس انگلستان کی اس حکمت عملی کو کیسی بری نگاہون سے دیکھ رہا ہے۔ انگلستان سے یہ امید رکہنا بالکل فضول ہے۔ کہ وہ از خود کبھی مصر کو خالی کردیگا یا حتی الوسع سلطان کے مغصوبہ حقوق مین سے کسی ایک کو یا کل کو واپس کردینے پر مائل ہوجائیگا۔ بلکہ بخلاف اسکے اسوقت جس قدر خطرہ سلطنت عثمانیہ کو انگلستان سے پہونچنے کا احتمال ہے۔ وہ کسی دوسری سلطنت سے ہرگز نہین۔ ہم اس بحث کو بتفصیل چند گزشتہ پرچون مین درج کرکے مبرہن طور پر ثابت کرچکے ہیں۔

کہ انگلستان گو کبھی کسی وقت ٹرکی کا دوست رہا ہو مگر اب ہرگز نہین۔ بلکہ اگر اوسکا شمار فتنائیون کے بانی دشمنون کے ذیل مین کیا جائے تو راستی سے بعید نہ ہوگا۔ کوئی دن ایسا نہین گذرتا جب کہ اس بات کا مزید ثبوت ہم نہ پہونچتے ہون۔ آرمینیون کی شورش کی نسبت تحقیق ہو چکا ہے۔ کہ یہ بسبب بعض انگریزیون کا برپا کیا ہوا تھا۔ اور اب بھی جیسا کہ ناظرین کو اسلامی خبرون کے مطالعہ سے معلوم ہو گیا ہوگا یہ انگریز آرمینیون مین بغاوت پھیلانے کے لیئے اپنے پرانے ہتھکنڈون سے کام لے رہے ہین یہ فتنہ پردازیان اگرچہ مفسد طبیعت انگریز پادریون اور مفسدین کیطرف سے سمجھی جاتی ہین تو چندان تعجب کی بات نہ تھی۔ مگر افسوس اور تعجب تو یہ ہے کہ خود انگریزی گورنمنٹ کے بعض عمال متواتر کئی برسون سے سلطنت عثمانیہ کی عیسائی اور عرب رعایا کو زر نقد و اسلحہ سے دربردہ امداد دیکر طرح طرح کی حیلہ سازیون سے بغاوت پر آمادہ کرکے سلطان کی طاقت کو کمزور کرنیکی مسلسل اور لگاتار کوشش کر رہے ہین۔ سلطنت کی سابقہ کمزوری سے انگلستان نے بہت سے فایدے حاصل کیئے۔ کئی ایک مقبوضات سلطانی پر بغیر کسی لڑائی بھڑائی اور خرچ کے مفت مین قبضہ کر لیا۔ بیشمار تجارتی اور پولیٹیکل رعایات حاصل کرلین۔ اور ایک طرح سے وہ کل سلطنت عثمانیہ کا مالک بن بیٹھا تھا جب سلطان نے اپنی طاقت سنبھالنی شروع کی تو انگلستان نے وہ ناجائز فایدہ ہاتھ سے جاتا دیکھکر جو سلطنت ٹرکی کی کمزوری کے باعث اوسے پہونچ رہا تھا۔ اعلیحضرت کے رستہ مین طرح طرح کی مشکلات پیدا کرنی شروع کر دین۔ اور جب ان خفیہ کوششون اور چھپی چالون سے اپنا مدعا پورا ہوتا نہ دیکھا تو کھلم کھلا اپنے ہتکھنڈے دکھانے شروع کر دیئے اور ۱۸۹۶ء مین بابعالی سے علانیہ یہ درخواست کی کہ مصر پر ہمارے قبضہ کو باضابطہ تسلیم کر لو اور قبرس کی جگہ جزیرہ کریٹ دیدو۔ ہم اس تبادلہ کے لیئے دو کروڑ پونڈ بھی نذر کرنے کو تیار ہین۔ سلطان المعظم کی طاقت اگر بالکل ہی زائل ہو گئی ہوتی تو بھی ممکن نہ تھا کہ وہ ایسی بیہودہ درخواست کو منظور کرتے۔ چنانچہ اونہون نے اس درخواست کو بڑی حقارت کے ساتھ نامنظور کر دیا۔ جس کے عوض مین انگلستان نے آرمینیا مین خود ہی فساد برپا کرکے سلطان المعظم پر بدانتظامی کا الزام لگانا شروع کر دیا۔ اور بطور سابق دیگر دول عظام کی اعانت و امداد پر بھروسہ کرکے باغیون کی حمایت مین جو اوسی کے اشارون پر کٹ پتلیون کیطرح ناچ رہے تھے۔ سلطنت عثمانیہ کے ستیاناس کر دینے کی ٹھان لی۔

دول عظام نے جو انگلستان کی نیت و ارادہ سے واقف ہو گئی تھین۔ اس معاملہ مین انگلستان کا ساتھ تو دیا۔ مگر نہ اس خیال سے کہ اوسکی فریبانہ چالون کی تائید کی جائے۔ بلکہ محض اسلیئے کہ ٹرکی کو اوسکے خطرات سے محفوظ رکھا جائے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انگلستان نے اس معاملہ مین کمال خفت اوٹھائی۔ اور تمام دنیا کی نظرون مین اوسے سخت ذلیل ہونا پڑا۔ لیکن بجائے اسکے کہ وہ اس خفت اور ذلت سے کوئی اچھا سبق حاصل کرتا سلطنت ٹرکی کے برخلاف اسکا غیظ و غضب اور بھی بڑھ گیا۔ اور روس نے کھسیانا ہو کر ایکطرف تو ٹرکی اور فرانس

قلعہ کلید بحر (بجانب یورپ موہانہ ڈارڈانلز)
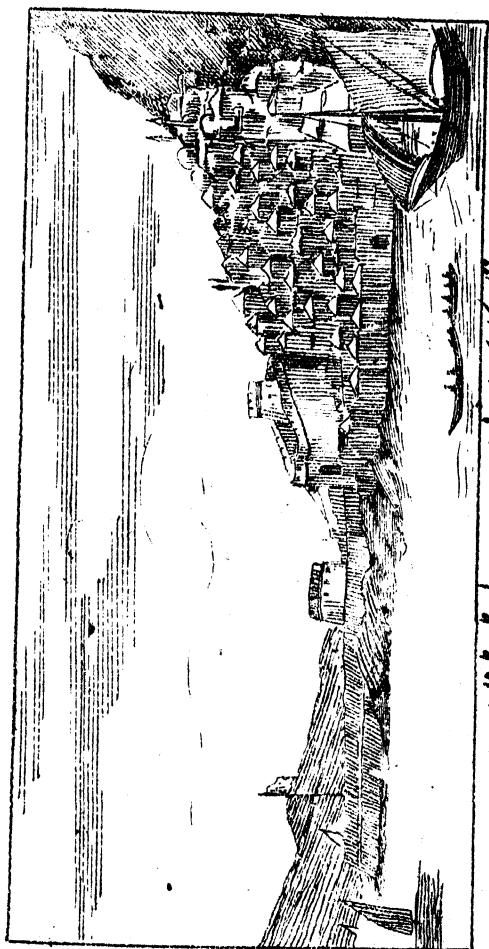
اور روس کو اپنی طاقت اور شاہ زوری دکھانے کیلئے مصر مین براہ راست خود سوڈانیون کے برخلاف معرکہ آرائی شروع کر دی۔ اور دوسری طرف سلطان المعظم کو اونکی جسارت اور جرأت کا مزہ چکھانے کیلئے کریٹ مین فساد برپا کر دیا۔ غرضیکہ آخر اپنی ناعاقبت اندیش چالون سے نہ صرف گورنمنٹ ٹرکی کو اپنے سے بیزار کر لیا۔ بلکہ باستثنائے چند نمک حرام اون لوگون کے جو ینگ ٹرکش پارٹی کے نام سے موسوم ہین۔ اور جن کی تعداد چالیس پچاس سے متجاوز نہین۔ کل عثمانیہ قوم کے بچہ بچہ تک کو اپنا دشمن اور مخالف کر لیا ہے۔ ایک ساری کی ساری قوم کی مخالفت جو بڑے نتائج پیدا کر سکتی ہے وہ سمجھدار لوگون سے پوشیدہ نہین ہے اور انگلستان کے موروثی دشمن روس نے اوس کے وزراء کی غلط حکمت عملیون سے پورا پورا فائدہ اوٹھا کر اور اس موقعہ کو غنیمت سمجھکر سلطان المعظم کو اپنا رفیق و مددگار بنا لیا۔

انگلستان مسئلہ آرمینیا کے جھگڑے سے پیشتر ٹرکی کے جان نثار دوستون مین گنا جاتا تھا۔ اور اس دوستی کی حالت مین اوسنے حق رفاقت یہ ادا کیا تھا کہ ٹرکی کے مقبوضات کچھ تو اوروں کو دلا دیئے اور کچھ خود دبا لیئے اور معاہدہ برلن کی جو شرائط اونکے حق مین مفید نہین۔ اونکی طرف کبھی بھولے سے بھی خیال نہ کیا۔ گورنمنٹ ٹرکی نے اگر کبھی ان شرائط کی یاد بھی دلائی تو اوسے آئین شائین بائین کرکے ٹال دیا۔ برخلاف اسکے روس نے جو ٹرکی کا جانی دشمن اور قدیمی بدخواہ مشہور ہے جنگ کے ختم ہونیکے بعد ٹرکی کے برخلاف خفیہ یا علانیہ کوئی کارروائی کسی قسم کی نہین کی۔ اور مسئلہ آرمینیا کے آخری مرحلہ مین جب انہی اپنے آپ کو سلطان کا طرفدار ظاہر کر دیا۔ تو اوسکے ساتھ ہی دنیا کو یہ بھی دکھلا دیا۔ کہ حق رفاقت اسطرح ادا کیا جاتا ہے۔ یعنے آرمینیا مین انگلستان کی تمام امیدون کو خاک مین ملا دینے کے علاوہ سلطان سے موافقت ہوتے ہی بلگیریا۔ یونان۔ سرویا۔ وغیرہ کو متنبہ کر دیا۔ کہ قومی قرضہ عثمانیہ کا جو حصہ بروئے عہدنامہ برلن تمپر عائد ہوتا ہے اوسے فوراً ادا کر دو۔ اس معاملہ مین اوسنے کسی دوسری طاقت سے استمزاج کرنے کی کچھ بھی پروا نکرکے تن تنہا ریاست ہائے متعلقہ کو اپنی اپنی ذمہ داری کے پورا کرنے کی تاکید کر دی۔ چنانچہ کل ریاستون نے بہت جلد اور بڑی خوشی سے اپنا اپنا حصہ ادا کرنا منظور کر لیا۔ جس سے ٹرکی کی جو کئی کروڑ کی رقم ڈوبی ہوئی تھی۔ وہ اب اٹھارہ برس بعد کھری ہو گئی ہے۔ اور عنقریب خزانہ عثمانیہ مین داخل ہو جاوے گی۔ اسکے علاوہ جو حق رفاقت وہ اب ادا کرنے والا ہے۔ گو وہ ٹرکی کے حق مین مفید ہو یا نہ ہو۔ مگر انگریزون کیلئے سخت مشکلات اور خوفناک اثر پیدا کرے گا۔ اور ممکن ہے کہ اس موقعہ پر سلطان المعظم بھی عملی کارروائی کر گذرین۔

سوائے معدودے چند مدبرین اور سمجھدار لوگون کے اعلیحضرت پر اونکی اپنی رعایا، اور باقی تمام دنیا کے مسلمان یہ اعتراض کر رہے ہین۔ کہ آئے دن عیسائی سلطنتین اون کے مقبوضات پر قبضہ کیئے چلی جا رہی ہین اور وہ ہین کہ بالکل خاموش بیٹھے ہین

سب سے بڑا اعتراض مصر کے متعلق کیا جاتا ہے کہ انگریزی عملداری چودہ برس سے اوسے بلائے بے درمان

کیطرح چمٹے ہوئے ہین! ور اعلیحضرت اونکو بیدخل نہین کرتے۔ جس سے اسلامی خلافت وسلطنت کی دنیائے اسلام
کی نگاہون مین کمال بیوقعتی ہو رہی ہے۔ اور مسلمانون مین یہ خیال پیدا ہو گیا ہے کہ سلطنت عثمانیہ بالکل بے طاقت
ہو گئی ہے جس خیال کا مسلمانون کے دلون مین جم جانا خلافت اور سلطنت عثمانیہ کے حق مین بہت مضر ہے بیشک
بادی النظر مین یہ اعتراض نہایت زبردست معلوم ہوتا ہے۔ اور جب ان معترضین کو یہ جواب دیا جاتا ہے کہ سلطنت
عثمانیہ اندرونی اور بیرونی مخصمات مین ایسی کچھ گرفتار ہے کہ اوسے مصر ٹیونس مصوع سواکن وغیرہ بلاد کے اجنبیون کے
قبض وتصرف مین سے نکالنے کی فرصت ہی نہین ملتی۔ تو وہ جواب دیتے ہین کہ دنیا مین کوئی ملک اور سلطنت ایسی نہین
جسے اندرونی تنازعات اور بغاوت رعایا وجیسے نقیصون سے سابقہ نہ پڑ رہا ہو۔ مگر نہین سے کوئی بھی ایسی نہین جو
ان بکھیڑون کیوجہ سے اپنے حقوق کو محفوظ رکھنے مین اسطرح لاپروائی کرتی ہو مثال کے طور پر وہ ہسپانیہ۔ اٹلی وانگلستان
وغیرہ کو پیش کرتے ہین معترضین کے اس الزامی جواب کو ہم بھی تسلیم کرتے ہین۔ مگر انہین معلوم رہنا چاہیے کہ ان مذکورہ
بالا سلطنتون کے حقوق کو دوسری عیسائی سلطنتین غصب کرنیکی جرأت نہین کرتین۔ کیونکہ وہ سب کی سب عیسائی ہین۔
اسلیئے باوجود اندرونی تنازعات اور فسادات کے اونکے حقوق محفوظ رہتے ہین۔ لیکن بخلاف اسکے اسلامی سلطنتون کو تمام
دول مسیحی ایک مشترکہ دشمن تصور کرتی ہین۔ اگر کوئی اسلامی سلطنت کسی عیسائی غاصب سے مقابلہ کرے تو وہ باقی عیسائی
سلطنتون کیطرف سے کبھی مطمئن نہین رہ سکتی۔ وہ جانتی ہے کہ اگر مجھے کامیابی نصیب ہوئی تو باقی تمام عیسائی سلطنتین مغلوبہ
سلطنت کی طرفدار ہو جاوینگی۔ اور اگر میدان مین مقابلہ پر نہ اترین تو کم از کم اتنا تو ضرور کرینگی کہ مجھے فتح وکامیابی کے
فوائد سے ہرگز متمتع ومستفید نہ ہونے دینگی۔ یہی اندیشہ ہے جو سلطان المعظم کو کسی عیسائی سلطنت کے ساتھ مڈبھیڑ ہونے
مین خود ابتداء کرنے سے مانع ہو رہا ہے۔ وہ چاہتے ہین کہ اپنی طاقت کو محفوظ رکھا جائے۔ اور تدریج یہ عیسائی سلطنتین
پہلے آپس مین لڑ مرین۔ اور جب وہ ایکدوسرے کے ساتھ لڑ بھڑ کر اچھی طرح کمزور ہو جائین تو پھر اپنے دشمنون سے سمجھ
لیا جائے۔ انکے خیال مین سلطنت عثمانیہ کے قیام رہنے یا مٹ جانے کا دارومدار اسی ایک بات پر ہے۔ یعنی اگر
عیسائی سلطنتون نے ایکدوسرے سے ہمدردانہ راہ سے پہلے ترکی کو اپنا نشانہ بنایا۔ تو ترکی کا قیام ناممکن ہے۔ اور اگر وہ
ترکی کو بحال خود چھوڑ کر پہلے آپس ہی مین گتھم گتھا ہوئین تو پھر ترکی کے پون باران ہین۔ سلطان المعظم کی اس تمنا
کا بر آنا کوئی ناممکن امر نہین۔ بلکہ قرائین بتا رہے ہین کہ شاید وہ جلد اپنی دلی مراد مین کامیاب ہو جاوین۔ مگر
مشکل یہ ہے کہ کفار کو اسلامی ممالک پر قابض دیکھکر سلطنت عثمانیہ کی مسلمان رعایا کی آنکھون مین خون اتر رہا
ہے علاوہ اوس کے اس جوش کو اغیار کے قبضہ مصر نے اور بھی زیادہ مشتعل کر دیا ہے۔ سلطان المعظم اب تک
کمال حزم واحتیاط اور تدبیر ودانائی سے اپنی رعایا کے اس جوش کو روکتے چلے آرہے ہین۔ لیکن ممکن ہے کہ وہ حد[1]
سے باہر ہو جائے اور سلطان المعظم قبل از وقت عملی کارروائی کرنے پر مجبور ہو جائین۔

[1] ۱۸۹۷ء کے جنگ یونان نے اس امر کو باوضاحت ثابت کر دیا ہے۔

مصر کے معاملہ میں آجکل ایسے آثار نمودار ہو رہے ہیں جن سے یہ احتمال کیا جاسکتا ہے کہ شاید اسی کے خلو کے متعلق سلطان المعظم کو کوئی عملی کارروائی کرنی پڑے ایسے وقت میں جب کہ ترکوں اور مصریوں کا جوش بڑھ رہا ہے اور وہ سخت مشتعل ہو رہے ہیں۔ روس کا مسئلہ مصر کے خوابیدہ فتنہ کو بیدار کرنا بیشک انگریزوں کے حق میں نہایت مہلک ثابت ہوگا۔ انگریزی اخبارات روس کے مسئلہ مصر کو چھیڑنے کی خبر کی صداقت پر ضحکہ اڑا رہے ہیں اور بیان کرتے ہیں کہ یورپ میں اس خبر کی صحت پر صرف چوتھے درجے کے اخبار یقین کر رہے ہیں باقی مستند اخبارات اسے بازاری گپ تصور کرتے ہیں۔ مگر اخبار سینٹ پیٹرزبرگ نیوز جسے ایک معزز روسی شہزادہ ٹومسکی نے جاری کیا ہوا ہے اور آجکل روسی صیغہ خارجیہ کا آرگن کہا جاتا ہے کے مندرجہ ذیل مضمون کے مطالعہ سے ناظرین کو خود معلوم ہو جاویگا۔ کہ اس معاملہ میں روس کی نیت کیا ہے:۔

"مسئلہ مصر کے متعلق انگلستان نے جو تازہ کارروائی مصر کو ہندوستانی افواج روانہ کرنیکے متعلق کی ہے اُس پر ہم روسیوں کو معترض ہونیکا پورا حق حاصل ہے۔ مہم ڈنگولہ کی وجہ سے جواب مہم سوڈان سے متبدل ہوگئی ہے مصر پر انگریزی قبضہ کو غیر محدود وقت تک بڑھا دینا ہماری اغراض کے پہلے ہی منافی تھا مگر اب وادی نیل میں انگریزی افواج کا بڑھا دیا جانا ہمارے لئے صریح خطرہ کا موجب ہے۔ انگلستان ہمارے لئے چین و جاپان میں اور پھر آرمینیا اور چترال میں مشکلات پیدا کر چکا ہے۔ اور اب وہ مصر میں روس کے برخلاف دن بدن زیادہ مخالفانہ کارروائی کر رہا ہے جسکی تصدیق مندرجہ ذیل واقعہ سے ہوتی ہے:۔

"ایک مہینہ ہوا ہم نے بیان کیا تھا کہ ٹرکی کے صوبجات آرمینیا میں جو فتنیں اور مشکلات انگریزوں نے پیدا کی تھیں اُنسے انکا علاوہ کئی ایک فوری اور قریبی مفاد و مقاصد کے آیندہ کے لئے ایک بہت بڑا مقصود اور مدعا یہ تھا کہ ہندوستان اور بحیرہ روم کے درمیان ایک سیدھا راستہ خشکی پر قائم کریں۔ تھوڑا عرصہ ہوا پروفیسر گفکن مرحوم نے ایک نامور مدبر کے حوالہ سے جو ایشیا کوچک کی سیاحت کر چکا ہے یہ تحریر کیا تھا کہ انگلستان باغیان آرمینیا کی حمایت خلیج فارس پر قبضہ کر لینے کی نیت سے کر رہا ہے۔ جس خلیج تک انگریزوں نے بندر سعید سے ریلوے لائن بنانی چاہی تھی مگر سلطان نے نہ بنانا۔ لیکن یہ بتا دینا نامناسب نہوگا کہ انگریزوں نے خلیج نکور کے عربی اور ایرانی دونوں سواحل پر اب اپنا پورا پورا تجارتی اقتدار و قبضہ جما لیا ہے۔ اور ناظرین کو آگاہ رہنا چاہئے۔ کہ بندر ابوشہر میں انگریزی قونسل کا رعب تمام حکام بلکہ خود شاہ کے گورنر سے بھی زیادہ بڑھا ہوا ہے۔ اور خلیج کے متصلہ علاقہ میں انگریزوں کے فوجی ایجنٹ اسطرح گشت کر رہے ہیں کہ گویا وہ انکا ہی ملک ہے۔ پس ایسی صورت میں صاف ظاہر ہے کہ اُس سلطنت کے فوجی داؤ پیچ جو غصب سے بندر سعید اور اُسکو ملحقہ ملک پر پوری پوری قابض و متصرف ہے روس کیلئے کیسے خطرناک اور اہم ہیں۔ ایران کی نسبت انگلستان کے جو کچھ ارادے ہیں اُنکو باطل کرنیکی سر توڑ کوشش کرنا روسیوں کا عین فرض ہے۔ کیونکہ ایران کی شمالی حدود ہماری سلطنت سے پیوستہ ہیں

اور ایران اور ہندوستان کے درمیان صرف افغانستان اور بلوچستان حائل ہیں۔ مصر میں انگریزی فوجکا ٹہرہنا ہم روسیوں کے لئے خطرہ سے خالی نہیں ہے۔ اور ہم انگلستان یعنی لارڈ سالسبری کی مجلس وزرا سے یہ دریافت کرنیکا پورا پورا استحقاق رکھتے ہیں کہ مصر کے خالی کرنے کی نسبت انکی کیا نیت ہے! اسکے ساتھ ہی ہمیں سلطان سے بھی مطالبہ کرنا چاہیئے کہ وہ بھی انگلستان سے یہی سوال کریں۔ کیونکہ جس ملک پر انگریز قابض ہیں وہ سلطان کا ماتحت صوبہ ہے اور انگریز اُسکے لئے اُنکے روبرو جوابدہ ہیں"

روسی شہزادہ کی اس تحریر سے ناظرین سمجھ سکتے ہیں کہ مسئلہ مصر کے متعلق آئندہ کیا کیا مشکلات پیدا ہونیکا قوی احتمال موجود ہے۔ انگلستان کو آجکل سیاسیات پر بہت کچھہ حوصلہ ہو رہا ہے کہ روس۔ فرانس۔ ٹرکی کے اتحاد ثلاثہ کے مقابلہ میں یورپ کا دوسرا اتحاد ثلاثہ اٹلی۔ جرمنی۔ آسٹریا موجود ہے جو انگلستان کا طرفدار ہوگا۔ اندرونی بھید چاہے کچھہ ہی کیوں نہو مگر بظاہر انگلستان نے یہی مشہور کر رکھا ہے کہ ہم ڈنگولہ فقط اٹلی کو درویشوں اور حبشیوں کو زغہ سے بچانیکے لئے اختیار کی گئی ہے۔ جسکا بظاہر اٹلی بھی بہت کچھہ شکریہ ادا کر رہا ہے۔ مگر اٹلی کو تو حبشیوں نے ایک ہی جنگ میں ایسا سبق دیدیا ہے کہ اُسے چھٹی کا دودھ یاد آگیا۔ اور اب وہ سارے اندرونی مقبوضات چھوڑ چھاڑ کر ساحلی علاقہ پر قناعت کر بیٹھا ہے۔ اُس کی تقریباً تمام یورپین فوج واپس آگئی ہے اور آئندہ کے لئے وہ حبشیوں اور درویشوں کے ساتھ لڑائی کرنے سے نصوحی توبہ کر چکا ہے۔ پھر اس حالت میں جب اسکا کوئی علاقہ ہی اندرون ملک نہیں رہا۔ تو اب ان انگریزی بہادروں کی یورش سے اُسے کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے؟

بہرحال اٹلی سے یہ امید رکھنا فضول ہے کہ وہ زبانی سہارا دیتے رہنے سے بڑھکر کچھہ انگریزوں کا ساتھ دے۔ اور جب اٹلی کی یہ حالت ہوگی۔ تو اسکے دونوں دوست جرمنی اور آسٹریا بھی ضرور ہے کہ امداد دہی سے کنارہ کش ہو جاینگے اور بفرض محال اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ معاملات افریقہ میں اٹلی انگریزوں کی رفاقت نہیں چھوڑیگا۔ تو اس سے جرمنی اور آسٹریا پر لازم نہیں آتا کہ وہ ضرور ہر جگہ اور ہر ایک معاملہ میں اٹلی کی رفیق اور معاون بنیں۔ کیونکہ اتحاد ثلاثہ فقط معاملات یورپ کے لئے ہے۔ تنازعات غیر یورپ کو اتحاد ثلاثہ سے کوئی تعلق نہیں۔ برخلاف اسکے روس کا اتحاد ثلاثہ کل دنیا کے لئے ہے۔ علاوہ ازیں شہنشاہ جرمن جیسے مدبر اور دوراندیش سے کبھی یہ امید نہیں ہو سکتی کہ وہ اپنے فاقہ مست اور ہزیمت خوردہ دوست اٹلی اور تجارتی رقیب اور پولیٹیکل بدخواہ انگلستان کی خاطر اپنے قدیمی رفیق روس اور اپنے ذاتی دوست سلطان المعظم سے بگاڑ کرینگے۔ اس میں شک نہیں کہ انگلستان نے اسی اتحاد ثلاثہ کی شہ پر سوڈان پر چڑہائی کرنے اور کریٹ میں عیسائیوں سے بغاوت کرا دینے کی جرأت کی ہے مگر اس اتحاد میں اُسے بہرحال دہوکہ کھانا پڑیگا۔ ترکوں کو ساتھ اب اُسکی دلی صفائی ہونی تو قریباً ناممکن ہو گئی ہے۔ مگر مصر کو سلطان المعظم کے حوالہ کر دینے سے وہ اب بھی آنیوالی بلا کو ٹال سکتا ہے۔ مگر نہ وہ اس استرونگی بلا کو گلے سے اُتارتا نظر آتا ہے۔ اور نہ مشکلات کا خاتمہ ہوتا دکھائی دیتا ہے جو دنیا کے

امن و امان کے لیئے ایک نہایت خطرناک و مہیب امر ہے*

مختتمہ ۱۲ جولائی سنہ ۱۸۹۶ء کی تار کی خبرین و ہفتہ

تار کی خبرین مع مختصر حواشی

لنڈن - ۳ جولائی (بغاوت کریٹ) ترکون نے یکم ماہ حال کو جنگی کارروائی شروع کی۔ اور باغیون کی سرچہ بندیون کو جو مقام کساموا ور سلینو کے درمیان مین تھا مسخر کرنے کی کوشش کی۔ مگر دو سو مقتولین اور تین توپون کے نقصان سے پسپا کیئے گئے (یہی خبر جو ریوٹر صاحب ۳ جولائی کو بذریعہ تار لنڈن سے روانہ کرتے ہین۔ تقریبا دو ہفتے ہوے حرف بحرف باختلاف تاریخ اخبار لنڈن ٹایمز مین چھپنے سلطنت عظمیٰ عثمانیہ کے برخلاف لکھنو کی قسم کھا رکھی ہے چھپ چکی ہے معلوم ہوتا ہے کہ ریوٹر صاحب نے تاریخ کو تبدیل کرکے وہی خبر بھیجدی ہے۔ اس سے صاحب موصوف کی مرسلہ خبرون کی صداقت و درستی کا پورا پورا حال منکشف ہوتا ہے۔ ایڈیٹر)*

لنڈن - ۴ جولائی (باب عالی اور دول یوروپ) مسٹر کرزن نے بجواب سوال دار العوام مین بیان کیا کہ دول یوروپ کے سفرا نے کریٹ کے متعلق جس قدر امور پیش کیئے تھے۔ باب عالی نے اون کو بلا کسی شرط شرائط کے قبول کر لیا ہے*

لنڈن - ۶ جولائی (جنگ سوڈان) مصری افواج متعینہ وادی حلفہ مین کل ہیضہ کی ۲۶ واردا تین ہوئین اور نو شخص مر گئے*

لنڈن - ۴ جولائی - (بغاوت کریٹ - برٹش حکمت عملی) دار العوام مین محکمہ خارجیہ کے اسٹیمیٹ پر مباحثہ ہونے کے دوران مین کریٹ پر بحث شروع ہو گئی جس مین مسٹر کرزن نے بیان کیا کہ کریٹ کے مسلمان یا عیسائی دونون ہی کوئی فرشتے اور سلامت رو اشخاص نہین ہین۔ مگر پھر بھی دونون گروہ بدبختی حکومت سے نقصان اوٹھا رہے ہین۔ انگلستان دوسری طاقتون کے ساتھ ملکر کارروائی کر رہا ہے۔ اور گورنمنٹ کا ارادہ وہان تن تنہا کوئی کارروائی کرنے کا نہین ہے*

ایضاً - صوبہ سالونیکا کی ترکی ریزرو فوج جنگی خدمت کیلئے طلب کیگئی ہے*

لنڈن - ۷ جولائی - گورنمنٹ کی تجویز پارلیمنٹ مین بھی منظور ہو گئی ہے۔ مسٹر جان مارلے نے ۹ ویں کو جس ترمیم کا نوٹس دیا تھا وہ ۳۹۶ کے مقابلہ مین ۲۰۵ رایون کی مخالفت سے نامنظور رہی۔ لارڈ ہملٹن نے ریزولیوشن ریتے سرکاری

لنڈن ۔ ۱۴ جولائی (بغاوت کریٹ) حسب منظوری سلطان المعظم یہ تجویز ہوئی تھی کہ برٹش قونسل اور اعلیٰ بحری
برٹش افسر کریٹ کے مصیبت زدہ عیسائی اور مسلمانون کو بلا امتیاز امداد تقسیم کرینگے۔ مگر لارڈ سالسبری کی ایک چٹھی
سے جو انہون نے چندہ دہندگان کے نام جاری کی ہے۔ واضح ہوتا ہے کہ جرمنی۔ روس فرانس اور اٹلی و آسٹریا نے
اسکے برخلاف اعتراض کیا ہے۔ اور انگریزون کے اس عمل کی نسبت طرح طرح کی بدگمانیون کا اظہار کیا ہے۔ اس سے
تجویز ملتوی کیگئی ہے۔

لنڈن ۔ ۱۵ جولائی ۔ امید کیجاتی ہے کہ کسالا کو اٹلی والے بہت جلد خالی کردینگے۔

لنڈن ۔ ۱۵ جولائی ۔ اڈنبرا ریویو نے ایک آرٹیکل مین لکھا ہے کہ اب وہ وقت آگیا ہے۔ کہ انگلستان مصر کے
معاملہ کے متعلق اپنے طریق عمل کی نسبت دوبارہ غور کرے۔ اور صاف الفاظ مین ظاہر کردے کہ مصر کو الحاق نہین
کیا جاویگا۔ مگر کسی ایسے آئندہ موقعہ کی پیش بینی نہین کیجاسکتی جبکہ مصر کی خوشحالی اور اغراض یوروپ کے لحاظ سے
انگریزون کو مصر مین ٹھیرے رہنے کی ضرورت نہین رہیگی۔

لنڈن ۔ ۱۵ جولائی ۔ کریٹ مین مجلس وکلا کا انعقاد ہوا۔ عیسائی اور مسلمان وکلا مین بہت سخت بدمزگی واقع ہوئی
اور آثار اچھے معلوم نہین ہوتے۔

لنڈن ۔ ۱۶ جولائی ۔ کریٹ مین بہت متوحش پیچیدگیان ظہور پذیر ہو رہی ہین۔ ترکی افواج باوجود التوا فساد پیشبندی کر رہی ہے
اور گورنر اور افسران فوجی مین کشیدگی سی ہوگئی ہے۔

لنڈن ۔ ۱۷ جولائی ۔ ہاؤس آف کامنس مین ایک سوال کے جواب مین مسٹر کرزن نے ظاہر کیا۔ کہ دول عظام
نے باب عالی مین سخت شکایات کی ہین ۔ اور تاکید کی ہے۔ کہ ترکی افواج کریٹ مین حفاظتی کارروائی کے سوا
اور کچھ نکرنے پائین۔

لنڈن ۔ ۱۶ جولائی ۔ دریائے نیل مین پانی کی طغیانی نہ ہونے کی وجہ سے مصر مین گھبراہٹ سی ہو رہی ہے ۔ اگر
پندرہ روز تک طغیانی نہ ہوئی تو ملک کی زراعت کو نقصان پہونچیگا۔

لنڈن ۔ ۱۷ جولائی ۔ عیسائی وکلاء کریٹ مین ایک عیسائی گورنر کا تقرر چاہتے ہین جو دول عظام کی منظوری سے
۵ برس کی میعاد کے واسطے مقرر ہونا چاہیئے۔ اور اسکو ادسے فوجی کمان مع اختیار ویٹو (خاص شاہی سلطنت کا وہ اختیار
جس سے قانون مترک جائے یا جاری ہو) دیا جائے ۔ بابعالی آمدنی محصول کا نصف حصہ لے۔ اور دول عظام اصلاح
کی ذمہ داری کرین۔

لنڈن ۔ ۱۸ جولائی ۔ کریٹ کی خبرون سے معلوم ہوا ہے کہ جمعرات کے روز مقام اپوکرونا مین سخت لڑائی
ہوئی ۔ باغیون نے ترکی فوج کو روک دی جو بعد مین بمقام کالی ریس اپنی بارکون مین واپس آگئی ۔ اب ان کی

صورت معلوم ہوتی ہے سلطنہائے غیر کے قونسلون کی صلاح لینے پر عیسائی وکلا دنے مجلس مین واپس اکر اپنے دعوون کے پیش کرنیکا فیصلہ کرلیا ہے ✦

ہفتہ مختتمہ ۲۷ جولائی سنہ ۱۸۹۶ء کی تار کی خبرین وغیرہ

تار کی خبرین مع مختصر حواشی

لنڈن - ۲۰ جولائی - (ارمینیا مین تازہ فساد) ایشیائی ٹرکی کی ولایت سیواس مین بمقام نکسر فساد پھر شروع ہوگیا ہے۔ ۱۰۰ مسلمان اور ۳۰۰ ارمنی قتل ہوئے ہین ✦

ایضاً - (وادی نیل مین ہیضہ) ہم نیل کی تازہ ترین خبرین مخبر ہین۔ کہ مقام کوشہ کے کیمپ مین ہیضہ روبترقی ہے لفٹنٹ فارمر صاحب بمقام سواردا اسٹرک بخارسے مرگئے ✦

لنڈن - ۲۰ جولائی - (کریٹ مین لڑائی) کریٹ کی خبرون سے معلوم ہوا ہے۔ کہ بندرگاہ کینیا (خانیہ) اور ہرکو یون مین عیسائیون کو پھر قتل کیا گیا ہے۔ اور کہ قونسلون نے جنگی جہازون کے بھیجے جانے کی درخواست کی ہے ✦

لنڈن - ۲۱ جولائی (کریٹ مین اور لڑائی) خانیا اور کینیڈیا زخندق کے قرب وجوار مین لڑائی پھر شروع ہوگئی ہے انگریزی اور فرانسیسی جہاز ہراکلیان پہونچگئے ہین ✦

لنڈن - ۲۲ جولائی (بغاوت کریٹ - نازک حالت) کینیا (خانیہ) مین کل سخت فساد ہو پڑے جن کی وجہ سے انگریزی - آسٹرین اور اطالین بحری سپاہیون کو خشکی پر اترنا پڑا۔ کریٹ کی موجودہ حالت نہایت نازک خیال کی گئی ہے۔ عیسائی ممبران پارلیمنٹ سے بلغاری (مسلمان رعایاء) برا سلوک کررہے ہین۔ (سمجھ مین نہین آتا کہ تینون دول خارجیہ نے کس اختیار سے اپنے سپاہیون کو کینیا مین آتارا۔ اور ترکی فوج نے اون کو کیون اپنے ملک مین داخل ہونے دیا بمبئی کے گزشتہ فساد اہل ہنود و مسلمانان مین کیا انگلشیہ گورنمنٹ کسی غیر فوج کا بمبئی مین داخل ہونا کسی صورت مین روا رکھتی۔ بلکہ ایسے نازک موقع پر کیا وہ اجنبی جہازات تک کا بمبئی کے بندرگاہ تک آنا گوارا کرتی۔ جہانتک ہمین علم ہے آج تک کوئی ایسا معاہدہ نہین ہوا جس کے رو سے دول اجنبیہ کسی صورت یا حالت مین جزیرہ کریٹ مین اپنے سپاہی بھیجنے کے مجاز ہوسکتے ہون ہمارے یہ معلوم نہین ہوتا کہ یہ اجنبی سپاہی بلا اجازت

داخل ملک ہوئے یا اجازت لیکر۔ بصورت اول اگر ترکی فوج ان کے ساتھ وہی برتاؤ کرتی جو ایک حملہ آور غنیم کی فوج سے کیا جاتا ہے تو قوانین متمدنہ کے رو سے ترکی گورنمنٹ پر کوئی الزام ہرگز عاید نہ ہوتا۔ اور ساتھ ہی آیندہ کیلئے ان خواہ مخواہ کے ہمدردوں اور ناصحین کو ایسی بیہودہ حرکت کرنے کی جرأت باقی نہ رہجاتی۔ ایڈیٹر۔

لنڈن۔ ۲۳ جولائی۔ (بغاوت کریٹ) انگریزی بحری سپاہی ۲ اماہ۔ حاکو کریٹ مین خشکی پر اُترے۔

ایضاً۔ (مقدونیہ یونان) ۔ ۴۰۰ یونانیون سے دو گروہ (بغاوت پھیلانے کے لیئے) مقدونیہ مین داخل ہوئے ہین۔

لنڈن۔ ۲۴ جولائی۔ فساد کریٹ۔ بیان کیا گیا ہے کہ زار نے پرنس لوبانات (وزیر صیغہ خارجیہ روس) کی معرفت کریٹ مین ترکی فوج کے طریق عمل پر افسوس ظاہر کیا ہے۔ کریٹ سے خبر آئی ہے کہ ترک قصبہ ہراک لیان کے سامنے جمع ہین۔ اور شہر مین داخل ہونا چاہتے ہین۔ مگر گورنر اونکی مزاحمت کرتا ہے۔ کریٹ مین حالت دن بدن بدتر ہوتی جاتی ہے۔ اور اگر انکے مطالبات ایک ہفتہ کے اندر پورے نہ کئے گئے تو باغی لڑائی شروع کر دینگے۔

لنڈن۔ ۲۵ جولائی۔ (مقدونیہ مین یونانی) ان یونانی گروہون نے جو مقدونیہ پر حملہ آور ہوئے ہین ایک ترکی دستہ فوج کو شکست دی ہے۔

ہفتہ مذکور کی دیگر خبرین۔

لارڈ کرومر انگریزی ایجنٹ متعینہ مصر کی سخت گیری اور ناجائز احکام سے انگریزی اخبارات بھی آخر تنگ آگئے ہین موجودہ جنگ سوڈان کے متعلق اخبارات کی نامہ نگارون کے واسطے لارڈ موصوف نے ایسے سخت احکام جاری کیئے ہین کہ کئی ولایتی اخبارون کے نامہ نگار انگلستان کو واپس چلے جانیکی تیاریان کر رہے ہین۔ اونکی تحریرون کی سخت نگرانی ہوتی ہے۔ اونکو سوائے اجازت کے ایک جگہ سے دوسری جگہ نہین جانا ملتا۔ اور جو کچھ وہ اخبارات کو لکھتے ہین اوسکی اسقدر قطع برید کیجاتی ہے کہ مضمون کی شکل ہی بدلجاتی ہے۔ فوج کے افسر پہلے لڑائیون مین اکثر خود نامہ نگاری کیا کرتے تھے۔ ابکی دفعہ اون کو سخت ممانعت کر دیگئی ہے۔ انہی جابرانہ کارروائیون سے تنگ آکر اخبار گلوب کا نامہ نگار سواکم سے اس ہفتہ واپس چلا گیا ہے۔ اور ریوٹر صاحب کا ایجنٹ بھی اپنے پیغامات کے ردوبدل سے ایسا ناراض ہو رہا ہے۔ کہ غالباً وہ بھی عنقریب یہان سے چلا جائے گا۔ مصری سرحد پر آمدورفت قطعاً بند ہے اور میدان جنگ کی کوئی خبر براہ راست مصر تک مین داخل نہین ہونے پاتی۔ مصری اخبارات مین جنگ کی متعلق کبھی کوئی خبر دیکھنے مین نہین آتی۔ ولایت کے اخبارات بھی آجکل بالکل خاموش ہین۔ اور وہی دو جون کی حرکت اور سواکم والی لڑائیون کی توضیح و تشریح مین کالم سیاہ کر رہے ہین۔ مگر یہ صریح غیر غالب معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان پورے دو مہینون مین بادیہ دغنیم کے ملک مین کئی سو میل آگے بڑھ جانے کے کوئی نئی چھیڑ چھاڑ نہ ہوئی

ہے۔ ڈنگولا سوارده سے پچاس میل کے فاصلہ پر ہے۔ اور جب بیان کیا جاتا ہے کہ شکست سوارده سے درویشون کی
کمر ٹوٹ گئی ہے۔ اور ڈنگولا مین اسکی خبر پہونچنے سے نہایت خویش پیشگوئی تھی۔ تو کیون نہین۔ اس تشویش سے فائدہ
اوٹھایا گیا۔ ۵۰ میل کا فاصلہ غایت درجہ دو دن مین طے ہو سکتا ہے۔ گرمی کا عذر بھی چندان تسلیم ہونیکے قابل نہین ہو سکتا
جو فوج دو تین سو میل سفر اس گرمی مین طے کر چکی ہو۔ اوس کے سامنے ۵۰ میل کوئی حقیقت نہین رکھتے۔ علاوہ بین
ڈنگولا کی سٹرک دریائے نیل کے قریب واقع ہے اور وہان عکاشہ و ذکریا وادی حلفہ اور ابو حامد کی صحرائی سڑکون
کی نسبت بہت کم گرمی ہوگی۔ انہی باتون سے ہمارے اوس استدلال کو جو ہمنے ۱۵ جون کے پرچہ مین جنگ سوارده
کی نسبت کیا تھا اور زیادہ تقویت پہونچتی ہے۔ اور یہ قیاس درست معلوم ہوتا ہے کہ فرکہ و سوارده پر درحقیقت کوئی
مقابلہ نہین ہوا۔ غنیم اوسکو خالی چھوڑ کر چلے گئے ہوئے تھے۔ تاکہ انگریزون کو آگے بڑھنے کی جرأت پیدا ہو اور رفتہ رفتہ
وہ ڈنگولا پر بھی پیشقدمی کرین۔ جہان پر قراین سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اونہون نے حملہ آورون سے پہلا مقابلہ کرنے
کی جو اون کے زعم مین آخری و قطعی ہوگا ٹھان رکھی ہے۔ اور غالباً یہی وجہ ہے کہ مصری فوجین دو مہینون سے
سوارده اور فرکہ کے صحرائی میدانون مین بالکل بیکار بیٹھی ہوئین جون جولائی کی گرمی برداشت کر رہی ہین۔ اور انکو
درویشونکی جمعیت و مضبوطی کا خوف ڈنگولہ کیطرف بڑھنے نہین دیتا۔

لارڈ کرومر صاحب ۱۵ جولائی کو چھ ہفتون کے لیئے مصر سے انگلستان تشریف لے گئے ہین اونکا ایسے
نازک وقت مین مصر سے انگلستان جانا دو طرح سے خیال پیدا کر سکتا ہے کہ انگلستان درویشون سے مطمئن ہے
کہ وہ پورے ڈیڑھ مہینہ کے لیئے اپنے ایجنٹ کی غیرحاضری از مصر مین کوئی قباحت نہین دیکھتا۔ اور ساتھ ہی یہ بھی
خیال پیدا ہو سکتا ہے۔ کہ گورنمنٹ انگلشیہ لارڈ موصوف سے رو در رو زبانی صلاح و مشورہ کرنا ضروری تصور کرتی ہے
بہرکیف اسمین کوئی شک نہین ہو سکتا کہ درویشون اور مصری افواج مین ابتک کوئی ایسا مقابلہ نہین ہوا جسے باقاعدہ
لڑائی کہا جا سکے۔ بلکہ ابھی تک ہر دو فریق یہی کوشش کر رہے ہین۔ کہ اپنے اپنے مفید مطلب میدان جنگ پر
معرکہ آرائی ہو۔ انگریز افسرون کو خیال تھا کہ درویش سرحد پر ہی ہم سے مقابلہ کرینگے۔ اور اس صورت مین
چونکہ وہ اپنے بیس آف اوپریشن (صدر مقام) سے بہت دور ہونگے۔ اسلیئے اونکو پامال کر دینا چندان مشکل نہ ہوگا۔
مگر جون جون انگریز آگے بڑھتے گئے۔ درویش پیچھے ہٹتے گئے۔ اور انگریز بتدریج سوارده تک اسی امید پر بڑھتے چلے آئے
کہ بہرحال درویش یہان پر تو ضرور ہمکو روکنے کی کوشش کرینگے لیکن جب سوارده پر پہونچنے پر بھی جہان سے ڈنگولا صرف
۵۰ میل ہے درویشون نے کوئی مقابلہ نہ کیا۔ تو غالباً انگریز افسرون کو سوجھ گئی کہ جو چال ہم درویشون سے چلنا چاہتے تھے
وہی چال وہ ہمسے چل رہے ہین۔ اور اس پسپائی سے اونکا منشا صرف یہی ہے کہ ہمکو ہماری بیس آف اوپریشن سے بہت دور لیجا کر
ہم سے ایک آخری جان توڑ لڑائی کرین تاکہ بصورت شکست یابی ہمارے لیئے کوئی رستہ پیچھے ہٹنے کا باقی نہ رہجاوے

یہ سوجھ آتے ہی اونہون نے یکقلم پیشقدمی بند کردی۔ اور سوارده اور فرکت وغیرہ کی مورچہ بندی کرنے اور وہان تک ریل بچھانے مین مصروف ہوگئے۔ ادہر دوسری طرف درویش ابھی تک اپنی پہلی حکمت عملی پر کاربند رہنا قرین مصلحت تصور کرتے معلوم ہوتے ہین۔ اور ڈنگولا سے ورے انگریزون یا مصریون کے ساتھ مقابلہ کرنا مناسب نہین سمجھتے ۔

اونہون نے رستہ کے تمام چاہات کو ریت سے بھر دیا ہوا ہے اور انکا خیال ہے کہ ڈنگولا تک پہنچتے پہونچتے صحرا کی تمازت حملہ آورون کی تعداد کو بہت کچھ گہٹا دیگی اور باقی جو اس سے بچ رہین گے ادنکا ہم آسانی سے کام تمام کرسکین گے۔ اونکی اس پالیسی پر قایم رہنے مین مصری فوجمین ہیضہ پہوٹ جانیسے اور زیادہ تقویت ہوگئی ہے۔ اور درویش اب علانیہ طور پر یہہ بیان کررہے ہین کہ مصر مین ہیضہ انگریزی فوج کا قلع قمع کررہا ہے۔ اور سوڈان مین ہم اونکی ترکی تمام کرین گے۔ اس سے ناظرین سمجھہ سکتے ہین کہ آجکلے درویش ۱۸۸۴ء کے درویشون کیطرح محض مذہبی دیوانے اور جوشیلے سر باختہ اشخاص نہین ہین۔ بلکہ جبلی شجاعت وبہادری کے علاوہ اب وہ جنگی داؤ گہات سے بھی بخوبی واقف ہوگئے ہین۔ اور اپنے دشمنون کے مقابلہ مین تدبیر وحکمت عملی سے کام لے رہے ہین۔ اس سے بڑہ کر دانائی کیا ہوسکتی ہے کہ یورش شروع ہوئے چار مہینون سے زیادہ ہوگئے ہین۔ اور اس عرصہ مین فقط رداوی تک بڑہے چلے آنے مین مصری فوج اپنے کئی سو سپاہی اور مصری خزانہ کئی کروڑ روپیہ ضایع کرچکا ہے۔ مگر ہنوز روز اول کا معاملہ ہے۔ اور غالبًا درویشونکی اسی حزم ودانائی نے لارڈ کرومر کو مجبور کیا ہے کہ وہ بھی اپنی پالیسی کو بدلنے کے لیئے وزرائے انگلستان سے صلاح ومشورہ کرین۔ کاشکے اس صلاح ومشورہ کا نتیجہ یہ ہو کہ جنگ سوڈان کو سراسر فضول قرار دیدیا جائے۔ اور مصری تنازعہ کو جو اس سارے دردسر کا موجب ہے باحسن وجوہ نپٹا دینا ضروری سمجھا جائے۔ مگر فسادات آرمینیا کریٹ مین انگریزی گورنمنٹ کی پرزور مداخلت اور دیگر آثار بتا رہے ہین کہ ؎

این خیال است ومحال است وجنون۔

وادی حلفہ مین اگرسب معاملہ ٹھیک ٹھاک رہے یعنے کہ اگر ڈنگولا فتح ہوگیا۔ اور اوس کی حفاظت اور مورچہ بندی کرلیگئی۔ تو تقریبًا نصف ہندوستانی فوج موسم سرما کے شروع مین سواکم سے واپس آجاوے گی۔ لیکن خلیفہ نے اگر بچاؤ کا پہلو چھوڑ کر جارحانہ کارروائی شروع کردی تو یہ سب امیدین ملیامیٹ ہو جاوینگی ۔

مکہ معظمہ مین اس سال تین لاکھ حاجی جمع ہوئے۔ بیماری کیطرف سے خدا کا فضل رہا۔ اعلےٰ حضرت امیر المومنین نے دولتلو احمد راتب باشا گورنر حجاز اور شرافتاد عون الرفیق پاشا شریف مکہ معظمہ کو اعزازی خلعت فاخرہ عطاء فرمائے ہین ۔

ایک بمبئی کے اخبار کا نامہ نگار سواکم سے حسب ذیل لکھتا ہے:۔

:: رجمنٹون سے ہر روز بڑی مسافت طے کرائی جاتی ہے کہ سپاہیون کے پاؤن پکے ہو جائین۔ کل ایک ڈولی والے کو ہیضہ ہوا جو مرگیا۔ آج بھی ایک واردات کی رپورٹ ہوئی ہے۔ یہ علاقہ آندہیون اور بخار کا گھر ہے۔ ٹوکر کے تقریباً تمام چاہات آندہیون کی بدولت جو بلا ناغہ ہر روز آتی ہین۔ اور تمام علاقہ کو روز روشن مین شب تار بنا دیتی ہین پر ہوگئے ہوئے ہین۔ پندرہ ایک دن گذرے کہ آندہی سے افسرون کے کلب کا برآمدہ گر گیا جس سے ایک آدمی مرگیا۔ اور کئی زخمی ہوئے۔ دیمک نے کئی مکانون کی چھتون وغیرہ کو کہا لیا۔ اور وہ مرمت کے سخت محتاج ہو رہے ہین۔ پانی کی یہان اسقدر قلت ہے کہ ٹوکر کا دستہ سواران براہ خشکی سواکم کو واپس کر دیا گیا ہے۔ رستہ مین پانچ دن صرف ہونگے۔ ساری راہ کیلئے پانی یہان سے ہی ساتھ لیلیا گیا ہے۔ اور کچھ پانی سواکم سے بہیجا جاویگا جسے ایک دستہ لیکر وہان سے بیس میل درے تو جکو آملیگا۔

:: ڈاکٹر (پادری) اور والر صاحب (جو عرصہ تک خلیفہ کی قید مین رہ چکا ہے) حتے الامکان بہت جلد درویشون مین اشاعت مذہب عیسوی کا کام شروع کرنے والا ہے۔ ۳ ماہ حال کو جنرل اجرٹن نے کل ہندوستانی و مصری فوج کا پریڈ دیکھا۔ اور سپاہیون کی چستی و چالاکی سے بہت خوش ہوئے۔ جنرل صاحب کشتی پر سوار ہو کر سمندر کی سیر کر رہے تھے کہ طوفان آگیا۔ کشتی کو فوراً لنگر انداز کیا گیا۔ اور جہاز کیننگ کی دخانی کشتی بندرگاہ سے روانہ ہوگئی۔ اور اونکو واپس لے آئی۔

سواکم کی ہندوستانی فوج مرض چیچش و اسہال سے سخت لاچار ہے اور ٹوکر کی ہندوستانی فوجکا آندہیون نے ناک مین دم کر رکھا ہے۔ ذرات کے چوبیس گہنٹون مین برابر اٹھارہ گھنٹے آندہی و طوفان ریگ موجود رہتے ہین۔ جنرل اجرٹن نے کئی دفعہ فوجکو بربر کیطرف روانہ کرنیکا ارادہ کیا ہے۔ مگر حکام اجازت نہین دیتے۔

اطالیہ کے وزیر صیغہ خارجیہ نے ۳۰ جون کی تقریر مین (جس کا خلاصہ ڈیلی میل مورخہ ۲ جولائی کی تارون مین درج ہے) یہ بھی بیان کیا تھا کہ اٹلی ٹرکی کا مخلص دوست ہے۔ اور وہ علاقہ بلقان مین حالت موجودہ قایم رکھنے مین کوشان رہیگا۔ مگر کسالا اور بندر مصوع کا قبضہ اور طرابلس الغرب کو دبوچ لینے کی فکر مین ہونا۔ اطالین وزیر صیغہ خارجیہ کے زبانی اقرار دوستی کا کافی بطلان کر رہے ہین۔

کریٹ کے معزز مسلمانون نے امیر المومنین کیخدمت مین عرضداشت ارسال کی ہے کہ عیسایان کریٹ کو کوئی مزید رعایات عطا نہ فرمائی جاوین۔ یا ہمکو یہان سے ہجرت کر جانے کی اجازت بخشی جاوے۔

باب عالی نے باضابطہ طور پر سرکلر جاری کیا ہے کہ یورپ کی عیسائی اخبارات مسلمانان کریٹ اور شاہی افواج کے مظالم کے جو افسانہ مشہور کر رہے ہین۔ وہ محض من گھڑت ہین۔ اور معتبرون کے بلاغ سے باہر نفس الاصل انکا کوئی وجود نہین

بلکہ برخلاف اسکے اصلیت یہ ہے کہ عیسائی باغی مسلمانون پر طرح طرح کے ظلم و ستم کررہے ہین۔

ناظم پاشا والی وان جون کے اخیر مین مستعفی ہو گئے ہین۔ انکی سعد الدین پاشا رجنگی گورنر سے نہین بنتی تھی شمس الدین پاشا انکی جگہ مقرر کیے گئے ہین۔

وان مین آرمینیون نے پھر فساد کر دیا جس کے فرو کرنیکے لیے فوج روانہ کیگئی ہاورا بار نی محلہ پر ہر وقت جنگی پہرو رہتا ہے یہان جو آرمنی ایران کو چلے گئے ہین۔ وہ کمبخت رستہ مین مسلمانون کے دیہات کو بھی جلاتے گئے۔

زیتون کا قائمقام رکغنسرا ایک یونانی عیسائی جو دانا کی آفندی مقرر کیا گیا ہے۔

فرانسیسی سفیر باب عالی سے انیس پاشا والی دیار بکر کو واپس بلانیکا مطالبہ کر رہا ہے۔

دول اجنبیہ کے سفرا نے باب عالی سے مطالبہ کیا تھا کہ ہنگامہ آرمینیا مین اجنبی رعایا کو جو نقصانات پہونچے ہین انکا معاوضہ انکو دیا جاوے۔ مگر باب عالی نے اس بیہودہ درخواست کی تعمیل سے صاف انکار کر دیا۔

اسمرنا کے قریب چند یونانی ڈاکو دو یوروپین لیڈیون کو شرک سے اوٹھا کر لے گئے۔ اور دس ہزار پونڈ کی رقم لیکر انکو رہائی دی۔

مسٹر گلیڈسٹون موقعہ ملنے پر اعلیٰ حضرت امیر المومنین کی شان مین ہزلیات بکنے سے اب بھی باز نہین آتا۔

باغیان کریٹ نے اوسی مین مغربی کریٹ مین دس اور ضلع بیتو مین ۲۰ ترکی دیہات لوٹ لیے یا جلا دیے گئی کے آخری ہفتہ مین ۵۰ مسلمان عہدہ دارون کو قتل کیا۔

مختتمہ ہفتہ ۳ اگست ۱۸۹۶ء کی تار کی خبرین وغیرہ

تار کی خبرین مع مختصر حواشی

لنڈن، ۲۷ جولائی (وادی نیل مین ہیضہ) لفٹننٹ نٹوک۔ سرجن ٹرینک اور سارجنٹ وک جو سب مہم نیل مین شامل تھے ہیضہ سے مرگئے۔

لنڈن۔ ۲۶ جولائی (مقدونیہ مین یونانی) تازہ ترین خبرون سے معلوم ہوا ہے۔ کہ مقدونیہ مین ترکون اور یونانیون کے درمیان لڑائیان ہوئی ہین سفرائے دول متعینہ قسطنطنیہ نے مقدونیہ پر یونانی حملہ کے برخلاف اعتراض کیا ہے۔ اور یونانی گورنمنٹ نے اب احکام جاری کر دیے ہین کہ اور گروہون کو

سرحد سے پار جانے سے روکا جائے۔

لنڈن۔ ۲۷ جولائی (بغاوت کریٹ) تازہ ترین خبرون سے پایا جاتا ہے۔ کہ بغاوت مشرقی کریٹ مین بڑھ رہی ہے۔ اور یونانی لوگ باغیون کو لگاتار ہتیار وسامان حرب بھیج رہے ہین۔ ٹرکی اور یونان مین پیچیدگیان پیدا ہونیکا سخت احتمال ہے۔

لنڈن۔ ۲۸ جولائی۔ مقدونیہ مین حالت ازحد زیادہ نازک ہوگئی ہے۔ رعایا یونانی گروہون کی طرفدار ہے اور نکو امداد دے رہی ہے۔ ترک مقدونیہ اور ایپرس مین فوجین جمع کر رہی ہین۔

لنڈن۔ ۳۰ جولائی۔ وادی نیل مین بیماری۔ لفٹنٹ پال وہیل وادی حلفہ مین اثر کے بخار سے مرگئے ہین۔

لنڈن ۲۹ جولائی۔ ٹرکی اور یونان۔ باب عالی نے یونان کو ایک شکایتی مراسلہ بھیجا ہے۔ کہ اخرالذکر کریٹ مین اسلحہ وسامان حرب بھیج رہا ہے۔ اور مقدونیہ مین یونانی جماعتین داخل کر رہا ہے جن باتون کا یونان جواب دہ ہے۔ مراسلہ مین یہہ بھی ایزاد کیا گیا ہے۔ کہ جو رعائتین کریٹ والون کو دیگئی ہین۔ وہ انتہا درجہ کی ہین۔

دول یورپ نے تھنس کو مشترکہ یادداشت روانہ کی ہے کہ اگر یونان اون نصیحتون پر جو اوسکو پہلے دیگئی تھین کاربند نہ ہوگا تو دول باب عالی کو امن قایم کرنے کی اجازت دیدینگی۔

ہفتہ مذکور کی دیگر خبرین۔

صوبجات متحدہ امریکہ نے ۴ جولائی ۱۷۷۶ء کو انگلستان سے قطعی طور پر آزادی حاصل کرنے کے بعد اپنی خودمختاری اور اتحاد کا اعلان کیا تھا۔ اس قومی تقریب پر امریکہ مین ہر سال بڑے عالیشان جلسے ہوتے ہین اس کل بمقام بریج پورٹ اس یوم سعید کی خوشی مین دس ہزار مسلح آیرش لوگ اکٹھے ہوئے۔ اور ۳۰۰ کیوبا کے مسلح باشندگان ہی شریک محفل ہوئے تھے۔ ان تمام آیرش لوگون نے فوجی وردیان پہنی ہوئی تھین مصر کے مشہور فصیح وادیب مصطفےٰ کامل نے جو عرصہ تک انگریزون کے قبضہ مصر کے برخلاف پیرس وغیرہ مقامات مین لیکچر دیتا رہا ہے مصر کے روزنامہ اخبار المویل مین ۴ جولائی کے عنوان سے امریکہ کی آزادی پر ایک نہایت ہی پرجوش مضمون لکھکر مصریون کو ابھارا ہے۔ کہ وہ کب تک غیر قوم کی تابعداری کی ذلت گوارا کرتے رہینگے۔ اوسکے مضمون کے آخری حصہ کا ترجمہ حسب ذیل ہے:۔

"اے قوم (مصر) کیا تو خیال کرتی ہے کہ جو کچھ مصیبتون اور بلاؤن مین سے تو آج دیکھ رہی ہے وہ اون ظلم وستم کی جو مصر مین اجنبی کر رہے ہین انتہا ہین؟ نہین ہرگز نہین۔ اگر یہہ قبضہ قایم رہا تو جان لوگے کہ جو کچھ

تم دیکھ رہے ہو۔ وہ تو ظلم اور ذلتون کے ابھی مقدمات ہین۔ اسلئے تم کبھی گمان نہ کرو کہ خداوند کریم تیری مدد کرے گا درانحالیکہ تو ایسی کاہلی مین مبتلا ہے۔ خدا تیری کیسے مدد کرے گا جب کہ تو نے اپنے لیئے ایسی خواری کو پسند کر لیا ہے خدا تمہاری کسطرح مدد کرے۔ اوس نے تمکو شریعت غرا عطا فرمائی جو تمکو محبت و الفت کا حکم دیتی ہے مگر اوس کو تمنے بالکل پس پشت پھینکدیا ہے۔ اوس نے تمکو وطن سعید اور زرخیز اور بارآور بخشا ہے مگر تمنے اوسکو حقیر جانا اور اوسکی قدر کے مطابق اوسکی قدر نہ کی۔ اوس نے تمکو عالی دماغی اور ذکاوت و ذہانت عطا کی۔ مگر تمنے اوسکو ادنی ادنے امور اور چھوٹی چھوٹی باتون مین صرف کیا۔ کیا تمکو یہ امید ہے کہ جسنے تمکو بڑی بڑی نعمتین عطا کی ہین وہ تمکو بغیر حق کے آزادی اور استقلال و خود مختاری عطا کر دیگا۔ ہرگز نہین۔ وہ تمام مضمون کا منصف ہے۔

پس جاگو اپنی نیند سے اور اپنے ملک کے حقوق کا مطالبہ کرو اور دنیا کی قومون کے گزشگذار کرو کہ تم عنایت اور رعایت کے مستحق ہو۔ اور اگر تم یہ نہین کرتے اور تم نے ذلت اور خواری کو پسند کر لیا ہے۔ اور تابعداری اور مذلت پر خوشنود ہو گئے ہو تو قومی زندگی کو آزادی اور مستقبلہ خود مختاری کو اور تمام امیدون کو آخری وداع کہو اور کہو کہ تحقیق ظلم کیا اپنے نفسون پر ہمنے اپنے نفسون سے اور نہین خدا ظلم کرنیوالا ساتھ اپنے بندون کے۔

مین تو ہر وقت وزرات ان عربی اشعار کا ورد کرتا رہتا ہون:۔

لا تسقني ماء الحياة بذلة	آبحیات جس کے ساتھ ذلت ہو مجھے نہ پلا
بل فاسقني بالعز كاس الحنظل	بلکہ اگر عزت کیساتھ ہو تو مجھے آب حنظل ہی پلا
ماء الحياة بذلة كجهنم	آبحیات جو ذلت کے ساتھ ہو جہنم ہے۔
وجهنم بالعز اطيب منزل	اور جو جہنم عزت کے ساتھ ہو وہ نہایت خوشگوار منزل ہے

ہفتہ مختتمہ ۱۰ اگست ۱۸۹۶ء تک کی خبرین وغیرہ

تار کی خبرین مع مختصر حواشی

لنڈن۔ یکم اگست۔ فساد کریٹ۔ کریٹ کے باشندگان بکثرت مہاجرت کر رہے ہین۔ کریٹ مین والنٹیر اور بارود و اسلحہ نہ جانے دینے کیلیئے یونان بڑی مستعدی سے انتظام کر رہا ہے۔

لنڈن۔ ۲ اگست۔ سرحد کی حفاظت کیلئے کئی یونانی رجمنٹون کو صوبہ تھیسلی جانیکا حکم ملا ہے۔

لنڈن۔ ۳ اگست۔ کریٹ کی تازہ خبرون سے معلوم ہوا ہے کہ باغی صوبہ کینڈیہ کے دہقانون سے مدد پا کر اب قصبہ کینڈیا کی

طرف بڑھ رہے ہین۔ اور بہت بڑی مصیبت کے حادث ہونیکا اندیشہ ہے ❖

لنڈن ۔ ۳ ۔ اگست (بلگیریا مین بیجا حرکت) ایم سٹمبولاف مرحوم (سابق وزیر اعظم بلگیریا) کی قبر ڈائنامیٹ سے اُڑا دی گئی ہے۔ یقین کیا گیا ہے کہ اس مذموم حرکت کا باعث فریقانہ کینہ توزی ہے ❖

لنڈن ۔ یکم اگست ۔ (وادی نیل مین ہیضہ) ہم سوڈانی افواج مین اب ہیضہ کی طرح سے فرو ہو گیا ہے ❖

لنڈن ۔ ۴ ۔ اگست ۔ (دول یورپ اور کریٹ) روس ۔ فرانس ۔ جرمنی ۔ اٹلی اور آسٹریا کریٹ کا بحری محاصرہ کرنا چاہتے ہین ۔ تاکہ یونانی والنیٹرون اور اسلحہ کے جزیرہ مین داخل ہونے کو روکا ۔ اور ترکون کو بغرض قیام امن وہان امن قایم کرنے دیا جائے ۔ مگر انگلستان اس تجویز کے مخالف ہو ۔ گو وہ اوسپر رضامند ہے کہ یونان کو اہالی کے حقوق کی نگہداشت کرنے اور اہالی کریٹ کو معقول و مناسب مصالحت پر آمادہ کرنیکے لیئے متفقہ طور پر تحریک کیجائے جرمنی اور آسٹریا کے اخبارات انگلستان کو خود غرضانہ علیحدگی کا الزام دے رہے ہین کہ وہ اسبارہ مین دول کے اتفاق مین مخل ہو رہا ہے ❖

کریٹ کے جنوبی حصہ مین بھی اب فساد پھیل گیا ہے ❖

لنڈن ۴ ۔ اگست ترکی اور یونان علیحضرت سلطان المعظم نے مسئلہ کریٹ کے متعلق یونان کو اوس مراسلہ کا بھیجا جانا نامنظور کر دیا ہے جسکا ذکر ۲۰ جولائی کی تار مین درج ہے ❖

لنڈن ۵ ۔ اگست (کریٹ کا محاصرہ ۔ انگلستان اور جرمنی) ٹائمز جرمنی کے اخبارات کی بدزبانی پر جو وہ کریٹ کے متعلق انگلستان کے برخلاف کر رہے ہین ۔ اور اوسکو دغا بازی اور مکاری کا الزام دے رہے ہین خفگی کا اظہار کرتا ہے ۔ اور بیان کرتا ہے کہ لارڈ سالسبری نے صرف یہ کہا ہے کہ انگلستان اسوقت تک کریٹ کے مشترکہ محاصرہ کیلئے دول نے جو مہمل اور بے ڈھنگی تجویز کی ہے ۔ اوسمین شامل نہین ہو سکتا جب تک کہ اوسکی مقصد و مدعا اور وسعت سے پوری پوری آگاہی نہ دیجائے ❖

لنڈن ۔ ۵ ۔ اگست نیل ریلوے نیل ریلوے کوشہ تک پہونچ گئی ہے ❖

ایضاً ۔ وادی نیل مین ہیضہ ۔ عکاشہ مین ہیضہ کی پانچ تازہ وارداتین ہوئی ہین ❖

ایضاً ۔ ترکی ۔ یونان اور دول ۔ دول عظام نے جزیرہ کریٹ کے بحری محاصرہ کرنیکا جو ارادہ کیا تھا ۔ وہ بظاہر ترک کر دیا ہے ۔ کیونکہ علیحضرت سلطان المعظم نے اونکو اطلاع دی تھی کہ وہ ایسے محاصرہ کو اپنے شہنشاہی حقوق کے نقیض خیال فرماتے ہین ❖

لنڈن ۔ ۶ ۔ اگست ۔ ترکی اور بلگیریا ۔ صوفیا مین یہ اطلاع پہونچی ہے کہ ترکی سپاہیون کی ایک جماعت

نے بلغاری سرحد کو عبور کرنے کی کوشش کی۔ مگر بلغاریون کے ساتھ کچھ عرصہ بندوق کی لڑائی کرنیکے بعد واپس ہٹ گئیء

لنڈن و گیبٹ کریٹ مین مسلمانون کی ظلم کریٹ مین حالت دن بدن زیادہ ناگوار ہوتی جاتی ہی تعصبہ ہر اک بیان سے مسلمان اجنبیون کے مکانات پر حملہ کرہے اور حکام اونکے روکنے سے عاجز ہین۔ انگریزی قونصل سرانگلی کے ساتھ کینڈیا کو بھاگ آیا ہے ٭

ہفتہ مذکور کی دیگر خبرین

۲ سمبر اور گولڈن ہارن وشاخ زرین اسکے کارخانجات میر بحری مین شب و روز بڑی مستعدی سے کام ہو رہا ہے۔ اعلیحضرت سلطان المعظم نے حکم شاہی صادر فرمایا ہے کہ جس قدر جہاز اسوقت زیر تعمیر ہین۔ اونکو حتی الامکان بہت جلد مکمل کیا جاوے۔ اور پرانے جس قدر جہاز مرمت طلب ہین اونکی بہت جلد پوری پوری درستی کیجاے۔ اول درجہ کا آہنپوش عبد القادر جو کارخانہ گولڈن ہارن مین بن رہا ہے۔ اب تقریباً مکمل ہو گیا ہے۔ اور دوم درجہ کا جہاز خداوندگار بھی قریب تکمیل ہے عون الرفیق ہصار اور ثریا جہازونکی پوری مرمت ہو گئی ہے۔ اور جہاز سیارہ تھوڑے دنون تک مرمت ہو کر سواحل شام کو جانیوالا ہے۔ سواحل شام پر بحری اسٹیشن قایم کیئے گئے ہین۔ جہان سے سواحل کریٹ کی نگرانی کیلئے دو اور آہن پوش جہاز عنایت دپلونا اور قسطنطینیہ سے تارپیڈو کشتی نہید شروع جولائی مین بھیجدی گئی۔ اعلیٰحضرت نے چھ نئے جنگی جہاز اور دو تارپیڈو کشتیون کے تیار کیئے جانے کا حکم دیا ہے۔ جو قسطنطنیہ کے کارخانہ مین تیار ہونگے ٭

انگریزی اخبارات کے سوا باقی تمام یوروپ کے اخبارات باغیان کریٹ کو متنبہ کر رہے ہین۔ کہ اگر وہ اپنی ضد اور ہٹ پر قایم رہین گے۔ تو دول یوروپ اونکی مطلقاً کوئی امداد نہین کرینگی اور سلطنت عثمانیہ کو مجبوراً اون سے وہی سلوک کرنا پڑے گا جو باغیان آرمینیا سے کیا گیا۔ کریٹ کے معاملہ مین بھی گورنمنٹ انگلشیہ اور اوس کے غالیہ بردار ٹائمز سٹینڈرڈ وغیرہ اخبارات نے ابتداء بہت کچھ طوفان بے تمیزی برپا کر دیا تھا۔ اور ٹائمز تو یہان تک بڑھ گیا تھا۔ کہ اوسنے صاف صاف لکھدیا کہ سلطان کو آگاہ رہنا چاہیئے کہ کریٹ آرمینیا نہین ہے کہ وہان انگریزی جہاز اور فوجین نہ پہنچ سکین بلکہ یہان انگلستان ترکون کو فوراً ہوش مین لا سکتا ہے۔ مگر اعلیٰحضرت کے تدبر و دانائی کی بدولت یہ کل شیخیان کر کری ہو گئین۔ اور نامانوس کو بابعالی کیطرف سے نہین۔ بلکہ خود عیسائی سلطنتون کیطرف سے سخت سست سننا پڑا۔ اور اب نوبت یہانتک پہونچ گئی ہے کہ ڈیلی ٹیلیگراف اور ڈیلی نیوز لکھ رہے ہین کہ مسئلہ آرمینیا کیطرح مسئلہ کریٹ مین بھی اعلیحضرت دول یوروپ کے اتفاق و اجماع پر غالب رہے ہین۔

ترکی وزیر صیغہ خارجیہ نے اندازہ لگایا ہے۔ کہ سواحل کو اجنبی جہازون کے حملہ سے بچانے کیلئے ایک بڑی

تیار کرنے کیواسطے ۲۲ لاکھ پونڈ (تقریباً ساڑھے تین کروڑ روپیہ) درکار ہوگا چنانچہ اس مطلب کیلئے بارہ لاکھ پونڈ صیغہ جنگ کے حوالہ کردیے گئے۔ باقی روپیہ امید ہے گورنمنٹ اپنی پاس سے خرچ کرے گی۔ جو سلطنت ایک بار ہی توپخانہ کے بنانے میں چار کروڑ روپیہ خرچ کرسکتی ہو۔ ہو سے مفلس کہنا سراسر ہٹ دہرمی نہیں تو اور کیا ہے۔

خدیو کی والدہ مکرمہ آجکل قسطنطنیہ میں رونق افروز ہیں۔ اعلیٰحضرت ان سے کمال لطف و مہربانی سے پیش آئے اور اعلیٰحضرت کی حرم محترم خود ایکدفعہ معزز مہمان کے محل کو تشریف لیگئیں۔

ویانا کے ایک سربرآوردہ اخبار کا نامہ نگار قسطنطنیہ سے لکھتا ہے کہ یورپ کے اکثر لوگوں کو یہ خیال ہے کہ سلطنت عظمیٰ عثمانیہ نادار و مفلس ہے اوسکا انتظام بگڑا ہوا ہے۔ اوسکی فوجیں خستہ حال ہیں اور رعایا بددل ہے۔ مگر قسطنطنیہ پہونچنے سلطنت علیہ کی سطوت و جبروت کا اصل حال معلوم ہوتا ہے۔ باسفورس کے محل دربار و رونق بازار دیکھکر انسان دنگ رہ جاتا ہے۔ یہانکی تجارتی کوٹھیوں اور بازاروں میں خرید و فروخت کی گرم بازاری کو دیکھکر انسان متحیر ہوجاتا ہے اور اوسکو فوراً ترکی سلطنت کے تمول کا پتہ ملجاتا ہے۔ شاہی سواری کے جلوس کا نظارہ دیکھنے سے اوسے رعب و داب شاہی کا حال معلوم ہوجاتا ہے۔ اور ترکی نوجوان کی مہیب قوت و طاقت اور بہادرانہ وضع و لباس کو دیکھکر جو اس موقعہ پر دو رویہ صف بستہ کھڑی اپنے شہنشاہ عالیمقام اور خلیفہ انام کی درازی عمر و ازدیاد جاہ و اقبال کے لیئے صدق دل سے نعرے بلند کرتی ہیں۔ انسان کا دل خوف سے کانپ جاتا ہے۔ اس کے بعد نامہ نگار ظلیل رفعت پاشا سے جو اوسکا مکالمہ ہوا۔ اوسکا مفصل بیان تحریر کرتا ہے جسے ہم بوجہ عدم گنجائش لکھنے سے معذور ہیں۔

سُنا گیا ہے سلطان المعظم نے امیر کابل کو خط لکھا ہے جسے اونہوں نے کل عالموں اور سرداروں کے روبرو پڑھ کر سنایا۔

مصر میں نمک حرام ینگ ترکوں نے جو طوفان بے تمیزی برپا کر رکھا تھا۔ اوسکی کیفیت ہم وقتاً فوقتاً درج اخبار کرتے رہے ہیں۔ اونکی سب سے آخری نالائق حرکت وہ تھی جو ولی الدین یکن اسسٹنٹ ایڈیٹر اور علی بیگ معاون اسسٹنٹ ایڈیٹر اخبار النیل قاہرہ سے بمقام سکندریہ کیگئی۔ مگر یہ بیہودہ جسارت اونکے حق میں نہایت مضر ثابت ہوئی ان شخصوں نے نوجوان خدیو کو اپنے قابو میں کر لیا تھا۔ اور اوسپر ذکاوت کچھ رسوخ ہوگیا تھا چنانچہ اوس نے بطور خود مجرموں سے اس ناجائز جبر و تشدد کی نسبت جو اونہوں نے ایڈیٹران اخبار النیل پر کیا کوئی باز پرس کی لیکن الحاکم ایڈیٹر اخبار مذکور ہمارے نامور شیخ حسن حسنی پاشا حسن اتفاق سے دارالخلافہ میں موجود تھے انہوں نے کل حالات اعلیٰحضرت خلافت پناہی کے گوشگذار کردیئے۔ جہاں سے خدیو کے نام اسیوقت تار بھیجا گیا اور دو تلو غازی مختار پاشا امیر پیل عثمانیہ کمشنر متعینہ مصر کو تاکید کیگئی کہ ان نمک حراموں کو قلمرو مصر سے نکالدیئے جانے کے لیئے گورنمنٹ مصر کو باقاعدہ فہمائش کریں۔ یہ کیفیت دیکھکر خدیو یا گورنمنٹ مصر کی آنکھیں کھلیں۔ اور وردود

عتاب شاہی سے ڈر کر نہ صرف ان مجرمون کو جنہون نے ولی الدین اور علی بیگ کو بیحرمت و ذلیل کیا۔ اور اون سے
شان سلطانی کے خلاف اقرار نامہ جبراً لکھا لیا تھا ملک بدر کر دیا۔ بلکہ اونکے سرغنہ اور لیڈر مراد نام اوکو بھی جو برابر
چھ مہینون سے بامداد دشمنان سلطنت عثمانیہ قاہرہ سے ترکی اخبار میزان شایع کر کے حکومت عثمانیہ کو کھلم کھلا گالیان
دے رہا تھا ملک سے نکلجانیکا حکم دیدیا۔ اور اوسکا اخبار حکماً بند کر دیا گیا۔ یہ خبر موصول ہونے پر مراد بے نے بہتیرے
ہاتھ پاؤن مارے کہ مین اخبار کو بند کر دیتا ہون اور امور سیاسیہ مین مطلق دخل نہ دونگا۔ مجھے یہان رہنے کی اجازت
دیجائے۔ مگر اوسکی یہ درخواست منظور نہ ہوئی۔ اور وہ معہ رشید بیگ ۱۰ جولائی کو مصر سے یوروپ کو چلا گیا۔ جاتی دفعہ
چند ایک معزز مصریون سے اسنے بیان کیا۔ کہ مین اعلیحضرت کی ذات خاص کے مخالف نہین ہون۔ اگر میرے مضمون سے
یہ بات مترشح ہوتی ہو تو اوسے سہو قلم سمجھنا چاہیئے میری نیت ایسی ہرگز نہین۔ البتہ مین طریق حکومت مین اصلاح
چاہتا ہون۔ مگر جو اصلاح وہ مکو ام چاہتا ہے اسکو ہم مارچ کے کسی پرچہ مین لکھ چکے ہین۔ جس کے پڑھنے سے ناظرین اس
کو بیک کے صدق و کذب کا بخوبی پتہ لگسکتا ہے ۔

بڑی خوشی کا مقام ہے کہ گورنمنٹ مصر نے آخر کار ہوش سنبھالی۔ اور اوس موذی کو جو اوسکے شہنشاہ کے برخلاف
باغیانہ مضامین لکھتا ہے خارج ملک کر کے اپنے تئین غضب سلطانی سے محفوظ کر لیا۔ اس حکم کے صادر ہونیسے دو
تین روز پہلے دو تلو غازی پاشا نے خدیو مصر سے ملاقات کر کے اونکو اچھی طرحسے متنبہ کر دیا تھا۔ کہ اگر آپکا یہی
طریق عمل رہا تو اسکا نتیجہ اچھا نہ ہوگا۔ مصری گورنمنٹ نے ان باغیون کو فقط خارج کر دینے پر ہی کتفا نہین کیا۔ بلکہ جو
معدودے چند مصری (کیونکہ تقریباً کل مصری اعلیحضرت کے مخلص و جان نثار رعایا ہین۔ اور وہ مراد بے اور اوسکے
ساتھیون کو دشمن اسلام سمجھتے ہین) مراد وغیرہ کی امداد کرتے رہے ہین۔ اونکو باضابطہ عدالت سے سزا دلائے جانیکی بھی دہمکی
دی ہے۔ پہلی ایکدفعہ مرتبہ جب بابعالی نے گورنمنٹ مصر سے مراد کے اخراج کا مطالبہ کیا تھا تو لارڈ کرومر صاحب نے اوسکو
تعمیل حکم سے باز رکھا۔ لیکن اب اعلیحضرت صاحب الخلافت والسیادت کے تیور بدیہہ بگڑے دیکھکر لارڈ صاحب نے
چون تک نہ کی بلکہ خود بھی مراد نا شاد کے مخالف بن گئے۔

حوران کے دروزونکی بغاوت کی نسبت اب کوئی خبر موصول نہین ہوئی جس سے قیاس کیا جا سکتا ہے کہ افواج
قاہرہ نے باغیون کا بخوبی قلع قمع کر دیا ہوگا۔

ایک مصری اخبار لکھتا ہے۔ کہ زار روس نے اعلیحضرت سلطان المعظم سے ملاقات کرنے کا ارادہ
ظاہر کیا ہے ۔

کریٹ مین دطنمائے بغاوت کیلیئے کافی فوج پہونچ گئی ہے۔ باغیون کو سلطان المعظم نے جبلی رحم و عفو سے کام لیکر
ہتھیار رکھدینے کا حکم دیا ہے جسکی اگر تعمیل نہ ہوئی تو اون کا قرار واقعی بندوبست کیا جاوے گا تھوڑا عرصہ

ہوا - ترکی محافظ جہازون نے ایک یونانی جہاز کو گرفتار کیا جس پر باغیون کے لیئے سامان حرب اور اسلحہ بھرے ہوئے تھے ؛

سهراب زادہ حسن حسنی پاشا ایڈیٹر و مالک اخبار انیل کو جو کچھ عرصہ سے دار الخلافہ مین مقیم ہین - اعلیحضرت نے جماعت تصریحات کا ممبر مقرر فرمایا ہے ؛

هفته مذکور کے مضامین خاص -

منقول از وکیل مؤرخہ ۱۰ - اگست ۱۸۹۶ء

(سلطنت عثمانیہ اور ڈیوک آف آرگائل[1] -)

مہذب اور مشہور نصفت پسند لبرل انگریزون کے سرتاج ڈیوک آف آرگائل صاحب نے ٹرکی کے متعلق حال مین ایک چھوٹی سی کتاب بنام "ہماری ذمہ داریان ٹرکی کے متعلق" شایع کر کے اپنی تہذیب ایمانداری اور اعلے مذہب اور دیانتداری کا پورا ثبوت دیدیا ہے - کتاب مذکور مین ایماندار ڈیوک صاحب نے زیادہ تر اپنے وہی ہر پلے اور ناقص خیالات اور خلاف واقع اور مبالغہ آمیز اظہارات درج کیئے ہین جن کو اونہون نے ۹ مئی کے جلسہ سینٹ جیمس ہال مین بیان کیا تھا - اور جنکی تلعی مضامین متعلقہ مفروضہ مظالم آرمینیا اور دول ثلاثہ مین اچھی طرح سے کہول چکے ہین - اسلئے ڈیوک صاحب کی فرضی ذمہ داریون اور گورنمنٹ ٹرکی کی مفروضہ پابندیون کی مفصل کیفیت دوبارہ بیان کرنا مناسب نہین معلوم ہوتا - ناظرین اس مضمون کو جو کئی ضمائم کے ساتھ عنقریب علیحدہ رسالہ کی صورت مین شایع ہونیوالا ہے - ملاحظہ فرماسکتے ہین - البتہ اس کتاب مین ڈیوک بہادر نے جنکو مسٹر گلیڈسٹون کیطرح پیرانہ سالی اور غالبًا دماغی کمزوری نے نیم دیوانہ بنا رکھا ہے - یہ نئی اپج کی لی ہے کہ اعلیحضرت امیر المومنین کی نسبت مین جسکو سب حقیقی مدبران انگلستان و یورپ تسلیم کرتے ہین - کہ تقریبًا کل دنیائے اسلام اونکو اپنا مذہبی پیشوا اور خلیفہ برحق مانتی ہے - نہایت ہی گندہ اور مکروہ کلمات بکنے کے بعد اپنی گورنمنٹ کو صلاح دی ہے کہ "وہ امیر المومنین سے کوئی ذاتی تعلق نرکہے بلکہ اس شیطانی حکومت کو تباہ و برباد کرنے کا کوئی ذریعہ ہاتھ سے نجانے دے - اور اگر اس مدعا کے حاصل کرنے کیلیئے جنگ کی ضرورت ہو تو اس سے بھی دریغ نکرے جنگ بیشک ایک مہیب چیز ہے اور نہایت خوفناک مصائب پیدا کرنیکا موجب ہوتا ہے - مگر حکومت مذکور سے جو دنیا کو نقصانات پہونچ رہے ہین - وہ جنگ کے خونخوار نتایج سے بدرجہا بدتر ہین - علاوہ برین ہماری یا کسی دولت عظیم کی آزادیان بغیر جنگ کے محفوظ نہین رہ سکتین - ہم بعید ترین اور نہایت ہی کمزور تعلقات و اغراض کیحفاظت کیلئے جن کی سلامتی کا صرف خیالی اور وہمی اندیشہ پیدا ہو جنگ کرنے پر فورًا مستعد ہو جاتے ہین - پھر اس حکومت کو ملیا میٹ کرنیکے لیئے جو امن یورپ کیلئے ہر وقت موجب خطرہ ہے کیون نہین جنگ کیا جاتا ؟"

ڈیوک صاحب کی تہذیب تو ان چند کلمات ہی سے ناظرین کو معلوم ہو گئی ہوگی - اسلیئے اسکی نسبت زیادہ

[1] یہ صاحب مئی ۱۹۰۰ء مین فوت ہو گیئے - اور انکا بڑا بیٹا جو ملکہ معظمہ کا داماد ہے ڈیوک بنا -

یہ مارک کرنا فضول ہے۔ اونکی صلاح و مشورہ پر اس بیئے کچھ رائے زنی کرنا بیفایدہ ہے کہ بدقسمتی سے گورنمنٹ مذکور
جس کی کئی دفعہ ڈیوک صاحب بھی بنفس نفیس برابر کارکن ممبر رہ چکے ہین۔ ایسی صلاح و مشورہ کے بغیر ہی عرصہ دراز سے
ایسی خطرناک پالیسی پر چل رہی ہے۔ اور اوسکی ہر ایک کوشش سلطنت علیٰ عثمانیہ کے مقبوضات خود چھین لینے یا دوسری
طاقتون کے حوالہ کر دینے اور اندرون ملک مین ہر روز کوئی نہ کوئی فساد کراتے رہنے سے اوسکو کمزور کر دینے کیطرف منجر
رہی ہے۔ البتہ وہ اس قدر حکمت عملی ضرور برتتی رہی ہے کہ مبتلائے جنگ ہونیکے بغیر وہ اپنے اس سیاہانہ اور رہزنانہ مدعا
مین اب تک برابر کامیاب ہوتی چلی آئی ہے۔ اور ترکی گورنمنٹ بشیارہ مجبوریون کیوجہ سے مسیحی طاقتون کی ان عاسانہ
کارروائیون کو چپکے سے دیکھتی رہی ہے اور کوئی ہاتھ پاؤن مارے بغیر اپنے مقبوضات کا تصرف سے نکلجانا برداشت کرتی
چلی آتی ہے۔ مگر اب انگریز ترکی گورنمنٹ کے مظالم سے تنگ آکر (جن مظالم کے مقابلہ مین اگر رحمدل اور منصف مزاج
گورنمنٹ کے دیئے ہوئے برتاؤ کو جو وہ اپنی رعایا سے برت رہی ہے دیکھا جائے تو غالباً وہ نہایت ہی زیادہ خوفناک مہیب اور
بیرحمانہ معلوم ہو) ترکی گورنمنٹ سے جنگ کرنا چاہتے مین تو اسطرح ترک بھی ان رحیم مزاجون کی مہربانیون سے جو وہ اون کے
اور اوسکی بیکس رعایا کے حال پر مبذول کرتے رہے ہین اسقدر سیر ہو گئے مین کہ اب وہ غالباً انگریزون کے اعلان جنگ
کر دینے کو ایک نعمت غیر مترقبہ تصور کر کے آیندہ کیلئے ان سب نئی دراندازیون اور فتنہ پردازیون کا قطعی فیصلہ ہو جانے کو
نہایت غنیمت سمجھین گے۔ مگر افسوس تو یہ ہے کہ میان آرگائل صاحب نے تو مختل دماغی سے یہ بڑھ ہانکدی تھی اور گورنمنٹ کو جنگ
کر دینے کی صلاح دیدی مگر یقیناً انہوکبھی ایسا نہین کرین گے۔ بلکہ جسوقت معاملہ اسدرجہ تک پہونچیگا تو بالضرور اپنا ساتھ لیکر
ٹرکی کے معاملات سے بالکل الگ ہو جائینگے۔ باقی رہی ڈیوک صاحب کی یہ سمجھ کہ انگلستان ٹرکی سے کوئی ذاتی تعلق نہ رکھے
اور ہر کی امداد سے کنارہ رہے سو انگلستان نے آجتک جو ٹرکی کو امداد دی ہے وہ دنیا سے پوشیدہ نہین۔ ذاتی تعلق کیمگیہ اگر انگلستان اور دیگر
دول ٹرکی سے بالکل ہی قطع تعلق کرلیں اور سلطنت علیٰ عثمانیہ کے دار الخلافہ اور دیگر مقامات سے اپنے سفیر۔ قونسلین اور تمام سفارتی اور
تجارتی اڈّے کو اٹھا کر لیجائین۔ تو سلطنت مذکور کی اس سے بڑھ کر کوئی خوش نصیبی ہو نہین سکتی۔

ان ہزلیات بکنے اور اس خوش آیند مشورہ دہی کے بعد ڈیوک صاحب ارشاد فرماتے ہین کہ "ٹرکی کے عیسائی جنکو
خودسری۔ فتنہ پردازی بیکاری۔ کورمنشی بخوبی محقق ہو چکی ہے) جب تک ان ظالم ترکون کے ماتحت رہین گے۔ انکی
مصیبتون کا کبھی خاتمہ نہین ہوگا۔ اسلیئے نہایت مناسب بلکہ ضروری ہے کہ صوبجات آرمینیا روس کے حوالہ کر دیئے جائین"
مگر اس عیسائی طاقت کو حسن انتظام اور رعایا پروری کے سابقہ کارنامون کو چھوڑ کر ہم فقط ایک تازہ واقعہ کے بتا
دینے پر حصر کرتے ہین۔ یہ واقعہ صوبہ کیف کے قصبہ منیراسیک مین گذرا ہے۔ ایک فوجی افسر شکار کھیلتے ہوئے قصبہ کے
قہوہ خانہ مین جس کا مالک ایک یہودی تھا پہنچے۔ وہان پہلے سے ایک عیسائی دہقان بیٹھا ہوا تھا جس نے افسر کے
داخل کمرہ ہونے پر اوسکو تعظیم نہ دی۔ اور سلام نہ کیا۔ افسر مذکور اس گستاخی اور بے ادبی کو کب برداشت کرسکتے تھے

غصے سے بھرے ہوئے یہودی بیچارے دہقان کے پاس جا پہونچے اور نہایت سخت مغلظات بکنے کے بعد گستاخی کا سبب دریافت کیا۔ دہقان نے مؤدبانہ عرض کیا کہ مین سپاہی نہین ہون۔ اسلیئے ہر ایک افسر کو سلام کرنا میرا فرض نہین ہے۔ یہی جواب سن افسر کو اور بھی آگ لگ گئی۔ اور اوسنے دہقان کو مکون اور لاتون سے بے تحاشا مارنا شروع کیا۔ دہقان نے مطلقاً ہاتھ نہ اوٹھایا۔ اور قہوہ خانہ سے بھاگ جانے کی کوشش کرتا رہا۔ دہقان کی اس مسکینی سے افسر اور زیادہ برافروختہ ہوئے اور اوس غریب کو اس قدر مارا کہ وہ بیہوش ہو کر فرش پر گر پڑا۔ جب نوبت یہان تک پہونچگئی تو یہودی مالک قہوہ خانہ دونون کے بیچ کھڑا ہوگیا۔ اور افسر کو فہمایش کی۔ کہ قہوہ خانہ مین کسی پر حملہ کرنے کا اوسکو استحقاق حاصل نہین۔ یہودی کی اس جسارت پر افسر نے پہلے تو اوسکو گولی مار دینے کی دہمکی دی۔ مگر پھر اچانک یہ کہتا ہوا کہ مین اس گستاخی کا تم کو اور تمہارے ساتھیون کو پورا پورا سبق دونگا قہوہ خانہ سے چلا گیا۔ اور کیمپ مین پہونچکر اپنے ماتحت سپاہیون اور چھوٹے افسرون کو حکم دیا کہ شہر مین جاکر یہودیون کا تمام محلہ لوٹ لو۔ اور ان بے ایمانون کو اچھی طرح سے سبق دو۔ سپاہی یہ حکم پاتے ہی شہر مین گھس گئے اور تمام یہودیون اور کئی ایک عیسائیون کے گھرون کو تمام و کمال لوٹ لیا۔ اور عمارتون کو منہدم کر دیا متاہل اور مجرد عورتون اور نوجوان لڑکیون کو کمال بیرحمی اور سفاکی سے بیحرمت کیا اور بیشمار لوگون کو قتل و مجروح کرکے واپس لوٹ گئے۔ اور چھ گھنٹون کے اندر تمام شہر کا نقشہ بالکل بدلگیا۔ اب گورنمنٹ اسکی تحقیقات کر رہی ہے۔ مگر چونکہ زیادہ تر بے زبان اور بیدین یہودیون پر ظلم و ستم ہوا ہے امید نہین کہ قاتلون اور غارتگرون کو کوئی سزا ملے۔ اب ہم پوچھتے ہین کہ ڈیوک صاحب کو اگر روسیون کے گزشتہ اور پرانے مظالم یاد نہین رہ سکتے تو کیا یہ واقعہ بھی جو اس کتاب کے چھپنے کے دوران مین ظہور پذیر ہوا ہے اونکے گوشگذار نہین ہوا تھا؟ مگر شاید ایماندار عیسائیون کے نزدیک عیسائیون کا کوئی فعل معیوب اور قبیح نہین ہو سکتا۔ اور اسطرح سے مسلمانون کا کوئی عمل ستودہ اور بے عیب ٭

ہفتہ مختتمہ ۱۷ اگست ۱۸۹۶ء کی تار کی خبرین وغیرہ

ترکی خبرین مع مختصر حواشی ٭

لندن۔ ۱۰ اگست۔ **بغاوت کریٹ**۔ ہزارون عیسائی کریٹ سے یونان کو مہاجرت کر رہے ہین۔ اتھنز مین مشہور ہو رہا ہے۔ کہ مسلمانون نے کینڈیا کے ۲۵ عیسائیون کو ذبح کر ڈالا۔ اور ایک پادری کو زندہ جلا دیا ہے ٭

قسطنطنیہ۔ ۱۰ اگست۔ ذہنی پاشا گورنر بروصا۔ اور اتیادیس پاشا جو ایک اعلیٰ عہدہ دار قانونی ہین۔ کریٹ کو بدینغرض روانہ ہونے والے ہین۔ کہ امن قایم کر دینے کے متعلق قونصلین دول اجنبیہ سے صلاح و مشورہ کرین

لنڈن ۱۱ اگست - **بغاوت کریٹ - مجوزہ محاصرہ بحری** - روسی اخبارات جرمنی اخبارات کے حملون پر جو وہ لارڈ سالسبری کے محاصرہ کریٹ مین شریک نہ ہونے پر کر رہے ہین معترض ہو رہے ہین اور لکہتے ہین کہ محاصرہ مذکورہ اسوقت تک فضول اور بے اثر ہوگا جب تک کہ ہکو ترکون اور عیسائیون دونون کے برخلاف نافذ نہ کیا جاے ۔

۲۵ عیسائیون کے قتل اور ایک پادری کے زندہ جلا دیئے جانیکی جوافواہ آتہنز مین مشہور ہو رہی تہی اوسکی تصدیق ہوگئی ہے ۔ یہ خوفناک کشت و خون مقام انا پولیس کی خانقاہ مین کیا گیا تھا ۔ کریٹ کے سرغنہ باغیون نے ریفارم کمیٹی کو جسے انقلاب پسند لوگون نے یونان کے ساتھ جزیرہ کو ملحق کر دینے کی بابت کوشش کرنیکے واسطے قایم کیا تھا توڑ دیا ہے ۔

لنڈن ۱۲ اگست - بغاوت کریٹ - **دول مین نا اتفاقی** - کریٹ کے متعلق دول مین جو خط و کتابت ہو رہی ہے ۔ اوس سے ابتک کوئی نتیجہ مترتب نہین ہوا ۔ کیونکہ وہ کسی ایک عملی تدبیر پر متفق نہین ہو سکتین ۔

لنڈن ۱۴ اگست - **مسئلہ کریٹ - یونان و دول یوروپ** - دول نے یونان کو کرتا کید کی تہی کہ کریٹ مین اسلحہ و مجاہدین کے جانیکو روکے ۔ اسکے جواب مین اوسنے لکہا ہے کہ مین پوری کوشش کر رہا ہون ۔ مگر تازہ کشت و خون کی خبرون سے لوگون کا غیض و غضب سخت مشتعل ہو رہا ہے ۔

ایضاً - **سلطان المعظم اور انگریزی بیڑہ** - دار العوام مین شب گذشتہ بدوران مباحثہ مسٹر کرزن نے بیان کیا کہ کریٹ سچ مچ ایک کال بارود کا میگزین بن رہا ہے ۔ مین کریٹ مین مجاہدین کی درآمد کو روکنا نہایت ضروری سمجہتا ہون ۔ مگر جب تک سلطان المعظم جزیرہ مذکورہ مین عمدہ انتظام کرنے کی ضمانتین نہ دین تب تک ہم اپنے بیڑہ سے اونکو امداد نہین دے سکتے ۔ تاہم پہر بہی مجہے امید ہے کہ دونون فریقون مین صلح ہو جائیگی اور امن قایم ہو جائے گا ۔ ضمانتون کی بہی نائب وزیر نے بعلی کہی یہی صاف صاف کیون نہ کہدیا ۔ کہ جبتک کریٹ ہمارے حوالہ نہ کر دوگے ۔ امن نہین ہوگا ۔ مگر یہ معلوم نہین کہ اعلیٰحضرت نے اپنے دوست صادق انگلستان سے جہازات کی امداد کی کب درخواست کی تہی ۔ وہی مثل ہوئی ۔ جان نہ پہچان بڑی امان سلام ۔ وہ ان کی شکل سے بیزار ہین ۔ اور یہ امداد دہی کے لیئے شرایط حاصل کرنے کے پیچہے پڑے ہوئے ہین ۔

ایضاً - پارلیمنٹ کا اجلاس آج ختم ہوگیا ہے ۔ ملکہ معظمہ کیطرف سے یہ تقریر پڑہی گئی : -

یہ دول اجنبیہ کے ساتھ میرے تعلقات برابر دوستانہ ہین ۔ درویشون کے دریائے نیل کیطرف اور نیز اطالیین مقبوضات واقع حبش کیطرف مخالفانہ حرکت کرنے نے مجہ یقین دلا دیا کہ یہ ضروری ہے کہ مصری

گورنمنٹ اونکی پیشقدمی کو روکے۔ چنانچہ میری نصیحت اور میری منظوری سے مصر کو ڈنگولہ تک اوسکا آزاد شدہ ملک واپس دلانے کے لیے ایک مہم اختیار کیگئی۔ اس علاقہ کا بہت سا حصہ ایک مختصر مگر بہادرانہ جنگ سے جو بمقام فرکت ہوئی فتح ہوچکا ہے ٹرکی کے بعض حصص خاصکر کریٹ کیحالت سے مجھے برابر بہت تشویش ہو رہی ہے۔ اور کسی فریق کی جنبہ داری کرنیکے بغیر مینے دیگر طاقتون کے ساتھ ملکر ایک ایسی طریق حکومت کے قایم کیے جانیکی تجویز پیش کرنیسے جو عیسائی مسلمان دونون کو پسند ہو باہمی مصالحت کرادینے کی کوشش کی ہے۔ اسکے بعد ملکہ معظمہ توقع ظاہر کرتی ہین کہ سابق میرے رحم وعفو کو قبول کرینگے۔ اور پھر اون معاہدون کا ذکر کرتی ہین جو حدود کے متعلق امیر کابل اور شاہ ایران سے ہوئے ہین۔ اور ارشاد فرماتی ہین کہ ملک چترال کے قبایل سے دوستانہ تعلقات قایم ہین (ناظرین کو بتا دینے کی ضرورت نہ ہوگی۔ کہ ملکہ معظمہ کی تقریرین دراصل موجودہ الوقت حکمران فریق یعنے گورنمنٹ کی بنائی ہوتی ہین ملکہ معظمہ کا نام صرف برائے نام ہوتا ہے۔ ایڈیٹر)

ہفتہ مذکور کی دیگر خبرین

مصر نیل کی انگریزی و مصری فوجون کو غنیم سے اس قدر نقصان نہین پہونچا جس قدر کہ ہیضہ سے خاصکر سوڈانی پلٹنون کا تو اس نامراد وبا نے بیرحمانہ بہت کچھ قلع قمع کیا ہے۔ ولایت کے اخبار کا نامہ نگار لکھتا ہے کہ مرض کے ساتھ کوئی درد یا تکلیف مریض کو نہین ہوتی وہ آناً فاناً ملک عدم کو راہی ہو جاتا ہے۔ درویش کیمپ کے مفروربن یا اسیران جنگ کی تعداد کو بھی ہیضہ بہت کچھ گھٹا رہا ہے۔ امریکہ کے اخبار نیویارک ہیرلڈ کا نامہ نگار بھی ۲۰ جولائی کو بمقام وادی حلفہ سوڈان کی گرمی کے نذر ہو چکا ہے۔ اور ۲۳ جولائی تک وادی حلفہ اور کوشہ کے شمال مین جو دیگر مقامات ہین صرف وہین ۱۹ انگریز اور ۲۳ مصری سپاہی اور جملہ ۷۰۰ سول و فوجی آدمی مر چکے ہین ۔

اخبار المؤید راوی ہے کہ خدیو مصر ۱۰ اگست کو اسکندریہ سے روانہ ہوکر کارلسبیم اور فرانس کی سیر کرینگے اس کے بعد سلطان المعظم کی خدمت بابرکت مین حاضر ہونگے ۔

حوران کے دروزون کی نسبت لنڈن کا اخبار ٹائمز مورخہ ۲۴ جولائی یہ لکھتا ہے کہ دروزون نے حوران کے صدر مقام سویدا کو جہان بارہ سو سے لیکر سولہ سو تک ترکی فوج زیر کمان ممدوح پاشا محصور تھی متواتر حملون کے بعد جس مین سے صرف ایک مین چھ سو دروز مارے گئے فتح کیا۔ وہ لوگ دو تو پون سے جو ابتدائے بغاوت مین اونکو ہاتھ لگ گئی تھین دیوار قلعہ توڑکر اندر داخل ہو گئے۔ اور چونکہ اون کا بہت نقصان ہوا تھا۔ اونہون نے کل ترکی فوج کو تہ تیغ کردیا اور ممدوح پاشا کو گرفتار کرلیا۔ اسکے بعد اخبار مذکور پھر یہ لکھتا ہے کہ محصورین کی کمک کے لیے جو فوج بھیجی گئی ہے۔ وہ دمشق اور حوران کے درمیان بمقام شیخ مسکین مقیم ہے اور کہتی ہے کہ جب تک غنیم کے ملک مین ہماری رسد کا انتظام نہ ہولے آگے نہین بڑہینگے ۔

مگر مصر کا روزانہ اخبار **المؤید** مورخہ ۲۲ جولائی رقمطراز ہے کہ باغیون نے ابھی قلعہ سویدا کو فتح نہین کیا تھا آ صرف محاصرہ کیئے ہوئے تھے کہ ملکی فوج موقعہ پر پہنچ گئی۔ اور اوسنے دشمنون کو شکست فاش دیکر تتر بتر کر دیا۔ اس معرکہ مین ترکی فوج کے ۸۰ سپاہی شہید ہوئے جن مین ۱۲ افسر تھے اور ۲۴۹ زخمی ہوئے جن مین سے نو افسر تھے اور دروزیون کے تقریباً ڈیڑھ ہزار قتل ہوئے جن مین سے ۸۰ بڑے بڑے شیخ تھے۔ اور اسی قدر زخمی ہوئے ان دونون بیانون کو بالمقابل پڑھنے سے مشہور اخبار ٹائمز کی راست بیانی اور صداقت کا پورا پورا پتہ ملسکتا ہے ✤

باب عالی نے ۲۰ جدید پلٹنین قایم کیئے جانیکا حکم دیا ہے ✤

فرانس اسوقت میدان جنگ مین ۳۰ لاکھ پورے قواعد دان اور ماہر فن جنگ سپاہی لاسکتا ہے۔ آج سے ایک صدی پہلے اوسکی قواعد دان فوجکی تعداد فقط دو لاکھ تھی۔ یہ پندرہ گنا اضافہ جبریہ خدمت فوجی کی طفیل ہوا ہے جسکی بدولت پرشیا نے ۱۸۶۶ء اور ۱۸۷۰ء مین عظیم الشان فتوحات اپنے دشمنون پر پائی تھین۔ لازمی فوجی خدمت کا قانون اب یوروپ کی ہر ایک سلطنت مین سوائے انگلستان کے رائج ہو گیا ہے۔ اور فرانس سے اٹلی اور ترکی نے سب سے بڑھ کر اس سے فایدہ اوٹھایا ہے۔ اوسکی فوجی طاقت پہلے کی نسبت بدرجہا زیادہ مضبوط ہو گئی ہے اور پرانا انتظام فوجی بالکل بدلگیا ہے۔ چند انگریز دوسری سلطنتون کی یہ فوجی مستعدی اور روز افزون جنگی طاقت کو دیکھ کر اپنے ملک مین بھی اس قانون کا رائج ہونا مناسب سمجھتے ہین۔ مگر قوم کا بہت سا حصہ ایسے قانون کے نفاذ کو اپنی آزادی کا نقیض اور والنٹیری کو جبریہ فوجی خدمت کا کافی بدل تصور کرتا ہے۔ مگر کل والنٹیرون کی تعداد دو لاکھ سے متجاوز نہین اور دوسری تمام قسمون کی فوجون کی تعداد بھی جو دنیا کے مختلف حصون مین منتشر ہے چار لاکھ سے زیادہ نہین پس صاف ظاہر ہے کہ انگلستان اپنی عظمت وشان کے قیام اور اپنے مقبوضات کی بچاؤ کیلیے بہت کچھ اپنی بحری طاقت پر انحصار کیئے ہوئے ہے۔ لیکن بری جنگ کے چھڑ جانے پر اندیشہ ہے کہ فوجون کی قلت ضرور کسی طرح سے محسوس ہو گی۔ مگر اسوقت اسکی کوئی تلافی نہین ہو سکے گی۔ انگلستان اسوقت نہایت متمول اور اوسکی بحری طاقت بڑی زبردست ہے۔ مگر بحری سلطنتین معدوم بھی بہت جلد ہو جاتی ہین۔ کارتھیج کسی زمانہ مین دنیا کے سمندرون پر بادشاہی کرتے تھے اور ہالینڈ کے بحری کارنامون سے تاریخ عالم کے صفحات لبریز ہین۔ مگر آج اون کا کوئی نام بھی نہین لیتا۔ ایکنے بالکل معدوم ہو چکی ہے۔ اور دوسری گوشہ گمنامی مین پڑی ہے ✤

بمبئی کے یونانی تاجرون اور باشندون نے کریٹ کے عیسائی باغیون کے لیئے معقول رقم چندہ فراہم کر کے ارسال کی ہے۔ ہندوستان کے مسلمان کیا مظلوم مسلمانون کے لیئے کچھ ہمت نہین کرین گے۔ اون کی ہمدردی کا کیا جنگ گزشتہ کے ساتھ ہی خاتمہ ہو گیا ہے۔ ہم جس وقت کسی مسلمان کو ایسی ضرورتون کو پس پشت ڈالکر فضول اور بیفایدہ کامون کیلیئے بیش بہا چلیئے عطا کرتے ہوئے دیکھتے ہین۔ تو مسلمانون کی بد قسمتی پر افسوس کرنے کے سوا

اور کوئی چارہ نہین پاتے تھوڑا ہی عرصہ ہوا کہ صوبہ بمبی کے ایک مسلمان تاجر نے سوا لاکھ روپیہ کسی شہر من آبرسانی کے لیے چندہ دیا۔ اور اب سنا جاتا ہے کہ آنریبل نواب امیر حسن خانصاحب نے بنگال ڈوفرن فنڈ مین ۵ ہزار روپیہ چندہ دیا ہے۔ کیا ان اصحاب کو بالخیر یاد ہو لیا کے ناکردہ گناہ مقتول مسلمانون کے بیکس اور یتیم بچون یا آرمینیا و کریٹ کے مظلوم مسلمانون کیحالت ار پر کوئی رحم نہ آیا۔ اور اپنے قارونی خزانہ مین سے اونکے لیے کوئی حبہ نہ نکال سکے؟

ہفتہ مختتمہ ۲۹ اگست ۱۸۹۶ع کی تار کی خبرین وغیرہ

تارکی خبرین مع مختصر حواشی

لنڈن - ۱۶ اگست - لارڈ سالسبری معاملات خارجیہ پر - لارڈ سالسبری نے ایک دعوت کے موقعہ پر ارشاد فرمایا کہ مشرقی جانب مین ایک ایسا منبع خطرہ موجود ہے جو کل یورپ کے امن و امان کو تہ و بالا کر دینے کی دہمکی دے رہا ہے۔ اور اگرچہ مینے ٹرکی کو متنبہ کر دیا تھا کہ وہ آخر کار اپنی سزا سے محفوظ نہین رہ سکیگی مگر اس سے یہ لازمی نتیجہ نہین نکلتا کہ انگلستان نے اوس سزا کو زیر عمل لانیکے لیے جنگ کا ذمہ اوٹھا لیا ہے۔ مجھے امید واثق ہے کہ جب کہ ابھی موقعہ ہے دول یورپ اس خطرہ کو کم کر سکینگی۔

ایضاً - دریاے نیل مین پانی بسرعت چڑھ رہا ہے۔ اور ایک اگن بوٹ دوسری آبشار سے گذر گیا ہے۔

لنڈن - ۱۷ اگست - فساد کریٹ - تازہ ترین خبرین مخبر ہین کہ بمقام اپوکرونا لڑائی پھر شروع ہو گئی ہے اور جزیرہ کے مشرق مین بھی بغاوت کے پھیلجانیکا اندیشہ ہو رہا ہے۔

لنڈن - ۱۸ اگست - بغاوت کریٹ - ذہنی پاشا نے اہالی کریٹ کے ڈیپوٹیشن کو جو اونکی خدمت مین حاضر ہوا کہا کہ تمہارے چند مطالبات اعلیحضرت سلطان المعظم کے حقوق شاہی کے نقیض ہین۔ انکی ترمیم کرو۔ دوسرا ثانی معاندین کا ایک گروہ مع توپخانہ کینڈیا کے قریب جزیرہ مین داخل ہو گیا ہے۔

لنڈن - ۱۹ اگست - مہم نیل - کہ متعلق ۵ دسٹرن وہیل اسٹیمر (ایسا دخانی جہاز جو بہت ہی تھوڑے پانی مین بھی چل سکے) دوسرے آبشار سے گذر گئے ہین۔

لنڈن - ۲۰ اگست - انگلستان و روس - تمام روسی اخبارات یکزبان ہو کر برطانیہ کلان پر الزام لگا رہے ہین

کہ وہ یورپ کی توجہ کو (مصر کیطرف سے) ہٹاکر منعطف کرنیکے لیئے کریٹ مین فساد برپا کرا رہا ہے ٭

لنڈن - ۲۰ - اگست - **مشکلات کریٹ مقدونیہ مین قتل** - اتھنز کے اخبارات تحریر کرتے ہین کہ روری پوش باغی بزکون نے بمقام کوزانی واقعہ مقدونیہ ۲۰ عیسائیون کو جن مین عورتین اور بچے زیادہ تھے قتل کر دیا ہے ٭

باب عالی نے سفرائے اجنبیہ کو اطلاع دی ہے کہ اگر یونانی مجاہدین اور سامان حرب کا کریٹ مین داخل ہونا بند نہ ہوا تو یونان کے ساتھ تعلقات سخت کشیدہ ہو جاوین گے ٭

لنڈن - ۲۱ - اگست - **درویش اور ریاست کانگو** - برلن مین یہ خبر بڑی مشہور ہے کہ میجر طوبانیز ریاست کانگو سے ایک جرار فوج لیکر درویشون پر چڑہائی کرنے کے لیئے پیشقدمی کر رہا ہے ٭

ایضاً - دو مصری اخبارات بند کر دیئے گئے ہین - اونہون نے ملکہ انگلستان پر نامناسب حملے کیئے تھے ٭

لنڈن - ۲۲ - اگست - **مہم نیل** - بمقام کوشہ دریائے نیل مین ایک نیا اگن بوٹ ڈالا گیا ہے مہم نیل کی پیشقدمی ۵ ستمبر کو شروع ہوگی - جو شروع اکتوبر مین ڈنگولہ جا پہونچے گی ٭

ہفتہ مذکور کی دیگر خبرین -

اخبار المؤید راوی ہے کہ رپورٹر نے قصبہ ہراک لیان (واقع کریٹ) مین عیسائیون کی قتل کیئے جانیکی جو خبر مشتہر کی تھی اُسی پڑہ کر اوس قصبہ کے چند اشخاص نے جو اسکندریہ مین رہتے تھے - اپنے عزیزون سے بذریعہ تار اصل کیفیت دریافت کی جنہون نے جواب دیا کہ یہان فساد کا نام و نشان تک نہین ہونے پایا سب طرح سے امن ہے فساد کا نام البتہ تمہارے تارون مین دیکھا گیا ہے ٭

مصر کے عرب باشندون نے جن کی تعداد دس لاکھ سے کم نہین - اور ملک کے مختلف قطاع واطراف مین آباد ہین مصری یا انگریزی عمال کی سخت گیریون سے تنگ آکر اعلیحضرت خلافت پناہی کیخدمت مین عرضداشت بھیجنے کا ارادہ کیا ہے کہ وادی حوران مین اونکو آباد ہونیکے لیئے ایک لاکھ فدان اراضی عطا فرمائی جاوے ٭

کسالا کی اطالین فوج کچھ عرصہ ہوا درویشون کے حالات معلوم کرنے کے لیئے قلعہ سے باہر نکلی تھوڑی دور پر اسکا درویشون سے مقابلہ ہو پڑا جس مین درویش صرف دو اور اطالین ۲۰ مقتول ہوئے - اسکے بعد فوج مذکور کئی ہزار اور درویشون کو آتا دیکھکر قلعہ کو لوٹ گئی ٭

سفرائے دول نے باب عالی سے زبانی شکایت کی کہ عبداللہ پاشا مارشل ہونیکی وجہ سے پرنس جارجی پاشا ملکی گورنر کریٹ سے بڑا مرتبہ رکھتے ہین - اور یہی در حقیقت کریٹ کے رہی گورنر ہین - باب عالی یا تو کوئی ایسا فوجی افسر کریٹ کو

کرے جو شاہزادہ جارج سے کم رتبہ یا اوسکے ہمرتبہ ہو۔ اور یا پرنس کا مرتبہ بھی بڑھا دے۔ پاشا نے جواب دیا کہ کریٹ مین اسوقت اس قدر عساکر قاہرہ موجود ہین۔ کہ اونکی کمان کے لیئے مارشل سے کم رتبہ کا افسر ان نہین رکھا جا سکتا۔

ایک منصف مزاج عیسائی رقمطراز ہے کہ ہماری قوم کو صوبجات ڈنیوب اور مشرقی یوروپ کے باشندون کی طبعی خونخواری اور وحشت کی کیفیت معلوم نہین۔ وہ لوگ بڑے سفاک اور شقی القلب ہین۔ گو چونکہ وہ اپنے تئین عیسائی کہلاتے ہین۔ اسلیئے اگر وہ اپنی کیفر کردار کو پہونچین۔ تو وہ بھولی قوم اونکو جھٹ پٹ شہیدون کا مرتبہ بخشدیتی ہے مشہور تو یہہ کیا جاتا ہے کہ کریٹ مین وحشی ترک عیسائیون کو بیدریغ قتل کر رہے ہین۔ مگر اصل حقیقت یہہ ہے کہ عیسائی مساجد کو منہدم اور زمین موذنون کو ذبح کر رہے ہین۔ اسکے بعد لارڈ سالسبری کے مجوزہ محاصرہ کریٹ مین شامل نہ ہونیکی وہ یہہ وجہ بتاتا ہے کہ لارڈ صاحب کو شبہ ہے کہ باغیون کے باز نہ آنیسے اگر عملی طور پر سبق دینے کی ضرورت پڑی تو کہین محاصرہ اسکندریہ کیطرح دول یوروپ انگلستان کو اکیلا چھوڑ کر خود الگ نہ ہو جائین۔ مگر پھر خود طنزاً لکھتا ہے کہ اگر اسکندریہ پر اکیلے انگلستان کو گولہ باری کرنی پڑی تھی۔ تو اب مصر مین دندنا بھی تو وہی اکیلا رہا ہے۔ انگلستان نے کونسا کام کیا ہے جس سے اوسنے اپنا ذاتی فایدہ کسی نہ کسی طرح نہ نکال لیا ہو۔ اسیطرح کریٹ کے باغیون پر اگر اوسے گولہ باری کرنی پڑی اور اونکی گوشمالی کیلیئے اوسے فوجین اتارنی پڑین تو کریٹ کو بھی تو وہی ہڑپ کر سکیگا۔ لیکن ہم اوس نیک نیت انگریز کو یقین دلاتے ہین کہ کریٹ کی یہ حالت کبھی نہین ہوگی۔ وہان ۴۰ ہزار جرار ترکی سپاہ موجود ہے جن کو ایک لاکھ یوروپین سپاہ مغلوب نہین کر سکتی۔

عساکر قاہرہ عثمانیہ نے باغی دروزون کا قلع قمع بخوبی کر دیا ہے۔ اور اب وہ نہایت عاجزی سے رحم وعفو کی التجا کر رہے ہین۔ سویدا کے معرکہ کے بعد دو تین اور مقامات پر مقابلہ ہوا جن مین دروزی ۴ ہزار کے قریب میدان جنگ مین کام آئے۔

رائٹر نے زار اور شہنشاہ بیگم روس کی سیاحت یوروپ کے پروگرام مین قسطنطنیہ کو درج نہین کیا۔ مگر المویدراوی ہے کہ قیصر و قیصرہ روس اعلےحضرت خلیفۃ المومنین سے ضرور ملاقات کرین گے۔

ہفتہ مِن کورس کے مضامین خاص۔

منقول از وکیل مورخہ ۲۴ اگست ۹۶ء

{انگلستان کے تردّدات}

گورنمنٹ انگلستان کی عام پالیسی اور بالخصوص انگریزی پالیسی متعلقہ سلطنت ٹرکی و مصر پر متعدد دفعہ بحث کر کے ہم اوسکے غلط اور دور از کار ہونے کو بالوضاحت ثابت کر چکے ہین۔ اور مفصل طور پر بتایا جا چکا ہے

کہ خود غرضی سے مصر پر قابض رہنا اوسکی خاطر سلطنت عثمانیہ سے بگاڑ کر لینا اور نشہ تنومندی اور قوت بازو کی سرمستی مین دوسری سلطنتون سے بالکل الگ تھلگ رہنا آخر ایکدن اپنا رنگ لائے بغیر نہین رہے گا۔ مگر افسوس گورنمنٹ اپنی پالیسی کو اس خطرناک رستہ پر چلاتے رہنے مین مُصر رہی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہمارا آخری قیاس ابھی تک لفظ بلفظ پورا نہین ہوا۔ لیکن اسکے پورا ہونے کے آثار بڑے زور سے پیدا ہوگئے ہین۔ پارلیمنٹ کا اجلاس ۱۲ اگست کو برخاست ہوگیا ہے۔ اور اگرچہ موجودہ وزارت اپنے عہدے پر قائم رہی ہے۔ لیکن اسکی کارگذاری پر جو کچھ ریویو انگلو انڈین اخبارات کر رہے ہین۔ وہ بالکل ہمارے موخرالذکر بیان کے موید ہین۔ لارڈ روز بری کی چند روزہ وزارت کے بعد جب عنان حکومت لارڈ سالسبری کے ہاتھ مین آگئی تھی۔ تو اون کے ابتدائی کارنامون کو ہی دیکھکر ہم کو یہ کہدینا پڑا تھا۔ کہ موجودہ وزارت کا اگر یہی طریق عمل رہا تو انگلستان کی عزت اور وقعت مین بہت کچھ کمی واقع ہوجائیگی۔ ہماری اس پیشین گوئی کی تصدیق ایک انیگلو انڈین اخبار واقعات گزشتہ پر نظر ثانی کرنیکے بعد ان الفاظ کرتا ہے:۔

" انگلستان مین ایسی وزارتین بالخصوص کنسرویٹو وزارتین اکثر ہوئی ہین جن کو اگر داخلیہ معاملات مین ک[illegible] رہی ہے۔ تو وہ اپنی اس ناکامیابی کو سلطنت کی خارجیہ پالیسی کو بڑے حزم اور تدبر اور دانائی کے ساتھ چلا نے سے چھپا سکتی رہی ہین۔ مگر لارڈ سالسبری کی گورنمنٹ کو یہ بات بھی نصیب نہین ہوئی۔

" ہمین آج کی تار خبر بتاتی ہے کہ تنازعہ وینی زویلا کو باحسن وجوہ نپٹانے کی جو کوششین ہو رہی ہین۔ وہ غالباً فائز بمرام ہونگی۔ اس مین کوئی شک نہین۔ کہ تنازعات " بین برطانیہ وصوبجات متحد امریکہ کے تصفیہ کیلئے اگر کوئی عملی طریقہ تجویز ہوجائے اور اختیار کر لیا جائے تو یہ بہت بڑی سفارتانہ کامیابی ہوگی۔ مگر حالات موجودہ پر لحاظ کرنیسے انصافاً یہ نہین کہا جاسکتا۔ کہ گزشتہ ششماہی کے واقعات نے انگلستان کی شاہنشاہی وضع اور عزو وقار کو کوئی زیادہ شاندار یا زیادہ محفوظ بنا دیا ہے ہم نے دور مشرق (چین و جاپان وغیرہ) مین روس سے اور سیام و مڈغاسکر مین فرانس سے بہت سی رعائتین کی ہین۔ مگر جہان تک پبلک کو علم ہے ہمین اوس کے معاوضہ مین کچھ حاصل نہین ہوا۔ اور جہان کہین جیسا کہ آرمینیا اور کریٹ مین انگلستان نے کسی نئی پالیسی کو قائم کرنے کی کوشش کی ہے۔ اوسے مصیبت مین تنہا چھوڑ دیا گیا ہے۔ اور وہ اس سے مخلصی پانے کو اپنی خوش قسمتی تصور کرتا رہا ہے۔ انگلستان کی یہ شاندار علیحدگی از جمیع دول " پر بڑا فخر و ناز کیا جارہا ہے۔ مگر دوراندیش اور عاقبت بین مدبر اس علیحدگی مین شاندار ی دیکھنا تو کجا اوسکے خطرات ہی سے مشوش ہو رہے ہین " الخ

سب سے زیادہ تقویت ہمارے مظہرہ خیالات کو پرنس بسمارک ایسے مشہور آفاق مدبر کے ایک تازہ ترین

مضمون سے جو اونکے اخبار ”برگرنیگلٹن“ مین شائع ہوا ہے پہونچتی ہے۔ اور گو ہم کو افسوس ہے کہ ہماری معروضات پر بوجہ ایک ہندوستانی اردو پرچہ ہونے کے کوئی خیال نہین کیا گیا۔ تاہم پرنس موصوف کی اس تائید سے ہمین دو طرحکی خوشی حاصل ہوئی ہے۔ ایک تو یہ کہ جن خطرات کو ہمنے ظاہر کیا تھا وہ صرف خیالی و قیاسی نہین تھے۔ دوسرا یہ کہ ہمنے اپنا حق دعاشعاری ادا کر دیا۔ ماننا نہ ماننا اونکے اختیار مین تھا جن کو مشورہ قبول کرنے یا و کرنیکا منصب حاصل ہے شہزادہ موصوف بعنوان انگلستان کے ترددات حسب ذیل تحریر فرماتے ہین:۔

”انگلستان کو اس لڑائی سے جو اوسے روس اور فرانس کے ساتھ بہرحال لڑنی پڑے گی سخت تردد ہو رہا ہے۔ فرانس سوڈان کیلئے ہاتھ پاؤن مار رہا ہے۔ اور روس ہندوستان کے لیئے۔ اور چونکہ انگلستان ان ملکون مین دونون سلطنتون کا مشترکہ دشمن ہے۔ اس لیئے وہ بغیر معاہدے کے بھی ایکدوسرے کے قدرتی اور طبعی معاون ہین۔ جو پوزیشن انگلستان کی ہندوستان اور سوڈان مین ہے۔ اسکے لیئے مصر نہایت اہم اور اعلے قدر و منزلت رکھتا ہے۔ اور اسلیئے انگریزی حکمت عملی کے چرخ کی چول بنا ہوا ہے۔ اور اسکی حکمت عملی کو روس کی تازہ وضع سے جو اوسنے مسئلہ مصر کے متعلق اختیار کی ہے کچھ کم فکر و تردد پیدا نہین ہو رہا ہے۔ انگلستان مصر کو ہرگز چھوڑنا نہین چاہتا۔ مگر ساتھ ہی وہ اپنے آپ کو روس اور فرانس کا ہم پلہ بھی نہین پاتا اسلیئے ادہر ادہر کسی یار اور مددگار کیلیئے ہاتھ پاؤن مار رہا ہے۔ جہان تک جرمنی اور اوسکے دوست آسٹریا ہنگری کا تعلق ہے۔ اوسکی یہ کوششین اب تک بیسود رہی ہین۔ اور ہم کو امید ہے کہ آیندہ بھی بے سود رہین گی۔ البتہ اٹلی کیحالت کسی قدر مختلف ہی۔ انگلستان اور اٹلی دونون فرانس کے برخلاف مشترکہ اغراض رکھتے ہین۔ کیونکہ فرانس بحیرہ روم مین دونون کو دہمکی دے رہا ہی ضرورت کے وقت انگلستان کا بیڑہ جہازات اطالین ساحل کو بچا سکتا ہے۔ مگر اٹلی اسکے عوض کوئی خدمت نہین کر سکتا۔ اور انگلستان ہے کہ کبھی کوئی مفت کام نہین کیا کرتا۔

”یہ عام طور پر معلوم ہے کہ اگر اٹلی اتحاد ثلاثہ سے نکلجاوے تو اوسکے معاون (جرمن و آسٹریا) اس علیحدگی کو بے پرواہی سے نہین دیکھین گے۔ مگر یہ صاف ظاہر ہے کہ اٹلی اگر بالکل انگلستان کی مرضی پر چلنا شروع کر دے تو یہ علیحدگی ضرور عملاً عمل مین آجائے گی۔ کیونکہ اس صورت مین وہ معاہدہ اتحاد ثلاثہ مین یہ شرائط درج کرانیکی کوشش کرے گی۔ کہ اگر اوسکے اغراض واقع بحیرہ روم کو خطرہ پہونچنے کا احتمال ہو۔ اور باقی دونون سلطنتین اس خطرہ کو دور کرنے مین اوسکی امداد نکرین۔ تو معاہدہ کالعدم سمجھا جائے گا۔ اور یہ ہم بتا چکے ہین کہ بحیرہ روم مین انگلستان اور اٹلی کے اغراض مشترک و متشابہ ہین۔ پس اس سے ہم یہ قیاس کر سکتے ہین کہ اٹلی کی ایسی کوششون کو بہت زور سے مسترد کیا جائے گا۔ کیونکہ اگر ایسا نہ کیا جائے تو ایسی حالت پیدا ہو جاوے گی جو اتحاد ثلاثہ کو فرانس اور روس سے (جو انگریزی اغراض کے دشمن ہین) بھڑا دیگی۔“

اور خدانخواستہ اگر کبھی ایسی حالت ہوگئی۔ تو انگلستان کی بن آئے گی۔ اور مارے خوشی کے جامون
مین نہ سمائیگا۔ کیونکہ ایک ایسا بیوقوف مگر قوی اور تنومند شخص اوسکے ہاتھ مین آجائے گا جو اوسکی عوض
اوسکے دشمنون سے لڑائی کر رہا ہوگا۔ انگلستان کا ہمیشہ سے یہی اصول چلا آیا ہے۔ کہ اپنے دشمنون کو آپس مین
ٹکرا کر خود الگ کھڑا تماشا دیکھتا رہا ہے۔ اور جب دونون کمزور ہو جائین۔ تو شکار خود اڑا لیتا ہے۔ مگر جرمنی اور آسٹریا
اب ایسا کبھی نہین کرین گے۔ یہ امر ہمارے لئے نہایت مضر ہوگا۔ تاریخ ہمین بتا رہی ہے۔ کہ انگلستان اب پھر
یہ کوشش کر رہا ہے۔ کہ ہم تو سمندر سے گھرے ہونے کی وجہ سے جنگ سے محفوظ ہون مگر براعظم کی سلطنتون
کو یوروپ کے کسی حقیر ٹکڑے (صوبہ الیسس لورین۔ جو جرمنی نے ۱۸۷۱ء مین فرانس سے چھینا۔ یا ریاستہائے
بلقان یا کسی اور متنازعہ مقام یوروپ کے ایڈریاٹک پر) خوب گتھم گتھا کرا دے حتے کہ دونون فریق لہولہان
ہوجائین۔ اور اس اثنا مین دوسرے براعظمون مین اپنی تجارت اور صنعت کو فروغ دے لو۔ اور سالم ملکون کو ملک
ہڑپ کر جاؤ۔ اور سب سے آخر یوروپ مین بھی اپنے تھکے ٹوٹے معاونون کے دشمن سے ٹکرا اونکا مال غنیمت ان سے
چھین لو۔ پس ہمارے لئے مدبرانہ چال یہی ہے۔ کہ انگلستان اور روس اور فرانس کی لڑائی سے بالکل علیحدہ رہین
آخر الذکر دونون سلطنتین ہم سے امداد کی خواستگار نہین ہونگی۔ کیونکہ وہ نہین براعظمون مین انگلستان کے ساتھ جنگ
کر رہی ہونگی۔ ہمکو اپنی طاقت محفوظ رکھنی چاہیئے۔ کہ جس وقت حالات موجود الوقت اور نقشہ دنیا کی ترتیب از سر نو
شروع ہو تو ہم اوس سے کام لیسکین:

انگریزون کو ایک اور بھی خوف دامنگیر ہو رہا ہے۔ وہ جان گئے ہین کہ اونکا یوروپی جزیرہ اب دشمنون کے
حملے سے بالکل محفوظ نہین ہے۔ کیونکہ ان پچھلے پچاس ساٹھ برسون مین اور سب جگہ تو بہت سی چیزین بدلگئی ہین
مگر انگلستان کا نظام حفاظت اب تک بعینہ وہی ہے جو ڈیوک آف ولنگٹن نے ۱۸۱۵-۲۰ء مین اوسکے وقت مین
تھا۔ اوسکے مقبوضات اور نواحی کل دنیا مین بکھرے ہوئے ہین۔ اسلئے اوس کو روس اور فرانس کی نسبت اجنبی
سواحل پر بہت زیادہ جہازات رکھنے پڑین گے۔ مگر جس طاقت یا طاقتون کا پلڑا اوس جگہ جہانکہ لڑائی کا آخری
فیصلہ ہوتا ہے۔ (یعنے انگلش چینل یا بحیرہ جرمن مین) بھاری ہے۔ وہی غالب اور فتحمند ہونگی۔ اور صورت موجودہ کی
کیفیت یہ ہے کہ فرانس کا اکیلا وہی بیڑہ جو انگلش چینل مین متعین ہے۔ انگریزی بیڑہ سے اب بھی کوئی
کم نہین۔ پھر جس وقت روس کا بیڑہ متعینہ بحیرہ بالٹک اوس سے ملگیا۔ تو اس مقام مین جہان لڑائی کا لازمی
طور پر آخری تصفیہ ہوتا ہے۔ انگریزی بحری طاقت کی فوقیت کا نام و نشان نہ رہجائے گا۔ اس مشکل کے ساتھ ہی
ایک اور مشکل یہ ہے کہ برطانیہ کلان ایک جزیرہ ہے اور اگر دشمنون کے کامیاب بیڑے سامان خوراک اور اجناس
خوردنی کو یہان داخل ہونے سے روکدین تو برطانیہ کلان فاقہ مر جائے گا۔ اور اوسے مجبوراً بلا کسی شرط کے اپنے تئین حوالہ

دشمنون کے حوالہ کر دینا پڑے گا۔ انگلستان اِس خطرہ سے غافل نہین ہے۔ اور اِس لیئے وہ بڑی مستعدی اور سرگرمی سے اپنی بحری طاقت کو اِس قدر بڑھا رہا ہے۔ کہ وہ ہر حالت مین غالب او زبردست رہے لیکن اگر وہ اپنی بحری فوقیت کو قایم رکھنے مین کامیاب ہا۔ تو اوسکے دشمنون کو لازم ہے کہ وہ بحری لڑائی کو حتے الامکان بہت جلد بری لڑائی کی شکل مین متبدل کرنے اور اوس مقام پر جہان اِس سلطنت عظیمہ کی کل زمین اور بیٹے مجتمع ہوتے ہین یعنے بمقام لنڈن ایک فیصلہ کن جنگ کرنے کی کوشش کرین۔

"ایک جرمن افسر ہیرن لٹو نے حال مین ایک مضمون بعنوان "انگلستان پر حملہ کرنے کی کوشش" شایع کیا ہے۔ اور اِس مین وہ اس مسلہ پر بحث کر کے آخری راے ظاہر کرتا ہے کہ "انگلستان پر حملہ کرنا امکان سے باہر نہین ہے۔ ہم مانتے ہین کہ یہ امر ابھی تک خالی از خطر نہین ہے۔ مگر یہ خیال اب کسی کو نہین رہگیا کہ ایسا نا ممکن ہے۔ ابھی اِس مسلہ پر کوئی زور و شور سے بحث نہین ہو رہی۔ تاہم حالت موجودہ کا متذکرہ بالا اجمالی بیان موجودہ انگریزی پالیسی کے اضطراب و اضطرار اور کمزوری کے نمایان آثارات و نشانات کو واضح کرنیکو لیئے کافی ہوگا"

یہ ہے انگلستان کی موجودہ حالت۔ اور یہ ہین دول یورپ کے اوسکی نسبت نیک خیال۔ جن کو پرنس بسمارک جیسے بے نظیر مدبر اور چندین شاہان یوروپ کے مشیر خاص الخاص نے بیان کیا ہے۔ کیا انگلش گورنمنٹ اِس سے متنبہ ہو کر اپنے طرز عمل کو بدلنے کی کوشش نہ کرے گی۔ مدبرین یا وزراے انگلستان گو لاکھ چھپانے کی کوشش کرین۔ مگر سمجھدار لوگ بخوبی جانتے ہین کہ اوسکی ان تمام مشکلات کا آغاز اوسی وقت سے شروع ہوا جب سے اوس نے اپنی پرانی اور دیرینہ پالیسی ترکی رفاقت کو چھوڑ کر اوسکے مقبوضات کو ہضم کرنا اور اعلیحضرت امیر المومنین سے بگاڑ پیدا کرنا شروع کیا ہے۔ گو پرنس بسمارک نے اپنے تمام مضمون مین سلطان اعظم کا نام نہین لیا۔ اِس مین کوئی شک نہین کہ اِس باہمی مخالفت کا موجب بہت کچھ تجارتی رقابت اور پولیٹکل رشک و رنج بھی ہے۔ مگر اعلیحضرت کے اعلےٰ تدبر اور دانائی سے جو لوگ واقف ہین۔ وہ اچھی طرح سے سمجھتے ہین۔ کہ دول یورپ کے دل مین اِس تخم عناد کا بویا جانا انہی کی دور اندیشی اور عقلمندی کا نتیجہ ہے۔ اور اب وہ انہی سلطنتوں سے جو کسی وقت انگریزون کے ساتھ شریک ہو کر ٹرکی کو نابود کرنیکی کوشش کرتی تھین۔ خود انگلستان کو زک پہونچانے کی کوشش کر رہے ہین۔ اور ان کوششون مین کامیاب بھی ہو رہے ہین۔ پرنس بسمارک اِس امر کو تسلیم کرتے ہین کہ بظاہر جو حیلہ روس اور فرانس کو انگریزون کی برخلاف ملا ہوا ہے۔ وہ سب مصر کی بدولت ہی۔

پھر تعجب ہی کہ انگلستان اس مصری کمبل کو کیون نہین چھوڑ دیتا جب کہ نہر سویز جاری ہو چکی تھی۔ اور مصر اوسکے

قبضہ مین نہین تھا۔ اوس وقت کیا ہندوستان اب کی نسبت زیادہ غیر محفوظ تھا؟ یا جب کہ نہر سویز بالکل جاری نہ تھی۔ اور کیپ کالونی کیطرف سے یا ملک مصر کو براہ خشکی طے کرکے ہندوستان کو آنا پڑتا تھا تو اس وقت کیا ہندوستان کسی زیادہ خطرہ مین تھا؟ ہرگز نہین۔ برخلاف اس کے ہم دیکھتے ہین کہ جب انگریزون کا جانی دشمن نپولین ہندوستان فتح کرنے کے ارادہ سے مصر و شام پر قابض و متصرف ہو گیا۔ اور اودہر ہندوستان مین بھی انگریزون کی طاقت ابکی نسبت بدرجہا کمزور تھی۔ جنوب مین ٹیپو سلطان جیسا بہادر اور جری سپاہی اور خود فرانسیسی فوج۔ اور شمال مین احمد شاہ درانی کا سپوت بیٹا زمان شاہ انگریزون کا مخالف موجود تھا اس وقت تو قبضہ مصر سے وہ شخص انگریزون کو کوئی نقصان نہ پہونچا سکا۔ اب جب کہ کل ہندوستان مین انگریزی حکومت کا نقارہ بجرہا ہے۔ کل ملک مین کوئی شخص مد مقابل ہونا تو کجا دم مارنیکی طاقت نہین رکھتا بلوچستان کا خان ایک ادنے غلام ہے۔ اور افغانستان کا حکمران ایک لاکھ جرار سپاہیون سے انگریزونکی رفاقت مین اپنا خون اور پسینہ ایک کرنیکو تیار ہے۔ تو خواہ مخواہ ایک فضول اور ناکارہ چیز کے لیے کل یوروپ کے دوستانہ اور دشمنون کو ایک بردست چیلہ سپرد کر دینا حقیقی تدبر اور ملکی خیر خواہی سے کس قدر بعید ہے۔ انگریزون کو یہ صرف وہم ہے کہ اگر ہم مصر کو چھوڑ دینگے تو چونکہ ٹرکی کمزور ہے۔ اور مصری اپنی حفاظت کرنیکے ناقابل ہین اسلیے ٹیونس کیطرح اوسکو بھی فرانس دبا لیگا۔ یا کوئی اور سلطنت اوس پر قابو پا لے گی۔ جب نپولین جیسا بہادر مصر بلکہ شام تک قابض ہو کر ہندوستان کے حق مین کچھ نہین کرسکا۔ تو اب بفرض محال اگر فرانس وہان پر متسلط بھی ہو جائے۔ تو وہ ہندوستان کو براہ راست یا بالواسطہ نقصان نہین پہونچا سکے گا۔ اگر فرانس کا ایسا ہی خطرہ تھا۔ تو اوسے مڈغاسکر پر قابض نہین ہونے دینا تھا۔ مڈغاسکر ہندوستان سے مصر کی نسبت کوئی زیادہ دور نہین ہے۔ اگر وہ ہندوستان پر حملہ کرنا چاہے۔ تو کوچین۔ چائنا اور مڈغاسکر کو اپنا بیس آف آپریشن بنا سکتا ہے۔ لیکن ہم تو کہتے ہین کہ مصر پر فرانس کا قبضہ ہونا محض ایک خام خیال ہے۔ مصری اگر اپنی حفاظت خود کرنیکے قابل نہین ہین۔ تو ترکی اب ایسی مضبوط ہو گئی ہے۔ کہ وہ ایک دفعہ مصر پر باقاعدہ قبضہ کرلینے کے بعد کسی اور سلطنت کو اسکی طرف مونہہ کرنے نہین دیگی۔ باقی رہی دوسری سلطنتین سو اٹلی انگریزون کا ہوا خواہ ہے۔ وہ کبھی انگریزون کے خلاف مصر پر قبضہ کرنے کی کوشش نہین کرے گا۔ علاوہ برین جو طاقت حبشیون سے دم دبا کر بھاگ چکی ہو۔ اور جسکی اپنی رعیت ہی باغی ہو رہی ہو وہ مصر پر قابض ہونے کی کیا جرأت کرے گی روس اور جرمنی البتہ طاقتور سلطنتین ہین۔ مگر بحیرہ روم مین اون کا کوئی دخل نہین۔ اور نہ بغیر اعانت سلطان المعظم کبھی ہوسکتا ہے۔ باقی رہا نہر سویز کا عذر وہ بھی سراسر لغو ہے۔ انگریز کہتے ہین کہ اگر ہم اس رستہ کو کھلا رکھین۔ تو انگلستان سے ہندوستان کو بہت جلد مدد پہونچ سکیگی۔ اور اگر یہ مسدود ہو گئی تو لازم

ہندوستان کیپ کولونی کے رستہ پہونچایا پڑے گا جس مین بہت توقف ہوگا۔ اسکا سہل جواب یہ ہے کہ اگر
انگریزون کی بحری طاقت زبردست ہوئی اور سلطنت ٹرکی موافق۔ تو انگریزی بیڑا آسانی سے نہر سویز سے گذر
سکا کرینگے۔ لیکن اگر بحری طاقت کمزور ہوئی یا فرض کیجیے زبردست ہی ہوئی۔ اور مصر پر انگریزون کا قبضہ
بھی ہوا لیکن ٹرکی مخالف ہوئی تو نہر کسی صورت مین جاری نہین رہ سکتی۔ ترکی افواج اور غنیم ترکی امداد سے
نہر سویز کے مشرقی کنارہ پر بڑی آسانی سے قابض ہو کر اوسکو جہازون کی آمد و رفت کیلیے فوراً مسدود کر سکتا ہے
علاوہ برین کل مدبرین اوکو بدلائل مختلف اشتہار دیتے ہین۔ کہ جنگ کے وقت نہر سویز سے کوئی سلطنت
فایدہ نہ اوٹھا سکے گی غنیمت یہ سب عذر ایسے پا در ہوا ہین کہ اون کے سننے سے مخالف سلطنتون اور خاصکر
ٹرکی کا ایرہ غضب مشتعل ہو رہا ہے۔ اور وہ سمجھ گئے ہین کہ انگلستان کو طمع ملک گیری اور ذاتی خود
غرضی ملک مقبوضہ چھوڑنے نہین دیتی اور اس سے اس ملک کے ساتھ عملی کارروائی کرنی پڑے گی اب
اس بات کو ایک جاہل بھی سمجھ سکتا ہے کہ روس اور فرانس تو ہر کیف انگلستان سے جنگ کرنا ہے ٹرکی کو ساتھ ملانے
کی لیے اوسکو مصر کا بڑا عمدہ بہانہ ہاتھ آگیا ہے۔

چنانچہ ۲۔ اگست کی تار مظہر ہے کہ روسی اخبارات انگلستان کو مطعون کر رہے ہین کہ وہ کریٹ مین ایسے
فساد کرا رہا ہے۔ کہ یورپ کی توجہ کو مصر کی طرف سے ہٹائے رکھے (جیسا کہ فساد آرمینیا مین اصل مدعا تھا
اور جس مدعا کو سب سے پہلے ہم نے ظاہر کیا تھا) اور یہ بھی صاف ظاہر ہے کہ اگر انگلستان مصر کو سلطان المعظم
کے حوالہ کرکے اون کو خوشنود کرلے۔ تو گو وہ پھر بھی روس اور فرانس کو انگلستان سے جنگ کرنے سے
باز نہین رکھ سکتے۔ مگر کم از کم بحیرہ روم مین وہ روسی بیڑہ کو داخل ہونے کی اجازت نہ دینے سے
فرانس کی طاقت کو ایسا کمزور کر سکتے ہین کہ وہ انگریزون کو کوئی نقصان پہونچانے کے قابل نہین رہیگا
اور ٹرکی کا کل زور یورپ سے ہٹ کر ایشیا مین آپڑتا ہے۔ اور یہ بات انگلستان کے لیے کچھ کم فایدہ
بخش نہین۔ کہان دشمنون کا خود انگلستان کو فتح کرنے پر تلنا اور کہان ہندوستان کا یون آزمائش
(موجب فساد و جنگ) رہ جانا۔ مگر افسوس تو یہ رہ کر یہی آتا ہے۔ کہ وزراے انگلستان نے کسی ناصح
مشفق کے مشورے کو خواہ وہ کیسا ہی مفید ہو قابل ہونا سنا نہین۔ اور یہ روز بد جس کی چارون طرف
سے پیشنگوئیان ہو رہی ہین ٹلتا نہین جس مین اگر انگلستان کامیاب بھی ہوگا تو بھی مال و جان کا اسقدر
ساہی ہوگا۔ کہ وہ اور اوسکے مقبوضات کئی برسون تک سنبہل نہین سکینگے۔

ہفتہ مختتمہ ۳۱ - اگست ۱۸۹۶ع کی تار کی خبرین و غیرہ

تار کی خبرین مع مختصر حواشی

لنڈن - ۲۲ - اگست - ٹرکی اور کریٹ سخت مالی مشکلات باب عالی کو کریٹ کے معاملہ مین نرمی اختیار کرنے پر مجبور کر رہی ہین - اجنبی تونصلین متعینہ خانیا کو ہدایت کیگئی ہے - کہ اہالی کریٹ کو اطلاع دیدین کہ اگر وہ ان رعایتون کو جو انہین دیگئی ہین منظور نکرین گے - تو یوروپ کو اون کے ساتھ کوئی ہمدردی نہین رہجائے گی - یونان بھی اس پالیسی پر چلرہا ہے +

لنڈن - ۲۴ - اگست - کریٹ اور دول - کریٹ کے متعلق دول یورپ نے جو تجویز تیار کی ہے اوس مین ایک شرط یہ ہے - کہ ایک عیسائی گورنر جنرل ۵ برسون کیلئے دول کی زیر ضمانت مقرر کیا جائے - باقی شرائط عدالتی اور تمدنی اصلاحات کے متعلق ہین -

لنڈن - ۲۵ - اگست - سلطان زنجبار کے فوت ہوجانے کی خبر موصول ہوئی ہے - سید خالد نے اپنے تئین سلطان مشتہر کرکے محل پر قبضہ کرلیا ہے - اور اوسکی دھس بندی کردی ہے سات سو مسلح عسکری اوسکے ساتھ ہین - ملکہ معظمہ کے تین جہازات نے بحری سپاہی پرٹ خانہ پر اتار دیئے ہین - جو لارڈ سالسبری کے احکام کا انتظار کر رہے ہین - سید خالد کی اس حرکت سے فساد پیدا ہونیکا اندیشہ ہے -

ایضاً - سواکم کی تازہ ترین خبرین مخبر ہین کہ وہان انتہا درجہ کی گرمی پڑ رہی ہے - جسکی وجہ سے جنرل لائیڈ پاشا گورنر اور چند دیگر افسر ایک ڈاکٹر کو ہمراہ لیکر جہازون پر سوار ہو کر سمندر مین چلے گئے ہین +

ایضاً - مقدونیہ مین ترکون نے باغیون کے سرغنہ گروہ کو منتشر اور اوسکے سردار کو قتل کردیا ہے -

ایضاً - معاملات کریٹ - باب عالی نے دول کی پیشکردہ تجویز متعلقہ مسئلہ کریٹ کو خفیف تغیرات سے منظور کرلیا ہے - اون تغیرات پر اب بحث ہو رہی ہے +

لنڈن - ۲۶ - اگست - زنجبار سے جو حال مین خبرین موصول ہوئی ہین - اون سے معلوم ہوتا ہے کہ وہان امن ہے

بعد کی تار - ملکہ معظمہ کا جہاز سینٹ جارج جو امیر البحر راسن کا جہاز ہے - اور جہاز موسومہ راکون زنجبار پہونچ گئے ہین - اور اونہون نے ۲۰۰ بحری سپاہی اور ملاحین خشکی پر اتار دیئے ہین - جہازات باقاعدہ جنگی وضع مین کھڑے کیئے گئے ہین - اور اونکی توپین محل کو سیدہی کیگئی ہین - یہ معلوم ہوا ہے کہ سید خالد کی فوج مین ۲ ہزار باغی

مسلح آدمی ہین۔ امیر البحر، ہن نے سید خالد کو الٹی میٹم (آخری مراسلہ) بھیجا ہے۔ کہ اگر کل صبح کے ۹ بجے تک اپنے تئین حوالہ نہ کر دے گا۔ تو محل پر گولہ باری کیجائے گی ۔

لنڈن۔ ۲۶ اگست۔ وادی نیل مین پیشقدمی۔ مہم نیل نے آگے کیطرف پیشقدمی شروع کر دی ہے فوج متعینہ سوار دہ مقام ابسیرات پر قبضہ کرنے کیلئے آگے بڑھ رہی ہے۔

ایضاً۔ کریٹ مین جنگ۔ کریٹ مین ترکون اور باغیون کے درمیان اب تک مسلسل اور سخت خونخوار معرکہ آرائیان ہو رہی ہین۔

لنڈن۔ ۲۷ اگست۔ زنجبار۔ محل پر گولہ باری۔ نیا سلطان۔ انطفائے بغاوت۔ سید خالد نے امیر البحر راسن کے الٹی میٹم کی تعمیل کرنے سے انکار کر دیا۔ جسپر آج نو بجے صبح کے محل پر گولہ باری شروع کیگئی۔ گولہ باری نہایت سخت تھی۔ اور صرف پچپن منٹ تک ہی زنجباری دمدمہ بندیون کی آڑ مین برابر سخت آتشباری کرتے رہے۔ محل اسوقت بالکل کھنڈر ہو گیا ہے۔ اور ایک سرے سے دوسرے سرے تک جل رہا ہے۔ سید خالد گولہ باری کے اثنا مین بھاگ کر جرمنی قونسل کے مکان مین پناہ گزین ہو گیا۔ جہان وہ اب تک موجود ہے۔ سلطان کے جہاز موسومہ گلاسگو نے انگریزی جہازون پر گولہ باری شروع کی مگر غرق کر دیا گیا۔

انگریزی بحری سپاہی اور ملاح اور رفیق عسکریون کا ایک دستہ قصبہ کے بڑے بڑے بازارون پر قابض ہے۔ گولہ باری مین ساحل پر کسی یوروپین کو کوئی نقصان نہ پہنچا۔

لنڈن۔ ۲۸ اگست۔ سلطان مرحوم کا ایک عمزاد بھائی حمود تخت پر بٹھایا گیا ہے۔ بدوران گولہ باری جہاز تھرش پر ۶۲ اور جہاز راکون پر ۹ گولے محل سے پڑے۔ انگریزون کیطرف جہاز تھرش کا ایک ادنی افسر زخمی ہوا۔ دشمن کا نقصان بہت ہوا۔ مقتولین مین زیادہ تر عسکری اور کسیقدر عرب تھے۔ انگریزی جہازون سے پہلی باڑہ پڑنے پر بہت سے دشمن شہر کی نواحیات کو چلدیے۔ جہان اونہون نے بہت لوٹ مار کی۔ اور کئی ہندوستانیون کو قتل کر دیا۔

جہاز سینٹ جارج کے کپتان ایجرٹن اور جہاز فلومل کے کپتان اوکالاگہن نے خشکی پر حملہ کیا۔ اور انکی ماتحت فوج کے ہر ایک درجہ نے بڑی عمدگی سے کام دیا۔

کپتان رئیکس زنجباریون کی ایک جماعت لیکر شورشیون کا ابتک تعاقب کر رہا ہے۔ اور غالباً امن قائم کرنے کیلئے کچھ عرصہ درکار ہوگا۔ اس جگہ سے قابل اعتبار ہندوستانی فوج کی موجودگی۔ اور عرب حکومت کے توڑ دینے کی ضرورت بخوبی ثابت ہوگئی ہے۔ ہندوستانیون سے ایک جم غفیر نے برٹش انڈیا سٹیمر موسومہ

نوشہرہ پر پناہ لی ہے۔

لندن ۔ ، اگست سنہ ۔ قسطنطنیہ مین سخت فساد ۔ آرمینونکی بغاوت قسطنطنیہ سے بھی خبر موصول ہوئی ہے ۔ کہ کل سہ پہر کو جالیس آرمینیون کی ایک جماعت نے پہرہ کے سپاہیون کو قتل کر کے عثمانیہ بنک پر قبضہ کر لیا ہے ۔ اور کل تمام بنک برابر عمارت پر قابض تھے ۔ اور چھت اور دریچون سے پولیس پر بندوقین چلا رہے تھے ۔ شہر کے دوسرے حصون مین بھی ایک ہی وقت مین فساد ہوئے ہین ۔ اور دونون طرفون کے بہت سے قتل اور مجروح ہوئے ہین ۔ مفسدون نے دوکانون کو لوٹ لیا ہے ۔ اور جنگی چوکی کے باہر ایک بم کا گولہ چلایا گیا جس سے کئی سپاہی قتل اور زخمی ہوئے ۔ ملکہ معظمہ کا جہاز ڈرائیڈ (جو نومبر ۱۸۹۵ء مین باجازت سلطان المعظم بڑی مشکلون کے ساتھ ڈارڈنیلز سے گذرا تھا) تہرا پیا (قسطنطنیہ کا وہ حصہ جو باسفرس کے کنارے پر آباد ہے اور جہان سفرائے ممالک غیر رہتے ہین ۔ ایڈیٹر) سے شہر کیطرف (یعنے گولڈن ہارن کیطرف جس کے دونون کنارون پر خاص استنبول آباد ہے ۔ ایڈیٹر) روانہ ہوگیا ہے ۔ اور فرانسیسی اور اطالین جہازات نے بھی اوسکی تقلید کی ہے ۔ ملکہ معظمہ کا جہاز کوکاٹرائیس قسطنطنیہ پہونچ گیا ہے ۔ وہ براہ ڈارڈنیلز دریائے ڈینوب کو جا رہا ہے ۔

۲۵ ۔ اگست کی تار مخبر ہے کہ سلطان حمید بن ثوین بن سعید والی زنجبار جو ۴ ۔ فروری ۱۸۹۳ء کو اپنے والد سلطان برغاش کے انتقال پر تخت نشین ہوئے تھے فوت ہوگئے انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ وفات کا باعث کچھ نہین بتایا گیا ۔ افسوس ! اس موت پر یہ برائے نام اسلامی سلطنت بھی جو انگریزون سے ربط وضبط پیدا کرنے سے پہلے ایک خود مختار ریاست اور ہزارون مربع میل ملک کی مالک تھی اب عنقریب انگریزی فتحمندی اور ملک گیری کی دیمک کی بھینٹ ہوتی نظر آتی ہے ۔ ۱۰ جولائی کے وکیل مین شیخ ہلال کی گرفتاری کے واقع کا ذکر کرتے ہوئے اس سلطنت کی بدقسمتی سے رفتہ رفتہ انگریزی دخل وتصرف مین آجانے کی مفصل کیفیت لکھی جا چکی ہے جس کے اعادہ کی ضرورت نہین ۔ ہان قطعی الحاق کا جو اندیشہ ظاہر کیا گیا ہے ۔ اسکی وجوہات بتا دینا مناسب معلوم ہوتا ہے ۔ گو ہمارے ایماندار عیسائی صاحبان کو یہ وجوہات درست اور قرین انصاف معلوم ہوتی ہون ۔ مگر سچ تو یہ ہے کہ انگریزونکی سلطنت کو زنجبار کے علاقہ مین قدم رکھنے کا قانوناً بار اخلاقاً کبھی استحقاق حاصل نہین ہوا ۔

۱۸۹۰ء مین جب انگریزون نے سلطان برغاش سے اوسکا بڑا علاقہ جو کئی سو میل لمبا چوڑا تھا قطعی طور پر لے لیا ۔ اور باقیماندہ علاقہ یعنے جزائر زنجبار وپمبا پر برائے نام سلطان کی حکومت قایم رکھکر اپنا قبضہ وتصرف کر لیا ۔ تو فرانس سے چپکا نہ رہا گیا ۔ اور اوسنے انگلستان سے باز پرس کی جس کے جواب مین انگلستان نے اوسے مڈغاسکر کا لقمہ پیش کر کے اور یہ کہکر کہ اور س پر جس طرح جی چاہے اپنا قبضہ وتصرف کر نا ہوتی

کر دیا۔ اسوقت انگلستان کو یہ امید تھی کہ فرانس مدغاسکر کی برائے نام حکومت بھی رہنے نہین دیگا۔ لیکن اسکے بعد ۱۸۹۵ء مین بخلاف توقع انگلستان اونسے مدغاسکر پر چڑہائی کرکے اوسکو بالکل اپنا مقبوضہ بنا لیا جس سے انگلستان بہت سٹ پٹایا اور اونسے زنجبار کو قطعی طور پر ہڑپ کر لینے کی ٹہان لی شیخ ہلال کا جلا وطن کیا جانا۔ اس امر کا پیش خیمہ تھا۔ اور اب سلطان کی مرگ مفاجات اور سید خالد کے بلا اجازت سلطان بن جانے اور محل سلطانی پر قابض ہو نیسے انگریزون کو ایک خاص بہانہ ہاتھ آگیا۔ ۲۶ کی تار خبر ہے کہ علاوہ پہلے تین جہازون کے دو اور جنگی جہاز زنجبار مین پہونچ گئے ہین۔ ۲۵۰ بحری سپاہی خشکی پر اُتارے گئے ہین۔ جہاز کی توپین محل کے مقابل لگا دیگئی ہین۔ اور سید خالد کو اطلاع دیگئی ہے۔ کہ اگر ۲۷ تاریخ کی صبحکو ۹ بجے کے پہلے اپنے تئین انگریز افسرون کے حوالہ نہ کر دیگا۔ تو محل پر گولہ باری شروع کیجاویگی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اسکے پاس دو ہزار فوج ہے۔ لیکن کتنی ہی فوج کیون نہ ہو یہ ممکن نہین کہ وہ انگریزون کا مقابلہ کر سکے۔ چنانچہ تار برقی کی خبرون کے ملاحظہ سے ناظرین کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ ۲۷ اگست کی تار خبر ہے کہ محل سلطانی اُڑا دیا گیا۔ اور سید خالد بھاگ گیا۔ اسی خبر سے انگلستان کے ارادون اور منصوبون کا اچھی طرح پتہ لگسکتا ہے۔ تخت زنجبار کا ایک دعویدار سید عبد العزیز پونا مین نظر بند ہے۔ ۱۸۹۵ء مین زنجبار سے ہندوستان پہونچا دیا گیا تھا۔ اور جسے سرکار سے وظیفہ ملتا ہے۔ ممکن ہے کہ گورنمنٹ انگلشیہ دنیا کے سامنے صریح طور پر غاصب نہ بننے کے خیال سے چند روز کے لیئے اوسکو یا کسی اور دعویدار کو جو اسکو اپنے ڈہب کا ہو۔ برائے نام سلطان زنجبار بنا دے۔ اور پھر بعد مین اوس سے فارغخطی لکھوا کر اور اوسے وظیفہ پر رضامند کرکے خود براہ راست قابض و متصرف ہوجاے۔ عام دنیا کو اسکا ایسا کرنا پرلے درجہ کی بے ایمانی معلوم ہوگا۔ مگر ناظرین کو سمجہہ لینا چاہیئے۔ کہ اجکل پولٹیکس مین اسی کا نام پالیسی ہے۔ اور مہذب عیسائی سلطنتون کے نزدیک اس پالیسی کو ہرگز معیوب نہین سمجہا جاتا۔ یہ اوپر بتایا گیا ہے کہ ۱۸۹۰ء مین انگلستان نے سلطان کا تمام بر اعظمی علاقہ چھین کر برٹش افریقہ کو دلا دیا تھا۔ بعد مین کچھ مہربان جو ہوئے تو ۲۴ فروری ۱۸۹۵ء کو سلطان مرحوم کو جی۔ سی۔ ایس۔ آئی کا خطاب عطا کیا گیا۔ اور مارچ ۱۸۹۵ء کو غصب کردہ بر اعظمی علاقہ کا دس میل چوڑا حصہ دو لاکھ پونڈ لے کر سلطان کو دے دیا۔ مگر اُسی وقت بلا کسی وقفہ کے علاقہ مذکور کو ۱۱ ہزار پونڈ سالانہ لگان پر دوامی پٹہ پر لے لیا۔ اور اِسطرح سے قبضہ انگریزی بدستور قایم رہا۔ ناظرین سمجھ سکتے ہین کہ جو سلطنتین اس درجہ کی فیاض و دریا دل۔ و ذرہ نواز ہون۔ اون کے لیئے کسی کو خوش کرکے تاج و تخت سے دست برداری لکھا لینا کونسی مشکل بات ہے۔ اسیطرح بارہ تیرہ ہزار پونڈ زنگبار اور پمبا کے لیئے دینا کرکے سلطان کی برائے نام حکومت کو بھی دور کر دیا جائے گا۔

جزیرہ زنجبار بر اعظم سے ۲۰ میل کے فاصلہ پر بجانب مشرق ہے۔ اسکا طول ۵۰ میل عرض ۲۵ میل رقبہ

۲۵۰۰ میل مربع اور آبادی دو لاکھ ہے۔ جزائر پمبا و مفیا اور ساحل سواحلی کی چند ریاستین سلطان کے ماتحت ہین یہ دونون جزیرے بھی زنگبار کے قریب واقع ہین۔ دار الخلافہ کا نام بھی زنگبار ہے جسکی آبادی ۸۰ ہزار ہے۔ بردہ فروشی اب تک بند ہے۔ اور کل سلطنت مین غلامون کی تعداد اڑھائی لاکھ کے قریب ہے۔ ریاست کی سالانہ آمدنی تقریباً سوا تیرہ لاکھ اور خرچ ساڑھے بارہ لاکھ روپیہ سالانہ ہے۔ یہ کل سلطنت کسی وقت سلطان مسقط کے ماتحت تھی۔ اور موبا سا وغیرہ یعنے برٹش ایسٹ افریقہ کا بہت سا علاقہ زنگبار کے ماتحت تھا۔

ہفتہ مذکور کی دیگر خبرین۔

صحرائے سوڈان مین ۹ برس کے بعد شروع جولائی مین بارش ہوئی ہے۔ مگر ہوئی تو اس کثرت سے کہ مقام کورشہ کے تمام کیمپ مین پانی ہی پانی نظر آنے لگ گیا۔ اور پانی کے نکالنے کے لیے ریل کی سڑک کو خود ایک جگہ سے توڑنا پڑا۔

ایک خاص مین درویشون کے ایک دخانی جہاز سے جو کرمان کو رسد پہونچا رہا تھا۔ بھاگ آیا ہے۔ وہ جہاز پر سے دریا مین کود پڑا۔ اور ایک لکڑی کے تختہ کے سہارے دو دن کے بعد کورشہ پہونچا۔ اوسکا بیان ہے۔ کہ ڈنگولہ مین کوئی کمک سامان وہان سے نہین آئی۔ اور کہ وہ سبھی لوگ جن کو درویشون نے بہ تعداد کثیر ڈنگولہ مین جمع کر رکھا ہے نہایت آزردہ دل اور برگشتہ خاطر ہو رہے ہین۔ اور غالباً فوج کے آگے بڑھنے پر درویشون سے بگڑ جائین گے۔

قاہرہ مین برقی طاقت سے چلنے والی ٹریموے جاری ہو گئی ہے۔ یکم اگست کو فخری پاشا وزیر صیغہ تعمیرات کی موجودگی مین اوسکا افتتاح ہوا۔

ڈنگولہ پر پیشقدمی کیے جانے مین اسلئے توقف ہوا ہے کہ لارڈ کرومر نے سٹیمرون کے بننے کا ٹھیکہ جرمنی کے چند کارخانون کو دیا تھا۔ مگر وہ اقرار پر پیم نہ پہونچا سکے۔ اور اب آخر کار اونھون نے انگریزی کارخانون سے بنوانے شروع کیے ہین جس سے بہت وقت ضائع ہو گیا ہے۔

پائونیر مخبر ہے۔ کہ جب تک ڈنگولہ پر قبضہ نہ ہو جائے۔ اوس وقت تک ہندوستانی فوج کا کوئی حصہ اکم سے واپس نہین آئے گا۔

عراق عرب مین دجلہ و فرات کی طغیانی سے رعایا کا بہت کچھ مالی نقصان ہوا ہے۔ سینکڑون نخلستان برباد ہو گئے۔ خاص بغداد مین دریا کا پانی بند توڑ کر داخل ہو گیا۔ اور ہزارون مکان منہدم ہو گئے ہین۔ طوفان زدگان کیلئے ممالک محروسہ عثمانیہ مین چندہ کھولا گیا ہے۔

نمک امرا بے اور اوسکا یار غار جن کی نسبت ہم مصر سے جلاوطن کر دیئے جانے کی خبر لکھ چکے ہین اپنا جاتا

ہے۔ کہ یورپ کے کسی ملک مین رہنے کی بجائے ایران مین ہی رہائش اختیار کرنا اور وہان سے اعلی حضرت امیر المومنین کی ذات بابرکات اور اُن کی حکومت کے برخلاف اپنے اخبار میزان کو ہی یا کسی نئے نام سے جاری کرنے کا ارادہ رکھتے ہین۔ مگر الموید راوی ہے۔ کہ ایران مین ایسا شر انگیز اور مفسدانہ خبار جاری کرنا تو درکنار۔ علیحضرت شہنشاہ کج کلاہ ایران مین ایسے بدباطن نمک حراموں کو کبھی داخل بھی نہین ہونے دینگے +

لنڈن مین افواہ ہے۔ کہ لارڈ سالسبری نے باب عالی کو در پردہ ایما کیا ہے۔ کہ اگر کریٹ مین ہمارے منشاء کے حسب صلاحات جاری کر دی جائین اور ہر برس کا سالانہ خراج کم کر دیا جائے تو انگلستان ٹرکی کو مالی امداد دیکر موجودہ مالی مشکلات سے نجات دلا دیگا۔ خدا خیر کرے ادھر انگلستان بڑھ بڑھ کر باتین بنا رہا ہے۔ اُدہر خاص دار الخلافت ہسلامبول مین نمک حرام آرمینیون نے پھر فساد شروع کر دیا ہے۔ اور محافظین کو قتل کر کے عثمانیہ بنک پر قبضہ کر لیا ہے۔ اور علیحضرت سلطان المعظم ہین کہ تحمل و بردباری اور عفو و کرم سے کام لیکر برابر چشم پوشی کرتے چلے جا رہے ہین۔ گو اُن کی یہ حکمت عملی بلحاظ اپنے اصل مدعا کے نہایت ہی مناسب اور ضروری ہے۔ مگر اُن عیسائی فتنہ پردازون کی جسارت اور دلیری کو دیکھ کر اب تو اس پالیسی سے اتفاق رکھنے والے اکثر مسلمان بھی یہی چاہتے ہین کہ دول یورپ کی دھمکیون یا اُنکے فی الواقع حملہ کر دینے کی کچھ بھی پروا نہ کر کے اُن دشمنان ملک و ملت کا قرار واقعی قلع قمع کر دیا جانا چاہیئے۔ کہ کل سلطنت عثمانیہ مین انکا نام و نشان نہ رہ جائے۔ اور اگر کوئی عیسائی سلطنت ان کی حمایت مین سر اٹھائے۔ تو اُس کا بھی ٹرکی به ترکی مقابلہ کیا جائے۔ اگر بچ رہے تو باقی ماندہ زندگی عزت سے بسر ہوگی۔ اور جو سلطنت گئی تو بھی عزت کیساتھہ تو جائیگی۔ غرضکہ اب ان اندرونی فتنہ و فساد اور بیرونی دراندازیون کا قطعی طور پر روک دنیا ہی زیادہ مستحسن تصور کیا جاتا ہے۔ مگر ہم اِن زود طلب صحاب کو اطمینان دلاتے ہین کہ سلطنت عظمی اور خلافت سینہ کی عنان حکومت ایک ایسے شخص کے ہاتھہ مین ہے۔ جو نہ صرف اس کی فلاح اور بہبود اور نفع و نقصان کے تمام وسائل و اسباب سے کل دنیا کی نسبت اچھی طرح واقف ہے۔ بلکہ اپنے دشمنون کی چالون کو بھی اُن سے بڑھکر سمجھتا ہے۔ اور انکو ترکی بہ ترکی جواب دینے پر بخوبی قادر ہے۔ پس اُن لوگون کو بے صبری و بے قراری کی بجائے اس پیچیدہ مسئلہ کا سلجھانا اسی ایک شخص کی تدبیر و رائے پر چھوڑ کر خود اس کے احکام کی تعمیل پر کمربستہ رہنا چاہیئے۔ جس وقت جنگ کرنا ضروری اور فائدہ مند معلوم ہوگا۔ وہ اُسکے اعلان دینے مین ایک لمحہ بھی توقف نہین کریگا۔ اور جب تک وہ جنگ کو اپنی قوم اور ملک کیلئے مضر سمجھے گا تب تک مخالفین خواہ لاکھہ جتن کرین وہ جنگ و جدل سے محترز

بہر کر تھی اور یہ پولیٹیکل لڑائی لڑتا رہے گا۔ جو وقعات کچھ عرصہ سے مشرقی یوروپ مین ظہور پذیر ہو رہے ہین۔ اونکی نسبت حضور ممدوح یعنے اعلیٰ حضرت خلیفۃ المومنین نے ارشاد فرمایا تہا کہ مسیحی طاقتین ہم سے پولیٹیکل شکل مین صلیبی جنگ کر رہی ہین۔ پس اس پولیٹیکل بساط پر پولیٹیکل مہرون کا چلانا اوسی پولیٹیکل شاطر کے دست قدرت مین رہنے دینا چاہیئے۔ جو اپنے مقابل حریفونکے داؤگہات اور چالبازیون سے بخوبی واقف ہو اور خود جانبین کی چالون کو دیکھتے رہنا چاہیئے کہ آیا بازی برابر رہتی ہے۔ یا کوئی فریق شہ مات ہو کر دوسرے ہتھیارون پر اوتر آتا ہے ؛

ہفتہ مختتمہ ستمبر ۱۸۹۶ع کی تار کی خبرین وغیرہ

تار کی خبرین مع مختصر حواشی

لنڈن۔ ۲۹ اگست مختلف سفارتونکی حفاظت کیغرض سے بحری نوجکے آدمی حفاظتی جہازون پر سے استنبول اتارے گئے ہیں۔

لنڈن۔ ۳۱ اگست۔ سفرائے دول یوروپ متعینہ استنبول نے براہ راست سلطان معظم کیخدمت مین درخواست کی ہے کہ شہر مین جو ظلم و ستم ہو رہے ہین۔ وہ روک دیئے جائین۔ اونہون نے باشندگان ممالک غیر پر زیادتی ہونے اور اونکے مساکن لوٹ لیئے جانیکی طرف اشارہ کرکے یہ جتلایا ہے کہ ممکن ہے کہ بعد مین سنگین نتائج پیدا ہون ؛

لنڈن۔ ۲۹۔ اگست۔ زنجبار کی تازہ ترین خبرون سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ابوہان سب طرح سے امن ہے۔ اور افواج سکھ کا ایک دستہ ممباسا سے یہان پہونچ گیا ہے۔ سید خالد اب تک جرمن سفارتخانہ مین موجود ہین ؛

ایضاً۔ ۲۹۔ اگست سلطان المعظم نے ان تجاویز کو جو دول عظام نے بغرض اصلاح انتظام کریٹ پیش کی تھین۔ اس شرط پر منظور کر لیا ہے کہ اہل کریٹ نہین منظور کر لین ؛

لنڈن۔ ۳۱ اگست۔ درویشون نے ایک پہاڑی پر جو بفاصلہ دو میل خشکی مین ہے۔ مورچہ بندی کر لی ہے اغلباً وہ مصری پیشقدمی کا سخت مقابلہ کرینگے ؛

لنڈن۔ ۳۱ اگست۔ جرمنی نے سید خالد کے حوالہ کرنیسے جواب جرمن قونصل متعینہ زنجبار کی حمایت مین ہے

اس عذر پر انکار کر دیا ہے کہ وہ ایک پولیٹیکل مجرم ہے *

لنڈن - ۳۱ اگست - پرنس لوبنانف روسی وزیر خارجہ زار اور زارینہ کے ہمراہ کیف سے ویانا آتے ہوئے ذفعتاً رستہ مین فوت ہو گیا *

قسطنطنیہ - یکم ستمبر - **بابعالی اور دول عظام** - سفارت دول اجنبیہ نے کل تخت نشینی سلطان المعظم کی یادگار مین روشنی کرنیسے انکار کر دیا ہے - اور ایک مجموعی یادداشت کا مضمون لکھا جا رہا ہے - جس مین یہ ظاہر کیا جائے گا - کہ ارمنی حکام کی سازش سے قتل ہوئے - یہان شورش کیقدر دب گئی ہے - مگر ارمنیون نے جو گوداموں مین چھپے ہوئے ہین - کئی بار گولے پھینکے - اور سپاہیون پر فائر کیے *

لنڈن - ۲ ستمبر - مزید حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ استنبول مین ارمنیون کے قتل کی تعداد پانچہزار تک پہونچ گئی ہے - فی الحال امن ہے - مگر کل ایک گلی مین اتفاقاً ایک کھڑکی کے ٹوٹنے کیوجہ سے ایک ہلکا اور بلوا برپا ہو گیا *

نیویارک - یکم ستمبر - پریسیڈنٹ کلیولینڈ نے ٹرکی کو کروزر جہاز روانہ کردیے ہین *

لنڈن - ۲ ستمبر - جدید سلطان زنجبار نے بتقریب تخت نشینی پریزیڈنٹ فار کو پیغام بھیجا ہے - کہ جو دوستی فرانس اور زنجبار مین اسوقت موجود ہے وہ اوسکی ازدیاد کی امید رکھتے ہین - شاید ایک زیر حفاظت حکومت کی اس طرز تحریر کو تعجاب کی نظر سے دیکھتا ہے *

لنڈن - ۲ ستمبر - ایک نیا ضابطہ قانون شعر صلاح کریٹ مین جاری کیا گیا ہے *

کانیا - (واقع کریٹ) ۲ ستمبر - کریٹ کے مسلمانون نے ایک اعلان مشتہر کیا ہے - کہ تمام مسلمان مجوزہ اصلاحات کی مخالفت کرین - گورنر کریٹ نے قونصلہاے خارجیہ کے سوال کے جواب مین ظاہر کیا کہ مسلمانون کے برخلاف فوج بھیجنے کا حکم نہین دیا جا سکتا - اس کے بعد کی خبر ہے - کہ کریٹ کی مجلس شوریٰ نے دول عظام کی مجوزہ تجاویز متعلق اصلاح کو جو حال مین جاری کیگئی ہین - منظور کر لیا ہے *

لنڈن - ۲ ستمبر - بارش اور ریت کے طوفان نے دریاے نیل کی ریلوے اور نقصان پہونچایا ہے *

لنڈن - ۲ ستمبر - ہم نیل کی خبرون سے معلوم ہوتا ہے - کہ چھ ہزار فوج دریاے نیل کی ریلوے کی مرمت مین شب و روز معروف ہے - جو پچھلے طوفان سے خراب ہو گئی تھی - جس سے فوراً ہی

فوجون کے آگے بڑہانے مین سہولت ہیجا دیگی +

تار آمدہ ۵ ستمبر سے بنک عثمانیہ پر قبضہ کر لینے کی تفصیلی کیفیت اس طرح پر معلوم ہوتی ہے کہ پچیس تعلیم یافتہ ارمنی مزدورون کی سی پوشاک پہنے ہوئے دو دو تین تین ہو کر سہ پہر کے وقت بنک مین داخل ہو گئے۔ اُن کے ساتھ حمال تہے۔ جن کے پاس تہیلیئن تہین۔ جن مین درحقیقت بم کے گولے تہے۔ مگر بظاہر ان کی صورت ایسی بنائی ہوئی تہی۔ کہ گویا روپیہ بہرے ہوئے ہین۔ دفعتًا ان سازشیون نے چند گولے پہینک دیئے اور ان کے پہٹنے کی آواز سے جو ہلچل مچی اُس کو غنیمت سمجہکر بنک کے دروازے بند کر دیئے۔ اور سو کلرکون کو جو کام کر رہے تہے۔ محبوس کر لیا اور مورچہ بندی بذریعہ گولون اور پستولون کے بارہ گہنٹون تک قائم رکہی اور آخرکار ان شرائط پر جو پہلے لکہی جا چکی ہین اپنے آپ کو سر ایڈگار ونسنٹ کے حوالہ کر دیا۔ ایک مجموعی یادداشت دول عظام نے باب عالی کی خدمت مین پیش کی ہے۔ جس مین ایک واقعات کا سلسلہ درج کیا گیا ہے۔ جن سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ میونسپلٹی اور پولیس استنبول نے حالی بلوہ مین لوگون کو ڈنڈے دیئے۔ اور بہت زور کے ساتھ اس امر کا اشارہ کیا گیا۔ کہ بلوائیون مین سے چند سلطان المعظم کی حفاظت و حمایت مین تہے +

اس تار برقی کے تحت مین استنبول کی تار برقی مورخہ ۴ ستمبر شائع کی گئی۔ جس کا مضمون یہ ہے کہ باب عالی نے ایک خاص کمیشن پچہلے فساد کے بلوائیون اور قاتلون کی تحقیقات کے لیئے مقرر کیا ہے۔ جو پولیس کی نسبت بہی تحقیقات کریگی۔ جنہون نے ان خلاف قانون عملون مین امداد کی ہو +

چاہیئے تو یہ تہا کہ ۴ ستمبر والی تار برقی پہلے شائع کی جاتی اور ۵ ستمبر والی اسکے بعد مگر ولائیت کی تار ایجنسیون اور اخبارات کی چالبازیون کو دیکہیئے۔ جو اس درجہ تک بڑہ گئی ہین کہ معاملات کو توڑ مروڑ کر پبلک کی آنکہون مین دہول ڈالنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اگر ۴ ستمبر کی تار برقی کو ۵ ستمبر کی تار برقی سے پہلے درج کر دیا جاتا تو اُس سے دنیا کو یہ معلوم ہو جاتا کہ سلطان المعظم نے کسی مجموعی یادداشت کے پیش ہونے سے پہلے خاص کمیشن کے مقرر کیئے جانیکا حکم دیدیا تہا۔ موجودہ حالت مین یہ ظاہر کرنیکی کوشش کی گئی ہے کہ مجموعی یادداشت کل دباؤ پہنچنے پر اس قسم کا عمل ہوا ہے +

مختتمہ ۱۴ ستمبر ۱۸۹۶ء کی تار کی خبرین وغیرہ

تار کی خبرین مع مختصر حواشی

لنڈن۔ ۱۰ ستمبر۔ مشرقی یورپ کی حالت۔ سر فلپ ڈہوس کری (انگریزی سفیر جو ۱½ ماہ کی رخصت پر انگلستان گیا ہوا تھا (اڈیٹر) قسطنطنیہ واپس پہنچگیا ہے +

ایضاً۔ فرانسیسی بیڑہ جہازات کو بحیرہ لیوانٹ جانیکا حکم ملا ہے۔ جہان ایک زبردست انگریزی بیڑہ پہلے ہی سے موجود ہے۔ (بحیرہ لیوانٹ بحیرہ روم کے اس مشرقی حصہ کو کہتے ہین۔ جو ایشیاء کوچک اور یونان و کریٹ کے درمیان ہے اڈیٹر)

لنڈن۔ ۸ ستمبر۔ مصر و نیل۔ ریلوی لائن کی درستی۔ نیل ریلوی پہر جاری ہوگئی ہے۔ جو ہیس لائن بہ گئی تہی وہ دس دن مین درست کی گئی ہے +

ایضاً۔ قاہرہ کے۔ عربی اخبارات کے اڈیٹر ملکہ انگلستان کی شان مین نالائق کلمات لکہنے کے جرم مین اٹہارہ اٹہارہ ماہ قید کے سزایاب ہوئے ہین (ان دونون اخبارات کا نام **الوقت** اور **مینر** ہے بیان کیاجاتا ہے۔ کہ تقریباً تین ہفتے ہوئے الوقت نے ملکہ معظمہ کی ایک نہایت ہی بیہودہ اور قابل شرم تصویر کہینچکر اس کے نیچے ایسے مغلظ اور قبیح نامون سے ملکہ موصوفہ کو مخاطب کیا کہ کوئی شریف اخبار ان کو اپنے کالمون مین درج نہین کرسکتا۔ علاوہ اس تصویر کے دونون اخبارات مین چند مضامین بہی ایسے شایع ہوئے۔ جن مین حضور ممدوحہ کی شان مین نہائیت ہی مکروہ اور گندہ الفاظ استعمال کیئے گئے۔ اگر یہ روائیت درست ہے۔ تو ہر دو اخبارات کے نالائیق اڈیٹرون کو جو سزائین دی گئین ہین وہ بہت ہی ہلکی اور نرم ہین۔ حضور ممدوحہ کو خداوند کریم نے ایسی اوصاف حسنہ عطاء فرمائے ہین۔ کہ انگریزون کے جانی دشمن بہی گو انگلش گورنمنٹ کے برخلاف کیا کچہ زہر اگلتے ہون۔ مگر ذاتی طور پر علیا جناب قیصرہ ہند کے دل سے مداح اور ثنا خوان ہین۔ بادشاہون کی ذات پر حملہ کرنا مسلمہ طور پر ایک گناہ کبیرہ سمجہا گیا ہے۔ چہ جائیکہ پہر بادشاہون مین بہی ملکہ معظمہ جیسی نیک دل اور غیر مجسم فرمان روا کو ایسی قبیح اور نالائق کہات اور ہفوات کا مورد بنایا جائے ان اخبارات کو جو سزا دی گئی ہے۔ وہ ہرگز عبرت خیز نہین۔ اگر قانوناً ممکن ہو تو اس مین بہت

بڑی ایذا دہی ہونی چاہیئے۔ اور ساتھ ہی اس اصول کو مصر کے چند ایک دیگر اخبارات پر جو مصر کے
ملک اور شہنشاہ اعلےٰ حضرت امیر المومنین کی شان مین سخت و سست لکھنے کی جرات کر رہے
ہین۔ یا کر چکے ہین۔ اور زیر ہندوستان کے چند نالائق اخبارات پر جو خلیفۃ المسلمین کے شان اور بلند
پایگاہ کا کچھ خیال نہ کر کے ایسے بیہودہ اور کمینہ الفاظ لکھ رہے ہین کہ گورنمنٹ کو اونکی تحریرون سے
درگذر کرتا دیکھ کر سخت تعجب ہوتا ہے۔ فوراً توسیع دیجانی چاہیئے۔ اور اون کو رباطنون کو جن مین
سے پنجاب پیٹریٹ سب سے آگے بڑھا ہوا ہے۔ ایسی سخت سزا دینی چاہیئے کہ پھر کسی بدباطن
کو بادشاہون اور ایسے بادشاہون کی ذات پر جو ہماری مادر مہربان قیصرہ ہند کے صادق دوست
اور مخلص ہوا خواہ ہون۔ کمینہ اور رذیل حملے کرنے کی جرأت باقی نہ رہ جائے۔ آخر الذکر بد زبان
اخبار نے نیا جنم لینے کے زمانہ سے علی التواتر اعلےٰ حضرت امیر المومنین کی شان مین ایسے
مغلظات بکے ہین۔ کہ اگر اونکا کوئی حصہ وزرائے انگلستان کی نظر سے گذر جائے۔ تو ہمکو یقین
کامل ہے کہ باوجود اس ظاہری پولٹیکل کشیدگی اور شکر رنجی کے وہ گورنمنٹ ہند کو فوراً مجبور کرین۔
کہ ایسے گستاخ اور بے ادب پرچہ کو مدت سے اقوا بند ہی کر دین۔ بلکہ علیا جناب قیصرہ ہند کے صادق الاعزاز
دوست شہنشاہ اعلیٰ حضرت سلطان المعظم کی ذات والا صفات کی نسبت اون مکروہ اور ناگفتہ بہ الفاظ
کے لکھنے والے کو بلا کسی جوڈیشل تحقیقات کے سرسری طور پر کم از کم سزاء جلا وطنی دیدین۔ ایڈیٹر۔

لنڈن۔ ستمبر۔ قسطنطنیہ کا فساد۔ باب عالی اور دول۔ دول کے مشترکہ یادداشت کے
جواب مین جو پچھلے فسادات مین پولیس کی سازش ہونے کے متعلق بھیجی گئی تہی۔ باب عالی نے تحریر
کیا ہے کہ اس معاملہ مین کل فساد آرمینیون کا تھا۔

لنڈن۔ ستمبر۔ جزیرہ کریٹ مین ایک یوروپین مشترکہ پولیس قائم کرنے کی تجویز تیار کیگئی ہے۔

لنڈن۔ ۱۱ ستمبر۔ باب عالی اور دول۔ آرمینیون کی جلاوطنی۔ انگلستان اور اٹلی کی مخالفت
کے باوجود باب عالی نے ایک اور جہاز آرمینیون سے بھرپور کر کے قسطنطنیہ سے بھیجا ہے۔
اور اس امر کا نہایت سخت انتظام کیا ہے کہ وہ لوگ واپس نہ آسکین۔ اور جس جگہ وہ اتارے جائین
وہان اونکی نہایت سختی سے نگرانی کیجاوے۔

لنڈن۔ ۱۱ ستمبر۔ مہم نیل کا تیسرا برگیڈ بمقام ابسارت پہونچگیا ہے۔

لنڈن۔ ۱۱ ستمبر۔ قسطنطنیہ کے معاملات۔ قسطنطنیہ مین ابہی تک تردد اور بے چینی موجود ہے۔
تجارت بالکل درہم ہو گئی ہے۔ اور خزانہ خالی ہے۔ اخبار سٹینڈرڈ علانیہ طور پر سلطان المعظم کو معزول کئے

دینے کی صلاح دیتا ہے۔ آنریبل میکائیل ہربرٹ (اول سیکرٹری انگریزی سفارت) جو سر فلپ کری کی
غیر حاضری مین انگریزی سفارت کا انچارج تہا، پچہلے کشت و خون کے دوران مین نمایان خدمات کرنے
کے صلہ مین طبقہ ثالثہ کا کمپینین بنایا گیا ہے (باب عالی کی مالی مشکلات کی سر تا پا غلط افواہون کی ہم
پچہلے ہفتہ کے اخبار مین بخوبی تکذیب کر چکے ہین۔ اوسکا اعادہ فضول ہے۔ اسوقت باب عالی نے چار
لاکھ تیس ہزار فوج بحالت جنگ تیار کر رکہی ہے۔ جو ایک منٹ کی اطلاع پر میدان جنگ کو جاسکتی
ہے۔ پس جس سلطنت کا خزانہ خالی ہو وہ اسقدر جرار فوج کا یومیہ خرچ کہان سے لارہی ہے۔ باقی رہی اخبار
سٹینڈرڈ کی بکواس سو وہ ایک جنونی کی بڑ سے زیادہ وقعت نہین رکہتی ؎

ماہ نور مے فشاند و سگ بانگ میزند

ہان اگر کوئی پاگل سلطنت اس صلاح پر کاربند ہونا چاہتی ہو تو وہ بسم اللہ اپنے حوصلہ و قوت کو
آزمالے۔ لیکن یہان یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب مصر کے اخبارات کو ایک غیر ملک کے فرمانروا پر ناواجب
حملے کرنے کے جرم مین بند کیا جاتا ہے۔ تو کیا انگلستان کے اخبارات اس قاعدہ سے مستثنے ہین اسی
طرح ممالک غیر کے اخبارات کے ایڈیٹر جب ملکہ معظمہ کی شان مین نامہذب کلمات بکنے کے پاداش مین
جیل مین بھیجے جاتے ہین۔ تو مسٹر گلیڈسٹون یا کسی اور سے جو ایسے ہی ناشائستہ کلمات امیر المومنین کی
نسبت کہے کیون نہین ویسا ہی سلوک کیا جاتا۔ گورنمنٹ انگریزی کو یہ اصول کہ آنچہ بر خود مپسندی
بر دیگران ہم مپسند۔ ہرگز ہاتھ سے نہین چھوڑنا چاہیے۔ مندرجہ ذیل تار مین مسٹر گلیڈسٹون کی جیسی کچھ
بدزبانی ظاہر ہوتی ہے۔ ہم کو ہرگز امید نہین کہ الوقت یا ٹائمز کے ایڈیٹر اس سے بڑھ کر کوئی نالائق
کلمہ علیا حضرت قیصرہ ہند کی شان مین لکھ سکے ہون۔ کم از کم تہذیب کے اس حصہ مین انگریزی اخبارات
اور انگریزون کے سرکردہ اراکین کو وحشی اور نیم مہذب ترکی اخبارات اور رجال سے سبق حاصل کرنا
چاہیے۔ جن کی قلم یا زبان سے آج تک کسی جانی دشمن کے برخلاف بھی کوئی نامعقول اور غیر مہذب کلمہ
نکلنے نہین پایا۔ (ایڈیٹر)

لنڈن۔ ۱۲ ستمبر۔ مسٹر گلیڈسٹون اور باب عالی۔ مسٹر گلیڈسٹون کا ایک خط شایع ہوا ہے۔ جس مین
وہ سلطان معظم کو سفاک اعظم اور خونخوار مجسم بیان کرتے ہین۔ اور لکھتے ہین کہ اعلیٰحضرت سلطان
کو جب تک کہ کل طاقتین بوقت ضرورت جبر اور دباؤ کے استعمال کرنے کا ارادہ نہ رکھتے ہون
فہمائش بالکل فضول ہے ٭

لنڈن۔ ۱۲ ستمبر۔ کریٹ کا جدید گورنر جارجی پاشا موجودہ گورنر اصلاحی تجویز کے مطابق

کریٹ کا عیسائی گورنر مقرر کیا گیا ہے +

ہفتہ مذکور کی دیگر خبرین

مصر سوڈان کے متعلق سات سٹیمر (دخانی جہاز) پہلی آبشار سے گذر چکے ہین - جن مین سے پانچ بمقام سراس پہنچ گئے ہین - دریاے نیل ایک فٹ یومیہ کے حساب سے چڑھ رہا ہے - درویش بمقام کرمان جو سوار دہ سے جہان مصری فوج قابض ہے پچیس میل بجانب جنوب واقعہ ہے - قلعہ اور مورچے تیار کر رہے ہین - اور ڈنگولہ سے وہان اور نیز مقام حفیر ملکی افواج پہنچ گئی ہین - یہ قلعے اور مورچے صرف خشکی کے حملے ہی کو روکنے کا کام نہین دینگے - بلکہ انگریزی جہازون کے دریا مین سے گذرنے کی بہی مزاحمت کرینگے - مصری فوج مین ہیضہ پہوٹ پڑنے اور اس سے بے تعداد سپاہیون کے مرنے سے درویش بہت خوش ہو رہے ہین - اور باقیماندہ مصری اور انگریزی فوج کا ستیاناس کرنے کے لئے بڑی سرگرمی سے تیاریان کر رہے ہین - اخبار المویدرا دی ہے - کہ گرمی ہوک ہیضہ اور درویشون کی تلوارون نے حملہ آور فوج کو جسقدر نقصان پہنچایا ہے - سرکاری طور پر اسکا عشر عشیر ہی پبلک پر ظاہر نہین کیا گیا - وہ لکھتا ہے کہ پیشقدمی کے رک جانے کا بڑا باعث یہی ہے - کہ نہ فوج مین سکت رہگئی ہے - اور نہ ہی اسکی تعداد کافی ہے - اور نہ ہی رسد کا کوئی انتظام ہے جنرل کچنر پاشا سامان رسد اور فوج کے لئے خفیہ تار پر تار بہیج رہے ہین - مگر انکی درخواستون کے پورا کرنیکی کوئی سبیل نظر نہین آتی - گرمی کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ ۱۳ اگست کو بمقام کوشہ سایہ مین پارہ ایک سو تیس درجہ پر تہا - گورنمنٹ مصر کو میدان جنگ مین بیس ہزار انسانون کے لئے خوراک بہم پہنچانے کا انتظام کرنا پڑتا ہے ان غریبون کے واسطے جب تک کہ وہ سرحد کے نزدیک اور ریلوے کے قریب رہے رسد کا انتظام کسیقدر باترتیب اور آسانی سے ہوتا رہا - مگر حکام وقت نے آیندہ کی مشکلات اور درویشونکی دانائی کو ملحوظ رکہے بغیر جونہی اپنے لشکر اور اسکے حوالی موالی کو جنوب کی طرف اور آگے بڑہانا شروع کیا رسد کا انتظام بگڑنا شروع ہو گیا - اس بے انتظامی کو پہلے تو ہیضہ نے اور زیادہ بڑہایا - اور اب باد و باران کے طوفان سے ریلوے سڑک کی جابجا شکست ہو جانے نے رسد کی آمد کو بالکل ہی مسدود کر دیا ہے - جس سے فوج اور دیگر متعلقین کی حالت ناگفتہ بہ ہو رہی ہے - اسی لئے سردار کچنر پاشا نے سخت احکام جاری کر دیئے ہین - کہ وہ فوجین جو کوشہ سے جنوب مین مقیم ہین - کوئی حالات بیرونی دنیا کو نہ لکہین - اور نیز کبہی سویلین (غیر جنگی یا ملکی) کو کسی طرح بہی کیمپون مین سے جانے کی اجازت نہ دی جائے - سردار موصوف کی اس جابرانہ اور خود مختارانہ کارروائی سے انگریزی اخبارات تک انگشت بدندان ہو رہے ہین - پالمال گزٹ کا نامہ نگار چند ایک تمہیدی ریمارکس تحریر کرنے

بعد لکھتا ہے۔ کہ ایسی مطلق العنانی تو نپولین اعظم کو بھی حاصل نہین تھی۔ گورنمنٹ انگلشیہ سردار موصوف کو بقدر وسیع اختیارات دیدینے کا بہت بری طرح سے خمیازہ بھگتیگی ؛؛

المؤید کے اس قیاس کو کہ قلت فوج درصل پیشقدمی کے ملتوی ہونیکا باعث ہے۔ اس تار سے جو ۸ ستمبر کو بمبئی سے موصول ہوئی کافی تقویت پہنچتی ہے۔ اسکا مضمون حسب ذیل ہے:۔

دو ہلا ۶ ملی ہو کہ ایکا ایک مہم کو جو فوج زیر کمان جنرل ایجرٹن سے بہت بڑی ہوگی۔ حکم آتے ہی فوراً سواکن روانہ کرنیکے متعلق بمبئی کے ہر ایک سرکاری محکمہ مین آج کل غیر معمولی مستعدی پائی جاتی ہے +

اس مین کلام نہین کہ سول کا نامہ نگار متعینہ شملہ اس افواہ کی تکذیب کرتا ہے اور کہتا ہے کہ سواکن کو اور فوج بھیجنے کے متعلق یہان کوئی حکم نہین پہنچا۔ مگر یہ مثل فراموش نہین کر دینی چاہئے کہ ؎

تا نہ باشد چیزکے مردم نگویند چیزہا +

ارمنی بطریق اعظم مونشیور ازنسلیان جس نے آرمینیون کو بغاوت پر اکسانے مین بہت کچھ عملی حصہ لیا تھا اپنے عہدہ سے معزول کر دیا گیا ہے۔ اور اب وہ غالباً شام کو جلاوطن کر دیا جاویگا +

ہفتہ مختتمہ ۱۲ ستمبر ۱۸۹۶ء کی تار کی خبرین وغیرہ

تار کی خبرین مع مختصر حواشی

لنڈن۔ ۱۳ ستمبر۔ مہم نیل کی پیشقدمی۔ بمقام کوشہ ایک نئی گنبوٹ کے انجن کے پھٹ جانے کی وجہ سے فوج نیل کی پیشقدمی مین خفیف سا توقف ہوگیا ہے +

لنڈن ۱۴ ستمبر تازہ ترین خبرین مخبر ہین کہ مصری فوج کی ایک جماعت ہراول بمقام فریگ جو دنقلہ کی پہلی جنگی چوکی مقام کرمان سے ۲۴ میل کے فاصلہ پر ہے پہنچ گئی ہے +

قسطنطنیہ ۱۴ ستمبر قسطنطنیہ کے ارمنی۔ آرمینیون کی انقلابی کمیٹی نے وہان کے چند سفراء کو ایک گشتی چٹھی بھیجی ہے۔ کہ اگر تمام اصلاحات کلہم عطا نہ کی گئین۔ تو پہلے سے بڑھکر باغیانہ نمائش کی جاویگی۔ شہر مین گشت کرنے والی فوج کی تعداد بڑھا دیگئی ہے +

لنڈن۔ ۱۴ ستمبر۔ لارڈ روزبری اور ترکی مظالم۔ لارڈ روزبری (سابق وزیر اعظم) کا ایک خط شائع ہوا ہے۔ جس مین وہ لکھتا ہے کہ ترکی مظالم کی بحث فریقانہ مسئلہ نہین ہے۔

(یعنی کہ فریق مخالف حکمران فریق کو زک پہنچانے کے لئے اسکی آڑ پکڑے ہو۔ ئے نہین اڈیٹر) بلکہ یہ عام انسانیت اور ہمدردی انسانی کا ایک سوال ہے اور اس بارہ مین انگلستان پر ایسی ذمہ واری عاید نہین ہوتی جتنی کہ دیگر دول یورپ پر جو ہسوقت انگلستان کی چندان بڑی رفیق نہین معلوم ہوتین +

لنڈن - ۱۴ ستمبر - ٹرکی مین عیسائیون کا کشت وخون اور انگلستان کا غیظ وغضب

- ارمنی ایجیٹیشن (تحریک) جسے مسٹر گلیڈسٹون - لارڈ روزبری - اور مسٹر اسکو تھ کے خطوط سے جو حال مین شائع ہوئے ہین بہت تقویت پہنچ گئی ہے ترقی کر رہی ہے - ہسمعاملہ کے متعلق تحریر کرتے ہوئے ٹائمز پر جوش ایجی ٹیشن کے اندہا دہند پھیلانے کو بہت معیوب بتلاتا ہے اور لکہتا ہے - کہ وہ آخر کار بگڑتی بگڑتی فریقانہ (لبرل اور کنسرویٹو کی باہمی) لڑائی تک آ پہنچیگی - یہ یاد رکہنا چاہیئے کہ فوجی مداخلت کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اور کشت وخون ہونگے اور اگر اکیلے انگلستان نے کوئی کاروائی کی - تو اس سے تمام یورپ مین باہمی جنگ و جدال شروع ہو جائیگا - پس اس قضیہ کے تصفیہ کے لئے محفوظ طریقہ صرف یہی ہے - کہ دول عظام باہمی نامہ وپیام سے فیصلہ کرین +

لنڈن ۱۴ ستمبر - مہم نیل کی پیشقدمی - وادی نیل کا کل دستہ فوج بڑی سرعت سے آگے بڑھ رہا ہے اور مقام فرکیت تک پہنچ گیا ہے +

لنڈن - ۱۵ ستمبر جنگ سوڈان - سوڈان کی حملہ آور فوج کچھ دنون کیلئے فرکیت مین مقام کرکے پہر کرمان کو (جو درویشون کی پہلی چوکی ہے) بڑہیگی - درویش مقام کرمان اور حفیر کے قریب بڑی بہاری جمیعت مین موجود ہین - چالیس گہورہ اور بیس سوڈانی سپاہی درویشون کی ایک جماعت کو جو مقام فرکیت رہائش پذیر ہے نکالنے کے لئے بطور ہراول بہیجے گئے ہین +

ایضاً مسٹر گلیڈسٹون و مظالم آرمینیا - مسٹر گلیڈسٹون نے ایک خط لکہہ کر اسبات پر زور دیا ہے - کہ مظالم آرمینیا کے برخلاف ایک عالی شان جلسہ لیورپول مین کیا جاوے - اس مین مین بہی شامل ہونگا +

لنڈن ۱۶ ستمبر - ٹرکی کے برخلاف انگریزونکا جوش اور آسٹریا والون کی دہمکیان

پہر قسطنطنیہ مین ایک بیوجہ ہلچل اور تشویش پہیل گئی تہی - کوچہ وبازار یکلخت خالی ہوگئے - اور دکانین بند کردی گئی تہین - آسٹریا کے اخبارات اس شورش سے جو ٹرکی کے معاملات مین بیجا اندازی کرنیکی تائید مین انگلستان مین پہیلی ہوئی ہے - نہایت ہراسان ہو رہے ہین - اور یہ الزام لگا رہے ہین - کہ موجودہ مصائب کو رہی پیدا کر رہا ہے - اور بڑے دعوے سے لکہتے ہین کہ اگر انگلستان نے ٹرکی مین کوئی کاروائی بطور

خود کی۔ تو ہسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ اسے مصر سے نکالدیا جاویگا +

ایضاً۔ لارڈ ہیو سیسل کا جو بمقام والمر اپنے باپ کے پاس ٹھیرا ہوا ہے ایک خط شایع ہوا ہے۔ جس مین وہ سلطان المعظم کی ذلیل حکومت کی برائیان ظاہر کرنے کے بعد بیان کرتا ہے۔ کہ اگر آرمینیون کو یہ توقع دلائی گئی۔ کہ انگلستان اکیلاہی اُن کی حمایت کریگا۔ تو یہ ان کو مغالطہ مین ڈالنا ہوگا۔ بلکہ جب تک کل یورپ مین انگلستان کیطرح جوش نہ پیدا ہو جائے۔ تب تک کوئی امید نہین ہوسکتی +

لنڈن ۷ ستمبر۔ مہم نیل کا چوتہا دستہ بمقام فریک پہنچگیا ہے۔ جہان اب کل فوج جمع ہے۔ مصری فوج حملہ آور کل در دیشون کے قریب پہنچ جائیگی +

ایضاً۔ انگلستان و ٹرکی۔ ریوٹر کو معلوم ہوا ہے۔ کہ انگلستان ٹرکی کے برخلاف تنہا کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ نہین رکہتا۔ مگر اب آیندہ وہ کبھی ٹرکی کی حمایت ہی نہین کریگا۔ انگلستان دوسری طاقتون کے ساتہہ ملکر کارروائی کرنیکا خواہان ہے۔ لیکن اگر وہ مظالم کو روکنے نے لئے کوئی متفقہ کارروائی نہ کرسکین تو وہ بالکل الگ رہکر یہ توقع کرتا رہیگا۔ کہ خدا معاملات کی صورت بہتر کردے +

لنڈن۔ ۸ ستمبر۔ ارمنی انقلاب پسند سازشیون کی گرفتاری۔ سقوطری (من مضافات قسطنطنیہ) مین ایک ارمنی کے مکان سے بم گولے اور نہایت اہم کاغذات پکڑے گئے۔ ارمنی انقلابی کمیٹی کے دو سرغنا اور چند دیگر ممبر گرفتار کیے گئے۔ جنہون نے اقبال کرلیا۔ اور کئی دیگر اشخاص کو شریک جرم بتایا ہے۔ دگوان نمک حرامون کو اب جس وقت سزا ملی۔ تو ایماندار مسٹر گلیڈسٹون صاحب غل مچانا شروع کردینگے کہ وہ قومی شہید ہوگئے) +

لنڈن۔ ۹ ستمبر۔ ارمنی شورش۔ اطالین جنگی جہازات ترکی سمندرون مین۔ حالت کے نازک ہوجانے کے باعث تین اطالین جنگی جہاز ترکی سمندرون کی طرف روانہ ہوگئے ہین +

ایضاً۔ انگریزی مداخلت ہونیکا مطالبہ کیا جاتا ہے۔ مسئلہ آرمینیا کے متعلق انگلستان کے بڑے بڑے شہرون مین جو جلسے ہونیوالے ہین۔ اُن کی ابتدا آج رات برمنگہم اور ناٹنگہم سے شروع ہوگئی ہے۔ جہان اس امر پر بڑے زور شور سے تقریرین کی گئی کہ برٹش گورنمنٹ ٹرکی مین مداخلت کرے

ہفتہ مذکور کی دیگر خبرین

مصری گورنمنٹ نے ان اخبارات کے برخلاف جنہون نے اعلیٰ حضرت سلطان المعظم کی شان میں بے ادبانہ کلمات لکہے ہین مقدمات دایر کردئیے ہین +

اعلیٰ حضرت کے تخت نشینی کی سالگرہ کی خوشی مین تمام قلمرو عثمانیہ مین بڑی دہوم دہام سے جلسے ہوئے

مصر مین بہی کچہہ کم رونق نہ تہی۔ مصری گورنمنٹ کے باضابطہ جشن تہنیت اور دو تنلو غازی مختار پاشا کی قایم کردہ جشن کے لیئے قسطنطنیہ سی سرکاری آتشبازاور توپچی آئے +

حوران کے دروزون نے سرکشی چہوڑکر اطاعت وانقیاد کو تسلیم کرلیا ہے۔ انکی تمام بڑی بڑی مشایخ امان طلبی کے لیئے سپہ سالار افواج قاہرہ کی خدمت مین حاضر ہوئے +

ترکی اخبارات لکہہ رہے ہین۔ کہ کوئی یونانی گروہ سلطانی علاقہ مین داخل نہین ہوئی۔ یہ خبرین بالکل بے بنیاد ہین۔ اوران گروہون کا وجود انگریزی اخبارات کے اڈیٹرون اورنامہ نگارون کے دماغونکی سوا اور کہین موجود نہین۔ اسیطرح اس خبر کی جسی ریوٹر نے شایع کیا تہا تکذیب کرتے ہین۔ اور لکہتی ہین کہ کسی عثمانی فوج نے بلغاریا کی حد کو عبور کرنے کی کوشش نہین کی اور نہ ابہی کوئی مقابلہ ہوا ہے +

ان جدید آہن پوش جہازات مین سے جو جرمنی کے بندرگاہ کیل مین ٹرکی کے لیئے تیار ہو رہے ہین **ایک** آہن پوش باسفرس مین پہنچگیا ہے۔

سالگرہ تخت نشینی کی خوشی مین وہ تمام قیدی جو دو ثلث میعاد ختم کرچکے تہے۔ حسب الحکم سلطانی رہا کردیئے گئے ہین +

ممالک محروسہ عثمانیہ اور قلمرو مصر کے ہر ایک شہر و قصبہ مین کریٹ کے بیکس اور مظلوم مسلمانون اور مقتولین کی رانڈون اور یتیم بچون کیلئے بڑی سرگرمی سے چندہ ہو رہا ہے۔ چنانچہ اکیلا اخبار المویدہی ۸ اگست تک ۵۳۲ ½ پونڈ مصری (تقریباً ساڑہے آٹہہ ہزار روپیہ) چندہ جمع کرچکا ہے +

خلیفہ نے گورنر بربر کو سواکم کا تجارتی راستہ کہول دینے کی اجازت دیدی ہے۔ چنانچہ گوند اور ہاتہی دانت جن کی سخت قلت ہو گئی تہی۔ سواکم پہنچنی شروع ہوگئے ہین۔ سوڈانی معاملات کے واقف کارون کا بیان ہے۔ کہ خلیفہ نے اسلحہ اور سامان حرب کی درآمد کے لیئے مصری علاقہ سی علیحدہ ایک اور نیا رستہ معلوم کرلیا ہے +

اسکندریہ کے تمام مسلمان تجار نے ایک عالی شان جلسہ کرکے مصری اخبار **المقطم** کو جو اعلے حضرت خلیفۃ المسلمین کی ذات مبارک پر ناشائستہ حملے کر رہا ہے یکقلم خریدنا بند کردیا اور مصری گورنمنٹ کو اسکی برخلاف مقدمہ دائر کرنے کی تحریک کی ہے +

خدیو مصر کی حرم محترم جو سیاحت یورپ کے لیئے انکے ساتہہ گئی تہین۔ آسٹریا کے بندرگاہ ٹرلیسٹ ہی سے خدیوی جہاز محروسہ پر ۱۲ اگست کو اسکندریہ واپس آگئی ہین۔ انکی ورود پر قلعون سے سلامی سر کی گئی +

اعلیحضرت سلطان المعظم نے وزیر صیغہ مال کو مالی حالت پر رپورٹ تیار کرنے کا حکم دیا ہے۔ جس مین اس امر کو بالوضاحت بیان کیا جائیگا کہ فنڈ بیباقی کی وجہ سے ترکی قومی قرضہ مین سنہ ۱۸۸۱ء سے کس قدر کمی ہوئی +

لنڈن اور لورپول مین جہان کے انگریز نومسلم اور دیگر مسلمانون نے مولود شریف کی تقریب پر عالی شان جلسے کئے۔ جن مین حاضرین نے آنحضرت کے مناقب بیان کئے اور اختتام جلسہ پر ملکہ معظمہ اعلیحضرت امیر المومنین اور دیگر مسلمان فرمانروایون کے جامہائے صحت نوش کئے گئے +

مسٹر ہنری ہیولاک ایلس ممبر پارلیمنٹ انگلستان اُن جنگی کارروائیون کو بچشم خود دیکھنے کیلئے جو انطفائے بغاوت کیلئے عملمین آرہی ہین کریٹ کو روانہ ہوگئے ہین۔

کریٹ کے صوبہ سلینو کے قصبہ قسطائی مین باغی ۱۲۰ ترکی سپاہیون کا محاصرہ کئے ہوئے ہین دول اجنبیہ کے قونصلین نے باغیون کو اس حرکت سے باز آجانے کیلئے فہمائش کی ہے۔ سپاہیون کے لئے کمکی فوج روانہ کردی گئی ہے۔ ۲۵ اگست کو کئی مسلمانون کی لاشین اور مجروح مسلمان خانیا مین لائے گئے۔ مگر لڑائی کے مفصل حالات ابھی معلوم نہین ہوئے۔

۲۸ اگست کو تقریباً تین ہزار باغیون نے بیس بیس چہوٹے چہوٹے دیہات پر جن مین تین سو سے زاید مسلمان آباد تھے چھاپہ مارکر کئی مسلمانون کو قتل کردیا۔ باغیون نے راستہ مین اٹھتیس دیہات کو جلادیا۔ اور مسلمانون کے ایک ہزار مویشی چھین لئے۔ قصبات کے مسلمان مفصلات مین عیسائیون کی ان وحشیانہ حرکات کو سُنکر سخت غضبناک ہورہے ہین۔ مگر ترکی حکام انکو باہر نہین جانے دیتے +

عبد اللہ پاشا کی جگہ ابراہیم پاشا فرزند نامق پاشا کریٹ کے جنگی گورنر مقرر ہوئے۔ مگر اب ان کی نسبت بھی عیسائی اخبارات نے یہ شکایتین شروع کردی ہین۔ کہ وہ بلا استمزاج ملکی گورنر (جارجی پاشا) کے جنگی کارروائیان کررہے ہین +

المؤید راوی ہے کہ اخبارات الوقت اور منیر گو بظاہر مصری قانون مطابع کی دفعہ ۱۱ کی خلاف ورزی کے جرم مین بند اور انکے اڈیٹر سزایاب ہوئے ہین۔ مگر درصل یہ کل کارروائی لارڈ سالسبری کے ایما سے ہوئی ہے۔ ان اخبارون کے اڈیٹرون سے جسوقت عدالت نے دریافت کیا۔ کہ تم نے جلالت مآب ملکہ انگلستان کی شان مین ایسے نالایق الفاظ کیون لکھے ہین۔ تو انہون نے جواب دیا کہ اُن اخبارون مین جو انگریزون کی زیر حمایت ہین (مثلاً مقطم یا میزان جو بند ہوچکا ہے) اپنے خلیفہ اعظم کی نسبت نہایت ہی گندہ اور مکروہ کلمات پڑہتے پڑہتے ہماری دل دکہہ گئے تھے۔ ہم سے زیادہ برداشت نہ ہوسکی

اور ترکی بہ ترکی جواب دیا +

سوداگران سواکم کا بیان ہے۔ کہ درویش ڈنگولہ مین بڑی تیاریان کر رہی ہین۔ اور کہ بربر کے صوبہ خلیفہ نے جو نیا ملکی گورنر مسمی امیر دو را مقرر کیا ہے۔ وہ رعایا کیساتھہ بڑی نرمی سے پیش آرہا ہی جس سے لوگ نہایت حیران اور متعجب ہو رہے ہین۔ اسی طرح سے بربر کے جنگی سپہ لار کے حسن سلوک کی تعریف کی جاتی ہے +

محمود ندیم پاشا سفیر ٹرکی متعینہ دربار وانا نے فگارو (پیرس کا ایک مشہور باتصویر اخبار) کے نامہ نگار سے حسب ذیل تقریر کی :-

"مین نہین سمجھ سکتا کہ مسئلہ کریٹ کی متعلق برابر اب تک کیون اتنا شور و غل برپا ہے۔ کریٹ سلطنت عظمی عثمانیہ کا ایک جزو ہے۔ اور اسنی اعلیحضرت سلطان المعظم کے برخلاف بغاوت کر دی ہے تم لوگ دخل در معقولات دینا چھوڑ کر ہم کو جیسا کہ ہمارا شاہی حق ہے۔ اکیلے اس جزیرہ مین امن قایم کرنے دو۔ یہ طاقتین ہماری معاملات مین کیون اپنی ٹنگڑی پھنسا رہی ہین" +

ارمنی بطریق خانہ کی کونسل نے وسط اگست مین اعلیحضرت سلطان کی خدمت مین عرضداشت پیش کی کہ تمام آرمینیون کو جو قتل خون اور سنگین جرائم کے مرتکب نہ ہوئے ہون عام معافی عطاء کیجاوے اور ساتھہ ہی انکو بدل عسکریہ کے ٹیکس کا بقایا معاف کیا جاوے۔ اور آئندہ تین برس کے لئے یہ ٹیکس ان سے نہ لیا جائے ان کی درخواست کا منظور ہونا شاہانہ عفو و کرم سے بعید نہ تہا۔ مگر کیا یہ نالایق اپنے تئین الطاف خسروانہ کا مستحق سمجھہ سکتے ہین۔ جبکہ نرمی سے وہ اور زیادہ دلیر ہوئے جاتے اور ہر وقت کوئی نہ کوئی فساد برپا کئے رکھتے ہین +

مقدونوی باغیون کا سرغنہ بروفاس قتل اور اسکا گروہ منتشر کر دیا گیا ہے۔ ابہی پانچ چہہ اور چھوٹے چھوٹے گروہ مقدونیہ مین موجود ہین جنکا فوج تعاقب کر رہی ہے +

گورمنٹ انگلشیہ نے ایک اور بلیو بک موسومہ "ٹرکی نمبر ۲ سنہ ۱۸۹۶ء" شایع کی ہی جس مین مسئلہ آرمینیا کی تاریخ ۵ ستمبر سنہ ۱۸۹۵ء تک مندرج ہے +

سلطان زنگبار کے محل کو چالیس منٹ مین اڑا دینے اور سید خالد کی بغاوت کو ایک دن مین فرو کر دینے پر انگریزی اخبارات انگلستان کی طاقت و جبروت کے اظہار مین بیحد مبالغہ کر رہے ہین اور لکھہ رہے ہین۔ کہ انگلستان نے کل دنیا کو اپنی مستعدی اور اپنے جہازات کی مضبوطی کا ثبوت دیدیا ہے مگر ہم انسے یہ دریافت کرنے کی جرات کرتے ہین۔ کہ جب ٹرنسوال نے لاکھون انگریزون کا ناک مین دم کر

رکہا تہا۔ اور وینی زویلا ذالوینخ انگریزی علاقہ غصب کرلیا تہا۔ اس وقت یہ طاقت وجبروت کہان گئی ہوئی تہی؟ انگلستان کے طاقتور ہونے مین کس کو شبہ ہے۔ لیکن ایک غریب اور کمزور رئیس کے محل کو اڑا دینے یا کسی ہندوستانی رئیس کو کان سے پکڑ کر خارج از ریاست کر دینے سے اُس طاقت کا نہین بلکہ جبلی کمزوری کا اظہار ہوتا ہے۔ زبردست یا کمزور کو ستاتا یا اُسپر فتح پاکر اتراتا جو مردون کا شیوہ نہین ہی باقی رہا بغاوت کو ایک دن مین فرو کر دینا سو ہم انہی اخبارات اور برٹش گورنمنٹ سے پوچہتے ہین کہ جب ایک زیر حفاظت ریاست کے والی کے مرجانے پر اسکی رعایا کی بغاوت آناً فاناً بڑی سختی و خونخواری سے (کیونکہ گولہ باری سی پانسو زنگباری قتل ہوگئے تہے۔ اور کسی نے پوچہنے کی جرأت نہین کی کہ کیون اتنے بے گناہون کا خون کیا گیا) فرو کر دینا مستحسن و ضروری بلکہ قابل تعریف سمجہا جاتا ہے۔ تو پہر ایک خودمختار فرمان روا کو اپنی رعایا کی بوجہ بغاوت و فساد کے فرو کرنیسے کیون باز رکہا جاتا ہے۔ شاید انیسوین صدی کی تہذیب و ایمانداری کا یہی تقاضا ہو +

باب عالی نے دول مشترکہ کی یادداشت کے جواب مین تحریر کیا ہے۔ کہ معزول ارمنی بطریق ازمرلیان کو جلاوطن کرنے کا کوئی ارادہ نہین۔ بلکہ اُسی یروشلم کا بشپ مقرر کیا جاویگا۔ یہ جواب سنکر انگریزی اخبارات بمصداق سہ چشم بد اندیش کہ برکندہ باد عیب نماید ہنرش در نظر

اس شاہی عنایت کو اب اس طرح تعبیر کر رہے ہین کہ تقرری اور ترقی منصب جلاوطنی سے کچہہ کم نہین ہے۔ اور خود بطریق صاحب ہی اپنے گناہگار ضمیر کیوجہ سی جانیسان کو ڈرپوک اور بدگمان بنا دیتا ہے۔ اس تقرری سی انکار کرتے ہین اور یہ التجا کرتے ہین کہ مجہے اپنے محل واقعہ سقوطرا مین گوشہ نشینی اختیار کرنے کی اجازت دیجاوے۔ یہ وہی سقوطرا ہے جہان ۸ ستمبر کی تار مخبر ہے کہ ایک ارمنی کے مکان سے بم کے گولے اور خفیہ خط و کتابت پکڑی گئی ہے۔ اب شاید اسی سازش کو تقویت دینے کے لئے پادری صاحب سقوطرا مین رہایش رکہنے کی اجازت ملنے کے لئے اسقدر ہاتہہ پاؤن مار رہے ہین +

مختتمہ ۲۸ ستمبر ۱۸۹۶ء کی تار کی خبرین وغیرہ

تار کی خبرین معہ مختصر حواشی

لنڈن۔ ۲۵ ستمبر۔ وادی نیل مین پیشقدمی۔ جنگ بمقام کرمہ سردار کچنر پاشا نے تار

بھیجا ہے۔ کہ آج علی الصباح انہوں نے بلا مزاحمت مقام کرمہ پر قبضہ کر لیا ہے۔ دشمن دریا کے مغربی کنارے
مقام حفیر کو چلے گئے۔ مصریوں نے انپر گولہ باری کی اور اسی گولہ باری کی آڑ میں تین اگن بوٹ ڈنگولہ
کی طرف روانہ ہو گئے ہیں۔ درویشوں کا بہت نقصان ہوا۔ اور انکا سٹیمر (دخانی جہاز) غرق کر دیا گیا
سردار دشمنوں کی خبر کے انتظار میں بمعہ فوج کے کثیر حصہ کے مقام کرمہ میں قیام کرینگے۔

بعد کی خبریں مخبر ہیں کہ درویشوں نے بہت عرصہ تک توپوں اور بندوقوں سے سخت آتشبازی
کی مگر آخر کار اگن بوٹوں کی توپوں نے انکو چپ کرا دیا۔ اگنبوٹ حمائی کے کپتان کالول کو کہنی پر
خفیف زخم آیا اور تین مصری بھی زخمی ہوئے +

لنڈن ۲۰ ستمبر ڈنگولہ پر قبضہ۔ مہم نیل کی تازہ ترین خبر ہے کہ اگن بوٹ ڈنگولہ پہنچ گئے ہیں۔ اور
انہوں نے خزانہ اور غلہ کے گوداموں پر قبضہ کر لیا ہے۔ دریں اثنا مصری فوج بھی دریا عبور کر کے حفیر کو
پہنچ گئی ہے۔ وہانسے وہ ڈنگولہ کیطرف بڑھیگی۔ فوج واپس بھی اسی راستے آئیگی +

کل کی لڑائی میں درویشوں کا سپہ سالار امیر بشارہ سخت زخمی ہوا۔ درویش اپنے بارود میگزین اور
گودام غلہ کا بہت سا حصہ جو بمقام حفیر تھا پیچھے چھوڑ گئے ہیں +

لنڈن ۱۹ ستمبر۔ انگلستان میں آرمینیا کے متعلق شورش۔ لارڈ روزبری کی طرف سے
مسئلہ آرمینیا کے متعلق ایک دوسرا خط شایع ہوا ہے۔ جس میں وہ لکھتے ہیں کہ میں اس امر سے متفق نہیں
ہو سکتا۔ کہ انگلستان سلطان المعظم کو معزول کر دے کیونکہ روس کسی سلطنت کے تنہا کارروائی کرنیکا
سخت مخالف ہے (لارڈ صاحب اگر روس مخالف بھی ہو تو کیا آپ انگلستان میں اعلیحضرت امیر المومنین کو
(خدانخواستہ) معزول کر دینے کی سکت پاتے ہیں ؟ کیا آپ کو اپنے جانشین لارڈ سالسبری کی جنوری گذشتہ
والی تقریر یاد نہیں رہی۔ جس میں انگلستان کی بے بسی اور کمزوری کا صاف صاف اعتراف کیا گیا تھا!
اڈیٹر) اسکے بعد صاحب موصوف لکھتے ہیں کہ گورنمنٹ ٹرکی کی موجودہ قابل نفرت حکومت کا خاتمہ کرنیکے
لئے اس طرح سے کہ تمام یورپ میں نائرہ فساد مشتعل ہو جائے بیشک ہر ایک کارروائی کر رہی ہے +

ریوٹر ایجنسی راوی ہے کہ انگریزی اخبارات کا بہت سا حصہ ارمنی مسئلہ پر اب بہ نسبت سابق زیادہ میانہ
روی سے بحث رہا ہے اور گورنمنٹ پر ناواجب دباؤ ڈالنے کو پسند نہیں کرتا +

لنڈن ۱۹ ستمبر۔ ارمنی مفسدین۔ ان سازشیوں کے اقبالات کی وجہ سے جو سقوطرا میں
گرفتار کئے گئے۔ پیرا میں (قسطنطنیہ کا وہ محلہ جس میں عموماً غیر مسلم تجار رہتے ہیں) بمب کے گولوں کا ایک
مہیب گودام دریافت ہوا ہے۔

لنڈن - ۲۱ ستمبر - **آرمینیا مین جدید فساد** - ترکی آرمینیا سے خبرین موصول ہوئی ہین کہ پندرہ ماہ حال کو ولائیت خرپوت کے قصبہ اگران کے ارمنی محلہ پر کردون نے حملہ کیا اور اوسے لوٹ لیا۔ فساد دو دن تک رہا جس مین ۴۰ ارمنی مارے گئے۔

ایضاً - مہم نیل - ڈنگولہ پر پیشقدمی - ڈنگولہ سے اگنبوٹ واپس آگئے ہین - وہان نہین صرف بوڑھے آدمی اور عورتین نظر آئین - جہاز والے وہان سردار کچنر کیطرف سے ایک خط چھوڑ آئے ہین کہ امیر دادبلنر سے اور اوسکے ہمراہی اگر اطاعت قبول کرینگے تو اونکو امان دیجاویگی - جہاز والون مین سے ایک مقتول اور نو مجروح ہوئے - کل فوج آج شام کو ڈنگولہ کیطرف روانہ ہوگئی ہے۔

لنڈن - ۲۲ ستمبر - **بحیرہ اسود مین روسی تیاریان** - ٹائمز لکھتا ہے کہ روسی بیڑہ جہازات متعینہ بحیرہ اسود مستعدی کی حالت مین کردیا گیا ہے - اور تین پلٹن فوج پیدل اوسپر سوار کردیگئی ہے کہ اگر روسی سفیر متعینہ قسطنطنیہ سے ایسا کرنیکے لیئے تار آیا تو وہ باسفرس کو روانہ ہوجائیگا۔

بوداپسٹ - (صدر مقام ہنگریا) ۲۲ ستمبر - **روسی آسٹروی اتحاد** - بیرن بنفی نے ہنگرین پارلیمنٹ مین شب گزشتہ تقریر کرتے ہوئے کہا کہ روس اور آسٹریا امن پسند پالیسی پر کاربند رہنے پر متفق الرائے ہین اور مشرقی یوروپ مین کوئی تغیر نہین واقع ہونے دینگے۔

لنڈن ۲۳ ستمبر - **ڈنگولہ پر گولہ باری** - اگن بوٹ اور قلعہ نے پھر ڈنگولہ وابس کرمٹی کے دمدمون اور قلعون پر گولہ باری کرکے اونکو مسمار کردیا ہے - مصری فوجین ڈنگولہ سے پانچ میل کے فاصلہ پر اور درویش فوج سے قریب پہنچ گئی ہین۔

فرانسیسی اور روسی اخبارات مہم نیل کی کامیابی پر حرف رکھ رہے ہین - اور انگلستان کو متنبہ کررہے ہین - اگر اس فتح سے مسرت ہوئی ہے تو مصری مسئلہ کا تصفیہ ابھی باقی ہے۔

لنڈن - ۲۳ ستمبر - **مہم سوڈان** - ٹائمز لکھتا ہے کہ مہم نیل مین مصری خزانہ سے روپیہ خرچ ہونے کی جو فرانس نے مخالفت کی ہے - اوس سے گورنمنٹ مصر کو سخت کفائیت شعاری سے کام لینا لازمی ہوگیا ہے جس کفائیت شعاری کے باعث مہم کے افسرون اور فوج کو ایسی تکلیف پہونچ رہی ہے کہ روپیہ سے اونکی امداد کرنا انگلستان کا فرض ہے۔

ڈنگولہ - ۲۳ ستمبر ساڑھے نو بجے شام - **ڈنگولہ کا فتح ہوجانا** - مصریون کے پہونچنے پر درویش بھاگ گئے - کمنی امیروان نے اطاعت قبول کرلی ہے - مصری جھنڈا شہر پر بلند کردیا گیا ہے۔

لنڈن - ۲۴ ستمبر - مصریون نے ڈنگولہ مین چھ توپین اور سامان حرب اور اجناس کی ایک بہت بڑی مقدار

تعاقب کر رہی ہے۔ اگن بوٹا رزوج سواران درویشون کا جو مصری فوج کو دور سے دیکہتی ہی جنوب کیطرف بہاگ

اوسکے تعاقب کر رہی ہے ٭

پیرس ۲۳ ستمبر - ارمنی سترایک اور مسٹر گلیڈسٹون کا خط مسٹر گلیڈسٹون نے پیرس کے اخبار فگارو مین فرانسیسی قوم کے نام ارمینیو کی حمایت مین ایک چہٹی شایع کرائی ہے - اوسنے اعلیحضرت سلطان المعظم کی

شان مین حسب معمول بہت سا زہر اگلا ہے ٭

لنڈن ۲۴ ستمبر - ارمنی شورش اور مسٹر گلیڈسٹون - یوٹر ایجنسی کو معلوم ہوا ہے کہ ارمنیون کے کشت و خون کے متعلق لورپول مین آج جو جلسہ ہوگا اوس مین مسٹر گلیڈسٹون اس بات پر زور دینگے کہ گورنمنٹ کو مسئلہ ارمینیا کی نسبت کارروائی کرنے کا پورا اختیار دیا جائے اور کل قوم اوسکی پوری تائید کرے - اور اگر گورنمنٹ مسئلہ ارمینیا کی نسبت کارروائی کرنیکا ارادہ رکہتی ہو - تو اوسے کم از کم اوس معاہدہ (یعنے معاہدہ قبرس) کی تعمیل کرانیکے لیے جسکی ٹرکی نے خلاف ورزی کی ہے بطور خود کارروائی کرنے کیلیے تیار رہنا چاہیئے - بشرطیکہ سوائے اوسکے کوئی اور چارہ نہ رہ گیا ہو ٭

(ایضاً) - بعد کی تار - مسٹر گلیڈسٹون کی آج شام کو لورپول کے جلسہ مین بڑی گرمجوشی سے خوش آمدید کیگئی - اوس نے ایک گہنٹہ بیس منٹ تک گونجتی ہوئی صاف آواز مین تقریر کی جس کا لب لباب وہی تہا جس کا ذکر پچہلی تار مین پہلے ہی بتلایا جا چکا ہے - مسٹر مذکور نے زور دیا کہ سب سے پہلی کارروائی گورنمنٹ کو یہ کرنی چاہیئے کہ ٹرکی سے قطع تعلق کرے - مسٹر گلیڈسٹون نے ایک سال کی خاموشی کے بعد پہر زبان کہولی ہے - کل دنیا کو توقع تہی کہ اس عرصہ مین اوسکی مختل الحواسی مین کچہ افاقہ ہو گیا ہوگا - مگر افسوس دنیا کو اب ہمیشہ کیلیے اس پیر نابالغ کے صحت یاب ہونیسے قطعی نا امیدی ہو گئی ہے - مسٹر موصوف پر اس تقریر کی بدولت جو کچہ اون کے ہم مذہب اور ہم قوم عیسائی اخبارات ہی لعن طعن کر رہے ہین - ہم اون کو کافی سمجہتے ہین - اور اپنی طرف سے اوس پر کچہ زیادہ کرنا ضروری تصور نہین کرتے - ان اخبارات کے ریمارکس کا خلاصہ بشرط گنجائش کسی آئندہ پرچہ مین دیا جاویگا البتہ اس تقریر مین مسٹر گلیڈسٹون نے ایک بات پتے کی کہی ہے - کہ انگلستان ٹرکی سے قطع تعلق کرلے حضرت! ترک اوس دن کو جیسا کہ ہم کسی پچہلے پرچہ مین بتا چکے ہین - عید سے کم نہین سمجہینگے جس دن آپ کا سفیر اپنا بوریا بستر اسباب بقچہ سنبہال مع اپنے چیلے چانٹون (قونصلین وغیرہ) کو ساتہ لیکے باسفورس سے چلتا بنیگا - ایڈیٹر ٭

لنڈن ۲۴ ستمبر - مہم نیل - فتح ڈنکولہ - چہ توپون اور کہجورون کی کثیر مقدار کے علاوہ بمقام ڈنگولہ [illegible] بہی گرفتار کیے گئے - نارتہ سٹیفرڈ (گورہ رجمنٹ) کے ایک سو اسی سپاہی عنقریب مہم کی کمک

کو لیئے روانہ ہونگے اور گلوسٹر دگورہ رجمنٹ سے ایک سو تیس سپاہی نشیبی مصر کو واپس آدینگے ؛

لنڈن۔ ۲۵ ستمبر۔ شورش آرمینیا۔ اور مسٹر گلیڈسٹون کی تقریر۔ مسٹر گلیڈسٹون نے اپنے لورپول والی تقریر مین بیان کیا کہ موجودہ تحریک مسلمانون کے برخلاف جہاد نہین ہے۔ اور نہ ہی سلطنت عثمانیہ کے کل مسلمانون کو مورد نفرین بنایا جاتا ہے۔ بلکہ اگر ارمنی مسلمان یا ہندو ہوتے تو بھی اونکو انگریزی ہمدردی پر یہی استحقاق حاصل ہوتا کیونکہ موجودہ تحریک خالصتا انسانی ہمدردی پر مبنی ہے۔ (حضرت! اگر یہ بات ہو تو کیا متابلی بیند اور رشونالیند کے دیسیون کو جو ہزارون کی تعداد مین قتل کیئے جا رہے مین اور زنجباری اور سرحدی مسلمانون یا سوڈان کو یہ استحقاق حاصل نہین تھا جو بیدریغ تہ تیغ کر دیئے گئے۔ افسوس اے تعصب! تو انسان کو کیسا اندھا اور ساتھ ہی مکار اور متنفی بنا دیتا ہے۔ ایڈیٹر) لبرل اخبارات مسٹر گلیڈسٹون کے ریمارکس کی تعریف کر رہے ہین۔ (کیون نہ کرین حضرت اقدس تو اونکے پیر و مرشد اور قبلہ و کعبہ ٹہیرے مسیلمہ کذاب کے چیلے چانٹے بھی تو اونکی باتون کو وحی منزل سمجھتے تھے۔ ایڈیٹر) ایشو کنسرویٹو اخبارات تنہا کارروائی کرنے کو معیوب بتلاتے ہین ٹائمز لکھتا ہے۔ کہ کم از کم دو سلطنتین (شاید روس اور فرانس سے مراد ہے۔ مگر ہم جرمنی اور آسٹریا کو بھی اون کے ساتھ شامل کرتے ہین۔ ایڈیٹر) ٹرکی پر دباؤ ڈالے جانیکو ہرگز گوارا نہین کرینگی ؛

ایضاً۔ آرمینیا مین کشت و خون تازہ خبرون سے معلوم ہوا ہے کہ ۱۵ اور ۱۶ ماہ حال کو کردون نے بمقام اکوان مین جن آرمینیون کو قتل کیا ہے اونکی تعداد ایکہزار سے اوپر ہے۔ اسی ضلع کے مقام وودک مین آرمینون کے مارے جانیکی خبر موصول ہوئی ہے ؛

ایضاً مصری فوج۔ سردار کچنر پاشا میجر جنرل بنائے گئے ؛

ہفتہ مذکور کی دیگر خبرین

مصر سے روزاخبار المؤید کو ۳ ستمبر تک ۲۵۰ ½ پونڈ مصری (بارہ ہزار روپیہ) کریٹ کی مظلوم مسلمانون کے لیئے چندہ وصول ہو چکا ہے۔ وہان کے دوسرے اخبارات نے بھی اونکی تقلید مین چندہ کی فہرستین کھول دی ہین ؛

عراق عرب مین (بقول ایک انگریزی اخبار کے نامہ نگار کے) دو مخالف قبیلون کے باہمی جنگ و جدال سے بہت کچھ تباہی و بربادی حادث ہو رہی ہے۔ نامہ نگار دریائے فرات پہ کشتی مین چند دن سفر کرتا رہا جس کے دونون کنارون پر اکثر دیہات مین تازہ لڑائی کے آثار پائے گئے۔ وہ لکھتا ہے کہ ترکی گورنمنٹ نے عربون کو بہت آزادی دے رکھی ہے

اور ادن سے درگذر کر جاتی ہے جس سے وہ بہت دلیر ہوگئے ہین ❊

قسطنطنیہ کے پچھلے فساد مین بیان کیا جاتا ہے کہ ۶۰ ہزار ارمنی قتل ہوئے اور اونکی لاشین سمندر مین پھینک دیگئین ❊

اعلیحضرۃ سلطان المکرم کی تخت نشینی کی سالگرہ کی تقریب پر لنڈن کی عارضی مسجد مین جو حاجی محمد[1] ڈالی نے ریجینٹ پارک مین تیار کی ہے۔ ایک عالیشان جلسہ ہوا۔ کیپ کولونی۔ ٹرانسوال۔ ٹرکی۔ ہندوستان۔ مصر اور مکہ معظمہ وغیرہ وغیرہ مقامات کے مسلمان بہ تعداد کثیر شامل تھے۔ حاجی محمد ڈالی صاحب نے اسموقعہ پر پر تکلف دعوت دی۔ پرنس نبیرہ برکت اللہ صاحب صدر انجمن تھے۔ اونہون نے اندرونی و بیرونی معاملات کے متعلق ٹرکی کی پالیسی پر طول طویل تقریر کرکے اوس حیرت انگیز ترقی کو جو ترکی فوج ملیشیا کی درستی و ترتیب مین ہوئی ہے خاص طور پر بیان کیا۔ اسکے بعد مولوی صاحب ممدوح نے مسئلہ آرمینیا و کریٹ و یونان و مقدونیہ پر مختصر بحث کی۔ انکے بعد شیخ محمد عمر[1] صاحب نے سابقہ فرمانرواون اور موجودہ عہد حکومت کا مقابلہ کرکے اون قومی عمارتون اور مدارس وغیرہ کا جو پچھلے چند برسون مین تمام ممالک محروسہ عثمانیہ مین تیار اور قایم ہوئے ہین۔ مجمل طور پر ذکر کیا۔ اوسی طرح چند دیگر اصحاب نے بھی تقریرین کین۔ اختتام جلسہ پر اعلیحضرت امیر المومنین کا جام صحت نوش کیا گیا ❊

اعلیحضرۃ سلطان المعظم نے دول کی پیشکردہ تجاویز متعلقہ کریٹ کو قبول فرمالیا ہے جو حسب ذیل ہین:-

(۱) زیر ضمانت دول ایک عیسائی گورنر پانچ برس کیلیے مقرر کیا جاوے۔ اوسکو کریٹ کی مجلس وکلا کی پاس کردہ تجاویز و قوانین کو منسوخ کرنے کا اختیار ہوگا۔ اور وہ مجلس کوئی ایسا قانون نافذ نہ کریگی جو اعلیحضرت سلطان المعظم کے شاہانہ حقوق کے نقیض ہو۔ اس شرط کے رو سے جارجی پاشا موجودہ گورنر صوبہ کا یا اجتنابا گورنر مقرر ہوا ہے ❊

(۲) جزیرہ والون کو اندرونی معاملات مین قطعی آزادی ہوگی۔ اور امپیریل گورنمنٹ کو فقط سالانہ خراج دیا جاویگا جو نصف آمدنی کے برابر ہوگا ❊

(۳) پولیس اور مقامی فوجکی از سر نو ترتیب کیجاویگی ❊

(۴) دیہیون مین جو مقدمات ہون اونکی آخری اپیل خانیا کی عدالت اپیل تک ہوسکیگی ❊

(۵) ملکی اور جنگی اقتدار گورنر جنرل کو حاصل رہیگا۔ مسلمانون کی آبادی چونکہ عیسائیون سے کم ہے۔ اسلیے مجلس مین اونکے ممبرونکی تعداد بھی تھوڑی ہے۔ مگر اونکے حقوق کی کامل نگہداشت کیگئی ہے۔ پہلے یہ قاعدہ تھا کہ جبتک مسلمان ممبرون مین سے دو تہائی کسی قانون سے متفق نہ ہون۔ تب تک وہ پاس نہ

[1] پرنس نبیرہ ... صاحب۔ اسوقت امرتسر یا کسی ایک دوکان گوہر ہین۔

ہوسکے گا ناب یہ شرطہا اڑا کیا اور انتظام کیا گیا۔ باغیون نے پہلے تو ان شرائط کے قبول کرنیسے انکار کر دیا۔ مگر روسی کونسل اور گورنر نے صاف کہدیا کہ ان عائیتون کو اگر منظور نہ کیا گیا۔ اور جو عیسائی ممبر ایتھنز کو چلے گئے ہین۔ وہ تین دن مین واپس نہ آگئے تو باغیون کے ساتھ کوئی رعایت نہین ہوگی۔ اور نہایت سختی سے تدارک کیا جاویگا۔ یہ سنکر باغی رضامند ہوگئے۔ اور تمام ممبر باستثنا ایک کے ایتھنز سے واپس آگئے۔ لیکن سلمان عیسائیون کو اسقدر رعائتین ملنے سے سخت ناراض ہین۔ اور اوسکی منسوخی پر زور دے رہے ہین مصر کے اخبارات بھی ان شرائط کو پسند نہین کرتے۔ انکا بیان ہے کہ بحیرہ روم کے وسط مین اب یہ آخری حصن حصین سلطنت عثمانیہ کے ماتحت رہ گیا ہے۔ اور عیسائی اسے بھی چھیننے کے درپے ہین۔ نہر سویز کے جاری ہونیسے اس کی وقعت اور اہمیت بہت بڑھ گئی ہے۔ اگر خدا نخواستہ یہ جزیرہ اعلیحضرت کے قبضہ سے نکلگیا (جن رعائیتون کا دنیا اسی امر کا پیش خیمہ ہے) تو طرابلس الغرب بھی بہت جلد کسی عیسائی طاقت کے قابو مین آجائے گا۔ اور شام کے سواحل کو بھی کسی بحری طاقت کے حملون سے محفوظ رکھنا مشکل ہو جائے گا اور امیرالمومنین کے لیئے اور ہزارون مشکلات پیدا ہو جائینگی۔ کیونکہ اس صورت مین عثمانیہ بیڑہ کیلئے کوئی بحری سٹیشن سوائے بحیرہ مارمورا کے باقی نہین رہ جائے گا۔ اور جب تک جہازات وہان سے آئین۔ دشمن سواحل شام نہر سویز۔ اور طرابلس الغرب کے کنارون پر جو کچھ چاہین کرسکین گے "۔

مگر ہماری رائے مین اس قسم کے خطرات کی کوئی وجہ نہین پائی جاتی۔ یہ شرطین اگرچہ بظاہر عیسائی باغیون کے حق مین بہت کچھ مفید ہین۔ اور عیسائی طاقتین اس جزیرہ کی نسبت اپنے دلون مین طرح طرح کے خیالی پلاؤ پکا رہی ہین تاہم ان مین کوئی ایسی شرط نہین جو اعلیحضرت کو وہان اپنی فوج یا جنگی جہاز رکھنے سے مانع ہو۔ اور جب تک وہان کے قلعون مین ترکی فوج اور بنادر مین جنگی جہاز موجود ہین۔ کوئی عیسائی طاقت کریٹ پر قبضہ کرنے کی جرات نہین کریگی۔ خیرخواہان سلطنت عثمانیہ کو ہمیشہ یہ امر ذہن نشین رکھنا چاہیئے کہ اعلیحضرت خلیفۃ المسلمین اگرچہ دشمنون کے نرغہ مین بیڈھب پھنسے ہوئے ہین۔ اور اپنی سلطنت کا استحکام اسی مین سمجھتے ہین کہ لڑائی کے پہلو سے حتی الامکان بچا جائے تاہم کبھی نہین ہوگا۔ کہ وہ کسی ایسے کاغذ پر جو اون کے شاہانہ حقوق کو باطل کرتا ہو۔ دستخط کرین۔ یا اپنے ملک کے کسی ایسے حصہ کو جس کے قبضہ سے نکلجانے پر دیگر مقبوضات کے لیئے بھی اندیشہ پیدا ہو جائے۔ ہاتھ پاؤن ہلائے بغیر کسی دوسری سلطنت کے قابو مین چلا جانے دین۔ ترکی کے اعداء اگر زیادہ طاقت پکڑ گئے ہین۔ تو ترکی بھی غافل نہین رہی اوس نے بھی اپنی حالت کو بہت کچھ درست کر لیا ہے یہی وجہ ہے کہ آج کسی عیسائی سلطنت کو تنہا اوس کے مقابل میدان مین اُترنے کی جُرات نہین پڑتی۔ سلطان الغازی **عبدالحمید** اپنی سلطنت اور قوم کے جہاز کو ایسے مہیب و خطرناک طوفانون سے صحیح و سلامت نکال لے جانے مین کامیاب ہوچکے ہین کہ بادمخالف کے یہ ہلکے ہلکے جھونکے اوسکے مقابلہ مین کوئی حیثیت نہین رکھتے۔ قوم کو انکی دانائی اور حسن تدبیر

پر کامل بہروسہ کہنا چاہیئے۔ اور کل نیک و بد کا اہتمام اون کے زبردست ہاتھ مین چہوڑ کر خود اونکے فرمان کی اطاعت کرنیپر دل و جان سے مستعد رہنا چاہیئے۔ اسطرح سے یہ قومی ناؤ ایک ایکدن بشرطیکہ مشیت ایزدی اسکے بخلاف نہ ہو سلامتی سے محفوظ لنگر مین پہونچ جائیگی +

آرمینیون نے ۲۵ و ۲۶ اگست کو دار الخلافت اسلام بول مین بغاوت کی جسکی پاداش مین مفسدین کی ایک تعداد مسلمانون کے ہاتھ سے واصل جہنم ہوئی۔ عیسائیون کی ہمت کو دیکھیئے کہ ۱۴ اگست تک اون مقتولین کے پسماندگان کے لیئے لنڈن مین تین ہزار پونڈ کی رقم روانہ ہوگئی۔ مسلمانون کو بہی کیا کبہی غیرت آئیگی اور انکا خون بہی جوش اخوت سے کبہی متحرک ہوکر اون کو اپنی جیبون مین (جن مین بہت سی خالی پڑی ہین) ہاتھ ڈالنے کی تحریک کریگا؟

قسطنطنیہ مین سفرائے دول اجنبیہ نے اس دفعہ جشن سالگرہ تخت نشینی اعلیٰحضرت امیر المومنین سلطان الغازی عبد الحمید خان ثانی کے موقعہ پر جو ۳۱ اگست کو ہوتا ہے۔ اپنے اپنے سفارت خانون مین روشنی نہین کی تھی۔ اس واقعہ کو ولائیت کے اخبارات اسپیرایہ مین ظاہر کرتے ہین کہ جب اعلیٰحضرت کو سفرا کے اس ارادہ کا علم ہوا تو اونہون نے نہائیت آزردہ خاطر ہوکر فوراً توفیق پاشا وزیر خارجیہ کو تمام سفیرون کے پاس روانہ کیا کہ اونکو اس ارادہ سے باز رکہین مگر کسی سفیر نے روشنی کرنا منظور نہ کیا۔ اور جس سفیر کے پاس پاشائے موصوف گئی اوسنے یہی جواب دیا کہ پچہلے دو چار دنون مین مسلمانون نے آرمینیون پر جو ظلم و ستم کیا ہے۔ تمام یورپ اس پر متاسف ہو رہا ہے ایسی قابل افسوس سانحہ کے وقوعہ کے بعد ہم کبہی خوشی نہین منا سکتے۔ مگر ناظرین کو اطمینان رہے کہ یہ سب اخبارات کی اپنی جدت طرازی ہے۔ اسمین شک نہین کہ ممالک غیر کے سفارت خانون مین امسال چراغان نہین ہوی۔ مگر اسکی وجہ یہہ ہے کہ ۳۱ اگست کو سالگرہ تھی۔ اور ۳۰ کی شام تک آرمینیونکی شورش برابر جاری رہی۔ چنانچہ جمعہ کے دن (۲۸ اگست) جب اعلیٰحضرت جامع مسجد مین دوگانہ ادا کرنے کے بعد محلسرائے کو واپس تشریف لیگئے۔ اور وہ فوجین جو راستہ مین دو رویہ صف بستہ کہڑی تہین۔ اپنے اپنے کوارٹرز کو جانے لگین تو ایک رسالہ کے افسر جدید ارمنی کور باطنون نے تین بم کے گولے پہینکے۔ کرنیل صاحب تو بچ گئے۔ مگر تین سپاہی مجروح ہوئے قصہ مختصر فساد برابر جاری تہا۔ اور اوس کے انطفا کے لیئے ابہی کوشش کیجا رہی تہی کہ سالگرہ کا وقت قریب آگیا اس لیئے اعلیٰحضرت نے خود فرمان نافذ فرما دیا کہ اس سال ان ناشدنی حادثات کیوجہ سے کوئی جلوس حسب معمول بازارون مین نہ نکالا جاوے۔ اور نہ کوئی محفل و مجلس منعقد کیجاوے۔ لیکن جو لوگ اس موقعہ پر اظہار خلوص و عقیدتمندی کو کسیطرح فروگذاشت نہ کرنا چاہین۔ وہ اپنے اپنے مکانات پر چراغان کرنے پر قناعت کرین۔ جس محلہ مین سفارت خانے ہین فساد کی ابتدا وہین سے ہوئی تہی۔ اور وہین وہ زیادہ عرصہ تک قایم رہا۔ پس سفارت خانون پر

[1] جزیرہ کریٹ کا آخر حشر ہوا۔ اوسکی مفصل داستان کتاب محاربات تہسلی مین درج ہے۔ شایقین اوسے ملاحظہ فرمائیں۔ تو حمید یہ ایجنسی لاہور یا اوسکی شاخ واقع امرتسر سے طلب کی ہے +

روشنی نہ ہونیکا باعث متذکرہ بالا فرمان شاہی ورنقض امن کا اندیشہ تہا۔ ورنہ اگر سفرائے دول نے اس وجہ کے باعث جیسا انگریزی اخبارات بیان کرتے ہین۔ چراغان نہین کی تہی۔ تو اونکے جہازات اور تمام ممالک غیر کے تجارتی جہاز کیون بیرقون اور جہنڈیون سے آراستہ کئے گئے۔ اونہون نے توپون کی سلامی کیون دی۔ اور اونپر تجارتی جہازات کیطرح کیون چراغان ہوئی؟ اسلیے کہ جو فساد خشکی پر ہو رہے تہے یا جن کے ہو جانیکا اندیشہ تہا۔ اونکے وقوع کا باسفرس مین کوئی خطرہ نہ تہا۔

متعصب عیسائیون کی یاوہ گوئیان | حضرت ناظرین! لیجئے۔ باسی کڑہی مین پہر ابال آیا۔ بہت متعصب مجنون دگرنبڈ اولڈ مین گلیڈسٹن نے پہر ایک خط شایع کیا ہے جس مین اوسنے خلیفۃ المومنین خادم الحرمین الشریفین سلطان المعظم عبد الحمید خان ثانی خلد اللہ ملکہ وحشمتہ کو ڈاکو اور قاتل کے القاب سے ملقب کیا ہو۔ ایکو روزبری وغیرہ بھی اسکے ہمزبان ہین جس سے معلوم ہوتا ہے کہ نہ صرف گلیڈسٹون ہی نے تہذیب مین کمال حاصل کیا ہے بلکہ عموماً سب عیسائی اسی تہذیب مین ڈوبے ہوئے ہین۔ آہ! ان کمبخت متعصبون کی یاوہ گوئیان اور تبرہ بازیان حد سے گذر گئی ہین۔ اور ان بیہودہ گویون کا جواب قلم اور زبان سے دینا نا ممکن ہوگیا ہے۔ سچ ہے۔ لاتون کا بہوت باتون سے کب مانتا ہے۔ شاید اب وہ وقت بہت قریب آگیا ہے کہ ترکون کو اتمام حجت کے واسطے اسلامی بہادری دکہانا۔ اور اپنے آبائی تہور اور ہاشمی جوش سے کام لینا پڑے۔ اور اپنی شمشیر خارا شگاف کے جوہر دکہانے کا پورا موقع ملے۔ صاحبو! مسلمان اگرچہ ہزار برباد و تباہ ہو چکے ہین۔ اور اونکی قومی خاصیتین بدلگئی ہین تاہم انکا مذہبی جوش ابتک تازہ ہے۔ ترکون اور عربون کی بہادری تمام دنیا مان چکی ہے۔ اور انگریزی تاریخ و جغرافیہ جو مدارس ہند کے نصاب مین داخل ہے) گواہی دے رہا ہے کہ ترک عموماً ایماندار اور بہادر ہین۔

متذکرہ بالا خطوط مین یہ بھی شایع کرایا گیا ہے کہ یورپ کی اعلیٰ سلطنتین ملکر جنگ کرین۔ اور (خدا نخواستہ) سلطان کا خاتمہ کر دین۔ خدا جانے اس متعصب بڈہے کی عقل کہان کہوئی گئی ہے۔ اور یہ ہزیان بکرہا ہے اس خر دماغ اور اوسکے ہمزبانون نے کیا تاریخ نہین دیکہی۔ کیا وہ یہہ نہین جانتے کہ عیسائی ترکون اور عربون سے کبہی عہدہ برآ نہین ہوسکے۔ اور عیسائیون کے علمی اور تمدنی اُستاد کون ہین؟ اگر نہین معلوم تو مجہسے سنو۔ تمدنی صناعتی اور تجارتی علوم مسلمانون ہی نے یورپیون کو سکہائے۔ ورنہ یہ وحشی ... کیا جانتے تہے۔ کہ علم کسے کہتے ہین صنعت و حرفت کس جانور کا نام ہے۔ اور تجارت کیا بلا ہے یہ وہی وحشی ہین جن کو پتون سے بدن ڈہکنا بھی نہ آتا تہا۔ یہ مسلمانونکی جوتیون کی ہی طفیل ہے کہ آجکل آدمیون مین شمار کیئے جاتے ہین۔ ذرا وہ وقت تو یاد کیجئے کہ مسلمانون نے آپسے دمشق قسطنطنیہ مقدونیہ وغیرہ چہینے کہ بیت المقدس بھی چہین لیا۔ اور قیصر روم سا جلیل القدر شہنشاہ اونکے سامنے چون نہ کر سکا۔ کیا آپ کو وہ وقت بہول گیا کہ مسلمانون سے بیت المقدس لینے کے لیئے تمام یورپ ایکطرف تہا اور سلطان

(۱) اسکے جواب کے لیے ڈاکٹر ڈریپر کی کتاب مذہب اور سائنس کا معاملہ۔ جو دفتر حمید یہ انجمن لاہور سے ملسکتی ہے۔

یورپ مین بادشاہونکی متحدہ فوج نے رچرڈ شیر دل کے زیر کمان جنگ کی۔ اور اکیلے سلطان صلاح الدین نے مختصر فوج سے متحدہ افواج کے ایسے دانت کھٹے کیئے کہ آخرکار رچرڈ کہہ اوٹھا کہ "جبتک صلاح الدین زندہ ہے۔ ممکن نہین کہ کوئی شخص اس شہر پر قبضہ کرسکے۔ اسکا فتح کرنا بالکل محال ہے۔" اور جب مسلسل شکستین اوٹھاتے اوٹھاتے تنگ آگیا تو بالآخر عاجزی کے ساتھ صلح کی درخواست کی اور بھاگ کھڑا ہوا۔ اسکے علاوہ سینکڑون مرتبہ مسلمانون اور عیسائیون مین لڑائیان ہوئین اور عیسائیون نے فاش شکستین کہائین۔ مین افسوس کرتا ہون کہ شاید اس ناعاقبت اندیش مدبر اور اسکے ہمزبان کو کوئی یہ بتانیوالا نہین کہ اعلیحضرت سلطان المعظم خلد اللہ ملکہ جس وقت علم جہاد بلند کرین گے۔ اوس وقت روے زمین کے مسلمانونکی کیا حالت ہوجاویگی۔

سلطان المعظم اور دول یورپ

عیسائی دنیا مین تین خدا کے ماننے والے ایک خدا کے بندون پر جو کچھ ظلم نکرین تہوڑا ہی۔ اول آرمینا والونکی بغاوت پر خرد دماغ بڈہا گلیڈسٹون پر پلا ہوا اور توتلی زبان سے اعلیحضرت سلطان المعظم خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ کی شان بابرکات مین کیا نہ کچھ گندہ دہانی کر گذرا۔ اور کہوسٹہ آرگائل نے اپنی مغلظات تحریرات مین امیر المومنین خلیفۃ المسلمین کو کیا کیا نہ برا بہلا کہا اس غیر مستقل حرارت سے تمام فرنگستان ایک جدید خونریزی کی تحریک مین ڈوبا ہوا دکہائی دیتا تہا۔ اور ایک ایک متعصب عیسائی آنکہون پر موت کی پٹی باندہے ہوئے لہو لگا کر ابن مریم کیساتہ شہید کہلانیکو تیار تہا۔ مگر تہوڑے ہی دنون کے بعد معلوم ہوا کہ ہمارے سوڈہ واٹر کی طرح جوش کہا کر بوتل ہی مین رہ گئے اور اپنی اس ایجاد کی تعلیم مین ایک لانظیر قائم کی۔

ہلال والی نشان کے آگے جو روز افزون بلند آسمان پر ترقی کی معراج کا کامل ثبوت دے رہا ہے صلیب کے تین تیرہ دلوان اور نو اٹھارہ بجنگون والی نشان کی کچھ پیش نہ گئی۔ نازنینان فرنگ جو جلستے تیغ ابرو اور تیر ناز و غمزہ سے حریف عشاق کو دلو پر چہپائی کیسے مین کمال کا رتبہ رکھتی ہین وہ میدان کارزار مین جری اور بہادر ترکون کے مقابلہ پر اپنے لئے کو حوصلہ کیا نکالینگی۔ جنہون نے دن پہلیوانی مین دکہا کر حسن پرستون کو رام بنالیا ہو وہ ترک جیسے جوانان خدا پرستون کو کیا تابع کرسکینگی جن کا قبضہ آرام طلب بانکون سے محال ہے۔ یہانتک ہرگز ترکی سپاہیونکی گھڑون کو ہاتھ نہین لگ سکتے بجز اسکے کہ وہ دانت پیس پیس کر رہجائین۔ ان بہوری بالون کی تمام کارستانیان کسی گل اندام معشوق کے ابہرے ہوے جوبن کیطرح اعلیحضرت سلطان المعظم پر ظاہر ہوتی چلی ہین اور ان معشوق صفت ظالمون نے علم کی تمام جبرئیلی عشاق ترکون کے پاس پہنچ ہی مین یہ کون نہین جانتا کہ مذہب کی آڑ مین دول یورپ ترکی سلطنت کو اپنا شکار بنانے کی گہات مین ہین مگر اس طرح ٹٹی کی اوٹ جھک کر بھاڑ کہانیوالی شیر ببر کا انتظار کرنا یا بلین کے اندر سے کسی اونچی آسامی کو تاک تاک نہانا لینا مفید ہے یورپ کی پالیسی اور ملک گیری کی ہوس سے آزادوران جو کسی شہوتی و ہوس کے دلی جذبات کا نمونہ مین اعلیحضرت سلطان المعظم خوب سمجہ بیٹہے ہین اور جو دباؤ دول یورپ کیطرف سے بابعالی پر ہورہا ہے اسکو کبھی سختی اور کبھی نرمی سے برابر رد کررہے ہین۔

حال کی خبر ملک جو مفسد درباغی یزیدونکی جہاد دلمنی کی نسبت ظاہر ہوچکی ہین تمام یورپ مین ایک جدید کھلبلی مچی ہوئی ہے گلاڈسٹون کے وحشیانہ خطوط آرگائل کے ناعاقبت مضامین مسٹر کیپ وغیرہ تحریرین اور اخبار سٹینڈرڈ کے مضامین

آرٹیکلس شایع ہوئے ہین۔ اس ہنگامۂ شورش کا عین منشا یہ ہے کہ یوروپ کی ساتون سہیلیان ملکر اعلیحضرت سلطان المعظم کو تخت سے اوتار دین اور کچھہ بھی نہین۔ مگر ان وحشیون کو یہ بات یاد رکہنی چاہئیے کہ موجودہ سلطان کچے موم کا پتلا نہین ہے جو بیجان سمجھکر کوئی بھی دست اندازی کی جرأت کرسکے۔ یہ بہادر شیر عثمانیہ سلطنت کا رکن رکین تن شہنشاہ اور اسلامی خلافت کا امیر المومنین اور با جبروت بادشاہ ہے۔ اسکے ایک اشارہ پر تمام مسلمان اپنا جان و مال نثار کرنے کو فخر اور سعادت سمجھتے ہین اور اسکی پابیسی کا ہر پہلو اسلامی جوش کو ابھار دیگا الا نعرہ اللہ اکبر ہے ہم کہتے ہین۔ اسوقت ان ملاونہ نعرے کے آگے شیر دل بہادر اور انکی تمام مصنوعی بلی کی طرح دم دبا کر رہ گئی۔ تو اب تیرہ روپ کی تین ساتھ سپید منہ والی لومڑیان ملکر میدان کارزار مین کیا ناچ ناچینگی۔ ہان اتنا تو ضرور ہوگا کہ ادہر یوروپ سے تمام کہاگ روالی پلٹنین جدید قواعد کی زیور سے آراستہ ہوکر آئینگی۔ اور ادہر قسطنطنیہ سے جوان ترکیون کا لشکر تیرہ سو برس کا کہنہ مشق مقابلہ کیلئے میدان جنت نشان مین صف باندہ کر کہڑا رہیگا۔ اوس وقت تھوڑی دیر کیلئے جانبین کا لشکر کا نظارہ حور و غلمان کی نظارہ سے کسی قدر کم نہین ہوگا۔ اور ہر ایک مین کا شوق الا جنت کا شوق نہر لبن و سلسبیل کے بدلے خون کی ندیون مین غوطہ لگاتا ہوا دکہائی دیگا اور اخیر اسکا نتیجہ کیا ہوگا۔ اسکو ناظرین تیاح رچرڈ اور سلطان صلاح الدین[1] کی لڑائی کی نتیجے سے سمجھہ سکتے ہین ✣

ہفتہ مختتمہ ۵ اکتوبر سنہ ۱۸۹۶ء کی تار کی خبرین وغیرہ

تار کی خبرین مع مختصر حواشی

لندن۔ ۲۹ ستمبر (ارمنی شورش) مسٹر گلیڈسٹون کی لورپول والی تقریر کو مما لک غیر کے اخبارات بالعموم ناپسند کرتے ہین۔ اور مسٹر مذکور کی پیشکردہ تجاویز کو ناقابل عمل تصور کرتے ہین ✣

ایضاً۔ (قسطنطنیہ مین حالت موجودہ) روسی بیڑہ جہازات آبنائے باسفرس کے دہانہ کیطرف بڑہ رہا ہے۔ قسطنطنیہ مین تشویش اور بے چینی بدستور ہے اور اکثر مسلمان اپنے قبائل کو شہر سے باہر روانہ کر رہے ہین ✣

قسطنطنیہ۔ ۲ ستمبر۔ اعلیحضرت سلطان المعظم نے دست خاص سے ایک خط لکھکر شہنشاہ ولیم والی جرمن کو روانہ کیا ہے۔ ارمینونکا ایڈریس کی جواب مین اعلیحضرت نے اونکو نیا بطریق منتخب کرنیکی اجازت دی ہے۔ اور موجودہ بطریق جو پادری ازمریان سابق بطریق کیجگہہ مقرر ہوا تہا۔ ابہی تک قائمقام ہے مستقل نہین ہوا اور نہایت ہی منصف مزاج اور اپنی قوم کے شریر افراد سے جو فتنہ فساد برپا کر رہے ہین۔ نہایت ہی ناراض ہے۔ تعجب ہے کہ اعلیحضرت نے ایسے قابل تعریف شخص کو مستقل کرنیکی بجائے نئے بطریق کی انتخاب کی کیسے اجازت دیدی۔ بہرکیف یہ بوٹر ایجنسی کی یہ خبر بغیر تصدیق قابل اعتبار نہین معلوم ہوتی۔ سلطنت عثمانیہ کی مختلف عیسائی فرقے اپنے اپنے بطریقون کو خود منتخب کرتے ہین۔ مگر جبتک باب عالی منظور نکرلے یہ انتخاب قطعی نہین ہوتا۔ پولیٹکل جرائم کے مرتکب بطریقون کو باب عالی بمنشاء خود برطرف کرسکتا ہے۔ ایڈیٹر ✣

ڈنگولہ۔ ۲ ستمبر (مہم سوڈان۔ درویشون کی بیجوہی دستہ ائیگی) نار تہ سٹیفرڈ شائر رجمنٹ [illegible]

[1] دیکھو حیات صلاح الدین جو حمیدیہ ایجنسی لاہور سے مطبوعہ قیمت پر ملسکتی ہے۔

قاہرہ جانے کیلئے کوشش کو واپس جا رہی ہے۔ درویشون کے درسان بالکل غلط ہوگئے ہین۔ انمین کوئی ترتیب و انتظام نہین رہ گیا۔ اور ام درمان کو واپس ہٹ رہے ہین۔ دوسرا دستہ زیر کمان میجر میکانلڈ مقامات الدبہ و مرادی اور خندق پر قابض ہونے اور وہان مقیم رہنے کیلئے جنوب کیطرف روانہ ہوگیا ہے۔

لنڈن - ۲۸ ستمبر - خدیو اور فرانس ٹائمز کا نامہ نگار قاہرہ سے لکھتا ہے کہ خدیو نے سیاحت یورپ کے دوران مین بمقام پیرس ایم ہانوٹو فرانسیسی وزیر خارجیہ سے ملاقات کی۔ اور اوس کے ساتھ مصر کی خود مختاری کی نئی تجویز کے متعلق جسے مصری عہدہ دارون نے تیار کیا ہے صلاح اور مشورہ کیا۔ ٹائمز اس پر ایک لیڈنگ آرٹیکل تحریر کرکے لکھتا ہے کہ یہ خبر غلط معلوم ہوتی ہے۔ اور اگر درست ہے تو خدیو ایسے رستہ پر قدم رکھ رہا ہے جس سے اوسے سخت ذلت نصیب ہوگی۔ اور غالباً اوسکے لیئے نقصان و خطرہ سے بھی خالی نہ ہوگا۔

لنڈن ۱۹ ستمبر - مہم سوڈان شیخون کی ایک تعداد نے جن مین مہدی کے لواحقین بھی شامل ہین سردار کچنر کے پاس آکر اطاعت قبول کرلی ہے۔ سردار موصوف الدبا اور مرادی کے قرب و جوار کا معاینہ کرنیکے لیئے جنوب کیطرف گئے ہین۔

لنڈن - ۲۹ ستمبر - سلطان المعظم اور فرانسیسی سفیر - آج کے فرانسیسی اخبارات نے لکھا ہے کہ انشیور کیمبن فرانسیسی سفیر متعینہ قسطنطنیہ نے سلطان المعظم کو دراثنائے ملاقات متنبہ کیا کہ اگر پچھلے فسادون جیسے پھر فساد ہوئے۔ تو یورپ کو فوجی مداخلت کرنی پڑیگی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ اول تو سلطنت عثمانیہ ہی کا خاتمہ بالخیر کیا جائیگا اور اگر یہ نہ ہوا تو موجودہ فرمانروا خاندان سے تو کم ازکم عنان حکومت ضرور چھین لیجائے گی۔ اس بارہ مین یورپ بالکل متفق الرائے ہے۔

ایضاً - مہم نیل - یہ خیال بالکل غلط ہے کہ قاہرہ مین مسلمانون کے فساد کردینے کے اندیشہ کی وجہ سے نارتھ سٹیفورڈ شائر رجمنٹ ڈنگولہ سے قاہرہ کو واپس بلائی گئی۔

لنڈن - ۳۰ ستمبر - لارڈ سالسبری - لارڈ روز بری اتوار کے دن بمقام بالمورل لارڈ سالسبری کیساتھ ایک گھنٹہ تک خفیہ گفتگو کی۔

لنڈن یکم اکتوبر - مہم سوڈان - ریوٹر ایجنسی کو اطلاع ملی ہے کہ اس برس ڈنگولہ سے آگے بڑھنے کا ارادہ نہین ہے کیونکہ مصر کی مالی حالت نے پیشقدمی کو ناممکن کردیا ہے مصری انگریز افسر تمام صوبہ ڈنگولہ کا انتظام کرینگے۔ اور پولیس قائم کیجاویگی۔ مصری دستہ کورتہ اور الدبہ مین ہمیشہ کیلئے مقیم رہیگا۔ اور مسلح شمیر دخانی جہاز دریا مین گشت کرنے رہینگے کرنیل رنڈل غالباً ڈنگولہ کا فوجی افسر مقرر کیا جائیگا۔ انجینیرون اور گلداروں تو پخانے کے توپچیون کے سوا اور کوئی یورپین فوج سرحد پر نہین رہیگی ریلوے مقام مربر تک تیار کیجائیگی اور اس سے آگے جہاز دریا مین چلینگے۔

لنڈن۔ ۲۔ اکتوبر مشرقی مسئلہ انگلستان اور دول یورپ۔ انگلستان کی پولیٹیکل جماعتوں کی موسم سرما کی جنگ زرگری باہم شروع ہوگئی ہے۔ جبکی افتتاح مسٹر اسکوائتھ اور مسٹر برائس کی تقریروں سے ہوئی دونوں (خاکبدہن ایشان) اعلیحضرت سلطان المعظم کے معزول کردینے پر زور دیتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ بغیر کل یورپ میں جنگ ہوجانیکے اندیشہ کے انگلستان اکیلا فائدہ بخش کارروائی کرسکتا ہے۔ اخبار ڈیلی میل لکھتا ہے۔ کہ تمام دول یورپ اس امر پر متفق ہیں کہ مشرقی مسئلہ کو صلح و صفائی سے سلجھایا جاوے۔

زنجبار۔ ۲۔ اکتوبر۔ زنجبار کے تخت کا دعویدار۔ مدوجزر سے سمندر کے جرمنی کونسل خانہ میں پہونچ جانے سے فائدہ اٹھاکر سید خالد خفیہ طور پر آج جرمن جنگی جہاز موسومہ "سیڈلر" پر پہنچا دیا گیا۔ مسٹر کیو انگریز کونسل کو انکو اس ارادہ کی پہلے خبر نہ ہوئی اُس نے اب جرمنی کونسل کے پاس زبردست اعتراض اس کارروائی پر کیا ہے۔

لنڈن۔ ۲۔ اکتوبر۔ زار روس و سلطان المعظم۔ اخبار ڈیلی میل رقمطراز ہے۔ کہ اعلیحضرت سلطان المعظم نے روسی جرنیل چیکاچیو کے مشورہ پر کاربند ہوکر دس تارپیڈو کشتیاں ڈارڈنلز کو روانہ کی ہیں۔ یہ جرنیل زار اور سلطان المعظم کے باہمی صلاح و مشورہ سے آنا ہے ڈارڈنلز کی قلعبندیوں اور حفاظتی کاموں کا معائنہ کرنے گیا تھا۔

ایضاً۔ یورپین حالت۔ لارڈ سالسبری۔ لارڈ سالسبری بالمورل سے آج لنڈن واپس آئے۔ اور بیرن ڈکورسل فرانسیسی سفیر اور مانشیو رڈی شال روسی سفیر سے صلاح و مشورہ کیا۔

اعلیحضرت سلطان المعظم کے حسن انتظام اور اپنی سلطنت کے ہر ایک معاملہ کیطرف خاص توجہ رکھنے کی طفیل تمام قلمرو میں زراعت و صنعت و حرفت اور رعایا کی عام خوشحالی میں روز افزوں ترقی ہورہی ہے۔ ایک ادنیٰ مثال یہ ہے۔ کہ جب امیر المومنین تخت خلافت پر جلوہ افروز ہوئے ہیں۔ تو دیگر صنائع کی طرح ابریشم کی دستکاری اور پیداوار جس کے لئے ولائت بروصہ کسی وقت مشہور آفاق تھی۔ بالکل معدوم ہوچکی تھی۔ لیکن اب یہ کیفیت ہے۔ کہ ملک کی ضروریات کو پورا کرنے کے بعد ہر سال لاکھوں روپیہ کا ابریشم ایران اور یورپ کو جاتا ہے۔

مصطفےٰ کامل۔ مشہور مصری محب الوطن نے اعلیحضرت کے جشن سالگرہ کی تقریب پر پیرس میں ایک عالیشان جلسہ کرکے تمام مصری ساکنین کو دعوت دی۔ اور اختتام دعوت پر سلطنت عثمانیہ کی کمزوری کے اسباب پر مدلل تقریر کرکے مصریوں کو غیرت دلائی کہ جب سے وہ بغاوت کرکے سلطنت عثمانیہ کے اقتدار سے باہر ہوئے ہیں۔ اُسی وقت سے خود ہی مصیبتوں میں گرفتار ہیں۔ اور سلطنت سنیہ بھی کمزور ہوگئی ہے۔ اس کے بعد انگریزی قبضہ سے نکلنے اور اپنے ملک کو دشمنوں کی گرفت سے آزاد کرنے سلطنت عظمےٰ سے کامل ربط واتحاد پیدا کرنے۔ اور ملک کی خوشحالی اور فلاح کے بڑھانے کیلئے صنعت و حرفت کو فروغ دینے۔ اور تجارتی

اور سوشل انجمنوں کے انعقاد کی رغبت و تحریص دلائی۔ اور آخر پر اعلےٰ حضرت امیر المومنین کی ترقی عمر و حشمت و جاہ کی دعا مانگنے کے بعد کل مجلس ادائے تہنیت کے لیئے ترکی سفیر متعینہ پیرس کی خدمت میں حاضر ہوئی +

ہفتہ مذکور کی دیگر خبرین

وادی بالائی نیل مین تصادم ریلوے سے ۲۰ مصری سپاہی سخت زخمی ہوئے اور اونکا افسر مرگیا +

المؤید مصری روزانہ اخبار ۹ ستمبر تک ۹۳ پونڈ مصری (تقریباً ۱۵ ہزار روپیہ) کریٹ کی مظلوم مسلمانون کیلئے اپنے خریدارون سے جمع کرکے کمیٹی امداد مسلمانان کو روانہ کرچکا ہے شروع اگست سے اسنے چندہ کی کارروائی شروع کی تہی مصر کے تمام عائد و روسا بجائے خود بھی فراہمی چندہ مین مصروف ہین۔ اور اپنی گرہ سے بہی معقول رقمین دیرہے ہین۔

اعلےٰ حضرت امیر المومنین نے مظلومان کریٹ کے لیئے سابقہ امداد کے علاوہ دو ہزار پونڈ (۳۰ ہزار روپیہ) اور حال میں جیب خاص سے عطا فرمائے ہین۔ اور گورنر جزیرہ کو حکم دیا ہے کہ مظلومین کی امداد کے لیئے جس قدر مال تجارتی جزیرہ مین داخل ہو اوس پر فیصدی ۲.۵ قرش محصول لگادے +

مسلمانان کریٹ کی پانچہزار خاندان عیسائیون کے جبر و ظلم سے لاچار ہوکر منصلات سے خانیا خندق وغیرہ شہرون مین ہجرت کر آئے ہین۔ اور تقریباً بیس ہزار خاندان وسایل نہ موجود ہونے کیوجہ سے اپنے دیہات مین جور و جفا برداشت کررہے ہین +

محمد آفندی صفر ایڈیٹر المنبر اور یوسف آفندی ایڈیٹر الوقت کو ڈیرہ ڈیرہ سال قید کے علاوہ دو دو ہزار قرش جرمانہ بھی کیا گیا۔ عدالت نے جس وقت سزا کا حکم سنایا۔ اسوقت تمام حاضرین مین کہرام برپا ہوگیا۔ اور نفرین و ملامت کے نعرے بلند ہوگئے محمد آفندی عدالت مین حاضر تھا۔ دوسرا ملزم حاضر نہین تہا جو غالباً روپوش ہوگیا ہوگا اوسکی نسبت غیر حاضری مین حکم سزا سنایا گیا محمد آفندی کے وکیل نے ملزم کیطرف سے نہایت مدلل و زبردست تقریر کی۔ اور اون الفاظ کو جنکی نسبت بیان کیا گیا کہ وہ فحش اور خلاف حیثیت مین۔ فرداً فرداً لیکر ثابت کردیا کہ وہ فحش نہین سب سے سخت لفظ فاسقہ تہا جو کہ محض اس معنے مین اوسکی معنے خارج ہونا باہر نکلنے کے ہین صاحب قاموس لطور مثال فسق من امر ربہ کو پیش کرکے اسکے معنے خرج من امر ربہ بتاتا ہے ان سزا دہی سے تمام مصر مین سخت ہیجان برپا ہورہی ہے اسلیئے نہین کہ وہ ملزمان کی حالت پر قیصرہ ہند کی ذات پر حملہ کرنیکو پسند کرتے مین۔ بلکہ اسلیئے کہ اسیطرح اون اخبارات کو بھی جو انگریزی حمایت مین ہوکر خلیفۃ المومنین کی ذات مبارک پر نہایت ہی ناشایستہ حملے کررہے مین کیون نہین سزا دیجاتی اسسلسلہ مین سب سے بڑھکر خطرناک اخبار مقطم بیان کیا جاتا ہے لجنا رائد مصری اخبار مذکور مین سے چند اقتباسات لیکر گورنمنٹ مصر کو شرم دلاتا ہے کہ اعلیحضرت کی شان مین ایسے کلمات ناشایستہ لکہنے والا کیا سزا کا مستوجب نہین ہے؟ ہر دو ملزمان کیطرف سے عدالت اپیل مین اپیل دائر ہوگئی +

بابعالی نے اپنے اہلکارون اور پولیس کو تمام حکم جاری کیا ہے کہ وہ سوائے اشد ضرورت کے عثمانیہ رعایا کے سوا کسی اجنبی کو ملازم نہ رکہین

معزول شدہ ارمنی بطریق ازمرلیان جسکی نگرانی اور مفسدہ پردازی انتہا درجہ کو پہنچ گئی تھی۔ یروشلیم کو زیارت بیت المقدس کے لیئے روانہ ہو گیا ہے۔ یعنی دوسرے لفظون مین اوسکے یہ معنے ہین کہ قسطنطنیہ سے خارج کر کے شام مین بھیجدیا گیا ہے ❊

المؤید راوی ہو کہ انگریزی اخبارات بالکل غلط لکھ رہے ہین کہ مجیبن افواج زیر کمان میجر ڈمائیس کانگو فری سٹیٹ کے علاقہ سے جنوب کیطرف سے خرطوم پر حملہ کرنے کے لیئے آگے بڑہی چلی آرہی ہے۔ اس بطلان اور تردید کی اوسنے وجوہات بھی کافی بیان کی ہین ❊

المؤید مؤرخہ ۸ ستمبر رقمطراز ہے کہ خدیو مکرم کی حرم محترم ۵ ستمبر کو جہاز محروسہ پر سکندریہ سے سوار ہو کر اپنے شوہر سے بندرگاہ ازمیر مین جا ملینگی اور پہر دونون وہان سے اپنے شہنشاہ کی قدمبوسی کر نیکے آستانہ علیہ یعنی قسطنطنیہ کو تشریف لیجائینگے اور شرف اندوز ملازمت ہو کر اخیر ستمبر تک مصر کو واپس آجائینگے اور خدیو کی والدہ مکرمہ بہی جو آجکل دار الخلافہ مین ہی ہین اونہی کے ساتھ واپس آجائینگی ❊

قسطنطنیہ کے پچھلے فساد آرمینیا کے متعلق جو مزید حالات اون بمکرامونکی بدمعاشی اور بدذاتی کے معلوم ہوئے ہین اونکو پڑہکر ان ابلیسون کی کمال درجہ کی شیطنت ظاہر ہوتی ہے۔ کئی ارمنی مسلمانون کا لباس پہن کر ڈائنامیٹ کے گولے کپڑون مین چھپائے ہوئے مسجدون مین داخل ہوئے اور کسی قسم کا شبہ ہونے اور مسلمانون کو اچھی طرح سے غافل کرنے کر لینے حوض پر وضو کر نیکے لیئے بیٹھ گئے۔ وضو کے آداب جانتے تہے۔ غلط وضو کرنے پر نزدیک کے مسلمانون نے ٹوکا اور اونکے جواب دینے پر راز افشا ہو گیا۔ کہ یہ ارمنی ہین۔ پکڑے گئے تو سب گولے اونکے کپڑون سے برآمد ہوئے اسیطرح ایک جماعت نے ترکی پولیس کے سپاہیونکی وردی پہن لی۔ اور یونانی عیسائیون کے گرجون کو ڈائنامیٹ سے اڑانیکی فکر کی۔ اس خیال سے کہ ایک تو مذہبی بہڑک جاویگی اور دوسرے یونانی بہی یہ سمجہکر کہ ترک انکے گرجون کو برباد کر رہے ہین۔ بغاوت برپا کر دینگے۔ مگر حسن اتفاق سے اونکی یہ ابلیسانہ کارروائی ابہی ظہور پذیر نہ ہونے پائی تہی کہ پولیس اور یونانیون کو آگاہی ہو گئی۔ مجرم گرفتار کر لیئے گئے۔ اور یونانیون کو ایسا اشتعال پیدا ہو گیا۔ کہ سینکڑون آرمینیون کو قتل کر دیا۔ اسیطرح ارمنیونکی ایک اور جماعت نے محلہ صاماتیہ مین یہودیون کے مکانات پر حملہ آور ہو کر پچاس یہودیون کو قتل کر دیا جس پر اونہون نے بہی جواب ترکی بترکی دیکر حملہ آورون کا جو تعداد مین سو کے قریب تہے قلع قمع کر دیا۔ سفرائے دول غیر جنہون نے یا بعالی کے پاس یہ شکایت کی تہی کہ پولیس نے آرمینیونکے قتل کرنے مین مسلمانون کو مدد دی ہے! یہ معلوم ہونے پر کہ یہ پولیس کے سپاہی خود ارمنی پہلے ما لنسر تہی۔ دم بخود ہو گئے ہین۔ لیکن یہ مقدس آبحضرات شرمندہ ہونے والے نہین۔ اسکے عوض کوئی اور حیلہ بنا لینگے۔ بیان کیا گیا ہے کہ تین ہزار ارمنی اپنی قوم کی آزادی کے لیئے اپنی جانین قربان کر دینے کی قسمین اوٹھا کر گرجا سے باہر نکلے اور وہان سے مختلف جماعتون مین منتشر ہو کر شہر کے تقریبًا تمام محلون مین پہیل گئے۔ پولیس نے انطفائے فساد کی بعد انکو دوکان

مین بہت سے اشخاص اور آرمینیوں کے مکانات کی تلاشی لی تو علاوہ دیگر مکانات کے ایک ارمنی زنانہ سکول مین اسکی صدر معلمہ کے کمرہ سے، ہ بم کے گولے برآمد ہوئے یا این ہمہ اعلیحضرت ہین کہ درگذر کیئے چلے جاتے ہین، اور عیسائی سلطنتین ہین کہ ان نمکحراموں کی حمایت مین خلافت کو طرح طرح سے تنگ کر رہے ہین - اس مرتبہ گورنمنٹ نے جو سب سے سنگین سزا اس بد باطن قوم کے لیئے تجویز کی وہ یہ تھی کہ قسطنطنیہ کو آئندہ کے فسادوں سے محفوظ کرنے کیلیئے ان آرمینیوں کو جو صوبجات سے وارد شہر ہین انہی اپنے گہروں کو واپس کر دیا جاوے اور جن کا کوئی گھر گھاٹ نہین ا، نہ ہی ظاہرا کوئی سبیل معاش رکھتے ہون - اونکو جلا وطن کر دیا جائے - چنانچہ کئی جہاز ارمنیوں سے بھر کر روس اور آرمینیا کیطرف روانہ کر دیئے گئے مگر بُرے کا کوئی گاہک نہین ہوتا - ان عیسائی بیکسون کو اونکی عیسائی بہائیوں نے جو مربانی ہمدردی مین زمین و آسمان کے قلابے ملا رہے تہے - اپنے ملک مین اُترنیکی اجازت نہ دی - ترکی جہاز مجبورًا اونکو اب پھر واپس لا رہے ہین - ترک کہتے ہین کہ ہم اونکو اپنی سرزمین مین قدم رکھنے کی اجازت نہین دینگے - اونہین کسی اور ملک مین بھیجدیا جاوے - افسوس ترکونکی اس رحمدلی نے ان کور باطنوں کو اس درجہ دلیر بنا دیا ہے - کیا ممکن ہے کہ کوئی عیسائی طاقت اپنے ملک سے بدر کردہ باغیوں کو اسطرح اپنے جہازون پر سوار کر کے لیے پھرتی؟ ہر گز نہین! وہ تو کل مفسدین کو عین سمندر مین لے جا کر غرق کر دیتی - اور دنیا پر ظاہر کرتی - کہ وہ فلان علاقہ مین چھوڑ دیئے گئے ہین +

آرمینیا کے متعلق انگلستان میں شورش یورپ کی دوسری طاقتوں کی مخالفت اور ان کو نتیجہ

۲۰ - مارچ ۱۸۹۹ء کے وکیل میں بعنوان "مسئلہ آرمنیا پھر چھڑتا نظر آتا ہے" ہم ایجیٹیشن یا شورش کے اقسام کی تشریح کر کے یہ ثابت کر چکے ہیں کہ انگلستان میں ارمنی مسئلہ کی تحریک لندن گورنمنٹ ہی کے ایما سے شروع ہوئی تہی - جو اسکی آڑ میں بہت سی اغراض پنہاں رکھتی تہی اور اب بہی رکھتی ہے - یہ تحریک بتدریج بڑھتے بڑھتے دسمبر گذشتہ میں ایک خوفناک حد تک پہونچ گئی - مگر مسئلہ چینی زور پکڑ جانے اور ٹرنسوال کے بگڑ جانے نے کچھ عرصہ کیلیئے انگریزی گورنمنٹ کی توجہ کو اسطرف سے ہٹا دیا - اور ان جھگڑوں سے فارغ ہو کر فوری گذشتہ میں جب گورنمنٹ مذکور نے ارمنی مسئلہ کو پھر چھیڑنا چاہا تو زار روس کی علانیہ دہمکی اور باقی یورپ کی مخالفت نے اس اٹھتی ہوئی شرارت کو فورًا دبا دیا - پھر لارڈ سالسبری اور انکی گورنمنٹ نے جو چند ماہ پیشتر بہت غیظ و غضب میں آ رہی تہی اپنی بے بسی کا اظہار کر کے بظاہر اس مسئلہ سے تو پہلو تہی اختیار کر لی - مگر سوڈان پر چڑہائی کرنے اور کریٹ وغیرہ دیگر صوبہ جات میں دبقول انگریزی اخبارات) فساد کرا دینے سے اس پولیٹکل ہزیمت کا بخوبی عوض لے لیا - ان فسادات سے فارغ ہو کر وہ اس ارمنی مسئلہ کے پھر چھیڑنے کی فکر میں تھے کہ اتفاق سے ارمنی مفسدین نے قسطنطنیہ میں دوبارہ فساد برپا کر کے ایک کافی بہانہ انکے ہاتھ میں دیدیا - مگر جب خدا کو کسی کا کرانا منظور نہیں ہوتا تو وہ انہی وسائل کو جنہیں کبھی کامیابی کے اسباب سمجھا جاتا تھا - ابتری - تباہی - ناکامیابی کے بواعث بنا دیتا ہے - نمکحرام آرمنیوں کی اس دوسری شورش سے دشمن ترک انگلستان کو دوبارہ اچھا موقعہ ہاتھ آ گیا جیسے یہ لازم نہیں آتا تھا کہ وہ جھٹ بلا سوچے سمجھے ٹرکی کے گلے جا پڑیں - انکے لیئے لازم تہا کہ یورپ اور اسکی پہلی مخالفت سے تجربہ حاصل کر کے نہایت سمجھ سوچکر تدبیرانہ

فریق سے فایدہ اوٹھانیکی کوشش کرتے۔ یعنی کل یوروپ مین اپنی سو فسطائیانہ چالون سے ایک عام تحریک پہیلاتے۔ مگر چاہ کن را
چاہ درپیش۔ وہی ایجیٹیشن جسکو انہون نے اپنی قوت مضبوط کرنے اور ٹرکی کے برخلاف ایک کافی حیلہ بنانیکے لیئے خود پیدا کیا تہا۔ یا پیدا
ہو جانے دیا تہا۔ اب انکی جان کا وبال ہو رہا ہے۔ اور سرکش گہوڑے کیطرح بے لگام ہو کر انکے اختیار سے باہر ہوا جاتا ہے۔ مسٹر گلیڈسٹون
اور اوسکے چیلے چانٹون نے جو وزراے حال کی مخالف پارٹی یعنی لبرل گروہ کے سرغنہ اور لیڈر ہین۔ آرمینونکی حمایت اور ترکونکی
مخالفت مین تمام انگلستان مین شورش کا طوفان برپا کر دیا ہے جس سے وہ دو طرح کا فایدہ اوٹھانا چاہتے ہین۔ ظاہر مین تو وہ
کہتے ہین کہ یہ کوئی پولیٹکل شورش نہین۔ ایک عام ہمدردی اور انسانیت کا سوال ہے۔ مگر جو ہمدردی ان حضرات کو کسی نوع سے
ہے وہ کسی سمجھدار سے پوشیدہ نہین۔ ہم بھی بارہا اپنے اخبار کے کالمون مین اسے ظاہر کر چکے ہین۔ اصل بات یہ ہے کہ وہ اپنے لبرل
فریق کی حکومت سے علیحدہ ہونے اور کنسرویٹو فریق کی حکمران ہو جانے سے بہت کچھ سٹ پٹا رہے ہین اور موجودہ حکمران فریق کے
کمزور اور مجبور کرنیکے لیئے کوئی موقع ہاتھ سے نہین دینا چاہتے۔ وہ خوب جانتے ہین کہ ٹرکی کے معاملہ مین تقریباً کل یوروپ انگلستان کی مخالف
ہے۔ دول یوروپ اچھی طرح سمجھ گئی ہین کہ انگلستان انہین کئی دفعہ دہوکہ دیچکا ہے نوع انسانی کی ہمدردی محض ایک بہانہ ہے اور مفسدین کی
اسقدر حمایت خود غرضی سے خالی نہین۔ گلیڈسٹون والے بھی جانتے ہین کہ انگلستان آرمینونکی حمایت سے اپنی پوشیدہ اغراض کو
حاصل نہین کر سکتا۔ مگر باین ہمہ تمام ملک مین عام طور پر اس شورش کے برپا کرنیسے انکی غرض یہ ہے کہ اس طوفان بلاخیز کے
برطانیہ کے ہر گوشہ مین پہیلجانیسے گورنمنٹ انگلشیہ یا تو قوم کے حسب منشا کارروائی کرنے پر مجبور ہو کر تنہا کسی دوسری طاقت
کی مدد کا انتظار کیئے بغیر ٹرکی سے گتہم گتہا ہو جائیگی جس سے اوسکو ... کیلیئے سخت مشکلات لاحق ہو جائینگی۔
جسکی تباہی اور بربادی کے وہ بوجہ تعصب مذہبی بڑے شوق سے منتظر ہین وہ یہ کہ انگلستان کو آخر کار معرکہ آرائی سے سخت ذلت کیساتھ
واپس ہٹنا پڑیگا کیونکہ انگلستان اکیلا کبھی ترکون کا مقابلہ نہین کر سکتا۔ یہ ذلت و رسوائی کنسرویٹو فریق کیلیئے ایسی ہو گی کہ وہ
پھر کبھی انگلستان کا حکمران نہ ہو سکیگا۔ یا بصورت دیگر وزراے انگلستان جو تمام مشکلات اور اپنی کمزوری سے بخوبی واقف ہین
قوم کے منشاء کارروائی کرنیسے گریز کرینگے جسکا بھی لازمی نتیجہ یہی نکلے گا۔ کہ وزارت کنسرویٹو فریق کے ہاتھ سے چھین کر ہم
ریڈیکل یا لبرل گروہ کو ملجاویگی۔ اور ان دونون صورتون مین ہمارا الو ہر طرح سے سیدھا ہو رہیگا۔ غرضیکہ ان بیانداز ہمدردان بنی نوع
انسان کا اصلی مدعا اور دلی خواہش تو اس تمام شورش سے یہ ہے۔ باقی باتین سب کہنے کی ہین۔ بیچارے سالسبری اور انکی وزرا یہ
کیفیت دیکھکر سخت حیران ہو رہے ہین نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن۔ کرین تو کیا کرین۔ ارمنی شورش کی ابتدا تو کی تھی لبرل فریق
نے اور اوسکا خمیازہ بھگتنا پڑا ان غریبون کو۔ جون سنہ گزشتہ مین جب حکومت انکے ہاتھ آئی تو موقعہ تہا کہ وہ اس کمبل سے اپنی
جان چھوڑا لیتے۔ مگر چھوڑاتے کسطرح۔ ایک تو وہی جذبہ اسپیشل اغراض پیش نظر تھین۔ دوسرے قوم سے وعدہ ہو چکا تہا
کہ لبرل فریق کی پالیسی کو قائم رکھا جائیگا۔ غریب سالسبری تو سمجھتا تہا کہ زبانی جوش و خروش اور دو دن کی گیدڑ بھبکیون سے ترک سہم جائینگے
اور ہمارا کام مفت مین بن جائیگا۔ مگر افسوس انہین یہ یاد نہ رہا کہ سابقہ اسی شخص یعنی سلطان المعظم سے پڑتا ہے جسکی

۱۸۷۸ء مین اپنے مونہہ سے تعریف کر چکے تھے۔ کہ کل دنیا مین اس سے بڑھ کر اس وقت کوئی مدبر موجود نہین۔ اس غلطی یا ناعاقبت اندیشی کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ لارڈ سالسبری اب ایسے بوکھلا گئے ہین۔ کہ انکی تدبیرون اور چارہ جوئیون کو دیکھکر بے اختیار ہنسی آتی ہے اور یقین ہو جاتا ہی کہ پیر فرتوت گلیڈسٹون کیطرح یہ پیر اتالیق بھی اب سترا بہترا ہو کر تدبر کو جواب دے بیٹھا ہے۔ اپنی طرف سے تو وہ ایک چالاک اور ہوشیار وکیل کیطرح جو طرح طرح کی روبہ بازیون سے اپنے کمزور مقدمہ کو زبردست بنانیکی سعی کرتا ہی اپنی کمزوری کو مضبوطی اور کمزوری پیدا کرنے والی اسباب کو تقویت دینے والے ظاہر کرنے مین بیحد کوشش کر رہے ہین اور اگرچہ ارمنی شورش نے جس کا ہم اوپر ذکر کر آئے ہین۔ وزراے انگلستان کو سخت نرغہ مین مبتلا کر رکھا ہے۔ مگر ہمارے فرزانہ وزیر صیغہ خارجیہ اسکو سلطان المعظم اور دول یوروپ کے سامنے اس پیرایہ مین ظاہر کر رہے ہین۔ کہ تمام قوم انگریز محض بوجہ ہمدردی بنی نوع انسان آرمینون کے کشت و خون سے سخت بیزار اور غضب آلود ہو رہی ہے۔ اور یہ امر یورپ سے پنہان نہین کہ انگریزون جیسی قوم کا بگڑنا ٹرکی کے حق مین کیا کچھ مضر ہے۔ یہ سب سچ۔ اگر یوروپ اور سلطان تو یہ بھی سمجھتے ہین۔ کہ مسٹر گلیڈسٹون اور انکی ساتھی قلمی گھوڑے دوڑانی والون۔ زبانی لن ترانیان دکھانیوالون یا انگلستان کے تاجرون اور فاقہ کش مزدورون (جو قوم انگریز کا جزو اعظم ہین) سے یہ کبھی ہو ہی نہین سکیگا کہ وہ تلوار اور بندوق پکڑکر ٹرکی کے مقابل اکھڑے ہون۔ انگلستان کے پاس کل کائنات تو وہی دو تین لاکھ فوج یا جنگی جہازات ہین۔ جو اکیلے ٹرکی کی جنگی طاقت کے چوتھے حصہ کا بھی خشکی پر مقابلہ نہین کر سکتے۔ چنانچہ خود لارڈ موصوف اپنی فروری والی تقریر مین اس امر کو تسلیم کر چکے ہین۔ پہر ٹرکی اور یوروپ کل انگریزی قوم کے بگڑنیسے خائف ہو تو کیونکر اور اسکی کچھ پروا کرے تو کسطرح ✦

لارڈ موصوف کی دوسری تدبیر ایک یہ بھی تہی کہ یوروپ کی طاقتون کو اپنے ساتھ متفق کر کے ٹرکی کے برخلاف کر دیا جاوے۔ اور اسبارہ مین روس کو بالخصوص اپنا طرفدار بنایا جاوے۔ عام مثل ہے کہ **من جرب المجرب حلت** به الندامة۔ انگلستان کو خوب معلوم ہے کہ کل دنیا مین اسکے اغراض و مقاصد کا دشمن اگر کوئی ہے تو روس ہی ہے پھر اسکو دوست بنانیکی سعی کرنا خیال باطل نہین تو کیا ہے۔ پرنس لوبانوف کے فوت ہو جانے وزراء روس کے نوعمر ہونے اور زار کے انگلستان آنیسے لارڈ موصوف بہت کچھ امید رکھے بیٹھی کہ ہم اس جن کو کسی نہ کسی طرح اپنے افسون ہی شیشہ مین اتار لینگے مگر لوبانوف کا یہ برسون کا پڑھایا ہوا سبق کہ ٹرکی سے بگاڑ کرنا روس کیلئے کبھی مفید نہ ہوگا۔ اسکی اغراض کی بہتری اسی مین ہے کہ ٹرکی سے اتفاق رکھا جاوے۔ اور اسکو دوسرے دشمنون سے بچایا جاوے۔ چند دنون مین فراموش کرا دینا کوہ قاف کو اٹھا کر انگلستان مین لے آنیسے کم نہ تھا۔ مانا کہ زار نوعمر ہے مگر وہ ایسا نادان بھی نہین کہ اپنے رقیب کی چکنی چپڑی باتون مین آ جاوے۔ چنانچہ بدوران قیام انگلستان گو زار سے لارڈ صاحب نے بہت کچھ خفیہ گفتگوئین کین لیکن انہین اپنے حصول مقاصد مین جس بارے مین کامیابی نہ ہوئی۔ اور زار چند روز علیل رہ کر دعوتین اڑا کر فرانس چلتے بنے جنکے ساتھ ملانے کی خاص طور پر کوشش کیگئی تھی پھر ایسے نہ ہو سکا تو دوسری سلطنتون سے کب اس امر مین یکجہتی کی توقع ہو سکتی ہے

فرانس کبھی روس کی مایوسی کے خلاف نہیں ہو سکتا۔ قیصر جرمن سلطان کا ذاتی دوست ہی اور بچہ بچہ جانتا ہے کہ جرمنی کی
گورنمنٹ اور ملک انگلستان کا کسی وجہ کا مخالف ہی۔ اٹلی کو افریقہ مین کچھ تاک دی دلا کر انگلستان نے اپنا طرفدار بنایا ہوا تھا
مگر اول تو وہ اپنی متحدہ سلطنتون (جرمنی و آسٹریا) سے الگ ہوکر بھی انگریزون کا معاون نہین ہو سکتا تھا۔ دوسرے جو لقمہ
ملا ہوا تھا وہ پچھلے دنون حبشیون نے اوسکے منہ سے چھین لیا۔ پس جبکہ یہ الاحتفاظ خذ پہ دار و مدار تھا جب وہی اوس سے جاتا رہا
تو یہ الاحتفاظ دینے والی کا کب خاک لحاظ رہیگا۔ علاوہ ازین وہ بیچارا اندرونی مشکلات مین اسوقت ایسا پھنسا ہوا ہی کہ
اوسے اپنی ہی ٹڑی کی خیر منانا ضروری دکھائی دیتا ہی اور ان سب سے بڑھکر یہ کہ روس نے اسے بھی شاہ حبش کیساتھ
صلح وصفائی کرا دینے کا وعدہ کرکے اپنے آغوش مین لیلیا ہی۔ اور اب وہ روس کے خلاف منشا ہرگز کوئی کارروائی نہین
کرسکیگا۔ رہا آسٹریا سو اوسکی کیفیت بھی آگے چلکر منکشف ہو جاویگی۔

اسکے علاوہ لارڈ صاحب کی ایک اور نئی تدبیر بھی سنئے جو انکی بھولاپن اور سادہ مزاجی کی مین شہادت کہی جاتی
ہے۔ لنڈن کے اخبار سٹینڈرڈ نے جس وقت نصیب اعدا سلطان المعظم کے معزول کردینے کی تجویز مشتہر کی تو سب سے آزاد پریس
مختل دماغی اور دیوانگی کا نتیجہ قرار دیا تھا۔ اور اوسکی اس لمبیانہ بیان کو مجنونانہ ٹہرا کر زیادہ وقعت نہ دیگئی تھی۔ اب ولایت کی تازہ
ڈاک سے معلوم ہوا ہے کہ یہ تحریر بھی اخبار مذکور مین لارڈ صاحب ہی کی ایما سے لکھی گئی تھی۔ جس سے اونکی غرض یہ تھی کہ وہ اہل یورپ سے
تو ہم پردہ مشورت کر ہی رہے ہیں۔ آؤ یورپ کی عام رائے کا بھی اس تجویز کے متعلق اندازہ کرین کہ وہ ہمکس نگاہ سے دیکھتی ہے
یوروپ کی پبلک اور ہمین اوس عام رائے نے جس نگاہ سے اسے دیکھا۔ وہ اسی سے ظاہر ہے کہ آسٹریا و ہنگری مین جو انگریزون کے بہت بڑے
دوست سمجھے جاتے ہیں جب یہ اخبار پہونچا تو چارون طرف سے نفرین اور ملامت کی صدائین بلند ہوئین۔ آسٹرین وزرا اور گورنمنٹ
نے اسے انگلستان کی سفاہت اور کم عقلی پر محمول کیا۔ اور وہان کے تمام اخبارات نے یکزبان ہوکر سٹینڈرڈ مع اسکے محرکین کو متنبہ کر دیا کہ
سلطان المعظم کوئی ہندوستانی راجہ یا نواب نہیں کہ انگلستان اوسکو تخت سے اتار سکے۔ اور بفرض محال اگر تمام یوروپ بھی متفق ہو
جائے اور وہ سلطان المعظم کو جبراً تخت سے اتارنیکی کوشش بھی کرے تو اس صورت مین جو کشت و خون ہوگا کیا ارمنیون کا کشت و خون
اسکے سامنے کچھ حقیقت رکھیگا۔ کیا انگلستان کی ہمدردی بنی نوع انسان اور تہذیب کا یہی تقاضا ہی کہ وہ خود غرضی کے خیال سے
ایک جائز حکمران کے معزول کرنیکی کوشش مین دریا مین خون کی ندیان بہانے کو گوارا کرتا ہے؟ اسے یاد رکھنا چاہئے کہ تمام
یوروپ اسکی خود غرضی سے آگاہ ہو گیا ہے۔ اور اگر وہ اب بھی اپنی شرارتون اور ٹرکی مین فتنہ فساد کرانے سے باز نہ آیا۔
تو اوسے جلد مصر سے نکالدیا جاویگا۔ روسی اخبارات نے بھی ہم آہنگ ہوکر آسٹرین اخبارات سے اتفاق کیا۔ جرمنی کے
اخبارات نے جو لعن طعن کیا وہ ان سب سے بڑھ کر تھا۔ ایک جرمنی اخبار نے سٹینڈرڈ سے اتفاق کرنے پر گورنمنٹ کیطرف سے در پردہ اسکے
کان اینٹھے گئے کہ اوسنے دوسرے ہی دن اپنا رخ بالکل بدل لیا۔ اور سیدھے راستہ پر آگیا۔ ہان جرمنی کے بعض چھٹ بہئے لبرل اخبار
اور فرانس کے معدودی چند مذہبی پرچے یا وہ اخبار جن کو ارمنی مفسدین کیطرف سے رشوتین ملتی ہین۔ ارمنیون کا اسقدر حامی

بنے ہوئے مین جو نقار خانہ مین طوطی کی آواز سے زیادہ وقعت نہین رکھتے۔ الغرض یورپ کی عام رائے معلوم کرنے مین تو لارڈ صاحب کو یہ چلو آمین ننی پڑین۔ رہی گورنمنٹون کے ساتھ خفیہ خط وکتابت اس سے جو خفت اور سبکی حضرت کو حاصل ہوئی وہ انکا دل ہی جانتا ہوگا۔ ان ناکامی اور خفت کے بعد مناسب تو یہی تہا کہ وہ اس سودائے خام سے باز آجاتے لیکن معلوم ہوتا ہے کہ بدنصیب قمار باز کیطرح جو ہر ایک داؤ کے ہارنے پر اور زیادہ مشتعل ہوجاتا ہے۔ وزرائے انگلستان بہی نصیحت پکڑنے کی بجائے ہر ایک خفت وناکامی پر اور زیادہ مشتعل ہوکر اپنی طرف سے تو پچھلی بدنامی اور سبکی کے مٹانے کی کوشش کرتے ہین مگر اشتعال مین ہمیشہ ناکامیاب رہنے کا جو کلیہ قاعدہ ہے اس سے کبھی مستثنیٰ نہین رہتے ہمین اندیشہ ہے کہ کہین اس ہارے ہوئے قمار باز کیطرح جو ہر داؤ پر اپنے کل پچھلے ہارے ہوئے مال ودولت کو واپس پانے کی خیال مین شرط کو بڑہاتا جاتا ہے۔ اور آخر کار بیک بینی ودو گوش ہوجاتا ہے ہماری وزراء کو بھی بکلی نقصان اور دیگر شماتت ہمسایہ کا مصداق نہ ہونے پڑے۔ چنانچہ یورپ کیطرف سے مایوس ہوکر اب انگریزی مدبرین اپنی کوتاہ اندیش ترکی پولیٹکل پارٹی کیطرف متوجہ ہوئے ہین جس سے پچھلے دنون خاص دارالخلافہ مین گورنمنٹ ترکی کے برخلاف بہت کچھ کوشش کرائی گئی تھی اور انکو اکثر افراد کے خارج الوطن کیے جانے پر پیرس اور مصر مین انسے ترکی وعربی زبان مین معمولا نہ اخبارات قلمرو عثمانیہ مین فساد برپا کرانے جانیکی غرض سے شایع کرائے گئے تھے مگر وہ بدخواہ ملک وقوم رفتہ رفتہ اپنے کیفر کردار کو پہونچ گئے۔ اور انکا سرغنہ مکرم مراد نامراد قاہرہ سے نکالدیا گیا۔ اب پھر انہی مکرام کو جو پیرس مین ہے اپنا آلہ بنائے جانیکی کوشش کیجارہی ہے اور خاص دارالخلافہ مین بھی ترکون کو سلطان المعظم کے برخلاف مشتعل کرنیکی تجویز ہورہی ہے۔ مگر کیا لارڈ سالسبری کو یہ معلوم نہین ہے کہ جسطرح علیہ جنابہ قیصرہ ہند سوا معدودے چند مکرام مفسدون کے تمام رعایا مین جان سے زیادہ عزیز سمجھی جاتے ہین اسیطرح کل قوم عثمانیہ اور کرد وعرب باستثناے چند مکرام بربرون کے اپنی امیر المومنین اور خلیفۃ المسلمین کے سچے جان نثار اور فرمان بردار ہین اور جسطرح ہمین باوجود صوبجات متحدہ جیسی عظیم الشان ملک کی دربردہ وعلانیہ امداد کے ہماری قیصرہ ہند کا بال بیکا نہین کرسکے اسیطرح بد اندیش لبرل ترک بھی خواہ آدہا یورپ انکا مددگار ومعاون ہوجائے ظل اللہ کی ذات بابرکات یا انکی حکومت کے برخلاف کچھ نہین کرسکین گے۔ گوچند کوتاہ اندیش انگریزی اخبارات یا ہمارے بعض ناعاقبت بین وزراء اپنے زعم مین کیسے ہی ہوائی منصوبے باندہتے رہین۔ کوئی صاحب شاید یہ سوال کرین کہ خود ترکون ہی کے ہاتھ سے معزول کرادینے کا خیال ان حضرات کے دلمین کیونکر ہوا۔ بات یہ ہے کہ اس صدی مین ترک بغیر یورپ کی امداد کے چار سلطانون کو معزول کر چکے ہین۔ سلطان سلیم ثالث کو ۱۸۰۷ء مین سلطان مصطفےٰ رابع کو ۱۸۰۸ء مین سلطان عبدالعزیز اور سلطان مراد خامس کو ۱۸۷۶ء مین جس سے ان حضرات نے سمجھ لیا ہے کہ اگر موجودہ امیر المومنین کو بھی کوئی معزول کرسکتا ہے۔ تو وہ ترک ہی ہین۔ اس مین کوئی کلام نہین کہ اگر کل قوم متفق ہو۔ اور شیخ الاسلام فتوے دیدین۔ تو زبردست سے زبردست سلطان فوراً معزول کیا جاسکتا ہے۔ مگر سب سے پہلے تو یہ دیکھ لینا چاہئیے کہ سلطان عبدالحمید سے بڑہ کر آجتک کوئی فرمانروا ترکون مین ہردلعزیز بھی ہوا ہے۔ دوتخیم جلال الدین آفندی امیر المومنین کا کیسا سچا جان نثار ہے کیا

سلطان المعظم کی طاقت و قوت کا اندازہ بھی کر لیا ہے۔ کوئی شخص ہے جو اون سے بڑھکر سلطنت کے جزو و کل حالات سے واقف ہو؟
کیا لارڈ موصوف کو یہ معلوم نہین کہ جسطرح انگریزی ریزیڈنٹون کو وہ تمام باتین جو کوئی راجہ یا نواب اپنی ریاست کو اپنی کسی نہایت ہی
معتبر اور چاہتی بیوی سے کرتا ہے معلوم ہو جاتی ہین۔ یا امیر عبد الرحمن خان کو اپنی رعایا کے ایک ایک فرد بشر کی
حرکات و سکنات کی اطلاع ملتی رہتی ہے اسیطرح سلطان المعظم کو بھی اپنی سلطنت کی ذرہ ذرہ معاملات کی خبر پہونچتی رہتی ہے
پس اس بارہ مین بھی جو کامیابی لارڈ موصوف کو ہو سکتی ہے وہ کسی عقلمند سے پوشیدہ نہین۔ انگریزی وزرا کی ان زبانی
حرکتون اور کمینی حملون سے یہان یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہماری گورنمنٹ ٹرکی کی بالعموم اور اعلیحضرت کی ذات اقدس کی بالخصوص
ایسی کیون مخالف ہو رہی ہے اور اس مخالفت کا نتیجہ کیا ہوگا؟ ان دونون باتونکا اپنے اخبار کے گزشتہ نمبرات مین ہم کئی دفعہ جواب
دے چکے ہین یہان بالاختصار صرف اسقدر بتا دینا کافی ہوگا۔ کہ انگریزی گورنمنٹ کی دوستی ٹرکی کیساتھ کسی وقت بھی خود غرضی
سے خالی نہ تھی۔ مگر جنگ کریمیا کے وقت تک اسے ٹرکی کا کھلم کھلا دشمن بھی نہین کہہ سکتے تھے۔ ہندوستان کے غدر کے بعد انگریزی
پالیسی کا رخ بدلنا شروع ہوا۔ اور اسکا علم ترکون کو سنہ ۱۸۷۷ء کے جنگ روس و روم مین اور اسکے بعد اس وقت ہوا جب کہ انگریزون نے
جزیرہ قبرص لے لیا۔ اور کئی ایک اور صوبے دوسری سلطنتون کو دلا دیئے۔ اس علم کے ہونے پر سلطان المعظم نے بھی کشیدگی
اختیار کی۔ اسپر انگریزون نے تلافی مافات کرنیکی بجائے کھلم کھلا مخالفانہ رویہ اختیار کرکے مصر پر خود قبضہ کر لیا۔ ٹیونس فرانس کو
اور سوڈان کا سمندری علاقہ اٹلی کی سپرد کر دیا۔ سلطان کمزوری کیوجہ سے خاموش رہے۔ لیکن اونہون نے کسی وقت اپنا بدلہ لینے
کیلیئے یوروپ کی دیگر سلطنتون سے اتحاد پیدا کرنے اور اپنی طاقت مضبوط کرنے مین سعی کرنی شروع کر دی۔ یہ بات انگریزون کو
ناگوار گذری۔ اور انہین اندیشہ پیدا ہوا۔ کہ اگر یہ طاقت سنبھل گئی تو ہضم کیا ہوا مال اگلنا پڑے گا۔ اسلیئے اونہون نے سلطان المعظم
کیلیئے مشکلات پیدا کرنی شروع کر دین۔ بدین خیال کہ ایک تو اس مخمصہ مین مبتلا ہونیسے وہ اپنی سلطنت کی طاقت مضبوط
کرنیسے قاصر رہین گے جس سے ممکن ہے کہ تنگ آکر ہمارے وہ حقوق مان لین۔ جو غالباً مصر اور کریٹ کے حوالہ کر دینے ہندوستان
تک ریلوے بنانیکی اجازت ملنے وغیرہ وغیرہ امور سے متعلق ہونگے۔ دوسری یہ کہ یوروپ کی دیگر سلطنتین جو دور عظیمون مین
انگلستان کی رقیب بنکر اس شکار مین جو ابتک اسکیلے کے قبضہ مین تھا حصہ بخرہ لینے کو تیار ہو گئی ہین۔ یوروپ ہی کے معاملات مین
مصروف رہکر ادہر سے غافل ہو جائینگی۔ لیکن جب اونہون نے دیکھا کہ سلطان المعظم کے تدبر و لیاقت کے سامنے ہماری کوئی تدبیر
پیش نہین جاتی تو اب آخری چارہ یہ سوچا۔ کہ کسیطرح انکو تخت سے علیحدہ کرا دیا جائے۔ مگر یہ سب تدابیر اسوقت تک الٹی پڑتی نظر آ
رہی ہین۔ اور یوروپ ترکون کیطرف سے بدظن ہونیکی بجائے دن بدن انگلستان سے بدظن ہو رہا ہے اس مخالفت کا آخر یہی
نتیجہ ہوگا۔ کہ ٹرکی کیطرح انگلستان بھی یوروپ کی خود غرض اور طماع سلطنتونکی حرص و آز کا آماجگاہ بنکر مشکلات عظیمہ
مین گرفتار ہو جائیگا۔ کیونکہ قدرت نے ٹرکی اور انگلستان کو ایک دوسرے کا دشمن ہونیکے لیئے موضوع نہین کیا اور ان دونون
کی ترکیب اور وضع ہی اسکی مخالف ہے اور قدرتی طور پر دونون کا باہم رفیق بنے رہنا ہی دونون کے مفید ہے۔

کیا اعلیٰ حضرت سلطان المعظم سلطان عبد الحمید خان خلیفۃ المسلمین ہین؟

مدراس کے ارکان بزم اور جماعت مسلمانون کے اوس جلسہ کی مختصر کیفیت ۲۷ اکتوبر کے پرچہ مین درج ہوچکی ہے جسمین انہون نے ہندوستانی و انگریزی اخبارات مین خلیفۃ المسلمین کی شان مین نامناسب کلمات لکھی جانیکی مخالفت مین ریزولیوشن پاس کرکے گورنمنٹ سے ایسے نامہذب اور نامعقول روش کو بند کرنیکی استدعا کی تھی۔ یہ درخواست اور مسلمانونکی خفگی بدرجہا ایسی معقول اور واجب تھی کہ یہ کبھی ممکن نہین ہوسکتی تھی کہ کوئی فرد بشر یا اخبار جسمین انسانیت کا ایک ذرہ بھی موجود ہو مسلمانان مدراس کی اس کارروائی کو گو انکی درخواست کا قبول کرنا گورنمنٹ کے اختیار مین ہو یا نہو قابل گرفت سمجھتا۔ مگر انگلستان کے مسلم الثبوت جنونی اور بہائم سیرت ہندیون کو بجائے خود رہے خود ہندوستان کی ایک اینگلو انڈین اخبار پینیر الہ آباد نے ۱۱ نومبر کے پرچہ مین انسانیت کی ہمقدار کو جو اسمین موجود ہے اور پانچ کروڑ رعایان جان نثار رعایا کے فیلنگز کی اور پاسخاطر اور حضور قیصرہ ہند کی واقعی خیرخواہی کو جو اوسکے ملحوظ خاطر ہے۔ بخوبی ظاہر کردیا ہے ؛

انگلستان کے اکثر اخبارات و متعصب افراد اعلیحضرت کی شان مین بہت سخت سست بکتے رہنے پر بھی ایک طرح معذور سمجھے جاسکتے ہین وہ چار زاد عداوت کی عینکون سے گہرے ہوئے ہین۔ اور مسلمانون سے بقدر دور ہین۔ کہ اونکی خیالات و جذبات کا مشاہدہ اور اندازہ نہین کرسکتے۔ لیکن ایسی اخبار کو جو ہندوستان اور پھر ہندوستان کے ایک ایسے حصہ مین جہان زیادہ تر مسلمان آباد اور جسکے ارد گرد خود مختار اسلامی علاقہ موجود ہون۔ اور جس اخبار کو دگونہ حیثیت کیسا ہی غلط کیون نہو عوام الناس نیم سرکاری پرچہ سمجھتے ہون مسلمانونکی دل دکھانیوالی کلمات لکھنے اور خواہ مخواہ مذہبی بحث کو چھیڑنے کو کبھی قابل درگذر نہین سمجھا جاسکتا۔ اور اس سے کبھی چشم پوشی نہین ہوسکتی۔ اخبار مذکور مسلمانان مدراس کی اس کارروائی کو دیکھکر ایسا جل بھن گیا ہے کہ نفس کارروائی سے گذر کر ایک جگہ وہ یکلخت اس سوال پر پہنچ جاتا ہے کہ کیا یہ سلطان خلفاء کا جانشین اور مذہب اسلام کا موجودہ افسر اعلیٰ ہے اس سوال کے نیچے دو چار سطرین پہلے لنڈن کی اخبار پال مال گزٹ کے جس کے مضمون کا خلاصہ کسی دوسرے کالم مین درج ہے سلطان المعظم کو خلیفہ کہنے پر ڈانٹ بتلاتا ہے پھر اس سوال کا جواب بلفظ مین ذیل تحریر کرتا ہے۔ کہ یہ سچ ہے کہ عہدہ خلافت کی انتخابی طریقہ کے مطابق عباسیہ خاندان کے آخری خلیفہ متوکل نے عثمانی سلاطین کو خلافت مین اپنا جانشین مقرر کیا تھا مگر یہ تقرری محض بناوٹ اور نقل تھی۔ فقط خالص قریشی النسل خلیفہ ہوسکتا ہے کیونکہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر جب اہل مدینہ نے سعد بن عبادہ کو انکا جانشین بنانا چاہا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خاص اسی پر کہا تھا کہ عرب صرف اسی قبیلہ قریش سے اور کسی قبیلہ والے کو اپنا افسر اعلیٰ تسلیم نہین کرینگے۔ بنی امیہ اور بنی عباسیہ اور نیز مصر کے خلفائے عباسیہ کے زمانہ مین بھی جبکہ مملوک سلاطین کے ماتحت محض برائے نام تھے برابر یہی اصول مروج رہا تاوقتیکہ عثمانیہ سلاطین نے اس عہدہ کو اختیار کیا۔ تو خاندان اور نسب کا بہانہ بھی جاتا رہا اور سلسلہ خلافت ختم ہوگیا۔ اس استدلال سے اخبار مذکور نے [illegible] درحقیقت اس نے اپنے متعصب تاریخ نگار سر ولیم میور کی تحریرات سے اپنے مقصد

برخلاف مدد مانگی۔ تقریباً ڈیڑھ صدی کے بعد یہ نقشہ بدل گیا۔ انگریز ہندوستان مین تاجر کی حیثیت سے بڑھ کر رفتہ رفتہ ملک کے مالک بننے لگے اسوقت نہ ہی ہندوستان مین کوئی ایسا سمجھدار حاکم تھا جو دوسری اسلامی سلطنتون سے مدد طلب کرتا۔ اور نہ ہی سلطنت عثمانیہ کی علیحدہ پنپنے دی ہمسایہ عیسائی سلطنتون کی ہر وقت کی حملہ آوری اور سب سے بڑھکر انگریزون کی میٹھی میٹھی باتون نے جو سلطان مراد کے زمانہ سے سلطنت عثمانیہ کے خوشامدی خیرخواہ بنگئے ہوئے تھے سلاطین عثمانیہ کو اپنے حقوق خلافت کے نفاذ کے قابل چھوڑا ہو تھا چنانچہ انگریز اٹھارہوین صدی کے اخیر تک ترکونکی مداخلت ومخالفت سے بالکل بیفکر ہوکر ہندوستان کے مختلف صوبون کو یکے بعد دیگرے فتح کرنے مین مصروف رہے۔ لیکن جب ٹیپو میسور کا فرمانروا ہوا۔ اور ادھر نپولین اعظم وتیمور شاہ والی کابل کے علاوہ سلطان سلیم ثالث کیخدمت مین بھی بحیثیت خلیفۃ المسلمین امداد کیلیے عریضہ روانہ کیا۔ تو گو سلیم نے نرغہ مخالفین کے باعث یا انگریزونکی پاسخاطر سے ٹیپو کی کوئی امداد نہ کی مگر انگریزون کو اب پہلی دفعہ یہ معلوم ہوگیا کہ سلاطین عثمانیہ کا عہدۂ خلافت ہماری حکومت ہند کیلیے مضر ہوسکتا ہے لیکن چونکہ اس واقعہ سے تھوڑی ہی دیر بعد ٹیپو شکست کھاکر ہلاک ہوگیا۔ اور پھر ۱۸۱۵ء تک نپولین کا خوف دامنگیر رہا۔ اس لیئے انگریز ٹرکی کے برخلاف کچھ نکرسکے۔ گو ۱۸۰۷ء مین بظاہر سلطان سلیم کے نپولین سے موافق ہونیکا بہانہ پکڑکر قسطنطنیہ پر جنگی جہاز بھیج دیئے گئے تھے۔ لیکن نپولین کا خرخشہ دور ہوجانے پر ٹرکی یعنے خلیفہ کی طاقت کمزور کرنیکے لیئے روس اور فرانس سے ملکر ترکی ومصری بیڑہ کو تباہ کردیا۔ اور یونان کو آزاد کردیا۔ اور پھر بعد ازان سلطان محمود ثانی کی طاقت کو جو بڑا اولوالعزم اور مستقل مزاج سلطان تھا۔ اور زیادہ کمزور کرنیکے لیئے محمد علی پاشا والی مصر سے بغاوت کرادی کہ اگر سلطنت عثمانیہ اسطرح ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی تو اول تو خلافت کا نام ہی معدوم ہوجائیگا۔ اور اگر معدوم نہ ہوئی تو کالعدم تو ضرور ہوجائیگی۔ لیکن بعد چندے جب سلطان محمود فوت ہوگئے اور شانزدہ سالہ نوعمر کمزور عبد المجید آن کا جانشین ہوا۔ اور ادہر محمد علی اسقدر زبردست ہوگیا۔ کہ انگریزون کو خطرہ پیدا ہوگیا کہ اگر اوسکی طاقت کو جلدی نہ روکا گیا تو وہ سلطنت عثمانیہ سے بڑھکر زبردست سلطنت قایم کریگا۔ تو وہ جھٹ عبد المجید کیطرف ہوگئے۔ اور ترکی افواج کے ساتھ شامل ہوکر مصری پاشا کی افواج کو شام سے نکالدیا مگر اپنے اصلی مدعا کو ہاتھ سے نچھوڑکر مصر کو سلطان سے محمد علی کو نسلاً بعد نسل دلادیا۔ اور آخر کار عبد المجید کو ایسا شیشہ مین اُتارا کہ وہ اسلامی شریعت کے احکام اور منصب خلافت کی لوازمات کو چھوڑکر بالکل انگریزون کے ہاتھ مین کٹ پتلی بن گیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انگریزون کو خلافت کا ڈر پھر فراموش ہوگیا۔ لیکن سلطان عبد المجید کی بعد جب سلطان عبد العزیز ۱۸۶۱ء مین تخت نشین ہوئے۔ اور اونھون نے اپنے منصب خلافت کی تشہیر اور اسکو موجب قوت وشوکت بنانیکے لیے سعی بلیغ شروع کی۔ تو انگریز پھر چوکنا ہوگئے جس کا انجام یہ ہوا کہ گو سلطان مرحوم دو تین برسون ہی کے بعد عیش وآرام مین مشغول ہوگئے مگر سلطنت کو اندرونی سازشون یا بیرونی مداخلت سے بہت کم آرام ملتا رہا۔ اور آخر کار جب سلطان حال نے مسند آرائے تخت خلافت ہوتے ہی اپنی طاقت وقوت کو دنیاوی بادشاہت کی بجائے زیادہ تر خلافت پر منحصر بتایا۔ اور جنگ روس مین منظیر عزم واستقلال دکھلانیکے بعد اوس سے فارغ ہوتے ہی پھر اپنی مذہبی حیثیت کو مستحکم اور مسلم بنانے مین ساعی ہوئے تو انگریز جواب مین عیسائیون کی طرف سے بھی ویسی ہی مستعدی سے کوششین شروع ہوگئین۔ اور اون کو تجربہ

یا از یاد علم نے بتا دیا کہ پولیٹیکل طور پر ٹرکی کو کمزور کرنیکے علاوہ اگر سلطان کے دعویٰ خلافت کو مشکوک وار اوسکے بر خلاف منصب کا کوئی اور دعویدار کھڑا کیا جاوے۔ تو یہ امور حصول مدعا کیلیئے بہت مناسب ہونگے چنانچہ آخر الذکر ہر دو امور کیلیئے عرب کو مناسب میدان سمجھکر عیسائی جاسوس عرب مین داخل ہونے شروع ہوئے۔ کوششین شروع ہوگئین کہ شریف مکہ سے خلافت کا دعویٰ کرایا جاوے مسٹر بلنٹ صاحب جن کا ہم آگے بھی ذکر کرینگے۔ عربون سکے اغوا کیلیئے حجاز مین پہونچے۔ اور یہ کل کوششین یہانتک کامیاب ہوئین کہ ۱۸۹۲ء ۱۸۹۳ء ۱۸۹۶ء ۱۸۹۸ء اور ۱۹۰۵ء مین یمن مین پے در پے بغاوتین ہوئین۔ اور باغیون کے پاس سے انگریزی رائفلین اور پونڈ برآمد ہوئے۔ انگریزون سے سلطان المعظم کے منصب خلافت کی مخالف ہونیکی مجمل و مختصر تشریح کرنیکے بعد اصل مدعا کیطرف رجوع کیا جاتا ہے۔

سول کالایق لیڈر نویس لکھتا ہے کہ سلطان خلفاء کا جانشین اور مذہب اسلام کا صدر نہین ہے ؟ اسکی تردید اگر پہلے خود عیسائی لوگونکی تحریرون ہی کیجاوے تو شاید زیادہ مناسب ہوگا۔

(۱) سر ایڈورڈ کریسی کی تاریخ عثمانیہ مین سول والا اپنے ادعا کی ایک سے زیادہ مقام پر مفصل تردید پائیگا۔

(۲) مسٹر ادمنڈ اولیو اپنی کتاب جنگ روم و روس کے صفحہ ۴۵ کے دوسرے کالم مین لکھتے ہین کہ "اس مہم عظیم کو فتح کرنیکے بعد سلطان سلیم (مکہ معظمہ) اور بیت المقدس کو گیا۔ اور پھر خلفاء عباسیہ کے آخری جانشین محمد دواز دہم کو اپنے ہمراہ لیکر قسطنطنیہ کو لوٹا جس سے اوس نے پیغمبر (صلے اللہ علیہ سلم) کا جبہ و جھنڈا اور تلوار حاصل کی۔ یہ چیزین نشان خلافت ہین اور انکا قابض مذہبی حیثیت مین اسلامی دنیا کے حصہ اہل سنت و جماعت مین اسلام کا صدر متصور ہوتا ہے۔

(۳) وہی پال مال گزٹ جس پر آپنے اظہار خفگی کیا ہے اعلیحضرت کو خلیفۃ المسلمین لکھتا ہے۔

(۴) مانشیور ہانوٹو وزیر صیغہ فرانس نے پیرس کے اخبار ریوڈی پیرس مین اعلیحضرت سلطان المعظم کے متعلق ایک مضمون شایع کیا تھا جس کے چند فقرات یہ ہین:۔ "سلطان المعظم کے ہاتھ ایسے نازک ہین ..... مگر یہی نازک ہاتھ ان تمام ڈوریون کو پکڑے ہوے ہین جو وسط ایشیا اور وسط افریقہ سے لیکر کوہ بلقان تک کے مسلمانون کو ایسمین ملا رہی ہین"۔ "سلطان خالص ترک اور پکا متقی مسلمان ہے جس کا بدیہی ثبوت محل یلدیز کے دیوانخانہ مین داخل ہوتے ہی ملجاتا ہے۔ دیوارون کے گرد اگرد ترکی صوفے بچھے ہوئے ہین جنپر سفید ریش بزرگ ..... پگڑیان اور عمامے باندھے ہاتھون مین عنبر کی تسبیحین لیئے منتظر دیدار و مشتاق جمال بیٹھے ہین .... وہ اسلامی دنیا کے تمام اطراف و جوانب سے زیارت کرنیکے لیئے وہان آئے ہوئے ہین کہ وہ اپنے امام و سردار کے جان نثار بندے ہین۔ کیا بحیثیت خلیفہ کیا بحیثیت امیر المومنین اور کیا بحیثیت بادشاہ اعلیحضرت نے اپنے منصبی فرائض کے اہم حصہ کی کماحقہ تعمیل کرنے مین کبھی گریز نہین کیا"

ناظرین کو خیال رہے کہ فرانس نے بھی انگریزون کیطرح اسلامی ممالک اور خاصکر مقبوضات عثمانیہ کچھ کم اپنے قبضہ مین نہین کرلیئے ہوئے۔ پس اگر انگریزون کو اعلیحضرت امیر المومنین کے منصب خلافت سے اندیشہ ہوسکتا ہے تو ویسی ہی

فرانس بھی اس طرح کے اندیشہ سے خالی نہیں ہو سکتا۔ مگر فرانسیسی وزیر سلطان المعظم کے خلیفہ ہونیکے امر واقع کو بڑی فراخدلی سے تسلیم کرتا ہے۔ پھر تعجب ہے کہ انگریز کیوں سٹپٹا رہے ہیں۔ وزیر موصوف کا مضمون مندرجہ بالا اسی ہفتے **وکیل** اور انگریزی رسالہ اسلامک لٹریچر مورخہ دسمبر ۱۸۹۵ء میں درج ہے +

(۵) انگلستان کا ماہواری عیسائی رسالہ دی پینٹ نومبر ۱۸۹۵ء کے پرچہ میں بعنوان سلطان اور اسکے دوست ایک جگہ حسب ذیل لکھتا ہے:۔

"سلطان المعظم ایک ایسی رفیق سلطنت کا جو مشرقی جنگ کے وقت انگلستان کی مددگار رفیق ہوگی فرمانروا ہی نہیں ہے۔ بلکہ تمام دنیا کی پانچ کروڑ مسلمانوں کا مذہبی پیشوا بھی ہے"+

(۶) انگلستان کی عیسائی شہزادی لوسگنان اپنی کتاب عہد حکومت سلطان عبدالحمید کی فصل اول میں ایک مقام پر حسب ذیل لکھتی ہیں:۔ "... مگر جبکہ ایسے شخص کو جو لاکھوں سپاہ کا مالک۔ ایک قدیمی عظیم الشان سلطنت کا شہنشاہ ہو۔ اور جسے تینوں براعظموں کے کروڑوں مسلمان اپنے مذہب کا صدر اعلیٰ جانتے ہیں"... سلطان کے ہاتھ میں چند ایسے پتے ہیں کہ جب اور جس وقت وہ انکو کھیلنا چاہے۔ دنیا کے تینوں براعظموں میں تباہی برپا کر سکتا اور آتش حرب بھڑکا سکتا ہے۔ المختصر وہ صرف دنیوی بادشاہ ہی نہیں ہے۔ بلکہ وہ مذہب کا دینی پیشوا بھی ہے۔ اور یہ اسکی افضلیت یہ ہے۔ کہ جہاں کہیں مسلمان عیسائی دنیا کے دشمن بنتے ہیں انکو ایک اشارہ سے جنگ و جدل میں مبتلا کر دیگا+

(۷) مسٹر لیئرڈ سابق انگریزی سفیر متعینہ قسطنطنیہ نے اپنے مراسلہ بنام وزیر صیغہ خارجیہ انگلستان مورخہ ۹ جولائی ۱۸۷۷ء میں ایک جگہ یہ فقرات لکھے ہیں:۔

"سلطان گھٹ کر خواہ ایشیا کے پانچویں درجہ کے حکمران کی حیثیت کا کیوں نہ ہو جائے مگر پھر بھی وہ خلیفہ اسلام برابر رہیگا۔ اور یہ ممکن ہے۔ کہ اسلامی دنیا اپنے وجود کو قائم رکھنے کی آخری جنگ میں انگلستان کو جسکی تحت کروڑوں مسلمان رعایا ہے۔ ان خطرات کا جو اسے (یعنی اسلامی دنیا کو) احاطہ کئے ہوئے ہیں اصلی سبب سمجھکر انگلستان پر ہی پل پڑے"+ (۸) وہی مسٹر ولفرڈ بلنٹ جو فرضی خلیفہ بنائے جانے کی تحریک کا ایکطرح سے بانی مبانی ہے اپنی کتاب فیوچر آف اسلام میں صاف طور پر تسلیم کرتا ہے۔ کہ حنفی علما اور حنفی مسلمانوں نے (جو مسلمان روئے زمین کی آبادی کا جزو اعظم ہیں) سلطان سلیم اول کو فوراً خلیفہ اسلام تسلیم کرلیا تھا۔ اور ابتک خاندان عثمانیہ کے سلاطین کو برابر جائز خلیفہ تسلیم کرتے ہیں (دیکھو صفحہ ۶۶) اور اعلیحضرت خلیفۃ المسلمین حال کی نسبت تو اسے یہانتک تسلیم کرنا پڑا ہے کہ حنفیوں کے علاوہ انکو مالکی اور شافعی مسلمان بھی جو اس سے پہلے خلافت عثمانیہ کو تسلیم نہیں کرتے تھے۔ صدق دل سے خلیفہ ماننے لگ گئے ہیں۔ اور وہ سلطان المعظم کے اشاروں پر حرکت کر رہے ہیں۔ مصر میں بھی سلطان المعظم کو اسبارہ میں غیر معمولی کامیابی حاصل ہو گئی ہے۔ اور ہندوستان کے مسلمان انکے لئے مناجات میں عثمانیہ مانگتے ہیں۔ اور دنیا میں ہر ایک پنجابی خیال کے مسلمان سلطان کو جو کل یورپ کے دہتا رہا ہے۔ اور بشرط ضرورت

ان مسلمانوں سے خود سپہ سالار بنکر ایک دن جہاد کرانے پر آمادہ ہے اپنا پیشوا مانتے ہیں " (دیکھو صفحہ ۸۸ فیوچر آف اسلام)

دوسری جگہہ یہی صاحب تحریر فرماتے ہیں " سرسری نظر میں یہ عجیب امر معلوم ہوگا کہ (مکہ معظمہ) کے شریفوں نے جو پیغمبر (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے خاندان سے ہیں اور بنا بریں خلافت انکا خاص رہتا ہے۔ کیوں اجنبیوں کو خلافت کا جائز وارث تسلیم کیا ..... اسلئے سلطان قانصو والئے مصر کے شکست یاب ہوجانیکے بعد انہوں نے سلطان سلیم کو اپنا آقا حجاز و حرمین کا محافظ تسلیم کیا اور عہد محافظی کے بقاء عثمانیہ سلاطین کو خلیفہ بھی مان لیا " (دیکھو صفحہ ۱۰۵) " مکہ اسلام کیلئے خلیفہ سے زیادہ ضروری ہے اور جو کوئی وہاں کا بادشاہ ہو وہی قدرتی طور پر اسلامی دنیا کا بادشاہ ہے " دیکھو صفحہ ۹۰۔

ناظرین کو ضمناً یہاں یہہ بتا دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ مسٹر بلنٹ صاحب اعلیحضرت کی نسبت یہہ فقرات جل بھنکر لکہتے ہیں۔ اور حضور ممدوح کو اپنی یا انگریزوں کے ارادہ فاسد کی تکمیل میں سد عظیم تصور کرتا ہے۔ اُسے سخت رنج ہے کہ عبد العزیز اور عبد المجید کا ایسا جانشین کیوں ہوا۔ جسنے خلافت کی ڈگمگاتی ناؤ کو سنبھال لیا۔ وہ لکھتا ہے کہ " اگر عبد العزیز کا جانشین بھی ایسا ہی بے سمجھ ہوتا۔ جیسے کہ اکثر سلطان ہو چکے ہیں۔ تو عثمانیہ خلافت ابتک ایام گذشتہ کی کہانی ہو چکی ہوتی ..... مگر بدقسمتی سے یہ نہیں ہوا یا کہ انکی بدقسمتی سے آیا عیسائیونکی یا مسٹر بلنٹ کی) عبد الحمید نہ تو عیاش تہا اور نہ کمزور اُسنے اپنی طبعی فہم و فراست سے سلامتی اور بچاؤ کی اس اکیلی حبل متین کو جو اُسکے اور اُسکے خاندان کیلئے باقی رہگئی تھی پکڑ لیا۔ اور زمانہ موجودہ کی لامذہبی اور لامذہب جماعت سے کنارہ کر کے جو ترقی کیلئے صرف ظاہری اسباب کا وسیلہ پکڑتے تہیں) اسلام کی ٹھیٹھ مذہبی جماعت کا صدر اعلیٰ بن گیا۔ جس سے اسنے (اپنی سلطنت اور خلافت اسلامی) کو وقت آخرین کو ایک مدت کیلئے پیچھے ہٹا دیا " +

مسٹر بلنٹ اور اُسکے ساتھی حاسدین کیلئے یہی جواب ہو سکتا ہے ؎

بمیر تا برہی اے حسود کیں رنجیست کہ از مشقت آں جز بمرگ نتواں رست

(۵) مسٹر پول اپنی کتاب ٹرکی کے صفحہ ۱۶۲ پر حسب ذیل لکھتے ہیں:۔

" سلطان سلیم روانگی کیوقت کی نسبت زیادہ تر مقتدر اور ذی حیثیت شخص ہوکر سنہ ۱۵۱۸ء میں قسطنطنیہ کو واپس لوٹا مملوکوں کی بادشاہت فتح کر لینے سے وہ ان کی جگہہ عرب کے مقدس شہروں مکہ (معظمہ) مدینہ (منورہ) کا بھی حکمران ہوگیا اور اُسکی اس حیثیت اور نیز اُسکے تمام مسلمان بادشاہان موجود الوقت سے طاقتور اور زبردست ہونیکی وجہ سے آخری عباسیہ خلیفہ نے جو بمقام قاہرہ نام نہاد طور پر سربرآرائی مسند خلافت تہا۔ اُسکو بغداد کے خلفائے عظام کی وراثت دینے خلافت حوالہ کر دی اور اُسکے ساتھ ہی اپنے منصب کے نشانات یعنے حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم) کا جھنڈا اور جبہ بھی دیدیا اس تفویضگی سے سلیم نہ صرف اُن وسیع ممالک ہی میں جنکو اُسنے فتح کیا تہا سلطنت اسلام کا ظاہری و دنیوی سردار ہی ہوگیا۔ بلکہ جہاں کہیں اسلام کے پکے معتقد موجود تہے۔ اُنکے نزدیک مذہب اسلام کا مقدس پیشوا بنگیا سوا ایران کے ..... شیعہ اُسکے منصب کو

قبول نہ کریں تو نہ کریں۔ مگر ہندوستان اور ایشیا و افریقہ کے ان تمام حصوں میں جہاں کہ خلافت کا ہونا لازمی مانا گیا تھا۔ وہ اسوقت مذہب اسلام کا صدر اعلیٰ اور خلفاء کے سلسلہ دراز کے روحانی و مذہبی اختیار و اقتدار کا جانشین تسلیم کر لیا گیا۔ اور گو یہ امر متنازعہ فیہ ہے کہ کس حد تک اسلامی دنیا میں سلطان کا یہ نیا منصب واجب الطاعت سمجھا جاتا ہے۔ مگر اسمیں کوئی کلام نہیں کہ عثمانی سلاطین کے احکام و افعال میں اُسنے ہمیشہ ایک اصلی اور نہایت ہی باوقعت مزید اقتدار پیدا کیا۔ اور اب بھی پیدا کرتا ہے "+

مندرجہ بالا اقتباسات سے ہمیں یقین ہے۔ کہ سوال کے منفیہ جواب کی کافی تردید ہوگئی۔ اور ہمارے سوال مندرجہ عنوان کا کافی اثباتی جواب ملگیا ہوگا +

اس منفی جواب کے بعد سوال خلیفہ متوکل سے سلیم کو منصب خلافت تفویض ہونے کو ایک کھیل اور نقل بتاتا ہے۔ مگر ہم اوپر بتا آئے ہیں۔ کہ شریف مکہ۔ قبیلہ قریش و دیگر قبائل حجاز و علمائے حنفیہ اور اس زمانہ کے اہل الحل والعقد نے سلطان سلیم کو جائز خلیفہ تسلیم کر لیا تھا۔ پھر سمجھ میں نہیں آتا یہ انیسویں صدی کا ایک غیر مذہب کھنو والا اخبار نویس جو چار سو برس کے اسلامی واقعہ کو کیسے اور کس بنا پر کھیل کہنے کی جرأت کرتا ہے۔ جاہلوں کی باتوں کا جواب اکثر سوائے خاموشی کے اور کچھ نہیں ہو سکتا۔ اسیطرح اُسکی اس منطق اور ادعا کی جوابدہی سے ہم بھی مجبور ہیں۔ باقی رہا اسکا یہ اعتراض۔ کہ سوائے قریش کے اور کوئی خلیفہ نہیں ہو سکتا۔ اور اسکی تائید میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کا قول نقل کرنا۔ سو پہلی تو اسے یہ سمجھنا چاہیے کہ خلافت کا تعلق مسلمانوں کی ذات تک محدود ہے۔ ایک شخص خلافت کا دعوی کرتا ہے یا اُسے خلافت تفویض ہوتی ہے۔ اور کل مسلمان یا مسلمانوں کا زیادہ حصہ اُسکی خلافت کو تسلیم کر لیتا ہے۔ تو اب یہ بحث ہی فضول ہے۔ کہ وہ شخص خلیفہ ہو سکتا تھا یا نہیں۔ تاہم اُسکے اطمینان کیلئے یہ بتا دیا جاتا ہے کہ مسلمان اوّل احکام قرآنی۔ پھر احادیث نبوی۔ اور بعد ازاں اپنے زمانہ کے اہل اجماع یا اہل الحل والعقد کے فیصلہ کو واجب التعمیل سمجھتے ہیں۔ قرآن شریف اور احادیث صحیحہ میں یہ کہیں درج نہیں کہ خلیفہ قریشی ہو۔ البتہ یہ درست ہے کہ آنحضرت (صلعم) کے وصال کے بعد تقرری خلیفہ پر جب جھگڑا ہوا۔ اور انصار نے چاہا کہ ایک خلیفہ ان میں سے ہو اور ایک مہاجرین میں سے۔ تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا تھا کہ "(بنظر حالت موجودہ و مصلحت وقت) خلیفہ کا قریش یعنی مہاجرین سے منتخب کرنا انسب ہے"۔ اس سے یہ منشا نہیں تھا کہ ہمیشہ خلیفہ قریشی النسل ہونا لازمی ہے کیونکہ اس خیال کی خود سرور کائنات (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اس حدیث "اسمعوا واطیعوا ولو ان علیکم عبد ذو زبیبہ" سے تکذیب ہوتی ہے۔ اور حضرت عمرؓ نے بھی اسموقعہ پر اُسکی تردید قریب حسب ذیل ارشاد فرمایا: "لو کان سالم مولی حذیفہ حیا لولیتہ" (اگر ہوتا سالم غلام حذیفہ کا زندہ تو میں اُسکو ولی بناتا) بہرکیف یہ دونوں قول صحابی کے ہیں۔ اور مذہب صحابی کا قابل حجت نہیں۔ یہ امر مسلمہ ہے کہ حضرت ابوبکرؓ کی تقرری اور نامزدگی اہل الحل والعقد کے فیصلہ اور کثرت رائے سے ہوئی تھی۔ اسی طرح ہر زمانہ میں مسلمانوں کو اپنا خلیفہ مقرر کرنیکا اختیار رہا۔ یہ عہدہ موروثی نہیں۔ اگرچہ خلافت راشدہ کے بعد بطور رواج وہ موروثی بنگیا ہے۔ تاہم متوفی خلیفہ کا

وارث نبوی تخت کے حاصل کرنے کے بعد جب تک اہل الحل والعقد سے منصب خلافت کو حاصل نہ کرلے تب تک وہ خلیفہ نہیں ہو سکتا چنانچہ عثمانیہ سلطان تخت پر بیٹھتے ہی خلیفہ نہیں ہو جاتا۔ بلکہ اس وقت ہوتا ہے جب مسجد ایوب انصاری میں علمائے اسلام یعنی اہل الرائے علماء اُسے بطور نشان عہدۂ خلافت تلوار عطا کریں۔ اس مجلس کا خلفاء راشدین کے وقت سے مقام مدینہ منورہ رہا۔ بنو امیہ کے وقت دمشق ہوا۔ وہاں سے بغداد منتقل ہوا۔ اسکے بعد قاہرہ ہوا۔ اور قاہرہ سے قسطنطنیہ بدلا۔ جو اب تک صدر مقام ہے۔ خلیفہ کیلئے قریشی النسل ہونیکی جو شرط سر ولیم میور نے پیش کی ہے اسکی تردید پانسو برس پیشتر ابن خلدون بالوضاحت کر چکا ہے۔ (دیکھو مقدمہ ابن خلدون صفحہ ۱۱۵) علاوہ بریں سر ولیم نے اپنی تصانیف میں جس مغالطہ دہی اور تعصب سے کام لیا ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں اور جناب سر سید خطبات احمدیہ میں اُنکی اچھی طرح قلعی کھول چکے ہیں ✦

ہمعصر مذکور کے اس بیان کی بھی غالباً مندرجہ بالا اقتباسات سے تردید ہو گئی ہو گی۔ کہ سلطان کو خود انکی سلطنت میں بھی شاذ و نادر بطور خلیفہ تصور کیا جاتا ہے۔ پھر بھی اگر اُسے زیادہ اطمینان کی ضرورت ہو تو جمعہ کے دن ممالک محروسہ کی کل جامع مساجد کی کیفیت ملاحظہ کرے کہ کروڑوں مسلمان کس جوش اخلاص سے اپنے خلیفہ کی ازدیاد عمر و جاہ کیلئے دعائیں مانگتے۔ اور ان میں خطبے پڑھے جاتے ہیں۔ اور بوقت حج بیت اللہ شریف میں ربع مسکون کے لاکھوں مسلمان قبائل عرب و قریش و شریف مکہ کس خلوص دل سے خطبہ میں خلیفۃ المسلمین کیلئے دعا خیر مانگے جانے پر نعرہ آمین آمین بلند کرتے ہیں ✦ اگر سول اخبار المؤید مصری مورخہ ۱۸-۱۹ ستمبر کو ملاحظہ کریں تو اُسے معلوم ہو جائیگا۔ کہ شیخ سنوسی تک کے ہر دو فرزند معہ اپنے سات کروڑ مریدوں کی جو عرب، مصر، شام، نوبیا، ممالک بار بری، سوڈان اور وسط افریقہ میں منتشر ہیں۔ اعلیٰ حضرت امیر المومنین عبد الحمید خان ثانی الغازی کے کیسے جاں نثار ہوا خواہ اور مخلص معتقد ہو گئے ہیں۔ شیخ سنوسی مرحوم غرب میں بڑا نامور بزرگ اور عالم باعمل ہوا ہے اُسکی وقعت کا اندازہ اُسکے مریدوں کی تعداد ہی سے بآسانی کیا جا سکتا ہے۔ وہ سلطان عبد المجید و عبد العزیز کی عیاشیوں کے باعث خلافت عثمانیہ سے نہایت ناراض تھے۔ اُسکے بعد اُسکے دونوں بیٹے جانشین ہوئے۔ جو سلطان عبد العزیز کے وقت تک اپنے والد کے قدم بقدم چلکر اس سے بروش بزرگانہ کبیدہ خاطر رہے۔ مگر جوں ہی خلیفہ حال مسند آرائے تخت خلافت ہوئے۔ وہ حضرت خلافت پناہی کی خوبیاں دیکھکر معہ اپنے مریدوں کے ان کے بندۂ فرمان ہو گئے ✦

باقی رہا مسلمانان ہندوستان کا اعتقاد۔ اسکی نسبت بھی گو کافی طور پر انہی اقتباسات سے اُسکی تشفی ہو سکتی ہے تاہم اس کے مزید اطمینان کیلئے اور اُسے یہ یقین دلانے کیواسطے کہ اسکی یہ مبتذل ہو کہ دہی کی کوششیں ہندوستان کے کسی جاہل سے جاہل اور خوشامدی سے خوشامدی مسلمان پر بھی اُسکے حسب مراد نہیں ہو سکتیں۔ ہم اُس کو ان مشتعلہ عرضداشتوں کے پڑھنے کی طرف متوجہ کرتے ہیں۔ جو ۱۸۷۷ء کے عالم آشوب اور پرخطر زمانہ میں جسکی آجکل کا زمانہ پوری نقل ہے۔ اہل اسلام بمبئی۔ کلکتہ و الہ آباد نے بحضور ملکہ معظمہ قیصرۂ ہند دام اقبالہا ارسال کی تھیں اور جو یہ ہیں

ؔ یہ نادر کتاب تین روپیہ قیمت پر حمیدیہ ایجنسی امرتسر سے مل سکتی ہے۔

نقل عرضی اہل اسلام بمبئی

بخدمت قوی شوکت جلالت شاہنشاہی ملکہ معظمہ انگلستان وشاہنشاہ ہندوستان کوئین وکٹوریا دام جلالہا وقام اقبالہا باسید آنکہ مراحم شاہنشاہی کی پسندیدہ خاطر انور ہو ؛۔

دفعہ اوّل - ہم دستخط کنندگان حسب ذیل آن ملکہ معظمہ کی مسلمان رعایا ساکن ممالک محروسہ ہند اس اپنی عرضداشت کو جو کل مذاہب اسلام کی ایک عام اجلاس سے جو شہر بمبئی میں منعقد ہوئی تہی - بالاتفاق قرار پائی ہے - آن ملکہ معظمہ کی تخت شاہنشاہی کے روبرو پیش کرنیکی اجازت اور درخواست چاہتے ہیں +

دفعہ دوم عرضداران ملکہ معظمہ پہلے ہی پہل اس امر کے ظاہر کرنیکے ملتجی ہیں - کہ آن ملکہ معظمہ کے وزراء دربارہ دولت عثمانیہ آجتک جس دوستانہ برتاؤ کو برقرار رکہنے اور نباہتے چلے آئے ہیں اس سے ہم ہندوستان کی مسلمان رعایا کو ایک غائت درجہ کی خاطر جمعی حاصل ہے - اور نیز جو امداد و مہربانی آن ملکہ معظمہ نے مطابق رواج قدیمہ سرکار انگلشیہ کے گذشتہ سالہا سال سے ٹرکی کی متعلق معیدا ور عمدہ تر مناسب جانکر سلطنت سنیہ عثمانیہ کیساتھ (جاری) فرمائی ہے لہذا عرضداران ملکہ معظمہ اپنا عاجزانہ شکریہ دل سے شکریہ ادا کرنیکا قابو ہاتھہ سے جانے نہیں دیسکتے +

دفعہ سوم لیکن نہائت غمگینی کیساتہہ تابعداران عرضداران ملکہ معظمہ کی سماعت میں آیا ہے کہ چند خود غرض ریاستوں نے بارادہ خلل اندازی دولت عثمانیہ اس دولت عالی کے عیبوں کو ایک نہائت مبالغہ کیساتہہ ظاہر کر کے اور نیز جا بجا ناواجب افعال کو اس (دولت عثمانیہ) سے منسوب کر کے جو جو بیجا کوششیں کی ہیں - اُنسے یونائیٹڈ کنگڈم میں آں ملکہ معظمہ کے چند عیسوی رعایا کے دلوں میں رفتہ رفتہ اثر ہوتا چلا ہے - اور آن ملکہ معظمہ کے وزرا نے جو دبردُو) حکمت عملی کا (آجتک) سلطنت ٹرک کے ساتہہ جاری رکہا ہے - اُسمیں تغیر و تبدل ہونیکی غرض سے انگلستان میں بڑی بڑی کوششیں ہو رہی ہیں +

دفعہ چہارم - پس اسمعاملہ کے متعلق عرضداران ملکہ معظمہ نہائت عاجزانہ طور سے گذارش کرتے ہیں کہ ہندوستان کی مسلمان رعایا کو ان سب معاملات کا کہ جن کو سلطنت روم سے تعلق ہے - نہائت درجہ کا خیال ہا ہے اور ہمیشہ رہتا چلا آیا ہے اور نیز وزرائے آں ملکہ معظمہ نے جو حکمت دربارِ سلطنت مذکورہ کو جاری رکہی ہے - اسکو بھی عرضداران بنظر تفکر و تشویق دیکہا کرتے ہیں اور نیز عرضداران آں ملکہ معظمہ گذارش کرتے ہیں کہ انہوں نے تا ایندم اگر اپنے خیالات دارادے اسمعاملہ کی بابت عام طور پر ظاہر نہیں کیئے ہیں تو اس لحاظ سے کہ آن ملکہ معظمہ کی کل ریاستوں کی کل رعایا اقوام مختلفہ کی ظاہری اعانت اور خوشنودی سے جس حکمت عملی پر آن ملکہ معظمہ کے وزرا کا آجتک عملدرآمد رہا - اسیطرح آئندہ رہنے کے بابمیں عرضداران آں ملکہ معظمہ کو ہمیشہ اطمینان رہا اور کوئی سبب (اسمیں) شک و شبہ کا نہیں پایا گیا۔

دفعہ پنجم مگر چونکہ فی الحال انگلستان میں جو گفتگو اور کارروائیاں ہوئیں اور بڑے جلسے جا بجا منعقد ہوئے ظاہراً

اس ایجیٹیشن کو انکی ذریعوں سے وہ ظلم و بیرحمی جو درباب بلگیریا باشی بوزکوں کی طرف عاید کیگئی ہے ظاہر کیجاوے - عرضداران
آن ملکہ معظمہ یوں خیال کرتے ہیں کہ حقیقتاً اُن کارروائیوں کو آن ملکہ معظمہ کے موجودہ وزراء کو معزول کرنے اور بایں نمط انکو
اہل اسلام کو یوروپ سے علیحدہ کرنے سے تعلق ہے - لہذا عرضداران آن ملکہ معظمہ یوں سمجھتے ہیں - کہ اُنکی کسیقدر زیادہ
خاموشی سے مبادا یہ سمجھا جاوے - کہ مسلمانان ہند اس امر سے نہایت بے پرواہیں - اور بایں لحاظ اپنے اوپر واجب بلکہ فرض
جانتے ہیں کہ بعجز و انکسار اپنے خیالات و منصوبوں کو جو درج عرضداشت ہذا ہوئے ہیں - آن ملکہ معظمہ کے پیش کریں
اس غرض سے کہ آن ملکہ معظمہ اسپر نظر کرم گستری ملاحظہ فرماویں +

دفعہ ششم تابعداران عرضگذاراں ملکہ معظمہ جب دیکھتے ہیں اور ضرور ساتھہ ایک فخر و اطمینان کے دیکھتے ہیں - کہ آن ملکہ
معظمہ نے فیاضانہ طور سے خطاب شاہنشاہی کا اختیار کرنیسے جو سر بسر مطابق مرضی رعایا ہند اور رواج قدیمہ کے ہے رعایاء ہند کو
ایک بڑی عزت بخشی اور اُنسے زیادہ تر تعلق بڑھایا ہے تب سے عرضداران کو ملکہ معظمہ کی نزدیکی حاصل کرنے اور خدمتیں عرضگذار
بننے میں دلیری حاصل ہوئی ہے - اور زیادہ تر خاطر جمعی یہ ہوئی ہے کہ انکی عرضداشت کیطرف آن ملکہ معظمہ فیاضانہ توجہ فرماوینگی +

دفعہ ہفتم لہذا عرضداران ملکہ معظمہ نہایت عاجزانہ اور مودبانہ طور سے امید کرتے ہیں - کہ آن ملکہ معظمہ ایسی حکمت عملی کو
جائز نہ رکھینگی کہ جسکے اثر سے سلطنت عثمانیہ جُدی جُدی حصوں میں منقسم ہو جاوے - یا اُسپر کسی طرح کا ضعف وارد ہو -
اولاً - اس لحاظ سے کہ آن ملکہ معظمہ کی سرکار اور سلطنت ترک کے مابین ایک مدت کثیر سے رشتہ اتحاد جاری ہے **ثانیاً** اسوجہہ سے
کہ کئی کروڑ مسلمان رعایائے ہند اور جتنی مختلف خلقت مسلمانوں کی اس جہان میں بستی ہے - اسمیں سے ایک بہت ہی بڑا حصہ کہ جسمیں چار کروڑ
سے زیادہ آن ملکہ معظمہ کی رعایا ہے وہ سب (اہل اسلام) سلطان معظم (خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ) کو اپنا پیشوا جانتے ہیں - **ثالثاً** اس جہت سے
کہ حال اضلاع روم میں جو آتش جنگ سلگی ہوئی ہے - وہ ایک سلطنت ترک کے خراجگذار رعیت کی بلا سبب معقول بھڑکائی ہوئی ہے اور جسکو ابتداً
خفیہ طور سے روسیوں نے برپا کیا - اور اب بھی اسکی دینے لڑائی کی ظاہری معاونت کر رہے ہیں (اس سے مطلب ہے کہ روسی) اپنے طمع آلود
ارادوں کو پورا کر سکیں - اور **رابعاً** اس لحاظ سے کہ جو خبریں علانیہ بیرحمی اور ظلم کی درباب بلگیریا کے پھیلی ہوئی ہیں - وہ بالکل
ایک طرفہ اور نہایت درجے مبالغہ آمیز ہیں - اور جسمیں سلطنت ترک کسیوجہ سے شامل نہیں ہے -

دفعہ ہشتم عرضداران آن ملکہ معظمہ کو بخوبی یقین ہے کہ جن خیالات اور ارادوں کو انہوں نے بذریعہ عرضداشت ہذا آن ملکہ معظمہ کے پیش
کرنیکی نہایت عاجزانہ طور سے جرات کی ہے (ان خیالات اور ارادوں) میں کل مسلمان رعایا ہند شریک ہیں - لہذا عرضداران خود
اپنی اور کل مسلمان باشندگان ہند کیطرف سے نہایت عاجزانہ اور مودبانہ گذارش کرتے ہیں کہ آن ملکہ معظمہ از روئے کرم گستری سلطنت روم سے
بھی دوست پروری اور ان معاملات میں) کنارہ کشی کا برتاو اجرا رکھیں کہ جسپر آن ملکہ معظمہ کے وزراء کا آجتک عملدرآمد رہا ہے
اور نیز (گذارش کرتے ہیں) کہ بسبب مبالغہ آمیز خبروں اور ملکہ معظمہ کے انگلستان کے چند عیسوی رعایا کی صلاح دینے کے جو کہ زمرہ وزرائے
موجودہ سے مخالف ہیں - آن ملکہ معظمہ حکمت عملی مندرجہ بالا میں تغیر و تبدیل نہ فرماویں اور ۱۸۵۶ء کے عہدوں میں مطابق دیگر ریاستوں

یہ جو کچھ سلطنت ترک کے استقلال کی فرمداری داخل ہے۔ اس عہدنامے کی صاف و صریح شرائط کے برخلاف سلطنت سنیہ عثمانیہ کو ضعف پہونچانے اور اسکو جدی جدی حصوں میں منقسم کرنیکے لئے روس سے شامل ہوئے ہیں۔ اور عرضداران آں ملکہ معظمہ ہند البلوغ وفادار رعایا کے خادمانہ ہمیشہ دست بدعا رہینگے +

آفتاب دولت و اقبال ہمیشہ تابان و درخشان رہے !! +

اقتباس از عرضی اہل اسلام کلکتہ

...... الغرض اس متبرک سلطنت مشرقی یعنے سلطنت علیہ روم کی بالفعل یہ کیفیت ہے جو مذکور ہوئی اور اس سلطنت کیساتھ تمام جہان کے تمام مسلمان بالطبع ہمدردی اور دلسوزی میں شریک ہیں۔ کیونکہ حضرت سلطان اعظم و شہنشاہ معظم خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ قاطبۂ اہل اسلام خادم حرمین شریفین و حامی دین اور عتبات عالیہ کے محافظ و امین ہیں جنکی قیام دولت اور بقائے سلطنت کیلئے جمہور اہل اسلام پر دعائے خیر کرنی لازم و واجب ہے۔ اور سب سے بڑھکے یہ بات ہے کہ مخالفت دین اسلام میں عیسائی ملکوں میں جو کچھہ جوش و خروش ہو رہے ہیں۔ اس سے ہمیشہ یہ کہ اہل اسلام ہر متنفس کے اطمینان دلی میں خلل آتا ہے۔ بلکہ تمام سلاطین اہل اسلام کو انکی اپنی اپنے حقوق و مقبوضات کے حفظ و سلامتی کے بارے میں اور تمام رعایا اہل اسلام کو (جس کسی جگہہ کی باشندے ہوں) انکی دین و مذہب کے باب میں عموماً انکی شرع شریف کی احکام کی ابقا اور نفاذ کے باب میں خصوصاً (جہاں جہاں کہ انکو اسقسم باتیں بخوبی حاصل ہیں) تشویش پیدا ہونیوالا ہے۔ ایسے نازک اور باریک وقت میں جبکہ لامحالہ بڑی بڑی دانا و نکی دانائی کام نہیں کرتی اور سلیم الفہم اور سلیم الطبع لوگوں کو بھی جوش تعصب مذہبی جادۂ اعتدال سے منحرف کر سکتا ہے اسیسے اثنا دولت حضور عالیہ کی رفتار نصفت شعار ایسی پسندیدہ اور ستودہ ہے۔ کہ تمام دنیا کے مسلمان اسکے منت پذیر اور شکر گذار ہیں۔ چونکہ ہندوستان کی مسلمانونکو بسبب اسکے کہ بذریعہ سفر حج و زیارت اور عموماً سیر و سیاحت کے۔ اور علی الخصوص حضور عالیہ کی حمایت اور دانش و تدبر ارکان سلطنت کی علاوہ کی ہوئی ڈاک اور تار برقی اور کاغذ اخبار کے ذریعہ سے صحیح خبریں جلد جلد پہونچنے کی سہولت و آسانی حاصل ہے اسلئے اہل اسلام کی اور اور ریاستوں کی رعایا کی نسبت یہ لوگ زیادہ تر رائے صحیح قرار دینے کی حیثیت و قابلیت رکھتے ہیں۔ پس ہم اسبات کو ہرگز بھول نہیں سکتے کہ قوم انگلش کی صلاح و مشورت و حمایت و اعانت کے سبب سے سالہائے دراز تک سلطنت سنیہ روم نے اپنے حقوق کو اطراف و جوانب کے غنیموں کی دست اندازی سے محفوظ و مصون رکھا ہے۔ یقین ہے جو مشکلات دولت سلطنت روم کو در پیش ہیں بلاشبہہ دفع ہو جائینگی۔ ہمکو بھروسا ہے کہ سلطنت انگلشیہ جسطرح برابر عمل کرتی آئی ہے اپنے قدیم شیوہ ائتلاف بین الاقوام کو مطمح نظر رکھکر اب بھی اسبات کی نہایت نگہداشت رکھیگی۔ کہ حضرت سلطان روم خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ اور ممالک بلقان کی مسلمانوں کے حق میں (اگر رعایت ہی ہو) تو کوئی امر خلاف بیوہ انصاف پرستی اور راستبازی نہ ہونے پائے +

نقل عرضی اہل اسلام الہ آباد

"ہم اہل اسلام رعایا ملکۂ عالیہ جو بود و باش اس ملک میں زیر حکومت جناب ملکہ ممدوحہ کی رکھتے ہیں عہد بعہد وفادار و لائق رکین

سلطنت مذکور کی کارروائیوں کا جو حکمت عملیوں سے دربارہ نفع سلطنت ترکی روم خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ کی ہوئی ہیں دلی شکریہ ادا کرتے ہیں اور ہم جانتے ہیں کہ ایسی عمدہ طبایع اور فضائل کے لوگ اکثر انگلستان میں ہیں جو ہم رعایا سلطان ممدوح کی دل آزاری اور خاطر شکنی کو سراسر مذموم اور بڑا ظلم سمجھتے ہیں۔ اگرچہ بعض وحشی درندہ خونخوار بدنامی ملک و حکومت کے خواستگار نا عاقبت اندیش بھی ہیں حالانکہ ساری دنیا اس کیفیت سے خوب واقف ہے کہ سلطنت ترکی روم ایک مذہبی سلطنت ہے اور سلطان تمام ان ملکوں کے سلطان ہیں جہاں مسلمان ہیں یعنی تقریباً تمام ایشیا اور افریقہ اور اس حصہ یورپ کے جہاں کہ وہ حکمران ہیں۔ پس ساری دنیا کے مسلمان سلطان پر جان نثار ہیں سلطان کی بدخواہی اور ضرر رسانی میں ساری مسلمانوں کی بدخواہی اور مخالفت و دشمنی ہے وہ لوگ جو سلطان کو امام دین اور خلیفہ اور پیشوا جانتے ہیں۔ کیونکر انکی نقصان اور ضرر پر تحمل اور سکوت کرینگے۔ نہیں ہرگز نہیں۔ سلطان کو ضرر و نقصان کبھی انہیں ساری دنیا کی مسلمانوں کو مسلح ہونا پڑیگا اور انکی دشمنوں سے دشمنی کرنی پڑیگی۔ اسلئے ہم اپنی دانا گورنمنٹ جناب ملکہ عالیہ کے اراکین سے التجا کرتے ہیں۔ کہ وحشی رندوں عاقبت اندیشوں کے اصوات ناپسندیدہ کی سماعت نفرما دیں۔ اور ہم دل شکستوں کی دلشکنی گوارا نکریں اور اپنی قدیم حکمت عملی پر قایم رہیں تاکہ انکو خوش اور کامیاب رکھے غیر قوموں میں سے بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں۔ کہ اگر ترکی روم کی سلطنت سراسر اسلامی ہوتی تو جنگ کریمیا وغیرہ میں عام مسلمان کیوں سکوت کرتے؟ یہ خیالات انکی بیہودہ و باطل ہیں۔ شاید آثار و حرکات زمانہ کی ادراک سے بے بہرہ ہیں۔ چلیے ہی تو سر بہ نیزہ اٹھایا اور اسکی سرکوبی ہوئی تھی۔ فرنگستان سے کیوں نہ مزاحمت و مداخلت کی۔ وہاں اب قومی پولیٹکل کارروائیاں بڑھتی جاتی ہیں اور یورپ ہی میں چلی ہے۔ جس سے ایشیا و افریقہ کے میدان میں طوفان اٹھا ہے۔ روسیوں نے تو قند و وسط ایشیا میں جو کچھ کیا اور کرتے ہیں یہی کونسے مشرقی یورپ اور افریقہ میں کیا۔"

سول کوان عرضداشتوں سے معلوم ہو گیا ہوگا کہ سلطان گوتاری النسل ہیں مگر ہندوستان کے تمام مسلمان (باستثنائے اہل تشیع جو خلافت کے قایل ہی نہیں۔ اور اسی لئے ہندوستان کی تقریباً پونے چھ کروڑ مسلمانوں سے فقط پانچ کروڑ مسلمانوں کو معتقد خلافت عثمانیہ لکھا جاتا ہے) ضرور انکو اپنا مذہبی پیشوا سمجھتے ہیں۔ ایسی صورت میں یہاں کی اینگلو انڈین یا دیگر ہندو انگریزی اخبارات کا سلطان المعظم کو ظالم۔ عفریت فرضی پیشوا وغیرہ وغیرہ مکروہ ناموں سے مخاطب کرکے مسلمانان ہند کی دل کو دکھانا حسبقدر خلاف مصلحت ہے وہ محتاج بیان نہیں ان ناعاقبت اندیشوں کو خود ترکوں سے تہذیب و انسانیت سیکھنا چاہیے کہ وہ بمصداق اذا خاطبهم الجاهلون قالوا سلاما نہ صرف سب و شتم سے محترز رہتے ہیں بلکہ اپنے مخالفین اور اعدا کو الزامی جواب دینا بھی آداب شرافت سے بعید سمجھتے ہیں جیسا کہ مصری گورنمنٹ نے دو اخبارات الوقت و المنیر کو ملکہ معظمہ کی شان میں نامناسب کلمات لکھنے کی پاداش میں بند اور انکے ایڈیٹروں کو سزائے قید مع جرمانہ دیکر اسلامی شرافت و تہذیب کا سچا نقشہ دنیا کے سامنے کھینچدیا ہے۔

گورنمنٹ انگلشیہ اگر بعض پولیٹکل وجوہات سے ترکی کے ساتھ بگاڑ کرنا چاہتی ہے تو مسلمانان ہند اسکو اس ارادہ سے باز نہیں رکھ سکتے مگر تاہم یہاں کے اخبارات کو یہ کبھی فراموش نہیں کرنا چاہیے کہ ملک میں امن قایم رکھنا اور کسی جماعت کی دل آزاری نہ کرنا انکا پہلا فرض ہے۔ جو کچھ وقوع میں آنا ہے وہ کبھی ٹل نہیں سکتا پھر فضول بد زبانی اور تحریری بحثوں سے دل آزاری کا کیا فائدہ۔ ہم امید کرتے ہیں کہ سول جیسے معزز پرچہ میں اس گندہ و مکروہ مضمون کے شایع ہونیکو تمام دور اندیش دانا یورپین اور اینگلو انڈین صاحبان نے بھی بنظر استحسان نہیں دیکھا ہوگا

اور آئندہ وہ زبانی ہی بچنے کے علاوہ خالص اسلامی مسائل کی بلا واقفیت تامہ بینیتی سے جرح قدح کرنیکی غلطی کریگا۔ اُسے یہ بھی سمجھ رکھنا چاہیئے کہ انگلستان یا کوئی اور عیسائی سلطنت خواہ سکے ماتحت کروڑوں مسلمان رعایا ہو کبھی اسلامی سلطنت نہیں ہو سکتی یا کہلا سکتی۔ بلکہ ان کے تحت مسلمان رعایا ہائش بھی صرف اسحالت میں کہہ سکتی ہے جبکہ وہ گورنمنٹ انکو پوری مذہبی آزادی دے اور دوسرونکے حملوں سے اس آزادی کو محفوظ رکھے۔ گورنمنٹ انگلشیہ نے اسکو ملحوظ رکھا اور اسلئے ایک مقبوضات ہندوستان کو بجائے دار الحرب کے دار الاسلام قرار دیا گیا اور یہ حالت مذہب اسلام کیطرف سے ایسی عائد نہیں ہے جس کی بیقدری کیجائے۔ مگر کہ نا اندیشی اور تعصب مذہبی ایک ایسی بری بلا ہے کہ اسنے اکثر اینگلو انڈین صاحبان کی آنکھوں پر پٹی باندھ دی ایسے بد اندیش لوگ اس بات کا خیال ہی نہیں کرتے کہ انکی زہر آلود تقریر و تحریر کا اثر مسلمانوں کے دلپر کیا بدگمانیاں پیدا کریگا۔ وہ یہ نہیں سمجھتے کہ کروڑوں مسلمان جو ہندوستان میں بسایہ عاطفت جناب جہد دام اقبالہا آباد ہیں۔ ہر طرف نیام سلطنت کیلئے اسطرح دست بدعا ہیں اور علیا حضرت قیصرہ ہند کو دلی جان نثار ہیں ایسے مذہبی اور دینی خلیفہ وقت کی برخلاف کلمات نا ملائم یا ناشائستہ سنکر کسقدر ملول ہونگے اگر ان مفارت لو امن کی نیت ہو تو سہی۔ مگر خود غرضی جو انکی خمیر میں موجود ہے کیا وہ بھی انکو اس زیدہ مہی سے باز نہیں کہہ سکتی۔ یا مسلمانوں کو علانیہ چھیڑ چھیڑ کے یہ لوگ اس خادم دین اور بہی خواہی سلطنت کے راستہ سے گمراہ کرنیکی کوششوں کیطرف مائل نہیں ہیں؟ کیا ان لوگو کو مسلمان دالبان ملک شل امیر صاحب کابل وغیرہ کی دلشکنی کا بھی خیال نہیں آتا۔ کہ حضرت خلیفۃ المسلمین کی شان میں ہیچ کلمات زبان نکالتے ہوئے بھی یہ سب جانتے اور سمجھتے ہیں مگر ہمیں اندیشہ ہے تو یہ ہے کہ یہ لوگ عمداً دارا دتا ملک میں بد امنی پھیلانیکی کوشش میں نے حکمت عملی سمجھتے ہیں

سول اینڈ ملٹری گزٹ کے لیڈر لکھنے والے کی طرف ہندوستان کے مسلمانوں کی دلشکنی کر کے کہ جو ہوگی وہ تو ہوگی۔ مگر سرحدی مسلمان جو اسے کافر سمجھتے ہیں۔ اسلئے تو ہی کو ایک کافر کیچہ سمان اور دشمن اسلام مجذوب کی بڑ سے زیادہ وقعت کے قابل نہیں سمجھینگے۔ اخیر میں ہم مسلمانان مدراس کو مبارکباد کہتے ہیں کہ انہوں نے کل مسلمانان ہندوستان کی وکالت کی ہے اور علیا حضرت ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کی خیر خواہی کے خیال سے وہ کام کیا ہے جسکے واسطے کل مسلمانان دنیا کو ان کا شکریہ ادا کرنا چاہیئے ٭

تمت بالخیر

نوٹ:۔ جس کتاب پر مصنف کے قلمی انگریزی دستخط اور جسپر اکیشی کی مہر ثبت نہو وہ مال مسروقہ ہوگی۔ اور ایسی کتاب کے پتہ دینے والے کو معقول انعام دیا جائیگا اور شکریہ ادا کیا جائیگا۔ (محمد انشاء اللہ ایڈیٹر وطن)

محاربات پلیونا اور جنگ روم و روس ۔ یہ کتاب ایک انگریز نوجوان نے جو ۱۸۷۷ء میں سترہ برس کی عمر میں بطور والنٹیر عساکر عثمانیہ میں
داخل ہو کر غازی عثمان پاشا اسیر پلیونا کی ماتحت پلیونا کی قیامت تک رہنے والے مصائب میں شریک رہا تھا ۱۸۹۵ء میں بزبان انگریزی تحریر کی تھی
اس کتاب کا ترجمہ ابنائے ملک کو ان معرکوں کے مفصل حالات سے آگاہ کرنے کیلئے اردو زبان میں کیا گیا ہے اور حسب ضرورت جابجا حواشی بھی شامل کر دیئے
گئے ہیں ۔ مزید براں پلیونا کی چاروں محاربوں کے رنگین نقشے بھی لگے ہیں فوجی اصحاب کو اس کتاب کا مطالعہ اپنے پروفیشن اور فوجی علم و فنون میں
کامل مہارت حاصل کرنے کیلئے نہایت مفید ثابت ہوگا چنانچہ انگریزی کتاب کو اس لحاظ سے تمام فوجی مبصرین نے قابل
سند قرار دیا ہے اور یہی رائے چند دن ہوئے اخبار پاونیر نے ظاہر کی تھی ۔ عام شائقین کو اسکے مطالعہ سے جدال و قتال اور فن معرکہ آرائی کے
موجودہ اصول و فروع اور طریق مدافعت و فوجکشی وغیرہ کے متعلق عام واقفیت ہوگی جو انہیں عام محاربوں کے حالات اور جنگی خبروں کے
سمجھنے میں بہت مدد دیگی ۔ محاربات تھسلی کی نسبت بھی جو تاریخی لحاظ سے نہایت دلچسپ معلومات دینے کے علاوہ ایک اعلےٰ پایہ کے
جرمن فوجی افسر کی تحریر پر مشتمل ہے ۔ یہ ریمارک بالکل درست ثابت ہوگا ۔ کتاب کے تین حصے ہیں ۔ اسکے دوسرے ایڈیشن میں غازی
عثمان پاشا مرحوم کی وفات حسرت آیات ۔ قومی و ملکی خدمات اور حالات زندگی کی مختصر کیفیت بھی مع متعدد تصاویر
کے ایزاد کر دی گئی ہے ۔ نیز غازی مرحوم کے نائب مارشل **طاہر پاشا** مرحوم کی مجمل سوانحعمری مع تصویر ۔ اس ایزادی سے کتاب
میں تصویروں کے علاوہ ساٹھ صفحہ کے قریب مضمون زیادہ ہوگیا ہے ۔ قیمت وہی رکھی گئی ہے جو پہلے ایڈیشن کی تھی یعنی فی حصہ ایک روپیہ ایک آنہ (اعہ)

محاربات تھسلی یعنی مکمل تاریخ جنگ روم و یونان ۱۸۹۷ء ۔ اسمیں ایک جرمن سٹاف افسر کی تاریخ کارزار
روم و یونان اور ترکوں کے مشہور خیرخواہ اور صادق دوست سر الشمیڈ بارٹلٹ صاحب ممبر پارلیمنٹ انگلستان کی کتاب معرکہ ہائے
تھسلی کا پورا ترجمہ دینے کے علاوہ مؤلف نے جابجا اپنی ذاتی واقفیت سے حواشی اور ضمیمے ایزاد کر دیئے ہیں اور کئی اور مضمون بھی جو محاربات
سے متعلق تھے شرح و بسط کے ساتھ شامل کر دیئے گئے ہیں مضمون ایسا مسلسل اور سلیس ہے کہ پڑھنے والا میدان جنگ کا سماں
دیکھ رہا ہے ۔ ترکی پاشاؤں اور جلیل القدر افسروں کی تصویریں اور متعدد نقشے بھی کتاب میں درج کر دیئے گئے ہیں ۔ ۱۸۹۸ء کے
محاربات سوڈان و مصر اور ۱۸۹۷ء کے سرحدی محاربات **تیراہ و مہمند** وغیرہ کا حال بھی ضمناً لکھا گیا ہے ۔ حجم
ایکہزار صفحہ ۔ کتاب کے تین حصے ہیں ۔ **قیمت** فی حصہ ایک روپیہ پانچ آنہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ (۵عہ)

تاریخ مراکو و مغرب الاقصےٰ :۔ اس کتاب میں اسلامی دنیا کے مغربی حصہ حصین کی جسکے متعلق ابتک اردو میں
کوئی کتاب موجود نہیں ہے ۔ ابتدائی زمانہ سے لیکر اسوقت تک کی سلسلہ وار مفصل تاریخ کے علاوہ موجودہ پولٹیکل تمدنی اور ملکی اور
جغرافی کیفیت شرح سے لکھی گئی ہے اور ساتھ ہی تمام عرب و یورپین مورخین اور انکی تصنیفات کی جامع فہرست مع مختصر
سوانحعمریوں کے اضافہ کی گئی ہے ۔ تین حصوں میں ۔ **قیمت** فی حصہ ایک روپیہ ایک آنہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ (اعہ)

ترکی زبان سیکھنے کی کتاب :۔ اسکے مطالعہ سے وہ شخص جو تھوڑی سی لیاقت عربی میں رکھتا ہو ترکی زبان
تھوڑے عرصہ میں بآسانی سیکھ سکتا ہے ۔ مطبوعہ استنبول ۔ **قیمت** ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ (سے)